سلسلة خدمة الحديث النبوي 8

مَنْ يُطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ النساء ٨٠

مُسند
اسحٰق بن راہویہ

تالیف

امام الائمۃ ابو یعقوب اسحٰق بن ابراہیم بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۲۳۸ھ

ترجمہ

ابو انس محمد سرور گوہر

تخریج وفوائد

حافظ عبدالشکور ترمذی حافظ محمد فہد

نظرِ ثانی

پروفیسر عدیل الرحمٰن

تقدیم

شیخ الحدیث عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ



انصار السُنّہ پبلیکیشنز لاہور

برائے ایصال ثواب

کتاب ہذا کی طباعت کے ابتدائی مصارف چوہدری شہزاد وحید صاحب نے اپنی والدہ مرحومہ کے ایصالِ ثواب کے لیے اُٹھائے ہیں۔ قارئین سے گزارش ہے کہ وہ اپنی نیک دعاؤں میں ان کی والدہ مرحومہ کے درجات کی بلندی کی دعا فرمائیں۔ (آمین)

(ادارہ)

فہرست

مسند اسحاق بن راہویہ

تقدیم

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد الأنبياء والمرسلين، وعلى آله وصحبه وسلم، أما بعد!

قرآن مجید لاریب کتاب ہے، جسے لوگوں کی رشد و ہدایت کے لیے نازل کیا گیا:

﴿ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ﴾ (البقرة: ١)

''اس کتاب میں کوئی شک وشبہ نہیں، اللہ سے ڈرنے والوں کی رہنمائی کرتی ہے۔''

قرآن مجید ایک واضح اور کھلی کتاب ہے، اس میں کوئی غموض وخفا نہیں ہے:

﴿حٰمٓ ○ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ○﴾

(حم السجده: ١ تا ٣)

''حم، یہ کتاب نہایت مہربان، بے حد رحم کرنے والے کی طرف سے نازل کردہ ہے۔ یہ ایک ایسی کتاب ہے جس کی آیتیں واضح کر دی گئی ہیں، عربی قرآن ہے، اُن لوگوں کے لیے جو علم رکھتے ہیں۔''

قرآن مجید کے بعد مسلمانوں کا اصل دارومدار ان احادیث نبویہ پر ہے جو رسول اللہ ﷺ کے واسطہ سے صحیح اور مستند طریق پر ان تک پہنچی ہیں۔ قرآنِ مجید میں جو اصول وکلیات، بنیادی تعلیمات و ہدایات اور مجمل احکام بیان کیے گئے ہیں رسول اللہ ﷺ نے اپنے اقوال واعمال کے ذریعہ ان کی تشریح وتفصیل اور تفسیر بیان فرمائی ہے:

﴿وَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ﴾ (النحل: ٤٤)

''اور آپ پر ہم نے قرآن نازل کیا ہے، تاکہ لوگوں کے لیے جو کچھ نازل کیا گیا ہے، اسے آپ ان کے لیے کھول کر بیان کر دیجیے۔''

ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿وَ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِى اخْتَلَفُوْا فِيْهِ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ○﴾

(النحل: ٤٤)

''اور ہم نے آپ پر کتاب اس لیے نازل کی ہے تاکہ آپ ان کے آپس کے اختلاف کھول کر بیان کر دیں، اور وہ کتاب ان لوگوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے جو اللہ پر ایمان رکھتے ہیں۔''

یہ تبیین اور تشریح آپ اپنی طرف سے نہیں کرتے تھے، آپ جو کچھ کہتے تھے، یا جو حکم بھی دیتے تھے، وہ درحقیقت وحی ہوتی تھی جو آپ پر نازل کی جاتی تھی۔

﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰىo اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰىo﴾ (النجم : ۳ تا ٤)

''اور آپ اپنی خواہش سے بات نہیں کرتے، بلکہ وہ تو وحی ہے جو آپ پر نازل کی جاتی ہے۔''

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر دو قسم کی وحی نازل کی اور دونوں پر ایمان لانا اور جو کچھ ان دونوں میں ہے اس پر عمل کرنا واجب قرار دیا ہے، اور وہ دونوں قرآن وحکمت ہیں...... کتاب تو قرآن ہے اور حکمت سے باجماع سلف سنت مراد ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے حاصل کر کے جو خبر دی اور اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے جو خبر دی دونوں واجب التصدیق ہونے میں یکساں ہیں۔ یہ اہل اسلام کا بنیادی اور اتفاقی مسئلہ ہے۔ اس کا انکار وہی کرے گا جو ان میں سے نہیں ہے، خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ''مجھے کتاب دی گئی ہے اور اس کے ساتھ اسی کے مثل ایک اور چیز بھی دی گئی ہے یعنی سنت۔'' (کتاب الروح، ص:۹۲)

حدیث شریف کے الفاظ کچھ یوں ہیں:

((اَ لَا اِنِّیْ اُوْتِیْتُ الْقُرْآنَ وَمِثْلَهٗ مَعَهٗ.))①

''خبردار! مجھے قرآن اور اس جیسی اس کے ساتھ اور چیز بھی دی گئی ہے۔''

لہٰذا آپ کے تمام احکام واجب التعمیل ہیں، اس فہم نبوت اور وحی سے مستنبط احکام کو قرآن مجید نے حکمت سے تعبیر کیا ہے:

﴿وَ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَ كَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا﴾ (النساء : ۱۱۳)

''اور اللہ نے آپ پر کتاب وحکمت اتاری ہے اور جو آپ نہیں جانتے تھے وہ آپ کو سکھایا ہے، اور آپ پر اللہ کا بڑا فضل تھا۔''

اللہ عزوجل نے اہل اسلام پر یہ احسان جتایا ہے کہ اُس نے انہیں کتاب کے ساتھ حکمت دی اور قرآن کے ساتھ سنت عطا فرمائی:

﴿وَ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ مَاۤ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَ الْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ﴾ (البقرة : ۲۳۱)

''اور اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو اور قرآن وسنت کو یاد کرو جو اس نے تم پر اتارا ہے، جس کے ذریعے

---

① مسند أحمد : ٤٠/ ١٣٠ ـ صحيح ابن حبان ، رقم : ٢ .

تمہیں نصیحت کرتا ہے۔''

رسول اللہ ﷺ کے ذمہ صرف آیاتِ قرآنی کی تلاوت وتبلیغ نہیں بلکہ مسلمانوں کی تعلیم وتزکیہ بھی تھا اور آپ ان کو کتاب اللہ کے ساتھ ساتھ حکمت کی تعلیم بھی دیتے تھے:

﴿هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ﴾ (الجمعه :۲)

''اُسی (ذاتِ باری تعالیٰ) نے اَن پڑھ لوگوں میں انہی میں سے ایک رسول کو مبعوث کیا، جو انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتے ہیں اور انہیں (کفر وشرک کی آلائشوں سے) پاک کرتے ہیں اور انہیں قرآن وسنت کی تعلیم دیتے ہیں، بے شک وہ لوگ اُن کی بعثت سے قبل صریح گمراہی میں مبتلا تھے۔''

یہ حکمت رسول اللہ ﷺ کے اقوال وافعال ہیں، لہٰذا وہ بھی مسلمانوں کے لیے واجب العمل ہیں:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (الاحزاب : ۲۱)

''فی الحقیقت تم مسلمانوں کے لیے رسول اللہ کا قول وعمل ایک بہترین نمونہ ہے۔''

یہی وجہ ہے قرآن مجید میں اللہ کی اطاعت کے ساتھ ساتھ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی بھی تاکید ہے اور بہت سی آیات میں اطیعوا اللّٰہ کے ساتھ اطیعوا الرسول کا بھی حکم ہے۔ سورۃ آل عمران میں ارشاد فرمایا:

﴿وَ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾ (آل عمران : ۱۳۲)

''اور اللہ اور رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔''

اور سورۃ محمد میں ارشاد فرمایا:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْۤا اَعْمَالَكُمْ﴾ (محمد : ۳۳)

''اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال برباد نہ کرو۔''

یہ بات ظاہر و باہر ہے کہ اطاعت نام ہے کسی حکم کی تعمیل کا، یعنی رسول اللہ ﷺ جو حکم دیں اس کی تعمیل اور جس پر عمل کریں اس پر عمل کیا جائے، اسی کا نام حدیث وسنت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت عین اللہ کی اطاعت اور رسول کی نافرمانی اللہ کی نافرمانی ہے: ﴿مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾ (النساء : ۸۰) ''جس نے رسول کی اطاعت کی اُس نے اللہ کی اطاعت کی۔''

اور رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ اَطَاعَنِیْ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ عَصَی اللّٰہَ .))[1]

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الامارة، باب وجوب طاعة الأمير فى غير المعصية وتحريمها فى المعصية.

''جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی، اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔''

اطاعت کے ان احکام میں رسول اللہ ﷺ کے وہ تمام اقوال و افعال داخل ہیں جو آپ نے دُنیا کے باشندوں کی تعلیم و تربیت کے سلسلہ میں ارشاد فرمائے یا ان پر عمل کیا، لہٰذا کتاب اللہ کے بعد ان کی حیثیت بھی قانون کی ہے اور وہ مسلمانوں کے لیے کتاب اللہ ہی کی طرح واجب التعمیل ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا﴾ (الاحزاب : ٣٦)

''اور جب اللہ اور اس کا رسول کسی معاملے میں فیصلہ کر دیں تو کسی مسلمان مرد اور عورت کے لیے اس بارے میں کوئی اور فیصلہ قبول کرنے کا اختیار باقی نہیں رہتا اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا وہ کھلی گمراہی میں مبتلا ہو جائے گا۔''

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ آیت میں مذکور حکم تمام امور کو شامل ہے، یعنی کسی بھی معاملے میں جب اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم صادر ہو جائے تو کسی کے لیے بھی اس کی مخالفت جائز نہیں اور نہ کسی کے قول یا رائے کی کوئی حیثیت باقی رہ جاتی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ النساء میں فرمایا ہے: ﴿فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا٥﴾ (النساء : ٦٥) ''آپ کے رب کی قسم! وہ لوگ مومن نہیں ہو سکتے جب تک آپ کو اپنے اختلافی امور میں اپنا فیصل نہ مان لیں، پھر آپ کے فیصلہ کے بارے میں اپنے دلوں میں کوئی تکلیف نہ محسوس کریں اور پورے طور سے اسے تسلیم کر لیں۔''

(تفسیر ابن کثیر، تحت الآیۃ)

پس معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے تمام اقوال و اعمال مسلمانوں کے لیے واجب العمل ہیں، اور جس طرح قرآن مجید کے اوامر و نواہی کا ماننا ان کے لیے ضروری ہے اسی طرح رسول کے اوامر و نواہی کا بھی، چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾ (الحشر : ٧)

''اور جو تمھیں رسول دیں اس کو لے لو اور جس سے تمھیں روکیں اس سے رک جاؤ۔''

اور رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَا نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ فَاجْتَنِبُوْهُ وَمَا اَمَرْتُكُمْ بِهِ فَافْعَلُوْهُ .))[1]

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب توقیرہ ﷺ.

''میں جس چیز سے تمھیں منع کر دوں اس سے رک جاؤ اور جس چیز کا تمھیں حکم دوں اس کو اختیار کرو۔''

اس لیے مسلمانوں کا اصل سرمایہ اور راس المال یہی دونوں چیزیں ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((تَرَكْتُ فِيْكُمْ اَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا ، كِتَابُ اللّٰهِ ، وَسُنَّةُ رَسُوْلِهِ .)) ①

''میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، جب تک ان دونوں کو مضبوطی سے تھامے رکھو گے کبھی گمراہ نہیں ہوگے، وہ دو چیزیں ہیں: اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت۔''

جناب ایوب سختیانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اِذَا حَدَّثْتَ الرَّجُلَ بِالسُّنَّةِ فَقَالَ: دَعْنَا مِنْ هٰذَا وَحَدِّثْنَا مِنَ الْقُرْآنِ فَاعْلَمْ اَنَّهٗ ضَالٌّ مُضِلٌّ . " ②

''جب آپ کسی شخص کو سنت نبوی بیان کریں اور وہ کہے کہ سنت کو رہنے دیں، ہمیں قرآن سے مسائل بیان کریں تو جان لو کہ وہ شخص خود گمراہ ہے اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا ہے۔''

درحقیقت اسلام کی پوری عمارت قرآن مجید اور احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر قائم ہے، وہ قرآن مجید کی تفسیر بھی ہے، اُس کے اجمال کی تفصیل بھی، اس کے کلی احکام سے جزئیات کی تفریع بھی اور اسلام کے قرن اول کی تاریخ بھی، اس کے بغیر اسلام کی تعلیم اور اس کی ابتدائی تاریخ کے بہت سے اوراق سادہ رہ جاتے ہیں، اسلام کے ارکانِ خمسہ، توحید، نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کے تفصیلی احکام بھی نہیں معلوم ہو سکتے ہیں اور نہ ان کو حدیث کی مدد کے بغیر سمجھا اور ادا کیا جا سکتا ہے، ان کے صرف کلی احکام قرآنِ مجید میں ہیں، ان کی تفصیل حدیث وسنت سے معلوم ہوتی ہے، یہی حال اکثر اوامر ونواہی اور حلال وحرام کا ہے۔

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ لَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَ هُمْ مُّهْتَدُوْنَ﴾ (الانعام : ۸۲) ''وہ لوگ جنہوں نے اپنے ایمان میں ظلم کو شامل نہیں کیا، انہی کے لیے امن ہے اور وہی ہدایت یافتہ ہیں۔'' تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پریشان ہوگئے، اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم میں سے کون ہے جس نے کوئی ظلم نہ کیا ہو؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آیت میں ظلم سے مراد شرک ہے؟ کیا تم نے لقمان (علیہ السلام) کی اپنے بیٹے کو نصیحت نہیں سنی کہ انہوں نے کہا: ﴿لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ﴾ (لقمان : ۱۳) ''اے میرے بیٹے! اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ، کیونکہ شرک ظلم عظیم ہے۔'' ③

---

① مؤطا امام مالك ، كتاب القدر ، باب النهى عن القول بالقدر ، رقم : ٣۔ مستدرك حاكم : ١/ ٩٣ ، رقم : ٣٢٤ .

② مفتاح الجنة ، ص : ٣٥ .

③ صحيح بخارى ، كتاب احاديث الانبياء ، رقم : ٣٣٦٠۔ سنن ترمذى ، رقم : ٢٤٢٥ .

رسول اللہ ﷺ کی بعثت، اسلام کا ظہور، اس کی تبلیغ، اس کی راہ میں صعوبتیں،، غزوات، اسلام کا غلبہ و اقتدار، حکومت الٰہیہ کا قیام، اس کا نظام، رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ طیبہ اور آپ کی سیرت معلوم کرنے کا ذریعہ صرف حدیث و سنت ہے، اگر اس کو نظر انداز کر دیا جائے تو اسلام کی بہت سی تعلیمات اور تاریخ اسلام کے بہت سے گوشے مخفی رہ جائیں گے، اس لیے احادیث نبویہ اسلام اور اسلامی تاریخ کا بڑا قیمتی سرمایہ ہیں اور اس پر ان کی عمارت قائم ہے، اس لیے خود رسول اللہ ﷺ نے ان کی روایت و اشاعت کا حکم دیا ہے۔

((تَسْمَعُوْنَ مِنِّیْ وَیُسْمَعُ مِنْکُمْ، وَیُسْمَعُ مِمَّنْ یَسْمَعُ مِنْکُمْ.))①

''تم لوگ مجھ سے سنتے ہو، دوسرے لوگ تم سے سنا کریں گے اور پھر ان سے اور لوگ سنیں گے اور پھر ان سے اور لوگ سنیں گے۔''

مبلغِ حدیث کے لیے بڑی دلربا، دلفریب، دلکش اور دل کو برودت پہنچانے والی عظیم دعا فرمائی ہے:

((نَضَّرَ اللّٰهُ عَبْدًا سَمِعَ مَقَالَتِیْ فَوَعَاهَا، ثُمَّ اَدَّاهَا إِلٰی مَنْ لَمْ یَسْمَعْهَا.))②

''اللہ تعالیٰ اس شخص کے چہرے کو رونق اور روشنی عطا فرمائے، جس نے میری بات سنی، اور پھر یاد رکھی، اور پھر وہ بات اس شخص تک پہنچا دی، جس نے اسے نہیں سنا۔''

آپ ﷺ نے حدیثوں کی کتابت کا بھی حکم دیا اور بعض لوگوں کے لیے حدیثیں لکھوائیں بھی:

((اُكْتُبْ فَوَ الَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهِ، مَا یَخْرُجُ مِنْهُ اِلَّا حَقٌّ.))③

''تم لکھا کرو، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میری زبان سے حق کے سوا کچھ نہیں نکلتا۔''

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((قَیِّدُوْا الْعِلْمَ بِالْكِتَابِ...... .))④

''علم کو لکھ کر محفوظ کرلو۔''

---

① سنن ابوداؤد، کتاب العلم، رقم: ٣٦٥٩۔ سلسلة الاحاديث الصحيحة، رقم: ١٧٨٤.

② شرف أصحاب الحديث للخطيب، رقم: ٢٠۔ موافقة الخبر الخبر للحافظ ابن حجر: ١/ ٣٧١۔ وقال: هذا الحديث صحيح المتن.

③ سنن ابوداؤد، كتاب العلم، رقم: ٣٦٤٦۔ مسند أحمد: ١/ ١٦٢۔ مستدرك حاكم: ١/ ١٠٥۔ سلسلة الصحيحة، رقم: ١٠٣٢.

④ صحيح الجامع الصغير، رقم: ٤٤٣٤۔ سلسلة الصحيحة، رقم: ٢٠٢٦.

انسانی تاریخ میں بنیادی حقوق کے تحفظ اور عملی نفاذ کے حوالے سے خطبہ حجۃ الوداع کو کلیدی حیثیت حاصل ہے جو بنیادی حقوق کی سب سے اوّلین اور اہم ترین دستوری دستاویز اور آئینی چارٹر ہے، اُسے بیان کرنے کے بعد رسولِ معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ((فَـلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ .)) ① ''جو لوگ موجود ہیں، وہ اُن لوگوں تک ان احکام کو پہنچا دیں جو یہاں موجود نہیں ہیں۔''

آنحضرت ﷺ کے ساتھیوں اور جانثاروں نے آپ کی زندگی کا ایک ایک واقعہ اور آپ کے ایک ایک فرمودہ کو نہ صرف یاد رکھا بلکہ آپ ﷺ کی تعلیم وتلقین کے مطابق اسے دوسروں تک بھی پورے حزم واحتیاط اور ذمہ داری سے پہنچایا، اس طرح برابر چراغ سے چراغ جلتا رہا اور ہر دور میں احادیث نبویہ سے مسلمانوں کا شغف وانہماک قائم رہا جس کی بنا پر آپ کے اقوال واعمال اور سیرت وزندگی کا کوئی پہلو لوگوں سے مخفی ومستور نہیں رہا۔ یہ حدیثیں پوری دنیا میں بکھری ہوئی تھیں، محدثین کرام کا یہ بڑا احسان ہے کہ انہوں نے اس زمانہ میں جب کہ سفر کی سہولتیں تھیں اور نہ ہی نشر و اشاعت کے موجودہ سامان تھے، تعلیم بھی محدود تھی، دنیائے اسلام کا چپہ چپہ چھان کر احادیث رسول ﷺ کو تحقیق وصحت کے پورے اہتمام کے ساتھ جمع ومرتب کیا، ان کے رد وقبول اور صحت وسقم کے جانچنے اور رواۃ کی جرح وتعدیل کے اصول بنائے، اصول حدیث کا مستقل فن ایجاد کیا، ہزاروں راویانِ حدیث کے حالات نہایت صحت وتحقیق کے ساتھ قلمبند کئے جو مسلمانوں کا بڑا قابل فخر کارنامہ ہے۔ فنِ اسماء الرجال کی عظیم کتاب ''الإصابة في تمييز الصحابة'' کو ایڈٹ کرتے ہوئے ایک جرمن مستشرق ڈاکٹر اسپرنگر نے اپنے مقدمہ میں یہ تاریخی الفاظ رقم کیے ہیں:

''دنیا میں کوئی ایسی قوم نہیں گزری اور نہ آج کہیں موجود ہے جس نے مسلمانوں کی طرح اسماء الرجال کا عظیم المرتبت فن ایجاد کیا ہو جس کے باعث پانچ لاکھ مسلمانوں کے احوال معلوم ہو سکتے ہیں۔''

خلیفہ ہارون الرشید (۱۷۰ھ تا ۱۹۳ھ) نے ایک زندیق کو گرفتار کر کے اس کے قتل کا حکم صادر کر دیا جو وضع حدیث کے جرم میں گرفتار تھا۔ اس موقع پر اس زندیق نے ہارون سے کہا کہ اے امیر المومنین! آپ ان چار ہزار احادیث کا کیا کریں گے جو میں نے وضع کی ہیں اور ان میں حلال کو حرام اور حرام کو حلال بنا دیا ہے، حالانکہ ان میں ایک لفظ بھی رسول کریم ﷺ نے بیان نہیں فرمایا؟ اس پر ہارون نے کہا:

''ايـن انـت يـا عـدو الله من أبي اسحاق الفزاري وعبد الله بن المبارك ينخلانها، فيخرجانها حرفا حرفا؟''

''اے اللہ کے دشمن! تو ابواسحاق فزاری اور عبد اللہ بن مبارک سے بچ کر کہاں جائے گا جو ان (وضعی احادیث) کو چھلنی کی طرح چھان کر ان کا ایک ایک حرف نکال باہر پھینکیں گے؟''

① مسند احمد: ٥/ ٤١١، رقم: ٢٣٤٨٩۔ مجمع الزوائد، رقم: ٥٦٢٢.

علامہ ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"نـقل الثقة عن الثقة مع الإتصال حتى يبلغ النبى ﷺ خص الله به المسلمين دون سائر الملل كلها." ①

"ثقہ راوی کا ثقہ راوی سے اتصالِ سند کے ساتھ نقل کرنا حتیٰ کہ نبی کریم ﷺ تک سند کا پہنچنا، اس کام میں اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کو تمام امتوں میں نمایاں مقام دیا ہے۔"

ادارہ انصار السنہ پبلی کیشنز نے اہل اسلام کی علمی خدمت کرنے کے لیے حدیث کی نشر واشاعت کا جو عظیم الشان منصوبہ بنایا ہے، مسند اسحاق بن راہویہ کی بزبانِ اردو اشاعت بھی اسی سلسلہ کی کڑی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل ورحمت سے ترجمہ کا کام بطریق احسن سرانجام دیا گیا ہے۔ ترجمہ میں حتی المقدور کوشش کی گئی ہے کہ یہ نہایت سلیس اور عام فہم ہو۔ جب کہ شرح اور تخریج کا کام بڑی عرق ریزی کے ساتھ انجام دیا۔ امام اسحاق کی یہ عظیم تصنیف "مسند" کی ترتیب پر تھی، اصطلاحات المحدثین میں مسند اس کتاب کو کہا جاتا ہے جو صحابہ کے ناموں کو حروف تہجی یا پھر ان کے مراتب کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ پہلے خلفاء اربعہ، پھر عشرہ مبشرہ، پھر اہل بدر یا کسی بھی اعتبار سے انہیں جمع کرنے کے بعد ان کے تحت ان کی مرویات کو ذکر کیا جائے یا پھر ایک کتاب میں صرف ایک صحابی کی مرویات کو ذکر کیا جائے۔ چنانچہ مسند سے استفادہ عامی کے لیے مشکل ہوتا ہے، اس چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے اور عوام الناس کے استفادہ کی آسانی کے لیے کتاب کو فقہی ترتیب دے دی گئی ہے۔

ہمارے انتہائی قریب دوست ابوحمزہ عبدالخالق صدیقی کو خراج تحسین پیش کیا جاتا ہے جو دیارِ غیر میں رہتے ہوئے بھی حدیث رسول کی خدمت میں مصروف کار ہیں۔ دیارِ غیر میں منہج سلف کی ترجمانی میں ان کا کردار انتہائی وافر ونمایاں ہے۔ ایسے ہی ان کے دست راست اور ہمارے انتہائی مخلص ومحبّ حافظ حامد محمود الخضری حفظہ اللہ کو اللہ تعالیٰ اجر جزیل عطا فرمائے کہ جن کے علمی تعاون واشراف سے کتبِ احادیث کو بزبانِ اردو منظر عام پر لایا جارہا ہے۔ جزاهم الله خيراً في الدنيا والآخرة واجزل مثوبتهم.

اللہ کے حضور سربسجود ہوکر دعا گو ہیں کہ وہ اس مبارک عمل کو قبول عام بخشے، اور ہمارے لیے، ہمارے والدین کے لیے اور ہمارے اساتذہ کرام کے لیے اس عظیم عمل کو ذخیرہ آخرت بنائے۔ آمین یارب العالمین

وصلى الله تعالىٰ على خير خلقه محمد وعلى آله وصحبه وسلم

وكتبه

عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ

شيخ الحديث ورئيس المعهد السلفى للتعليم والتربيه، کراچی

---

① تدريب الراوى: ۲/ ۱۵۹

امام اسحٰق بن راہویہ کے مختصر حالاتِ زندگی

نام ونسب اور نسبت:

آپ کا نام اسحٰق، کنیت ابویعقوب اور ابن راہویہ لقب تھا، شجرۂ نسب کچھ اس طرح ہے: اسحٰق بن ابراہیم بن مخلد بن ابراہیم بن مطر بن عبید اللہ بن غالب بن عبد الوارث بن عبید اللہ بن عطیہ بن مرہ بن کعب ابن ہمام بن اسد بن مرہ بن حنظلہ بن مالک بن زید بن منات بن تمیم۔

امام اسحٰق کے والد ابراہیم شکمِ مادر ہی میں تھے کہ ان کی والدہ نے مکہ معظّمہ کا سفر کیا، اسی سفر میں کسی مقام پر ان کی ولادت ہوئی، اس لیے اہل مرو انہیں راہوی یا راہویہ یعنی راستہ والا کہتے تھے۔[1] عام اعراب راہویہ ہے اور کچھ نحوی و محدث راھویہ بھی پڑھتے ہیں اور نحوی اس کو سیبویہ کے وزن پر راھویہ پڑھتے ہیں۔

ولادت:

ابن راہویہ بروایت صحیح ۱۶۱ھ میں پیدا ہوئے، ۱۶۶ھ اور ۱۶۳ھ کی روایتیں بھی ملتی ہیں۔[2]

خاندان و وطن:

ان کا وطن خراسان کا مشہور شہر مرو تھا لیکن انھوں نے نیشاپور میں مستقل سکونت اختیار کرلی تھی،[3] اس لیے مروزی اور نیشاپوری کہلاتے تھے، تمیمی اور حنظلی کی نسبتوں سے ان کا عربی النسل ہونا ظاہر ہوتا ہے۔

مشائخ کرام:

ان کے مشہور مشائخ کے نام یہ ہیں:

ابواسامہ، ابوبکر، بن عیاش، ابومعاویہ، اسباط بن محمد، اسماعیل بن علیہ، بشر بن مفضل، بقیہ بن ولید، جریر بن عبد الحمید

---

① تاریخ بغداد: ٦/ ٣٤٧، ٣٤٨۔ تاریخ ابن عساکر: ٢/ ٤٠٩، ٤١٠۔ طبقات الشافعیه: ١/ ٢٣٣۔ تاریخ ابن خلکان: ١/ ١١٣۔ التهذیب: ١/ ٢١٦.

② سیر أعلام النبلاء: ١١/ ٣٥٨، کتاب الأنساب: ٦/ ٥٦، تذکرة الحفاظ: ٢/ ٤٣٣۔ التاریخ الکبیر ١/ ٣٧٩۔ التاریخ الصغیر ١/ ٣٦٨۔ الجرح والتعدیل ٢/ ٢٠٩۔ حلیة الأولیاء ٩/ ٢٣٤۔ الفهرست ص ٢٨٦۔ تهذیب الکمال ورقه ٨٠۔ الوافی بالوفیات ٦/ ٣٨٦۔ النجوم الزاهرة: ٢/ ٢٩٠۔ طبقات الحفاظ ص ١٨٨۔ طبقات المفسرین ١/ ١٠٢۔ الرسالة المستطرفة، ص: ٦٥.

③ الانتقاء لابن عبد البر، ص: ١٠٨.

رازی، حاتم بن اسمٰعیل، حفص بن غیاث، سفیان بن عیینہ، سلیمان بن نافع عبدی، سوید بن عبدالعزیز، شعیب بن اسحٰق، عبدالرحمٰن بن مہدی، عبدالرزاق بن ہمام، عبدالعزیز دراوردی، عبداللہ بن مبارک، عبداللہ بن وہب، عبدہ بن سلیمان، عبدالوہاب ثقفی، عتاب بن بشیر جزری، عمر بن ہارون، عیسیٰ بن یونس، غندر، فضیل بن عیاض، محمد بن بکر برسانی، محمد بن سلمہ حرانی، معاذ بن ہشام، معتمر بن سلیمان، نضر بن شمیل، وکیع بن جراح، ولید بن مسلم اور یحییٰ بن قاضح وغیرہ۔

امام اسحاق کے تلامذہ:

امام اسحاق ابن راہویہ کے تلامذہ کے مختلف طبقات ہیں۔ (۱)...... ان کے بعض اساتذہ بقیہ بن ولید، محمد بن یحییٰ ذہلی اور یحییٰ بن آدم وغیرہ۔ (۲)...... اور معاصرین میں احمد بن حنبل، اسحاق بن منصور کوسج، محمد بن رافع اور یحییٰ بن معین۔ (۳)...... اور رشتہ داروں میں بیٹے محمد نے بھی استفادہ کیا ہے اور صحاح ستہ کے مصنّفین میں امام ابن ماجہ کے علاوہ سب کو ان سے شرف تلمذ حاصل ہے۔ بعض اور ممتاز تلامذہ اور منتسبین کے نام حسب ذیل ہیں:

ابراہیم بن ابی طالب، احمد بن سلمہ، اسحاق بن ابراہیم نیشاپوری، جعفر فریابی، حسن بن سفیان، زکریا سجری، ابوالعباس سراج، عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی، عبداللہ بن محمد بن شیرویہ، محمد بن افلح، محمد بن نصر مروزی اور موسیٰ بن ہارون وغیرہ۔ ①

طلب حدیث کے لیے سفر:

علامہ ابن عساکر اور حافظ ابن حجر نے آپ کے کثرت سفر (فطاف البلاد لطلب الحديث) (حدیث کی طلب وتحصیل کے لیے مختلف شہروں میں پھرے) کہہ کر ذکر کیا ہے۔ اور خطیب نے لکھا ہے کہ حجاز، عراق، یمن اور شام وغیرہ مراکز حدیث کا سفر کیا اور بغداد میں کئی بار تشریف لائے، عراق کا سفر ۲۳ سال کی عمر میں ۱۸۴ھ میں کیا تھا۔ ②

علم وفضل کا اعتراف:

اسحاق بن راہویہ بلند پایہ اہل علم میں تھے، معاصرین علما اور اساطین فن ان کے فضل وکمال اور علمی عظمت و بلند پائیگی کے انتہائی معترف ہیں۔

امام احمد بن حنبل جو ان کے بڑے مداح اور قدر داں تھے، فرماتے ہیں: خراسان وعراق میں ان کا کوئی ہمسر نہیں، بغداد کے اس پل کو ان سے زیادہ عظیم و برتر کسی آدمی نے عبور نہیں کیا، گو بعض مسائل میں ہمارا اور ان کا اختلاف ہے اور اہل علم کے درمیان تو اختلافات ہوا ہی کرتے ہیں'' ایک مرتبہ اسحاق کے صاحبزادے محمد ان کی خدمت میں حصول علم کے

---

① تاريخ بغداد: ٦/ ٢٤٥ تا ٢٤٧ـ ابن عساكر: ٢/ ٤١٠ـ طبقات الشافعيه: ١/ ٢٣٢ و ٢٣٣ـ التهذيب: ١/ ٣١٧.

② تاريخ ابن عساكر: ٢/ ص ٤٠٩ـ التهذيب: ١/ ٢١٧ـ تاريخ بغداد: ٦/ ٣٤٥ تا ٣٤٧ـ طبقات الشافعيه: ١/ ٢٣٣.

لیے حاضر ہوئے تو ارشاد ہوا کہ تمہارا اپنے والد سے وابستہ رہنا زیادہ مفید اور بہتر ہے ان سے زیادہ پُرعظمت آدمی تمہاری آنکھوں نے نہ دیکھا ہوگا۔

محمد اسلم کہتے ہیں کہ اگر امام ثوری زندہ ہوتے تو اسحاق کے علم وفضل سے بے نیاز نہیں رہتے۔

احمد بن سعید رباطی کا قول ہے کہ ابن عیینہ اور حماد بھی ان کے محتاج ہوتے۔

محمد بن یحییٰ صفار نے سنا تو کہا کہ اگر حسن بصری زندہ ہوتے تو اکثر چیزوں میں ان کو اسحاق کی جانب رجوع کرنا پڑتا۔

ابن خزیمہ کا بیان ہے کہ اگر وہ تابعین کے زمانہ میں ہوتے تو وہ لوگ بھی ان کے علم وفضل کے معترف ہوتے۔

نعیم بن حماد فرماتے ہیں کہ اگر کوئی خراسانی اسحاق بن راہویہ کے علم وکمال میں کلام یا نکتہ چینی کرے تو اسے متہم فی الدین سمجھو۔

امام ذہبی نے ''سیر اعلام النبلاء'' میں انھیں شیخ المشرق اور سیّد الحفاظ کہا ہے۔

سعید بن ذویب فرماتے ہیں کہ روئے زمین پر اسحاق کے مانند میں نے کوئی آدمی نہیں دیکھا۔

ابو یحییٰ شعرانی کا بیان ہے کہ علمی مذاکرہ کے وقت وہ یکتا اور یگانہ معلوم ہوتے تھے۔ ①

یحییٰ بن یحییٰ کا بیان ہے کہ خراسان میں علم کے دو خزانے تھے: ایک محمد بن سلام بیکندی کے پاس، دوسرا اسحاق بن راہویہ کے پاس ہے۔

حسین بن منصور بیان کرتے ہیں کہ ایک روز میں یحییٰ اور اسحاق کے ہمراہ ایک شخص کی عیادت کرنے گیا، جب ہم لوگ اس کے گھر گئے، پاس پہنچے تو اسحاق پیچھے ہوگئے اور یحییٰ سے کہا: پہلے آپ داخل ہوں کیونکہ آپ ہم سے عمر میں بڑے ہیں، انہوں نے کہا: بے شک میں عمر میں بڑا ہوں لیکن علم وفضل میں آپ فائق ہیں، اس لیے پہلے آپ ہی چلیں۔

حافظ ابن عبدالبر رقم طراز ہیں ''وہ جلیل القدر علمائے اسلام اور نامور محدثین وحفاظ علماء میں تھے۔ ②

شرف امامت:

اسحاق بن راہویہ کا شمار ان ائمہ میں ہوتا ہے جو صاحب مذہب، فقیہ ومجتہد تھے مگر اب ان کا فقہی اور اجتہادی مذہب مٹ چکا ہے لیکن ایک زمانہ میں یہ بھی مسلمانوں کا معمول بہ مسلک رہا ہے۔

امام احمد اور امام نسائی ان کے متعلق فرماتے ہیں: "اِمَـامٌ مِـنْ اَئِمَّةِ الْمُسْلِمِیْنَ" یعنی ''مسلمانوں کے ائمہ میں

---

① السیر للذهبی: ١١/ ٣٥٨.

② تاريخ بغداد: ٦/ ٣٤٩، ٥٠، ٥١۔ تاريخ ابن عساكر: ٢/ ٤١٠، ١١، ١٢۔ تهذيب التهذيب: ١/ ٢١٨، ٢١٩۔ طبقات الشافعيه: ١/ ٣٣٤، ٣٣٥۔ لانتقاء لابن عبد البر، ص: ١٠٨.

سے ایک امام یہ بھی ہیں۔''

ایک مرتبہ امام احمد سے ان کے بارے میں دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ وہ مسلمانوں کے امام ہیں، ہمارے نزدیک شافعی، حمیدی اور اسحاق تینوں امام ہیں۔

محمد بن یحییٰ ذہلی کا بیان ہے کہ ایک دن بغداد کے مقام رصافہ میں ائمہ محدثین امام احمد اور یحییٰ بن معین وغیرہ جمع تھے لیکن مجلس صدارت پر اسحاق بن راہویہ رونق افروز تھے اور وہی اس مجلس کے خطیب بھی تھے۔

محمد بن نصر فرماتے ہیں: وہ ہمارے اور ہمارے مشائخ کے شیخ تھے۔

فضل شعرانی کہتے ہیں: وہ بلا شک وشبہ خراسان کے امام تھے۔

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں: "اَحَدُ الْاَعْلَامِ وَعُلَمَاءِ الْإِسْلَامِ ."

علامہ ابن سبکی تحریر فرماتے ہیں: "اَحَدُ أَئِمَّةُ الدِّيْنِ وَاَعْلَامِ الْمُسْلِمِيْنَ وَهُدَاةِ الْمُؤْمِنِيْنَ ." دوسرے مورخین نے بھی ان کو "اَحَدُ أَئِمَّةِ الْإِسْلَامِ اَحَدٌ أَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَعَلَمًا مِنْ اَعْلَامِ الدِّيْنِ ." امام مشرق اور عالم نیشاپور وغیرہ لکھا ہے۔ ①

علم حدیث میں کمال وامتیاز:

علم حدیث سے ان کو خاص تعلق تھا اور وہ اکابر محدثین اور نامور حفاظ میں شمار کیے جاتے ہیں، خلیلی کا بیان ہے کہ وہ ''شہنشاہ حدیث تھے'' حدیثوں کے نشر واشاعت، درس و مذاکرہ، حفظ وضبط اور حزم واحتیاط کے لیے ان کی ذات بڑی اہمیت اور شہرت رکھتی ہے، ذیل میں ان کی چند خصوصیات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

حفظ وضبط:

اسحاق بن راہویہ کا حافظہ غیر معمولی اور یادداشت حیرت انگیز تھی، ابن حبان، خطیب بغدادی اور ابن عساکر وغیرہ نے حافظہ میں ان کی جامعیت کا اعتراف کیا ہے، امام ابن خزیمہ فرماتے ہیں کہ اگر اسحاق تابعین کے عہد میں ہوتے تو وہ لوگ بھی ان کے حافظہ کے معترف ہوتے۔

قتیبہ بن سعید کا بیان ہے کہ خراسان کے نامور حفاظ میں اسحاق بن راہویہ اور ان کے بعد امام دارمی اور امام بخاری تھے۔

ابو یحییٰ شعرانی کہتے ہیں کہ میں نے ان کے ہاتھ میں کبھی کتاب نہیں دیکھی وہ ہمیشہ یادداشت سے حدیثیں بیان

---

① حوالہ مذکورہ اختلاف صفحات و تاریخ ابن خلکان : ۱/ ۱۱۲ـ البدایه : ۱۰/ ۳۱۷ـ میزان الاعتدال : ۱/ ۸٦ ـ العبر :۱/ ٤٤٦ـ مرأة الجنان : ۲/ ۱۲۱ وشذرات الذهب : ۲/ ۸۹ .

کرتے تھے، ان کا خود بیان ہے کہ میں نے کبھی کوئی چیز قلمبند نہیں کی جب بھی مجھے کوئی حدیث بیان کی گئی میں نے اسے یاد کرلیا، میں نے کسی محدث سے کوئی حدیث کبھی دوبارہ بیان کرنے کے لیے نہیں کہا، یہ کہنے کے بعد انھوں نے پوچھا: کیا تم لوگوں کو اس پر تعجب ہے؟ لوگوں نے کہا: جی ہاں؟ یہ حیرت کی بات ہی ہے، انھوں نے کہا: جس چیز کو میں ایک مرتبہ سن لیتا ہوں وہ مجھے یاد ہوجاتی ہے، ستر ہزار سے زیادہ حدیثیں ہر وقت میری نگاہ کے سامنے رہتی ہیں اور میں ان کے متعلق بتا سکتا ہوں کہ وہ کتاب میں کس جگہ ہیں؟ ابوداؤد خفاف کی روایت کے مطابق انھوں نے ایک لاکھ حدیثوں کے متعلق کہا کہ وہ میری نظر کے سامنے ہیں، میں ان کا تذکرہ کرسکتا ہوں۔ ایک دفعہ انھوں نے گیارہ ہزار حدیثیں زبانی املا کرائیں اور پھر جب دوبارہ کتاب سے ان کی قرأت کی تو ایک لفظ کی بھی کمی یا بیشی نہیں نکلی۔

احمد بن سلمہ کہتے ہیں کہ انھوں نے پوری مسند کا زبانی املا کرایا۔

ابوحاتم رازی نے ابوزرعہ سے اسحاق بن راہویہ کے حفظ اسانید ومتون کا ذکر کیا تو انھوں نے کہا کہ ان سے بڑا کوئی حافظ حدیث نہیں دیکھا گیا۔

احمد بن سلمہ نے ابوحاتم کو بتایا کہ انھوں نے یادداشت سے اپنی تفسیر کا املا کرایا ہے تو ابوحاتم نے کہا کہ یہ اور زیادہ حیرت انگیز بات ہے کیوں کہ مسند حدیثوں کا ضبط تفسیر کے اسناد والفاظ کے ضبط کے مقابلہ میں آسان ہے۔

امیر خراسان عبداللہ بن طاہر نے ایک مرتبہ ان سے کوئی مسئلہ دریافت کیا، انھوں نے فرمایا کہ اس کے متعلق سنت یہ ہے اور یہی اہل سنت کا قول ہے لیکن امام ابوحنیفہؒ اور ان کے تلامذہ کی رائے اس سے مختلف ہے، ابراہیم بن ابی صالح وہاں موجود تھے۔ بولے: امیر المومنین اسحاق غلط کہتے ہیں، امام ابوحنیفہ کا مسلک اس سے مختلف نہیں ہے، انھوں نے جواب دیا کہ مجھ کو یہ مسئلہ یاد ہے، فلاں کتاب کا فلاں جز لایئے، کتاب لائی گئی اور ابن طاہر نے اس کو الٹنا شروع کیا تو امام اسحاق نے کہا: امیر المومنین! گیارہویں ورق کی نویں سطر میں ملاحظہ فرمایئے، چنانچہ اس کے اندر وہ مسئلہ امام اسحاق کے بیان کے عین مطابق نکلا، امیر نے کہا: ہم کو معلوم تھا کہ آپ کو مسائل از بر ہیں، لیکن حافظہ کا یہ مشاہدہ ہمارے لیے یقیناً حیرت انگیز ہے۔ ①

ثقاہت:

اس غیر معمولی حفظ کے ساتھ اسی درجہ کی ثقاہت بھی تھی، ابو حاتم فرماتے ہیں کہ کثیر الحفظ ہونے کے باوجود امام اسحاق کا ضبط واتقان اور غلطیوں سے محفوظ ومصئون رہنا حیرت انگیز ہے۔

خطیب بغدادی وغیرہ لکھتے ہیں کہ وہ حفظ وثقاہت دونوں کے جامع تھے۔

---

① تاریخ بغداد: ٦/ ٣٥٠ تا ٣٥٤۔ تاریخ ابن عساکر: ٢/ ٤١٣ و ٤١٤۔ طبقات الشافعیه: ١/ ٢٣٤، ٢٣٥۔ تهذیب التهذیب: ١/ ٢١٧۔ میزان الاعتدال: ١/ ١٨٧۔ ابن خلکان: ١/ ١١٣.

علامہ ذہبی نے ان کو ثقہ و حجت بتایا ہے۔
ابن حبان نے ان کا ثقات میں ذکر کیا ہے۔
امام نسائی فرماتے ہیں کہ وہ ثقہ و مامون تھے۔
امام دارمی کا بیان ہے کہ اسحاق اپنے صدق کی وجہ سے اہل مغرب و مشرق کے سردار بن گئے تھے۔

امام احمد کو ان کے صدق و ثقاہت پر اتنا اعتماد تھا کہ ایک دفعہ انھوں نے ان سے کوئی حدیث پوچھی، جب امام اسحاق نے اسے بیان کیا تو ایک شخص نے اعتراضاً کہا کہ وکیع نے یہی روایت اس سے مختلف طریقہ پر بیان کی ہے، امام احمد نے برافروختہ ہوکر کہا: خاموش رہو، جب ابویعقوب امیر المومنین فی الحدیث کوئی روایت بیان کریں تو اسے بلا تامل قبول کرلینا چاہیے۔ ①

حزم و احتیاط:

اس حفظ کے ساتھ اتنے محتاط تھے کہ بچپن میں انھوں نے عبداللہ بن مبارک سے حدیثیں سنی تھیں مگر ان کو روایت نہیں کرتے تھے کہ احتیاط کے خلاف ہے۔ ②

حفاظت و اشاعت حدیث:

ان کی ذات سے حدیث نبوی کی بڑی اشاعت اور سنت نبوی کا بڑا احیا ہوا، حافظ ابن حجر لکھتے ہیں کہ ''اسحاق بن راہویہ نے سنتوں کا دفاع اور مخالفین حدیث کا قلع قمع کیا۔''

وہب بن جریر کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ اسحاق، صدقہ اور یعمر کو ان کی اسلامی خدمات کا صلہ عطا فرمائے، ان لوگوں نے مشرق کی سرزمین میں حدیثوں کی اشاعت اور سنت نبوی کا احیا کیا۔

فقہ و اجتہاد:

حدیث کی طرح فقہ و اجتہاد کے بھی ماہر تھے، ابواسحاق شیرازی، حاکم صاحب مستدرک اور خطیب نے ان کو فقہ و اجتہاد میں جامع اور اکابر فقہا میں شمار کیا ہے، حافظ ابن کثیر نے ''احد المجتهدين من الانام'' اور ابن حبان نے نامور و ممتاز فقہا میں ان کا شمار کیا ہے، ایک مرتبہ امام احمد بن حنبل سے ان کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا کہ اسحاق کے مانند کون ہوسکتا ہے، ایسے ہی لوگوں سے مسائل دریافت کرنا چاہیے، ہم لوگ بھی ان سے فتوے پوچھتے ہیں۔ ③

---

① تاریخ بغداد: ٦/ ٣٥٠، ٣٥٣۔ تاریخ ابن عساکر: ٢/ ٤١٢، ٤١٣۔ طبقات الشافعیه: ١/ ٢٣٤۔ التهذیب: ١/ ٢١٧.

② تاریخ بغداد: ٦/ ٣٤٥۔ تاریخ ابن عساکر: ٢/ ٤١٠.

③ تاریخ بغداد: ٦/ ٣٤٩، ٣٥٠، ٣٥١۔ تاریخ ابن عساکر: ٢/ ٤١١، ٤١٢۔ البدایه والنهایه: ١٠/ ٣١٧.

غرض فقہی حیثیت سے بھی ان کا پایہ بہت بلند تھا اور وہ مسلمہ امام اور صاحب مذہب فقہا میں ہیں اور متعدد علما نے ان کا محدث کے بجائے فقیہ و مجتہد ہی کی حیثیت سے ذکر کیا ہے، کتب خلاف میں ان کے اقوال و فتاویٰ اور فقہی و اجتہادی تخریجات موجود ہیں، امام ترمذی نے اپنی ''سنن'' میں اور ابن رشد مالکی نے اپنی کتاب ''بـدایة الـمـجتهد'' میں اکثر امام احمد کے ساتھ اسحاق کے اقوال بھی نقل کیے ہیں، ایک زمانہ تک مسلمانوں میں اسحاق کا مذہب رائج رہا۔

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ ''محمد بن اسحاق امام الائمہ کے لقب سے موسوم کیے جاتے تھے، ان کے متبعین ان کے مذہب کی پیروی کرتے تھے، وہ مقلد کے بجائے خود امام مستقل اور صاحب مذہب تھے، بیہقی نے یحییٰ بن محمد عنبری کے حوالہ سے لکھا ہے کہ اصحابِ حدیث کے پانچ طبقے ہیں: (۱)...... مالکیہ۔ (۲)...... شافعیہ۔ (۳)...... حنبلیہ۔ (۴)...... راہویہ اور (۵)...... خزیمیہ۔ (اعلام الموقعین، ص: ۳۶۲)

فقہی اصول اور بنیادیں:

فقہ و حدیث میں امام احمد بن حنبل اور اسحاق کا نام ساتھ لیا جاتا ہے، دونوں بزرگوں کی فقہ و اجتہاد کا دارومدار حدیث پر ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے رسالہ ''الانصاف'' میں لکھا ہے کہ ان کے مسائل کی بنیاد احادیث اور اقوال صحابہ پر زیادہ ہے۔

ابوحاتم سے پوچھا گیا کہ آپ کا میلان ان دونوں کی جانب زیادہ ہے، فرمایا: مجھے ان سے زیادہ پُرعظمت شخص نظر نہیں آتا، ان دونوں نے احادیث قلمبند کیں، ان کا مذاکرہ کیا اور ان پر تصنیفات کیں۔

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں ''وفـرع علی السنن'' یعنی ان کی فقہی تفریعات سنن و احادیث پر مبنی ہوتی ہیں لیکن امام احمد کے برخلاف ان کا میلان امام مالک کی طرف زیادہ ہے جن کا اصل ماخذ اہل مدینہ کے اقوال ہوتے ہیں اور امام احمد زیادہ تر آثار و روایات پر اعتماد کرتے ہیں۔

فقہ و اجتہاد میں ان کے کمال کا اس سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ انھوں نے امام شافعی جیسے عظیم المرتبت امام و مجتہد سے دو مرتبہ مناظرہ کیا۔

اور صالح بن احمد روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ مناظرہ کے موقع پر میرے والد بھی موجود تھے، ان کا بیان ہے کہ اسحاق امام شافعی کے مقابلہ میں غالب نظر آرہے تھے۔ ①

عقیدہ و کلام:

اسحاق بن راہویہ اتباع سنت اور طریقۂ سلف کی پیروی میں نہایت متشدد تھے، اس لیے کلام و عقائد کے غیر ضروری مسائل میں بحث و تدقیق اور غور و خوض ناپسند کرتے تھے، ان کے زمانہ میں خلق قرآن کا معرکۃ الآراء مسئلہ پیش آیا، وہ

① تاريخ ابن عساكر: ۲/ ٤١١، ٤١٢- تهذيب التهذيب: ١/ ٢١٩- تاريخ بغداد: ٦/ ٣٥١.

بھی قرآن کو اللہ تعالیٰ کا کلام اور غیر مخلوق سمجھتے تھے، احمد بن سعید رباطی کا شعر ہے:

لـم يـجـعـل الـقـرآن خـلـقا كما قـد قـالـه زنـديـق نـاق ①

''اسحاق بن راہویہ نے فاسق اور زندیق شخص کی طرح قرآن کو اللہ تعالیٰ کی مخلوق قرار نہیں دیا۔''

زہد وورع:

امام ابن راہویہ کے زہد و ورع کے متعلق مورخین نے لکھا ہے کہ وہ حدیث وفقہ اور حفظ وصدق کی طرح ورع و تقویٰ کے بھی جامع تھے، محمد بن اسلم طوسی نے ان کی وفات کے وقت فرمایا ''میں نے ان سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا نہیں دیکھا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ﴾ (الفاطر : ٢٨) یعنی ''اللہ سے اس کے وہی بندے ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔'' ②

وفات:

مشہور روایت کے مطابق انھوں نے ۷۷ سال کی عمر میں بروز یکشنبہ ۱۴ یا ۱۵ شعبان ۲۳۸ھ کو انتقال کیا، ۲۳۷ھ بھی روایت کی گئی ہے، ایک شاعر کا مرثیہ کا شعر ہے:

يـاهـــدة مــاهـدد نـا ليلة الاحد في نصف شعبان لا تنسى مدى الابد

''جس سانحہ عظیم سے ہم لوگ اتوار کی رات میں ۱۵ شعبان کو دوچار ہوئے، اس کو کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔'' ③

اولاد:

آپ کی اولاد میں تین صاحبزادوں کا نام ضمناً ملتا ہے۔ (۱)......ابوالحسن علی، (۲)......محمد، (۳)......یعقوب۔ ④

تصانیف:

علمائے طبقات وتراجم نے ان کو صاحب تصانیف کثیرہ لکھا ہے، مگر معلوم ہوتا ہے کہ وہ سب ضائع ہوگئیں جن تصنیفات کے نام معلوم ہوسکے ہیں وہ یہ ہیں:

(۱) کتاب السنن فی الفقہ ⑤:......اس کے نام سے موضوع ظاہر ہے۔

(۲) کتاب التفسیر:......علامہ سیوطی نے عہد تابعین کے بعد کی جن تفسیروں کو اہم اور اقوال صحابہ وتابعین کی جامع

---

① تاريخ ابن عساكر : ٢/ ٢١٢ـ طبقات الشافعيه : ١/ ٢٢٥ .

② تاريخ بغداد : ٦/ ٣٤٥ـ تاريخ ابن عساكر : ٢/ ٤١٢ .

③ تاريخ بغداد : ٦/ ٣٥٥ـ تاريخ ابن عساكر : ٢/ ٤١٤ .

④ تاريخ بغداد : ٦/ ٣٤٧ـتاريخ ابن عساكر : ٢/ ٢١٠ـ طبقات الشافعيه : ١/ ٢٣٣ .

⑤ الفهرست، ص : ٣٢١ .

قرار دیا ہے ان میں سفیان بن عیینہ اور وکیع بن جراح وغیرہ کی تفسیروں کے ساتھ اس کا بھی ذکر کیا ہے۔ ① اس کو وہ خود با قاعدہ مرتب و مکمل بھی کر چکے تھے اور اس کا املا بھی کرایا تھا۔

(۳) مسند:...... یہ ان کی سب سے اہم اور مشہور تصنیف اور ٦ جلدوں پر مشتمل ہے، ② حاکم نیشاپوری نے دوسرے دور کی مسانید میں امام احمد کی مسند کے ساتھ اس کا نام بھی شمار کیا گیا ہے۔ ③ اس کی ترتیب و تکمیل سے بھی وہ اپنی زندگی میں فارغ ہو چکے تھے اور اپنے شاگردوں کو زبانی اور پڑھ کر اس کا املا بھی کرایا تھا، علامہ سیوطی فرماتے ہیں:

"واسحاق يخرج امثل ماورد عن ذالك الصحابى فيما ذكره الرازى." ④

''ابوزرعہ رازی کا بیان ہے کہ اسحاق ان ہی روایتوں کی تخریج کرتے تھے جو اس صحابی کی سب سے بہتر اور اچھی روایت ہوتی تھی۔''

اس مسند کا ایک قلمی نسخہ علامہ سیوطی کے قلم کا لکھا ہوا جرمنی کے کتب خانہ میں موجود ہے، علامہ ذہبی نے اس کے رجال کے نقد میں ایک مستقل کتاب لکھی تھی، اس کو بھی سیوطی نے اس نسخہ کے حاشیے میں درج کیا ہے۔ ⑤

صحیح بخاری سے قبل لکھی گئی کتب احادیث میں مؤطا امام مالک، مسند ابی داؤد الطیالسی اور مسند حمیدی کے بعد مسند اسحاق بن راھویہ کا مرتبہ ہے اور اس کے بعد پھر مسند احمد ہے۔ اس میں موضوع اور واھی سند سے کوئی روایت نہیں ہے صرف صحیح، حسن اور ضعیف روایات ہیں۔ یہ مسند سوائے جلد ششم کے مرورِ زمانہ کے ساتھ ضائع ہوگئی۔ ابن حجر نے اس کی چھ جلدوں کا تذکرہ کیا ہے۔ ⑥

محفوظ مخطوط کا آغاز ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایات سے ہوتا ہے اور آخر میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایات ہیں۔ ⑦

یہ چھٹی جلد ہے، اس مطبوعہ جزء میں روایات کی تعداد (۹۸۰) ہے۔ صرف مسند ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کی تعداد احادیث ۵۴۳ ہے۔

---

① الاتقان : ٢/ ١٩٠ .

② تاريخ ابن خلكان ١/ ١١٣ .

③ المدخل فى اصول الحديث ص ٤ .

④ تدريب الراوى ص ٥٧ .

⑤ مقدمه تحفة الاحوذى ص ١٦٥ .

⑥ المطالب العاليه لابن حجر : ١/ ٣، تذكرة ذيل: ٣٣٤ .

⑦ تذكرة: ٢/ ٧٠٥۔ العبر : ٢/ ١٢٩ .

(مسند اسحاق بن راھویہ) الدکتور عبد الغفور بن عبد الحق البلوشی کی تحقیق کے ساتھ پانچ اجزاء (۳ جلدوں) میں سے مکتبۃ الایمان، المدینہ المنورہ سے ۱۹۹۱ء بمطابق ۱۴۱۲ھ میں چھپی۔

(مسند اسحاق بن راھویہ، مسند ابن عباس) محمد مختار ضرار المفتی کی تحقیق کے ساتھ ایک جلد میں دار الکتاب العربی، بیروت، لبنان، سے ۲۰۰۲ء بمطابق ۱۴۲۳ھ میں چھپی۔

راقم الحروف

حافظ حامد محمود الخضری

رفیق ادارہ انصار السنہ پبلیکیشنز لاہور

لاہور، پاکستان

1

كتاب العلم

علم کی اہمیت وفضیلت کا بیان

[۳۱۷/۱]...... أَخْبَرَنَا عِيسَى، حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ الأَصَمِّ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: يُقْبَضُ الْعِلْمُ وَتَظْهَرُ الْفِتَنُ وَيَكْثُرُ الْهَرْجُ، فَقُلْنَا لَهُ: وَمَا الْهَرْجُ ؟ قَالَ: الْقَتْلُ، فَلَمَّا سَمِعَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَابِ قَوْلَهُ يُقْبَضُ يَأْثِرُهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَيْسَ ذَهَابَ الْعِلْمِ أَنْ يُنْزَعَ مِنْ صُدُورِ الرِّجَالِ، وَلٰكِنْ ذَهَابُ الْعِلْمِ ذَهَابُ الْعُلَمَاءِ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''علم قبض کر لیا جائے گا، فتنے ظاہر ہوں گے اور ''ہرج'' بہت ہو جائے گا۔'' ہم نے آپ سے عرض کیا: ''ہرج'' کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قتل'' جب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان: ''علم قبض کر لیا جائے گا'' سنا تو فرمایا: ''علم کا چلے جانا، اس سے یہ مراد نہیں کہ اسے لوگوں کے سینوں سے نکال دیا جائے گا، بلکہ علم کا ختم ہو جانا علماء کے ختم ہو جانے کی وجہ سے ہے۔

[۳۱۸/۲]...... أَخْبَرَنَا الْمُلَائِيُّ......

عَنْ جَعْفَرٍ، بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَقَالَ: فَنَاءُ الْعُلَمَاءِ. ②

جعفر نے اس اسناد سے اسی کی مثل روایت کیا ہے، اور انہوں نے کہا: ''فناء العلماء'' (علماء کا ختم ہو جانا)۔

① بخاری، کتاب العلم، باب من اجاب الفتيا باشارة الخ، رقم: ٨٥۔ مسلم، كتاب العلم، باب رفع العلم وقبضه الخ، رقم: ١٥٧۔ سنن ابوداود، رقم: ٤٢٥٥۔ سنن ابن ماجه، رقم: ٤٠٤٧۔ مسند احمد: ٢/ ٢٦١۔ صحیح ابن حبان، رقم: ٦٧١٧.
② تقدم تخريجه: ٣١٧.

فوائد: ...... مذکورہ حدیث میں قیامت کی چند نشانیوں کا تذکرہ ہے۔

(۱)...... علم قبض کر لیا جائے گا جیسا کہ دوسری حدیث سے ثابت ہے کہ علماء کے ختم ہونے سے علم ختم ہو جائے گا۔ (دیکھئے حدیث: ۳۱۸)

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''اللہ تعالیٰ لوگوں سے چھین کر علم کو قبض نہیں کرتا، بلکہ علماء کو فوت کر کے علم کو اٹھاتا ہے حتیٰ کہ (قریب قیامت) کوئی بھی عالم نہیں بچے گا۔ یہاں تک کہ لوگ جہلاء کو علماء سمجھیں گے جو بغیر علم کے فتوے دیں گے۔ وہ خود گمراہ ہوں گے۔ اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔'' (مسلم، كتاب العلم، رقم : ٦٧٩٦)

(۲)...... فتنے ظاہر ہوں گے، فتنے سے مراد ہر ایک آزمائش ہے۔ دینی ہو یا دنیاوی، بعض اوقات بیوی، بچے بھی فتنہ بن جاتے ہیں۔ اور اللہ ذوالجلال نے ان کے فتنے سے بچنے کی تلقین کی ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے: ﴿إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ﴾ (التغابن: ١٥)...... ''بلاشبہ تمہاری دولت اور تمہاری اولاد ایک آزمائش ہے۔''

کبھی فتنہ عذاب کے معنی میں آتا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ذُوقُوا فِتْنَتَكُمْ......﴾ اس آیت مبارکہ میں فتنے سے مراد گناہ ہے جس کی سزا عام ہوتی ہے مثلاً بری بات دیکھ کر خاموش رہنا، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں سستی، پھوٹ و نا اتفاقی، بدعت کا پھیلنا اور جہاد میں سستی وغیرہ۔

معلوم ہوا علامات قیامت میں سے قتل کی کثرت بھی ہے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھوں میں میری جان ہے، یہ دنیا اس وقت تک ختم نہیں ہوگی۔ جب تک لوگوں پر یہ دن نہ آجائے کہ قاتل کو پتہ نہ ہو کہ اس نے کیوں قتل کیا ہے؟ اور مقتول کو بھی پتہ نہ ہو کہ اسے کیوں قتل کیا گیا ہے؟ (مسلم، رقم : ٢٩٠٨)

[٣٣٢/٣]...... أَخْبَرَنَا الْمُقْرِئُ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ، حَدَّثَنِي أَبُو هَانِءٍ حُمَيْدُ بْنُ هَانِءٍ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ مُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يُحَدِّثُكُمْ نَاسٌ بِأَحَادِيثَ لَمْ تَسْمَعُوهَا أَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ فَإِيَّاكُمْ وَإِيَّاهُمْ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لوگوں پر ایک ایسا وقت بھی آئے گا کہ لوگ تمہیں ایسی ایسی احادیث سنائیں گے جنہیں تم نے سنا ہوگا نہ تمہارے آباء واجداد نے، پس تم ان لوگوں اور ان روایات سے اجتناب کرنا۔''

---

① مسلم، باب النهى عن الرواية الخ، رقم: ٦- مسند احمد: ٢/ ٣٢١- صحيح ابن حبان، رقم: ٦٧٦٦.

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کوئی بھی حدیث ہو اس کو اچھی طرح جانچ لینا چاہیے، بے سند اور موضوع روایات کے بیان کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ کیونکہ نبی معظم ﷺ کی طرف جھوٹ منسوب کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ .)) "جس نے جان بوجھ کر میری طرف جھوٹ منسوب کیا وہ اپنا ٹھکانا جہنم بنا لے۔" (دیکھئے تفصیل کے لیے حدیث وشرح: ۲۶۳)

محدثین، محققین کا ہم پر احسانِ عظیم ہے کہ ان لوگوں نے جہاں احادیث کی صحت وضعف کو واضح کیا، وہاں تحقیق کے اصول وضوابط بھی وضع کیے اور بعد والوں کے لیے آسانی پیدا کی۔ رحمہم اللہ علیہم اجمعین

[۳۳۳/٤]...... أَخْبَرَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ، عَنْ شَيْخٍ، سَمَّاهُ......

عَنْ كَعْبٍ قَالَ: سَيَأْتِي قَوْمٌ يُزَيِّنُونَ حَدِيثَهُمْ بِالْكَذِبِ يُقَالُ لَهُمْ أَصْحَابُ الْأَلْوَاحِ يُفْصَلُ اللُّؤْلُؤُ بِالْجَوْهَرِ .

کعب نے بیان کیا: کچھ ایسے لوگ آئیں گے کہ وہ اپنی باتوں کو جھوٹ کے ساتھ مزین کریں گے انہیں اصحاب الالواح کہا جائے گا، لؤلؤ موتی کو جوہر سے علیحدہ کیا جائے گا۔

[۳۳٤/٥]...... أَخْبَرَنَا الْمُقْرِئُ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ، حَدَّثَنِي بَكْرُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ مُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ قَالَ عَلَيَّ مَا لَمْ أَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ، وَمَنِ اسْتَشَارَهُ أَخُوهُ الْمُسْلِمُ فَأَشَارَ عَلَيْهِ بِغَيْرِ رُشْدٍ فَقَدْ خَانَهُ، وَمَنْ أَفْتَى فُتْيَا بِغَيْرِ تَثَبُّتٍ فَإِنَّ إِثْمَهَا عَلَى مَنْ أَفْتَاهُ . ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: "جس نے میرے حوالے سے ایسی بات کی جو میں نے نہ کہی ہو تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم بنا لے، جس سے اس کا مسلمان بھائی مشورہ طلب کرے اور وہ اسے صحیح مشورہ نہ دے تو اس نے اس سے خیانت کی اور جس نے بلا تحقیق کوئی فتویٰ دیا تو اس کا گناہ اس فتویٰ دینے والے پر ہے۔"

فوائد: ...... (۱) رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ باندھنا کبیرہ گناہ ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے شرح حدیث: ۲۶۳)

(۲) مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا مشورہ ایک امانت ہے جس سے مشورہ طلب کیا جائے اس کو امانتداری کے ساتھ مشورہ دینا چاہیے۔

ایک حدیث میں ہے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی معظم ﷺ نے ابوالہیثم سے فرمایا: "تمہارے پاس

① ادب المفرد للبخاری، رقم: ۲۵۹۔ قال الشیخ الالبانی: صحیح۔ مسند احمد: ۲/ ۳۲۱.

کوئی خادم ہے۔'' انہوں نے عرض کیا: نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب ہمارے پاس کوئی قیدی آ جائیں تو ہمارے پاس آ جانا'' (اس کے بعد) نبی معظم ﷺ کے پاس دو قیدی لائے گئے۔ ابوالہیثم آپ ﷺ کے پاس آئے تو ان سے نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: ''ان دونوں میں سے چن لو'' انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ آپ میرے لیے چن دیجئے، نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: ''بلا شبہ جس سے مشورہ طلب کیا جائے وہ امانتدار ہوتا ہے۔ اس (غلام) کو لے لو، میں نے اس کو نماز پڑھتے دیکھا ہے۔'' (سلسلة الصحيحه، رقم : ١٦٤١ ـ ادب المفرد، رقم : ٢٥٦)

معلوم ہوا جس سے مشورہ طلب کیا جائے اس کو صحیح مشورہ دینا چاہیے اور ایسا مشورہ دینا چاہیے جو اس کی دنیا وآخرت کے لیے بہتر ہو۔ نبی علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے صحابہ سے مشاورت کا حکم دیتے ہوئے فرمایا: ﴿وَ شَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ﴾ (ال عمران: ١٥٩) ''آپ ان سے معاملات میں مشورہ کیا کریں۔''

اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صفات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ: ﴿وَأَمْرُهُمْ شُورٰى بَيْنَهُمْ﴾ (الشورىٰ: ٣٨) ''ان کا (ہر) کام آپس کے مشورے سے ہوتا ہے۔''

[٦/٣٣٥]...... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ أَبِي سِنَانٍ ضِرَارِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: مَنْ أَفْتَى فُتْيَا يَعْمَى عَنْهَا، فَإِنَّمَا إِثْمُهَا عَلَيْهِ.[1]

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جس نے علم کے بغیر فتویٰ دیا تو اس کا گناہ اس فتویٰ دینے والے پر ہے۔

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا فتویٰ دینے میں احتیاط کرنی چاہیے اگر کسی سے مسئلہ پوچھا جائے اور وہ بغیر علم کے غلط فتویٰ دے دے۔ انجان آدمی اس کے فتویٰ پر عمل کر لے تو اس غلط عمل کرنے والے کا گناہ فتویٰ دینے والے کو ہوگا۔ علماء ماہرین نے فرمایا ہے کہ ''لَا اَدْرِیْ'' (یعنی میں نہیں جانتا) یہ کہہ دینا بھی علم کی بات ہے یا نصف علم ہے، جبکہ آخرت کی مسئولیت بڑی سخت ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: فتویٰ دینا اقلیم علم کی حقیقی بادشاہت ہے اور علم کے بغیر فتویٰ دینا انتہائی قابل مذمت اور لائق نفرت ہے۔ (فتح الباری: ١/ ٢٣٦)

علامہ ابن خلدہ نے امام ربیع کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا تھا: اے ربیع! آپ لوگوں کو فتویٰ دیتے ہیں آپ کے پیش نظر سائل کو سہولت دینا نہیں ہونا چاہیے، بلکہ آپ کو اپنی نجات کی فکر ہونی چاہیے۔ کہ میں اس مسئلہ کے بھنور سے کیسے خلاصی حاصل کروں۔ (الفقيه والمتفقه: ٢/ ٣٥٧)

---

[1] سنن ابوداود، كتاب العلم، باب التوقى فى الفتيا، رقم: ٣٦٥٧ـ قال الشيخ الالبانى: حسن ـ سنن دارمى، رقم: ١٥٩.

[۳۸۳/۷]...... وَبِهَذَا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَأَنْ أَصْبِرَ مَعَ قَوْمٍ يَدْعُونَ اللّٰهَ وَيَذْكُرُونَهُ مِنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ إِلَى طُلُوعِ الشَّمْسِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَرْبَعِ مُحَرَّرِينَ مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ أَوْ مِنَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ مِنْ أَنْ أُعْتِقَ مِثْلَهُمْ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے! مجھے ایسے لوگوں کے ساتھ جو نماز فجر سے لے کر طلوع آفتاب تک اللہ سے دعا کرتے اور اس کا ذکر کرتے ہیں، بیٹھنا اولاد اسماعیل میں سے چار غلام آزاد کرنے سے زیادہ محبوب ہے، یا عصر سے غروب آفتاب تک کہ میں ان کے مثل آزاد کروں۔''

فوائد:...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ فجر سے لے کر سورج نکلنے تک اور نماز عصر سے لے کر غروب آفتاب تک کا وقت ذکر الٰہی کے لیے فائدہ مند ہے۔ اور قرآن مجید میں اس دوران بہت زیادہ ذکر کی ترغیب آئی ہے۔ جیسا کہ فرمان الٰہی ہے: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًاo وَّ سَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًاo﴾ (الاحزاب: ۴۱۔۴۲) ''مسلمانوں اللہ کا بہت زیادہ ذکر کیا کرو اور صبح وشام اس کی پاکیزگی بیان کیا کرو۔''

اور فرمایا: ﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِo﴾ (قٓ: ۳۹) ''طلوع آفتاب اور غروب آفتاب سے قبل اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کیجئے۔'' ﴿فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَ حِيْنَ تُصْبِحُوْنَo﴾ (الروم: ۱۷) ''اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرو جب شام کرتے ہو اور جب صبح کرتے ہو۔''

[۴۱۶/۸]...... أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ، قَالَ: قَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ حِينَ ذَكَرَ هَذَا الْحَدِيثَ، وَأَنْكَرَهُ بَعْضُهُمْ فَقَالَ: يَمْنَعُنَا هٰؤُلَاءِ الْأَنْتَانُ أَنْ نَتْرُكَ حَدِيثَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا نُحَدِّثَ بِهِ، كُلَّمَا جَهِلْنَا مَعْنَى حَدِيثٍ تَرَكْنَاهُ؟ لَا، بَلْ نَرْوِيهِ كَمَا سَمِعْنَاهُ، وَنُلْزِمُ الْجَهْلَ أَنْفُسَنَا. ②

سفیان بن عبدالملک نے بیان کیا، ابن المبارک رحمہ اللہ نے جس وقت یہ حدیث ذکر کی اور ان میں سے بعض نے اس کا انکار کیا تو انہوں نے کہا: یہ برے لوگ ہمیں روک دیں گے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث چھوڑ دیں اور ہم اسے بیان نہ کریں، جس حدیث کا معنی ہمیں معلوم نہیں ہوگا تو ہم اسے چھوڑ دیں گے؟ نہیں بلکہ ہم اسے روایت کریں گے جس طرح ہم نے سنا ہے اور لاعلمی کا اپنی جانوں کو الزام دیں گے۔

① سنن ابوداود، کتاب العلم، باب فی القصص، رقم: ۳۶۶۷۔ قال الشیخ الالبانی حسن.

② رواہ المروزی فی تعظیم قدر الصلاۃ، رقم: ۵۵۹، اسنادہ صحیح.

[۴۲۳/۹]...... أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا لَيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَخِيهِ عَبَّادِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ......

أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ أَرْبَعٍ: مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ وَقَلْبٍ لَا يَخْشَعُ، وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ، وَمِنْ دُعَاءٍ لَا يُسْمَعُ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے اللہ! میں چار چیزوں، ایسے علم سے جو نفع مند نہ ہو، ایسے دل سے جو ڈرتا نہ ہو، ایسے نفس سے جو سیر نہ ہوتا ہو اور ایسی دعا سے جو سنی نہ جاتی ہو، تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

فوائد: ...... نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم مختلف موقعوں پر مختلف دعائیں کیا کرتے تھے اور امت کے لیے اس میں تعلیم بھی ہے کہ اس طرح دعا کیا کریں۔ قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں بہت سی دعائیں مذکور ہیں، انسان موقع محل کی مناسبت سے ان میں سے کوئی بھی دعا منتخب کر سکتا ہے۔

مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا چار چیزوں سے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ ذوالجلال کی پناہ مانگتے: (۱)......علم کی دو اقسام ہیں ایک علم نافع اور دوسرا غیر نافع۔

علم نافع: ......علم نافع وہ ہے جس سے انسان اپنے رب کا تقرب حاصل کرے اور اس کے دین کی معرفت اور حق کے راستہ میں بصیرت حاصل کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرمایا کرتے تھے: ((اَللّٰهُمَّ انْفَعَنِيْ بِمَا عَلَّمْتَنِيْ وَعَلِّمْنِيْ مَا يَنْفَعُنِيْ وَزِدْنِيْ عِلْمًا.)) (صحيح ترمذى، رقم : ۲۸۴۵) ''اے اللہ! تو مجھے جو علم نصیب فرمائے اس سے مجھے فائدہ پہنچا اور مجھے وہ علم دے جو مجھے فائدہ دے اور میرے علم میں اضافہ فرما۔''

غیر نافع: ......جیسا کہ اللہ ذوالجلال نے جادوگروں اور ہاروت ماروت کی سکھائی ہوئی باتوں کے پیچھے چلنے والوں کے متعلق فرمایا: ﴿وَ يَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَ لَا يَنْفَعُهُمْ﴾ (البقرة: ۱۰۲) وہ ایسی چیز سیکھتے ہیں جو انہیں نقصان پہنچاتی ہے اور انہیں فائدہ نہیں دیتی۔''

اسی طرح ناول، افسانے اور گندی باتیں ہیں۔ اس لیے آدمی کو صرف وہ علم سیکھنا چاہیے جو دنیا و آخرت کے لیے نفع دینے والا ہو۔ اور ایسے علم کی دعا کرتے رہنا چاہیے جیسا کہ حدیث میں ہے نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز سے جب فارغ ہوتے تو فرماتے: ((اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَرِزْقًا طَيِّبًا وَعَمَلًا مُتَقَبَّلًا)) ''اے اللہ! میں تجھ سے نفع بخش علم، پاک روزی اور مقبول عمل کا سوال کرتا ہوں۔'' (صحيح ابن ماجه، رقم : ۷۵۳)

---

①سنن ابوداود، كتاب الصلاة، باب فى الاستعاذة، رقم: ۱۵۴۸۔ سنن ترمذى، ابواب، رقم: ۳۴۸۲۔ سنن نسائى، رقم: ۵۴۶۷.

(۲)...... مذکورہ حدیث سے خشوع کی بھی اہمیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے، کیونکہ جس دل میں خوف خدا نہیں وہ نیکیوں میں معاون یا گناہوں سے بچانے والا نہیں بن سکتا۔

(۳)...... سیر نہ ہونے والے نفس سے مراد دنیا کی دولت، شہرت اور منصب وغیرہ کا حریص نفس ہے۔

(۴)...... وہ دعا جو سنی نہ جائے یعنی قبول نہ ہو، مطلب یہ کہ میری دعائیں قبول فرمانا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ دعائیں دو طرح کی ہیں۔ ایک وہ جو اللہ ذوالجلال کے ہاں قبول ہوتی ہے۔ دوسری جو قبول نہیں ہوتی۔

[۱۰/۴۳۵]...... أَخْبَرَنَا كُلْثُومُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي سِدْرَةَ، حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ أَبِي مُسْلِمٍ الْخُرَاسَانِيُّ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ جس کے ساتھ خیر و بھلائی کا ارادہ چاہتا ہے اسے دین میں سمجھ بوجھ عطا فرما دیتا ہے۔''

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے فقاہت فی الدین کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ فقاہت سے مراد قرآن وحدیث کا فہم ہے نہ کہ اس سے مراد مروجہ اور مخصوص فقہ جیسا کہ لوگوں میں مشہور ہے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((نَضَّرَ اللّٰهُ عَبْدًا اسَمِعَ مَقَالَتِيْ وَحَفِظَهَا وَوَعَاهَا وَاَدَّا هَا فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ غَيْرَ فَقِيْهٍ وَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ اِلٰى مَنْ هُوَ اَفْقَهُ مِنْهُ)) (ترمذی: ۲٦۵۸۔ مسند احمد: ۱/ ٤٣٦)

''اللہ تعالیٰ تروتازہ رکھے اس شخص کو جس نے میری بات سنی، اس کو یاد کیا اور پھر اس کو آگے پہنچا دیا، کئی حاملین فقہ غیر فقیہ ہوتے ہیں اور کئی حاملین فقہ اپنے سے زیادہ فقیہ تک میری بات پہنچا دیتے ہیں۔''

اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حدیث کو فقہ کہا ہے۔ لیکن افسوس کے آج فقیہ اس کو کہا جاتا ہے جو قرآن وحدیث کی نصوص سے انحراف کر کے صرف اقوال ائمہ اور ان پر مبنی تخریجات کا علم رکھتے ہوں۔

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

[۱۱/۴۹۸]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا عَوْفٌ، عَنْ خَالِدٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ

---

① بخاری، کتاب العلم، باب من یرد الله به خیراً یفقهه فی الدین، رقم: ۷۱۔ مسلم، کتاب الزکاة، باب النهی عن المسألة، رقم: ۱۰۳۷۔ سنن ترمذی، رقم: ٢٦٤٥۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۲۲۰۔ مسند احمد: ٤/ ٩٢.

رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: النَّاسُ مَعَادِنُ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ فَخِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقُهُوا. ①

نے فرمایا: ''لوگ خیر وشر میں کان کے مانند ہیں، پس ان میں سے جو جاہلیت میں بہتر تھے وہ ان میں سے اسلام میں بھی بہتر ہیں بشرطیکہ وہ دین میں سمجھ بوجھ حاصل کریں۔''

[۵۷۸/۱۲]...... قَالَ لَيْثُ: أَنْتِ......

وَقَالَ شَهْرُ بْنُ حَوْشَبٍ: وَنَزَلَتْ سُورَةُ الأَنْعَامِ وَمَعَهَا زَجَلٌ مِنَ الْمَلَائِكَةِ، قَدْ نَظَمُوا السَّمَاءَ الدُّنْيَا إِلَى الأَرْضِ، قَالَ: وَهِيَ مَكِّيَّةٌ غَيْرُ اثْنَتَيْنِ مِنْهَا: ﴿قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ﴾ (الأنعام: ١٥١) الْآيَةَ وَالَّتِي تَلِيهَا. ②

شہر بن حوشب نے بیان کیا، سورۂ الانعام نازل ہوئی جبکہ اس کے ساتھ فرشتوں کی بلند آواز تھی، انہوں نے آسمانِ دنیا زمین تک بھر رکھا تھا، فرمایا: وہ مکی سورت ہے، سوائے اس کی دو آیتوں آیت نمبر ۱۵۱ اور ۱۵۲ کے۔

[۵۸۰/۱۳]...... أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا هَارُونُ النَّحْوِيُّ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ......

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَرَأَهَا: ﴿عَمِلَ غَيْرَ صَالِحٍ﴾ ③

سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ نے اس (سورۂ ہود کی آیت: ۴۶) ﴿عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ﴾ کو اس طرح پڑھا: ﴿عَمِلَ غَيْرَ صَالِحٍ﴾ ''اس نے اچھے عمل نہیں کیے۔''

فوائد:...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید کی مختلف قرآءات کا ثبوت ملتا ہے جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا: ﴿إِنَّهُ عَمِلَ غَيْرَ صَالِحٍ﴾ یعنی عَمِلَ فعل ماضی غَيْرَ مفعول بہ یعنی منصوب۔ فعل ماضی میں اس کا ترجمہ یوں ہوگا: ''اس نے غیر صالح عمل کیے ہیں۔'' لیکن جمہور کی قرأت ہے: ﴿إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ﴾ عَمَلٌ: إِنَّ کی خبر مرفوع اور غَيْرُ اس کی صفت ہے۔ یہ آیت سیّدنا نوح علیہ السلام کے بیٹے کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

[۵۸۲/۱۴]...... أَخْبَرَنَا الْمُؤَمَّلُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ

---

① تقدم تخريجه: ١١٨.

② مستدرك حاكم: ٢/ ٣٤٤۔ اسناده ضعيف.

③ سنن ترمذی، ابواب القراءت باب سوره هود، رقم: ٢٩٣٢، ٢٩٣١۔ قال الشيخ الالبانی: صحيح.

شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ: ......

سَمِعْتُ أَسْمَاءَ بِنْتَ يَزِيدَ تَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ: ﴿يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ لا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا وَلَا يُبَالِي إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ﴾. ①

سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (سورۃ الزمر کی آیت) ﴿قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا...... (وَلَا يُبَالِيْ) اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ﴾ پڑھتے ہوئے سنا: (یعنی لفظ "ولا یبالی" پڑھتے ہوئے سنا)۔

[۵۸۳/۱۵]...... أَخْبَرَنَا الْمُؤَمَّلُ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ......

سَمِعْتُ أَسْمَاءَ بِنْتَ يَزِيدَ تَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "إِنَّهُ عَمِلَ غَيْرَ صَالِحٍ." ①

سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ﴿اِنَّهٗ عَمِلَ غیر صالح﴾ پڑھتے ہوئے سنا۔

[۵۸۴/۱۶]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ، حَدَّثَنَا هَارُونُ الأَعْوَرُ، حَدَّثَنَا ثَابِتٌ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ......

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ أَنَّهَا سَأَلَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهَا فَقَرَأَ: "إِنَّهُ عَمِلَ غَيْرَ صَالِحٍ". ②

سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے اس (سورۂ ہود کی آیت ۴۶) کے متعلق پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((اِنَّهُ عَمِلَ غَيْرَ صَالِحٍ.))

[۸۲۰/۱۷]...... اَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ، نَا مَعْمَرٌ، عَنِ ابْنِ طَاؤُوسٍ، عَنْ اَبِيْهِ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كُنَّا نَحْفَظُ الْحَدِيْثَ فَقَطْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاَمَّا اِذَا رَكِبْتُمْ كُلَّ صَعْبٍ

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، ہم صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث یاد کیا کرتے تھے، پس جب تم نے سخت اور نرم زمین پر چلنا شروع کر دیا، تو (تم پر اعتماد) دور کی بات ہے۔

---

① سنن ترمذی، ابواب تفسیر القرآن، باب سورة الزمر، رقم: ۳۲۳۷۔ قال شعیب الارناؤوط: اسناده ضعیف۔ مسند احمد: ٦/ ٤٦١.

② سنن ابوداود، کتاب الحروف والقراء ات، رقم: ۳۹۸۲۔ سنن ترمذی، رقم: ۲۹۳۱۔ مسند احمد: ٦/ ٤٥٩۔ سلسلة صحيحه: ۲۸۰۹.

③ السابق.

وَذَلُوْلٍ، فَهَيْهَاتَ . ①

فوائد: ...... مذکورہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ایک وقت ایسا تھا کہ سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ہم سن کر قبول کر لیتے کہ یہ حدیث رسول ہے اور سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں چھوٹے تھے بعد میں صحابہ کرام سے احادیث سن کر کثیر الروایت بن گئے۔ لیکن فرماتے ہیں: جب سے لوگوں نے غلط روایات بیان کرنی شروع کر دیں ہم نے روایات کو سننا ہی چھوڑ دیا۔ مسلم شریف کے الفاظ ہیں: ((لَمْ نَأْخُذْ مِنَ النَّاسِ اِلَّا مَا نَعْرِفُ .)) (مسلم مقدمه) ''ہم لوگوں نے سننا چھوڑ دیا مگر جس حدیث کو ہم پہچانتے ہیں۔''

[۸۸۳/۱۸]...... اَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ، عَنْ لَيْثِ بْنِ اَبِیْ سُلَيْمٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: اَحْسِبُهٗ رَفَعَهٗ، قَالَ: مَنْهُوْمَانِ، لَا يَقْضِيْ اَحَدُهُمَا هَمَّتَهٗ، مَنْهُوْمٌ فِي طَلَبِ الْعِلْمِ، لَا يَقْضِي نَهْمَتَهٗ، وَمَنْهُوْمٌ فِي طَلَبِ الْمَالِ لَا يَقْضِيْ نَهْمَتَهٗ . ②

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما مرفوع بیان کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دو حریص ہیں، ان دونوں میں سے کسی ایک کی حرص ختم نہیں ہوتی: طلب علم میں حرص رکھنے والا، اس کی حرص ختم نہیں ہوتی، طلب مال میں حرص رکھنے والا اس کی حرص بھی ختم نہیں ہوتی۔''

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا طالب علم اور طالب دنیا ان دونوں کی حرص ختم نہیں ہوتی، لیکن ان دونوں میں بہت زیادہ فرق ہے۔ کیونکہ علم کا طالب اللہ کی رضامندی کے لیے آگے بڑھتا ہے اور دنیا کا لالچی سرکشی اور خود پسندی میں آگے بڑھتا ہے۔ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ دو قسم کے لوگ کبھی سیر نہیں ہوتے: ایک صاحب علم اور دوسرا صاحب دنیا۔ اور نہ ہی وہ درجہ میں برابر ہو سکتے ہیں، کیونکہ صاحب علم رب رحمٰن کو راضی کرنے میں بہت آگے ہوتا ہے اور صاحب دنیا سرکشی میں بہت آگے نکلا ہوتا ہے۔ پھر انہوں نے قرآنِ مجید کی درج ذیل آیات تلاوت کیں۔ ﴿كَلَّا إِنَّ الْإِنسَانَ لَيَطْغَىٰ ۝ أَن رَّآهُ اسْتَغْنَىٰ ۝﴾ (العلق: ٦، ٧) ''ہرگز نہیں بے شک آدمی سرکش بن جاتا ہے جب دیکھتا ہے کہ وہ دولت مند ہو گیا۔''

راوی کہتے ہیں اور مزید یہ آیت تلاوت کی: ﴿إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ﴾ (الفاطر: ۲۸) ''اللہ سے اس کے وہی بندے ڈرتے ہیں جو علم رکھتے ہیں۔'' (سنن دارمی، رقم: ۳۳۲)

---

① مسلم، المقدمة، باب النهى عن الرواية عن الضعفاء الخ، رقم: ٧۔ سنن ابن ماجه، رقم: ٢٧۔ مستدرك حاكم: ١/ ١٩٦۔ سنن دارمی، رقم: ٤٢٧ .

② سنن دارمی، رقم: ٣٣٤۔ قال حسين سليم اسد: اسناده صحيح إلى الحسن البصرى صحيح الجامع الصغير، رقم: ٦٦٢٤۔ مستدرك حاكم: ١/ ١٦٩ .

علم کے اضافہ کے لیے دعا کا خود اللہ ذوالجلال نے حکم دیا ہے، ﴿وَ قُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا﴾ (طٰهٰ: ١١٦) انسان کی مال کی حرص کے متعلق۔ (مزید دیکھئے حدیث وشرح نمبر:۹۳۴)

[٩٧٣/١٩]...... اَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ، عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ السَّلَمِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مَا سَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا اِلَّا قَدْ عَلِمْتُ، وَلَا اَدْرِيْ: اَكَانَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ اَمْ لَا، وَلَا اَدْرِيْ اَنْ كَانَ يَقُوْلُ: ﴿قَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا اَوْ عِسِيًّا﴾ وَنَسِيْتُ الثَّالِثَةَ. ①

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے جو بھی طریقہ جاری کیا وہ مجھے معلوم ہے اور مجھے معلوم نہیں کہ آپ ظہر وعصر میں قراءت کرتے تھے یا نہیں؟ اور مجھے معلوم نہیں کہ آپ یہ پڑھتے تھے ﴿قَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا اَوْ عِسِيًّا﴾ (مریم: ٨) میں تیسری چیز بھول گیا ہوں۔

فوائد: ......سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو ظہر اور عصر میں قراءت کے متعلق تردد تھا لیکن ظہر اور عصر میں قراءت کرنا صحیح احادیث سے ثابت ہے، جیسا کہ حضرت ابومعمر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے سیّدنا خباب بن ارت رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا نبی معظم ﷺ ظہر اور عصر کی نمازوں میں قراءت کیا کرتے تھے؟ تو انہوں نے کہا: ہاں، میں نے کہا کہ آنحضرت ﷺ کی قراءت کرنے کو آپ لوگ کس طرح معلوم کر لیتے تھے؟ فرمایا: آپ کی داڑھی مبارک کے ہلنے سے۔ (بخاری، کتاب الاذان، رقم : ٧٦١)

---

① مسند احمد: ١/ ٢٤٩، ٢٥٧۔ قال شعيب الارناؤوط: اسناده صحيح۔ سنن ابوداود، رقم: ٨٠٨، ٨٠٩۔ سنن نسائی، رقم: ٣٥٨١.

2

کتاب الایمان

ایمان کا بیان

[۶/۲۰]...... أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ عَنْ أُمَّتِي مَا حَدَّثَتْ بِهِ أَنْفُسَهَا مَا لَمْ تَعْمَلْهُ أَوْ تَكَلَّمْ بِهِ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ نے میری امت سے اس کے دلوں میں پیدا ہونے والے خیالات سے، جب تک وہ انہیں عملی جامہ نہ پہنا لیں یا ان کے متعلق بات نہ کرلیں، درگزر فرمایا ہے۔''

[۷/۲۱]...... أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ، عَنْ قَتَادَةَ......

عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، مِثْلَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ. ②

زرارہ بن ابی اوفی نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسی مثل روایت کیا ہے اور انہوں نے اسے مرفوع روایت نہیں کیا۔

[۸/۲۲]...... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنِ الأَعْرَجِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ عَفَا عَنْ أُمَّتِي مَا حَدَّثَتْ بِهِ أَنْفُسَهَا مَا لَمْ تَعْمَلْهُ أَوْ تَكَلَّمْ بِهِ. ③

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ نے میری امت کے دلوں میں پیدا ہونے والے خیالات سے، جب تک وہ انہیں عملی جامہ نہ پہنا لیں یا ان کے متعلق بات نہ کرلیں، درگزر فرمایا ہے۔''

---

① البخاري، كتاب النكاح، باب الطلاق في الاغلاق والكره، رقم: ٥٢٦٩ - سنن نسائي، رقم: ٣٤٣٣.
② السابق. ③ السابق.

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ دل میں جو مختلف خیالات آتے رہتے ہیں، ان خیالات پر مواخذہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ اس میں انسان کا اختیار نہیں ہوتا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا﴾ (البقرة: ۲۸٦) پھر یہ خیالات اچھے بھی ہوتے ہیں اور برے بھی اور اگر خیالات گندے کاموں کی طرف دعوت دیں تو ان خیالات کو 'وساوس' کہتے ہیں۔ اور اگر نیکی کی طرف دعوت دیں تو 'الہامات' ہیں۔ لیکن احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جب انسان گناہ کا عزم کرتا ہے اور مکمل کوشش کرتا ہے اور اس میں ناکام ہو جائے تو وہ عند اللہ مجرم ہوگا۔

جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب دو مسلمان تلواریں لے کر ایک دوسرے کے مقابل آ جائیں تو قاتل اور مقتول (دونوں) جہنم میں جائیں گے۔'' عرض کیا گیا: یہ تو قاتل ہے (اس لیے مجرم ہے) مقتول (کو سزا ملنے) کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا: ''وہ بھی اپنے ساتھی کے قتل کی خواہش رکھتا تھا۔'' (صحیح بخاری، رقم: ۷۰۸۳)

بعض اوقات انسان مجبوراً اپنی زبان سے ایسے کلمات کہتا ہے لیکن دل سے انکا اقرار نہیں کرتا تو ایسے انسان پر بھی مواخذہ نہیں ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ﴾ (النحل: ۱۰٦) ''جو شخص اپنے ایمان کے بعد اللہ سے کفر کرے بجز اس کے جس پر جبر کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر برقرار ہو۔''

اسی طرح بعض چیزیں ایسی ہیں کہ اگر ان کا اظہار زبان سے نہ بھی کیا جائے تو اس کی جزا و سزا ملتی ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور مسلمانوں سے محبت کرنا، اللہ ذوالجلال کے شعار کا احترام کرنا ثواب ہے اور اسی طرح برے کام سے نفرت کرنا بھی ثواب ہے۔ ان کا تعلق دل سے ہی ہے اگر انسان اظہار نہ بھی کرے تو عند اللہ ماجور ہوگا۔

[۳۸٤/۲۳]...... وَبِهٰذَا، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَالَّذِی نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَا تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ حَتَّى تُؤْمِنُوا وَلَا تُؤْمِنُوا حَتَّى تَحَابُّوا أَفَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى أَمْرٍ إِذَا أَتَيْتُمُوهُ تَحَابَبْتُمْ ؟ قَالُوا: وَمَا هُوَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ؟ قَالَ: أَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! تم جنت میں نہیں جاؤ گے حتیٰ کہ تم ایمان لے آؤ، اور تم ایمان دار نہیں بن سکتے حتیٰ کہ تم باہم محبت کرو، کیا میں تمہیں ایسا کام نہ بتاؤں جب تم وہ بجا لاؤ تو تمہاری باہم محبت پیدا ہو جائے؟'' انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! وہ کام کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''آپس میں

---

① مسلم، كتاب الايمان، باب بيان انه لا يدخل الجنه الا المومنون الخ، رقم: ٥٤۔ سنن ابوداود، كتاب الادب، باب فى افشاء السلام، رقم: ٥١٩٣۔ سنن ترمذى، رقم: ٢٦٨٨۔ سنن ابن ماجه، رقم: ٦٨۔ مسند احمد: ٢/ ٣٩١.

سلام کو عام کرو۔''

فوائد :...... (۱) مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا دخول جنت کے لیے ایمان شرط ہے، اگر ایمان نہ ہوگا تو جنت نصیب نہیں ہوگی۔

(۲)...... یہ بھی معلوم ہوا باہمی محبت ایمان کی تکمیل کا ذریعہ ہے لہٰذا وہ کام کرنے چاہئیں جو ایمان کی تکمیل کا ذریعہ بنیں اور جن سے آپس میں محبت پیدا ہو۔ اور ان کاموں سے بچنا چاہیے جن کی وجہ سے آپس میں نفرت، حسد و بغض پیدا ہوتا ہے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آپس میں ہدیہ لیا دیا کرو، اس سے باہمی محبت پیدا ہوگی۔'' (ادب المفرد للبخاری، رقم : ٥٩٤)

(۳)...... مذکورہ بالا حدیث میں ایک دوسرے کو السلام علیکم کہنے کی بھی اہمیت ثابت ہوتی ہے کہ اس کی وجہ سے آپس میں محبتیں پیدا ہوتی ہیں اگر آپس میں محبت ہوگی تو صحیح مسلمان بنیں گے۔

[٤٠٨/٢٤]...... وَبِهٰذَا، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا إِيمَانَ لِمَنْ لَا أَمَانَةَ لَهُ . ①

اسی سند سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس میں امانت نہیں اس میں ایمان نہیں۔''

فوائد :...... مذکورہ حدیث سے امانت کی اہمیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ایمان وامانت لازم وملزوم ہیں۔ اگر بندہ امانت دار نہیں تو یقیناً وہ ایمان سے محروم ہے جیسا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے: ((لَا يَغُرَّنَّكَ صَلَاةُ رَجُلٍ وَلَا صِيَامُهُ مَنْ شَاءَ صَامَ وَمَنْ شَاءَ صَلّٰى وَلٰكِنْ لَّا دِيْنَ لِمَنْ لَّا اَمَانَةَ لَهُ.)) (شعب الایمان : ٣٣٦/٤) ...... ''تمہیں کسی شخص کی نماز اور اس کا روزہ دھوکہ میں نہ ڈالے، جو چاہے روزہ رکھے جو چاہے نماز پڑھے مگر اس کا کوئی دین نہیں جو امانت دار نہیں۔''

اسی طرح حدیث میں ہے کہ منافق کی تین علامتیں ہیں: ((اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا ائْتُمِنَ خَانَ.))...... ''جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے اور جب اُس کے پاس امانت رکھی جائے تو اُس میں خیانت کرے۔''

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا: ((وَاِنْ صَلّٰى وَصَامَ وَزَعَمَ اَنَّهُ مُسْلِمٌ.))...... ''اور اگرچہ نماز پڑھے، روزہ رکھے اور یہ گمان کرے کہ وہ مسلمان ہے۔'' (تفصیل کے لیے دیکھئے شرح حدیث نمبر ۳۸۲)

اللہ ذوالجلال نے قرآن مجید میں مومنوں کی صفتوں کا تذکرہ فرمایا ہے، ان صفات میں امانتداری بھی ہے:

---

① مسند احمد: ٣/ ١٣٥، ١٥٤ قال شعيب الأرناؤوط : حسن۔ صحيح ابن حبان، رقم: ١٩٤۔ صحيح الجامع الصغير، رقم: ٧١٧٩۔ صحيح ترغيب وترهيب، رقم: ٥٧٥ .

﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَo﴾ (المومنون: ۸)...... ''اور جو اپنی امانتوں اور اپنے وعدوں کی پاسداری کرتے ہیں۔''

اگر دیکھا جائے تو پورے دین کی عمارت امانت پر قائم ہے۔ دین اللہ ذوالجلال نے جبریل علیہ السلام کے ذریعہ اپنے انبیاء کرام علیہم السلام کو عطا فرمایا تو جبریل علیہ السلام کا لقب ہی الروح الامین قرار پایا۔ اور اسی طرح انبیاء علیہم السلام کو بھی امین کے لقب سے ملقب کیا گیا۔ جیسا کہ سورۃ الشعراء میں انبیاء کرام علیہم السلام کی دعوت کے حوالے سے ہر نبی کا یہ قول بیان ہوا ہے کہ: ﴿اِنِّی لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌo﴾ (الشعراء: ۱۰۷)...... ''میں تمہارے پاس رسول امین ہوں۔''

[۲۵/۴۱۴]...... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ قَتَادَةَ، وَعَنْ رَجُلٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ . وَعَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَحْسَبُهُ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كُلُّهُمْ يَرْفَعُهُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَسْرِقُ السَّارِقُ حِينَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِينَ يَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَغُلُّ وَهُوَ حِينَ يَغُلُّ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَنْتَهِبُ نُهْبَةً يَرْفَعُ النَّاسُ إِلَيْهَا أَبْصَارَهُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، قَالَ ابْنُ طَاوُسٍ: وَقَالَ أَبِي: إِذَا فَعَلَ ذَلِكَ زَالَ عَنْهُ الْإِيمَانُ، قَالَ: فَقَالَ: الْإِيمَانُ كَالظِّلِّ أَوْ نَحْوِ ذَلِكَ . ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''زانی مومن رہتے ہوئے زنا نہیں کر سکتا، چور چوری کرتے ہوئے مومن نہیں رہتا، شرابی مومن رہتے ہوئے شراب نہیں پی سکتا، خیانت کرنے والا مومن رہتے ہوئے خیانت نہیں کر سکتا، اور کوئی شخص مومن رہتے ہوئے لوٹ اور غارت گری نہیں کر سکتا کہ لوگوں کی نظریں اس کی طرف اٹھی ہوئی ہوں اور وہ لوٹ رہا ہو۔'' ابن طاؤس کہتے ہیں: اور میرے والد نے کہا: جب وہ یہ (اعمال) کرتا ہے تو اس سے ایمان زائل ہوجاتا ہے۔ فرمایا: ایمان سایہ کی مثل ہے یا اسی کی طرح ہے۔

[۲۶/۳۰]...... أَخْبَرَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْعَيْنَانُ تَزْنِيَانِ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آنکھیں (دیکھنے کا) زنا کرتی ہیں، ٹانگیں، پاؤں

---

① بخاری، کتاب المظالم، باب النهی بغیر اذن صاحبه، رقم: ۲۴۷۵۔ مسلم، کتاب الایمان، باب بیان نقصان الایمان الخ: ۵۷۔ سنن ابوداود، رقم: ۴۶۸۹۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۳۹۳۶۔ مسند احمد: ۲/ ۳۱۷.

وَالرِّجْلَان تَزْنِيَانِ وَيُصَدِّقُ ذَلِكَ الْفَرْجُ أَوْ يُكَذِّبُهُ . ①

زنا کرتے ہیں، اور شرم گاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔''

[۳۱/۲۷]...... أَخْبَرَنَا الْمُؤَمَّلُ......

عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ، قَالَ: بَدَلَ الرِّجْلَيْنِ الْيَدَيْنِ . ②

حماد بن سلمہ نے اس حدیث کو اسناد سے اسی مثل روایت کیا ہے، اور انہوں نے ''پاؤں'' کے بجائے ''ہاتھوں'' کا ذکر کیا ہے۔

فوائد: ......ایک دوسری حدیث میں مذکورہ حدیث کی وضاحت ملتی ہے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر آدم زاد کے لیے زنا سے اس کا حصہ (لکھا گیا) ہے'' اور مذکورہ قصہ بیان کیا، ''کہا: ہاتھ زنا کرتے ہیں، ان کا بدکاری کو پکڑنا ہے۔ پاؤں زنا کرتے ہیں، ان کا بدکاری کی طرف چلنا ہے۔ منہ زنا کرتا ہے اور اس کا بدکاری کا بوسہ لینا ہے۔'' (سنن ابی داود، رقم : ۲۱۵۳)

ایک اور روایت میں ہے کہ ''کان زنا کرتے ہیں اور ان کا بدکاری سننا ہے۔'' (سنن ابوداود، رقم : ۲۱۵٤)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مذکورہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ابن آدم پر اس کے زنا کا ایک حصہ مقرر کیا گیا ہے۔ چنانچہ بعض ان میں حقیقی زنا کرتے ہیں، یعنی اپنی شرمگاہ کو دوسرے کی شرمگاہ میں داخل کرتے ہیں۔ (جو حرام ہے)

اور بعض مجازی زنا کرتے ہیں یعنی غیر محرم اشیاء کو دیکھتے ہیں یا لمس کرتے ہیں یا پھر انہیں سنتے ہیں، مثال کے طور پر کسی ناواقف (غیر محرم) عورت کو چھونا، یا اسے بوسہ دینا، چومنا یا اس کے پاس زنا کی غرض سے چل کر جانا، یا اسے دیکھنا اور (اسی طرح) دل میں کوئی (براعزم) خیال سوچنا وغیرہ یہ سب مجازی زنا کی اقسام ہیں۔ (شرح مسلم للنووی: ص۱۸۸)

گناہ کی دو اقسام ہیں: کبیرہ اور صغیرہ۔ صغیرہ وہ ہیں جن پر شریعت نے کوئی حد تعزیر مقرر نہیں کی اور کبیرہ وہ ہیں جن پر شریعت نے کوئی حد تعزیر مقرر کر دی ہے۔ صغیرہ گناہ عام نیکی سے معاف ہو جاتے ہیں تاہم شریعت نے صغیرہ گناہ کرنے سے بھی روکا ہے، بعض اوقات یہ صغیرہ گناہ، کبیرہ کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ اس وقت جب ان گناہوں کو گناہ نہ سمجھا جائے اور عادت بنا لی جائے۔ مذکورہ حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ انسان کو ہر قسم کے گناہوں سے بچتے رہنا چاہیے۔

اعضائے جسم کو زنا سے تعبیر کرنا، اس سے زنا کے قبیح ہونے کی طرف اشارہ ہے اور ایسے لوگوں کا انجام انتہائی برا ہو سکتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے: ﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّسَآءَ سَبِيْلًا﴾ (الاسراء: ۳۲) ''اور تم زنا کے قریب نہ جاؤ وہ بے حیائی کا کام اور برا راستہ ہے۔''

---

① بخاري، كتاب الاستئذان، باب زنا الجوارح دون الفرج، رقم: ٦٣٤٣۔ مسلم، كتاب القدر، باب قدر على ابن آدم حظه الخ، رقم: ٢٦٥٧۔ مسند احمد: ٢/ ٣٢٩۔ سنن كبرى بيهقي: ٧/ ٨٩ .

② صحيح الجامع الصغير، رقم: ٤١٥٠۔ صحيح ترغيب وترهيب، رقم: ١٩٠٤ .

[۷۵/۲۸]...... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ، قَالَ......

سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَدْخُلُ مِنْ أُمَّتِي الْجَنَّةَ سَبْعُونَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ قَالَ: فَقَالَ عُكَّاشَةُ بْنُ مُحْصَنٍ: ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ، فَقَالَ آخَرُ: ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ . ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری امت میں سے ستر ہزار بغیر حساب جنت میں جائیں گے۔'' عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ سے دعا فرمائیں کہ وہ مجھے ان میں سے بنا دے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے اللہ! اسے ان میں سے بنا دے۔'' پھر دوسرے شخص نے عرض کیا: اللہ سے دعا فرمائیں کہ وہ مجھے ان میں سے بنا دے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عکاشہ اس میں تم پر بازی لے گیا ہے۔''

[۷۶/۲۹]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، قَالَ: سَمِعْتُ......

أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ مِثْلَهُ سَوَاءً . ②

ایک دوسری سند سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث سابق کے مانند مروی ہے۔

فوائد:...... ایک حدیث میں ہے کہ سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ میرے رب نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ میری امت سے ستر ہزار افراد کو وہ بلا حساب اور عذاب، جنت میں داخل فرمائے گا۔ اور ہر ہزار کے ساتھ (مزید) ستر ہزار آدمی جنت میں داخل فرمائے گا اور تین لپ بھرے ہوئے میرے رب کے اور بھی جنت میں داخل ہوں گے۔'' (سنن ترمذی، ابواب صفة القيامة، باب ماجاء فی الشفاعة)

مذکورہ حدیث سے امت محمدیہ کی فضیلت واضح ہے کہ انچاس لاکھ ستر ہزار افراد بغیر حساب وکتاب جنت میں داخل ہوں گے۔ بعض روایات میں ہے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم مذکورہ بالا روایت سنا کر گھر تشریف لے گئے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپس میں ان ستر ہزار کے بارے میں قیاس آرائیاں کرنے لگے، بعض نے کہا: یہ وہ ہوں گے جو اسلام پر پیدا ہوئے اور انہوں نے شرک نہیں کیا۔ بعض نے کہا: جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف حاصل ہوا ہے یہ وہ لوگ ہیں۔ جب نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنی مختلف آراء کا اظہار کیا۔ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ وہ ہیں:

---

① بخاری، کتاب الرقاق، باب يدخل الجنة سبعون الفا، رقم: ٦٥٤١۔ مسلم، کتاب الايمان، باب الدليل على دخول طوائف من المسلمين الخ، رقم: ٢١٦۔ دارمی، رقم: ٢٨٠٧۔ مسند احمد: ٢/ ٣٥١ .

② ایضاً .

((لَا يَكْتُوْوْنَ وَلَا يَسْتَرِقُوْنَ وَلَا يَتَطَيَّرُوْنَ وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ .)) (بخاری، رقم : ٦٥٤١) ''جو داغ نہیں لگواتے ، دم جھاڑ نہیں کرواتے ، شگون نہیں لیتے ، اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔''

مذکورہ حدیث مبارکہ میں بغیر حساب وکتاب جنت میں داخل ہونے والوں کی نمایاں صفات بیان کی گئی ہیں کہ وہ شرک کی کسی بھی قسم میں مبتلا نہیں ہوتے اور ان کا دم، داغ پر بھروسہ نہیں ہوتا بلکہ اللہ پر توکل کرتے ہیں کہ اس دوائی دم میں تب شفا ہوگی جب اللہ ذوالجلال نے دی یعنی اللہ پر پختہ یقین ہونا چاہیے۔

مذکورہ حدیث سے سیدنا عکاشہ بن محصن اسدی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بھی اثبات ہے کہ وہ قطعی طور پر بغیر حساب وکتاب جنت میں جائیں گے جو دوسرے صحابی کھڑے ہوئے۔ وہ سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ تھے تو فرمایا: ''عکاشہ اس میں تم پر بازی لے گیا'' مطلب یہ کہ وہ قبولیت کی گھڑی تھی جواب نکل چکی ہے۔

[١٢١/٣٠]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَمَّارِ بْنِ أَبِي عَمَّارٍ، مَوْلَى بَنِي هَاشِمٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَقِيَ مُوسَى آدَمَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ فَقَالَ: أَنْتَ آدَمُ الَّذِي خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهِ، وَأَسْجَدَ لَكَ مَلَائِكَتَهُ، وَأَسْكَنَكَ جَنَّتَهُ، فَأَخْرَجْتَ وَلَدَكَ مِنَ الْجَنَّةِ، قَالَ لَهُ: يَا مُوسَى، أَنْتَ الَّذِي اصْطَفَاكَ اللّٰهُ بِرِسَالَاتِهِ وَكَلَّمَكَ، فَأَنَا أَقْدَمُ أَمِ الذِّكْرُ؟ فَقَالَ: لَا بَلِ الذِّكْرُ، فَحَجَّ آدَمُ مُوسَى. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''موسیٰ علیہ السلام نے آدم علیہ السلام سے ملاقات کی تو کہا: آپ آدم ہیں، جنہیں اللہ نے اپنے ہاتھ سے تخلیق فرمایا، اپنے فرشتوں سے آپ کو سجدہ کرایا اور آپ کو اپنی جنت میں بسایا، اور آپ نے اپنی اولاد کو جنت سے نکلوا دیا، انہوں نے ان سے فرمایا: اے موسیٰ! آپ وہی ہیں کہ اللہ نے اپنی رسالت اور اپنی ہم کلامی سے آپ کو مختص فرمایا، پس میں پہلے ہوں یا ذکر؟ انہوں نے فرمایا: نہیں، بلکہ ذکر، پس آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر غالب آ گئے۔''

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ بیٹا اپنے باپ سے اور چھوٹا کسی بڑے عالم سے اظہار حق یا علمی اضافہ کی غرض سے مناظرہ اور مباحثہ کر سکتا ہے، بشرطیکہ وہ مناظرہ اور مباحثہ حقائق پر موقوف ہو نہ کہ آج کے مناظرے اور مباحثے جو سراسر تعصب وتشدد اور ایک دوسرے کو ہلکا اور نیچا کرنے کی غرض سے کیے جاتے ہیں۔

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا مقصد سیدنا آدم علیہ السلام کو طعنہ دینا نہیں تھا کہ انہوں نے غلطی کیوں کی۔ حالانکہ ان کی غلطی تو اللہ

① بخاری، کتاب القدر، باب تحاج آدم وموسٰی عند الله، رقم: ٦٦١٤۔ مسلم، کتاب القدر، باب کیفیة الخلق الآدم الخ، رقم: ٢٦٥٢۔ سنن ابوداود، رقم: ٤٧٠١۔ سنن ترمذی، رقم: ٢١٣٤۔ مسند احمد: ٢/ ٢٤٨.

تعالیٰ نے معاف کر دی تھی۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَیْهِ وَ هَدٰیo﴾ (طٰهٰ: ۱۲۲) ''پھر انہیں ان کے رب نے نوازا، ان کی توبہ قبول فرمائی اور ان کی رہنمائی کی۔''

بلکہ کہنے کا مقصد تھا کہ تمام انسانوں کو آپ کی وجہ سے مشکلات ومصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ تو سیدنا آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ چالیس سال پہلے میری تقدیر میں لکھ دیا گیا تھا۔ (بخاری، کتاب القدر، رقم: ٦٦١٤)

تو یہ جواب دے کر سیدنا آدم علیہ السلام نے وضاحت فرما دی کہ یہ مصائب تقدیر میں پہلے ہی لکھے جا چکے تھے۔ معلوم ہوا تقدیر برحق اور ثابت ہے لیکن اکثر جاہل لوگ اس غلط فہمی کا شکار ہیں کہ جو تقدیر میں ہے وہ ہو کر رہے گا اور اس چیز کو مدنظر رکھ کر گناہ کرتے ہیں، حالانکہ انسان مجبور محض نہیں ہے اس کو دونوں (بری واچھی) راہیں دکھا کر مطالبہ اچھی راہ پر چلنے کا کیا گیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اِنَّا هَدَیْنٰهُ السَّبِیْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًاo﴾ (الدھر: ۳) ''ہم نے اسے راہ دکھائی اب خواہ وہ شکر گزار بنے خواہ ناشکرا۔''

تقدیر اللہ کا کلی وپیشگی علم ہے اور اللہ کی رضا وخوشنودی اور چیز ہے۔ اگر چور کہے کہ میری قسمت میں چوری کرنا تھا تو اس کا ہاتھ پھر بھی کاٹ دیا جائے گا کہ اس کی تقدیر میں اس کا ہاتھ کاٹنا بھی لکھا ہے۔ جیسا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ایک شخص پر چوری کی حد لگانے لگے تو وہ کہنے لگا: تقدیر میں یوں ہی لکھا تھا۔ میرا کیا قصور ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''تقدیر کے مطابق ہی ہم تمہارا ہاتھ کاٹ رہے ہیں، اس میں ہمارا کیا قصور ہے۔

[١٦٧/٣١]...... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، حَدَّثَنَا أَبُو فَرْوَةَ الْهَمْدَانِيُّ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَأَبِي ذَرٍّ قَالَا: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْلِسُ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ أَصْحَابِهِ، فَيَجِيءُ الْغَرِيبُ فَلَا يَعْرِفُهُ وَلَا يَدْرِي أَيْنَ هُوَ حَتَّى يَسْأَلَ، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَوْ جَعَلْنَا لَكَ مَجْلِسًا فَتَجْلِسَ فِيهِ حَتَّى يَعْرِفَكَ الْغَرِيبُ، فَبَنَيْنَا لَهُ دُكَّانًا مِنْ طِينٍ فَكُنَّا نَجْلِسُ بِجَانِبَيْهِ، فَكُنَّا جُلُوسًا وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجِيءُ فِي مَجْلِسِهِ، إِذْ أَقْبَلَ رَجُلٌ أَحْسَنُ النَّاسِ وَجْهًا وَأَطْيَبُ النَّاسِ

سیدنا ابوہریرہ اور سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان تشریف فرما ہوتے تھے، پس اجنبی شخص آتا تو وہ آپ کو پہچانتا نہ اسے پتہ چلتا کہ آپ کہاں ہیں حتیٰ کہ وہ دریافت کرتا، ہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اگر ہم آپ کے لیے نشست بنا دیں تاکہ آپ اس پر تشریف رکھا کریں حتیٰ کہ اجنبی شخص آپ کو پہچان سکے، ہم نے آپ کے لیے مٹی کا ایک چبوترہ بنا دیا، ہم آپ کے دونوں جانب بیٹھا کرتے تھے، ہم بیٹھے ہوئے تھے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مجلس میں تشریف لائے کہ اچانک ایک خوبصورت شخص بہترین خوشبو لگائے انتہائی صاف ستھرا لباس زیب تن کیے ہوئے آیا اس کا لباس اس طرح تھا جیسا کہ میل

رِيحًا وَأَنْقَى النَّاسِ ثَوْبًا، كَأَنَّ ثِيَابَهُ لَمْ يُصِبْهَا دَنَسٌ حَتَّى سَلَّمَ مِنْ عِنْدِ طَرَفِ السِّمَاطِ، فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا مُحَمَّدُ، قَالَ: فَرَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ، ثُمَّ قَالَ: أَدْنُو ؟ فَمَا زَالَ يَقُولُ: أَدْنُو ؟ وَيَقُولُ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ادْنُهْ حَتَّى وَضَعَ يَدَهُ عَلَى رُكْبَتَيْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ مَا الْإِسْلَامُ ؟ قَالَ: تَعْبُدُ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ وَتَصُومُ رَمَضَانَ وَتَحُجُّ الْبَيْتَ، قَالَ: إِذَا فَعَلْتُ ذٰلِكَ فَقَدْ أَسْلَمْتُ ؟ قَالَ: نَعَمْ ، فَقَالَ: صَدَقْتَ . قَالَ: فَأَنْكَرْنَا مِنْهُ قَوْلَهُ صَدَقْتَ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ أَخْبِرْنِي عَنِ الْإِيمَانِ، اَلْإِيْمَانُ بِاللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَبِالنَّبِيِّينَ وَبِالْقَدَرِ كُلِّهِ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ أَخْبِرْنِي عَنِ الْإِحْسَانِ، فَقَالَ: أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ، قَالَ: صَدَقْتَ، قَالَ: يَا مُحَمَّدُ، فَأَخْبِرْنِي عَنِ السَّاعَةِ، قَالَ: فَنَكَسَ وَلَمْ يُجِبْهُ، ثُمَّ عَادَ فَلَمْ يُجِبْهُ، ثُمَّ عَادَ فَلَمْ يُجِبْهُ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَحَلَفَ بِهِ بِاللّٰهِ أَوْ قَالَ: وَالَّذِي بَعَثَ مُحَمَّدًا بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ، مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ، وَلٰكِنْ لَهَا عَلَامَاتٌ

کچیل نے اسے چھوا تک نہ ہو، حتیٰ کہ اس نے لوگوں کی صف کے کنارے سے سلام کیا تو اس نے کہا: السلام علیك یا محمد(ﷺ) آپ نے اسے سلام کا جواب دیا، پھر اس نے کہا: کیا میں قریب آ جاؤں؟ وہ قریب آنے کے لیے کہتا ہی رہا اور محمد ﷺ فرماتے: ''اسے قریب کرو۔'' حتیٰ کہ اس نے اپنا ہاتھ رسول اللہ ﷺ کے گھٹنوں پر رکھ دیا تو کہا: محمد(ﷺ)! اسلام کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی بھی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ، نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو، رمضان کے روزے رکھو اور بیت اللہ کا حج کرو۔'' اس نے کہا: جب میں یہ سب بجا لاؤں گا تو میں نے اسلام قبول کر لیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں'' اس نے کہا: آپ نے سچ فرمایا۔ راوی نے بیان کیا: ہمیں اس کی یہ بات پسند نہ آئی کہ آپ نے سچ فرمایا (کیونکہ وہ سائل تھا) اس نے کہا: محمد (ﷺ)! مجھے ایمان کے متعلق بتائیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ پر، فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، انبیاء(علیہم السلام) پر اور ہر قسم کی تقدیر پر ایمان (لاؤ)۔'' اس نے کہا: محمد(ﷺ)! احسان کے متعلق بتائیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کہ تم اللہ کی عبادت کرو گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو، اگر تم اسے نہیں دیکھ رہے تو وہ تمہیں دیکھتا ہے۔'' اس نے کہا: آپ نے سچ فرمایا۔ اس نے کہا: محمد(ﷺ)! مجھے قیامت کے متعلق بتائیں، آپ ﷺ نے سر جھکا لیا اور اسے جواب نہ دیا، اس نے پھر دوبارہ پوچھا لیکن آپ نے اسے جواب نہ دیا، اس نے پھر سوال دہرایا لیکن آپ ﷺ نے اسے جواب نہ دیا، پھر آپ نے اپنا سر مبارک اٹھایا، اللہ کی قسم اٹھائی یا فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس نے محمد(ﷺ) کو ہدایت اور

تُعْرَفُ بِهَا، إِذَا رَأَيْتَ رِعَاءَ الْبَهْمِ يَتَطَاوَلُونَ فِي الْبُنْيَانِ، وَإِذَا رَأَيْتَ الْحُفَاةَ وَالْعُرَاةَ مُلُوكَ الأَرْضِ، وَإِذَا وَلَدَتِ الْمَرْأَةُ رَبَّهَا فِي خَمْسٍ مِنَ الْغَيْبِ لا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا اللّٰهُ، ثُمَّ قَرَأَ: ﴿إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الأَرْحَامِ﴾ ثُمَّ تَلا إِلَى: ﴿عَلِيمٌ خَبِيرٌ﴾ (لقمان)، ثُمَّ سَطَعَ غُبَارٌ مِنَ السَّمَاءِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَالَّذِي بَعَثَ مُحَمَّدًا بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ مَا أَنَا بِأَعْلَمَ بِهِ مِنْ رَجُلٍ مِنْكُمْ وَإِنَّهُ لَجِبْرِيلُ جَاءَكُمْ لِيُعَلِّمَكُمْ فِي صُورَةِ دَحْيَةَ الْكَلْبِيِّ. ①

دین حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اس (قیامت) کے متعلق مسئول (جس سے پوچھا جا رہا ہے) سائل سے زیادہ نہیں جانتا۔'' لیکن اس کی کچھ علامتیں ہیں جن سے اس کی معرفت ہوسکتی ہے۔ جب تم جانوروں کے چرواہوں کو دیکھو کہ وہ بڑی بڑی عمارتوں کے بارے میں غرور کریں گے اور جب تم ننگے پاؤں اور ننگے بدن والوں کو ملک کے بادشاہ دیکھو گے اور جب عورت اپنے مالک/ آقا کو جنم دے گی، غیب کے متعلق پانچ چیزیں ہیں جنہیں صرف اللہ ہی جانتا ہے، پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ''بے شک قیامت کا علم اللہ ہی کے پاس ہے، وہی بارش برساتا ہے اور رحم مادر میں جو کچھ ہے اسے وہی جانتا ہے...... علم والا باخبر ہے۔'' پھر آسمان سے غبار بلند ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس نے محمد (ﷺ) کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! میں تم میں سے کسی شخص سے زیادہ اس کے متعلق نہیں جانتا، وہ جبریل تھے، دحیہ کلبی (رضی اللہ عنہ) کی صورت میں تمہیں تعلیم دینے تمہارے پاس آئے تھے۔''

[١٦٨/٣٢]...... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ أَبِي حَيَّانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا بَارِزًا لِلنَّاسِ إِذْ أَتَاهُ رَجُلٌ يَمْشِي، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ مَا الْإِيمَانُ؟ قَالَ: أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَلِقَائِهِ، وَتُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ الْآخِرِ، قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَمَا الْإِسْلَامُ قَالَ: لا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک دن رسول اللہ ﷺ لوگوں میں نمایاں موجود تھے، کہ ایک آدمی چلتا ہوا آیا، اس نے کہا: محمد (ﷺ)! ایمان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کہ تم اللہ پر، اس کے فرشتوں، اس کے رسولوں پر، اس سے ملاقات کرنے اور مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے پر ایمان لاؤ۔'' اس نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ! اسلام کیا ہے؟

① سنن ابوداود، کتاب السنه، باب فی القدر، رقم: ٤٦٩٨۔ قال الشيخ الالبانی صحیح۔ سنن نسائی، کتاب الایمان وشرائعه، باب صفة الايمان والاسلام، رقم: ٤٩٩١۔ نسائی کبری، رقم: ٥٩٧٤.

تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ الْمَكْتُوبَةَ وَتُؤَدِّي الزَّكَاةَ الْمَفْرُوضَةَ وَتَصُومُ رَمَضَانَ، قَالَ: يَا مُحَمَّدُ فَمَا الْإِحْسَانُ؟ قَالَ: أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ، قَالَ: يَا مُحَمَّدُ فَمَتَى السَّاعَةُ؟ فَقَالَ: مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ وَسَأُحَدِّثُكَ عَنْ أَشْرَاطِهَا إِذَا وَلَدَتِ الْمَرْأَةُ رَبَّتَهَا، وَرَأَيْتَ الْحُفَاةَ رُؤُوسَ النَّاسِ، فِي خَمْسٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا اللّٰهُ ﴿إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ﴾ (لقمان الآيَة) ثُمَّ انْصَرَفَ الرَّجُلُ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رُدُّوهُ، الْتَمِسُوهُ فَلَمْ يَجِدُوهُ، فَقَالَ: ذَاكَ جِبْرِيلُ جَاءَ لِيُعَلِّمَ النَّاسَ دِينَهُمْ. ①

آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم اس کے ساتھ کسی بھی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ، فرض نماز پڑھو، فرض زکوٰۃ ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھو۔“ اس نے کہا: محمد (ﷺ)! احسان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ کہ تم اللہ کی عبادت کرو گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو، پس اگر تم اسے نہیں دیکھ پاتے تو وہ تو تمہیں دیکھ رہا ہے۔“ اس نے کہا: محمد (ﷺ)! قیامت کب آئے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کے متعلق جس سے پوچھا جا رہا ہے وہ سوال کرنے والے سے زیادہ نہیں جانتا، اور میں اس کی علامتوں کے بارے میں تمہیں بتاتا ہوں، جب عورت اپنے مالک کو جنم دے گی، اور تم ننگے بدن والے لوگوں کو عوام کا سربراہ دیکھو گے، اور پانچ چیزوں کے متعلق صرف اللہ ہی جانتا ہے: ”بے شک قیامت کا علم اللہ ہی کے پاس ہے اور وہی بارش برساتا ہے۔“ پھر وہ آدمی چلا گیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اسے واپس لاؤ۔“ انہوں نے اسے تلاش کیا لیکن وہ انہیں نہ ملا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ جبریل تھے لوگوں کو ان کے دین کی تعلیم دینے آئے تھے۔“

[۱۶۹/۳۳]...... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا لِأَصْحَابِهِ: سَلُونِي فَهَابُوهُ أَنْ يَسْأَلُوهُ، فَجَاءَ رَجُلٌ حَتَّى وَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ، فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ: أَخْبِرْنِي عَنِ الْإِيمَانِ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ وَزَادَ وَيُؤْمِنُ بِالْبَعْثِ وَبِالْقَدَرِ كُلِّهِ،

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے ایک دن اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: ”مجھ سے پوچھو۔“ پس وہ اس بات سے ڈرے کہ وہ آپ سے پوچھیں، ایک آدمی آیا تو اس نے اپنے ہاتھ آپ کے گھٹنوں پر رکھ دیئے تو کہا: محمد (ﷺ)! مجھے ایمان کے متعلق بتائیں، پس راوی نے حدیث سابق کے مثل ذکر کیا، اور یہ اضافہ نقل کیا: ”اور تم مرنے کے بعد

① بخاری، کتاب الایمان، باب سوال جبریل النبی ﷺ عن الایمان، رقم: ۵۰۔ مسلم، کتاب الایمان، باب بیان الایمان، والاسلام الخ، رقم: ۹.

وَيَقُولُ فِي كُلِّ مَسْأَلَةٍ: صَدَقْتَ، وَقَالَ: إِذَا رَأَيْتَ الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الصُّمَّ الْبُكْمَ مُلُوكَ الأَرْضِ، وَرَأَيْتَ رِعَاءَ الْبَهْمِ يَتَطَاوَلُونَ فِي الْبُنْيَانِ، وَقَالَ فِيهِ: أَنْ تَخْشَى اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ: هَذَا جِبْرِيلُ، قَالَ: أَبُو زُرْعَةَ أَرَادَ أَنْ تَعْلَمُوا أَنْ تَسْأَلُوهُ. ①

دوبارہ اٹھائے جانے پر ایمان لاؤ اور ہر قسم کی تقدیر پر ایمان لاؤ۔'' اور وہ آپ سے جو بھی سوال کرتا تو کہتا: تم نے سچ کہا، اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم ننگے بدن، ننگے قدم، بہرے، گونگے (مانند جانور) افراد کو زمین/ ملک کا مالک دیکھو، اور تم جانوروں کے چرواہوں کو تعمیرات میں باہم فخر کرتے ہوئے دیکھو۔'' اس حدیث میں یہ بیان کیا: ''یہ کہ تم اللہ سے ڈرو گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو۔'' اور حدیث میں بیان کیا: ''یہ جبریل ہیں۔'' ابوزرعہ نے بیان کیا: آپ نے چاہا کہ انہیں تعلیم دی جائے کہ وہ آپ سے سوال کریں۔

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے علماء سے مسئلہ پوچھنے کے آداب سمجھ آتے ہیں۔

(۱) ......مسئلہ قریب بیٹھ کر دریافت کیا جائے۔ (۲)......معلوم ہوا اساتذہ یا امراء کے لیے دوسروں سے نمایاں جگہ بنانا جائز ہے۔ (۳)......معلوم ہوا طالب علم کا لباس صاف ستھرا ہونا چاہیے اور اپنے استاد کے سامنے عاجزی سے بیٹھنا چاہیے۔ (۴)......سیدنا جبریل علیہ السلام نے جب اسلام کے بارے میں پوچھا تو نبی معظم ﷺ نے انہیں ظاہری امور کے بارے میں بتایا اور جب انہوں نے ایمان کے متعلق پوچھا تو آپ نے انہیں باطنی امور کے متعلق بتایا اسلام اور ایمان کے الفاظ اگر اکٹھے ذکر کیے جائیں تو ان کے معنی میں فرق ہوتا ہے چونکہ (اسلام وایمان) یہاں اکٹھے مذکور ہیں۔ لہٰذا اسلام کی تفسیر ظاہری امور سے کی گئی ہے۔ اور یہی اسلام کے معنی سے مناسبت ہے۔

اسلام اللہ کے لیے سر تسلیم خم کر دینے اور فرمانبرداری کا نام ہے، ایمان کی تفسیر باطنی امور سے کی گئی ہے اور یہ اس کے معنی سے مناسب ہے۔ (دل، زبان اور عمل سے) تصدیق واقرار کو ایمان کہتے ہیں جب اسلام اور ایمان کا علیحدہ علیحدہ ذکر کیا جائے تو ظاہری و باطنی امور کے دونوں معنی مراد ہوتے ہیں۔ اسلام کا علیحدہ ذکر اس ارشاد باری تعالیٰ میں ہے: ﴿وَ مَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَ هُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ﴾ (آل عمران: ۸۵) ''جس نے اسلام کے سوا دوسرا دین چاہا تو اس سے وہ (دین) ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔''

ایمان کا علیحدہ ذکر اس آیت میں آیا ہے: ﴿وَ مَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ وَ هُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ﴾ (المآئدة: ۵) ''جس نے ایمان کے ساتھ کفر کیا تو اس کا (ہر) عمل ضائع ہوگیا اور وہ آخرت میں

---

① مسلم، كتاب الايمان، باب بيان الايمان، والاسلام الخ، رقم: ۱۰.

نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔''

(۵) احسان:...... علامہ ابن رجب رحمہ اللہ احسان کی تفسیر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک (اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَأَنَّکَ تَرَاہُ) ''تو اللہ کی عبادت اس طرح کرے گویا کہ تو اسے دیکھ رہا ہے۔'' نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں، اس میں اشارہ ہے کہ (احسان والا) بندہ اس صفت پر اللہ کی عبادت کرتا ہے اور یہ اس کی قربت کا استحضار (حاضر کرنا) ہے اور یہ کہ وہ اس کے سامنے ہے گویا کہ وہ اسے دیکھ رہا ہے۔ اس سے خشیت، خوف، ہیبت اور تعظیم پیدا ہوتی ہے۔ جیسا کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ روایت میں آیا ہے: ((اَنْ تَخْشَی اللّٰہَ کَأَنَّکَ تَرَاہُ.))...... ''تو اللہ سے ڈرے گویا کہ تو اسے دیکھ رہا ہے۔'' اور اس سے یہ بھی لازم ہوتا ہے کہ عبادت میں خیرخواہی اس کی تحسین، اتمام اور اکمال میں پوری کوشش ہو۔ (جامع العلوم والحکم: ۱/ ۱۲۶)

(۶) قیامت کا علم: ...... اللہ کے علاوہ کسی کے پاس نہیں ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ﴾ (لقمان: ۳٤) ''بے شک قیامت کا علم اللہ کے پاس ہے۔''

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ السَّاعَۃِ اَیَّانَ مُرْسٰھَا قُلْ اِنَّمَا عِلْمُھَا عِنْدَ رَبِّیْ﴾ (الاعراف: ۱۸۷)...... ''وہ آپ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ وہ کب آئے گی؟ آپ کہہ دیجئے: اس کا علم تو صرف میرے رب کے پاس ہے۔'' قیامت کے متعلق تو علم اللہ ذوالجلال کو ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ علامات بتلائی ہیں اور اسی طرح یہ بھی بتلایا ہے کہ جمعہ والے دن آئے گی، لیکن کس مہینے اور کس سال آئے گی یہ نہیں بتلایا۔ مذکورہ بالا حدیث میں دو نشانیوں کا تذکرہ ہے۔

(۷)...... ننگے پیر ننگے بدن، غریب چرواہے (اونچی) کوٹھیوں میں غرور کریں گے۔ (اور اترائیں گے) کا معنی یہ ہے کہ غریب لوگ جو بکریاں چراتے تھے اور پہننے کے لیے ان کے پاس کچھ نہیں ہوتا تھا۔ ان کے احوال بدل جائیں گے، وہ شہروں میں سکونت پذیر ہو کر (بڑی بڑی) کوٹھیوں میں فخر و غرور کریں گے۔ (اور اترائیں گے)

(۸) لونڈی اپنے مالک کو جنم دے گی:...... مطلب یہ کہ کثرت سے فتوحات ہوں گی اور بہت سے غلام بنائے جائیں گے، بعض لونڈیوں میں سے ایسی بھی ہوں گی جن کا آقا ان سے ہم بستری کرے گا تو ان کی اولاد ہوگی، وہ لونڈی ام ولد (اولاد کی ماں) بن جائے گی اور اس کی اولاد اس کے آقا کے مقام پر ہوگی، جیسا کہ تاریخ گواہ ہے بڑے بڑے امراء لونڈیوں کی اولاد میں سے تھے یا اولاد اپنی ماں کی نافرمانی کرے گی اور ان پر غالب ہو جائے گی، حتیٰ کہ اولاد اس مقام پر پہنچ جائے گی گویا وہ اپنے ماں باپ کے آقا ہیں۔ (دیکھئے فتح الباری: ۱/۱۲۳)

[۱۷۸/۳٤]...... أَخْبَرَنَا جَرِیرٌ، عَنْ عُمَارَۃَ، عَنْ أَبِی زُرْعَۃَ......

عَنْ أَبِی هُرَیْرَۃَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا،

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا، فَإِذَا كَانَ ذٰلِكَ آمَنَ مَنْ عَلَيْهَا فَذٰلِكَ حِينَ ﴿لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا﴾ (الأنعام: ١٥٨). ①

آپ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ سورج اپنے غروب ہونے کی جگہ سے طلوع ہو جائے، پس جب یہ صورت ہوگی تو اس وقت اس (روئے زمین) پر موجود ہر شخص ایمان لے آئے گا، پس یہ وہ وقت ہوگا۔ جب کسی نفس کا ایمان لانا اس کے لیے نفع مند نہیں ہوگا جو اس سے پہلے ایمان نہیں لایا ہوگا یا اس نے حالت ایمان میں کوئی نیکی نہیں کی ہوگی۔''

فوائد:...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا ایک وقت ایسا آئے گا جب سورج مشرق کی بجائے مغرب کی جانب سے طلوع ہوگا اور اس کے بعد کسی کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔ کیونکہ ایمان تو وہی مفید اور مقبول ہے جو موت کے منہ میں جانے سے پہلے لایا جائے۔

ایک دوسری حدیث میں ہے سیدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا آپ لوگ جانتے ہیں کہ (یہ) سورج غروب ہونے کے بعد کہاں منتقل ہوتا ہے؟'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جاننے والے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''آفتاب گردش کرتے کرتے عرش بریں کے نیچے اپنے مستقر پر پہنچ کر (اللہ کے حضور) سجدہ ریز ہو جاتا ہے۔ پس وہ اسی حالت پر رہتا ہے یہاں تک اسے حکم ہوتا ہے کہ اٹھ اور لوٹ جا، جہاں سے تو آیا تھا۔ چنانچہ وہ سر اٹھائے لوٹتا ہے اور اپنے مطلع سے طلوع ہوتا ہے، پھر وہ چل نکلتا ہے اور گردش کرتے کرتے اپنے ٹھکانے پر پہنچ کر (اللہ کے حضور) سجدہ ریز ہو جاتا ہے، پھر اسے حکم ہوتا ہے کہ اٹھ اور اپنے مطلع سے طلوع ہو، چنانچہ وہ حکم کی تعمیل کرتے ہوئے طلوع ہوگا'' یہ ساری کیفیت بیان کرنے کے بعد آخر میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا آپ لوگ جانتے ہیں کہ سورج اپنے مطلع سے کب طلوع ہوگا؟ یہ اس وقت ہوگا جب کسی متنفس کے لیے اس کا ایمان قبول کر لینا سود مند نہ ہوگا کیونکہ سورج کے مغرب سے طلوع ہونے سے پہلے نہ تو وہ ایمان لایا تھا اور نہ ہی اپنے ایمان سے کسی اچھائی کو حاصل کیا تھا۔'' (مسلم، کتاب الایمان، رقم: ۳۹۹)

[١٩٤/٣٥]...... أَخْبَرَنَا الْمُلَائِيُّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا زُرْعَةَ، يَقُولُ: ...... سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ﴿مَنْ جَاءَ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے ''جس نے نیکی کی تو اس کے لیے اس سے بہتر ہے اور وہ اس دن کی

① بخاری، کتاب التفسیر، باب لا ینفع نفسا ایمانها، رقم: ٣٦٣٥۔ مسلم، کتاب الایمان، باب بیان الزمن الذی لا یقبل فیه الایمان، رقم: ١٥٧۔ سنن ابوداود، رقم: ٤٣١٣۔ سنن ترمذی، رقم: ٣٠٧٢۔ مسند احمد: ٢/ ٤٢٧.

بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِنْهَا وَهُمْ مِنْ فَزَعٍ يَوْمَئِذٍ آمِنُونَ﴾ (النمل) قَالَ: هِيَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، ﴿وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ﴾ (النمل) وَهِيَ الشِّرْكُ. ①

گھبراہٹ سے محفوظ رہیں گے۔'' (اس آیت کی تفسیر میں) فرمایا: ''اس سے ''لا اله الا اللّٰه'' مراد ہے۔'' اور ''جس نے گناہ کیا تو ان کو چہروں کے بل جہنم میں گرایا جائے گا۔'' (وہ گناہ) شرک ہے۔''

فوائد: ......(۱)...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید کی آیت: ﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا...... الخ﴾ سے مراد لا اله الا اللّٰه ہے۔ معلوم ہوا کہ کلمہ توحید کی بڑی فضیلت ہے جس کی بدولت بندہ میدانِ محشر میں ہر قسم کی گھبراہٹ سے محفوظ ہو جائے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَ تَتَلَقّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ﴾ (الانبیاء: ۱۰۳) ''وہ بڑی گھبراہٹ (بھی) انہیں غمگین نہ کر سکے گی اور فرشتے انہیں ہاتھوں ہاتھ لیں گے۔''

(۲)...... یہ بھی معلوم ہوا کہ: ﴿وَ مَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ﴾ (النمل: ۹۰) سے مراد شرک کرنے والے ہیں اور ان کا انجام جہنم ہے۔ دوسری جگہ پر ارشاد باری ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ (النسآء: ۴۸)

''یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کیے جانے کو نہیں بخشتا اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے۔''

کیونکہ شرک بہت بڑا ظلم ہے۔ اللہ ذوالجلال کا حق انسان دوسرے کو دیتا ہے اس لیے ایسے لوگوں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

[۲۰۳/۳۶]...... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ، وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ: شَيْخٌ زَانٍ وَمَلِكٌ كَذَّابٌ، وَعَائِلٌ مُسْتَكْبِرٌ. ②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تین قسم کے لوگ ہیں جن سے اللہ کلام کرے گا نہ قیامت کے دن ان کی طرف (نظر رحمت سے) دیکھے گا اور نہ ہی ان کا تزکیہ کرے گا جبکہ ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا: بوڑھا زانی، جھوٹا بادشاہ اور غرور کرنے والا مفلس۔''

---

① مستدرك حاكم: ۲/ ۴۴۱۔ اسناده صحيح.

② مسلم، كتاب الايمان، باب بيان غلظ تحريم اسبال الازار الخ، رقم: ۱۰۷۔ سنن نسائى، رقم: ۲۵۷۵۔ مسند احمد: ۲/ ۴۸۰.

فوائد: ...... (۱) معلوم ہوا مجرم کی حیثیت سے گناہ کی نوعیت بڑھ جاتی ہے، حالانکہ تکبر، جھوٹ اور زنا کبیرہ گناہوں میں سے ہیں۔لیکن اگر بوڑھا زنا کرے تو جرم بڑھ جاتا ہے، کیونکہ اس کو تو قبر وقیامت کی فکر کرنی چاہیے اور پھر اس عمر میں بنسبت جوانی انسان کی خواہشات بھی کم پڑ جاتی ہیں، اس کے باوجود یہ زنا کرے تو مطلب یہ ہوا کہ اس کا مزاج بہت زیادہ بگڑا ہوا ہے اور اللہ کے خوف سے اس کا دل بالکل خالی ہے۔ حالانکہ اللہ ذوالجلال نے مومنوں کی یہ صفتیں بیان کی ہیں کہ: ﴿وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ﴾ (الفرقان: ٦٨)...... ''وہ نہ ہی اللہ کی حرام کی ہوئی کسی جان کو ناحق قتل کرتے ہیں اور نہ زنا کرتے ہیں۔''

اور دوسرے مقام پر فرمایا: ﴿وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَ الْحٰفِظٰتِ وَ الذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِيْمًاo﴾ (الاحزاب: ٣٥)......''اور شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں اور اللہ کو بکثرت یاد کرنے والے مرد اور بکثرت یاد کرنے والی عورتیں، ان سب کے لیے اللہ نے بخشش اور بہت بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔''

(۲) جھوٹا بادشاہ:...... اس کا بھی گناہ بہت بڑا ہے، کیونکہ وہ ہر طرح کے اختیارات اور وسائل سے بہرہ ور ہوتا ہے۔ اور اس پر کسی کا دباؤ نہیں ہوتا لیکن اس کے باوجود جھوٹ بولے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے دل میں اللہ ذوالجلال کا خوف نہیں ہے۔

(۳)...... تکبر کرنا بہت بڑا جرم ہے، ایسے لوگوں کو اللہ ذوالجلال پسند نہیں کرتا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًاo﴾ (النساء: ٣٦) ''یقیناً اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والے شیخی خور کو پسند نہیں فرماتا۔'' لیکن اگر یہ تکبر فقیر اور نادار کرے تو اس کا گناہ بڑھ جاتا ہے، کیونکہ تکبر اس لیے آتا ہے جب آدمی کے پاس مال و دولت آتی ہے اور یہ ان اسباب سے محروم ہونے کے باوجود غرور کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس کے دل میں اللہ کا خوف ہی نہیں ہے، اس لیے مالدار آدمی کی بنسبت اس کا اظہار کبر زیادہ بدتر ہے۔

[۲۱۰/۳۷]...... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَمِّهِ: قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ أَشْهَدُ لَكَ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَقَالَ: لَوْلَا أَنْ يُعَيِّرَ قُرَيْشٌ بِي لَأَقْرَرْتُ عَيْنَكَ بِهَا، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا (ابوطالب) سے فرمایا: ''لا الہ الا اللہ کا اقرار کر لو میں قیامت کے دن اس وجہ سے آپ کے حق میں گواہی دوں گا۔'' تو انہوں نے کہا: اگر یہ نہ ہوتا کہ قریش مجھے عار دلائیں گے تو میں آپ کے سامنے اس کا اقرار کر لیتا، پس اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی: ''آپ جسے چاہیں کہ ہدایت دے

اللّٰهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ ۚ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ﴾ (القصص : ٥٦)[1] دیں اسے ہدایت نہیں دے سکتے، لیکن اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور وہ ہدایت یافتہ لوگوں کے متعلق خوب جانتا ہے۔''

فوائد :...... صحیح بخاری میں ہے سیّدنا مسیّب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب ابوطالب کی وفات کا وقت قریب آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے دیکھا تو ان کے پاس اس وقت ابوجہل بن ہشام اور عبداللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ موجود تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: '' چچا! آپ ایک کلمہ لا الہ الا اللہ کہہ دیجئے تا کہ میں اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کلمہ کی وجہ سے آپ کے حق میں گواہی دے سکوں۔'' اس پر ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ نے کہا: ابوطالب! کیا تم اپنے باپ عبدالمطلب کے دین سے پھر جاؤ گے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برابر کلمہ اسلام ان پر پیش کرتے رہے ابوجہل اور ابن ابی امیہ بھی اپنی بات دہراتے رہے، آخر ابوطالب کی آخری بات یہ تھی کہ وہ عبدالمطلب کے دین پر ہیں۔ انہوں نے لا الہ الا اللہ کہنے سے انکار کر دیا، پھر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: '' میں آپ کے لیے استغفار کرتا رہوں گا جب تک مجھے آپ کے بارے میں ایسا کرنے سے منع نہیں کر دیا جاتا۔'' پھر اللہ ذوالجلال نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَ لَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِo﴾ (التوبة : ١١٣)

'' نبی اور ایمان والوں کے لیے یہ مناسب نہیں کہ وہ مشرکوں کے لیے بخشش طلب کریں، خواہ وہ ان کے قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں جبکہ ان پر یہ بات واضح ہو چکی کہ مشرکین جہنمی ہیں۔''

(بخاری، کتاب الجنائز، رقم : ١٣٦٠)

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا موت سے پہلے مشرک توبہ کرے تو اس کا ایمان درست ہوگا۔ اور اس کے گناہ معاف ہو جائیں گے بشرطیکہ توبہ سکرات سے پہلے۔

لیکن سکرات الموت کے بعد توبہ قابل قبول نہیں ہوگی۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا﴾ (المومن: ٨٥) '' لیکن ہمارے عذاب کو دیکھ لینے کے بعد ان کے ایمان نے انہیں نفع نہ دیا۔'' اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حق کو پہچاننے کے باوجود بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ بندہ اپنی برادری کے طعنوں یا دنیاوی غرض کے لیے حق قبول کرنے سے انکار کر دیتا ہے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا: ابو طالب تو فوت ہو گئے، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کہا: '' جاؤ انہیں دفن کر دو''، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہنے لگے: وہ ایک مشرک کی

---

[1] مسلم، کتاب الایمان، باب الدلیل علی صحة الاسلام الخ، رقم: ٢٥۔ سنن ترمذی، رقم: ٣١٨٨۔ سنن نسائی، رقم: ٢٠٣٥.

حیثیت سے فوت ہوئے ہیں۔ آپ ﷺ نے پھر یہی فرمایا: ''جاؤ اور ان کو دفن کر دو''۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب میں نے انہیں دفن کر دیا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''غسل کر لو''۔

(سنن ابوداود، رقم: ٣٢١٤۔ سنن نسائی، رقم: ١٩٠ اسناده صحيح)

معلوم ہوا ہدایت دینا اللہ کا اختیار ہے نبی جسے چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے۔

[٣٨/٢٢٠]...... أَخْبَرَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ ، حَدَّثَنَا فُضَيْلٌ وَهُوَ ابْنُ غَزْوَانَ ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ثَلَاثٌ إِذَا خَرَجُوا لَمْ يَنْفَعْ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا: الدَّجَّالُ وَالدَّابَّةُ ، وَطُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا . ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تین چیزوں کا ظہور ہو جائے گا، تو کسی نفس کو اس کا ایمان لانا نفع مند نہیں ہوگا، جو اس سے پہلے ایمان نہیں لایا ہوگا یا اس نے اپنے ایمان کی حالت میں کوئی بھلائی نہیں کی ہوگی: دجال، دابہ (جانور) اور سورج کا مغرب سے طلوع ہونا۔''

فوائد:...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا دجال کے ظہور کے بعد، دابۃ الارض کے نکلنے کے بعد اور سورج کا مغرب کی طرف سے طلوع ہونے کے بعد کسی کا ایمان لانا قابل قبول نہیں ہوگا۔ کیونکہ ایمان تو وہ قابل قبول ہے جو غیب پر ہو۔ اور جب نشانیاں ظاہر ہوں گی تو اس وقت غیر مسلموں کو بھی یقین ہو جائے گا۔

(۱) دجال:...... قیامت کے قریب ایک آدمی ظاہر ہوگا جس کو اللہ تعالیٰ لوگوں کی آزمائش کے لیے بعض کاموں کی قدرت دیں گے، جس طرح اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی آزمائش کے لیے شیطان کو وسوسہ ڈالنے کا اختیار دیا ہے۔ اور اس کا فتنہ بہت بڑا فتنہ ہوگا۔ جیسا کہ سیدنا ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ''کہ آدم سے لے کر قیامت تک اللہ کی مخلوق میں سے (فتنہ) دجال سے بڑا اور کوئی (فتنہ) نہیں ہوگا۔

(مسلم، كتاب الفتن، واشراط الساعة، باب بقية من احاديث الدجال)

اور اس کے فتنہ سے رسول اللہ ﷺ تعوذ کرتے تھے۔

(۲) دابۃ الارض:...... قیامت کے قریب ایک جانور نکلے گا، جس کے نکلنے کے بعد کسی کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔ اور یہ دابۃ الارض لوگوں سے باتیں کرے گا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ اِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ۝﴾ (النمل: ٨٢) ''جب ان کے اوپر عذاب کا وعدہ ثابت ہو جائے گا ہم زمین سے ان کے لیے ایک جانور نکالیں گے جو ان سے باتیں کرتا ہوگا کہ لوگ

① مسلم، كتاب الايمان، باب بيان الزمن الذى لا يقبل فيه الايمان، رقم: ١٥٨۔ مسند ابى يعلى، رقم: ٦١٧٠ .

ہماری آیتوں پر یقین نہیں کرتے تھے۔''

(۳)......سورج کا مغرب کی طرف سے طلوع ہونا۔ (مسلم، کتاب الایمان، رقم: ۳۹۹)

[۲۲۹/۳۹]...... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الأَقْرَبِينَ﴾ (الشعراء) دَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُرَيْشًا فَجَمَعَهُمْ فَعَمَّ، وَخَصَّ: يَا بَنِي كَعْبِ بْنِ لُؤَيٍّ، أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ، يَا بَنِي مُرَّةَ بْنِ كَعْبٍ، أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ، يَا بَنِي عَبْدِ شَمْسٍ، أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ، يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ، أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ، يَا فَاطِمَةُ أَنْقِذِي نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ، وَإِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا غَيْرَ أَنَّ لَكُمْ رَحِمًا سَأَبُلُّهَا بِبَلَالِهَا. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، جب یہ آیت: ''اپنے قریبی رشتے داروں کو آگاہ فرمائیں۔'' نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے عام وخاص کو جمع کیا اور فرمایا: ''بنوکعب بن لوی! اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچاؤ، بنومرہ بن کعب! اپنے آپ کو جہنم سے بچاؤ، بنوعبدشمس! اپنے آپ کو جہنم سے بچاؤ، بنوعبدمناف! اپنے آپ کو جہنم سے بچاؤ۔ فاطمہ! اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچاؤ، میں اللہ کے ہاں تمہارے کچھ کام نہیں آؤں گا، البتہ جو رشتے داری ہے میں اس تعلق کو نبھاؤں گا۔''

فوائد:...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پوری قوم کے لیے اور پوری نسل انسانی کے لیے تھی لیکن ترجیحاً اپنے رشتے داروں کے لیے تھی جیسا کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے سب سے پہلے توحید کی دعوت اپنے باپ آزر کو دی۔

دوسری روایت میں ہے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب یہ آیت: ﴿وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ (الشعراء: ۲۱۴) نازل ہوئی تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے نکلے یہاں تک کہ کوہ صفا پر چڑھ گئے۔ وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آواز لگائی: "یا صباحا" (یہ جملہ ایسے موقع پر لوگوں کو جمع کرنے کے لیے بولا جاتا تھا جب کوئی عظیم واقعہ رونما ہوجاتا) سب لوگوں نے کہا: یہ کیا ہے؟ پھر وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوگئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لوگو! تمہارا کیا خیال ہے اگر میں تمہیں یہ خبر دوں کہ گھوڑوں کا ایک لشکر اس پہاڑ کے پیچھے سے نکلنے والا ہے تو کیا تم مجھے سچا جانو گے؟'' سب نے کہا: ہمارا تجربہ یہ ہے کہ ہم نے آپ کو کبھی جھوٹا نہیں پایا۔ یہ جواب سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پھر میں

① مسلم، كتاب الايمان، باب فی قوله تعالى ﴿وانذر عشيرتك الاقربين﴾، رقم: ۲۰۴۔ سنن ترمذی، رقم: ۳۱۸۴، ۳۱۸۵۔ سنن نسائی، رقم: ۳۶۴۴۔ مسند احمد: ۲/ ۳۳۳.

تمہیں سخت ترین عذاب سے ڈراتا ہوں۔'' یہ سن کر ابولہب کھڑا ہوکر کہنے لگا: تیری تباہی ہو۔ کیا تو نے ہمیں اس کام کے لیے جمع کیا تھا۔ تب اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں سورۂ تبت نازل فرمائی۔

(بخاری، رقم : ٤٩٧١۔ مسلم، رقم : ٢٠٨)

یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے دن حسب ونسب کام نہیں آئے گا، بلکہ ایمان اور عمل صالح پر ہی نجات ہوگی جیسا کہ سیدنا نوح علیہ السلام نے جب اللہ ذوالجلال سے اپنے بیٹے کے متعلق دعا کی تو فرمایا: ﴿يٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ﴾ (هود: ٤٦) یہ بھی معلوم ہوا کہ قیامت کے دن مشرک کافر کی نہ نجات ہوگی اور شفاعت بھی ان کے حق میں منظور نہیں ہوگی۔

حدیث کے آخر میں ہے رشتہ داری کے تعلق کو نبھاتا رہوں گا۔ مطلب یہ کہ صلہ رحمی کے طور پر مجھ سے جو ہو سکا وہ میں کروں گا۔ کیونکہ یہ دنیاوی معاملہ ہے۔ معلوم ہوا مشرک رشتہ داروں سے بھی صلہ رحمی کرنی چاہیے۔

[٤٠/٢٣٥]...... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كُتِبَتْ لَهُ حَسَنَةً فَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ عَشْرًا، وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا لَمْ تُكْتَبْ عَلَيْهِ، فَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ سَيِّئَةً. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو نیکی کا ارادہ کرتا ہے لیکن اسے کر نہیں پاتا تو اس کے لیے ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے، اگر وہ اس نیکی کو کر لیتا ہے تو دس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں، اور جو کسی برائی کا ارادہ کرتا ہے لیکن اسے کرتا نہیں تو اس کے خلاف نہیں لکھی جاتی، اور اگر وہ اسے کر لیتا ہے تو وہ ایک ہی برائی لکھی جاتی ہے۔''

فوائد:...... مذکورہ حدیث سے اللہ ذوالجلال کے فضل وکرم کا اثبات ہوتا ہے جو اہل ایمان کے ساتھ وہ کرے گا کہ ایک نیکی کا بدلہ دس نیکیوں کے برابر عطا فرمائے گا یہ کم از کم ہے۔ حالانکہ دوسری صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ایک نیکی کے بدلے دس نیکیوں سے لے کر سات سو گنا بلکہ اس سے بھی کئی گنا زیادہ نیکیوں کا ثواب اس کے لیے لکھ دیتا ہے۔'' (بخاری، رقم : ٦٤٩١۔ مسلم، رقم : ١٣١)

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا وَ مَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا وَ هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ۝﴾ (الانعام: ١٠٦) ''جو شخص نیک کام کرے گا اس کو اس کے دس گنا ملیں گے اور جو شخص برا کام کرے گا

① بخاری، کتاب التوحید......، رقم: ٧٥٠١۔ مسلم، کتاب الایمان، باب اذاهم العبد بحسنة الخ، رقم: ١٣٠۔ مسند احمد: ٢/ ٢٣٤.

اس کو اس کے برابر ہی سزا ملے گی اور ان لوگوں پر ظلم نہ ہوگا۔''

[۲۵۲/۴۱]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا أَبُو بَلْجٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ مَيْمُونٍ، يُحَدِّثُ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَجِدَ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ فَلْيُحِبَّ عَبْدًا لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلَّهِ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جسے پسند ہو کہ وہ ایمان کی حلاوت پا لے تو وہ کسی بندے سے صرف اللہ ہی کی خاطر محبت کرے۔''

[۳۶۵/۴۲]...... أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ الْأُمَوِيُّ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ يَحْيَى وَهُوَ ابْنُ أَبِي سُلَيْمٍ أَبُو بَلْجٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ مَيْمُونٍ، يُحَدِّثُ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَجِدَ طَعْمَ الْإِيمَانِ فَلْيُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلَّهِ. ②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جسے پسند ہو کہ وہ ایمان کا ذائقہ چکھ لے تو وہ کسی شخص سے محبت کرے تو محض اللہ کی رضا کی خاطر محبت کرے۔''

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا اللہ ذوالجلال کی خاطر کسی سے محبت کرنا لذت ایمان کا باعث ہے۔

[۲۴۷/۴۳]...... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ الْهَجَرِيِّ، عَنْ أَبِي عِيَاضٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: زِنَاءُ الْعَيْنَيْنِ النَّظَرُ، وَزِنَاءُ اللِّسَانِ النُّطْقُ، وَزِنَاءُ الْيَدِ الْبَطْشُ، وَزِنَاءُ الْبَطْنِ، وَزِنَا الرِّجْلِ الْمَشْيُ، وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ مَا تَمَّ أَوْ يُكَذِّبُهُ. ③

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے، زبان کا زنا بولنا ہے اور ہاتھ کا زنا پکڑنا ہے اور پیٹ کا زنا، پاؤں کا زنا چلنا ہے، شرمگاہ تصدیق کرتی ہے یا اس کی تکذیب کرتی ہے۔''

---

① مسند احمد: ۲/ ۲۹۸۔ قال شعیب الأرناؤوط: اسناده حسن۔ مستدرك حاكم: ۱/ ٤٤۔ مسند ابی داؤد الطیالسی، ٤/ ۲۳٥، رقم: ۲٦۱۷.

② السابق.

③ بخاری، کتاب القدر، رقم: ٦٦۱۲۔ مسلم، کتاب القدر، باب قدر علی ابن آدم حظه من الزنی، رقم: ۲٦٥۷.

فوائد: ......معلوم ہوا انسان کے اعضاء آنکھیں، زبان، ہاتھ اور پاؤں سے بھی زنا کا صدور ہوتا ہے۔ آنکھیں غیر محرم کو دیکھتی ہیں، زبان گفتگو کرتی ہے، ہاتھ غیر محرم کو چھوتے ہیں، پاؤں سے بندہ چل کر جاتا ہے آگے شرم گاہ زنا کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔

[۲۶۵/۴۴]...... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ كُمَيْلِ بْنِ زِيَادٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: كُنْتُ أَمْشِي مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَخْلِ الْمَدِينَةِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ هَلَكَ الْمُكْثِرُونَ إِلَّا مَنْ قَالَ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَعَنْ يَمِينِهِ وَيَسَارِهِ، ثُمَّ مَشَى سَاعَةً، فَقَالَ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى كَنْزٍ مِنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ؟، قُلْ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ وَلَا مَلْجَأَ مِنَ اللّٰهِ إِلَّا إِلَيْهِ، ثُمَّ مَشَى سَاعَةً، فَقَالَ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلَى النَّاسِ وَحَقُّ النَّاسِ عَلَى اللّٰهِ؟ حَقُّ اللّٰهِ عَلَى النَّاسِ أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، وَحَقُّ النَّاسِ عَلَى اللّٰهِ إِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ أَنْ لَا يُعَذِّبَهُمْ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: میں مدینہ کے کھجوروں کے باغ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ابوہریرہ! زیادہ مال والے ہلاک ہوں گے مگر وہ جس نے اس طرح، اس طرح اور اس طرح اپنے آگے، اپنے دائیں اور اپنے بائیں خرچ کیا۔'' پھر آپ کچھ دیر چلے اور فرمایا: ''ابوہریرہ! کیا میں تمہیں جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ نہ بتاؤں؟'' فرمایا: ''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ وَلَا مَلْجَأَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّا اِلَيْهِ'' پھر کچھ دیر چلے تو فرمایا: ''ابوہریرہ! کیا تم جانتے ہو کہ اللہ کا لوگوں پر کیا حق ہے اور لوگوں کا اللہ پر کیا حق ہے؟ اللہ کا لوگوں پر حق ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور لوگوں کا اللہ پر حق ہے کہ جب وہ یہ کر لیں تو پھر وہ انہیں عذاب نہ دے۔''

[۲۶۶/۴۵]...... أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ رُزَيْقٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ......

عَنْ كُمَيْلِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ. ②

کمیل بن زیاد رحمہ اللہ نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مثل روایت کیا ہے۔

---

① مسند احمد: ۲/ ۳۰۹۔ قال شعيب الارناؤط: اسناده صحيح.

② ایضاً.

[۳۱۹/٤٦]...... أَخْبَرَنَا قَبِيصَةُ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بُرْقَانَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ الأَصَمِّ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَيَسْأَلَنَّكُمُ النَّاسُ عَنْ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى يَقُولُوا: هَذَا اللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ، فَمَنْ خَلَقَهُ؟ قَالَ جَعْفَرٌ: فَحَدَّثَنِي أَخِي، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَأَنَّهُ رَفَعَهُ قَالَ: فَإِنْ سُئِلْتُمْ فَقُولُوا: اللّٰهُ كَانَ قَبْلَ كُلِّ شَيْءٍ، وَهُوَ خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ، وَهُوَ بَعْدَ كُلِّ شَيْءٍ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لوگ تم سے ہر چیز کے متعلق پوچھیں گے حتیٰ کہ وہ کہیں گے: ان سب چیزوں کو تو اللہ نے پیدا فرمایا ہے تو پھر اسے کس نے پیدا فرمایا ہے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر تم سے (اس طرح کا سوال) پوچھا جائے تو کہو: اللہ ہر چیز سے پہلے موجود تھا، اسی نے ہر چیز کو پیدا فرمایا، اور وہی ہر چیز کے بعد بھی ہوگا۔''

فوائد:...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ انسان کے دل میں شیطان ایسے وسوسے ڈالتا ہے جو ایمان کے خلاف ہوتے ہیں۔ ایسی باتیں عموماً اہل ایمان کو پیش آتی ہیں کیونکہ شیطان ایمان کا دشمن ہے، اس لیے اہل ایمان پر ہی اس کے وسوسوں کا بکثرت ورود ہوتا ہے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((فَإِذَا بَلَغَهُ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ وَلْيَنْتَهِ))...... ''جب کسی کو ایسا تردد لاحق ہو جائے تو وہ شیطان کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرے اور اپنی توجہ اس وسوسہ سے ہٹا لے۔'' (صحيح بخاری، رقم: ۳۲۷٦- صحيح مسلم، رقم: ٢١٤)

ایک دوسری حدیث میں ہے جب یہ خیال آئے کہ اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا ہے؟ تو اس کے جواب میں کہو:

((اَللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ))

(سنن ابوداود، كتاب السنة: ٤٧٢٢)

اسی طرح معوذتین کی تلاوت صبح وشام تین تین مرتبہ اور ہر نماز کے بعد ایک ایک مرتبہ کرنی چاہیے تاکہ شیطان کے وسوسوں سے بچا جا سکے۔

[۳۳٦/٤٧]...... أَخْبَرَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ، حَدَّثَنِي بَحِيرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنِ الْمُتَوَكِّلِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَتَى اللّٰهَ بِثَلَاثٍ أَدْخَلَهُ

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص تین چیزیں لے کر اللہ کے

① بخاری، كتاب بدء الخلق، باب صفة ابليس وجنوده، رقم: ۳۲۷٦- مسلم، كتاب الايمان، باب بيان الوسوسة في الايمان الخ، رقم: ١٣٥- سنن ابوداود، رقم: ٤٧٢١- مسند احمد: ٢/ ٢٨٢.

اللّٰهُ الْجَنَّةَ يَعْبُدُ اللّٰهَ وَحْدَهُ وَلَا يُشْرِكُ بِهِ، وَسَمِعَ وَأَطَاعَ. ①

حضور پیش ہوگا اللہ اسے جنت میں داخل فرمائے گا: وہ ایک اللہ کی عبادت کرتا ہو اور اس کے ساتھ شرک نہ کرتا ہو اور سمع واطاعت کا رویہ رکھتا ہو۔''

[۳۳۷/۴۸]...... أَخْبَرَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ، حَدَّثَنَا لَيْثُ بْنُ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي سَالِمٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ مُعْتِبٍ الْهُذَلِيِّ......

أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَاذَا رَدَّ إِلَيْكَ رَبُّكَ فِي الشَّفَاعَةِ؟ فَقَالَ: وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَمَا يُهِمُّنِي مِنَ انْقِصَافِهِمْ عَلَى بَابِ الْجَنَّةِ أَهَمُّ عِنْدِي مِنْ ذَلِكَ وَشَفَاعَتِي لِمَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصًا يَصْدُقُ لِسَانُهُ قَلْبَهُ، وَقَلْبُهُ لِسَانَهُ. ②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: شفاعت کے بارے میں آپ کے رب نے آپ کو کیا جواب دیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے! ان کا باب جنت پر روک دیا جانا میرے نزدیک اس سے زیادہ اہم ہے اور میری شفاعت اس شخص کے لیے ہے جس نے اخلاص کے ساتھ گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس وقت اس کی زبان اس کے دل کی اور اس کا دل اس کی زبان کی تصدیق کرتا ہو۔''

[۳۶۸/۴۹]...... أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ، يُحَدِّثُ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مِنْ أَصْدَقِ بَيْتٍ قَالَتْهُ الْعَرَبُ: أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ. ③

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عرب کی شاعری میں سب سے سچی بات لبید کی یہ ہے: سنو اللہ کے علاوہ ہر چیز باطل (ختم ہونے والی) ہے۔''

[۳۶۹/۵۰]...... أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ

---

① مجمع الزوائد: ۱/ ۱۰۳ . قال الهيثمي: فيه بقية بن الوليد وهو مدلس .

② ضعيف ترغيب وترهيب، رقم: ۲۱۱۳ .

③ بخاری، کتاب الرقاق، باب الجنه اقرب الى احدكم الخ، رقم: ٦٤٨٩ـ مسلم، کتاب الشعر، رقم: ٢٢٥٦ـ سنن ترمذی، رقم: ۲۸۴۹ـ مسند احمد: ۲/ ۲۴۸ .

أَبِی سَلَمَةَ......

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ أَصْدَقَ كَلِمَةٍ قَالَتْهَا الْعَرَبُ قَوْلُ لَبِيدٍ: أَلَا كُلُّ شَیْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ، وَإِنْ كَادَ أُمَيَّةُ بْنُ أَبِی الصَّلْتِ لَيُسْلِمُ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”عرب نے جو کلام کیا ہے اس میں سے سب سے سچی بات لبید (شاعر) کی بات ہے: سنو اللہ کے علاوہ ہر چیز باطل (ختم ہونے والی) ہے۔“ قریب تھا کہ امیہ بن ابی صلت اسلام قبول کر لیتا۔“

فوائد: ...... مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ اچھے اشعار کہنے اور سننے جائز ہیں۔ لبید عرب کا مشہور ومعروف شاعر تھا اور مسلمان ہو گیا تھا۔ امیہ بن ابی صلت ایک غیر مسلم شاعر تھا۔ لیکن اس کے اشعار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرمائے ہیں معلوم ہوا کہ اچھے اشعار غیر مسلم بھی پڑھے تو سننے جائز ہیں۔ لیکن برے اشعار مسلمان بھی سنائے تو سننے جائز نہیں ہیں۔ مذکورہ بالا اشعار میں ((اَلَا كُلُّ شَیْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ)) ہے جو ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ○ وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ○﴾ (الرحمن: ٢٦-٢٧)

”زمین پر جو ہیں سب فنا ہونے والے ہیں۔ صرف تیرے رب کی ذات جو عظمت اور عزت والی ہے باقی رہ جائے گی۔“ کا ترجمان ہے۔

[٣٨١/٥١]...... وَبِهٰذَا الْإِسْنَادِ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قُلْتُ: مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ النِّيَاحَةُ، وَتَبَرُّءُ امْرِءٍ مِنَ ابْنِهِ، وَفَخْرُهُ عَلَی النَّاسِ. ②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تین کام امر جاہلیت میں سے ہیں: نوحہ کرنا، کسی شخص کا اپنے والد سے لاتعلقی ظاہر کرنا اور اس کا لوگوں پر فخر کرنا۔“

فوائد: ...... مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوا کہ مذکورہ کام امت مسلمہ میں جاہلیت کے باقی رہنے والے کام ہیں۔

(ا) نوحہ کرنا: ......نوحہ سے مراد یہ ہے کہ میت کے اوصاف بیان کرنا یا اس کے بعد آنے والی متوقع مشکلات کا اونچی اونچی آواز سے ذکر کر کے رونا پیٹنا منع ہے۔ مسلم شریف میں ہے سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بین کرنے والی عورت اگر مرنے سے پہلے توبہ نہ کرے تو اسے قیامت کے دن اس طرح کھڑا کیا جائے گا کہ اس پر تارکول کا کرتہ اور خارش کی زرہ ہوگی۔

---

① مسند حمیدی، رقم: ١٠٥٣۔ انظر ما قبله.

② مسند احمد: ٢/ ٢٦٢۔ صحیح ابن حبان، رقم: ٣١٣١.

(۲) اپنے والد سے لاتعلقی ظاہر کرنا:...... مطلب یہ کہ اپنے والد کو چھوڑ کر کسی اور کی طرف نسبت کرنا۔

(۳) لوگوں پر فخر کرنا:...... ایک حدیث میں ہے: "اَلتَّفَاخُرُ فِی الْاَحْسَابِ ." (سلسلة الصحيحه، رقم : ۱۷۹۹) یعنی "خاندانی عظمت پر فخر کرنا۔"

معلوم ہوا لوگوں پر حسب ونسب کی بنیاد پر فخر کرنا جاہلیت کے امور سے ہے کیونکہ خاندانوں اور قبیلوں کی تقسیم محض تعارف کے لیے ہے اللہ ذوالجلال کے ہاں عزت کا معیار خاندان یا مال نہیں ہے۔

لوگوں پر فخر کرنا یعنی لوگوں کو حقیر جاننا تکبر کی علامت ہے۔

[۳۸۲/۵۲]...... وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ثَلَاثٌ مِنْ أَمْرِ الْمُنَافِقِ وَإِنْ صَامَ وَصَلَّى وَزَعَمَ أَنَّهُ مُسْلِمٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا ائْتُمِنَ خَانَ . ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تین کام امر نفاق سے ہیں خواہ انکا کرنے والا روزہ رکھے، نماز پڑھے اور کہے کہ وہ مسلمان ہے: جب وہ بات کرے تو جھوٹ بولے، وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے اور جب اس کے ہاں امانت رکھی جائے تو وہ خیانت کرے۔"

فوائد:...... مذکورہ حدیث سے منافق کی علامات معلوم ہوتی ہیں۔ ایک دوسری حدیث میں ہے: ((وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ .)) (بخاری، رقم : ۳٤۔ مسلم، رقم : ۵۸) "اور جب جھگڑے تو گالی گلوچ کرے۔"

منافق، نفق سے مشتق ہے جو جنگلی چوہے (یربوع) کے بل کا ایک منہ ہوتا ہے۔ اور وہ اسے اس طرح بناتا ہے کہ اس جگہ مٹی کی طرف اتنی تہہ رہنے دیتا ہے کہ سر نمایاں ہو تو کھل جائے، اس منہ کو وہ چھپا کر رکھتا ہے۔ دوسرا منہ ظاہر کر دیتا ہے۔ منافق بھی چونکہ اپنا کفر چھپاتا اور ایمان ظاہر کرتا ہے، اس لیے اس کا یہ نام رکھا گیا۔ منافق بھی کفر کو چھپاتا ہے اور ایمان ظاہر کرتا ہے۔ منافق کی دو اقسام ہیں: (۱) اعتقادی منافق۔ (۲) عملی منافق۔

(۱) اعتقادی:...... یعنی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کا ایمان ہی نہیں صرف زبانی کلمہ پڑھا ہے، لوگ اسے مسلمان سمجھ رہے ہیں حالانکہ وہ دل سے مسلمان ہی نہیں۔ یہ نفاق اکبر ہے۔ ایسے منافقین جہنم کی نچلی تہہ میں ہوں گے۔

(۲) عملی منافق:...... لوگ اس کو اچھے عمل والا سمجھیں لیکن حقیقت میں اچھے عمل والا نہ ہو۔ کمزور ایمان والا مسلمان جس میں مذکورہ بالا علامات پائی جائیں وہ عملی منافق ہے۔

[۳۸٦/۵۳]...... وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ، عَنْ رَسُولِ اسی سند سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تک

---

① بخاری، کتاب الایمان، باب علامة المنافق، رقم: ۳۳۔ مسلم، کتاب الایمان، باب بیان خصال المنافق، رقم: ۵۹۔ سنن ترمذی، رقم: ۲٦۳۱۔ سنن نسائی، رقم: ۵۰۲۱۔ مسند احمد: ۲/ ۲۰۰، ۵۳٦ .

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ عَلَى أَحَدٍ يَقُولُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ أَوْ يَأْمُرُ بِالْمَعْرُوفِ أَوْ يَنْهَى عَنِ الْمُنْكَرِ. ①

ایک آدمی بھی لا الہ الا اللہ کا اقرار کرتا ہوگا یا وہ نیکی کا حکم اور برائی سے منع کرتا ہوگا تو قیامت قائم نہیں ہوگی۔"

فوائد :...... مذکورہ روایت ضعیف ہے۔ تاہم ایک دوسری صحیح حدیث میں ہے سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قیامت قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ اللہ ذوالجلال اہل زمین میں سے بہترین لوگ اٹھا لیں گے اور کمینے لوگ باقی رہ جائیں گے جو نہ نیکی کو نیکی سمجھیں گے اور نہ برائی کو برائی سمجھیں گے۔"

(مجمع الزوائد: ٨/ ٢٥، رقم: ١٢٦٠٦، اسناده صحيح)

[٣٩٢/٥٤]...... وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ بِهِنَّ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ أَنْ يَكُونَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا، وَأَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلّٰهِ وَيَكْرَهُ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الْكُفْرِ بَعْدَ أَنْ هَدَاهُ اللّٰهُ لِلْإِسْلَامِ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يَغْرَقَ فِي النَّارِ. ②

اسی سند سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس شخص میں تین چیزیں ہوں وہ ان کی وجہ سے ایمان کی مٹھاس پا لیتا ہے: اللہ اور اس کا رسول اسے سب سے بڑھ کر محبوب ہوں، وہ کسی شخص سے صرف اللہ کی خاطر محبت کرتا ہو، اور وہ اس کے بعد کہ اللہ نے اس کی اسلام کی طرف راہنمائی کی ہو کفر کی طرف لوٹ جانا ایسے ہی ناپسند کرے جس طرح وہ آگ میں پھینکا جانا ناپسند کرتا ہے۔"

فوائد :...... (۱) مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ اور اس کے رسول کی محبت لذت ایمان کا باعث ہے۔ بشرطیکہ سب سے بڑھ کر ہو اس کی مزید وضاحت اس آیت مبارکہ سے ہوتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ﴾ (التوبة: ٢٤)

"آپ کہہ دیجئے! اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے کنبے اور قبیلے اور تمہارے کمائے ہوئے مال اور وہ تجارت جس کی کمی سے تم ڈرتے ہو اور وہ حویلیاں جنہیں تم پسند کرتے ہو اگر یہ تمہیں اللہ سے اور اس کے رسول سے اور اس کی راہ میں جہاد سے عزیز ہیں تو تم انتظار

---

① ابن عدى ضعفاء: ٦/ ٢٠٩٢.

② بخاري، كتاب الايمان، باب حلاوة الايمان، رقم: ١٦ ـ مسلم، كتاب الايمان، باب بيان خصال من اتصف الخ، رقم: ٤٣ ـ سنن ترمذي، رقم: ٢٦٢٤ ـ سنن نسائي، رقم: ٤٩٨٧ ـ سنن ابن ماجه، رقم: ٤٠٣٣.

کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا عذاب لے آئے۔''

معلوم ہوا جب مذکورہ بالا چیزوں اور اللہ اور اس کے رسول کی محبت کا ٹکراؤ ہو تو اللہ کی رضا اور رسول اللہ ﷺ کی پیروی کو اولیت و اہمیت دی جائے۔

(۲)...... اللہ کی رضا کے لیے محبت کرنا۔ (دیکھئے شرح حدیث نمبر ۲۵۲)

(۳)...... کفر سے کراہت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ ذوالجلال کی نافرمانیوں سے اجتناب کرنا اور کافروں کے رسم ورواج سے نفرت کرنا اور مسلمانوں کے مقابلے میں کافروں سے محبت اور ان کی مدد نہ کرنا۔

[۳۹۷/۵۵]...... أَخْبَرَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ الْقُشَيْرِيُّ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ الْعَلَاءِ......

عَنْ أَنَسٍ، يَرْفَعُهُ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ حَجَبَ التَّوْبَةَ، عَنْ صَاحِبِ كُلِّ بِدْعَةٍ. ①

سیدنا انس رضی اللہ عنہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ نے توبہ کو ہر بدعتی شخص سے روک دیا ہے۔

فوائد :...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ بدعتی کی توبہ قبول نہیں ہوتی، دوسری حدیث سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اِنَّ اللّٰهَ حَجَبَ التَّوْبَةَ عَنْ كُلِّ صَاحِبِ بِدْعَةٍ حَتّٰى يَدَعَ بِدْعَتَهٗ)) (صحيح ترغيب وترهيب، رقم : ٥٢) ''اللہ تعالیٰ بدعتی کی توبہ قبول نہیں کرتا جب تک وہ بدعت چھوڑ نہ دے۔'' (مزید تفصیل کے لیے دیکھے شرح حدیث نمبر ۳۹۵)

[٤٠٣/٥٦]...... وَبِهٰذَا، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبَى. ②

اسی سند سے رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! تم ضرور جنت میں جاؤ گے سوائے اس کے جس نے انکار کر دیا۔''

فوائد :...... ایک دوسری حدیث میں ہے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((كُلُّ اُمَّتِيْ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ اَبٰى قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَنْ اَبٰى؟ قَالَ مَنْ اَطَاعَنِيْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِيْ فَقَدْ اَبٰى)) (بخاری، رقم : ٧٢٨٠)

''میری ساری امت جنت میں جائے گی سوائے ان کے جنھوں نے انکار کیا''، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا:

---

① طبرانی اوسط، رقم: ٤٢٠٢۔ صحیح ترغیب وترهیب، رقم: ٥٤۔ قال الالبانی: اسناده حسن۔ السنة لابن ابی عاصم، رقم: ٣٧، ١/ ٢١.

② بخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب، باب قول النبی ﷺ بعثت بجوامع الکلم، مسند احمد: ٢/ ٣٦١۔ مستدرک حاکم: ١/ ١٢٢.

اے اللہ کے رسول ﷺ انکار کون کرے گا؟ ''فرمایا: جو میری اطاعت کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو میری نافرمانی کرے گا اس نے انکار کیا۔''

معلوم ہوا رسول اللہ ﷺ کی فرمانبرداری کرنے والے ہی جنت میں جائیں گے اور نافرمان جنت میں جانے سے محروم رہیں گے۔ اطاعت کا معنی کیا ہے؟ قرآن مجید میں ہے:

﴿وَ لَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ يٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ ۚ وَ اِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِيْ وَ اَطِيْعُوْۤا اَمْرِيْ۝﴾ (طٰهٰ: ۹۰)

''اور ہارون (علیہ السلام) نے اس سے پہلے ہی ان سے کہہ دیا تھا اے میری قوم والو! اس بچھڑے سے تو صرف تمہاری آزمائش کی گئی ہے تمہارا حقیقی پروردگار تو اللہ رحمٰن ہی ہے پس تم سب میری تابعداری کرو اور میری بات مانتے چلے جاؤ۔''

اس میں اطاعت کا معنی بات ماننا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَاۤ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾ (الحشر: ۷) ''رسول تمہیں جو دیں اسے لے لو اور جس سے تمہیں روک دیں اس سے رک جاؤ۔''

جنت کا داخلہ اطاعت رسول ہی میں ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۝﴾ (النساء: ۱۳)

''جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرے گا ایسی جنت جس کے نیچے نہریں چلتی ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔''

[۴۰۷/۵۷]...... وَبِهَذَا، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ الْإِسْلَامَ بَدَأَ غَرِيبًا وَسَيَعُودُ كَمَا بَدَأَ غَرِيبًا. ①

اسی سند سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام کی ابتدا اجنبیت سے ہوئی اور اس کی انتہاء بھی اجنبیت پر ہوگی۔''

فوائد: ......معلوم ہوا اسلام شروع میں اجنبی تھا اور اس کو کوئی جانتا نہیں تھا اور لوگ اسلام کو قبول کرنے کے لیے تیار نہ تھے اور لوگوں نے اس کو مٹانے کی کوشش کی۔ لیکن آہستہ آہستہ اسلام پھیلا۔ اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے زمانہ کے بعد پھر دین اسلام سے لوگ دور ہوتے گئے، اسلام کو ماننے والوں نے اغیار کے طریقوں کو اپنا لیا اور نئی نئی چیزیں اسلام میں شامل کرلیں۔ موجودہ زمانہ میں بھی چند لوگ اسلام پر کاربند ہیں۔ اگرچہ مسلمان کثیر تعداد میں ہیں

---

① مسلم، كتاب الايمان، باب بيان ان الاسلام بدا غريبا وسيعود غريبا وانه يارز، رقم: ۱۴۵۔ سنن ترمذی، رقم: ۲۶۲۹۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۳۹۸۶.

لیکن اسلام کے احکامات پر عمل پیرانہیں ہیں۔

[٥٨/٤١٥]...... أَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرِ بْنِ حَازِمٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ فَضْلِ بْنِ يَسَارٍ......

عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ، أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ قَوْلِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَسْرِقُ السَّارِقُ حِينَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: هَذَا الْإِسْلَامُ وَدَوَّرَ دَارَةً كَبِيرَةً، وَهٰذَا الْإِيمَانُ وَدَوَّرَ دَارَةً صَغِيرَةً فِي وَسْطِ الْكَبِيرَةِ، قَالَ: وَالْإِيمَانُ مَقْصُورٌ فِي الْإِسْلَامِ فَإِذَا زَنَى وَسَرَقَ خَرَجَ مِنَ الْإِيمَانِ إِلَى الْإِسْلَامِ وَلَا يُخْرِجُهُ مِنَ الْإِسْلَامِ إِلَّا الْكُفْرُ بِاللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ. ①

ابوجعفر سے روایت ہے کہ ان سے رسول اللہ ﷺ کے فرمان: ''زانی مومن رہتے ہوئے زنا نہیں کر سکتا، چور مومن رہتے ہوئے چوری نہیں کر سکتا۔'' کے متعلق پوچھا گیا، تو ابوجعفر نے کہا: یہ اسلام ہے، اور انہوں نے ایک بڑا دائرہ لگایا، یہ ایمان ہے اور انہوں نے بڑے دائرے کے وسط میں ایک چھوٹا دائرہ لگایا، اور کہا: ایمان اسلام میں محدود ہے، پس جب وہ زنا اور چوری کرتا ہے تو وہ ایمان سے اسلام کی طرف نکل آتا ہے، اور اللہ کی ذات کے ساتھ کفر ہی اسے اسلام سے خارج کر سکتا ہے۔

فوائد:...... مذکورہ حدیث کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ کبیرہ گناہ کا مرتکب شخص مومن نہیں ہے۔ معتزلہ اور خوارج کا یہی مذہب ہے۔ جبکہ اہل سنت اس کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ شرک کے علاوہ دیگر گناہوں سے کوئی مومن کافر نہیں ہوتا البتہ اس کا ایمان ناقص ہو جاتا ہے۔ اگر وہ تائب ہو جائے تو اس کے گناہ ختم ہو جاتے ہیں۔ اور اگر وہ کبائر کرتے کرتے فوت ہو جائے تو اللہ کی مشیت میں ہے کہ اسے بخش دے یا عذاب دے، یا یہ توجیہ کی جا سکتی ہے کہ ایمان کی نفی سے مقصود زجر وتوبیخ ہے تاکہ وہ کبیرہ گناہوں سے کنارہ کش رہے۔ ایک رائے یہ بھی ہے کہ بظاہر یہ جملہ خبریہ ہے لیکن درحقیقت نہی کا صیغہ ہے کہ مومن درحالت ایمان زنا نہ کرے، شراب استعمال نہ کرے اور کسی کے مال پر ڈاکہ نہ ڈالے۔ (مرعاة المفاتيح: ١/ ١٢٦)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اہل حق کا اجماع ہے کہ گناہ کبیرہ کے مرتکبین کو کافر قرار نہیں دیا جا سکتا، سوائے شرک کے، بلکہ یہ ناقص ایمان والے ہیں۔ لہٰذا اگر تائب ہو گئے تو ان کی سزا ساقط ہو جائے گی اور اگر اسی حالت میں وفات پائی تو ان کا معاملہ اللہ ذوالجلال کے سپرد ہوگا۔ پس اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو انہیں معاف کر کے اولاً جنت میں داخل کر دے وگرنہ پہلے سزا دے گا اور بعد میں جنت میں داخل کرے گا۔ (شرح مسلم للنووی: ص١٦٤ طبعه دار ابن حزم)

---

① السنة لعبد اللّٰه بن احمد ١/ ٣٤٢۔ شرح اصول اعتقاد أهل السنة والجماعة للالكائى ٦/ ، رقم: ١٨٧٧۔ قوت القلوب لابى طالب المكى: ٢/ ٢٢١.

دوسری حدیث سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ایسے آدمی جو مذکورہ بالا گناہوں کے مرتکب ہوتے ہیں دین اسلام سے خارج نہیں ہوتے جیسا کہ کہ حدیث میں ہے: ((وَلَا یُخْرِجُهٗ مِنَ الْاِسْلَامِ اِلَّا الْکُفْرُ بِاللّٰهِ .))

اور ایک دوسری حدیث میں ہے:

((اِذَا زَنَی الرَّجُلُ خَرَجَ مِنْهُ الْاِیْمَانُ فَکَانَ فَوْقَ رَأْسِهٖ کَالظُّلَّةِ فَاِذَا خَرَجَ مِنْ ذٰلِكَ الْعَمَلِ عَادَ اِلَیْهِ الْاِیْمَانُ .)) (مصنف عبدالرزاق، رقم : ١٣٦٨٢)

اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ایمان نکلتا ہے لیکن بعد میں واپس لوٹ آتا ہے۔

[٤٣١/٥٩]...... أَخْبَرَنَا یَحْیَی بْنُ یَحْیَی، حَدَّثَنَا هُشَیْمٌ، حَدَّثَنَا الْعَوَّامُ بْنُ حَوْشَبٍ، أَخْبَرَنِی عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ السَّائِبِ......

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الشَّهْرُ إِلَی الشَّهْرِ كَفَّارَةٌ، یَعْنِی: رَمَضَانُ إِلَی رَمَضَانَ وَالْجُمُعَةُ إِلَی الْجُمُعَةِ كَفَّارَةٌ، وَالصَّلَاةُ الْمَكْتُوبَةُ إِلَی الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ الَّتِی تَلِیهَا كَفَّارَةٌ، ثُمَّ قَالَ بَعْدَ ذَلِكَ: إِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ: الْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ، وَنَكْثُ الصَّفْقَةِ، وَتَرْكُ السُّنَّةِ، قَالَ: فَعَرَفْنَا أَنَّ ذَلِكَ مِنْ أَمْرٍ حَدَثَ، فَقُلْنَا: یَا رَسُولَ اللّٰهِ: أَمَّا الْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ فَقَدْ عَرَفْنَا، مَا نَكْثُ الصَّفْقَةِ وَتَرْكُ السُّنَّةِ ؟ قَالَ: نَكْثُ الصَّفْقَةِ أَنْ تُبَایِعَ رَجُلًا فَتُعْطِیَهُ صَفْقَةَ یَمِینِكَ، ثُمَّ تَرْجِعَ عَلَیْهِ فَتُقَاتِلَهُ بِسَیْفِكَ، وَأَمَّا تَرْكُ السُّنَّةِ فَالْخُرُوجُ مِنَ الْجَمَاعَةِ . ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ماہِ رمضان دوسرے رمضان تک ہونے والے گناہوں کا کفارہ ہے، جمعہ دوسرے جمعہ تک کے لیے کفارہ ہے، فرض نماز ساتھ والی دوسری فرض نماز تک کے لیے کفارہ ہے:'' پھر اس کے بعد فرمایا: ''سوائے تین افراد کے، اس شخص کے جو اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراتا ہے، "نَكْثَ صَفْقَةٍ" اور "تارك السنه" کے راوی نے بیان کیا: پس ہم نے پہچان لیا کہ یہ کوئی نیا واقعہ ہے، ہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! جہاں تک اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانے کا تعلق ہے تو وہ ہم نے جان لیا ہے، "نَكْثُ صَفْقَةْ اور ترك السنه" سے کیا مراد ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نکث صفقه سے یہ مراد ہے کہ تم کسی شخص کی بیعت کرو اس کے ہاتھ میں اپنا دایاں ہاتھ دو پھر تم وہ بیعت توڑ کر اس شخص سے تلوار کے ساتھ قتال کرو، اور رہا ترك السنه تو وہ مسلمانوں کی جماعت سے علیحدگی ہے۔''

① مسند احمد: ٢/ ٢٢٩۔ قال شعیب الارناؤط: صحیح دون قوله "الا من ثلاث"

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے رمضان المبارک کے روزے رکھنے کی فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ اس کی وجہ سے اللہ ذوالجلال گناہ معاف کر دیتے ہیں۔ ایک دوسری حدیث میں ہے:

((مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)) (بخاری، رقم: ۱۹۰)

''جس شخص نے ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے (اللہ کی رضا کے لیے) رمضان کے روزے رکھے تو اس کے پہلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔''

مذکورہ حدیث میں جو گناہوں کی معافی کا تذکرہ ہے اس سے مراد صغیرہ گناہ ہیں۔

[۶۰/۴۴۰]...... وَبِهَذَا، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَرَأَيْتُمُ الزَّانِيَ، وَالسَّارِقَ، وَشَارِبَ الْخَمْرِ مَا تَرَوْنَ فِيهِمْ ؟ فَقَالُوا: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: هُنَّ فَوَاحِشُ وَفِيهِنَّ عُقُوبَةٌ، ثُمَّ قَالَ: أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ ؟ قَالُوا: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: الْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ، وَقَوْلُ الزُّورِ، وَقَتْلُ الْمُسْلِمِ، وَقَذْفُ الْمُحْصَنَةِ. ①

اسی سند سے رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے بتاؤ زانی، چور اور شراب نوش کے متعلق تم کیا خیال کرتے ہو؟'' انہوں نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں' آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ برے ہیں اور ان پر سزا ہے۔'' پھر فرمایا: ''کیا میں تمہیں بڑے بڑے گناہوں کے متعلق نہ بتاؤں؟'' انہوں نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، والدین کو ستانا، جھوٹی بات کرنا، مسلمان کو قتل کرنا اور پاک دامن خاتون پر تہمت لگانا۔''

فوائد: ...... (ا)...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا زنا، چوری اور شراب نوشی کے مجرموں کے لیے سزا ہے۔

زانی کی سزا:...... ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِأَةَ جَلْدَةٍ﴾ (النور: ۲)...... ''زنا کار مرد و عورت میں سے ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ۔'' لیکن اگر شادی شدہ زنا کریں گے تو ان کو رجم کیا جائے گا۔ (دیکھئے: بخاری، رقم: ۶۸۲۷، ۶۸۲۸۔ مسلم، رقم: ۱۶۹۷، ۱۶۹۸)

چور کی سزا:...... سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چور کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا مگر ربع دینار یا اس سے زیادہ مالیت کی چوری میں۔'' (مسلم، رقم: ۱۶۸۴)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے ایک ڈھال کی چوری میں ہاتھ کاٹا، جس کی قیمت تین درہم تھی۔ (بخاری، کتاب الحدود، رقم: ۶۷۹۵، ۶۷۹۸۔ مسلم، رقم: ۱۶۸۶)

---

① مسند الشامیین: ۳/ ۳۱۳۔ سنن کبری بیهقی: ۸/ ۲۰۹.

معلوم ہوا چور اگر دینار کا چوتھائی حصہ یا تین درہم چوری کرے یا ان کی قیمت کے برابر کوئی چیز چوری کرے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔

شرابی کی سزا:...... شراب پینے والے کو کوڑے لگانے چاہئیں۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک ایسا آدمی لایا گیا جس نے شراب پی رکھی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دو چھڑیوں سے تقریباً چالیس ضربیں لگوائیں۔ راوی کا بیان ہے کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی یہی سزا دی۔ پھر جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو انہوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا، سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سب سے ہلکی سزا اسی کوڑے ہے، چنانچہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس کا حکم دے دیا۔ (بخاری، رقم : ٦٧٧٣۔ مسلم، رقم : ١٧٠٦)

مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا بڑے بڑے گناہوں میں شرک سب سے بڑا ہے۔ انسان کو یہ بات زیب نہیں دیتی کہ اپنے پیدا کرنے والے کے ساتھ ایسے لوگوں کو شریک ٹھہرائے جو خود مخلوق اور محتاج ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾ (البقرۃ : ٢٢) ''پس تم دیدہ دانستہ اللہ کے لیے شریک نہ بناؤ۔''

کیونکہ یہ اللہ کی غیرت کو چیلنج ہے اور اتنا بڑا گناہ ہے کہ دوسرے گناہ اگر اللہ چاہے تو بخش دے مگر اسے ہرگز معاف نہیں کرے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ (النسآء: ٤٨، ١١٦)

''یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کیے جانے کو نہیں بخشتا اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے۔''

(۲)...... شرک کے بعد والدین کا تذکرہ فرمایا ہے، ان کی نافرمانی کرنا بھی بہت بڑا گناہ ہے۔ اللہ ذوالجلال نے جہاں اپنی عبادت کا حکم دیا ہے وہاں والدین کے ساتھ حسن سلوک کا بھی حکم دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ قَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا﴾ (الاسراء: ٢٣)

''اور تمہارے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ۔''

ایک حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''والدین کا نافرمان، احسان جتلانے والا، شراب کا عادی جنت میں نہیں جائیں گے۔'' (مسند احمد: ٢/ ١٣٤)

(۳) جھوٹی بات کرنا:...... جھوٹ بولنا بھی بہت بڑا گناہ ہے، منافق کی علامات میں سے ایک علامت جھوٹ بولنا ہے۔ (دیکھئے حدیث وشرح نمبر:۳۸۲)

اور مومن کی یہ نشانی ہے کہ وہ جھوٹ سے اجتناب کرتا ہے، حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مومن میں خیانت اور جھوٹ کے علاوہ کوئی بھی خصلت ہو سکتی ہے۔'' (بخاری، رقم : ٧٠٤٧)

(۴) قتل کرنا بھی کبیرہ گناہوں میں سے ہے:...... اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ﴾ (الفرقان: ٦٨)

''اور وہ لوگ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو معبود نہیں پکارتے اور نہ ہی اس جان کو قتل کرتے ہیں جسے اللہ نے حرام کیا ہے۔ مگر حق کے ساتھ اور نہ زنا کرتے ہیں۔''

سنن نسائی میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی مومن کا قتل اللہ کے ہاں زوال دنیا سے بھی بڑھ کر ہے۔''

(۵)...... معلوم ہوا پاک دامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگانا بھی کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ ایک حدیث میں ہے: سات مہلک گناہوں سے بچو تو آپ نے ان میں پاک دامن، بھولی بھالی، مومن عورتوں پر تہمت لگانے کو بھی شمار کیا اور قذف یہ ہے کہ کوئی شخص کسی اجنبی آزاد پاک دامن مسلمان خاتون سے کہے: اے زانیہ! یا اے باغیہ! یا اے بدکارہ! یا وہ اس کے خاوند سے کہے بدکارہ کے خاوند یا اس کے بچے سے کہے زانیہ کے بچے! ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ﴾ (النور: ٢٣)

''وہ لوگ جو پاک دامن، بھولی بھالی ایماندار عورتوں پر زنا کی تہمت لگاتے ہیں ان پر دنیا وآخرت میں لعنت ہوگی۔''

دوسری جگہ پر فرمایا:

﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمَانِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا وَّاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ﴾ (النور: ٤)

''اور وہ لوگ جو پاک دامن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں پھر چار گواہ پیش نہ کرسکیں تو ان کو اسی کوڑے لگاؤ (اس کے بعد) کبھی ان کی شہادت قبول نہ کرو اور یہ لوگ فاسق و بدکردار ہیں۔''

[٤٤٨/٦١]...... وَبِهَذَا، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا تَوَادَّ اثْنَانِ فِي اللّٰهِ فِي الْإِسْلَامِ فَيَفْسُدُ ذَلِكَ بَيْنَهُمَا إِلَّا مِنْ ذَنْبٍ يُحَدِثُهُ أَحَدُهُمَا. ①

اسی سند سے ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو دو افراد اسلام میں اللہ کی خاطر محبت کرتے ہیں تو ان دونوں کے درمیان، ان میں سے کسی ایک کا گناہ کا ارتکاب کرنا، بگاڑ پیدا کرتا ہے۔''

فوائد:...... مذکورہ حدیث سے گناہ کی نحوست اور بے برکتی کا اثبات ہے یعنی گناہ سے اسلام کی وجہ سے آپس میں دوستی کا رشتہ تھا وہ ختم ہو جاتا ہے۔

① مسند احمد: ٥/ ٧١۔ قال شعيب الارناؤط: حديث صحيح۔ صحيح الجامع الصغير، رقم: ٥٦٠٣.

[۶۲/۴۵۴]...... وَبِهَذَا، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ الْخَلْقَ كَتَبَ كِتَابًا، وَوَضَعَهُ عِنْدَهُ فَوْقَ عَرْشِهِ كَتَبَ فِيهِ، إِنَّ رَحْمَتِي غَلَبَتْ غَضَبِي. ①

اسی سند سے ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ نے جب مخلوق کو پیدا فرمایا تو اس نے ایک تحریر لکھی اور اسے اپنے پاس عرش کے اوپر رکھ لیا، اس میں لکھا کہ میری رحمت میرے غصے پر غالب ہے۔''

فوائد: ...... مذکورہ حدیث میں اللہ ذوالجلال کی رحمت کا ذکر ہے کہ جب کسی کام میں ایک پہلو رحمت کا تقاضا کرتا ہو اور دوسرا غضب کا تو اللہ ذوالجلال کی رحمت کا معاملہ غضب کے پہلو پر غالب آ جاتا ہے۔

علامہ طیبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: رحمت کے غالب ہونے میں اشارہ ہے رحمت کے مستحقین بھی تعداد کے لحاظ سے غضب کے مستحقین پر غالب رہیں گے رحمت ایسے لوگوں پر ہوگی جن سے نیکیوں کا صدور بھی نہیں ہوا۔ برخلاف اس کے غضب کے کہ وہ ان ہی لوگوں پر ہوگا جن سے گناہوں کا صدور ثابت ہوگا۔ (فتح الباری: ۶/ ۲۹۲۔ عمدۃ القاری: ۱۲/ ۲۵۸)

اللہ ذوالجلال کی رحمت کا اندازہ اس فرمان رسول سے بھی لگایا جا سکتا ہے، کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی ایک سو رحمتیں ہیں جن میں سے ایک رحمت اس نے تمام مخلوقات میں تقسیم کی ہے اسی (رحمت) کی وجہ سے وہ ایک دوسرے پر رحم کرتے ہیں، اسی کی وجہ سے ایک دوسرے پر شفقت کرتے ہیں۔ اسی کی وجہ سے جنگلی جانور اپنے بچوں پر شفقت کرتے ہیں۔ اس نے ننانوے رحمتیں اپنے پاس رکھ چھوڑی ہیں۔ جن سے قیامت کے دن وہ اپنے بندوں پر رحم کرے گا۔'' (مسلم، کتاب التوبة، رقم: ۲۷۵۲)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ رَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ الَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ﴾ (الاعراف: ۱۵۶)

''میری رحمت نے ہر چیز کو اپنے دامن میں لے رکھا ہے اور اس کے مستحق وہ لوگ ہیں جو تقویٰ اور زکوٰۃ کی ادائیگی کے ساتھ ہماری نشانیوں پر ایمان رکھتے ہیں۔''

[۶۳/۴۵۵]...... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ...... عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَا عَدْوَى،

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا،

① بخاری، کتاب التوحید، رقم: ۸۴۰۴، ۷۵۵۴۔ مسلم، کتاب التوبة، باب فی سعة رحمة الله تعالی وانها سبقت غضبه، رقم: ۲۷۵۱۔ سنن ترمذی، رقم: ۳۵۴۳۔ مسند احمد: ۲/ ۲۵۹۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۶۱۴۴.

وَلَا طِيَرَةَ وَأُحِبُّ الْفَأْلَ الصَّالِحَ . ① آپ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی بیماری متعدی ہے نہ بدفالی کی کوئی حیثیت ہے، میں نیک شگون لینا پسند کرتا ہوں۔''

فوائد : ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا اچھا فال جائز ہے۔ صحیح بخاری میں ہے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: ((لَا طِيَرَةَ وَخَيْرُهَا الْفَأْلُ .))...... ''بدشگونی کی کوئی اصل نہیں اور اس میں بہتر فال نیک ہے۔'' لوگوں نے پوچھا کہ نیک فال کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اَلْكَلِمَةُ الصَّالِحَةُ يَسْمَعُهَا اَحَدُكُمْ .)) (بخاری، رقم : ٥٧٥٥)...... ''کلمہ صالحہ (نیک بات) جو تم میں سے کوئی سنے۔''

ایک روایت میں ہے آپ ﷺ نے نیک فال کو "اَلْكَلِمَةُ الْحَسَنَةُ" فرمایا، جس پر امام کرمانی رحمہ اللہ نے لکھا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے نیک فال کی محبت فطرت میں رکھ دی ہے۔ جیسا کہ خوش کن منظر اور صاف پانی کو دیکھنے سے راحت محسوس ہوتی ہے۔ اگرچہ اس پانی کو استعمال نہ کیا ہو۔ (عون المعبود)

صلح حدیبیہ کے موقع پر جب سہیل بن عمرو آیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((قَدْ سَهَّلَ اللّٰهُ اَمْرَكُمْ)) (بخاری، رقم : ٢٧٣١۔ ٢٧٣٢۔ مسند احمد : ٤/ ٣٢٨) ''اللہ نے تمہارا معاملہ آسان کر دیا ہے۔''

[٤٨٤/٦٤]...... وَبِهٰذَا، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ سُئِلَ: أَيُّ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ ؟ قَالَ: مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ . ②

اسی سند سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا: کون سا اسلام افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔''

فوائد : ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ کامل مسلمان وہ ہے جس سے دوسروں کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچے۔ ایک دوسری روایت میں ہے سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً مروی ہے، سوال کیا گیا:

((اَیُّ الْمُوْمِنِيْنَ اَفْضَلُ اِسْلَامًا؟ قَالَ: اَفْضَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِسْلَامًا مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ)) (سلسلة صحيحه، رقم : ١٤٩١)

اسلام کے لحاظ سے کون سے مومن افضل ہیں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''اسلام کے لحاظ سے افضل مومن وہ ہیں جن کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہتے ہیں۔''

---

① مسلم، كتاب السلام، باب الطيرة والفال ويكون فيه من الشوم، رقم: ٢٢٢٣۔ سنن ابوداود، رقم: ٣٩١٦۔ سنن ابن ماجه، رقم: ٣٥٣٧۔ مسند احمد: ٢/ ٥٠٧ .

② بخاری، كتاب الايمان، باب ای الاسلام افضل، رقم: ١١۔ مسلم، كتاب الايمان، باب بيان تفاضل الاسلام وای اموره افضل، رقم: ٤١۔ سنن ابوداود، رقم: ٢٤٨١۔ سنن ترمذی، رقم: ٢٦٢٧۔ سنن نسائی، رقم: ٤٩٩٩۔ مسند احمد: ٢/ ١٦٣ .

ایک مسلمان مومن کو چاہیے کہ اپنی زبان سے کسی کو اذیت نہ پہنچائے یعنی کسی کی غیبت نہ کرے، نہ کسی کو گالی دے۔ اور نہ ہاتھ کے ساتھ کسی کو اذیت پہنچائے۔ یعنی ظاہری و باطنی کسی قسم کی بھی اذیت نہ پہنچائے۔

[٦٥/٤٨٦]...... وَبِهَذَا......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: اسْتَبَّ رَجُلَانِ فَعَيَّرَ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ بِأُمِّهِ، فَبَلَغَ ذَلِكَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا الرَّجُلَ، فَقَالَ: أَعَيَّرْتَهُ بِأُمِّهِ ؟ فَأَعَادَ ذَلِكَ مِرَارًا، فَقَالَ الرَّجُلُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِمَا قُلْتُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ارْفَعْ رَأْسَكَ فَانْظُرْ إِلَى الْمَلَإِ، فَنَظَرَ إِلَى مَنْ حَوْلَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: مَا أَنْتَ بِأَفْضَلَ مِنْ أَحْمَرَ وَأَسْوَدَ مِنْهُمْ إِلَّا مَنْ كَانَ لَهُ فَضْلٌ فِي الدِّينِ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: دو آدمی گالی دے رہے تھے ان میں سے ایک دوسرے کو اس کی ماں کے حوالے سے عار دلائی، رسول اللہ ﷺ تک بات پہنچی تو آپ ﷺ نے اس آدمی کو بلوایا، اور فرمایا: ''کیا تم نے اسے اس کی ماں سے متعلق عار دلائی ہے؟'' آپ ﷺ نے یہ بات بار بار دہرائی، تو اس آدمی نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں نے جو کہا ہے اس بابت اللہ سے استغفار کرتا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنا سر اٹھاؤ! اور اس جماعت کی طرف دیکھو'' اس نے رسول اللہ ﷺ کے آس پاس حضرات کی طرف دیکھا تو آپ نے فرمایا: ''تم ان میں سے کسی سرخ وسیاہ سے افضل نہیں ہو، فضیلت صرف اسے ہی حاصل ہے جو دین میں افضل ہو۔''

فوائد:...... مذکورہ روایت ضعیف ہے۔ تاہم بخاری ومسلم میں اس کے ہم معنی روایت آتی ہے۔ جناب معرور بن سوید رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو دیکھا ان کے بدن پر بھی ایک جوڑا تھا اور ان کے غلام کے بدن پر بھی اسی قسم کا ایک جوڑا تھا، ہم نے اس کا سبب پوچھا تو انہوں نے بتلایا: ایک دفعہ میری ایک صاحب سے کچھ گالی گلوچ ہوگئی تھی، انہوں نے نبی معظم ﷺ سے میری شکایت کی آپ ﷺ نے مجھ سے پوچھا: ''کیا تم نے انہیں ان کی ماں کی طرف سے عار دلائی ہے؟'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے غلام بھی تمہارے بھائی ہیں، اگرچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں تمہاری ماتحتی میں دے رکھا ہے، اس لیے جس کا بھی کوئی بھائی اس کے قبضہ میں ہو، اسے وہی کھلائے جو وہ خود کھاتا ہے، اور وہی پہنائے جو وہ خود پہنتا ہے، اور ان پر ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالے، لیکن اگر ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ ڈالو تو پھر ان کی خود بھی مدد کیا کرو۔'' (بخاری، کتاب العتق، رقم : ٢٥٤٥)

① اسنادهٗ ضعيفٌ، رواة البخاری، رقم : ٣٠۔ ومسلم، ١٦٦١۔ من حديث ابی ذر بمعناة واحمد ٥/ ١١۔ من حديث رجل من اصحاب النبی ﷺ بمعناة .

[۵۳۶/۶۶]...... حَدَّثَنَا الْمُلَائِیُّ ، حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ أَیُّوبَ ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا زُرْعَةَ ، یَقُولُ......

قَالَ أَبُو هُرَیْرَةَ قَالَ یَحْیَی: أَحْسَبُهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ﴿مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَیْرٌ مِنْهَا وَهُمْ مِنْ فَزَعٍ یَوْمَئِذٍ آمِنُونَ﴾ (النمل : ۸۹) قَالَ: هِیَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ ، ﴿وَمَنْ جَاءَ بِالسَّیِّئَةِ فَکُبَّتْ وُجُوهُهُمْ فِی النَّارِ﴾ (النمل : ۹۰) وَهِیَ الشِّرْكُ . ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو نیکی لے کر آئے گا اس کے لیے اس سے بہتر اجر ہوگا اور وہ (نیک لوگ) اس دن کی گھبراہٹ سے محفوظ رہیں گے۔'' فرمایا: وہ (نیکی) ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' ہے، ''اور جو برائی/گناہ لے کر آئے گا تو ان کے چہرے جہنم میں اوندھے گرائے جائیں گے۔'' فرمایا: وہ (گناہ) شرک ہے۔''

فوائد: ......(۱) مذکورہ حدیث میں کلمۂ توحید کی فضیلت اور شرک کی مذمت بیان کی گئی ہے۔

(۲)......توحید دنیا و آخرت میں کامیابی اور عزت کا باعث ہے۔

(۳)......شرک اخروی ناکامی اور دنیا و آخرت کی ذلت و خواری لاتا ہے۔

(۴)......اہل ایمان، اہل توحید جنتی ہیں جبکہ اہل شرک جہنمی ہیں اور ان پر جنت حرام ہے۔

[۶۱۵/۶۷]...... اَخْبَرَنَا جَرِیْرٌ ، عَنْ مَنْصُوْرٍ ، عَنِ الشَّعْبِیِّ......

قَالَ: صَعْصَعَةُ بْنُ صَوْحَانَ لِاَبِیْ زَیْدٍ: اَنَا لَسْتُ اَحَبُّ اِلٰی أُمِّكَ مِنْكَ ، وَاَنْتَ اَحَبُّ اِلٰی أُمِّیْ مِنِّیْ ، خَصْلَتَانِ اُوْصِیْكَ بِهِمَا ، فَاحْفَظْهُمَا عَنِّیْ ، خَالِصِ الْمُؤْمِنَ ، وَخَالِقِ الْفَاجِرَ ، فَاِنَّ الْفَاجِرَ (یَقْبل) مِنْكَ بِالْخُلْقِ ، وَاَنَّهٗ یُحِقُّ عَلَیْكَ اَنْ تُخَالِصَ الْمُوْمِنَ))②

صعصعہ بن صوحان نے ابوزید سے کہا: میں تمہاری والدہ کو تم سے زیادہ محبوب نہیں ہوں، جبکہ تم میری والدہ کو مجھ سے زیادہ محبوب ہو، دو خصلتیں ہیں میں تمہیں ان کی وصیت کرتا ہوں، پس انہیں مجھ سے یاد کر لو، مومن شخص سے خالص دوستی رکھو، فاجر شخص سے اچھا برتاؤ کرو، کیونکہ فاجر شخص اچھے اخلاق کے ذریعے تمہاری بات قبول کرے گا، اور مومن تجھ سے حق رکھتا ہے کہ تم اس سے خالص دوستی رکھو۔''

فوائد: ......(۱) معلوم ہوا مومن کے ساتھ خالص اللہ کی رضا کے لیے تعلق ہونا چاہیے اور یہی وہ تعلق ہے

---

① الطبرانی : ۲۰/ ۲۲۔ الاسماء والصفات للبیهقی : ۲۰۹۔ الدر المنثور للسیوطی : ۶/ ۳۸۵ .

② اسنادهٗ صحیحٌ: شعیب الایمان: ۶/ ۲۶۷ ، رقم: ۸۱۰۶۔ مصنف ابن ابی شیبه: ۵/ ۲۹۳۔ مسند عبد الرزاق : ۲/ ۳۱۰، رقم : ۲۹۱ .

جو دنیا و آخرت میں انسان کے کام آئے گا۔

(۲)...... فاجر کے ساتھ حسن سلوک کے ساتھ پیش آنا چاہیے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌo﴾ (حم السجده: ٣٤)

''نیکی اور بدی برابر نہیں ہوتیں برائی کو بھلائی سے دفع کرو پھر وہی جس کے اور تمہارے درمیان دشمنی ہے ایسا ہو جائے گا جیسے تمہارا گرم جوش دوست ہے۔''

[٦١٨/٦٨]...... اَخْبَرَنَا الْمُؤَمَّلُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ، نَا حَمَّادُ بْنُ سَلِمَةَ، عَنْ ثَابِتِ الْبُنَانِيِّ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ خَالِهٖ......

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: شَكَوْا اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَجِدُوْنَ مِنَ الْوَسْوَسَةِ، قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا لَنَتَحَدَّثُ بِالشَّيْءِ، لَاَنْ يَكُوْنَ اَحَدُنَا يَخِرُّ مِنَ السَّمَاءِ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ اَنْ يَتَكَلَّمَ بِهٖ، فَقَالَ: ذَاكَ مَحْضُ الْاِيْمَانِ. ①

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وسوسہ پیدا ہونے کی شکایت کی، انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے دلوں میں ایسے ایسے خیالات پیدا ہوتے ہیں کہ ہم میں سے کسی کو آسمان سے گرنا اس (خیال/ وسوسے) کو بیان کرنے سے زیادہ پسند ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ تو خالص ایمان ہے۔''

فوائد:...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا مومن بندوں کو شیطان ایسے وسوسے ڈالتا ہے جو ایمان کے خلاف ہوتے ہیں جن کو مومن کسی بھی صورت اپنی زبان پر لانا گوارا نہیں کرتا۔ کیونکہ مومن کے دل میں ایمان ہے اور شیطان ایمان کا دشمن ہے۔

[٧٢٨/٦٩]...... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا الْمَسْعُودِيُّ، عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَسَارٍ......

عَنْ قُتَيْلَةَ بِنْتِ صَيْفِيٍّ الْجُهَنِيَّةِ قَالَتْ: جَاءَ حَبْرٌ مِنَ الأَحْبَارِ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: نِعْمَ الْقَوْمُ أَنْتُمْ أُمَّةُ مُحَمَّدٍ، لَوْلَا أَنَّكُمْ تُشْرِكُونَ ؟ فَقَالُوا: وَمَا

قتیلہ بنت صیفی جہنیہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، یہودیوں کا ایک عالم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں آیا تو اس نے کہا: امت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! تم بہترین لوگ ہو، کاش کہ تم شرک نہ کرتے، فرمایا: وہ کیا ہے؟ اس نے کہا: تم کہتے ہو، کعبہ کی

① مسلم، كتاب الايمان، باب بيان الوسوسة فى الايمان الخ، رقم: ١٣٢۔ سنن ابوداود، كتاب الادب، باب فى رد الوسوسة، رقم: ٥١١٢۔٥١١١.

ذَاكَ ؟ قَالَ: تَقُولُونَ: وَالْكَعْبَةِ، فَأَمْهَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ: إِذَا حَلَفْتُمْ فَقُولُوا: وَرَبِّ الْكَعْبَةِ، ثُمَّ قَالَ: نِعْمَ الْقَوْمُ أَنْتُمْ لَوْلَا أَنَّكُمْ تَجْعَلُونَ لِلَّهِ نِدًّا. قَالُوا: وَمَا ذَاكَ ؟ قَالَ: تَقُولُونَ مَا شَاءَ اللّٰهُ وَشِئْتَ، قَالَتْ: فَأَمْهَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا ثُمَّ قَالَ: مَنْ قَالَ مِنْكُمْ مَا شَاءَ اللّٰهُ فَلْيَقُلْ ثُمَّ شِئْتَ. ①

قسم! رسول اللہ ﷺ نے توقف فرمایا، پھر فرمایا: ''جب تم قسم اٹھاؤ تو کہو: رب کعبہ کی قسم!'' اس نے پھر کہا: تم اچھے لوگ ہو اگر تم اللہ کا شریک نہ بناؤ، فرمایا: ''وہ کیا ہے؟'' اس نے کہا: تم کہتے ہو: جو اللہ چاہے گا اور جو آپ چاہیں گے، پس رسول اللہ ﷺ نے کچھ توقف فرمایا، پھر فرمایا: ''تم میں سے جو کہے جو اللہ چاہے گا، تو وہ کہے پھر جو آپ چاہیں گے۔''

[۷۲۹/۷۰]...... أَخْبَرَنَا الْمُقْرِئُ، حَدَّثَنَا الْمَسْعُودِيُّ، عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَسَارٍ......

عَنْ قُتَيْلَةَ بِنْتِ صَيْفِيٍّ. قَالَ: وَكَانَتْ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ قَالَتْ: جَاءَ حَبْرٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ سَوَاءً، وَزَادَ قَالَ فِي كَلَا الْقَوْلَيْنِ: سُبْحَانَ اللّٰهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَمَا ذَاكَ ؟ وَقَالَ: وَمَنْ قَالَ مَا شَاءَ اللّٰهُ فَلْيَقُلْ بَيْنَهُمَا ثُمَّ شِئْتَ. ②

قتیلہ بنت صیفی جہنیہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، ایک یہودی عالم رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، پس راوی نے حدیث سابق کے مثل روایت کیا، اور یہ اضافہ نقل کیا: دونوں باتوں پر فرمایا: سبحان اللہ! سبحان اللہ! (کلمہ تعجب) وہ کیا ہے؟ اور فرمایا: ''جو کہے جو اللہ چاہے گا، تو وہ ان دونوں کے درمیان کہے: پھر جیسے آپ چاہیں گے۔''

[۷۳۰/۷۱]...... أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ السُّكَّرِيِّ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَسَارٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ: أَخْبَرَتْنِي امْرَأَةٌ، مِنَّا أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ وَهُوَ يَقُولُ: لَا يَقُولُ أَحَدُكُمْ: لَوْلَا اللّٰهُ وَفُلَانٌ، فَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَلْيَقُلْ: وَلَوْلَا اللّٰهُ ثُمَّ فُلَانٌ. ③

عبداللہ بن یسار جہنی نے بیان کیا: ہمارے قبیلے کی ایک خاتون نے مجھے بتایا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا، آپ فرما رہے تھے: ''تم میں سے کوئی یوں نہ کہے: اگر اللہ اور فلاں نہ (کرتے) اگر اس نے ضرور کہنا ہی ہے تو یوں کہے: اگر اللہ نہ (کرتا) پھر فلاں۔''

---

① سنن ابوداود، كتاب الادب، باب، رقم: ٤٩٨٠۔ سنن نسائی، كتاب الايمان والنذور، باب الحلف بالكعبة، رقم: ٣٧٧٣۔ قال الشيخ الالبانی: صحيح۔ صحيح ابن حبان، رقم: ٥٧٢٥۔ مسند احمد: ٥/ ٣٩٣.

② انظر ما قبله. ③ السابق.

فوائد: ...... مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کعبہ کی قسم اٹھانا شرک ہے کیونکہ کعبہ اللہ کا غیر ہے اور جو بھی غیر اللہ کی قسم اٹھاتا ہے وہ شرک کرتا ہے۔ جیسا کہ جامع ترمذی میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ كَفَرَ اَوْ اَشْرَكَ .)) ...... ''جس نے غیر اللہ کی قسم اٹھائی اس نے کفر یا شرک کیا۔''

شیخ عبداللہ بسام رحمہ اللہ نے نقل فرمایا ہے: ''قدیم زمانوں سے لوگوں کا یہ عقیدہ چلا آ رہا تھا کہ جس کی قسم کھائی جائے وہ قسم کھانے والے پر تسلط وغلبہ رکھتا ہے اور مافوق الاسباب بھی اسے نفع ونقصان دینے پر قادر ہے۔ جب قسم کھانے والا اپنی قسم پوری کردے تو وہ اس سے راضی ہو جاتا ہے اور نفع پہنچاتا ہے اور اگر وہ راضی نہ ہو تو وہ اسے نقصان پہنچاتا ہے۔ اور اس طرح اللہ تعالیٰ اور اس کی صفات کے علاوہ دوسروں کے نام کی قسم اٹھانا اللہ کے ساتھ شرک ہے۔''

(توضیح الاحکام: ۷/ ۱۰۸)

امام الحرمین نے کہا: غیر اللہ کی قسم اٹھانا کم از کم مکروہ ہے اگر غیر اللہ کی قسم اٹھانے والا اپنے اعتقاد میں اس چیز کی اتنی تعظیم رکھتا ہے جتنی کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں رکھی جاتی ہے تو وہ اس اعتقاد کی وجہ سے کافر ہو جائے گا۔ اور اسی صورت کو اس حدیث کا مصداق بنایا جائے گا۔ لیکن اگر غیر اللہ کی قسم اٹھانے والا اپنے اعتقاد میں اُس چیز کی اتنی تعظیم رکھتا ہے جس کے وہ لائق ہے تو اس وجہ سے اسے کافر نہیں قرار دیا جاسکتا بہر حال اس کی قسم منعقد نہیں ہوگی۔

(فتح الباری: ۱۱/ ۶۵۱، ۶۵۲)

لیکن بعض یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے غیر اللہ کی قسم کھانے سے منع کیا ہے لیکن قرآنِ مجید میں متعدد مقامات پر خود غیر کی قسم کھائی ہے، مثلاً سورج، چاند وغیرہ، تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ صرف اللہ ذوالجلال کے ساتھ خاص ہے اور اللہ تعالیٰ جو کرے اس جیسا کرنا ہمارے لائق نہیں۔ لوگوں سے ان کے افعال کے متعلق تو سوال ہوگا لیکن اللہ ذوالجلال کے کیے ہوئے کے متعلق کوئی سوال نہیں کرسکتا کیونکہ وہ خالق، بادشاہوں کا بادشاہ ہے۔

مذکورہ حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا اس طرح نہیں کہنا چاہیے کہ جو اللہ اور آپ چاہیں۔ کیونکہ اللہ ذوالجلال کی شان الوہیت میں کسی کو دخل نہیں ہے۔ خواہ وہ کتنا ہی بڑا اور مقرب کیوں نہ ہو۔ ہوتا وہ ہی ہے جو اللہ ذوالجلال چاہے۔ کیونکہ جو اللہ چاہے اور پھر جو آپ چاہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ جو اللہ ذوالجلال چاہے گا صرف وہی ہوگا تو دوسرے شخص کی مشیت اللہ ذوالجلال کے تابع ہے۔

مدعی لاکھ برا چاہے تو کیا ہوتا ہے
وہی ہوتا ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے

[۸۲٤/۷۲]...... اَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ، نَا مَعْمَرٌ، عَنِ ابْنِ طَاوُوْسٍ، عَنْ اَبِيْهِ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ سَمِعَ رَجُلًا (يَقُوْلُ): سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک

اَلشَّرُّ لَيْسَ بِقَدْرٍ ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: بَيْنَنَا وَبَيْنَ اَهْلِ الْقَدْرِ: ﴿سَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْشَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا وَلَآ اٰبَآؤُنَا﴾ تلا (اِلٰی قَوْلِهٖ) ﴿فَلَوْشَآءَ لَهَدٰيكُمْ اَجْمَعِيْنَ﴾ (الانعام: ١٤٨) فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَالْعِجْزُ وَالْكَيْسُ مِنَ الْقَدْرِ . ①

آدمی کو بیان کرتے ہوئے سنا: شر تقدیر کے مطابق نہیں، تو سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہمارے اور اہل قدر کے درمیان اللہ تعالیٰ کا فرمان: ''مشرک کہیں گے اگر اللہ چاہتا تو ہم شرک کرتے نہ ہمارے آباء واجداد۔'' یہاں تک تلاوت فرمائی: ''اگر وہ چاہتا تو وہ تم سب کو ہدایت دے دیتا۔'' سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: عجز و دانائی تقدیر سے ہے۔

فوائد: ......معلوم ہوا کہ ہر چیز تقدیر سے ہے یعنی اگر کوئی آدمی عقلمند ہوشیار ہے تو وہ بھی تقدیر سے ہے۔ اور اگر کوئی بیوقوف ہے تو یہ بھی تقدیر سے ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: جو چیز دنیا میں جس رنگ میں ظاہر ہو رہی ہے اسی طرح وہ پہلے سے لکھی جا چکی ہے اور اللہ تعالیٰ کو اس کا پہلے ہی سے علم ہے۔

[٨٢٥/٧٣]...... قَالَ ابْنُ طَاؤُوْسٍ: وَالْمُتَكَلِّمَانِ فِی الْقَدْرِ يَقُوْلَانِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ، اَلْكَلَامُ فِی الْقَدْرِ ، قَالَ: وَلَقِیَ اِبْلِيْسُ عِيْسَی بْنَ مَرْيَمَ ، فَقَالَ لَهٗ: اَلَيْسَ قَدْ عَلِمْتَ اَنَّهٗ لَا يُصِيْبُكَ اِلَّا مَا قُدِّرَ عَلَيْكَ ، فَارِقْ بِذُرْوَةِ الْجَبَلِ فَتَرْدٰی مِنْهُ ، فَانْظُرْ اَتَعِيْشُ اَمْ لَا؟ فَقَالَ عِيْسٰی: اِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ: اِنَّ الْعَبْدَ لَا يَنْبَغِی اَنْ يُّجَرِّبَنِیْ ، وَمَا شِئْتُ فَعَلْتُ . ②

ابن طاؤس رحمہ اللہ نے فرمایا: تقدیر کے بارے میں کلام کرنے والے علم کے بغیر کلام کرتے ہیں، تقدیر کے بارے میں کلام، انہوں نے کہا: ابلیس، عیسیٰ بن مریم علیہ السلام سے ملا تو اس نے انہیں کہا: کیا تمہیں یہ معلوم نہیں کہ وہی ہوگا جو تمہارے مقدر میں لکھا ہے، پہاڑ کی چوٹی پر جاؤ اور وہاں سے گر جاؤ اور پھر دیکھو کہ تم زندہ رہتے ہو یا نہیں؟ تو عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اللہ فرماتا ہے: بندے کے لیے مناسب نہیں کہ وہ مجھے آزمائے، میں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔

[٨٢٦/٧٤]...... اَخْبَرَنَا وَقَالَ الزُّهْرِیُّ: لَقِیَ اِبْلِيْسُ عِيْسَی بْنَ مَرْيَمَ ، فَذَكَرَ مِثْلَهٗ ، وَقَالَ: قَالَ عِيْسَی لَهٗ: اِنَّ الْعَبْدَ لَا يَبْتَلِی رَبَّهٗ ، وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَبْتَلِی عَبْدَهٗ ، فَخَصَمَهٗ . ③

زہری رحمہ اللہ نے بیان کیا، ابلیس، عیسیٰ بن مریم علیہ السلام سے ملا، پس اس نے اسی مثل ذکر کیا، اور بیان کیا، عیسیٰ علیہ السلام نے اسے کہا: بندہ اپنے رب کو نہیں آزما سکتا، لیکن اللہ اپنے بندے کو آزما سکتا ہے، پس انہوں نے اس سے بحث ومباحثہ کیا۔

---

① مسلم، كتاب القدر، باب كل شئی بقدر، رقم: ٢٦٥٥۔ مسند احمد: ٢/ ١١٠۔ صحيح ابن حبان، رقم: ٦١٤٩۔ مستدرك حاكم: ٢/ ٣٤٧۔ مصنف عبدالرزاق، رقم: ٢٠٠٧٣ .

② المطالب العاليه: ٣/ ٨٠، رقم: ٢٩٣٥۔ اسناده صحيح . ③ المطالب العاليه: ٣/ ٨١۔ اسناده صحيح .

[۸۳۶/۷۵]...... اَخْبَرَنَا وَكِيْعٌ ، نَا زَكَرِيَّا بْنُ اِسْحَاقَ الْمَكِّيِّ ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ صَيْفِيٍّ ، عَنْ اَبِيْ مَعْبَدٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا بَعَثَ مُعَاذًا اِلَى الْيَمَنِ ، قَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّكَ تَأْتِيْ قَوْمًا اَهْلَ كِتَابٍ ، فَادْعُهُمْ اِلٰى شَهَادَةِ أَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهَ ، فَاِنْ هُمْ اَجَابُوْا لِذٰلِكَ ، فَاعْلَمْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدِ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً فِي اَمْوَالِهِمْ ، تُوْخَذُ مِنْ اَغْنِيَائِهِمْ ، فَتُرَدُّ فِيْ فُقَرَائِهِمْ ، فَاِنْ هُمْ اَجَابُوْكَ لِذٰلِكَ ، فَاِيَّاكَ وَكَرَائِمَ اَمْوَالِهِمْ ، وَاِيَّاكَ وَدَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ ، فَاِنَّهَا لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ . ①

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں فرمایا: ''تم اہل کتاب کے لوگوں کے ہاں جا رہے ہو، انہیں (سب سے پہلے) اس بات کی طرف دعوت دینا کہ وہ گواہی دیں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اگر وہ تمہاری یہ دعوت قبول کر لیں تو انہیں بتاؤ کہ اللہ نے ان پر ان کے اموال میں صدقہ فرض کیا ہے، وہ ان کے مال داروں سے لیا جائے گا اور واپس انہی کے ناداروں کو دیا جائے گا، اگر وہ تمہاری یہ بات مان لیں تو پھر تم ان کے عمدہ مال لینے سے اجتناب کرنا، اور مظلوم کی بددعا سے بچنا، کیونکہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی حجاب نہیں۔''

فوائد:...... (۱) سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ کو نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع سے قبل دس ہجری کو یمن بھیجا۔ صحیح بخاری میں ہے کہ راوی کہتا ہے: یمن کے دو صوبے تھے۔ ایک صوبے کا گورنر سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ کو بنایا اور دوسرے کا سیّدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو بنایا۔ (صحیح بخاری، رقم: ۴۳۴۱۔۴۳۴۲)

(۲)...... مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوا غیر مسلم کو سب سے پہلے کلمہ توحید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی دعوت دینی چاہیے۔ لیکن مذکورہ بالا حدیث میں رسالت کا تذکرہ نہیں۔ البتہ سنن ابی داؤد کی روایت کے الفاظ ہیں: ((فَادْعُهُمْ اِلٰى شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَأَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ .)) ''انہیں شہادت توحید (لا الہ الا اللہ) کی اور اس (شہادت رسالت) کی کہ میں اللہ کا رسول ہوں دعوت دینا۔'' (سنن ابوداود، رقم : ۱۵۸٤)

(۳)...... جب انسان مسلمان ہوجائے تو اس پر سب سے پہلا عائد ہونے والا فریضہ نماز ہے۔ اگرچہ مذکورہ بالا حدیث میں نماز کا تذکرہ نہیں ہے لیکن مسلم میں ہے: ((فَاعْلَمْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوٰاتٍ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ .)) (مسلم، رقم : ۱۹) ''انہیں بتانا کہ اللہ نے ان پر ہر دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔''

---

① مسلم، كتاب الايمان، باب الدعاء، الى الشهادتين وشرائع الاسلام، رقم: ١٩ـ سنن ابوداود، رقم: ١٥٨٤ـ سنن ابن ماجه، رقم: ١٧٨٣ـ مسند احمد: ١/ ٢٣٣ـ صحيح ابن خزيمه، رقم: ٢٣٤٦ـ سنن كبرى بيهقى: ٧/ ٨ .

(۴)......معلوم ہوا جس علاقے سے زکاۃ جمع کی جائے تو اس علاقے والوں پر ہی خرچ کرنی چاہیے۔ اگر وہاں کے مستحقین کی ضروریات سے زیادہ مال ہے تو دوسرے علاقے کے مسلمانوں میں تقسیم کرنا جائز ہے۔

آج صورت حال اس کے برعکس ہے ہمسایہ غریب ہے، رشتہ دار مستحق ہیں لیکن اس کے باوجود ہم ان لوگوں کو چھوڑ کر قربانی کی کھالیں، عشر، فطرانہ، زکاۃ وغیرہ باہر بھیج دیتے ہیں۔ یہ شرعی لحاظ سے جائز نہیں ہے۔ ترجیح اپنے علاقے کو دینی چاہیے۔ ہاں بعض اوقات دوسرے علاقے کے لوگ ایمرجنسی کی وجہ سے زیادہ مستحق ہوتے ہیں۔ جیسا کہ سیلاب زدگان اور زلزلہ سے متاثرہ علاقے بشرطیکہ مقامی لوگوں کا گزارہ ہوتا ہو۔

(۵)......معلوم ہوا ظلم بہت بڑا گناہ ہے۔

(۶)......زکوۃ مناسب مال سے وصول کرنی چاہیے۔

(۷)......امام، حاکم یا امیر کو اپنے عاملوں کو تقویٰ، للّٰہیت اور حقوق العباد کی نصیحت کرتے رہنا چاہیے۔

(۸)......کفار نماز، روزہ یا دیگر شرعی احکامات کے مخاطبین نہیں ہیں۔

نماز، روزہ وغیرہ ان پر اس وقت فرض ہے جب وہ مسلمان ہوں اور دلیل اس کی یہ ہے کہ آپ ﷺ نے اس حدیث میں فرمایا ہے: ''اگر وہ اس کو مان لیں تو ان کو یہ بتلاؤ۔''

(۹) معلوم ہوا مظلوم کی بددعا سے بچنا چاہیے، کیونکہ اس کے اور اللہ ذوالجلال کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہوتا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کی بددعا ضرور قبول ہوگی، اس کی قبولیت کے لیے کوئی رکاوٹ نہیں۔ اور اس کا وبال دنیا میں بھی ہوتا ہے اور آخرت کو بھی ہوگا۔

[۸٦٥/۷٦]...... اَخْبَرَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيْدِ، نَا الْاَوْزَاعِيُّ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عُتْبَةَ......

عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عُبَيْدٍ الْمَكِّيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ قِيْلَ لَهٗ: اَنَّ رَجُلًا قَدِمَ عَلَيْنَا، يَتَكَلَّمُ فِي الْقَدْرِ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: اَرُوْنِيْهِ آخُذُ بِرَأْسِهِ، فَوَاللّٰهِ لَئِنْ وَقَعَتْ رَقَبَتُهٗ فِي يَدِيْ لَادَقَّنَّهَا، وَلَئِنْ وَقَعَ اَنْفَهٗ فِي فَمِيْ لَاَعْضَنَّهٗ، فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: كَاَنِّيْ بِنِسَاءِ بَنِيْ فَهْمٍ يَطُفْنَ بِالْخَزْرَجِ، حَتّٰى يَخْرُجُوا اللّٰهَ مِنْ اَنْ يَّقْدِرَ الْخَيْرِ، كَمَا اَخْرَجُوْهُ مِنْ اَنْ

محمد ابن عبید المکی نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا، ان سے کہا گیا: ایک آدمی ہمارے ہاں آیا، وہ تقدیر کے بارے میں کلام کرتا ہے، تو سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وہ مجھے دکھاؤ میں اسے سر سے پکڑوں گا، اللہ کی قسم! اگر اس کی گردن میرے ہاتھ میں آ گئی تو میں اسے توڑ دوں گا، اگر اس کی ناک میرے منہ میں آ گئی تو میں اسے کاٹ دوں گا، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''گویا میں بنوفہم کی خواتین کے پاس ہوں وہ خزرج کے ساتھ چکر لگا رہی ہیں (گویا ان کے سرین حالت

يَّقْدِرَ الشَّرَّ . ①

شرک میں ٹکرا رہے ہیں) ، اللہ کی قسم! ان کے متعلق ان کی بری رائے ختم نہیں ہوگی حتیٰ کہ وہ اللہ کو اس سے خارج کر دیں کہ خیر مقدر کی جائے جیسا کہ انہوں نے اس سے خارج کیا کہ شر مقدر کیا جائے۔

[۸۶۶/۷۷]...... اَخْبَرَنَا بَقِيَّةُ: فَلَقِيْتُ الْعَلَاءِ بْنَ عُتْبَةَ ، فَحَدَّثَنِيْ بِهٖ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدٍ......

عَنْ مُجَاهِدِ بْنِ جَبْرٍ ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهٖ . ②

مجاہد بن جبر رحمہ اللہ نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی مثل روایت کیا ہے۔

[۸۶۷/۷۸]...... اَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ زِيَادٍ ، عَنْ مُجَاهِدٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اُعْطِيْتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ نَبِيٌّ قَبْلِيْ وَلَا فَخْرَ ، بُعِثْتُ اِلَى الْاَحْمَرِ وَالْاَسْوَدِ ، وَكَانَ النَّبِيُّ قَبْلِيْ يُبْعَثُ اِلٰى قَوْمِهٖ خَاصَّةً ، وَبُعِثْتُ اِلَى النَّاسِ عَامَّةً وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ ، فَهُوَ اَمَامِيْ مَسِيْرَةَ شَهْرٍ ، وَجُعِلَتْ لِيْ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَهُوْرًا ، وَاُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ ، وَلَمْ تَحِلَّ لِاَحَدٍ قَبْلِيْ ، وَاُعْطِيْتُ الشَّفَاعَةَ فَادَّخَرْتُهَا لِاُمَّتِيْ ، فَهِيَ نَائِلَةٌ مَنْ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا . ③

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے پانچ چیزیں عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہیں کی گئیں اور میں اس پر کوئی فخر نہیں کرتا، مجھے سرخ و سیاہ کی طرف مبعوث کیا گیا ہے، جبکہ مجھ سے پہلے جو نبی تھے انہیں ان کو قوم کی طرف خصوصی طور پر مبعوث کیا جاتا تھا جبکہ مجھے سارے لوگوں کی طرف عمومی طور پر مبعوث کیا گیا ہے، رعب کے ذریعے میری مدد کی گئی ہے، وہ مہینے کی مسافت پر مجھ سے آگے ہوتا ہے، ساری زمین میرے لیے سجدہ گاہ اور باعث طہارت و پاکیزگی بنا دی گئی ہے، میرے لیے مال غنیمت حلال کر دیا گیا ہے جو کہ مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال نہیں تھا، مجھے شفاعت دی گئی، میں نے اسے اپنی امت کے لیے ذخیرہ کر لیا ہے، وہ ہر اس شخص کو حاصل ہوگی جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا ہوگا۔''

---

① مسند احمد: ۱/ ۳۳۰۔ قال شعیب الارناؤط: اسناده ضعیف۔ المطالب العالیه: ۳/ ۸۱، رقم: ۲۹۳٦ .

② ایضاً .

③ مسلم، کتاب المساجد، رقم: ۵۲۱، ۵۲۳۔ سنن ترمذی، رقم: ۱۵۵۳۔ سنن نسائی، رقم: ٤۳۲ .

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے نبی معظم ﷺ کی عظمت وفضیلت ثابت ہوتی ہے۔

(۱)...... سرخ وسیاہ کی طرف مبعوث کیا گیا، یعنی سارے لوگوں کی طرف نبی معظم ﷺ کو نبی بنا کر بھیجا آپ عرب وعجم، شرق وغرب سب کے لیے بلاتفریق وامتیاز نبی ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا ۨالَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ (الاعراف: ۱۵۸)...... ''آپ کہہ دیجیے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا رسول ہوں جس کی بادشاہی تمام آسمانوں اور زمین میں ہے۔''

تین مہینے کی مسافت پر رعب یعنی اس وقت کی بڑی طاقت روم خوفزدہ تھی۔ معلوم ہوا ساری زمین امت محمدیہ کے لیے سجدہ گاہ بنا دی گئی ہے۔ پہلے یہود ونصاریٰ صرف اپنے عبادت خانہ میں ہی نماز پڑھ سکتے تھے ان کے لیے کسی اور جگہ عبادت درست نہیں تھی۔ اللہ ذوالجلال نے امت محمدیہ پر احسان کیا کہ ان کے لیے صرف مسجد میں ہی نہیں بلکہ جہاں چاہیں عبادت کر سکتے ہیں۔ سوائے چند جگہوں کے جن کے متعلق احادیث میں وضاحت موجود ہے۔

جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اَلْاَرْضُ كُلُّهَا مَسْجِدٌ اِلَّا الْمَقْبَرَةَ وَالْحَمَّامِ)) (سنن ابوداود، رقم: ۴۹۲۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۷۴۵)...... ''قبرستان اور غسل خانے کے سوا ساری زمین مسجد ہے۔''

پہلی امتوں میں تیمّم کا حکم نہیں تھا اس امت پر اللہ ذوالجلال نے یہ احسان فرمایا کہ پانی نہ ہو تو تیمّم کرلیا کرو۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا﴾ (المائدة: ٦)...... ''تمہیں پانی نہ ملے تو تم پاک مٹی سے تیمّم کرلو۔''

مالِ غنیمت سے مراد وہ مال ہے جو کافروں سے لڑائی کر کے فتح وغلبہ حاصل ہونے کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ پہلی امتوں کے لیے یہ حرام تھا، وہ اس طرح کرتے کہ جنگ ختم ہونے کے بعد کافروں سے حاصل کردہ سارا مال ایک جگہ ڈھیر کر دیا جاتا، آسمان سے آگ آتی اور اسے جلا کر بھسم کر ڈالتی، لیکن امت محمدیہ کے لیے یہ مالِ غنیمت حلال کر دیا گیا۔

معلوم ہوا قیامت کے دن رسول اللہ ﷺ اپنی امت کے لیے شفاعت کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ کی اپنی امت کے لیے تڑپ اور محبت کا بھی اثبات ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو دعا کا اختیار دیا گیا لیکن آپ ﷺ نے اپنی ذات یا رشتہ داروں کے لیے نہیں بلکہ آپ نے یہ دعا اپنی امت کے لیے ذخیرہ کی ہے۔

معلوم ہوا مشرک کو شفاعت کا فائدہ نہیں ہوگا۔ جیسا کہ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے روز میری شفاعت سے فیض یاب ہونے والے خوش نصیب لوگ وہ ہیں جنہوں نے خلوص دل سے لا الہ الا اللہ کا اقرار کیا۔'' (بخاري، كتاب العلم، باب الحرص على الحديث)

سیّدنا نوح علیہ السلام کا بیٹا مشرک تھا۔ تو سیّدنا نوح علیہ السلام کی سفارش ردّ کر دی گئی۔ (دیکھئے سورہ ہود: ۴۵۔۴۷)

صحیح بخاری میں ہے سیّدنا ابراہیم علیہ السلام اپنے مشرک والد کے لیے دعا کریں گے لیکن باپ کو سفارش فائدہ نہیں دے

گی۔ (بخاری، کتاب بدء الخلق، باب قول الله تعالیٰ ﴿ واتخذ الله ابراهيم خليلا ﴾ .

[۸٦٨/٧٩]...... اَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ، عَنِ الْاَعْمَشِ، عَنْ مُجَاهِدٍ......

عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ نَحْوَ. قَالَ: وَكَانَ مُجَاهِدٌ يَقُوْلُ: اَلْاَحْمَرُ وَالْاَسْوَدُ: اَلْجِنَّ وَالْإِنْس . ①

عبید بن عمیر نے سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ **سے اسی مانند روایت کیا ہے، راوی نے بیان کیا، مجاہد** رحمہ اللہ **فرمایا کرتے تھے: سرخ وسیاہ سے مراد جن اور انسان ہیں۔**

① انظر ما قبله

3

کتاب الطھارۃ

طہارت اور پاکیزگی کے احکام ومسائل

[۳۲۵/۸۰]...... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، وَمَالِكٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَنْثِرْ، وَإِذَا اسْتَجْمَرَ فَلْيُوتِرْ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی وضو کرے تو وہ ناک جھاڑے، اور جب (استنجا کے لیے) ڈھیلے استعمال کرے تو وہ طاق عدد میں استعمال کرے۔''

فوائد: ...... (۱) مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا صرف ناک میں پانی ڈالنا کافی نہیں بلکہ ناک کو جھاڑنا اور اسے اچھی طرح صاف کرنا بھی ضروری ہے۔

(۲)......استنجا کرنا مسنون عمل ہے۔

(۳)......مٹی کے ڈھیلوں وغیرہ سے بھی استنجا کرنا درست ہے۔

(۴)......استنجا کے لیے مٹی کے ڈھیلے طاق استعمال کرنے چاہئیں۔

(۵)...... نبی علیہ السلام نے تین ڈھیلوں کے ساتھ استنجا کا حکم دیا۔ (دیکھیے: سنن ابوداود، رقم: ۶)

(۶)......اگر تین سے زائد ڈھیلوں کے استعمال کی ضرورت محسوس ہو تو بھی طاق تعداد کو ملحوظ رکھنا چاہیے جیسا کہ

① بخاری۔ مسلم، کتاب الطھارۃ، باب الایتار فی الاستنثار والاستجمار، رقم: ۲۳۷۔ سنن نسائی، رقم: ۸۶۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۴۰۹۔ سنن ابن خزیمه، رقم: ۷۵۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۱۴۳۸.

مذکورہ حدیث سے واضح ہے۔

[۱۹/۸۱]...... أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، وَمَطَرٌ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا جَلَسَ بَيْنَ شُعَبِهَا الْأَرْبَعِ، ثُمَّ جَهَدَهَا فَعَلَيْهِ الْغُسْلُ، زَادَ مَطَرٌ فِيهِ: وَإِنْ لَمْ يُنْزِلْ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: ”جب وہ اس (اہلیہ) کی چار شاخوں کے درمیان بیٹھے، پھر کوشش (جماع) کرے، تو اس پر غسل لازم ہو جاتا ہے۔“ مطر (راوی) نے یہ اضافہ نقل کیا ہے: ”خواہ انزال نہ ہوگا۔“

فوائد:...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ جب شرمگاہیں مل جائیں تو غسل واجب ہو جاتا ہے اگرچہ منی خارج نہ بھی ہو۔ دوسری حدیث میں ہے کہ: ((اَلْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ.)) ”پانی پانی سے ہے۔“ (مسلم، رقم: ۳۴۳)

مطلب یہ کہ منی خارج ہوگی تب غسل واجب ہوگا۔ بظاہر مذکورہ بالا دونوں احادیث متعارض ہیں، علماء نے ان میں تطبیق اس طرح دی ہے کہ پہلی روایت ناسخ اور دوسری منسوخ یعنی دوسری حدیث والا حکم ابتدائے اسلام میں تھا۔ بعد میں منسوخ ہوگیا پھر بعد میں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مجرد دخول سے ہی غسل واجب ہو جائے گا“ جیسا کہ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ بلاشبہ وہ فتویٰ جسے لوگ بیان کرتے تھے۔ پانی کا استعمال پانی (یعنی منی) کے خروج سے ہے، ایسی رخصت تھی جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتدائے اسلام میں عنایت فرمایا تھا۔ لیکن پھر اس کے بعد آپ نے ہمیں (مجرد دخول سے ہی) غسل کرنے کا حکم دے دیا تھا۔ (سنن ابوداود، رقم: ۲۱۵۔ صحیح ابن ماجه، رقم: ۴۹۳)

خلفائے اربعہ جمہور وصحابہ، تابعین رحمہم اللہ اجمعین اور فقہائے امت اسی کے قائل ہیں کہ انزال ضروری نہیں بلکہ مجرد شرمگاہوں کے ملنے سے ہی غسل واجب ہو جاتا ہے۔ (فتح الباری: ۱/ ۳۹۷۔ نصب الرایه: ۱/ ۸۲)

[۲۰/۸۲]...... أَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، وَأَبِي رَافِعٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا قَعَدَ بَيْنَ شُعَبِهَا الْأَرْبَعِ، ثُمَّ اجْتَهَدَ فَعَلَيْهِ الْغُسْلُ. ②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: ”جب وہ اس (اہلیہ) کی چار شاخوں کے درمیان بیٹھے اور پھر کوشش (جماع) کرے تو اس پر غسل لازم ہے۔“

---

① بخاری، کتاب الغسل ......، باب اذا التقی الختانان، رقم: ۲۹۱۔ مسلم، کتاب الحیض، باب نسخ الماء من الماء، رقم: ۳۴۸۔ مسند احمد: ۲/ ۳۹۳۔ سنن دارمی، رقم: ۷۶۱. ② انظر ما قبله.

[۳۹/۸۳]...... أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، صَاحِبُ الدَّسْتُوَائِيِّ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ خِلَاسٍ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَاغْسِلُوهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ إِحْدَاهُنَّ بِالتُّرَابِ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب کتا تم میں سے کسی کے برتن میں منہ ڈال دے تو اسے سات بار دھوؤ اور ان میں سے ایک بار مٹی کے ساتھ۔''

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی برتن میں کتا منہ ڈال جائے تو اس کو سات مرتبہ دھونا چاہیے۔ جمہور کا موقف ہے کہ سات مرتبہ دھونا واجب ہے، احناف کہتے ہیں: سات مرتبہ دھونا مستحب اور تین مرتبہ دھونا واجب ہے۔ (بداية المجتهد: ۱/ ۸۳۔ المغنى: ۱/ ۵۲) احناف کا موقف سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔ (سنن دارقطنی: ۱/ ۸۳) لیکن سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سات مرتبہ دھونے کا قول بھی منقول ہے۔

(نيل الاوطار: ۱/ ۷۶۔ سبل السلام: ۱/ ۲۸)

لہٰذا سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بھی وہی قول اختیار کیا جائے جو نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے زیادہ قریب ہے۔ مذکورہ بالا حدیث میں ہے کہ ایک مرتبہ مٹی کے ساتھ دھویا جائے، کیا پہلے مٹی کے ساتھ یا درمیان میں یا آخر میں دھونا چاہیے؟

صحیح مسلم میں ہے: ((أُوْلَاهُنَّ بِالتُّرَابِ)) (مسلم، رقم: ۲۷۹) ...... ''پہلی مرتبہ مٹی کے ساتھ۔''

جامع ترمذی میں ہے: ((أُخْرَاهُنَّ اَوْ أُوْلَاهُنَّ بِالتُّرَابِ)) (سنن ترمذی، رقم: ۹۱)...... ''آخری مرتبہ یا پہلی مرتبہ مٹی کے ساتھ۔''

زیادہ بہتر یہ ہے کہ پہلی مرتبہ مٹی کے ساتھ دھویا جائے، کیونکہ صحیح مسلم میں پہلی مرتبہ دھونے کا حکم ہے۔ اور اس میں اہل علم کا اختلاف ہے کہ کیا کتے کا صرف لعاب ہی نجس ہے یا اس کا مکمل جسم بھی؟ اس کے متعلق شافعیہ اور حنابلہ کا کہنا ہے کہ کتا اور اس کی ہر چیز نجس ہے۔ (المغنى: ۱/ ۵۲)

مالکیہ کا کہنا ہے کہ نہ کتا نجس اور نہ ہی اس کا لعاب۔ (الشرح الصغير: ۱/ ۴۳)

احناف کا موقف یہ ہے کہ کتے کا صرف لعاب، منہ اور پاخانہ نجس ہے اس کے علاوہ بذات خود کتا نجس نہیں ہے کیونکہ اس سے پہرے داری وغیرہ کا کام لیا جاتا ہے۔ (فتح القدير: ۱/ ۶۴)

علامہ شوکانی رحمہ اللہ نے جس بات کو ترجیح دی ہے وہ یہ ہے کہ مذکورہ حدیث کی وجہ سے کتے کا لعاب ہی نجس ہے

---

① مسلم، كتاب الطهارة، باب حكم ولوغ الكلب، رقم: ۲۷۹۔ سنن ابوداود، رقم: ۷۳۔ سنن نسائی، رقم: ۳۳۵۔ سنن كبرىٰ بيهقى: ۱/ ۲۴۱.

علاوہ ازیں اس کے باقی اعضاء مثلاً بال، گوشت اور کھال وغیرہ پاک ہیں کیونکہ اصل طہارت ہے اور اس کی ذات کی نجاست کے متعلق کوئی واضح دلیل موجود نہیں۔ (السیل الجرار: ۱/ ۳۷)

[٤٨/٨٤]...... أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ......

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ الْقُرَشِيِّ ، قَالَ: رَأَى أَبُو هُرَيْرَةَ قَوْمًا يَتَوَضَّئُونَ مِنَ الْمِطْهَرَةِ فَقَالَ: أَسْبِغُوا الْوُضُوءَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَيْلٌ لِلْعَرَاقِيبِ مِنَ النَّارِ . ①

محمد بن زیاد القرشی نے بیان کیا، سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کچھ لوگوں کو برتن سے وضو کرتے ہوئے دیکھا، تو فرمایا: خوب اچھی طرح وضو کرو، کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ''(وضوء کے دوران) خشک رہ جانے والی ایڑیوں کے لیے جہنم کی آگ کا عذاب ہے۔''

[٤٩/٨٥]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ رَأَى قَوْمًا يَتَوَضَّئُونَ مِنَ الْمِطْهَرَةِ ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ سَوَاء . ②

محمد بن زیاد نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ انہوں نے کچھ لوگوں کو برتن سے وضو کرتے ہوئے دیکھا، پس انہوں نے اسی مثل ذکر کیا۔

فوائد:...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ وضوء میں پاؤں دھونا فرض ہیں، اور مذکورہ حدیث سے ان لوگوں کا بھی رد ہوتا ہے جو صرف مسح کرنے کے قائل ہیں حالانکہ پاؤں پر مسح نہیں، بلکہ پاؤں کو اچھی طرح دھونا فرض ہے۔ اور مسح اس وقت ہوسکتا ہے جب باوضو حالت میں موزے یا جرابیں پہنی ہوں یا پاؤں پر کوئی زخم ہو اور پانی سے نقصان کا اندیشہ ہو۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ نامکمل وضو باعث ہلاکت ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ صاحب ایمان بھی اپنے کسی گناہ کی وجہ سے جہنم کے عذاب کا مستحق ہوسکتا ہے، لیکن دائمی عذاب نہیں ہوگا۔ اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نامکمل وضو قابل قبول نہیں، لہٰذا اچھی طرح وضو کرنا چاہیے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو دیکھا اس کے پاؤں میں ناخن کے برابر جگہ ایسی تھی جہاں پانی نہیں پہنچا تھا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''واپس جاؤ اور اچھے طریقے سے وضو کرو۔'' (سنن ابوداؤد، رقم : ۱۷۳۔ سنن ابن ماجه، رقم : ٦٦٥)

[٩٨/٨٦]...... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيَى ، عَنْ قَتَادَةَ ،

---

① بخاری، کتاب الطهارة، باب وجوب غسل الرجلین بکمالهما، رقم: ۲٤۲۔ سنن نسائی، رقم: ۱۱۰۔ مسند احمد: ۲/ ٤۷۱۔ نسائی کبریٰ، رقم: ۱۱۳ .

② انظر ما قبله .

عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أُمْطِرَ عَلَى أَيُّوبَ عَلَيْهِ وَعَلَى نَبِيِّنَا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فَرَاشٌ مِنْ ذَهَبٍ، فَجَعَلَ يَأْخُذُهُ فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَيْهِ: أَلَمْ أُوَسِّعْ عَلَيْكَ ؟ قَالَ: بَلَى يَا رَبِّ، وَلَكِنْ لَا غِنَى لِي عَنْ فَضْلِكَ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایوب علیہ السلام پر سونے کے پتنگوں کی بارش ہوئی تو وہ انہیں پکڑنے لگے، اللہ نے ان کی طرف وحی فرمائی: کیا میں نے تمہیں کشائش عطا نہیں فرمائی؟ انہوں نے عرض کیا: کیوں نہیں پروردگار! لیکن میں تیرے فضل سے بے نیاز نہیں ہوسکتا۔''

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے فقیری پر امیری کی افضلیت و برتری معلوم ہوتی ہے جیسا کہ سیدنا ایوب علیہ السلام نے سونے کے جراد کو پانے، مال بڑھانے اور اپنی ضروریات زندگی پورا کرنے کے لیے جمع فرمایا تھا اور اس میں رزق حاصل کرنے کی بھی ترغیب دی گئی ہے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث میں ہے جسے ابن ابی حاتم نے نقل کیا ہے۔ سیدنا ایوب علیہ السلام اپنے بدن کے لباس کا ایک کنارہ پھیلا لیتے اور ان ٹڈیوں کو پکڑ پکڑ کر اس میں ڈالتے، یہاں تک کہ جب ایک کنارہ بھر جاتا تو دوسرا کنارہ پھیلا لیتے۔ (فتح الباری: ٦/ ٣٢٠، ٣٢١)

صحیح بخاری میں ہے کہ سیدنا ایوب علیہ السلام ننگے غسل کر رہے تھے تو ان پر سونے کی ٹڈیاں گرنے لگیں۔

(بخاری: ٣٣٩١)

[٨٧/ ١٢٠]...... أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، حَدَّثَنَا عَوْفٌ، عَنْ خِلَاسٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كَانَ مُوسَى عَلَيْهِ وَعَلَى نَبِيِّنَا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ حَيِيًّا سِتِّيرًا لَا يُرَى مِنْ جِلْدِهِ شَيْءٌ اسْتِحْيَاءً مِنْهُ، فَآذَاهُ بَعْضُ بَنِي إِسْرَائِيلَ، فَقَالُوا: مَا يَسْتَتِرُ هَذَا التَّسَتُّرَ إِلَّا مِنْ شَيْءٍ بِجِلْدِهِ، إِمَّا بَرَصٌ وَإِمَّا أُدْرَةٌ أَوْ آفَةٌ، فَدَخَلَ يَغْتَسِلُ وَوَضَعَ ثِيَابَهُ عَلَى الْحَجَرِ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''موسیٰ علیہ السلام بڑے ہی شرم والے اور بدن ڈھانپنے والے تھے، ان کے حیا کی وجہ سے ان کے جسم کا کوئی حصہ نہیں دیکھا جا سکتا تھا، بنی اسرائیل کے بعض افراد نے انہیں اذیت پہنچائی تو انہوں نے کہا: اس حد تک بدن چھپانا صرف اس لیے ہے کہ ان کے جسم میں کوئی عیب ہے یا کوڑھ ہے یا ان کے فوطے بڑھے ہوئے ہیں یا پھر کوئی اور بیماری ہے، پس وہ نہانے لگے اور اپنے

---

① بخاری، کتاب الانبیاء، باب قول اللہ تعالیٰ (وایوب اذ نادی الخ) نسائی، کتاب الغسل، باب الاستغفار عند الاغتسال، رقم: ٤٠٩۔ مسند احمد: ٢/ ٣١٤.

فَعَدَا الْحَجَرُ بِثِيَابِهِ، فَخَرَجَ يَشْتَدُّ فِي أَثَرِهِ فَرَآهُ بَنُو إِسْرَائِيلُ أَحْسَنَ الرِّجَالِ خَلْقًا وَأَبْرَأَهُ مِمَّا يَقُولُونَ، فَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَى فَبَرَّأَهُ اللّٰهُ﴾ (الأحزاب : ٦٩) الْآيَةَ . ①

کپڑے پتھر پر رکھ دیئے، تو پتھر ان کے کپڑے لے کر بھاگ پڑا، وہ (موسیٰ علیہ السلام) بھی اس کے پیچھے دوڑ پڑے، بنو اسرائیل نے انہیں (ننگا) دیکھ لیا کہ وہ تو بہترین مرد ہیں، پس اللہ نے ان کی تہمت سے ان کی براءت ظاہر کر دی، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے ایمان والو! تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے موسیٰ (علیہ السلام) کو اذیت دی تھی اور اللہ نے انہیں بری قرار دیا۔''

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ برہنہ حالت میں غسل کرنا جائز ہے جیسا کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے غسل کیا اور پیچھے گزرا ہے کہ سیدنا ایوب علیہ السلام نے بھی کیا، لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ پہلی امتوں کی بات ہے۔ تو پہلی شریعتیں ہمارے لیے حجت ہیں۔ لیکن پہلی امتوں کے جو امور قرآن پاک نے منسوخ ٹھہرائے یا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی واضح حدیث ملتی ہے جو ان کی شریعت کے متعارض ہے تو وہ ہمارے لیے حجت نہیں ہیں۔ اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے مذکورہ واقعہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ برہنہ حالت میں لوگوں سے مخفی ہو کر نہانا چاہیے نہ کہ لوگوں کے سامنے۔ لوگوں کے سامنے بے لباس ہو کر نہانا جائز نہیں ہے۔ جیسا کہ سیدنا یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو دیکھا وہ ایک کھلی جگہ میں کپڑا باندھے بغیر نہا رہا تھا تو آپ منبر پر چڑھے اور اللہ عزوجل کی حمد وثناء بیان کی پھر فرمایا: ''اللہ عزوجل انتہائی حیا والا اور پردہ پوش ہے، حیا اور پردہ پوشی کو پسند کرتا ہے سو تم میں سے جب کوئی غسل کرنے لگے تو پردہ کرے۔'' (سنن ابوداود، رقم : ٤٠١٢ اسناده صحيح)

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں بھی ایک ساتھ غسل کرنا ایک دوسرے کے ساتھ برہنہ حالت میں غسل کرنا حرام تھا، لیکن بنی اسرائیل نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی مخالفت کرتے ہوئے اس غیر شرعی فعل کا ارتکاب کیا اور اس کے علاوہ وہ اکثر امور میں شریعت موسوی سے اپنی سرکشی ونافرمانی کی بنیاد پر دور رہتے تھے۔ (ارشاد السارى: ١/ ٣٣١۔ عمدة القارى: ١/ ٣٨٦)

پتھر کا کپڑے لے کر بھاگنے سے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ ثابت ہوتا ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسا کیوں ہوا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ پیغمبر پر الزام لگا تو اللہ ذوالجلال نے اپنے پیغمبر پر اس الزام اور عیب کو دور کرنے کے لیے ایسا کروایا۔ حدیث کے آخر میں جو آیت مبارکہ ہے اس میں ایمان والوں کو سمجھایا جا رہا ہے کہ تم اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو بنی اسرائیل کی طرح ایذا مت دینا۔ جیسا کہ ایک موقع پر مال غنیمت کی تقسیم میں ایک شخص نے کہا کہ اس میں عدل و انصاف سے کام نہیں لیا گیا۔ جب نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم تک یہ بات پہنچی تو آپ علیہ السلام غضبناک ہوئے حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ

① بخاري، كتاب الانبياء، رقم: ٣٤٠٤۔ مسلم، كتاب الحيض، باب جواز الاغتسال عريانا فى الخلوة، رقم: ٣٣٩ .

انور سرخ ہوگیا آپ ﷺ نے فرمایا: ''موسیٰ علیہ السلام پر اللہ کی رحمت ہو، انہیں اس سے کہیں زیادہ ایذا پہنچائی گئی۔ لیکن انہوں نے صبر کیا۔ (مسلم، کتاب الزکاۃ، باب اعطاء المولفة قلوبهم على الاسلام الخ)

[۱۶۵/۸۸]...... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ......

عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ دَارًا ابْتُنِيَ لِسَعِيدٍ بِالْمَدِينَةِ أَوْ لِمَرْوَانَ بِالْمَدِينَةِ، فَتَوَضَّأَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَغَسَلَ يَدَيْهِ حَتَّى بَلَغَ إِبْطَيْهِ، وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ حَتَّى بَلَغَ رُكْبَتَيْهِ، فَقُلْتُ لِأَبِي هُرَيْرَةَ: مَا هَذَا ؟ فَقَالَ: إِنَّهُ مُنْتَهَى الطُّهُورِ، قَالَ: فَرَأَى مُصَوِّرًا يُصَوِّرُ فِي الدَّارِ، فَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ كَخَلْقِي، فَلْيَخْلُقُوا ذَرَّةً، فَلْيَخْلُقُوا حَبَّةً. ①

ابو زرعہ نے بیان کیا، میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی معیت میں ایک گھر میں داخل ہوا جو کہ سعید یا مروان کے لیے مدینہ میں بنایا جا رہا تھا، پس سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے وضو کیا تو انہوں نے ہاتھ بغلوں تک دھوئے، پاؤں گھٹنوں تک دھوئے، میں نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا: یہ کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: یہ منتہائے طہور (پاکیزگی حاصل کرنے کی آخری حد) ہے، راوی نے بیان کیا، انہوں نے ایک مصور کو گھر میں تصویر بناتے ہوئے دیکھا، تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ عزوجل فرماتا ہے: اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوسکتا ہے، جو میرے پیدا کرنے کی طرح پیدا کرنے لگتا ہے، وہ ایک ذرا تو پیدا کریں، وہ ایک دانہ تو پیدا کریں۔

فوائد:...... ایک اور حدیث میں ہے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''بلاشبہ میری امت کے افراد روز قیامت اس حال میں آئیں گے کہ وضوء کے اثرات کی وجہ سے ان کے اعضائے وضوء چمک رہے ہوں گے۔ لہٰذا تم میں سے جو شخص اس چمک کو زیادہ کرنے کی طاقت رکھتا ہو تو اسے ایسا کرنا چاہیے۔'' (مسلم، رقم : ٢٤٦)

حدیث کے آخر میں جو الفاظ ہیں ان کے متعلق اختلاف ہے، یہ نبی مکرم ﷺ کے ہیں یا سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے، اس کے متعلق سعودی کمیٹی برائے افتاء کا یہی فتویٰ ہے کہ یہ الفاظ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ہیں۔

(فتاویٰ اللجنة الدائمة الخ : ٥ /٢٠١)

(۲)...... مذکورہ بالا حدیث سے مصورین کے لیے سخت وعید کا بھی اثبات ہوتا ہے۔

---

① بخاری، کتاب اللباس، باب نقض الصور، رقم: ۵۹۵۳۔ مسلم، کتاب الطهارة، باب تبلغ الحلية حيث يبلغ الوضوء، رقم: ۲۵۰/ ۲۱۱۱۔ سنن نسائی، رقم: ۱۴۹.

صحیح بخاری میں ہے کہ قیامت والے دن سب سے زیادہ سخت عذاب میں مبتلا تصویر بنانے والے ہوں گے۔

(بخاری، رقم : ۵۹۵۰)

ایک اور روایت میں ہے، سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کوئی کتا یا تصویر ہو۔'' (بخاری، کتاب اللباس، رقم : ۵۹۴۹)

مسلمانوں نے پیروں فقیروں وغیرہ کی تصاویر کو حصول برکت کے لیے دیواروں سے آویزاں کیا ہوا ہے، حالانکہ یہ تصاویر برکت کا باعث تو کیا رحمت و برکت سے محرومی کا سبب ہیں۔

[۱۶۶/۸۹]...... أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخَلَاءَ فَأَتَيْتُهُ بِتَوْرٍ فِيهِ مَاءٌ فَاسْتَنْجَى بِهِ، ثُمَّ مَسَحَ يَدَيْهِ بِالأَرْضِ، ثُمَّ غَسَلَهَا، ثُمَّ أَتَيْتُهُ بِتَوْرٍ آخَرَ فَتَوَضَّأَ بِهِ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء میں گئے تو میں ایک برتن میں پانی لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے اس کے ساتھ استنجا کیا، پھر دونوں ہاتھ زمین پر ملے اور پھر انہیں دھویا، پھر میں ایک دوسرا برتن لے کر آیا، تو آپ نے اس کے ساتھ وضو کیا۔

تاہم دوسری صحیح احادیث سے ثابت ہے استنجا کرنے کے بعد ہاتھ کو زمین پر مارنا نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔

جیسا کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قضائے حاجت کی، پھر پیتل کے برتن سے (پانی لے کر) استنجا کیا، پھر ہاتھ زمین پر رگڑ کر صاف کیے۔ (سنن ابن ماجه، رقم: ۳۵۸۔ سنن ابوداود، رقم: ۴۵) شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس کو حسن کہا ہے۔ معلوم ہوا کہ مٹی پر ہاتھ مل کر دھونے چاہیے، آج کل صابن اس مقصد کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے تا کہ بو کا شائبہ نہ رہے۔

[۲۵۵/۹۰]...... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي رُزَيْنٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا انْقَطَعَ شِسْعُ نَعْلِ أَحَدِكُمْ فَلَا يَمْشِ فِي الْأُخْرَى حَتَّى يُصْلِحَهَا، وَإِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي إِنَاءِ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا: ''جب تم میں سے کسی کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ دوسرا جوتا پہن کر نہ چلے حتیٰ کہ وہ اس کو مرمت کر لے، اور جب کتا تم میں سے کسی کے برتن میں منہ ڈال دے تو

---

① مسند احمد: ۲/ ۳۱۱۔ قال شعيب الارناؤط: اسناده ضعيف.

أَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ . ① وہ اسے سات بار دھوئے۔“

فوائد: ......ایک جوتے میں نہیں چلنا چاہیے اس کے متعلق دیکھئے شرح حدیث نمبر۲۷۔ کتا جب کسی کے برتن میں منہ ڈالے، تو اُس کے جوٹھے کو اُنڈیل دو اور اُسے سات مرتبہ دھوڈالو، آٹھویں دفعہ مٹی کے ساتھ۔

[۲۵٦/۹۱]...... أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ......

عَنْ أَبِي رُزَيْنٍ، قَالَ: رَأَيْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَضْرِبُ بِيَدِهِ عَلَى جَبْهَتِهِ بِالْعِرَاقِ وَهُوَ يَقُولُ: يَا أَهْلَ الْعِرَاقِ تَزْعُمُونَ أَنِّي أَكْذِبُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَكُونَ لَكُمُ الْمَهْنَأُ وَعَلَيَّ الْإِثْمُ، أَشْهَدُ لَسَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ، وَإِذَا انْقَطَعَ شِسْعُ نَعْلِهِ فَلَا يَمْشِ فِي الْأُخْرَى حَتَّى يُصْلِحَهَا . ②

ابورزین نے بیان کیا، میں نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو عراق میں اپنا ہاتھ اپنی پیشانی پر مارتے ہوئے دیکھا، اور وہ کہہ رہے تھے: عراق والو! کیا تم کہتے ہو کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمے جھوٹ لگاؤں گا تاکہ تمہارے لیے خوش گواری ہو جائے اور میرے ذمے گناہ لگ جائے، میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ”جب کتا تم میں سے کسی کے برتن میں منہ ڈال دے تو وہ اسے سات بار دھوئے، اور جب اس کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ دوسرے میں نہ چلے حتیٰ کہ وہ اس کی مرمت کر لے۔“

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا اہل عراق میں شروع سے ہی معزز لوگوں کا احترام کرنا موجود نہیں تھا۔ اور اس زمین سے بڑے بڑے فتنے اٹھے۔ کوفہ اور اہل کوفہ فساد میں معروف ہیں۔

[۳۲٦/۹۲]...... أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ......

عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ . ③

ابوادریس خولانی نے سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی مثل روایت کیا ہے۔

فوائد: ......فوائد کے لیے دیکھئے حدیث نمبر ۸۰/ ۳۲۵۔

---

① مسلم، کتاب الطهارة، باب حکم ولوغ الکلب، رقم: ۲۷۹۔ سنن ابوداود، رقم: ٤١٣٧۔ سنن نسائی، رقم: ۵۳۷۰۔ مسند احمد: ۲/ ۳۱٤.

② سنن ابن ماجه، کتاب الطهارة، باب غسل الاناء من ولوغ الکلب، رقم: ۳۵۳۔ قال الشیخ الالبانی: صحیح۔ مسند احمد: ۲/ ٤٢٤۔ ادب المفرد، رقم: ۹۵٦.

③ مسلم، کتاب الطهارة، باب الایتار فی الاستنثار والاستجمار، رقم: ۲۳۸.

[۹۳/۳۳۰]...... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الأَعْلَى، حَدَّثَنَا بُرْدُ بْنُ سِنَانٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى آيَةَ التَّيَمُّمِ لَمْ أَدْرِ كَيْفَ أَصْنَعُ، فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَنْزِلِهِ فَلَمْ أَجِدْهُ، وَقِيلَ: قَدْ خَرَجَ الْوَقْتَ الدُّرَجَةَ الَّذِي أَخَذَ فِيهِ، فَاتَّبَعْتُهُ فَأُرَانِي عَرَفَ حَاجَتِي، فَقَامَ ثُمَّ ضَرَبَ ضَرْبَةً عَلَى الأَرْضِ فَمَسَحَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ لَمْ يَزِدْ عَلَى ذَلِكَ فَرَجَعْتُ وَلَمْ أَسْأَلْهُ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، جب آیت تیمّم نازل ہوئی تو مجھے معلوم نہ تھا کہ میں کس طرح کروں؟ پس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آپ کے گھر حاضر ہوا لیکن میں نے آپ کو نہ پایا، بتایا گیا: آپ باہر تشریف لے گئے ہیں، مجھے اس راستے کا علم تھا جہاں میں آپ کو پالوں گا، میں آپ کے پیچھے پیچھے گیا، میرا خیال ہے آپ نے میری ضرورت کو بھانپ لیا، آپ کھڑے ہوئے، پھر دونوں ہاتھ زمین پر مارے، اپنے چہرے اور ہاتھوں پر ملے اور اس پر کوئی اضافہ نہ کیا، میں واپس آ گیا اور آپ سے (تیمّم کا طریقہ) نہ پوچھا۔

[۹۴/۳۳۱]...... أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا الْمُثَنَّى بْنُ الصَّبَّاحِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: جَاءَ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّا نَكُونُ فِي هَذَا الرَّمْلِ الأَشْهُرَ الثَّلَاثَةَ وَالأَرْبَعَةَ، وَفِينَا النُّفَسَاءُ وَالْحَائِضُ، وَالْجُنُبُ وَلَسْنَا نَجِدُ الْمَاءَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَلَيْكُمْ بِالأَرْضِ. ②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، کچھ دیہاتی لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہم تین اور چار ماہ تک اس ریگستان میں ہوتے ہیں، ہم میں نفاس وحیض والی خواتین اور جنبی بھی ہوتے ہیں، ہمیں پانی نہیں ملتا، (ہم کیا کریں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم مٹی استعمال (کر کے تیمّم) کرلو۔''

[۹۵/۳۴۸]...... أَخْبَرَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ، حَدَّثَنِي أَبُو يَحْيَى السَّكُونِيُّ، عَنِ الْبَخْتَرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا تَوَضَّأَ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی وضو کرے تو

---

① مصنف ابن ابی شیبه: ١/ ١٤٧رقم: ١٦٨٩ اسناده ضعيف.

② مسند ابی یعلی، رقم: ٥٨٧٠۔ قال حسین سلیم اسد، اسناده ضعيف۔ سنن کبری بیهقی: ١/ ٢١٦.

أَحَدُكُمْ فَلَا يَنْفِضْ يَدَيْهِ فَإِنَّهَا مَرَاوِحُ الشَّيْطَانِ . ①

وہ اپنے ہاتھ نہ جھٹکے، کیونکہ وہ شیطان کے پنکھے ہیں۔''

[۳۴۹/۹۶]...... قُلْتُ لِأَبِي أُسَامَةَ: أَحَدَّثَكُمْ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَزِيدَ بِنِ جَابِرٍ ، عَنْ مَكْحُولٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: امْسَحُوا عَلَى الْخُفَّيْنِ وَالْخِمَارِ فَإِنَّهُ حَقٌّ، فَأَقَرَّ بِهِ أَبُو أُسَامَةَ، وَقَالَ: نَعَمْ . ②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''موزوں اور اوڑھنی پر مسح کرو، کیونکہ وہ حق ہے۔''

فوائد:...... صحیح روایت سے ثابت ہے کہ موزوں پر مسح کرنا جائز ہے جیسا کہ حضرت جعفر بن عمرو اپنے والد (سیدنا عمرو بن حریث مخزومی رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو موزوں اور پگڑی پر مسح کرتے دیکھا ہے۔ (بخاری، کتاب الوضوء، رقم : ۲۰۵)

موزوں پر مسح کرنا اللہ ذوالجلال کی طرف سے مسلمانوں کے لیے ایک رخصت ہے۔ اسے اپنانا چاہیے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کو یہ بات نہایت پسند ہے کہ اس کی دی ہوئی رخصتوں کو اپنایا جائے۔''

(ابن خزیمہ: ۳/ ۲۵۹)

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مابین موزوں پر مسح کے جواز میں کوئی اختلاف نہیں۔ (توضیح الاحکام: ۱/ ۲۵۷)

مسح کے لیے شرط ہے کہ موزوں کو وضو کی حالت میں پہنا گیا ہو۔ اگر موزے حالت حدث میں پہنے گئے ہوں تب مسح کرنا جائز نہیں ہے۔ (دیکھئے شرح مسلم للنووی: ۲/ ۱۷۳)

[۳۷۶/۹۷]...... أَخْبَرَنَا كُلْثُومُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي سِدْرَةَ، حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ أَبِي مُسْلِمٍ الْخُرَاسَانِيُّ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ وَالْجُمْعَةُ كَفَّارَاتٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ لِمَنِ اجْتَنَبَ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پانچوں نمازیں اور ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک کبیرہ گناہوں سے بچنے والے کے لیے اس

---

① اسناده ضعيف، البختري بن عبيد بن سليمان خلف متروك كما قال الحافظ في التقريب: ٦٤٢ .

② اسناده ضعيفٌ للإنقطاع . مكحول لم يدرك اباهريرة. رواه ابن ابي شيبة، رقم : ١٨٨٢، ١٩٢٤ـ جامع التحصيل للعلائي : ٢٨٥ .

الْكَبَائِرَ . ①
درمیانی وقفے میں سرزد ہونے والے گناہوں کا کفارہ ہیں۔"

فوائد: ......(۱)...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا نمازیں پڑھنے سے جہاں ثواب ملتا ہے اور درجات بلند ہوتے ہیں وہاں ان کی وجہ سے گناہ بھی معاف ہوتے ہیں۔

(۲)...... مذکورہ حدیث سے نماز جمعہ کی بھی فضیلت ہوتی ہے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "پانچ نمازیں اور جمعہ اگلے جمعہ تک ان تمام گناہوں کا کفارہ بنتے ہیں، جو ان کے درمیانے وقفوں میں سرزد ہو جاتے ہیں جب تک کبیرہ گناہوں کا ارتکاب نہ کیا جائے اور (جمعہ) مزید تین دنوں میں ہونے والے گناہوں کا بھی کفارہ بن جاتا ہے۔"

(سلسلة الصحيحه، رقم : ۱۹۲۰)

معلوم ہوا ان اعمال سے چھوٹے گناہ معاف ہوتے ہیں بشرطیکہ کبائر سے اجتناب کیا جائے۔ کیونکہ کبیرہ گناہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا﴾ (النسآء: ۳۱) ...... "اور اگر تم ان بڑے بڑے گناہوں سے جن سے تمہیں منع کیا گیا ہے باز رہو، تو ہم ضرور تمہارے چھوٹے چھوٹے گناہ معاف کر دیں گے اور تمہیں ایک باعزت جگہ میں داخل کریں گے۔"

[۴٦٢/۹۸]...... قُلْتُ لِأَبِي أُسَامَةَ: أَحَدَّثَكُمْ إِدْرِيسُ بْنُ يَزِيدَ الْأَوْدِيُّ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَقُومُ أَحَدُكُمْ إِلَى الصَّلَاةِ وَبِهِ أَذًى فَأَقَرَّ بِهِ أَبُو أُسَامَةَ وَقَالَ: نَعَمْ . ②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے کوئی طہارت کے بغیر نماز پڑھنے کا قصد نہ کرے۔"

فوائد: ...... ایک دوسری حدیث میں ہے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ((لَا صَلَاةَ بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ وَلَا هُوَ يُدَافِعُهُ الْاَخْبَثَانِ)) (مسلم، کتاب المساجد،

---

① مسلم، کتاب الطهارة، باب الصلوات الخمس والجمعة الى الجمعه الخ، رقم: ۲۳۳۔ سنن ترمذی، رقم: ۲۱۴۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۱۰۸٦۔ مسند احمد: ۲/ ۳۵۹۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۱۷۳۳ .

② سنن ابن ماجه، کتاب الطهارة، باب ماجاء فی النهی للحاقن الخ، رقم: ٦۱۸۔ قال الشیخ الالبانی: صحیح۔ مسند احمد: ۲/ ۴۴۲ .

رقم : ٥٦٠۔ سنن ابوداود، رقم : ٨٩)...... ''جب کھانا حاضر ہو اور قضائے حاجت درپیش ہو تو نماز نہیں ہوتی۔''

شرع نے یہ ممانعت اس لیے رکھی ہے کہ ان کی موجودگی میں خشوع خضوع نہیں رہتا۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی نماز کی یہ صفت بیان کی ہے: ﴿الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَo﴾ (المومنون : ٢)......''وہ اپنی نمازوں میں خشوع وخضوع اختیار کرتے ہیں۔''

پیشاب پاخانہ کی حاجت کے وقت نماز پڑھے گا تو اس کا دل نماز کی طرف نہیں ہوگا بلکہ اپنی حاجت کی طرف ہوگا۔

صحیح بخاری میں ہے سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آدمی کے سمجھ دار ہونے کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ اپنی حاجت پوری کرے تاکہ اپنی نماز پر متوجہ ہو اور اس کا دل فارغ ہو۔

اگر کوئی اس حالت میں نماز پڑھے کہ اس کو پیشاب پاخانے کی حاجت ہو تو کیا اس کی نماز ہو جائے گی یا نہیں؟ جمہور علماء کا کہنا ہے کہ نماز ہو جائے گی، لیکن کامل نہیں ہوگی۔ اس لیے اسے دوبارہ پڑھنا مستحب ہے، جبکہ اہل ظاہر کہتے ہیں: نماز نہیں ہوتی۔ شیخ عبداللہ بسام رحمہ اللہ نے جمہور کے موقف کو ترجیح دی ہے۔ (توضیح الاحکام: ٢/ ١٠٣)

[٤٧٥/٩٩]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، حَدَّثَنِی حَكِیمٌ الْأَثْرَمُ، عَنْ أَبِی تَمِیمَةَ الْهُجَیْمِیِّ......

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَتَى كَاهِنًا فَصَدَّقَهُ بِمَا یَقُولُ أَوْ أَتَى حَائِضًا أَوْ أَتَى امْرَأَةً فِی دُبُرِهَا فَقَدْ بَرِءَ مِمَّا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص کسی کاہن کے پاس آئے اور اس کی بات کی تصدیق کرے، یا حائضہ سے جماع کرے، یا عورت سے اس کی پشت میں جماع کرے تو ایسا شخص محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل ہونے والی شریعت سے لاتعلق ہے۔''

فوائد:...... (ا) کاہن کی تعریف: کاہن اس شخص کو کہتے ہیں جو کائنات کے بارے میں مستقبل کی خبریں بتائے اور راز و اسرار کو جاننے کا دعویٰ کرے۔ (لسان العرب: ١٣/٣٦٣)

ازہری نے کہا ہے: عرب میں کہانت کا وجود سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے تھا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی اور شہاب ستاروں کے ذریعے آسمان پر پہرے لگا دیئے گئے اور شیاطین وجنات کو چوری چھپے آسمان کی خبریں سننے اور

---

① سنن ابوداود، كتاب الطب، باب فی الكهان، رقم: ٣٩٠٤۔ قال الالبانی : صحیح. سنن ترمذی، ابواب الطهارة، باب ماجاء فی كراهیة اتیان الحائض، رقم: ١٣٥٠۔ سنن ابن ماجه، رقم: ٦٣٩۔ سنن دارمی، رقم: ١١٣٦۔ مسند احمد: ٢/ ٤٠٨.

انہیں کاہنوں تک پہنچانے سے روک دیا گیا، تو کہانت کا علم باطل ہوگیا اور اللہ تعالیٰ نے کاہنوں کے باطل وکذب کو فرقان حمید کے ذریعے جس سے اللہ تعالیٰ حق وباطل میں فرق کرتا ہے، ناپید کر دیا۔ (لسان العرب: ۱۳/ ۲٦۳)

'کتاب التوحید' میں ہے: کاہن اس شخص کو کہتے ہیں جو آئندہ کے حالات کے بارے میں خبر دے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ کاہن اس شخص کو کہتے ہیں جو دل کی بات بتائے۔ (حاشیه کتاب التوحید عبد الرحمن بن محمد ص: ۲۰٦)

شیخ عبدالعزیز ابن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سوال کرنا ناجائز ہے۔ اور ان کی تصدیق کرنا اور بھی سخت گناہ اور حرام ہے بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی وجہ سے کفر کے ضمن میں آتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص کاہن کے پاس آئے اور اس سے کسی چیز کے بارے میں سوال کرے تو چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔''

(مسلم، کتاب السلام، باب تحریم الکهانة وایتان الکهان)

(۲)...... مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوا دوران حیض عورت سے ہم بستری کرنا جائز نہیں ہے۔ اللہ ذوالجلال نے ارشاد فرمایا ہے: ﴿فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ وَ لَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ﴾ (البقرة: ۲۲۲)...... ''حالت حیض میں عورتوں سے الگ رہو اور جب تک وہ پاک نہ ہو جائیں ان کے قریب مت جاؤ۔''

حیض کی حالت میں ہم بستری کرنا شرعی طور پر بھی جائز نہیں اور طبعی لحاظ سے بھی جائز نہیں، اگر کوئی ہم بستری کر لے تو ایسے شخص کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((يَتَصَدَّقُ بِدِيْنَارٍ اَوْ بِنِصْفِ دِيْنَارٍ)) (سنن ابوداود، رقم: ۲٦٤۔ سنن ترمذی، رقم: ۱۳٦۔ سنن ابن ماجه، رقم: ٦٤۰) ''وہ ایک دینار یا نصف دینار صدقہ کرے۔''

(۳)...... یہ بھی معلوم ہوا عورت کی دبر میں ہم بستری کرنا بھی حرام ہے۔ اور اس میں عمل قوم لوط سے بھی مشابہت ہوتی ہے، قوم لوط کا جو انجام ہوا، اس کا تذکرہ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر موجود ہے۔

(دیکھئے: سورۃ الشعراء: ۱۶۰ تا ۱۷۵ اور سورۃ القمر: ۳۳۔۳۴)

مذکورہ بالا حدیث کے آخر میں ہے کہ جو یہ کام کرے گا ایسا شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین سے لاتعلق ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کو ایسے کاموں سے اجتناب کرنا چاہیے۔

[۱۰۰/۵۲۱]...... أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ يُونُسَ الْأَيْلِيِّ، فِيمَا قَرَأَ عَلَيْهِ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِي......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ تَوَضَّأَ فَلْيَسْتَنْثِرْ وَمَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوتِرْ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: ''جو شخص وضو کرے تو وہ ناک جھاڑے، اور جو ڈھیلوں کے ساتھ استنجا کرے تو وہ طاق عدد میں

① مسلم، باب الايتار الاستنثار والستجمار، رقم: ۲۳۸.

ڈھیلے استعمال کرے۔''

فوائد: ...... دیکھئے فوائد نمبر ۸۰/ ۳۲۵۔

[۱۰۱/۵۴۰]...... أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ......

عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ ابْنِ عَفْرَاءَ قَالَتْ: أَتَانَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَوَضَعْتُ لَهُ الْمِيضَأَةَ فَتَوَضَّأَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ مَرَّتَيْنِ. ①

سیدہ ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو آپ کے لیے پانی کا بڑا برتن رکھا گیا، آپ نے تین تین بار اعضاء وضو دھوئے اور دو بار سر کا مسح کیا۔

فوائد: ...... مذکورہ حدیث میں ہے سر کا مسح دو بار کیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے: ''مَسَحَ بِرَأْسِهِ مَرَّةً'' ...... ''سر کا مسح ایک مرتبہ کیا'' (صحيح ترمذی، رقم : ٤٤ـ سنن ابن ماجه، رقم : ٤٥٦)

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے ''نبی ﷺ نے تین مرتبہ اپنے سر کا مسح کیا۔'' (صحیح ابوداود، رقم: ۱۰۱)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: امام ابوداود رحمہ اللہ نے اسے دو سندوں سے روایت کیا ہے جن میں سے ایک کو تین مرتبہ سر کے مسح کے متعلق سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں صحیح کہا ہے اور (واضح رہے کہ) ثقہ کی زیادتی مقبول ہوتی ہے۔ (فتح الباری: ١/ ٣١٢)

امام شافعی رحمہ اللہ کا موقف ہے کہ مسح بھی بقیہ اعضاء کی طرح تین مرتبہ کرنا مستحب ہے۔ (كتاب الام: ١/ ٢٦)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: تین مرتبہ مسح کی احادیث اگر صحیح ہوں تو ان کا معنی یہ ہوگا کہ جو شخص زیادہ مسح کرنا چاہے وہ زیادہ سے زیادہ تین مرتبہ مسح کر سکتا ہے اور اس کا مطلب یہ نہیں ہوگا کہ تین مرتبہ مسح کرنا بہر صورت لازم ہے۔ (فتح الباری: ۱/ ۳۹۹)

راجح یہی ہے کہ وضوء میں ایک مرتبہ مسح کرنا واجب ہے جبکہ دو، یا تین مرتبہ کرنا سنت و مستحب ہے۔ واللہ اعلم

[۱۰۲/۵۴۱]...... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ ابْنِ عَفْرَاءَ فَقَالَتْ: مَنْ أَنْتَ؟ فَقُلْتُ: أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، قَالَتْ: فَمَنْ

عبداللہ بن محمد بن عقیل بن ابی طالب نے بیان کیا، میں سیدہ ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا کے ہاں گیا تو انہوں نے کہا: تم کون ہو؟ میں نے کہا: میں عبداللہ بن محمد بن عقیل ہوں، انہوں نے فرمایا: تمہاری ماں کون ہیں؟ میں

---

① سنن ابوداود، كتاب الطهارة، باب صفة وضوء النبی ﷺ، رقم: ١٢٦ـ سنن ترمذی، ابواب الطهارة، باب ماجاء انه يبدا بموخر الراس، رقم: ٣٣ـ قال الشيخ الالبانی: حسن.

أُمُّكَ ؟ فَقُلْتُ: رَيْطَةُ بِنْتُ عَلِيٍّ أَوْ فُلَانَةُ بِنْتُ عَلِيٍّ، فَقَالَتْ: مَرْحَبًا بِكَ يَا ابْنَ أَخِي، فَقُلْتُ: جِئْتُكَ أَسْأَلُكِ عَنْ وُضُوءِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: نَعَمْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصِلُنَا وَيَزُورُنَا، فَتَوَضَّأَ فِي هَذَا الْإِنَاءِ، أَوْ فِي مِثْلِ هَذَا الْإِنَاءِ، وَهُوَ نَحْوٌ مِنْ مُدٍّ، قَالَتْ: فَغَسَلَ يَدَيْهِ، ثُمَّ تَمَضْمَضَ، وَاسْتَنْثَرَ، وَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا، ثُمَّ غَسَلَ يَدَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا، ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ مَرَّتَيْنِ، وَمَسَحَ بِأُذُنَيْهِ ظَاهِرِهِمَا وَبَاطِنِهِمَا، ثُمَّ غَسَلَ قَدَمَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَتْ: إِنَّمَا ابْنُ عَبَّاسٍ دَخَلَ عَلَيَّ فَسَأَلَنِي عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ، فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: يَأْبَى النَّاسُ إِلَّا الْغَسْلَ، وَنَجِدُ فِي كِتَابِ اللّٰهِ الْمَسْحَ يَعْنِي: عَلَى الْقَدَمَيْنِ. ①

نے کہا: ریطہ بنت علی یا فلانہ بنت علی، تو انہوں نے فرمایا: بھتیجے! خوش آمدید، میں نے کہا: میں آپ کے ہاں آیا ہوں تاکہ آپ سے رسول اللہ ﷺ کے وضو کے متعلق پوچھوں، انہوں نے فرمایا: ہاں، رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لایا کرتے تھے، آپ نے اس برتن سے وضو کیا، یا اس جیسے برتن سے، اور وہ مکہ (تقریباً دس چھٹانک) کے برابر ہے، آپ نے دونوں ہاتھ دھوئے، پھر کلی کی، ناک جھاڑا، اور تین بار چہرہ دھویا، پھر تین تین بار ہاتھ دھوئے، پھر دو بار سر کا مسح کیا، کانوں کی اندرونی اور بیرونی جانب سے مسح کیا، پھر تین تین بار پاؤں دھوئے، پھر فرمایا: ابن عباس رضی اللہ عنہما میرے ہاں آئے تو انہوں نے اس حدیث کے متعلق مجھ سے پوچھا، تو میں نے انہیں بتایا، تو انہوں نے فرمایا: لوگ صرف غسل (دھونے) ہی کو مانتے ہیں، جبکہ ہم اللہ کی کتاب میں مسح کرنا پاتے ہیں، یعنی پاؤں پر۔

فوائد: ...... (۱) مذکورہ حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ نے مد کے برابر پانی سے وضوء کیا۔ مد ایک پیمانہ ہے جو کم وبیش دو رطل کے برابر اور جدید وزن کے مطابق تقریباً ٦ سو گرام بنتا ہے۔ اتنے کم پانی سے وضوء کرنے کا آپ ﷺ کا مقصد امت کو پانی کے ضیاع سے اجتناب کی ترغیب دلانا تھا۔

(۲)...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا سر کے علاوہ بقیہ اعضاء تین تین مرتبہ دھونے مستحب ہیں۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: ((تَوَضَّأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَرَّةً مَرَّةً)) (بخاری، رقم: ۱۵۷۔ سنن ابوداود، رقم: ۱۳۸)...... ''رسول اللہ ﷺ نے ایک ایک مرتبہ (اعضاء دھوکر) وضو کیا۔''

سیدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ((اِنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّأَ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ)) (بخاری، کتاب

① بخاری، کتاب الوضوء، باب الوضوء ثلاثا ثلاثا، رقم: ١٥٩ ـ مسلم، کتاب الطهارة، باب صفة الوضوء وکماله، رقم: ٢٢٦ ـ سنن ابوداود، رقم: ١٠٦ ـ سنن ترمذی، رقم: ٢٨ .

الوضوء، رقم : ۱۵۸۔ سنن ترمذی، رقم : ۳۲)...... ”نبی معظم ﷺ نے دو دو مرتبہ وضوء کیا۔“

مذکورہ بالا حدیث میں تین تین کا تذکرہ ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ایک ایک مرتبہ دھونا، فرض جبکہ تین تین مرتبہ اعضائے وضوء کو دھونا بالاجماع سنت ہے۔ (شرح مسلم للنووی: ۲/ ۱۰۸)

لیکن تین سے زیادہ کرنا جائز نہیں ہے۔ جیسا کہ سیدنا عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ روایت ہے: ایک دیہاتی رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر سوال کرنے لگا تو آپ ﷺ نے اسے تین تین مرتبہ (وضوء کر کے) دکھایا اور فرمایا: ”یہ وضو ہے اور جس نے اس پر زیادتی کی تو بے شک اس نے برا کیا، حد سے تجاوز کیا اور ظلم کیا۔“ (سنن ابوداود، رقم : ۱۳۵)

مذکورہ حدیث کے آخر میں جو سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ پاؤں پر مسح کرنا۔ یہ صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ بلکہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ایک دیہاتی سے ارشاد فرمایا: ”اس طرح وضو کرو جیسے اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے، پھر آپ ﷺ نے اسے وضوء کا طریقہ بتلایا اور اس میں ہے کہ پاؤں بھی دھوئے۔“ (صحیح ابن ماجه، رقم : ۵۳۹)

جمہور کا موقف یہی ہے کہ پاؤں دھونا واجب ہیں۔ (نیل الاوطار: ۱/ ۲۶۱)

[۵۵۰/۱۰۳]...... أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ......

عَنْ قَابُوسَ بْنِ الْمُخَارِقِ، أَنَّ الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ كَانَ فِي حِجْرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَبَالَ عَلَيْهِ، فَقَالَتْ أُمُّ الْفَضْلِ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَرِنِي ثَوْبَكَ كَيْمَا أَغْسِلَهُ قَالَتْ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا أُمَّ الْفَضْلِ، إِنَّمَا يُغْسَلُ بَوْلُ الْجَارِيَةِ وَيُنْضَحُ بَوْلُ الْغُلَامِ. ①

قابوس بن مخارق سے روایت ہے کہ حسین بن علی رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کی گود میں تھے، انہوں نے آپ پر پیشاب کر دیا، تو ام الفضل رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اللہ کے رسول! اپنا کپڑا مجھے دیں تاکہ میں اسے دھو دوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ام الفضل! لڑکی کا پیشاب دھویا جائے گا اور لڑکے کے پیشاب پر چھینٹے مارے جائیں گے۔“

[۵۵۱/۱۰۴]...... أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، (أَوْ غَيْرُهُ) عَنْ أَبِي الأَحْوَصِ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ قَابُوسَ بْنِ الْمُخَارِقِ......

عَنْ لُبَابَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ قَالَتْ: أَخَذَ رَسُولُ

لبابہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے

① سنن ابوداود، كتاب الطهارة، باب بول الصبى يصيب الثوب، رقم: ۳۷۵۔ سنن ابن ماجه، كتاب الطهارة، باب ماجاء فى بول الصبى، رقم: ۵۲۲۔ قال الشيخ الالبانى: حسن صحيح۔ مسند احمد: ٦/ ۳۳۹.

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ فَوَضَعَهُ فِي حِجْرِهِ، فَبَالَ عَلَيْهِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَعْطِنِي إِزَارَكَ كَيْ أَغْسِلَهُ، فَقَالَ: إِنَّمَا يُغْسَلُ بَوْلُ الْجَارِيَةِ، وَيُنْضَحُ بَوْلُ الْغُلَامِ. ①

حسین بن علی رضی اللہ عنہ کو لیا اور انہیں اپنی گود میں بٹھا لیا، انہوں نے آپ پر پیشاب کر دیا، تو میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اپنا ازار مجھے دیں تاکہ میں اسے دھودوں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لڑکی کا پیشاب دھویا جاتا ہے، اور لڑکے کے پیشاب پر پانی چھڑکا جاتا ہے۔''

فوائد :...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا شیر خوارگی کی عمر میں لڑکے اور لڑکی کے پیشاب کا حکم مختلف ہے۔ اگر شیر خوار بچہ کپڑے پر پیشاب کر دے تو کپڑا دھونا ضروری نہیں اگر بچی کرے تو کپڑا دھونا چاہیے۔ اس سے حنفیہ اور مالکیہ کے موقف کی بھی تردید ہوتی ہے جو کہتے ہیں: دودھ پیتے لڑکے اور لڑکی دونوں کے پیشاب والے کپڑے کو دھونا ضروری ہے۔ لیکن چھینٹے مارنا صرف اسی وقت تک کفایت کرے گا جب تک بچہ دودھ پر اکتفاء کرتا ہے۔ سیّدنا قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حکم اس وقت تک ہے جب تک وہ دونوں کھانا نہ کھاتے ہوں۔ جب کھانا کھانے لگ جائیں تو دونوں کا پیشاب دھویا جائے۔ (سنن ابوداود، رقم: ۳۷۸)

دودھ پیتے بچے کے پیشاب پر چھینٹے مارنے کی جو رخصت ہے اس میں حکمت کیا ہے۔ اصل حکمت تو اللہ ذوالجلال ہی جانتے ہیں، تاہم سنن ابن ماجہ میں ہے ابوالیمان مصری بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام شافعی رحمہ اللہ سے مذکورہ حدیث نبوی کے متعلق سوال کیا (جس میں یہ حکم ہے کہ) لڑکے کے پیشاب پر پانی چھڑکا جائے اور لڑکی کے پیشاب سے کپڑا دھویا جائے (میں نے پوچھا: اس فرق کی کیا وجہ ہے جب کہ) دونوں پیشاب ایک ہی چیز ہیں؟ امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا: اس کی وجہ یہ ہے کہ لڑکے کا پیشاب پانی اور مٹی سے ہے اور لڑکی کا پیشاب گوشت اور خون سے ہے۔ پھر کہا: سمجھ گئے؟ میں نے کہا: جی نہیں۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو (انہیں مٹی اور پانی سے پیدا کیا اور) حوا علیہا السلام ان کی چھوٹی پسلی سے پیدا ہوئیں، گویا لڑکے کا پیشاب پانی اور مٹی سے وجود میں آیا ہے اور لڑکی کا پیشاب گوشت اور خون سے، اب سمجھ گئے ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ انہوں نے فرمایا: اللہ تجھے اس (علم وفہم) سے فائدہ دے۔ (سنن ابن ماجه، رقم: ۵۲۵)

[۵۵۲/۱۰۵]...... أَخْبَرَنَا الْمُلَائِيُّ، حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ رُسْتُمَ، عَنْ أَبِي يَزِيدَ الْمَدَنِيِّ قَالَ......

قَالَتْ أُمُّ أَيْمَنَ: قَالَ: نَاوِلِينِي الْخُمْرَةَ، قِيلَ: مَنْ؟ قَالَتِ: النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: إِنِّي حَائِضٌ، فَقَالَ: إِنَّ حَيْضَتُكِ

ام ایمن (برکہ بنت ثعلبہ) رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے چٹائی پکڑا دو۔'' انہوں نے عرض کیا: میں حیض کی حالت میں ہوں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمہارا

① أيضاً.

لَيْسَتْ فِي يَدِكِ . ① حیض تمہارے ہاتھ میں نہیں۔"

فوائد :...... سنن ابن ماجہ میں ہے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: "مجھے مسجد میں سے مصلیٰ اٹھا دو" میں نے عرض کیا: میں حیض سے ہوں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تمہارا حیض تمہارے ہاتھ میں نہیں ہے۔" (ابن ماجه، رقم : ٦٣٢)

مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا عورت حالت حیض میں کسی کپڑے کو پکڑ لے یا کھانا پکائے، یا اگر وہ پانی پیے تو وہ چیزیں نجس نہیں ہوتیں۔

[٦٠٩/١٠٦]...... اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفُضَيْلِ بْنِ غَزْوَانْ، نَا الشَّيْبَانِيُّ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ الْأَصَمِّ...... عَنْ مَيْمُوْنَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اِلٰى جَنْبِهٖ، فَيُصِيْبُ ثَوْبِيْ ثِيَابَهٗ اِذَا سَجَدَ، وَاَنَا حَائِضٌ . ②

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں تھی، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے تو میرا کپڑا آپ کے کپڑے کو لگ جاتا، جبکہ میں حائضہ ہوتی تھی۔

فوائد :...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ کوئی چیز حائضہ کو لگ جائے تو وہ ناپاک نہیں ہوتی، یہ سختی اس امت میں نہیں ہے جیسا کہ یہودیوں کا نظریہ تھا۔ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہودیوں میں جب کوئی عورت حائضہ ہوجاتی تو وہ اس کے ساتھ کھانا پینا اور گھروں میں میل جول رکھنا چھوڑ دیتے تھے۔ صحابہ کرام نے نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ﴿وَ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ﴾ (البقرۃ: ۲/۲۲۲) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم ان سے ہر طرح کا فائدہ اٹھا سکتے ہو، البتہ جماع وہم بستری نہیں کر سکتے۔"

(مسلم، رقم : ٣٠٢۔ سنن ابوداود، رقم : ٢٥٨)

[٦٢٤/١٠٧]...... اَخْبَرَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ، نَا الْحَارِثُ بْنُ عُمَرَ، عَنْ اَيُّوْبَ، عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ...... عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، قَالَ: كَانَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو يَأْمُرُ النِّسَاءَ اِذَا اغْتَسَلْنَ مِنَ الْجَنَابَةِ اَنْ يَّنْقُضْنَ رُؤُوْسَهُنَّ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ عَائِشَةَ، فَقَالَتْ: لَقَدْ كَلَّفَهُنَّ، تَعَبًا شَدِيْدًا، اَفَـلَا

عبید بن عمیر نے بیان کیا، عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ خواتین کو حکم دیا کرتے تھے کہ جب وہ غسل جنابت کریں تو اپنے سر کے بال کھول لیں، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس کی خبر پہنچی تو انہوں نے فرمایا: انہوں نے تو انہیں بڑی مشقت میں مبتلا

---

① مسلم، كتاب الحيض، باب جواز غسل راس زوجها الخ، رقم: ٢٩٨۔ سنن ابوداود، كتاب الطهارة، باب في الحائض تناول من المسجد، رقم: ٢٦١۔ سنن ترمذی، رقم: ١٣٤۔ مسند احمد: ٦/ ٤٥ .

② بخاری، كتاب الحيض، باب الصلاة على النفساء ......رقم: ٣٣٣۔ مسلم، رقم: ٥١٣۔ سنن ابوداود، رقم: ٣٧٠۔ سنن ابن ماجه، رقم: ٦٥٣ ، ٦٥٢ .

يَأْمُرُهُنَّ اَنْ يَّحْلِقْنَ رُؤُسَهُنَّ؟ لَقَدْ كُنْتُ اَغْتَسِلُ مَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْإِنَاءِ الْوَاحِدِ، فَمَا اَزِيْدُ عَلٰى ثَـلَاثِ افْرِاغَاتٍ. ①

کر دیا ہے، وہ انہیں سر مونڈ ڈالنے کا حکم کیوں نہیں دے دیتے؟ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک برتن سے غسل کیا کرتی تھی، پس میں صرف تین لپ پانی ہی ڈالا کرتی تھی۔

فوائد:...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا عورت نے اگر بالوں کو مینڈیوں کی صورت میں باندھا ہو تو غسل جنابت میں انہیں کھولنا ضروری نہیں، لیکن اگر بال ڈھیلے ڈھالے باندھے ہوں یا کھلے ہوں تو بالوں کو اچھی طرح دھونا چاہیے۔

سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں اپنے سر کے بالوں کو باندھ لیتی ہوں، تو کیا میں غسل جنابت کے لیے انہیں کھولوں؟ اور ایک روایت میں غسل حیض کا ذکر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں تمہیں صرف اتنا ہی کافی ہے کہ تم اپنے سر پر تین چلو پانی ڈال لو۔'' (مسلم، کتاب الحیض، رقم: ۳۳۰)

اس میں غسل حیض کا بھی تذکرہ ہے۔ ایک اور روایت میں رسول اللہ ﷺ سے غسل حیض کے لیے مینڈیاں کھولنے کا حکم منقول ہے۔ (سلسلة الصحيحه، رقم: ۱۸۸)

ان دونوں متعارض روایات کے درمیان امام صنعانی نے اس طرح تطبیق دی ہے کہ غسل حیض کے لیے مینڈیاں کھولنا مستحب ہے واجب نہیں۔ (سبل السلام: ۱/ ۱۹۹)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جس حدیث میں مینڈیاں کھولنے کا حکم دیا گیا ہے، اس کا ظاہر تو وجوب پر ہی دلالت کرتا ہے۔ (فتح الباری: ۱/ ۴۱۸)

[۶۳۴/۱۰۸]...... اَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ، عَنِ الْاَشْعَثِ، عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ......

عَنْ عَائِشَةَ: اَنَّهَا كَانَتْ تُرَجِّلَ رَأسَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ حَائِضٌ. ②

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے سر کے بالوں میں کنگھی کیا کرتی تھیں، جبکہ وہ حائضہ ہوتی تھیں۔

فوائد:...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا ایام حیض میں عورت سے خدمت لی جا سکتی ہے۔

[۶۳۵/۱۰۹]...... اَخْبَرَنَا اَبُوْعَامِرِ الْعَقَدِيِّ، نَا ابْنُ اَبِيْ ذِئْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ اَبِيْ سَلِمَةَ، عَنْ اَبِيْ سُفْيَانَ، (ابْنِ) سَعِيْدِ بْنِ الْاَخْنَسِ......

---

① مسلم، كتاب الحيض، باب حكم ضفائر المغتسله، رقم: ۳۳۱۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۶۰۴۔ مسند احمد: ۶/ ۴۳.

② بخاري، كتاب الحيض، باب غسل الحائض راس زوجها وترجله، رقم: ۲۹۵۔ مسلم، كتاب الحيض، باب جواز غسل راس زوجها الخ، رقم: ۲۹۷۔ سنن ابوداود، رقم: ۲۴۶۷۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۶۳۳.

عَنْ أُمِّ حَبِيْبَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: تَوَضَّؤُوْا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ. ①

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس چیز کو آگ نے چھوا ہو (آگ پر پکی ہو) اس (کے کھانے پینے) سے وضو کرو۔''

فوائد:...... ایک دوسری حدیث میں ہے سیّدنا عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم کو بکری کے شانے کا گوشت کاٹ کر کھاتے ہوئے دیکھا، پھر نماز کے لیے بلایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوگئے اور چھری کو پھینک دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی لیکن وضو نہیں کیا۔
(بخاری، کتاب الوضوء، رقم: ۲۰۸۔ اسی طرح دیکھئے حدیث نمبر: ٦٥٢)

بظاہر دونوں احادیث میں تعارض نظر آتا ہے۔ لیکن پہلی روایت منسوخ اور دوسری ناسخ ہے۔ جیسا کہ سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: آگ سے پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو ترک کر دینا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں معاملات میں سے آخری تھا۔ (سنن ابوداود، کتاب الطهارة، رقم: ۱۹۲۔ سنن نسائی، رقم: ۱۸۵۔ صحیح ابوداود، رقم: ۱۷۷)

[۱۱۰/٦٥٢]...... أَخْبَرَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي حُمَيْدٍ......

عَنْ هِنْدَ بِنْتِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنْ عَمَّتِهَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَلَ مِنْ كَتِفِ شَاةٍ ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ. ②

سیدنا ابن ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ نے اپنی پھوپھی سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری کی دستی کا گوشت کھایا، پھر نماز پڑھی اور وضو نہ کیا۔

فوائد:......(۱) معلوم ہوا بکری کا گوشت کھانا مسنون ہے۔
(۲)......آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد دوبارہ وضو کی ضرورت نہیں۔

[۱۱۱/٦٧٩]...... أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ، عَنْ حَفْصَةَ......

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: كُنَّا لَا نَرَى التَّرِيَّةَ شَيْئًا: الْكُدْرَةَ وَالصُّفْرَةَ. ③

سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: ہم (حیض سے پاک ہونے کے بعد) سفید، مٹیالے اور زرد رنگت والے پانی کو

---

① مسلم، كتاب الحيض، باب الوضوء مما مست النار، رقم: ۳۵۲۔ سنن ابوداود، رقم: ۱۹٤۔ سنن ترمذى، رقم: ۷۹۔ سنن ابن ماجه، رقم: ٤۸۵.

② بخارى، كتاب الوضوء، باب من لم يتوضاء من لحم الشاة والسويق، رقم: ۲۰۸۔ مسلم، كتاب الحيض، باب نسخ الوضوء ممامست النار، رقم: ۳۵۵۔ سنن ابوداود، رقم: ۱۸۷۔ سنن ترمذى، رقم: ۱۸۳٦.

③ بخارى، كتاب الحيض، باب الصفرة والكدرة فى غير ايام الحيض، رقم: ۳۲٦۔ سنن ابوداود، كتاب الطهارة، باب المراة ترى الكدرة والصفرة الخ، رقم: ۳۰۷۔ سنن نسائى، رقم: ۳٦۸۔ سنن ابن ماجه، رقم: ٦٤۷.

کچھ نہیں سمجھتی تھی۔

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا انقطاع حیض کے بعد اگر عورت کی شرمگاہ سے کوئی مادہ خارج ہو تو اسے حیض شمار نہیں کیا جائے گا خواہ وہ گدلے یا زرد رنگ کا ہو یا کسی اور رنگ کا۔ سیّد سابق رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''ایامِ حیض میں پیلے یا مٹیالے رنگ کا خون حیض سمجھا جائے گا لیکن دیگر ایام میں اسے حیض نہیں سمجھا جائے گا۔''

(فقہ السنہ)

جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث سے ثابت ہوتا ہے علامہ شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مذکورہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ طہر کے بعد اگر مٹیالے یا زرد رنگ کا پانی آئے تو وہ حیض نہیں ہے لیکن ایام حیض میں اس کا آنا حیض ہی ہوگا۔

(نیل الاوطار: ۱/ ۴۰۲)

[۱۱۲/۷۰۴]...... أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ......

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ خَرَّبُوذٍ قَالَ: سَمِعْتُ أُمَّ صُبَيَّةَ الْجُهَنِيَّةَ تَقُولُ: رُبَّمَا اخْتَلَفَتْ يَدِي وَيَدُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْوُضُوءِ مِنَ الْإِنَاءِ الْوَاحِدِ. ①

نعمان بن خربوذ نے بیان کیا، میں نے ام صبیہ جہنیہ رضی اللہ عنہا کو بیان کرتے ہوئے سنا: بسا اوقات ایک ہی برتن میں سے وضو کرتے ہوئے میرا ہاتھ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ ایک دوسرے سے ٹکراتا۔

فوائد: ...... ممکن ہے مذکورہ بالا واقعہ پردہ کا حکم نازل ہونے سے پہلے کا ہو یا ممکن ہے ان کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی ایسا رشتہ ہو جس کی وجہ سے پردہ واجب نہ ہو۔ واللہ اعلم بالصواب۔ ام صبیہ کا اصل نام خولہ بنت قیس تھا۔

[۱۱۳/۷۳۷]...... أَخْبَرَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ بُرْدَ بْنَ سِنَانٍ يُحَدِّثُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ......

عَنْ أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ أُخْتِ عُكَّاشَةَ بْنِ مِحْصَنٍ أَتَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِابْنٍ لَهَا فِي الثَّدْيِ فَوَضَعَتْهُ فِي حِجْرِهِ، فَبَالَ عَلَيْهِ، فَأَخَذَ مِنْ قَعْبٍ بَيْنَ يَدَيْهِ كَفًّا مِنْ مَاءٍ فَصَبَّهُ عَلَيْهِ، وَلَمْ يَزِدْ عَلَى ذٰلِكَ.

سیدنا عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کی بہن سیدہ ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا اپنے شیر خوار بیٹے کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں، اور اسے آپ کی گود میں بٹھا دیا، اس نے آپ پر پیشاب کر دیا، تو آپ نے اپنے ہاتھوں میں پانی لے کر اس (جگہ) پر ڈال دیا، اور اس پر کچھ اضافہ نہ فرمایا۔

---

① بخاری، کتاب الوضوء، باب وضوء الرجل مع امراته الخ، رقم: ۱۹۳۔ سنن ابوداود، کتاب الطهارة، باب الوضوء بفضل وضوء المراة، رقم: ۷۸۔ مسند احمد: ٦/ ٣٦٦.

[٧٤٥/١١٤]...... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْمُغِيرَةِ، عَنْ زِيَادِ بْنِ كُلَيْبٍ أَبِي مَعْشَرٍ......

عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: كَانُوا يَسْتَحِبُّونَ السِّوَاكَ بَعْدَ الْوِتْرِ قَبْلَ الرَّكْعَتَيْنِ. ①

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے بیان کیا، وہ (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد) دو رکعتوں سے پہلے وتر کے بعد مسواک کرنا پسند کرتے تھے۔

فوائد:......معلوم ہوا زیادہ سے زیادہ مسواک کرنی چاہیے۔ بالخصوص عبادات کے وقت تاکہ منہ کی صفائی ہو اور فرشتوں کو اذیت نہ پہنچے۔

[٧٤٧/١١٥]...... وَقَدْ قَالَ الْمُغِيرَةُ، عَنْ مَوْلًى لِلْحَسَنِ......

عَنْ اَبِيْ عُبَيْدَةَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، أَنَّهُ كَانَ يَسْتَاكُ بَعْدَ الْوِتْرِ، قَبْلَ الرَّكْعَتَيْنِ. ②

ابوعبیدہ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ وہ وتر کے بعد دو رکعتوں سے پہلے مسواک کیا کرتے تھے۔

[٧٥٢/١١٦]...... اَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، نَا الْاَعْمَشُ قَالَ: سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يُحَدِّثُ عَنْ طَاوُوْسٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى قَبْرَيْنِ، فَقَالَ اِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ، وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ، اَمَّا اَحَدُهُمَا فَكَانَ يَمْشِيْ بِالنَّمِيْمَةِ، وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهٖ، ثُمَّ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَسِيْبٍ رُطَبٍ، فَشَقَّهُ بِاِثْنَيْنِ، ثُمَّ غَرَسَ عَلٰى هَذَا وَاحِدًا، وَعَلٰى هَذَا وَاحِدًا وَقَالَ: لَعَلَّهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا. ③

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گزرے، تو فرمایا: ''ان دونوں کو عذاب دیا جا رہا ہے، اور انہیں کسی بڑے گناہ کی وجہ سے عذاب نہیں دیا جا رہا، ان میں سے ایک چغل خور تھا، جبکہ دوسرا اپنے پیشاب سے بچاؤ نہیں کرتا تھا۔'' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کی سبز شاخ منگوائی، اس کے دو حصے کیے، پھر ایک اس پر گاڑ دیا اور ایک اس پر، اور فرمایا: ''امید ہے جب تک یہ خشک نہیں ہوں گی ان سے عذاب کم کر دیا جائے گا۔''

[٧٥٣/١١٧]...... اَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْاَعْمَشِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ طَاوُوْسٍ......

---

① مصنف ابن ابى شيبه، رقم: ١٣ـ١٨١٤ـ اسناده صحيح.

② السابق.

③ بخارى، كتاب الوضوء، باب ماجاء فى غسل البوم، رقم: ٢١٨ـ مسلم، كتاب الطهارة، باب الدليل على نجاسة البول الخ، رقم: ٢٩٢ـ سنن ابوداود، كتاب الطهارة، رقم: ٢٠ـ سنن ترمذى، رقم: ٧٠ـ سنن نسائى، رقم: ٣١ـ سنن ابن ماجه، رقم: ٣٤٩ـ مسند احمد: ١/ ٢٢٥.

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَبْرَيْنِ، فَقَالَ: اِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ، وَمَا يُعَذِّبَانِ فِيْ كَبِيْرٍ، ثُمَّ قَالَ: بَلٰى، اَمَّا اَحَدُهُمَا، فَذَكَرَ مِثْلَهٗ. ①

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گزرے تو فرمایا: ''ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے، اور انہیں کسی بڑے گناہ میں عذاب نہیں ہو رہا، پھر فرمایا: ''ہاں ان میں سے ایک۔'' راوی نے حدیث سابق کے مثل ذکر کیا۔

[۷۵٤/۱۱۸]...... اَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ، عَنْ مَنْصُوْرٍ...... عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ نَحْوَهٗ. ②

مجاہد رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی مانند ذکر کیا۔

[۸۷۱/۱۱۹]...... اَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ، نَا مَنْصُوْرٌ، عَنْ مُجَاهِدٍ...... عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَائِطٍ مِنْ حِيْطَانِ مَكَّةَ اَوِ الْمَدِيْنَةِ، فَسَمِعَ صَوْتَ اِنْسَانَيْنِ يُعَذَّبَانِ فِيْ قَبْرَيْهِمَا فَقَالَ: اِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيْرٍ: كَانَ اَحَدُهُمَا يَمْشِيْ بِالنَّمِيْمَةِ، وَالْاٰخَرُ لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهٖ، ثُمَّ اَخَذَ جَرِيْدَةً فَكَسَرَهَا كَسْرَتَيْنِ، فَجَعَلَ عَلٰى كُلِّ قَبْرٍ مِّنْهُمَا كَسْرَةً، فَقِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، لِمَ فَعَلْتَ هٰذَا؟ فَقَالَ: لَعَلَّهٗ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا، اَوْ اِلَى اَنْ يَّيْبَسَا. ③

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ یا مدینہ کے کسی باغ کے پاس سے گزرے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو انسانوں کی آواز سنی کہ انہیں قبروں میں ان کو عذاب ہو رہا ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور انہیں کسی بڑے گناہ میں عذاب نہیں ہو رہا: ان میں سے ایک چغل خور تھا، جبکہ دوسرا پیشاب کرتے وقت پردہ نہیں کرتا تھا، پھر آپ نے کھجور کی ایک تازہ شاخ لی اور اس کے دو حصے کر کے ہر قبر پر ایک ایک حصہ رکھ دیا، آپ سے عرض کیا گیا، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے یہ کیوں کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہو سکتا ہے جب تک یہ خشک نہ ہوں ان دونوں کے عذاب میں تخفیف کی جائے۔''

فوائد: ...... (۱) مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا قبر کا عذاب برحق ہے، اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں قبر کے عذاب سے پناہ طلب کیا کرتے تھے۔ ((اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ)) الخ

عذاب جس وجہ سے ہو رہا تھا فرمایا: ''وہ بڑے گناہ نہیں تھے'' اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ وہ چھوٹے گناہ ہیں مطلب یہ کہ ان کے نزدیک یہ گناہ بڑے نہیں تھے وہ ان کو معمولی سمجھتے تھے یا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ معمولی سی بھی احتیاط کرتے تو

① السابق . ② السابق . ③ السابق .

ان دونوں کاموں سے بچ سکتے تھے لیکن انہوں نے ان پر پرہیز نہ کیا۔ چغل خور کے متعلق ہے کہ وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔

(۲)...... پیشاب کرتے وقت پردہ نہیں کرتا تھا۔ سنن ابی داؤد کے الفاظ ہیں: ((لَا يَسْتَنْزِهُ مِنَ الْبَوْلِ)) ''پیشاب سے نہ بچتا تھا۔'' یہاں بھی یہی معنی مراد ہے۔ (ابوداود، رقم : ۲۰)

معلوم ہوا پیشاب کے چھینٹوں سے بچنا چاہیے اور پردہ کر کے بیٹھنا چاہیے۔ پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچنا اور بے پردہ بیٹھ کر پیشاب کرنا عذاب قبر کا باعث ہے۔

[۸۳۰/۱۲۰]...... اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ اَنَّهُ ......

سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ: كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ مِنَ الْغَائِطِ وَاُتِيَ بِطَعَامٍ، فَقِيْلَ لَهُ: اَلَا تَوَضَّأُ؟ فَقَالَ: لِمَ؟ اُصَلِّيْ فَاَتَوَضَّأُ. ①

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے، پس آپ بیت الخلاء سے باہر تشریف لائے تو آپ کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا اور عرض کیا گیا: کیا آپ وضو نہیں فرمائیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیوں؟ نماز پڑھوں گا تو وضو کر لوں گا۔''

[۸۳۱/۱۲۱]...... اَخبَرَنَا النَّضْرُ، نَا حَمَّادُ بْنُ سَلِمَةَ......

عَنْ عَمْرٍو، بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهُ. ②

عمرو نے اس اسناد سے اسی مثل روایت کیا ہے۔

فوائد:...... معلوم ہوا کھانا کھانے کے لیے وضو کرنا ضروری نہیں ہے۔ اور معلوم ہوا کہ جو پابندی شریعت نے نہیں لگائی خواہ مخواہ اپنے اوپر وہ پابندیاں نہیں لگانی چاہئیں۔ ہر وقت باوضو رہنا اچھا ہے لیکن ضروری نہیں۔ ضروری نماز کے لیے ہے۔

[۸۷۵/۱۲۲]...... اَخْبَرَنَا (جَرِيْرٌ)، عَنْ مُسْلِمِ الْاَعْوَرِ، عَنْ مُجَاهِدٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَوْلَا اَنْ تَضَيَّعُوْا، لَاَمَرْتُكُمْ بِالسَّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ. ③

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر تم ضائع نہ کر دیتے تو میں ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا تمہیں حکم دیتا۔''

---

① مسلم، كتاب الحيض، باب جواز اكل المحدث الطعام الخ، رقم: ٣٧٤۔ سنن ابوداود، رقم: ٣٧٦٠۔ سنن ترمذى، رقم ، رقم: ١٨٤٧۔ سنن نسائى، رقم: ١٣٢۔ سنن ابن ماجه، رقم: ٣٢٦١۔ مسند احمد: ٢/ ٢٨٢۔ سنن كبرى بيهقى: ١/ ٤٢ .

② السابق .

③ اسناده ضعيف له شواهد صحيح۔ بخارى، كتاب الجمعة، باب السواك يوم الجمعة، رقم: ٨٨٧۔ مسلم، كتاب الطهارة، باب السواك، رقم : ٢٥٢۔ سنن ابوداود، رقم: ٤٦ .

فوائد: ...... صحیح بخاری میں ہے سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ اَوْ عَلَی النَّاسِ لَا مَرْتُهُمْ بِالسَّوَاكِ مَعَ كُلِّ صَلَاةٍ.)) (بخاری، رقم : ۸۸۷)
......''اگر مجھے اپنی امت یا لوگوں کی تکلیف کا خیال نہ ہوتا تو میں ہر نماز کے لیے ان کو مسواک کا حکم دیتا۔''

معلوم ہوا ہر نماز کے لیے مسواک کرنا مشروع ہے، واجب نہیں۔ معلوم ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے لیے انتہائی شفیق اور مہربان تھے۔ کوشش یہ ہونی چاہیے کہ ہر نماز سے قبل مسواک کریں کیونکہ مسواک کرنے کی وجہ سے ثواب میں اضافہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: مسواک کر کے پڑھی جانے والی نماز بغیر مسواک کے پڑھی جانے والی نماز سے ستر گنا بڑھ جاتی ہے۔ (صحیح ابن خزیمہ، رقم : ۱۳۷)

شیخ زبیر علی زئی رحمہ اللہ نے اس روایت کو مختلف شواہد کی بنا پر حسن لغیرہ قرار دیا ہے۔

(تسہیل الوصول الی تخریج احادیث صلاۃ الرسول، ص:۸۲)

[۹۱۸/۱۲۳]...... اَخْبَرَنَا (عرعرہ بن البرند السامی)، نَا اِسْمَاعِیْلُ بْنُ مُسْلِمٍ الْمَکِّیُّ، عَنْ عَطَاءٍ......
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مَا تَتْ دَاجِنٌ لِخَالَتِهَا فَاَلْقَوْهَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلَّا اِنْتَفَعْتُمْ بِاِهَابِهَا؟①

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، ان کی خالہ کی بکری فوت ہوگئی تو انہوں نے اسے باہر پھینک دیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم نے اس کے چمڑے سے فائدہ کیوں نہ اٹھا لیا؟''

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا مردار کے چمڑے سے فائدہ اٹھانا جائز ہے۔ بشرطیکہ اس کے چمڑے کو رنگا جائے۔ جیسا کہ سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔ ''چمڑے کو جب رنگ لیا جائے تو وہ پاک ہوجاتا ہے۔''

(مسلم، کتاب الحیض، رقم : ۳۶۶۔ سنن ابوداود، کتاب اللباس، رقم : ٤١٢٣)

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا حرام جانور کے چمڑے کو رنگنے سے وہ پاک ہوجاتا ہے یا صرف حلال جانور کا چمڑا ہی پاک ہوگا۔ ایک حدیث کے الفاظ ہیں: ((اَیُّمَا اِهَابٍ دُبِغَ فَقَدْ طَهُرَ.))(سنن ابن ماجہ، رقم : ۳۶۰۹)
''جو بھی چمڑا رنگ دیا جائے وہ پاک ہوجاتا ہے۔''

امام شافعی اور امام نووی رحمہما اللہ کا کہنا ہے کہ کتے اور خنزیر کے علاوہ باقی ہر جانور کا چمڑہ رنگنے سے پاک ہوجاتا ہے۔

---

① مسلم، کتاب الحیض، باب طهارة جلود المیتة بالدباغ، رقم: ٣٦٣۔ سنن ابوداود، رقم: ٤١٢٠۔ سنن ترمذی، رقم: ١٧٢٧۔ سنن نسائی، رقم: ٤٢٣٤۔ سنن ابن ماجه، رقم: ٣٦١١، ٣٦١٢.

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا موقف یہ ہے کہ خنزیر کے علاوہ (کتے سمیت) سب جانوروں کا چمڑہ پاک ہوجاتا ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ اور ایک روایت کے مطابق امام مالک رحمہ اللہ کی رائے یہ ہے کہ رنگنے سے کوئی چمڑہ بھی پاک نہیں ہوتا۔

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کا موقف ہے کہ جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کا چمڑہ رنگنے سے پاک ہوجاتا ہے اور جن کا گوشت نہیں کھایا جاتا ان کا چمڑہ پاک نہیں ہوتا۔

امام داود ظاہری اور اہل ظاہر کا موقف یہ ہے کہ چمڑہ خواہ کتے کا ہو یا خنزیر کا حدیث کے عموم کی وجہ سے ہر جانور کا چمڑہ پاک ہوجاتا ہے۔(شرح مسلم للنووی: ۲/ ۲۹۰۔ نیل الاوطار: ۱/ ۱۱۵۔ سبل السلام: ۱/ ٤٤)

4

كتاب الصلوٰة

نماز کے احکام ومسائل

[۱۲٤/٤]...... أَخْبَرَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ، حَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ هَرِمٍ......

عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ، أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ مَوَاقِيتِ الصَّلَاةِ، فَقَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: صَلَاةُ الْفَجْرِ مِنْ طُلُوعِ الْفَجْرِ إِلَى طُلُوعِ شُعَاعِ الشَّمْسِ، فَذَكَرَ الْمَوَاقِيتَ كُلَّهَا، وَزَعَمَ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ الْأُولَى وَالْعَصْرَ ثَمَانِي سَجَدَاتٍ قَالَ: وَسُئِلَ جَابِرُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ صَلَاةِ الْمُسَافِرِ، فَقَالَ: زَعَمَ أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَافَرَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَعَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى مَكَّةَ، فَكُلُّهُمْ كَانَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ مِنْ حِينِ يَخْرُجُ مِنَ الْمَدِينَةِ حَتَّى يَرْجِعَ فِي الْمَسِيرِ وَالْإِقَامَةِ بِمَكَّةَ، قَالَ: وَقَالَتْ عَائِشَةُ: كَانَ رَسُولُ

سیدنا جابر بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے نمازوں کے اوقات کے متعلق پوچھا گیا، تو انہوں نے کہا: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: فجر کی نماز کا وقت طلوع فجر سے لے کر طلوع آفتاب تک ہے، پھر انہوں نے تمام نمازوں کے اوقات ذکر کیے۔ پھر فرمایا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ میں پہلی (نماز ظہر) اور نماز عصر آٹھ رکعتیں پڑھیں، راوی نے بیان کیا: جابر بن زید سے مسافر کی نماز کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ مدینہ سے مکہ تک سفر کیا، وہ تمام حضرات مدینہ سے روانہ ہونے سے لے کر مکہ واپس آنے تک دوران سفر اور مکہ میں قیام کے دوران دو دو رکعتیں (نماز قصر) پڑھتے تھے، اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت سے پہلے مکہ

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِمَكَّةَ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْهِجْرَةِ، فَلَمَّا أَتَى الْمَدِينَةَ فُرِضَتِ الصَّلَاةُ عَلَيْهِ أَرْبَعًا، وَجَعَلَ صَلَاتَهُ بِمَكَّةَ لِلْمُسَافِرِ . ①

میں دو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے، جب آپ مدینہ تشریف لائے تو آپ پر چار رکعت نماز فرض کی گئی اور آپ کی مکہ والی نماز (دو دو رکعت) مسافر کے لیے مقرر کر دی گئی۔

فوائد :...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ فجر کا وقت طلوع فجر سے لے کر طلوع آفتاب تک ہے۔ صحیح مسلم میں ہے: ((وَوَقْتُ صَلَاةِ الصُّبْحِ مِنْ طُلُوْعِ الْفَجْرِ مَا لَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ.)) (مسلم، رقم: ٦١٢)...... ''نماز فجر کا وقت طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک ہے۔''

معلوم ہوا کہ فجر کی نماز کا وقت طلوع آفتاب تک ہے، اس کے بعد جو پڑھے گا وہ قضائی ہوگی۔

معلوم ہوا سفر میں نماز قصر کرنا مشروع ہے، بلکہ یہ اللہ ذوالجلال کی طرف سے رخصت ہے جیسا کہ اللہ ذوالجلال کا ارشاد ہے: ﴿فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ﴾ (النسآء: ١٠١) ''تم پر نمازوں کے قصر کرنے میں کوئی گناہ نہیں۔''

یہ اللہ ذوالجلال کی طرف سے رخصت ہے اور اللہ ذوالجلال کی رخصتوں پر عمل کرنے والا آدمی اللہ ذوالجلال کو بڑا ہی پیارا لگتا ہے جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یقیناً اللہ تعالیٰ کو اس کی دی ہوئی رخصتوں پر عمل کرنا اس طرح پسند ہے جیسے اسے یہ ناپسند ہے کہ اس کی نافرمانی والے کام کیے جائیں۔''

(مسند احمد: ٢/ ١٠٨۔ صحيح الجامع الصغير، رقم: ٩١٨٨٦)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سکھائی ہوئی باتوں میں سے یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم دوران سفر صرف دو رکعت نماز ادا کریں۔

(صحيح سنن نسائی، رقم: ٤٤٣۔ صحيح ابن خزيمه، رقم: ٩٤٦۔ سنن ابن ماجه، رقم: ١٠٦٦)

انہی دلائل کو پیش نظر رکھتے ہوئے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے دوران سفر قصر کو واجب کہا ہے۔ امام شوکانی رحمہ اللہ اور الشیخ عبدالرحمن مبارک پوری رحمہ اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔ (السيل الجرار: ١/ ٣٠٦۔ تحفة الاحوذی: ٣/ ١٣٣)

یہ بھی معلوم ہوا کہ مکہ معظمہ میں ہجرت سے قبل سفر و حضر میں دو دو رکعت نماز فرض تھی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ((اِلَّا الْمَغْرِبَ فَاِنَّهَا وِتْرُ النَّهَارِ وَاِلَّا الصُّبْحَ فَاِنَّهَا تَطُوْلُ فِيْهَا الْقِرَاءَةِ)) (مسند احمد: ٦/ ٢٤١) ''سوائے مغرب کے کیونکہ وہ دن کے وتر ہیں اور سوائے صبح کی نماز کے کیونکہ اس میں قراءت لمبی کی جاتی ہے۔''

---

① سنن نسائی، کتاب المواقيت، باب الوقت الذی يجمع فيه المقيم، رقم: ٥٩٠۔ قال الالبانی: صحيح. ارواء الغليل: ٣/ ٣٥.

معلوم ہوا مغرب اور فجر کے علاوہ باقی نمازیں قصر ادا کرنی چاہئیں۔ مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا جب سفر شروع کرنا ہے شہر کی حدود سے نکلتے ہی قصر شروع ہو جائے گی۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کتنے سفر پر قصر ہوگی؟ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ جب تین میل یا تین فرسخ کی مسافت پر (سفر کے لیے) نکلتے تو دو رکعت نماز ادا فرماتے۔ (مسلم، كتاب صلاة المسافرين، رقم : ٦٨١) اہل علم کہتے ہیں کہ میل کی مقدار تقریباً ۱۶۰۰ میٹر ہے۔ (توضیح الاحکام: ۲/ ۵۳۹)

اور ایک فرسخ تین میل کا ہوتا ہے۔ یہ نو میل بن جاتا ہے اہل علم نے احتیاطاً تین فرسخ یعنی نو میل کے لفظ کو ہی ترجیح دی ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس میل یا فرسخ والی روایت کے متعلق فرماتے ہیں کہ صحیح ترین اور صریح ترین روایت اس مسئلہ میں یہی ہے۔ (فتح الباری: ٢/ ٥٦٧)

مذکورہ بالا روایت میں یہ بھی ہے کہ مکہ معظمہ پہنچ کر نبی معظم ﷺ اور شیخین رضی اللہ عنہما قصر پڑھتے۔ معلوم ہوا سفر میں دوران اقامت بھی نماز قصر کر کے ہی پڑھنی چاہیے۔ لیکن کتنے دن قیام کی نیت ہو تو دوران اقامت قصر درست ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مکہ مکرمہ دس دن قیام کیا۔ بعض میں ۱۷ روز، بعض میں ۱۵ دن اور بعض میں ۱۹ دنوں کا تذکرہ ہے۔ (بخاری، رقم : ١٠٨٠۔ سنن ابوداود، رقم : ١٢٣٠، ١٣٣٣۔ سنن ابن ماجه، رقم : ١٠٧٥) امام شوکانی رحمہ اللہ نے ان کو تردّد پر محمول کیا ہے۔ اور جب تردد اور شک ہو تو جتنے روز بھی قیام کرے گا نماز قصر کر سکتا ہے۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما آذر بائیجان کے علاقہ میں چھ ماہ تک حالتِ تردّد میں دو رکعت نماز ادا کرتے رہے۔ (معرفة السنن والاثار للبيهقي : ٤/ ٢٧٤) امام نووی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو شیخین کی شروط پر (صحیح) کہا ہے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فارس کے علاقے میں دو سال تک قصر نماز ادا کرتے رہے۔ (تهذيب الاثار مسند عمر : ١/ ٢٥٧)

اہل علم کا اس پر اجماع ہے کہ تردد کی حالت میں انسان ہمیشہ قصر کر سکتا ہے۔ لیکن اگر انسان کو علم ہو کہ وہ اس علاقے میں اتنے روز قیام کرے گا، تو پھر کتنے دن قیام پر قصر کرے گا؟

امام مالک، امام شافعی، امام احمد رحمہم اللہ کا کہنا ہے کہ اگر چار دن قیام کا ارادہ ہو تو پہلے دن سے ہی مکمل نماز پڑھے گا اور اگر تین دن قیام کا ارادہ ہو تو پھر قصر کرے گا۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اس رائے کا اظہار کیا ہے کہ اگر پندرہ دن قیام کا ارادہ ہو تو مکمل پڑھے گا اور اگر اس سے کم کا ارادہ ہو تو قصر کرے گا۔ (كتاب الام: ١/ ٣١٩۔ المغنى : ٣/ ١٤٨۔ الهداية : ١/ ٨٢)

جن علماء کا موقف ہے کہ تین دن ٹھہرنے کا ارادہ ہو تو قصر جائز ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مہاجر کو (منیٰ سے) واپسی پر (مکہ میں) تین دن رہنے کی اجازت ہے۔''

(بخاری، رقم : ١٠٧٣۔ سنن ابن ماجه، رقم : ١٠٧٣)

امام شوکانی رحمہ اللہ کا موقف ہے کہ چار دن ٹھہرنے کا ارادہ ہو تو نماز قصر کرے گا۔ (نیل الاوطار : ۲/ ۴۸۷)
ان کی دلیل یہ ہے کہ نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم چار ذوالحجہ کو مکہ میں داخل ہوئے اور پھر آٹھ کی صبح کو فجر کے بعد منیٰ روانہ ہوگئے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ مدینہ واپسی تک قصر کی جا سکتی ہے۔

صحیح بخاری میں ہے سیدنا علی رضی اللہ عنہ (کوفہ سے سفر کے ارادے سے) نکلے تو اسی وقت نماز قصر پڑھنی شروع کر دی جبکہ ابھی کوفہ کے مکانات دکھائی دے رہے تھے۔ اور پھر واپسی پر جب آپ رضی اللہ عنہ کو بتایا گیا کہ یہ کوفہ سامنے ہے تو انہوں نے کہا: جب تک ہم شہر میں داخل نہ ہو جائیں نماز مکمل نہیں پڑھیں گے۔

(بخاری، کتاب تقصیر الصلاۃ : ۱۰۸۹)

[۱۲۵/۱۴]...... أَخْبَرَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ، عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُزَنِيّ......

عَنْ أَبِي رَافِعٍ، قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ أَبِي هُرَيْرَةَ الْعَتَمَةَ، فَقَرَأَ إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ فَسَجَدَ فِيهَا، فَقُلْتُ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، مَا هٰذِهِ السَّجْدَةُ؟ فَقَالَ: سَجَدْتُ بِهَا خَلْفَ أَبِي الْقَاسِمِ فَلَا أَزَالُ أَسْجُدُ بِهَا حَتَّى أَلْقَاهُ. ①

ابو رافع نے بیان کیا: میں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے عشاء کی نماز پڑھی، تو انہوں نے سورۃ الانشقاق پڑھی اور اس میں سجدہ تلاوت کیا، میں نے کہا: ابو ہریرہ! یہ سجدہ کیسا ہے؟ انہوں نے فرمایا: ''میں نے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے یہ سجدہ کیا ہے، پس میں یہ سجدہ کرتا رہوں گا حتیٰ کہ میں ان سے ملاقات کر لوں۔''

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے سجدہ تلاوت کی مشروعیت ثابت ہوتی ہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ سجدہ تلاوت نماز کے دوران بھی مسنون ہے خواہ نماز فرضی ہو یا نفلی۔

اہل علم کا سجدہ تلاوت کے حکم میں اختلاف ہے، جمہور اسے مستحب کہتے ہیں، جبکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اسے واجب کہتے ہیں۔ (سبل الاسلام: ۱/ ۴۸۱۔ کتاب الام: ۱/ ۲۵۲۔ بدایۃ المجتہد: ۱/ ۱۷۴) جمہور کی دلیل یہ حدیث ہے، سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سورہ نجم تلاوت کی تو آپ نے اس میں سجدہ تلاوت نہیں کیا۔ (بخاری، رقم : ۱۰۷۳۔ مسلم، رقم : ۵۷۷۔ سنن ابوداود، رقم : ۱۴۰۴)
اور اسی طرح سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق آتا ہے کہ انہوں نے جمعہ والے دن منبر پر سورۂ نحل کی تلاوت کی حتیٰ کہ سجدہ

---

① بخاری، کتاب سجود القرآن، باب من قرأ السجدة فی الصلاة، رقم: ۱۰۷۸۔ مسلم، کتاب المساجد، باب سجود التلاوة، رقم: ۵۷۸۔ سنن نسائی، رقم: ۹۶۸.

کی آیت آئی تو نیچے اترے اور سجدہ کیا اور لوگوں نے بھی سجدہ کیا، پھر جب اگلا جمعہ آیا تو انہوں نے دوبارہ وہی سورت تلاوت کی حتیٰ کہ جب سجدے کی آیت آئی تو کہا: اے لوگو! یقیناً ہمیں ان سجدوں کا حکم نہیں دیا گیا، لہٰذا جو شخص یہ سجدے کرے گا اسے اجر وثواب ملے گا اور جو یہ سجدے نہیں کرے گا اس پر کوئی گناہ نہیں۔

(بخاری، رقم : ۱۰۷۷۔ مصنف عبدالرزاق، رقم : ۵۸۸۹)

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے وجوب سجدہ تلاوت کے لیے اس روایت سے استدلال کیا ہے جس میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب ابن آدم کسی سجدہ کی آیت پر سجدہ کرتا ہے تو شیطان الگ ہو کر روتا ہے اور کہتا ہے کہ ہائے میری ہلاکت ابن آدم کو سجدے کا حکم دیا گیا تو اس نے سجدہ کر لیا۔''

(مسلم، کتاب الایمان، رقم : ۱۱۵۔ سنن ابن ماجه، رقم : ۱۰۵۲)

اس کا جواب یوں دیا گیا ہے کہ یہ حکم استحبابی ہے وجوبی نہیں۔

راجح موقف جمہور ہی کا ہے شیخ ابن باز، شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہم بھی اسی کے قائل ہیں کہ سجدہ تلاوت نہ تو قاری پر واجب ہے اور نہ ہی سامع پر، البتہ اگر کوئی کرے تو افضل اور باعث اجر وثواب ہے۔

(توضیح الاحکام: ۲/ ۳٦٥۔ شرح مسلم للنووی: ۳/ ۳۸۸۔ فتاوی اسلامیه: ۱/ ۳۵۳)

اس حدیث سے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا متبع سنت ہونا بھی ثابت ہوتا ہے۔

[۱۵/۱۲٦]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ أَبِي مَيْمُونَةَ، قَالَ...... سَمِعْتُ أَبَا رَافِعٍ، يَقُولُ: رَأَيْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ سَجَدَ فِي إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ، فَقُلْتُ لَهُ: أَتَسْجُدُ فِيهَا؟ فَقَالَ: رَأَيْتُ خَلِيلِي يَسْجُدُ فِيهَا فَلَا أَزَالُ أَسْجُدُ فِيهَا حَتَّى أَلْقَاهُ. ①

ابورافع بیان کرتے ہیں، میں نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا انہوں نے سورۂ الانشقاق میں سجدہ کیا، تو میں نے انہیں کہا: کیا آپ اس میں سجدہ کرتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: میں نے اپنے خلیل (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اس میں سجدہ کرتے ہوئے دیکھا ہے، پس میں اس میں سجدہ کرتا رہوں گا حتیٰ کہ میں ان سے ملاقات کر لوں۔

[۱٦/۱۲۷]...... أَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ...... حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ، قَالَ: فَقُلْتُ: النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ:

شعبہ رحمہ اللہ نے اس اسناد سے اسی مثل روایت کیا ہے، انہوں نے کہا: میں نے کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، انہوں نے

① بخاری، کتاب سجود القرآن، باب من قرأ السجده فی الصلاة، رقم: ۱۰۷۸۔ مسلم، کتاب المساجد، باب سجود التلاوة، رقم: ۵۷۸۔ سنن نسائی، رقم: ۹٦۸.

النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . ① فرمایا: نبی ﷺ۔

[۱۲۸/۳۳]...... أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَزَالُ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاةٍ مَا دَامَ فِي مُصَلَّاهُ يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ ، تَقُولُ الْمَلَائِكَةُ: اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ ، ارْحَمْهُ مَا لَمْ يَنْصَرِفْ أَوْ يُحْدِثْ حَدَثَ سُوءٍ ، فَقِيلَ: وَمَا الْحَدَثُ السُّوءُ ؟ فَقَالَ: أَنْ يَضْرِطَ أَوْ يَفْسُوَ . ②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی جب تک اپنی جائے نماز پر نماز کا انتظار کرتا رہتا ہے تو وہ نماز ہی میں رہتا ہے، فرشتے کہتے ہیں: اے اللہ! اسے بخش دے، اس پر رحم فرما، (یہ سلسلہ جاری رہتا ہے) حتیٰ کہ وہ اٹھ کر چلا جائے یا حدث سوء کر بیٹھے۔“ عرض کیا گیا: حدث سوء کیا ہے؟ فرمایا: ”یہ کہ وہ پاد مار دے یا بلا آواز گوز مار دے۔“

[۱۲۹/۳٤]...... أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ......

عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ سَوَاءً . ③

سعید بن میسّب رحمہ اللہ نے سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی کریم ﷺ سے اسی سابقہ حدیث کی مثل روایت کیا ہے۔

فوائد:...... مذکورہ حدیث سے نماز کے بعد نماز والی جگہ پر بیٹھ کر نماز کا انتظار کرنے والے کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ ایسے خوش نصیب لوگوں کے لیے فرشتے دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ! اس کو بخش دے، اے اللہ! اس پر رحم کر۔ جیسا کہ قرآن مجید فرقان حمید میں بھی ان کی دعا کے الفاظ ہیں: ﴿الَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ (المومن: ۷)...... ”جو فرشتے عرش اٹھائے ہوئے ہیں اور جو فرشتے اس کے گرد جمع ہیں یہ سب اپنے رب کی پاکی بیان کرتے ہیں۔ اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور ایمان والوں کے لیے مغفرت طلب کرتے ہیں۔“

---

① بخاری، کتاب سجود القرآن، باب من قرأ السجده فی الصلاة، رقم: ۱۰۷۸۔ مسلم، کتاب المساجد، باب سجود التلاوة، رقم: ۵۷۸۔ سنن نسائی، رقم: ۹٦۸.

② سنن ترمذی، ابواب الصلاة، باب القعود فی المسجد الخ، رقم: ۳۳۰۔ معجم الاوسط طبرانی، رقم: ۱۷٤۷۔ قال الشیخ الالبانی: صحیح.

③ السابق.

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر آدمی مسجد ہی میں دوسری جگہ منتقل ہو جائے تو پھر بھی اس کو وہی اجر حاصل ہوگا؟ علامہ عینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر دوسری جگہ بھی منتقل ہو جائے گا تو وہی ثواب حاصل ہوگا۔

(عمدة القاری: ٥/ ١٦٧)

شیخ ابن باز رحمہ اللہ کا فتویٰ ہے اگر عورت یا اسی طرح بیمار آدمی یا خوف کی وجہ سے کوئی آدمی گھر میں نماز پڑھ لیتا ہے اور نماز کے بعد اسی جگہ بیٹھا رہتا ہے تو اس کو بھی بیان کردہ اجر ملے گا۔ مذکورہ بالا حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسجد میں بے وضو ہونے سے انسان مذکورہ بالا فضیلت سے محروم ہو جاتا ہے اور فرشتوں کی دعائیں بند ہو جاتی ہیں۔

[١٣٠/٣٧]...... أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، ثنا شُعْبَةُ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مِهْرَانَ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلَا يَبْزُقْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلَا عَنْ يَمِينِهِ، وَلَكِنْ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرَى، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ قَالَ بَيْنَهُمَا كَذَا وَبَزَقَ فِي ثَوْبِهِ فَذَلِكَ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی حالت نماز میں ہو تو وہ اپنے سامنے تھوکے نہ اپنی دائیں جانب، لیکن اپنے بائیں پاؤں کے نیچے، اگر نہ کر سکے۔ اور اس طرح کرے انہوں نے اپنے کپڑے میں تھوک لیا۔ پس اسے مل دیا۔''

[١٣١/٣٨]...... أَخْبَرَنَا الْمَخْزُومِيُّ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ......

ثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ مِهْرَانَ الْقَيْسِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا رَافِعٍ، حَدَّثَنِي عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلَا يَبْزُقْ إِلَى الْقِبْلَةِ وَلَا يَبْصُقْ عَنْ يَمِينِهِ، وَلْيَبْزُقْ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرَى، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَلْيَبْزُقْ فِي نَاحِيَةِ ثَوْبِهِ، وَلْيَتْفُلْ هَكَذَا وَعَزَلَ ثَوْبَهُ. ②

قاسم بن مہران القیسی نے بیان کیا، میں نے ابو رافع کو سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی نماز میں ہو تو وہ اپنے سامنے اور اپنی دائیں جانب نہ تھوکے، اور اپنے بائیں پاؤں کے نیچے تھوکے، اگر ایسے نہ کر سکے تو پھر اپنے کپڑے کے کنارے پر تھوک کر اس طرح کر لے:'' اور انہوں نے اپنے کپڑے کو مل لیا۔

① مسلم، كتاب المساجد، باب النهى عن البصاق، الخ، رقم: ٥٥١- سنن ابى داؤد، رقم: ٤٧٨- مسند احمد: ٢/ ٢٦٦.

② السابق.

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد کی صفائی رکھنی چاہیے اور ایسی حرکت سے بچنا چاہیے جو مسجد کی صفائی کے منافی ہو۔ بائیں طرف بھی اس وقت تھوکنا جائز ہے جب مسجد کی زمین کچی ہو اور اس پر چٹائی وغیرہ بچھی ہوئی نہ ہو تو پھر بائیں پاؤں کے نیچے تھوکنا جائز ہے اور دوسری بات کہ بائیں طرف کوئی نمازی بھی نہ ہو، اگر ہو تو پھر بائیں جانب بھی جائز نہیں ہے اور اگر بائیں جانب تھوکا ہے تو تھوک کو چھپانا یا پاؤں کے ساتھ مل کر صاف کرنا ضروری ہے۔

امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر مسجد میں تھوکا اور دفن کرنا ممکن نہ ہو تو یہ تھوکنا ایسا گناہ ہوگا جس کا کفارہ ادا نہیں کیا گیا۔ (السیل الجرار: ۱/ ۱۸۲)

حافظ عراقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مذکورہ حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نمازی آدمی نماز میں اللہ ذوالجلال سے مناجات کرتا ہے، وہ کسی بھی جگہ پر نماز ادا کر رہا ہو تو اس کو چاہیے کہ اپنے سامنے نہ تھوکے اور دائیں جانب بھی نہ تھوکے کیونکہ فرشتہ دائیں جانب ہوتا ہے۔ (طرح التثریب: ۲/ ۳۸۰) خصوصاً قبلہ سمت تھوکنے پر سخت وعید ہے۔

معلوم ہوا اپنے اللہ سے مناجات اور سرگوشی کرنے کے دوران تھوکنے کا عمل کرنا خلاف ادب ہے۔

[۱۳۲/ ۴۰]...... أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ يَعْلَمُ إِذَا شَهِدَ الصَّلَاةَ مَعِي خَيْرٌ لَهُ أَنْ يُدْعَى إِلَى شَاةٍ سَمِينَةٍ أَوْ سَمِينٍ يَفْعَلُ فَمَا لَهُ فِي ذَلِكَ أَكْثَرُ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر تم میں سے کوئی جان لے کہ جب وہ میرے ساتھ نماز پڑھتا ہے تو وہ اس کے لیے اس سے بہتر ہے کہ اسے موٹی تازی ایک بکری یا دو موٹی تازی بکریوں کی طرف بلایا جائے تو وہ ضرور کرے۔ (نماز میں حاضر ہو) پس اس کے لیے جو اس میں ہے وہ بہت زیادہ ہے۔''

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے نماز باجماعت کی فضیلت ثابت ہوتی ہے، دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ قیمتی چیز نماز باجماعت ہے۔ مذکورہ حدیث سے ان مسلمانوں کو سبق حاصل کرنا چاہیے جو دکانداری یا کاروباری مصروفیت کی وجہ سے نماز باجماعت چھوڑ دیتے ہیں بلکہ کچھ لوگ تو نماز پڑھتے ہی نہیں ہیں۔ ایک دوسری حدیث میں ہے ''اگر کوئی شخص ایک ہڈی فربہ جانور کی پائے تو (یہ منافق ہڈی کو حاصل کرنے کے لیے نماز پڑھنے کے لیے) ضرور آئے یعنی عشاء کی نماز۔'' (مسلم، کتاب المساجد، باب فضل صلاۃ الجماعۃ)

[۱۳۳/ ۶۵]...... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ......

① مسند احمد: ۲/ ۲۹۹۔ قال شعیب الارناؤط: اسنادہ صحیح.

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا يَخْشَى أَحَدُكُمْ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ وَالْإِمَامُ سَاجِدٌ قَبْلَ الْإِمَامِ أَنْ يَجْعَلَ اللّٰهُ رَأْسَهُ رَأْسَ حِمَارٍ أَوْ صُورَتَهُ صُورَةَ حِمَارٍ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تم میں سے کوئی شخص اس بات سے نہیں ڈرتا کہ جب وہ اپنا سر امام کے سجدے سے سر اٹھانے سے پہلے اٹھالے کہ اللہ اس کے سر کو گدھے کا سر بنا دے یا اس کی صورت کو گدھے کی صورت بنا دے۔''

[٦٦/١٣٤]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ، قَالَ......

سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ سَوَاءً، إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: يُحَوِّلَ اللّٰهُ رَأْسَهُ. ②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک اور سند کے حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی سابقہ حدیث کی مانند مروی ہے، البتہ اس میں یوں فرمایا: ''اللہ اس کے سر کو بدل دے۔''

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ مقتدی کو رکوع یا سجدے میں امام سے پہلے سر نہیں اٹھانا چاہیے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ عام طور پر اللہ تعالیٰ گناہوں کی سزا دنیا میں نہیں دیتے، لیکن ایسا بھی ممکن ہے کہ بعض گناہوں کی سزا دنیا میں دے دیں۔ لہٰذا اللہ ذوالجلال کے لیے کسی کا سر یا شکل گدھے کی طرح بنانا کوئی مشکل نہیں ہے۔ ''معجم الاوسط للطبرانی'' میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے سر کو کتے کا سر بنا دے۔

مشکوٰۃ شریف کے درسی نسخہ کے حاشیہ میں واقعہ لکھا ہوا ہے کہ ایک بہت بڑے محدث نے مذکورہ بالا حدیث جب پڑھائی تو کہنے لگے: مجھے اس حدیث میں شک پیدا ہوا ہے، یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اس کا سر گدھے کا بن جائے۔ تو اس نے تجربے کے لیے نماز میں اپنا سر امام سے پہلے اٹھایا تو اس کا سر واقعتاً گدھے کا بن گیا، پھر جب وہ مسجد مدرسے سے باہر نکلتا تو اپنا سر ڈھانپ کر آتا اس ڈر سے کہ لوگ کہیں گے وہ گدھا آ گیا۔ (مشکوٰۃ، باب ما علی الماموم، پہلی فصل کی آخری حدیث پر یہ واقعہ لکھا ہوا ہے)

اللہ ذوالجلال ہمیں نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں پہ عمل کرنے کی توفیق دے اور شک کرنے سے محفوظ فرمائے۔ آمین

[٨٧/١٣٥]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، قَالَ: ......

سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ عِفْرِيتًا مِنَ الْجِنِّ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''گذشتہ رات ایک بڑا جن مجھے غافل کرنے لگا

---

① بخاری، کتاب الاذان، باب اثم من رفع الخ: رقم:٦٩١۔ مسلم، کتاب الصلاة، باب تحریم سبق الامام الخ: رقم:٤٢٧۔ سنن نسائی: رقم:٨٢٨۔ سنن ترمذی، رقم:٥٨٢.

② انظر ما قبله.

جَعَلَ يَفْتِكُ بِي الْبَارِحَةَ لِيَقْطَعَ عَلَيَّ صَلَاتِي ، فَأَمْكَنَنِي اللّٰهُ مِنْهُ فَذَعَتُّهُ وَأَرَدْتُ أَنْ آخُذَهُ فَأَرْبِطَهُ إِلَى سَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ حَتَّى تُصْبِحُوا فَتَنْظُرُوا إِلَيْهِ كُلُّكُمْ ، قَالَ: فَذَكَرْتُ قَوْلَ أَخِي سُلَيْمَانَ: رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِي ، قَالَ: فَرَدَّهُ اللّٰهُ خَاسِئًا . ①

تا کہ وہ میری نماز توڑ دے، اللہ نے اسے میرے قابو میں کر دیا تو میں نے اسے زور سے دھکا دیا، میں نے ارادہ کیا تھا کہ میں اسے پکڑ کر مسجد کے ایک ستون کے ساتھ باندھ دوں حتیٰ کہ جب صبح ہو تو تم سب اسے دیکھ لو۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اپنے بھائی سلیمان علیہ السلام کی دعا یاد آ گئی، ''پروردگار! مجھے بخش دے اور مجھے ایسی سلطنت عطا فرما کہ میرے بعد کسی اور کو عطا نہ ہو۔'' پس اللہ نے اسے ذلت کے ساتھ واپس کر دیا۔

[۱۳۶/۸۸]...... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ، وَرَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ......

عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ ، وَقَالَ بَدَلَ يَفْتِكُ كَلِمَةً نَحْوَهَا . ②

ایک اور سند سے رسول اللہ ﷺ سے اسی سابقہ حدیث کی مانند مروی ہے۔ اور ((يَفْتِك)) کی جگہ اسی طرح کا کلمہ ذکر کیا۔

فوائد: ...... (۱)...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ دشمن کو دھکا دینا جائز ہے، اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ اسی طرح دوسری صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ نماز کی حالت میں سانپ بچھو کو مارنا بھی جائز ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نماز میں تکلیف دینے والے جانوروں یعنی سانپ اور بچھو کو مار دیا کرو۔''

(صحیح ابوداود، رقم : ۸۱٤۔ سنن ابن ماجه، رقم : ۱۲٤٥)

اسی طرح ضرورت کے تحت چند قدم آگے اور پیچھے ہونا بھی جائز ہے۔ جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے ہوتے، دروازہ بند ہوتا، پس میں آ کر دروازہ کھلواتی۔ (یعنی کھٹکھٹاتی) تو آپ ﷺ چل کر دروازہ کھولتے، پھر نماز کی طرف لوٹ جاتے۔ (صحیح ابوداود، رقم : ۸۱٥۔ سنن ترمذی، رقم : ٦۰۱)

ہر انسان کے ساتھ شیطان رہتا ہے، لیکن نبی مکرم ﷺ شیطانی حملوں سے مکمل محفوظ تھے۔ جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے تم میں سے ہر شخص کے ساتھ ایک جن

---

① بخاری، کتاب العمل فی الصلاۃ، باب ما یجوز من العمل فی الصلاۃ، رقم: ۱۲۱۰۔ مسلم، ، کتاب المساجد، باب جواز لعن الشیطان الخ، رقم: ٥٤١۔ مسند احمد: ۲/ ۲۹۸ .

② انظر ما قبله .

(شیطان) کو ساتھی بنا کر مقرر کر رکھا ہے'' لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول آپ کے ساتھ بھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں میرے ساتھ بھی، مگر میرے رب نے اس کے مقابلے میں میری مدد کی ہے اور اسے میرے تابع کر دیا ہے۔ اس لیے وہ مجھے خیر و بھلائی کے علاوہ کوئی اور حکم نہیں دیتا۔'' (مسلم، کتاب صفات المنافقین، رقم : ۲۹۱٤)

لیکن اس کے باوجود شیطان اپنے خبث باطن کا اظہار کرتا رہتا تھا اور وہ ناکام ہو کر واپس لوٹتا تھا۔ سیدنا سلیمان علیہ السلام کی دعا یہ ہے: ﴿وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ﴾ (صٓ: ۳۵)...... ''(اے اللہ!) مجھے ایسی بادشاہت عطا فرما جو میرے علاوہ کسی (شخص) کے لائق نہ ہو۔'' اس لیے رسول اللہ ﷺ نے اس جن کو چھوڑ دیا، اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جن کو ماتحت بنانا جائز ہے یا کہ نہیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ رقم طراز ہیں: انسان کے لیے جن کی تابعداری کی چند صورتیں ہیں، اگر انسان جن کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام یعنی اللہ کی عبادت اور رسول کی اطاعت کا حکم دیتا ہو اور انسانوں کو بھی اس کی تاکید کرتا ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کا افضل ترین ولی ہے اور اس معاملے میں رسول اللہ ﷺ کا خلیفہ و نائب ہے۔

اگر کوئی شخص جن کو ایسی چیزوں میں استعمال کرے جو اس کے لیے شرعی طور پر جائز ہوں مثلاً فرائض کی ادائیگی کا حکم دے، حرام چیزوں سے روکے اور اپنی جائز خدمت لے تو اس کا مقام بادشاہوں کا مقام ہوگا۔ جو لوگوں پر حکمرانی کرتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی جن کو ایسی چیزوں میں استعمال کرے جو اللہ اور اس کے رسول کی نظر میں ممنوع ہوں مثلاً شرک میں استعمال کرے یا کسی کو بے گناہ قتل یا کسی پر ظلم کرنے میں گناہ اور ظلم کے معاملے میں مدد لینے کے کام ہیں، اگر وہ کفر کے معاملے میں جنوں سے مدد لیتا ہے تو کافر ہے۔ نافرمانی کے کام میں مدد لیتا ہے تو نافرمان، فاسق اور گنہگار ہے۔ (مجموع الفتاویٰ: ۱۱/ ۳۰۷)

[۹٤/۱۳۷]...... أَخْبَرَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ بُدَيْلِ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَالْمَسِيحِ الدَّجَّالِ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ عذاب جہنم، عذاب قبر اور مسیح دجال سے پناہ طلب کیا کرتے تھے۔

فوائد:...... دوسری حدیث میں ہے کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جب تم میں سے کوئی شخص تشہد پڑھ چکے تو چار چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرے وہ کہے:

① بخاری، کتاب الجنائز، باب التعوذ من عذاب القبر، رقم: ۱۳۷۷۔ مسلم، کتاب المساجد، باب ما یستعاذ منه فی صلاة، رقم: ۵۸۸۔ سنن ترمذی، رقم: ۳٦۰٤۔ سنن ابوداود، رقم: ۹۸۳۔ سنن نسائی، رقم: ۵۵۱۷.

((اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَالِ.)) (مسلم، كتاب المساجد، رقم : ٥٨٨)

معلوم ہوا کہ مذکورہ بالا دعا تشہد کے بعد پڑھنی مسنون ہے۔ مذکورہ حدیث سے جہنم کا اثبات ہوتا ہے اور ان لوگوں کا رد ہوتا ہے جو جہنم کے منکر ہیں۔ جہنم سے تعوذ (پناہ مانگنے) کو مقدم کیا ہے، اس لیے کہ یہ وہ جگہ ہے کہ جس سے بڑھ کر کہیں بھی عذاب نہیں ہوگا۔ ((وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ.)) معلوم ہوا کہ قبر کا عذاب بھی برحق ہے اور جو لوگ منکر ہیں ان کو اللہ ذوالجلال سے ڈرنا چاہیے۔ ((فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ.)) مسیح، ممسوح العین کے معنی میں ہے۔ کیونکہ اس کی آنکھ نہیں ہوگی اور دائیں آنکھ سے کانا ہوگا۔

دَجَّال، دجل سے ہے جس کا معنی جھوٹ ہے۔ کیونکہ یہ شخص الوہیت کا مدعی ہوگا اور لوگوں کی آزمائش کے لیے اللہ تعالیٰ اس سے کچھ خرق عادت کام بھی کروائے گا، جس سے بہت سے لوگ فتنوں میں پڑ جائیں گے۔ اور نیک لوگ اللہ کی توفیق سے اسے پہچان لیں گے۔ اور اس کا فتنہ آخری زمانے میں ہوگا اور یہ قیامت کی بڑی نشانیوں میں سے ایک ہے۔

[٩٧/١٣٨]...... أَخْبَرَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ بَرَكَةَ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الدَّعَاءِ حَتَّى يُرَى إِبِطَاهُ، قَالَ أَبِي: أَرَى ذَلِكَ فِي الِاسْتِسْقَاءِ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا کرتے وقت (اس قدر) ہاتھ اٹھایا کرتے تھے حتیٰ کہ آپ کی بغلیں نظر آجاتی تھیں، انہوں نے کہا: میرا خیال ہے کہ یہ استسقاء میں تھا۔

فوائد: ...... دوسری صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ استسقاء کے وقت زیادہ ہاتھ اٹھاتے تھے۔

(بخاری: ۳۵۶۵۔ مسلم: ۸۹۶)

استسقاء کا مطلب ہے، پانی طلب کرنا جس وقت بارش کی ضرورت ہو اور بارش نہ آئے تو ایسے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعائیں کرتے اور باجماعت دو رکعت نماز پڑھتے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کسی دعا میں ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے مگر بارش کی دعا کرتے وقت ہاتھ (اس قدر) بلند کرتے تھے کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی نظر آجاتی۔ (بخاری، رقم : ١٠٣١۔ سنن ابن ماجه، رقم : ١١٨٠)

اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ باقی دعاؤں کے لیے ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے، مطلب یہ ہے کہ بارش کی دعا میں زیادہ بلند ہاتھ کرتے تھے جبکہ دوسری دعاؤں میں کم بلند کرتے تھے۔ جیسا کہ امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مبالغہ سے ہاتھ اٹھانا

---

① بخاري، كتاب استسقاء، باب رفع الامام يده فى الاستسقاء، رقم: ١٠٣١۔ مسلم، كتاب صلاة الاستسقاء، باب رفع اليدين بالدعاء الخ، رقم: ٨٩٥۔ سنن نسائى، رقم: ١٥١٣۔ مسند احمد: ٣/ ١٨١۔ سنن دارمى، رقم: ١٥٣٥.

مراد ہے یعنی استسقاء کے علاوہ مقامات پر اتنے زیادہ ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔(شرح مسلم للنووی: ۱/ ۲۹۳)

[۱۳۹/۱۲۸]...... أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مَيْمُونٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عُثْمَانَ النَّهْدِيّ، يَقُولُ:......

سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اخْرُجْ فَنَادِ فِي النَّاسِ أَنْ لَا صَلَاةَ إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ، فَمَا زَادَ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''باہر جا کر اعلان کرو کہ سورۃ الفاتحہ اور اس سے زائد قراءت کے بغیر کوئی نماز نہیں (ہوتی)۔''

فوائد:...... مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے تاہم اس میں موجود باتیں دوسری صحیح روایت سے ثابت ہیں کہ منفرد کے لیے سورۃ فاتحہ کے ساتھ کوئی اور سورت ملانی ضروری ہے اور سورۃ فاتحہ امام ومقتدی ہر ایک کے لیے ضروری ہے کیونکہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی اور یہ ہر رکعت میں پڑھنی ضروری ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے: ((لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ)) (بخاری، رقم: ۷۵۶)...... ''جس نے فاتحہ نہ پڑھی اس کی کوئی نماز نہیں۔''

ایک دوسری روایت میں ہے: ((لَا تُقْبَلُ صَلٰوةٌ لَا يُقْرَأُ فِيْهَا بِأُمِّ الْقُرْاٰنِ)) (فتح الباری شرح حدیث: ۷۵۶)...... ''جس نماز میں ام القرآن نہ پڑھی جائے وہ قبول نہیں ہوتی۔''

ایک اور روایت میں ہے: ((مَنْ صَلّٰى صَلَاةً لَمْ يَقْرَأْ فِيْهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَهِيَ خِدَاجٌ يَقُوْلُهَا ثَـلَاثًا.)) (مسلم، کتاب الصلوٰۃ، رقم: ۳۹۵۔ سنن ابوداود، رقم: ۸۲۱)......''جس نے کوئی نماز پڑھی اور اس میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی تو وہ نماز ناقص ونامکمل ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ یہ بات ارشاد فرمائی۔''

معلوم ہوا ہر نماز میں سورۂ فاتحہ پڑھنا فرض ہے خواہ کوئی مقتدی ہی کیوں نہ ہو۔ جیسا کہ مذکورہ حدیث میں ہے کہ اس کی نماز ناقص ہے جو سورۂ فاتحہ نہیں پڑھتا، اس روایت کے راوی ابو سائب رحمہ اللہ نے کہا: اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ! ((اَحْيَانًا اَكُوْنُ وَرَآءَ الْإِمَامِ.)) ''میں بعض اوقات امام کے پیچھے ہوتا ہوں'' تو انہوں نے میری کلائی دبائی اور کہا: اِقْرَأْ بِهَا يَا فَارِسِيُّ فِيْ نَفْسِكَ، (مسلم، رقم: ۳۹۵۔ سنن ابوداود، رقم: ۸۲۱) ''اے فارسی! اسے اپنے نفس میں (آہستہ) پڑھا کرو۔

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے ایک مرفوع روایت میں یہ الفاظ بھی مروی ہیں: ((لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ خَلْفَ الْإِمَامِ)) (بیهقی فی کتاب القراءۃ: ۵۶) ''اس شخص کی کوئی نماز نہیں جس نے امام

---

① سنن ابوداود، کتاب الصلاۃ، باب من ترک القراءۃ فی صلاته بفاتحة الکتاب، رقم: ۸۲۰۔ فیه جعفر بن میمون وھو ضعیفٌ ضعفه احمد، وابن معین والنجاری والجمھور.

کے پیچھے سورۂ فاتحہ نہ پڑھی۔'' مولانا انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ سابق شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ (فص الختام: ۱٤۷)

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہر رکعت میں امام مقتدی اور منفرد سب کے لیے سورۂ فاتحہ پڑھنا واجب ہے، خواہ سری نماز ہو یا جہری ہو فرض ہو یا نفل ہو۔

امام مالک اور امام احمد رحمہما اللہ فرماتے ہیں: جہری نمازوں میں نہیں، بلکہ سرّی نمازوں میں سورۂ فاتحہ پڑھی جائے گی جبکہ احناف کا موقف ہے کہ مقتدی فاتحہ کی قراءت نہیں کرے گا، خواہ سرّی نماز ہو یا جہری ہو۔

(المغنی: ۱/ ۳۷٦۔ کتاب الام: ۱/ ۲۱۰۔ الهدایه: ۱/ ٤۸۰۔ بدایة المجتهد: ۱/ ۱۱۹)

امام احمد رحمہ اللہ کی دلیل: ...... سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جہری نماز سے فراغت کے بعد پوچھا کہ کیا تم میں سے کسی نے ابھی میرے ساتھ قراءت کی ہے؟

ایک آدمی نے اعتراف کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں کہتا ہوں کہ مجھے کیا ہو گیا ہے کہ میں قرآن کے ساتھ جھگڑ رہا ہوں۔'' راوی کہتا ہے: اس کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہری نمازوں میں قراءت سے باز آ گئے۔

(صحیح ابوداؤد، رقم : ۷۳٦۔ سنن ابن ماجه، رقم : ۸٤۸)

مذکورہ حدیث کی وضاحت راوی حدیث سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے خود فرما دی ہے کہ جب کسی شخص نے ان سے سوال کیا کہ میں بعض اوقات امام کے پیچھے ہوتا ہوں تو انہوں نے جواب میں کہا: اے فارسی! اسے اپنے نفس میں پڑھ لیا کرو۔'' (ابوداود: ۸۲۱)

معلوم ہوا امام کے پیچھے جہری نمازوں میں صحابہ آواز نکال کر پڑھنے سے باز آ گئے تھے، جبکہ ہلکی آواز سے فاتحہ پڑھتے تھے۔

[۱٥۳/۱٤۰]...... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ رَجُلٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْمُؤَذِّنُونَ أَطْوَلُ النَّاسِ أَعْنَاقًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اذان دینے والے قیامت کے دن سب سے زیادہ دراز گردن والے ہوں گے۔''

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے موذنوں کی فضیلت ثابت ہوتی ہے، میدان محشر میں یہ دوسرے لوگوں سے دراز ہوں گے یعنی ان کی گردنیں لمبی ہوں گی لیکن وہ عجیب سی نہیں لگیں گی، بلکہ خوبصورت لگیں گی جس طرح اونٹ کی

① مسلم، کتاب الصلاة، باب فضل الاذان وهرب الشیطان الخ: رقم:۳۸۷۔ صحیح ابن حبان: رقم:۱٦٦۹۔ طبرانی اوسط: رقم:۲۸٥۱.

گردن لمبی ہوتی ہے اور اونٹ خوبصورت جانور ہے۔ بعض نے لمبی گردن سے مراد ان کی عظمت اور مقام کی طرف اشارہ کیا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کے متعلق محدثین کے آٹھ اقوال نقل فرمائے ہیں۔

(۱)...... روز قیامت لوگ پیاسے ہوں گے اور اس وجہ سے ان کی گردنیں مڑ جائیں گی۔ اذان دینے والے اس دن پیاسے نہ ہوں گے اور ان کی گردنیں باقی لوگوں کے مقابلے میں اونچی ہوں گی۔

(۲)...... اپنے ثواب کے شوق میں ان کی گردنیں بلند ہوں گی۔

(۳)...... جس طرح وہ بلند آواز سے اذان دینے کی خاطر دنیا میں اپنی گردنوں کو اونچا کرتے رہے ہیں، اسی طرح روز قیامت ان کی گردنیں بلند ہو جائیں گی اور وہ دیگر لوگوں سے نمایاں ہوں گے۔

(۴)...... جب لوگوں کو پسینے کی لگامیں پہنائی جائیں گی تو وہ ان سے محفوظ رہیں گے۔

(۵)...... اعناق، لفظ عنق کی جمع ہے اور اس کا معنی پیروکار اور ساتھی ہے اور حدیث شریف کا معنی یہ ہے کہ ان کے پیروکار (عام) لوگوں سے زیادہ ہوں گے، کیونکہ ان کی اذان کو سن کر آنے والے سب لوگ ان کے ساتھ ہوں گے۔

(۶)...... عنق کا معنی عمل ہے اور حدیث شریف کا معنی یہ ہوگا کہ ان کے اعمال (عام) لوگوں سے زیادہ ہوں گے۔

(۷)...... روز قیامت وہ لوگوں کے سردار ہوں گے، کیونکہ طویل العنق (لمبی گردن والے) سے مراد سردار ہوتا ہے۔

(۸)...... بعض حضرات نے اعناق کو اعناق پڑھا ہے، اور اس ہی سے عنق ہے اور یہ تیز چلنے کی ایک صورت کا نام ہے اور حدیث شریف کا معنی یہ ہے کہ وہ (عام) لوگوں سے زیادہ رفتار کے ساتھ جنت کی طرف جائیں گے۔ (نتائج الافکار: ۱/ ۲۲۷)

[۱۵٤/۱٤۱]...... قَالَ مَعْمَرٌ، وَنا مَنْصُورٌ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ أُنَيْسٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يُغْفَرُ لِلْمُؤَذِّنِ مَدَّ صَوْتِهِ، وَيُصَدِّقُهُ مَنْ سَمِعَهُ مِنْ رَطْبٍ وَيَابِسٍ، وَلِلشَّاهِدِ عَلَيْهِ خَمْسٌ وَعِشْرُونَ حَسَنَةً. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مؤذن کی آواز جہاں تک پہنچتی ہے وہاں تک اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے، ہر تر اور خشک چیز جو اسے سنتی ہے وہ اس کی تصدیق کرتی ہے، اور اذان سن کر باجماعت نماز پڑھنے والے کے لیے پچیس نیکیاں ہیں۔''

---

① سنن ابن ماجه، کتاب الاذان، باب فضل الاذان الخ، رقم: ۷۲٤۔ سنن نسائی، کتاب الاذان، باب رفع الصوت بالاذان، رقم: ٦٤٥۔ قال الالبانی: صحیح.

فوائد: ......معلوم ہوا موذن کی تاحدِّ آواز معافی ہو جاتی ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر اس آدمی کے اتنے زیادہ گناہ ہوں جس جگہ پر اذان دے رہا ہے اور اس جگہ سے لے کر جہاں تک اذان کی آواز پہنچی ہے جو درمیان میں خلا ہے، اگر اس کے گناہ اتنے ہیں کہ اس خلا کو پورا کر دے تو اذن کہنے کی برکت سے اللہ ذوالجلال وہ گناہ معاف کر دے گا، اور اسی طرح ہر سننے والی چیز اس کی تصدیق کرتی ہے۔ صحیح بخاری میں ہے:

((لَا يَسْمَعُ مدى صَوْتَ الْمُؤَذِّنِ جِنٌّ وَلَا اِنْسٌ وَلَا شَئْیٌ اِلَّا شَهِدَ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ))

(بخاری، کتاب الاذان، رقم : ٦٠٩)

''کیونکہ موذن کی آواز کو آخری حد تک جو جن، انسان اور کوئی اور چیز سنتی ہے تو قیامت والے دن وہ اس کے لیے گواہی دے گی۔''

حتیٰ کہ اس خوش نصیب کے لیے زمین بھی گواہی دے گی۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے: ﴿يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا﴾ (الزلزال: ٤)...... ''اس دن زمین اپنی سب خبریں بیان کر دے گی۔''

ایک روایت میں ہے کہ (موذن کے لیے) اس کے ساتھ نماز پڑھنے والے کے برابر اجر ہے (مطلب یہ ہے کہ جو بھی اذان سن کر آئیں گے جتنا اجر نماز کا ان کو ملے گا ان کے برابر اس موذن کو بھی ہر بندے کے اجر کے برابر ثواب ملے گا) (صحیح ترغیب وترهیب: ١/ ٢١٤)

[١٤٢/١٦٣]...... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَبَّرَ فِي الصَّلَاةِ سَكَتَ هُنَيْهَةً قَبْلَ أَنْ يَقْرَأَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، أَرَأَيْتَ سُكُوتَكَ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَالْقِرَاءَةِ مَا هُوَ ؟ قَالَ: أَقُولُ اللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، اللّٰهُمَّ نَقِّنِي مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ، اللّٰهُمَّ اغْسِلْنِي مِنْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالْبَرَدِ وَالثَّلْجِ . ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں تکبیر تحریمہ کہتے تو قراءت شروع کرنے سے پہلے کچھ دیر کے لیے خاموش رہتے تھے، میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرے والدین آپ پر قربان ہوں! تکبیر تحریمہ اور قراءت کے درمیان آپ جو سکوت فرماتے ہیں، وہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں کہتا ہوں، اے اللہ! میرے اور میری خطاؤں کے درمیان اس طرح دوری فرما دے جس طرح تو نے مشرق و مغرب کے درمیان دوری و فاصلہ پیدا فرمایا ہے، اے اللہ! مجھے خطاؤں سے اس طرح پاک کر دے جس طرح سفید کپڑا

① بخاری، کتاب الاذان، باب ما یقول بعد التکبیر، رقم: ٧٤٤۔ مسلم، کتاب المساجد، باب مایقال بین تکبیرة الاحرام القراءة، رقم: ٥٩٨۔ سنن ابوداود، رقم: ٧٨١۔ سنن نسائی، رقم: ٦٠ .

میل کچیل سے صاف کیا جاتا ہے، اے اللہ! مجھے پانی، برف اور اولوں کے ساتھ میری خطاؤں سے صاف کردے۔"

[١٦٤/١٤٢]...... أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: سَكَتَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ التَّكْبِيرِ سَكْتَةً، قُلْتُ لِسُفْيَانَ: عِنْدَ تَكْبِيرِ فَاتِحَةِ الصَّلَاةِ ؟ فَقَالَ: نَعَمْ . ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ اکبر (تکبیر) کہتے وقت مختصر وقت کے لیے سکوت فرمایا، راوی نے بیان کیا، میں نے سفیان سے کہا: نماز شروع کرتے وقت کی تکبیر کے وقت؟ انہوں نے فرمایا: ہاں۔

فوائد:...... (۱) مذکورہ حدیث سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تعلیم الدین کے شوق کا اثبات ہوتا ہے کہ نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم سے خود ہی پوچھ لیتے تھے اور معلوم ہوا کہ مذکورہ بالا دعا تکبیر تحریمہ کے بعد پڑھنی مسنون ہے، اس کے علاوہ اور بھی دعائیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں۔

(۲)...... جیسا کہ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو یہ دعا پڑھتے: ((سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ))

(سنن ابوداوٗد، رقم : ٧٧٥)

(۳)...... سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لیے اٹھتے تو (پہلے) یہ دعا پڑھتے: ((اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ . إِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ . لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ . اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الْمَلِكُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ . أَنْتَ رَبِّيْ وَأَنَا عَبْدُكَ . ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ جَمِيْعًا ، إِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ . وَاهْدِنِيْ لِأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ ، لَا يَهْدِيْ لِأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ ، وَاصْرِفْ عَنِّيْ سَيِّئَهَا ، لَا يَصْرِفُ عَنِّيْ سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ . لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهُ فِي يَدَيْكَ . وَالشَّرُّلَيْسَ إِلَيْكَ . أَنَا بِكَ وَإِلَيْكَ ، تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ ، أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوْبُ إِلَيْكَ)) (مسلم: ٧٧١- ابوداود: ٧٦٠- مسند احمد: ١/ ٩٤)

اور بھی متعدد دعائیں مروی ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی دعا پڑھی جاسکتی ہے۔

---

① السابق .

[۱۹۹/۱٤٤]...... أَخْبَرَنَا زَكَرِيَا بْنُ عَدِيٍّ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ وَهُوَ ابْنُ عَمْرٍو الرَّقِّيُّ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ تَطَهَّرَ فِي بَيْتِهِ، ثُمَّ مَشَى إِلَى بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللّٰهِ لِيَقْضِيَ فَرَائِضَ اللّٰهِ كَانَتْ خُطَاهُ إِحْدَاهُمَا تَحُطُّ خَطِيئَةً وَالْأُخْرَى تَرْفَعُ دَرَجَةً. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اپنے گھر سے باوضو مسجد کی طرف آتا ہے تاکہ وہ اللہ کے فرائض ادا کر سکے تو وہ جو قدم اٹھاتا ہے اس کے ایک قدم سے گناہ مٹ جاتا ہے اور دوسرے سے درجہ بلند ہو جاتا ہے۔

فوائد :...... مذکورہ حدیث سے مسجد کی طرف باوضو پیدل جانے والوں کی فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ اس عمل سے گناہ مٹتے ہیں اور درجات بلند ہوتے ہیں اور دوسری صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص جماعت والی مسجد کی طرف جائے تو (اس کا) ایک قدم گناہ مٹاتا ہے اور (دوسرے) قدم کی وجہ سے نیکی لکھی جاتی ہے۔'' ((ذَاهِبًا وَرَاجِعًا)) (صحیح ابن حبان، رقم: ۲۰۳۹۔ صحیح ترغیب وترهيب: ۱/ ۲٤۱)...... ''جاتے ہوئے (بھی) اور واپس آتے ہوئے بھی۔''

ایک دوسری حدیث میں ہے امام مسلم رحمہ اللہ نے سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ایک انصاری صحابی کے متعلق روایت نقل کی ہے جو کہ مسجد نبوی سے دور رہنے کے باوجود باجماعت نمازیں نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ادا کرتے تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ اس صحابی نے نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: مجھے یہ پسند نہیں کہ میرا گھر مسجد کے پہلو میں ہو۔ بلا شبہ میں تو چاہتا ہوں کہ میرا مسجد کی طرف جانا اور اپنے گھر کی طرف لوٹتے ہوئے میرا پلٹ کر آنا تحریر کیا جائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (جواب میں) فرمایا: ((قَدْ جَمَعَ اللّٰهُ لَكَ ذٰلِكَ كُلَّهُ.)) (مسلم، كتاب المساجد، باب فضل كثرة الخطا الى المساجد)...... ''بے شک اللہ تعالیٰ نے یہ سب کچھ تمہارے لیے جمع کر دیا ہے۔''

[۲۰۰/۱٤٥]...... أَخْبَرَنَا الْمَخْزُومِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ، وَهُوَ ا بْنُ كَيْسَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حَازِمٍ، يَقُولُ......

سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: عَرَّسْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَلَمْ يَسْتَيْقِظْ حَتَّى إِذَا نَاجَزَ الشَّمْسَ فَاسْتَيْقَظْنَا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ہم نے ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آرام کی غرض سے قیام کیا، پس ہم سوئے رہے حتیٰ کہ سورج کی تپش محسوس ہوئی تو ہم بیدار ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے ہر

① مسلم، كتاب المساجد، باب المشي الى الصلاة الخ، رقم: ٦٦٦.

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لِيَأَخُذْ كُلٌّ مِنْكُمْ بِرَأْسِ رَاحِلَتِهِ، عَنْ هَذَا الْمَوْضِعِ الَّذِى أَصَابَكُمْ فِيهِ مَا أَصَابَكُمْ، قَالَ: فَتَنَحَّيْنَا، عَنْ ذَلِكَ الْمَكَان، ثُمَّ دَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ بِهِ، ثُمَّ صَلَّى هُوَ وَأَصْحَابُهُ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى بِنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْغَدَاةِ بَعْدَمَا ارْتَفَعَ النَّهَارُ. ①

ایک اپنی سواری کو اس جگہ سے ہٹائے کہ اس جگہ تم جس مسئلے کا شکار ہوئے ہو، جو تمہیں معلوم ہی ہے۔''

راوی نے بیان کیا: پس ہم اس سے ہٹ گئے، پھر رسول اللہ ﷺ نے پانی منگوا کر وضوء کیا، پھر آپ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دو رکعتیں پڑھیں، پھر اقامت ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے دن چڑھنے کے بعد ہمیں فجر کی نماز پڑھائی۔

فوائد: ......صحیح مسلم میں ہے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ جب غزوۂ خیبر سے واپس لوٹ رہے تھے تو ایک رات، رات بھر چلتے رہے حتیٰ کہ جب نیند آنے لگی تو آپ آرام کے لیے اتر گئے اور بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''آج رات ہمارا پہرہ دینا۔'' راوی بیان کرتے ہیں کہ پھر بلال رضی اللہ عنہ کی آنکھیں بھی ان پر غالب آ گئیں۔ (یعنی سو گئے) اور وہ اپنے اونٹ سے ٹیک لگائے ہوئے تھے۔

چنانچہ نبی معظم ﷺ جاگے نہ بلال اور نہ کوئی اور صحابی حتیٰ کہ جب انہیں دھوپ لگی تو رسول اللہ ﷺ سب سے پہلے جاگنے والے تھے، آپ ﷺ گھبرائے اور فرمایا: اے بلال! انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے بھی اسی چیز نے پکڑ لیا جس نے آپ کو پکڑا۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان، پھر وہاں سے چل دیئے (اور کچھ دور جا کر اترے) تب آپ نے وضو کیا اور بلال کو حکم دیا تو انہوں نے نماز کے لیے اقامت کہی اور آپ نے انہیں فجر کی نماز پڑھائی۔ (مسلم، كتاب المساجد، رقم : ٦٨٠)

معلوم ہوا اگر آدمی نماز کے وقت سے سویا رہ جائے تو جب اٹھے اس وقت نماز ادا کرلے، تاخیر کا کوئی گناہ نہیں ہوگا، جبکہ ایسا عملاً نہ ہو۔

ایک دوسری حدیث میں ہے نبی معظم ﷺ سے سوال کیا گیا اگر کوئی شخص نماز پڑھنا بھول جائے یا سو جائے (تو کیا کرے؟) آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب یاد آئے اسی وقت نماز پڑھ لے۔'' (مسلم، كتاب المساجد، رقم : ٦٨٤)

[١٤٦/٢٣٠]...... أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْمُهَاجِرِ......

عَنْ أَبِي الشَّعْثَاءِ الْمُحَارِبِيِّ، قَالَ: خَرَجَ

ابوالشعثاء نے بیان کیا، نماز عصر کی اذان ہو جانے کے بعد

① مسلم، كتاب المساجد، باب قضاء الصلاة الفائتة......الخ، رقم: ٦٨٠ـ سنن نسائی، كتاب المواقيت، باب كيف يقضى الفائتة ......الخ رقم: ٦٢٣.

رَجُلٌ بَعْدَمَا أُذِّنَ بِصَلَاةِ الْعَصْرِ مِنَ الْمَسْجِدِ، فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَمَّا هَذَا فَقَدْ عَصَى أَبَا الْقَاسِمِ. ①

ایک آدمی مسجد سے باہر نکل گیا تو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس نے ابوالقاسم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نافرمانی کی ہے۔

[۲۳۱/۱۴۷]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ وَهُوَ ابْنُ الْمُهَاجِرِ قَالَ......

سَمِعْتُ أَبَا الشَّعْثَاءِ، يَقُولُ: كُنْتُ جَالِسًا مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَخَرَجَ رَجُلٌ مِنَ الْمَسْجِدِ بَعْدَمَا أُذِّنَ، فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَمَّا هَذَا فَقَدْ عَصَى أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ②

ابو الشعثاء بیان کرتے ہیں، میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا، اذان ہو جانے کے بعد ایک آدمی مسجد سے باہر نکل گیا، تو سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا: اس نے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی ہے۔

[۲۳۲/۱۴۸]...... أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عُبَيْدٍ الطَّنَافِسِيُّ......

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُهَاجِرِ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِثْلَهُ. ③

ابراہیم بن المہاجر نے ایک آدمی کے واسطے سے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس سابقہ حدیث کی مثل روایت کیا ہے۔

[۲۳۳/۱۴۹]...... أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ أَشْعَثَ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ رَأَى رَجُلًا خَارِجًا مِنَ الْمَسْجِدِ بَعْدَمَا يُؤَذَّنَ فِيهِ، فَقَالَ: أَمَّا هَذَا فَقَدْ عَصَى أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ فَلَا تَخْرُجُوا حَتَّى تُصَلُّوا. ④

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے ایک آدمی کو اس کے بعد مسجد سے باہر جاتے ہوئے دیکھا کہ وہاں اذان ہو چکی تھی، تو انہوں نے فرمایا: اس نے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم فرمایا: ''جب مؤذن اذان دے چکے تو تم (مسجد سے) باہر نہ جاؤ حتیٰ کہ نماز پڑھ لو۔''

فوائد:...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ اذان سننے کے بعد مسجد سے نکلنا جائز نہیں لیکن شرعی عذر ہو تو

---

① مسلم، كتاب المساجد، باب النهى عن الخروج من المسجد الخ، رقم: ٦٥٥ـ سنن ابوداود، رقم: ٥٣٦ـ سنن ترمذى، رقم: ٢٠٤ـ سنن نسائى، رقم: ٦٨٣ـ مسند احمد: ٢/ ٤١٠، ٤٧١.

② انظر الحديث السابق.

③ انظر الحديث السابق برقم (١٤٥/ ٢٣٠)

④ انظر الحديث السابق برقم (١٤٥/ ٢٣٠)

اس کی گنجائش ہے جیسا کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری اس مسجد سے اذان سن کر بلاضرورت نکل کر واپس نہ آنے والا منافق ہے۔'' (مجمع الزوائد: ۲/ ۵۔ اسنادہ صحیح)

امام دارمی رحمہ اللہ اپنی سنن میں ایک واقعہ نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کو حج یا عمرے کے لیے (روانگی) کے موقع پر الوداع کہنے آیا تو انہوں نے اسے فرمایا: نماز ادا کیے بغیر نہ جانا، بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اذان کے بعد مسجد سے منافق کے علاوہ کوئی دوسرا شخص نہیں نکلتا۔ ہاں (وہ نکلنے والا منافق نہیں) جو کسی حاجت کی غرض سے واپس آنے کے ارادے سے نکلے'' اس نے جواب دیا: بے شک میرے ساتھی حرہ میں ہیں۔ سو وہ چلا گیا۔ (راوی بیان کرتا ہے کہ) سعید بہت اہتمام سے اس کا ذکر کرتے رہے یہاں تک کہ انہیں خبر دی گئی کہ وہ اپنی سواری سے گر گیا ہے۔ اور اس کی ران ٹوٹ گئی ہے۔ (سنن دارمی، رقم: ٤٥٢۔ مصنف عبدالرزاق، رقم: ١٩٤٥)

[٢٣٨/١٥٠]...... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ كَعْبٍ يُقَالُ لَهُ......

أَبُو الأَوْبَرِ، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ أَبِي هُرَيْرَةَ فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: أَأَنْتَ نَهَيْتَ النَّاسَ أَنْ يُصَلُّوا فِي نِعَالِهِمْ، فَقَالَ: مَا نَهَيْتُ وَلَكِنْ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي خَلْفَ الْمَقَامِ وَعَلَيْهِ نَعْلاهُ، ثُمَّ انْصَرَفَ وَهُمَا عَلَيْهِ. فَقَالَ رَجُلٌ: أَنْتَ نَهَيْتَ النَّاسَ أَنْ يَصُومُوا يَوْمَ الْجُمُعَةِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَقُولُ: لا تَصُومُوا يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَإِنَّهُ يَوْمُ عِيدٍ إِلَّا أَنْ تَصِلُوهُ بِأَيَّامٍ. قَالَ: ثُمَّ أَنْشَأَ يُحَدِّثُ، فَقَالَ: فَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَارِجًا، وَالنَّاسُ جُلُوسٌ عِنْدَهُ إِذْ أَقْبَلَ الذِّئْبُ حَتَّى أَقْعَى بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ بَصْبَصَ بِذَنَبِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى

ابوالاوبر نے بیان کیا، میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھا، ایک آدمی ان کے پاس آیا تو اس نے کہا: آپ نے لوگوں کو جوتوں میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: میں نے منع نہیں کیا، لیکن رب کعبہ کی قسم! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام ابراہیم کے پیچھے دیکھا آپ جوتے پہنے ہوئے تھے، پھر آپ واپس آئے تو بھی آپ جوتے پہنے ہوئے تھے۔ ایک آدمی نے کہا: آپ نے لوگوں کو جمعہ کے دن روزہ رکھنے سے منع کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''تم جمعہ کے دن روزہ نہ رکھا کرو، کیونکہ وہ یوم عید ہے مگر یہ کہ تم اسے دیگر ایام کے ساتھ ملا لو۔'' راوی نے بیان کیا، پھر وہ حدیث بیان کرنے لگے انہوں نے کہا: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف فرما تھے جبکہ لوگ (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، کہ اچانک ایک بھیڑیا آیا حتیٰ کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَذَا الذِّئْبُ وَهُوَ وَافِدُ الذِّئَابِ فَهَلْ تَرَوْنَ أَنْ تَجْعَلُوا لَهُ مِنْ أَمْوَالِكُمْ شَيْئًا ؟ قَالَ: فَقَالُوا بِأَجْمَعِهِمْ: لَا وَاللّٰهِ مَا نَجْعَلُ لَهُ شَيْئًا، قَالَ: فَقَامَ رَجُلٌ: فَرَمَاهُ بِحَجَرٍ فَأَدْبَرَ وَلَهُ عُوَاءٌ، فَقَالَ: هَذَا الذِّئْبُ وَمَا الذِّئْبُ ؟①

سامنے بیٹھ گیا، پھر اپنی دم ہلانے لگا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ بھیڑیا دیگر بھیڑیوں کا سفیر ہے، کیا تم اپنے اموال میں سے اسے کچھ دیتے ہو؟ انہوں نے مل کر کہا: نہیں، اللہ کی قسم! ہم اسے کچھ نہیں دیں گے، پس ایک آدمی کھڑا ہوا تو اس نے اسے ایک پتھر مارا، اور وہ بھونکتا ہوا واپس چلا گیا، فرمایا: یہ بھیڑیا ہے اور بھیڑیا کیا ہے؟

[۲۳۹/۱۵۱]...... أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ زِيَادٍ الْحَارِثِيِّ، قَالَ......

كُنْتُ عِنْدَ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: أَأَنْتَ نَهَيْتَ النَّاسَ أَنْ يُصَلُّوا فِي نِعَالِهِمْ ؟ فَذَكَرَ مِثْلَهُ إِلَى قَوْلِهِ: فَانْصَرَفَ وَعَلَيْهِ نَعْلَاهُ، وَلَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهُ. ②

زیاد الحارثی نے بیان کیا، میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھا، تو ایک آدمی نے ان سے کہا: کیا آپ نے لوگوں کو منع کیا ہے کہ وہ جوتے پہن کر نماز نہ پڑھیں؟ پس انہوں نے حدیث سابق کے ان الفاظ: ''پس آپ واپس آئے تو آپ نے جوتے پہن رکھے تھے۔'' تک حدیث سابق کے مثل ذکر کیا، اور اس کے بعد کے الفاظ ذکر نہیں کیے۔

[۲۴۰/۱۵۲]...... أَخْبَرَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ عُمَيْرٍ، يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي الأَوْبَرِ، قَالَ......

كُنْتُ عِنْدَأَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: أَأَنْتَ نَهَيْتَ النَّاسَ أَنْ يُصَلُّوا فِي نِعَالِهِمْ ؟ فَذَكَرَ قِصَّةَ النَّعْلَيْنِ، وَصَوْمَ الْجُمُعَةِ مِثْلَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهُ. ③

ابوالاوبر نے بیان کیا، میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھا، تو ایک آدمی نے انہیں کہا: کیا آپ نے لوگوں کو منع کیا ہے کہ وہ جوتے پہن کر نماز نہ پڑھیں؟ پس راوی نے جوتوں والا قصہ اور جمعہ کے دن کے روزے کے متعلق حدیث سابق کے مثل ذکر کیا، اور اس کے بعد جو ہے وہ ذکر نہیں کیا۔

---

① مسند احمد: ۲/ ۳۶۵۔ قال شعیب الارناؤط: اسناده صحیح لغیره۔ المطالب العالیه: ۲/ ۲۹۵۔ مجمع الزوائد: ۸/ ۲۹۵.

② انظر الحدیث السابق.

③ انظر الحدیث السابق برقم (۲۳۸/۱۴۹)

فوائد: ...... (۱) جوتے پہن کر اور اتار کر دونوں طرح نماز پڑھنا جائز ہے۔ جیسا کہ سیدنا عمرو بن شعیب رحمہ اللہ اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جوتے اتار کر نماز پڑھتے دیکھا ہے اور جوتے پہن کر بھی۔ (سنن ابن ماجه، رقم : ۱۰۳۸)

لیکن اگر جوتے پہن کر نماز ادا کرنی ہے تو جوتوں کا پاک ہونا شرط ہے۔

جیسا کہ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی مسجد میں آئے تو اپنے جوتوں کو بغور دیکھ لیا کرے۔ اگر ان میں کوئی گندگی یا نجاست نظر آئے تو اسے پونچھ ڈالے اور پھر ان میں نماز پڑھ لے۔''

(سنن ابوداود، رقم : ٦٥٠)

(۲)...... معلوم ہوا اکیلے جمعہ کے دن کا روزہ رکھنا جائز نہیں ہے، جمہور علماء اسے مکروہ کہتے ہیں جبکہ بعض نے اس دن کے روزے کو حرام کہا ہے۔

جمعہ کا روزہ کیوں منع ہے اس کی حدیث میں وضاحت ہو چکی ہے کہ جمعہ عید کا دن ہے اور عید کے دن بالاتفاق روزہ حرام ہے، اس لیے جمعہ کے دن روزہ نہیں رکھنا چاہیے۔ لیکن عید اور جمعہ میں اتنا فرق ضرور ہے کہ جمعہ سے پہلے یا ایک دن بعد ملا لے تو جمعہ کا روزہ درست ہو جاتا ہے۔

[٢٥٧/١٥٣]...... أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنِ الأَشْعَثِ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ، عَنْ أَبِي الأَحْوَصِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: صَلَاةُ الرَّجُلِ فِي الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلَاةَ الْفَذِّ خَمْسَةً وَعِشْرِينَ صَلَاةً. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آدمی کا باجماعت نماز پڑھنا اس کے اکیلے نماز پڑھنے سے پچیس گنا زیادہ باعث ثواب ہے۔''

[٢٥٨/١٥٤]...... أَخْبَرَنَا أَبُو الْوَلِيدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنِ الأَشْعَثِ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ، عَنْ أَبِي الأَحْوَصِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فَضْلُ صَلَاةِ الرَّجُلِ فِي الْجَمْعِ عَلَى صَلَاةِ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آدمی کی باجماعت نماز اکیلے آدمی کی نماز سے پچیس گنا زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔''

---

① بخاری، كتاب الصلاة، باب الصلاة فی مسجد الخ، رقم: ٤٧٧ـ مسلم، كتاب المساجد، باب فضل صلاة الجماعة الخ، رقم: ٦٤٩ـ سنن ابوداود، رقم: ٥٥٩ـ سنن ترمذی، رقم: ٢١٦ـ سنن نسائی، رقم: ٨٣٨ـ سنن ابن ماجه، رقم: ٧٨٦ـ مسند احمد: ٢/ ٢٦٤.

الْفَذِّ خَمْسٌ وَعِشْرُونَ دَرَجَةً . ①

[۲۶۹/۱۵۵]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ قَتَادَةَ ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ وَسَاجٍ......

عَنْ أَبِي الأَحْوَصِ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ . ②

ابوالاحوص نے عبداللہ کے حوالے سے رسول اللہ ﷺ سے اسی مانند روایت کیا ہے۔

فوائد :...... مذکورہ احادیث سے باجماعت نماز پڑھنے کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ سیدنا عبداللہ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلَاةَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّعِشْرِيْنَ دَرَجَةً .)) ''باجماعت نماز منفرد نماز سے ستائیس گنا افضل ہے۔'' محدثین نے دونوں قسم کی روایات کے باہمی تعارض کو اس طرح دور کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے: پہلے آپ ﷺ نے پچیس گنا فضیلت بتائی ہو اور پھر ستائیس گنا بتا دی ہو۔ بعض نے کہا: ان اعداد میں کوئی تضاد نہیں، کیونکہ پچیس ستائیس میں داخل ہے۔ بعض نے کہا: یہ فرق مسجد کے قرب و بعد کی وجہ سے ہوسکتا ہے۔ جو نزدیک سے آئے اسے پچیس گنا اور جو دور سے آئے، اسے ستائیس گنا ثواب ملے۔ اسی طرح خشوع وخضوع، توجہ اور دلجمعی میں تفاوت کی بنا پر بھی ہوسکتا ہے۔

(شرح النووی: ۵/ ۱۵۱)

[۲۷۰/۱۵٦]...... أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ......

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي خَالِدٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، قَالَ: رَأَيْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ صَلَّى صَلَاةَ الْفَجْرِ تَجَوَّزَ فِيهَا ، قَالَ فَقُلْتُ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ هَكَذَا كَانَتْ صَلَاةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: نَعَمْ ، وَأَوْجَزَ . ③

ابن ابی خالد نے اپنے والد سے روایت کیا، انہوں نے کہا: میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا انہوں نے فجر کی نماز پڑھی وہ اس میں اختصار کرتے تھے، میں نے کہا: ابوہریرہ! رسول اللہ ﷺ اس طرح نماز پڑھا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں، اس سے بھی زیادہ مختصر۔

فوائد : ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا امام کو مختصر جماعت کروانی چاہیے۔ مختصر کا مطلب یہ ہے کہ قراءت میں زیادہ طوالت، رکوع وسجود اور تشہد میں بہت زیادہ اذکار و دعاؤں سے اجتناب کرے۔

صحیح بخاری میں ہے سیدنا ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں فجر کی نماز میں تاخیر کر کے اس لیے شریک ہوتا ہوں کہ فلاں صاحب فجر کی نماز بہت طویل کر دیتے ہیں، اس پر آپ اس قدر غصہ ہوئے کہ میں نے نصیحت کے وقت اس دن سے زیادہ غضبناک آپ کو کبھی نہیں دیکھا۔

① السنن الکبریٰ للبیهقی : ۳/ ۸٤ . ② السابق .

③ مسند احمد: ۲/ ٤۷۲۔ مسندی حمیدی ، رقم: ۹۸۷۔ اسناده حسن لغیره .

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''لوگو! تم میں بعض لوگ (نماز سے لوگوں کو) دور کرنے کا باعث ہیں، پس جو شخص امام ہو اسے ہلکی نماز پڑھنی چاہیے، اس لیے کہ اس کے پیچھے کمزور، بوڑھے اور ضرورت والے سب ہوتے ہیں۔''

(بخاری، کتاب الاذان، رقم: ٧٠٤)

جب اکیلا ہو تو آدمی جتنی چاہے لمبی نماز پڑھ سکتا ہے جیسا کہ (بخاری، رقم: ۷۰۳۔ مسلم، رقم: ۴۶۷) سے ثابت ہے۔

[٢٧٩/١٥٧]...... أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَبِي أَوْفَى، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَقْطَعُ الصَّلَاةَ الْكَلْبُ وَالْحِمَارُ وَالْمَرْأَةُ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کتا، گدھا اور عورت (نمازی کے آگے سے گزر کر) نماز توڑ ڈالتے ہیں۔''

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کتے، گدھے اور عورت کے گزرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔ اس مسئلے میں فقہاء کا اختلاف ہے۔

جمہور علماء کا کہنا ہے کہ یہ تینوں چیزیں نماز کو باطل نہیں کرتیں بلکہ صرف اجر وثواب میں کمی کرتی ہیں۔ جبکہ امام احمد رحمہ اللہ کا موقف یہ ہے کہ صرف کتا گزرے تو نماز باطل ہوتی ہے، گدھے اور حائضہ عورت کے گزرنے سے نہیں ہوتی۔ (نیل الاوطار: ۲/ ۲۱۰)

لیکن حدیث کے عموم سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نماز لوٹانی چاہیے جیسا کہ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ گدھے، عورت اور سیاہ کتے کے گزرنے پر نماز لوٹائی جائے۔ (سلسلة الصحیحه، رقم: ۳۳۲۳)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ، علامہ ابن قیم، امام ابن حزم رحمہم اللہ کا موقف ہے: ان تینوں کے گزرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔ (توضیح الاحکام: ۲/ ۷۲)

شیخ ابن باز رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ ان تینوں کے علاوہ اور کوئی گزرے تو نماز باطل نہیں ہوتی۔

(فتاویٰ اسلامیه: ١/ ٢٤٣۔٢٤٤)

[٢٩٥/١٥٨]...... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، وَالثَّوْرِيُّ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ، عَنْ أَبِي عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، يَرْفَعُهُ، قَالَ: إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلْيُصَلِّ إِلَى شَيْءٍ يَسْتُرُهُ، فَإِنْ لَمْ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو وہ کسی چیز کی

① مسلم، کتاب الصلاة، باب قدر ما یستر المصلی، رقم: ٥١١۔ سنن ابن ماجه، رقم: ٩٥٠۔ مسند احمد: ٢/ ٤٢٥.

يَجِدْ فَلْيَتَخَطَّ خَطًّا، ثُمَّ لَا يَمُرُّ مَا بَيْنَ يَدَيْهِ. ①

طرف (منہ کر کے) نماز پڑھے جسے وہ سترہ بنائے، اگر وہ کوئی چیز نہ پائے تو وہ لکیر کھینچ لے پھر اس کے آگے سے جو بھی گزر جائے گا وہ اس کے لیے مضر نہیں ہوگا۔''

[۱۵۹/۲۹۸]...... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ لَيْثِ بْنِ أَبِي سُلَيْمٍ، عَنْ كَعْبٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا قَالَ الْإِمَامُ ﴿وَلَا الضَّآلِّينَ﴾ فَوَافَقَ آمِينُ أَهْلِ الْأَرْضِ بِآمِينِ الْمَلَائِكَةِ أَهْلِ السَّمَاءِ غَفَرَ اللّٰهُ لِلْعَبْدِ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ، وَمَثَلُ مَنْ لَا يَقُولُ آمِينَ كَمَثَلِ رَجُلٍ غَزَا مَعَ قَوْمٍ فَأَقْرَعُوا فَخَرَجَتْ سِهَامُهُمْ فَلَمْ يَخْرُجْ سَهْمُهُ، فَقَالَ: مَا لِيَ لَا يَخْرُجُ سَهْمِي؟ فَقِيلَ: إِنَّكَ لَمْ تَقُلْ آمِينَ، قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: وَكَانَ الْإِمَامُ إِذَا قَالَ: ﴿وَلَا الضَّآلِّينَ﴾ جُهِرَ بِآمِينَ. ②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب امام ﴿وَلَا الضَّآلِّينَ﴾ کہے اور زمین والوں کا آمین کہنا آسمان والوں کے آمین کہنے کے ساتھ ہو جائے تو اللہ بندے کے سابقہ تمام گناہ بخش دیتا ہے، اور وہ شخص جو آمین نہیں کہتا اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے کچھ لوگوں کے ساتھ جہادی سفر کیا تو انہوں نے قرعہ اندازی کی، پس ان کا حصہ اس کے حصے نکلنے سے پہلے نکل آیا، تو اس نے کہا: کیا وجہ ہے کہ میرا حصہ نہیں نکلا؟ اسے بتایا گیا: تم نے آمین نہیں کہی۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: امام کا معمول تھا کہ جب وہ ﴿وَلَا الضَّآلِّينَ﴾ کہتا تو بلند آواز کے ساتھ آمین کہتا۔

فوائد:...... مذکورہ روایت کا پہلا حصہ صحیح ہے جبکہ اس کا آخری حصہ ضعیف ہے، جس میں مثال بیان کی گئی ہے۔ (ضعیف ترغیب وترھیب: ۲۶۹)

مذکورہ حدیث سے نماز میں آمین کہنے کی فضیلت ثابت ہوئی۔ معلوم ہوا کہ نماز میں آمین کہنی چاہیے، یہ بھی معلوم ہوا کہ آمین کہنے سے نماز باطل نہیں ہوتی، بلکہ گناہ معاف ہوتے ہیں۔ جیسا کہ کچھ لوگوں کا یہ نظریہ ہے کہ آمین کہنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔ مذکورہ حدیث میں ہے کہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اس سے مراد صغیرہ گناہ ہیں، کیونکہ کبیرہ گناہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے، اسی طرح حقوق العباد بھی معاف نہیں ہوتے۔

---

① سنن ابوداود، كتاب الصلاة، باب الخط اذا لم يجد عصا، رقم: ٦٨٩۔ قال الشيخ الالباني، ضعيف۔ سنن ابن ماجه، رقم: ٩٤٣۔ مسند احمد: ٢/ ٢٥٤.

② بخاری، كتاب الاذان، باب جهر المأموم بالتامين، رقم: ٧٨٢۔ مسلم، كتاب الصلاة، باب التسبيح والتحميد والتامين، رقم: ٤١٠۔ سنن ابوداود، رقم: ٩٣٤۔ سنن نسائی، رقم: ٩٢٧.

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس سے مراد ہے کہ صغیرہ تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں نہ کہ کبیرہ، اسی وجہ سے (مِنْ ذَنْبِهٖ) میں (مِنْ) تبعیضیہ ہے نہ کہ بیانیہ۔ لہٰذا حدیث کا ترجمہ اس طرح ہوگا کہ اس کے بعض گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (فتح الباری: ۲/ ۲٦٥)

زمین والوں کا آسمان والوں کی آمین سے مل جانے کا مطلب کیا ہے؟ علماء نے اس کی تشریح مختلف انداز سے کی ہے۔ وقت میں موافقت یعنی جس وقت فرشتے آمین کہیں اسی وقت نمازی آمین کہیں۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے علامہ ابن منیر رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے جس کا مفہوم کچھ یوں ہے: دراصل بندوں کا فرشتوں سے قول وزمان میں موافق ہونا، اس کی حکمت یہ ہے کہ مقتدیوں کو بیدار رکھا جائے تاکہ وہ نماز میں غفلت نہ برتیں، کیونکہ فرشتے غافل نہیں ہوتے، وہ وقت پر آمین کہتے ہیں، پس اسی کی آمین ان سے موافقت کرے گی جو بیدار ہوگا۔

(فتح الباری: ۲/ ۲٦٥)

آمین کا مطلب کیا ہے؟ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لفظ (آمین) (صَهٍ) کے لفظ کی طرح اسمائے افعال میں سے ہے اور جمہور علماء کی رائے میں اس کا معنی یہ ہے، اے اللہ قبول فرما۔ (آمین) کے معنی کے بارے میں کچھ دیگر اقوال بھی ہیں، لیکن سب کا ماحاصل یہی معنی ہے۔ (فتح الباری: ۲/ ۲٦۲)

[١٦٠/٣١٠]...... أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ الأَصَمِّ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ بِالصَّلَاةِ فَتُقَامَ، ثُمَّ آمُرَ فِتْيَتِي فَيَجْمَعُوا حِزَمَ الْحَطَبِ، ثُمَّ نُحَرِّقَ عَلَى أَقْوَامٍ لَا يَشْهَدُونَ الصَّلَاةَ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے ارادہ کیا کہ میں نماز کا حکم دوں پس نماز کے لیے اقامت کہی جائے، پھر میں نوجوانوں کو حکم دوں تو وہ لکڑیوں کے گٹھے اکٹھے کریں، پھر انہیں ان پر جلایا جائے جو نماز پڑھنے نہیں آتے۔''

[١٦١/٣١١]...... أَخْبَرَنَا كَثِيرُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ الأَصَمِّ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ فِتْيَتِي، فَيَجْمَعُوا حِزَمَ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے ارادہ کیا کہ میں جوانوں کو حکم دوں کہ وہ لکڑیوں کے گٹھے اکٹھے کریں، پھر میں نماز کا

---

① بخاری، كتاب الاذان، باب وجوب صلوة الجماعة، رقم: ٦٤٤۔ مسلم، كتاب المساجد، باب فضل صلاة الجماعة و بيان التشديد فى التخلف عنها، رقم: ٦٥١۔ سنن ابوداود، رقم: ٥٤٨۔ سنن ترمذى، رقم: ٢١٧۔ سنن نسائى، رقم: ٨٤٨۔ سنن ابن ماجه، رقم: ٧٩١۔ مسند احمد: ٢/ ٤٢٤۔ صحيح ابن حبان، رقم: ٢٠٩٨.

الْحَطَبِ، ثُمَّ آمُرَ بِالصَّلَاةِ فَتُقَامَ، ثُمَّ أُحَرِّقَ عَلَى أَقْوَامٍ بُيُوتَهُمْ يَسْمَعُونَ النِّدَاءَ، ثُمَّ لَا يَأْتُوهَا . قَالَ: فَقِيلَ لِيَزِيدَ بْنِ الأَصَمِّ إِلَى جُمُعَةٍ، قَالَ: مَا سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ ذَكَرَ جُمُعَةً وَلَا غَيْرَهَا . ①

حکم دوں تو اس کے لیے اقامت کہی جائے، پھر ان لوگوں پر ان کے گھر جلا دوں جو اذان سنتے ہیں لیکن نماز پڑھنے نہیں آتے۔''

[۳۱۲/۱٦۲]...... أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى، وَالْمُلَائِيُّ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ قَوْلَ يَزِيدَ . ②

فضل بن موسیٰ اور الملائی نے اس اسناد سے اسی مثل روایت کیا ہے۔

فوائد:...... مذکورہ بالا حدیث کے متعلق علامہ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ اس میں باجماعت نماز چھوڑ کر گھروں میں چھپے رہنے والوں کو نکالنے کی غرض سے امام یا اس کے نائب کو جماعت ترک کرنے کی اجازت ہے۔
(فتح الباری: ۲/ ۱۳۰)

علامہ عینی رحمہ اللہ نے مذکورہ حدیث سے ماخوذ کئی فوائد بیان کیے ہیں۔

(۱)...... ہمیشہ سزا دینے سے قبل وعید کو مقدم رکھنا چاہیے، اس لیے کہ اگر اصلاح فقط ڈانٹ ڈپٹ اور مختصر سزا سے ہو جائے تو بجائے بڑی سزا دینے کے اسی پر اکتفا کیا جائے۔

(۲)......حق کی وجہ سے کسی بھی شخص کو اس کے گھر سے نکالا جا سکتا ہے جب کہ وہ گھر میں روپوش ہوئے بیٹھا ہو اور اسے نکالنے کے لیے ہر ممکنہ طریقہ بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آگ جلانے کا ارادہ فرمایا تھا۔

(۳)...... مجرم کی غفلت پر گرفت کرنی چاہیے۔ (عمدة القاری: ٤/ ٣٣٣، ٣٣٤)

علامہ ابوبکر کا سانی حنفی باجماعت نماز کے وجوب کے دلائل کے ضمن میں اسی حدیث کے متعلق لکھتے ہیں: ایسی وعید تو واجب ترک کرنے پر ہی ملتی ہے۔ (بدائع الصنائع: ۱/۱۵۵)

شیخ ابن باز رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ظاہر ہے کہ جو شخص کسی امر مستحب یا فرض کفایہ سے پیچھے رہے تو اسے اس طرح سرزنش نہیں کی جا سکتی۔ (فتاویٰ اسلامیہ: ۱/ ٤٧٤)

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں: نماز باجماعت ادا کرنا فرض عین ہے، اس کا سبب یہ ہے کہ اگر باجماعت نماز ادا کرنا سنت ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جماعت کے تارک کے لیے جھلسا دینے والی اتنی غضبناک وعید (قطعاً) بیان نہ فرماتے۔ اور اگر یہ فعل فرض کفایہ ہوتا تو پھر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھ جو لوگ شریک تھے ان ہی کے لیے کافی تھا کہ وہ ایک

① انظر ما قبله . ② انظر ما قبله .

ساتھ ہو کر یہ فرض نبھا دیں، اتنے تکلّفات کی کیا ضرورت تھی کہ لوگوں کو نماز کے لیے بلایا جائے اور ان میں سے کسی ایک کو مصلیٰ امامت پر کھڑا کر کے لوگوں سمیت ان کے گھروں کو نظر آتش کیا جائے، یعنی ایسی باتیں کہنے کی کیا ضرورت تھی۔

اس کے بعد حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اسی لیے بعض فقہاء نے اس فرمان نبوی ﷺ سے یہ استدلال کیا ہے کہ نماز باجماعت ادا کرنا فرض عین ہے۔ جن فقہاء کرام نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے وہ عطاء، اوزاعی، احمد، ابوثور، ابن خزیمہ، ابن المنذر، ابن حبان اور امام بخاری رحمہم اللہ ہیں۔ (فتح الباری: ۲/ ۱۲۵، ۱۲۹)

[۳۱۳/۱۶۳]...... أَخْبَرَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْفَزَارِيُّ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الأَصَمِّ، عَنْ عَمِّهِ، يَزِيدَ بْنِ الأَصَمِّ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ أَعْمَى إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنَّهُ لَيْسَ لِي قَائِدٌ يَقُودُنِي إِلَى الصَّلَاةِ فَسَأَلَهُ أَنْ يُرَخِّصَ لَهُ فِي بَيْتِهِ فَأَذِنَ لَهُ، فَلَمَّا وَلَّى دَعَاهُ، فَقَالَ لَهُ: هَلْ تَسْمَعُ النِّدَاءَ بِالصَّلَاةِ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَأَجِبْ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، ایک نابینا شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے عرض کیا: میرا ایسا کوئی قائد نہیں جو کہ مجھے نماز کے لیے لے آئے، پس اس نے آپ سے درخواست کی کہ وہ اسے گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت دے دیں، آپ نے اسے اجازت دے دی، جب وہ واپس مڑا تو آپ نے اسے بلا کر فرمایا: ''کیا تم نماز کے لیے اذان سنتے ہو؟'' اس نے عرض کیا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر نماز کے لیے آؤ۔''

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے نماز باجماعت پڑھنے کی اہمیت ثابت ہوتی ہے۔ شیخ ابن باز رحمہ اللہ لکھتے ہیں اس حدیث سے معلوم ہوا جب ایک اندھے شخص کے لیے ترک جماعت کی رخصت نہیں تو بینا کے لیے تو بالاولیٰ رخصت نہیں۔ (فتاویٰ اسلامیہ: ۱/ ٤٧٤)

مولانا عبیداللہ مبارکپوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں: جماعت کے واجب عین ہونے کے متعلق حدیث (کی دلالت) واضح ہے اسے چھوڑنے والا نمازی گناہ گار ہے۔ (مرعاۃ المفاتیح: ۳/ ٤٨٨)

سنن ابی داود میں ہے یہ نابینا صحابی سیدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ۔ (سنن ابی داود، رقم: ٥٥٣) نماز باجماعت کی اہمیت دیگر کئی صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ سیدنا عتبان بن مالک سالمی رضی اللہ عنہ کو نبی مکرم ﷺ نے گھر میں نماز پڑھنے کی

---

① مسلم، کتاب المساجد، باب یجب ایتان المسجد الخ، رقم: ٦٥٣۔ سنن ابوداود، کتاب الصلاۃ، باب فی التشدید فی ترك الجماعة، رقم: ٥٥٢۔ سنن نسائی، رقم: ٨٥٠.

اجازت دی ہے۔(سنن ابن ماجہ، رقم : ٧٥٤)

''حجۃ اللہ البالغۃ'' میں شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ سیدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو رخصت نہ دینے کی وجہ یہ تھی کہ شاید ان کا سوال عزیمت کے متعلق تھا۔

[٣١٤/١٦٤]...... أَخْبَرَنَا الْمَخْزُومِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الأَصَمِّ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ الأَصَمِّ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: تَقْطَعُ الصَّلَاةَ الْمَرْأَةُ، وَالْكَلْبُ، وَالْحِمَارُ، وَيَقِي ذَلِكَ مِثْلُ مُؤَخِّرَةِ الرَّحْلِ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عورت، کتا اور گدھا (نمازی کے آگے سے گزر کر) نماز توڑ دیتا ہے جبکہ پالان کی آخری لکڑی جیسی چیز اسے بچا دیتی ہے۔''

فوائد:...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا نمازی کے آگے اگر سترہ ہو تو کوئی بھی چیز گزر جائے نماز باطل نہیں ہوتی۔ اور سترے کی کم از کم مقدار یہ ہے کہ اونٹ کے پالان کے پچھلے حصے کی لکڑی کی اونچائی کے برابر ہو۔ نہ کہ چوڑائی کے، جیسا کہ دوسری حدیث سے ثابت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے (ہر) ایک کو نماز میں سترہ رکھنا چاہیے خواہ تیر کو ہی سترہ بنا لے۔'' (سلسلة الصحيحه، رقم : ٢٧٨٣)

اور کسی جانور کو سترہ بنانا بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔(صحیح ابوداود، رقم : ٦٤١)

امام صنعانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ لکڑی بازو کے دو تہائی حصے کے برابر ہوتی ہے۔(سبل السلام: ١/ ٤١٣)

حضرت قتادہ رحمہ اللہ کا موقف ایک ہاتھ اور ایک بالشت ہے جیسا کہ آئندہ حدیث میں تذکرہ ہے۔

[٣١٥/١٦٥]...... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ......

عَنْ عَطَاءٍ، قَالَ: مُؤَخِّرَةٌ قَدْرُ ذِرَاعٍ، وَقَالَ: مَعْمَرٌ، عَنْ قَتَادَةَ: ذِرَاعٌ وَشِبْرٌ. ②

عطاء رحمہ اللہ نے بیان کیا، پالان کی آخری لکڑی ہاتھ کے برابر ہے، اور معمر نے قتادہ رحمہ اللہ کے حوالے سے بیان کیا: ایک ہاتھ اور ایک بالشت۔

فوائد:...... دیکھئے شرح حدیث نمبر: ۳۱۴۔

[٣١٦/١٦٦]...... أَخْبَرَنَا الْفَزَارِيُّ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الأَصَمِّ، عَنْ عَمِّهِ، يَزِيدَ بْنِ الأَصَمِّ......

---

① مسلم، كتاب الصلاة، باب قدر ما يستر المصلى، رقم: ٥١٠ـ انظر: ٢٧٩ .

② سنن كبرى بيهقى: ٢/ ٢٦٩ـ مصنف عبد الرزاق، رقم: ٢٢٧٢ .

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى، اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ یہود ونصاریٰ پر لعنت فرمائے، انہوں نے اپنے انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو مساجد بنالیا۔''

فوائد:...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا قبروں پر مسجدیں بنانا جائز نہیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو آپ کی بعض ازواج مطہرات نے ایک گرجے کا ذکر کیا جسے انہوں نے حبشہ میں دیکھا تھا۔ سیدہ ام سلمہ اور سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہما دونوں حبش کے ملک میں گئی تھیں۔ انہوں نے اس کی خوبصورتی اور اس میں رکھی گئی تصاویر کا بھی ذکر کیا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اٹھایا اور فرمایا: ''ان لوگوں میں جب کوئی نیک آدمی فوت ہوتا ہے تو یہ اس کی قبر پر مسجد بنا لیتے، پھر اس کی تصویر اس میں رکھ دیتے۔ یہی اللہ تعالیٰ کے نزدیک مخلوق میں سے بدترین لوگ ہیں۔'' (بخاری، رقم : ۱۳۴۱۔ مسلم، رقم : ۵۲۸)

ایک دوسری روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان مذکور ہے کہ ''بے شک بدترین لوگ وہ ہیں جن پر قیامت قائم ہوگی اور جو قبروں کو مسجدیں بنا لیتے ہیں۔'' (احکام الجنائز : ص ۲۷۸۔ صحیح ابن حبان، رقم : ۳۴۰)

امام صنعانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قبروں کو مساجد بنا لینے میں یہ دونوں مفہوم ہی شامل ہیں۔ (۱)...... قبروں کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا۔ (۲)...... قبروں پر (مساجد بنا کر) نماز پڑھنا۔ (سبل السلام: ۱/ ۲۱٤)

علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ قبروں کو مسجدیں بنانے میں تین امور شامل ہیں: (۱)...... قبروں کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا۔ (۲)...... قبروں پر سجدے کرنا۔ (۳)...... قبروں پر مسجدیں بنانا۔

(احکام الجنائز وبدعها: ص۲۷۹)

[۳۲۳/۱٦۷]...... أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِی مَرْزُوقٍ......

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَقُولُ اللّٰهُ تَعَالَى: قَسَمْتُ الصَّلَاةَ بَيْنِی وَبَيْنَ عَبْدِی،

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ فرماتا ہے: میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان تقسیم کر دیا ہے اور میرے

① بخاری، کتاب الصلاة، باب الصلاة فی البعیة، رقم: ٤٣٧۔ مسلم، کتاب المساجد، باب النهی عن بناء المساجد...... الخ، رقم : ۵۳۰۔ سنن ابوداود، رقم: ۳۲۲۷۔ سنن نسائی، رقم: ۲۰٤۷۔ مسند احمد: ۲/ ۲۸۵.

وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ، نِصْفُهُ لَهُ وَنِصْفُهُ لِي، فَإِذَا قَالَ الْعَبْدُ: ﴿اَلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾، قَالَ الرَّبُّ: حَمِدَنِي عَبْدِي، فَإِذَا قَالَ: ﴿اَلرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ﴾، قَالَ الرَّبُّ: أَثْنَى عَلَيَّ عَبْدِي، فَإِذَا قَالَ: ﴿مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ﴾، قَالَ: مَجَّدَنِي عَبْدِي، فَإِذَا قَالَ: ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾، قَالَ: هَذِهِ لِعَبْدِي، وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ، فَإِذَا قَالَ: ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ﴾، قَالَ: هَذِهِ لِعَبْدِي وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ، هَكَذَا قَالَ الْفَضْلُ أَوْ نَحْوُهُ. ①

بندے کے لیے وہی ہے جس کا اس نے سوال کیا ہے، اس کا نصف اس کے لیے ہے اور نصف میرے لیے ہے، جب بندہ کہتا ہے: ﴿اَلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ رب تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے میری حمد بیان کی، جب وہ کہتا ہے: ﴿اَلرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ﴾ رب فرماتا ہے: میرے بندے نے میری ثناء بیان کی، جب وہ کہتا ہے: ﴿مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ﴾ رب فرماتا ہے: میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی، جب وہ کہتا ہے: ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ وہ فرماتا ہے: یہ میرے بندے کے لیے ہے اور میرے بندے کے لیے وہی ہے جس کا اس نے سوال کیا ہے۔ جب وہ کہتا ہے: ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ﴾ تو وہ فرماتا ہے: یہ میرے بندے کے لیے ہے اور میرے بندے کے لیے وہی ہے جس کا اس نے سوال کیا ہے۔'' الفضل نے اسی طرح بیان کیا۔

فوائد :...... مذکورہ حدیث سے سورۂ فاتحہ کی فضیلت کا اثبات ہوتا ہے کہ جو آدمی نماز میں اس سورت کی تلاوت کرتا ہے، اللہ ذوالجلال اس خوش نصیب پر مہربان اور راضی ہوتا ہے کہ اس کے ہر جملے کا جواب اللہ ذوالجلال دیتا ہے۔

مذکورہ حدیث قدسی کے ابتدائی الفاظ میں اللہ ذوالجلال نے فرمایا ہے کہ میں نے اپنے اور اپنے بندے کے درمیان نماز کو آدھا آدھا تقسیم کرلیا ہے۔ حالانکہ رکوع، سجدہ، جلسہ استراحت، قومہ کے متعلق یہ نہیں فرمایا کہ میں نے اپنے اور اپنے بندے کے درمیان تقسیم کرلیا۔ اور اسی طرح تکبیر تحریمہ، ثنا، تسبیحات، قومہ کی دعائیں وغیرہ کے متعلق یہ نہیں فرمایا کہ میں جواب دیتا ہوں صرف سورۂ فاتحہ کے متعلق ہی فرمایا کہ میں جواب دیتا ہوں۔ اسی لیے بعض مفسرین نے سورۂ فاتحہ کا نام 'سورۃ المناجات' رکھا ہے۔

((سُوْرَةُ الْمُنَاجَاتِ لِاَنَّ الْعَبْدَيْنَا جِیْ فِيْهَا رَبَّهٗ .)) (الاتقان فی علوم القران: ۱/ ۵۳)

معلوم ہوا ہر نمازی کو سورۂ فاتحہ ہر طرح کی نمازوں میں پڑھنا از حد ضروری ہے۔

---

① مسلم، کتاب الصلاة، باب وجوب قراءة الفاتحة الخ، رقم: ۳۹۵۔ سنن ابوداود، رقم: ۹۲۱۔ سنن ترمذی، رقم: ۲۹۵۳۔ سنن نسائی، رقم: ۹۰۹۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۳۷۸٤.

[۱۶۸/۳۲۹]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ، حَدَّثَنَا النَّهَّاسُ بْنُ قَهْمٍ، حَدَّثَنَا شَدَّادٌ أَبُو عَمَّارٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ حَافَظَ عَلَى شُفْعَةِ الضُّحَى غُفِرَتْ لَهُ ذُنُوبُهُ، وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ قَالَ النَّهَّاسُ: وَأَبُو عَمَّارٍ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص نماز چاشت کی دو رکعتوں کی حفاظت کرتا ہے اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں خواہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔''

[۱۶۹/۳۳۸]...... أَخْبَرَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ، حَدَّثَنِي عُتْبَةُ بْنُ أَبِي حَكِيمٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعِيدٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنِّي لَأَرَى أُمَمًا تُقَادُ بِالسَّلَاسِلِ مِنَ النَّارِ إِلَى الْجَنَّةِ. ②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں ایسی قوموں کو دیکھ رہا ہوں جنہیں زنجیروں میں جہنم سے نکال کر جنت کی طرف لایا جائے گا۔''

فوائد:...... ایک دوسری حدیث میں ہے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایسے لوگوں پر اللہ ذوالجلال کو تعجب ہوگا جو جنت میں داخل ہوں گے، حالانکہ دنیا میں اپنے کفر کی وجہ سے وہ بیڑیوں میں تھے۔'' (بخاری، رقم: ۳۰۱۰)

مذکورہ بالا احادیث کا مطلب یہ ہے کہ مجاہدین کافر قیدیوں کو زنجیروں اور بیڑیوں میں جکڑ کر دارالاسلام میں لائیں گے، پھر وہ قیدی دائرہ اسلام میں داخل ہوکر جنت کے حقدار بن جائیں گے۔ پہلی روایت میں ہے کہ زنجیروں میں جہنم سے نکال کر جنت کی طرف لایا جائے گا۔ اس کا یہ بھی مفہوم ہوسکتا ہے کہ یہ لوگ اپنے کفریہ اعمال کی وجہ سے جہنم کی طرف جانے والے تھے تو مسلمانوں نے جہاد کیا، ان کو قیدی بنا کر دائرہ اسلام میں داخل کیا اور وہ جنت میں چلے گئے۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ کافروں کو قید کرنے کے بعد اسلام کی تعلیمات اور اس کی اہمیت وافادیت سے آگاہ کرنا چاہیے۔

[۱۷۰/۳۵۳]...... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ......

عَنْ أَبِي عَوْنٍ الْأَعْوَرِ، قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ

ابوعون الاعور نے بیان کیا، میں نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے

---

① سنن ترمذی، ابواب الوتر، باب صلاة الضحی، رقم: ٤٧٧۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۱۳۸۲۔ مسند احمد: ۲/ ٤٤٣۔ قال الشيخ الالبانی، وشعيب الارناؤط: اسناده ضعيف.

② بخاری، کتاب الجهاد، باب الاساری فی السلاسل، رقم: ۳۰۱۰۔ سنن ابوداود، کتاب الجهاد، باب فی الاسير يوثق، رقم: ۲٦۷۷.

أَبِي هُرَيْرَةَ فَكَانَ يُكَبِّرُ فِي كُلِّ رَفْعٍ وَبَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ، ثُمَّ يَقُولُ: إِنِّي لَأَشْبَهُكُمْ صَلَاةً بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا زَالَتْ صَلَاتَهُ حَتَّى مَاتَ. ①

ساتھ نماز پڑھی، وہ ہر دفعہ اٹھتے وقت اور دوسجدوں کے درمیان اللہ اکبر کہتے تھے، پھر فرماتے: ''میں تم سب لوگوں سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی نماز سے مشابہت رکھنے والا ہوں، اور آپ کی پوری زندگی یہی نماز رہی۔''

فوائد:...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ اٹھتے وقت دوسجدوں کے درمیان تکبیر کہنی چاہیے۔ ایک دوسری حدیث میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے، پھر جب رکوع کرتے تو تکبیر کہتے، جب رکوع سے اپنی کمر اٹھاتے تو "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ" کہتے، پھر سیدھے کھڑے ہوکر "رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ" کہتے، پھر جب سجدے کے لیے جھکتے تو تکبیر کہتے، پھر جب (سجدے سے) اپنا سر اٹھاتے تو تکبیر کہتے، پھر جب (دوسرا) سجدہ کرتے تو تکبیر کہتے، پھر جب (دوبارہ سجدے سے) سر اٹھاتے تو تکبیر کہتے، پھر اپنی ساری نماز میں اسی طرح کرتے جاتے۔ پھر جب دوسری رکعت کے بعد تشہد بیٹھ کر کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے۔(صحیح بخاری، رقم : ۷۸۶۔ مسلم: ۳۹۲۔ سنن ابوداود، رقم : ۷۳۸۔ ابن حبان، رقم : ۱۷۶۷)

[۳۵۵/۱۷۱]...... أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ......

عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ فِي الرَّجُلِ يُسْبَقُ بِبَعْضِ الصَّلَاةِ، فَقَالَ مُحَمَّدٌ: تَقْضِيهِ عَلَى مَنَازِلِهِ، فَقَالَ رَجُلٌ: كَالدَّيْنِ؟ فَقَالَ: إِنَّ الْكَلِمَةَ قَدْ تَكُونُ مِثْلَ الْكَلِمَةِ وَهِيَ أَحْسَنُ مِنْهَا.

ابن عون نے محمد سے اس آدمی کے بارے میں روایت کیا جس کی نماز کا کچھ حصہ گزر جاتا ہے، تو محمد نے کہا: ''وہ اپنی منازل پر اس کی قضا کرے گا، ایک آدمی نے کہا: قرض کی طرح؟ تو انہوں نے فرمایا: بات، بات کی طرح ہوتی ہے اور وہ اس سے زیادہ بہتر ہوتی ہے۔

[۳۷۲/۱۷۲]...... أَخْبَرَنَا أَزْهَرُ بْنُ الْقَاسِمِ الْمَكِّيُّ، حَدَّثَنِي زَكَرِيَا بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب نماز کی اقامت ہو جائے تو

---

① بخاری، کتاب الاذان، باب التکبیر اذا قام من السجود، رقم : ۷۸۹۔ مسلم، کتاب الصلاۃ، باب اثبات التکبیر فی کل خفض الخ، رقم: ۳۹۲۔ سنن ابوداود، رقم: ۸۳۶۔ سنن نسائی، رقم: ۱۱۵٦۔ مسند احمد: ۲/ ۲۳٦.

صَلَاةَ إِلَّا الْمَكْتُوبَةُ . ①

پھر اس فرض نماز کے علاوہ اور کوئی نماز نہیں ہوتی۔"

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اقامت کے بعد نفل، سنت پڑھنے کی اجازت نہیں ہے۔ اگر کسی نے شروع کیے ہیں تو اس کو چاہیے توڑ کر جماعت میں شامل ہو جائے۔

احناف کا کہنا ہے: اقامت کے بعد فجر کی سنتیں پڑھی جا سکتی ہیں لیکن فجر کی دوسری رکعت بھی فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو سنتیں چھوڑ کر جماعت میں شامل ہو جانا چاہیے۔ (شرح مسلم للنووی: ۳/ ۲۴۱)

احناف کی دلیل "سنن بیہقی" کی یہ روایت ہے کہ جب جماعت کھڑی ہو جائے تو کوئی نماز نہیں سوائے فرض کے الا یہ کہ صبح کی سنتیں ہوں۔ یہ روایت ضعیف ہے۔ مذکورہ بالا مسئلہ کی تفصیل کے لیے دیکھئے۔

(شرح مسلم للنووی: ۳/ ۲۴۱۔ نیل الاوطار: ۳/ ۳۱۳۔ الهدایه: ۱/ ۷۲)

[۳۸۹/۱۷۳]...... وَبِهَذَا، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمُ الْمَكْتُوبَةَ فَلَمْ يُتِمَّ رُكُوعَهَا وَسُجُودَهَا وَتَكْبِيرَهَا وَالتَّضَرُّعَ فِيهَا كَانَ كَمَثَلِ التَّاجِرِ لَا يَشِفُّ لَهُ حَتَّى بَقِيَ رَأْسُ الْمَالِ .

اسی سند سے ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی فرض نماز پڑھے اور وہ اس کا رکوع وسجود اور اس کی تکبیر وتضرع مکمل نہ کرے تو وہ اس تاجر کے مانند ہے جس کے مال میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا حتیٰ کہ اصل زر بھی پورا نہیں ہوتا۔"

[۳۹۰/۱۷۴]...... وَبِهَذَا، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ شَرَّ النَّاسِ سَرِقَةً الَّذِي يَسْرِقُ مِنْ صَلَاتِهِ قِيلَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، وَكَيْفَ يَسْرِقُ مِنْ صَلَاتِهِ ؟ قَالَ: لَا يُتِمُّ رُكُوعَهَا وَلَا سُجُودَهَا . ②

اسی سند سے ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بدترین چور وہ ہے جو اپنی نماز کی چوری کرتا ہے۔" عرض کیا گیا: اللہ کے رسول ﷺ! وہ اپنی نماز کی چوری کس طرح کرتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ اس کا رکوع پورا کرتا ہے نہ اس کا سجود۔"

فوائد: ...... مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوا رکوع وسجود کا مکمل نہ کرنا چوری ہے اور جو رکوع وسجود مکمل نہیں کرتا ایسے انسان کی نماز بھی باطل ہے۔

---

① مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب کراهة الشروع فی نافلة بعد شروع المؤذن، رقم: ۷۱۰۔ سنن ابوداود، کتاب الصلاة، باب اذا ادرك الامام ولم یصل رکعتی الفجر، رقم: ۱۲۶۶۔ سنن ترمذی، رقم: ۴۲۱۔ سنن نسائی، رقم: ۸۶۵۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۱۱۵۱۔ مسند احمد، رقم: ۴۵۵۲۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۲۱۹۳ .

② مسند احمد: ۵/ ۳۱۰۔ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۹۸۶۔ صحیح ترغیب وترهیب، رقم: ۵۲۴ .

جیسا کہ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا جو رکوع وسجود مکمل طور پر نہیں کر رہا تھا، آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا: تم نے نماز ہی نہیں پڑھی اور اگر تم مر گئے تو تمہاری موت اس سنت پر نہیں ہوگی۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا تھا۔ (بخاری، کتاب الاذان، رقم : ۷۹۱) معلوم ہوا رکوع اور سجدہ اطمینان سے کرنا چاہیے۔

[۳۹۱/۱۷۵]...... وَبِهَذَا، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ مِنْ حُسْنِ الصَّلَاةِ إِقَامَةُ الصَّفِّ. ①

اسی سند سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''صف کی درستگی نماز کی خوبی سے ہے۔''

فوائد:...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا صفوں کی درستگی نماز کے حسن سے ہے۔ لیکن اس حسن سے مراد فقط نماز میں صفوں سے مرتب شدہ حسن نہیں ہے کہ امیر، غریب، عالم، غیر عالم، سیاہ، سفید، خوشنما اور بدنما سب ایک ہی صف میں کھڑے اچھے نظر آ رہے ہیں۔ بلکہ اس حسن سے مراد حقیقی حسن ہے۔ (ارشاد الساری: ۲/ ٦٦)

ایک دوسری حدیث میں ہے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم اپنی صفوں کو برابر کرو، پس تحقیق صفوں کا برابر کرنا نماز کے پورا کرنے سے ہے۔'' (بخاری، کتاب الاذان، رقم : ۷۲۳)

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری صفوں کو اس طرح سیدھا کراتے گویا اس کے ساتھ تیر کو سیدھا کیا جائے گا، یہاں تک کہ آپ کو اطمینان ہوگیا کہ ہم نے اس مسئلہ کو آپ سے خوب سمجھ لیا ہے۔ ایک دن آپ مصلے پر تشریف لائے اور ایک آدمی کو دیکھا کہ اس کا سینہ باہر نکلا ہوا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ کے بندو! اپنی صفوں کو برابر کرلو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان اختلاف ڈال دے گا۔'' (مسلم، کتاب الصلاۃ، رقم : ۹۷۹)

صفیں ملانے کا طریقہ:...... سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''صفیں برابر کرلو میں تمہیں اپنے پیچھے سے بھی دیکھتا رہتا ہوں اور (نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سن کر) ہم میں سے ہر شخص یہ کرتا کہ (صف میں) اپنا کندھا اپنے ساتھی کے کندھے سے اور اپنا قدم اس کے قدم سے ملا دیتا تھا۔'' (بخاری، کتاب الاذان، رقم : ۷۲۵)

[٤٠٦/۱۷٦]...... وَبِهَذَا، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ صَلَّى صَلَاتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا وَأَكَلَ ذَبِيحَتَنَا وَصَامَ شَهْرَنَا، فَذَلِكَ الْمُسْلِمُ لَهُ ذِمَّةُ اللّٰهِ

اسی سند سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے ہماری نماز (کی طرح نماز) پڑھی اور ہمارے قبلے کو قبلہ بنایا، ہمارا ذبیحہ کھایا، ہمارے ماہ (رمضان) کے روزے رکھے تو یہ شخص مسلمان ہے اس کے لیے اللہ اور اس کے

---

① بخاری، کتاب الاذان، باب اقامة الصف من تمام الصلاة، رقم: ۷۲۲۔ مسلم، کتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف الخ، رقم: ٤۳۵۔ مسند احمد: ۳/ ۱۷۷۔ ابن خزیمه، رقم: ۱٥٤۳ .

وَذِمَّةُ رَسُولِهِ . ①

رسول کا ذمہ ہے۔''

فوائد :...... مذکورہ حدیث میں شہادتین کا تذکرہ نہیں ہے۔ چونکہ شہادتین نماز میں ہی داخل ہیں اور وہی آدمی نماز پڑھتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی الوہیت اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت پر ایمان رکھتا ہو، اس لیے ان کو الگ سے ذکر نہیں کیا گیا، دوران نماز مسجد حرام اور کعبہ کی طرف رخ کرنے کی قید لگا کر اہل کتاب وغیرہ کی نمازوں کو غیر معتبر قرار دیا۔ جیسے کسی کا ذبح شدہ جانور کھانے سے توقف کرنے کا تعلق عادات سے ہے اسی طرح یہ عبادات میں سے بھی ہے۔

یہ بھی سوال پیدا ہوتا ہے کہ زکوٰۃ اور حج کا تذکرہ کیوں نہیں ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ہر کسی پر فرض نہیں ہوتے، اللہ اور اس کے رسول کے ذمہ سے مراد اسلام کی وجہ سے مسلمانوں کو نصیب ہونے والی برکات ہیں: مثلاً جان کی ضمانت، مال کی ضمانت، عزت کا تحفظ وغیرہ۔

[٤٥٧/١٧٧]...... أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ ، حَدَّثَنَا النَّهَّاسُ بْنُ قَهْمٍ ، عَنْ شَدَّادٍ أَبِي عَمَّارٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ حَافَظَ عَلَى شُفْعَةِ الضُّحَى غُفِرَتْ لَهُ ذُنُوبُهُ ، وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ . ②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: ''جس نے نماز چاشت کی دو رکعتوں پر محافظت کی تو اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں خواہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہو۔''

[٤٦٤/١٧٨]...... أَخْبَرَنَا الْمُقْرِئُ ، حَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ ، حَدَّثَنَا أَبُو عُقَيْلٍ زُهْرَةُ بْنُ مَعْبَدٍ الْقُرَشِيُّ ، عَنْ أَبِيهِ مَعْبَدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ هِشَامٍ أَنَّهُ......

سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ ، يَقُولُ: أَوْصَانِي حَبِيبِي بِثَلَاثٍ لَا أَدَعُهُنَّ حَتَّى أَمُوتَ: بِرَكْعَتَيِ الضُّحَى وَبِصِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَأَنْ لَا أَنَامَ إِلَّا عَلَى وَتْرٍ . ③

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے حبیب (رسول اللہ ﷺ) نے مجھے تین چیزوں کی وصیت فرمائی میں زندگی بھر انہیں نہیں چھوڑوں گا: چاشت کی دو رکعتوں کے متعلق، ہر ماہ تین دن روزہ رکھنا، اور یہ کہ میں وتر پڑھ کر سوؤں۔''

---

① بخاری، کتاب الصلاة، باب فضل استقبال القبلة، رقم: ٣٩١۔ سنن نسائی، رقم: ٤٩٩٧ .

② سنن ترمذی، ابواب الوتر، باب صلاة الضحی، رقم: ٤٧٦۔ سنن ابن ماجه، کتاب اقامة الصلاة، باب ماجاء فی صلاة الضحی، رقم: ١٣٨٢۔ قال الشیخ الالبانی: ضعیف .

③ مسلم، کتاب الصلاة، باب استحباب صلاة الضحٰی، رقم : ٧٢٢۔ سنن نسائی، رقم : ٢٤٠٤۔ صحیح ابن خزیمة، رقم : ١٠٨٣۔ السنن الکبریٰ، رقم : ٤٨٩٦ ، ٣/ ٦٦ .

[٤٦٥/١٧٩]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْعَوَّامِ بْنِ حَوْشَبٍ، قَالَ: سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ أَبِي سُلَيْمَانَ، يَقُولُ......

سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ: أَوْصَانِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا أَقُولُ خَلِيلِي وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ خَلِيلًا، أَوْصَانِي بِصِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَرَكْعَتَيِ الضُّحَى، وَأَنْ أُوتِرَ قَبْلَ أَنْ أَنَامَ.

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت فرمائی، میں نہیں کہوں گا کہ میرے خلیل (جگری دوست) نے مجھے وصیت فرمائی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما چکے ہیں ”اگر میں زمین والوں میں سے کسی کو خلیل بناتا۔“ آپ نے ہر ماہ تین دن روزہ (رکھنے)، چاشت کی دو رکعتیں پڑھنے اور وتر پڑھ کر سونے کی، مجھے وصیت فرمائی۔

[٤٩٩/١٨٠]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنِ الْأَزْرَقِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ صَلَاتُهُ فَإِنْ كَانَ أَكْمَلَهَا وَإِلَّا قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: انْظُرُوا هَلْ لِعَبْدِي مِنْ تَطَوُّعٍ، فَإِنْ وُجِدَ لَهُ تَطَوُّعٌ قَالَ: أَكْمِلُوا بِهِ الْفَرِيضَةَ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بندے سے سب سے پہلے اس کی نماز کا حساب لیا جائے گا، اگر اس نے اسے پورا ادا کیا ہوگا تو ٹھیک، ورنہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: دیکھو کیا میرے بندے کی نفل نماز ہے؟ پس اگر اس کی نفل نماز مل گئی تو فرمائے گا: اس کے ساتھ فرض نماز کو پورا کر دو۔“

فوائد:...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا قیامت کے دن سب سے پہلے حساب نماز کے متعلق ہوگا، فارسی شاعر لکھتا ہے:

روز محشر کہ جاں گداز بود
اولین پرسش نماز بود

صحیح مسلم میں ہے سب سے پہلے خونوں کا حساب لیا جائے گا۔ (مسلم: ١٦٧٨)

---

① سنن ابوداود، کتاب الصلاة، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم کل صلاة ...... رقم: ٨٦٤۔ سنن ترمذی، ابواب الصلاة، باب ان اول ما یحاسب به العبد یوم القیامة الصلاة، رقم: ٤١٣۔ قال الشیخ الالبانی: صحیح۔ سنن نسائی، رقم: ٤٦٦۔ سنن ابن ماجه، رقم: ١٤٢٦۔ مسند احمد: ٤/ ١٠٣.

علماء نے لکھا ہے: حقوق اللہ میں سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا، اور حقوق العباد میں قتل کا ہوگا۔

(سبل السلام: ٤/٨)

مذکورہ حدیث سے نماز کی اہمیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ اور مذکورہ بالا حدیث سے نفلی نماز کی اہمیت وفضیلت بھی ثابت ہوتی ہے۔ معلوم ہوا نفلی نماز کو ترک نہیں کرنا چاہیے، بالخصوص سنت موکدہ جو فرض نماز سے پہلے یا بعد میں ادا کی جاتی ہیں۔ نبی معظم ﷺ نے حضر میں جن پر پابندی کی ہے۔ بلکہ نوافل وسنن کی ادائیگی کرنے والے خوش نصیب لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کا ساتھ نصیب ہوگا۔

جیسا کہ سیدنا ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی معظم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''(جو مانگنا چاہتا ہے) مانگ'' میں نے عرض کیا: میں جنت میں آپ ﷺ کی رفاقت کا طلب گار ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کے علاوہ بھی کچھ؟'' میں نے عرض کیا: بس یہی مطلوب ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ((فَاَعِنِّیْ عَلٰی نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ)) (مسلم، کتاب الصلاة، رقم: ٤٨٩۔ سنن ابوداود، رقم: ١٣٢٠) ...... ''اپنے نفس کی طلب کے حصول کے لیے سجود (یعنی کثرت نوافل) کے ساتھ میری مدد کر۔''

[٥٢٢/١٨١]...... أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْحَارِثِ، حَدَّثَنِی الضَّحَّاكُ بْنُ عُثْمَانَ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ......

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَزَالُ الْعَبْدُ فِی صَلَاةٍ مَا دَامَ فِی مُصَلَّاهُ لَمْ يَحْبِسْهُ إِلَّا انْتِظَارُ الصَّلَاةِ، وَالْمَلَائِكَةُ مَعَهُ تَقُولُ: اللّٰهُمَّ اغْفِرْ، اللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ مَا لَمْ يُحْدِثْ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی نماز ہی میں رہتا ہے جب تک وہ اپنی جائے نماز پر رہتا ہے، اور نماز کا انتظار ہی اسے بٹھائے رکھتا ہے، اس کے ساتھ جو فرشتے ہوتے ہیں وہ کہتے ہیں: ''اے اللہ! اسے بخش دے، اے اللہ! اس پر رحم فرما، اور یہ سلسلہ جاری رہتا ہے جب تک وہ باوضو رہتا ہے۔''

[٥٣٧/١٨٢]...... أَخْبَرَنَا يُونُسَ بْنُ بُكَيْرٍ، أنا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ عُتْبَةَ، عَنْ أَبِی غَطَفَانَ......

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: التَّسْبِيحُ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''نماز میں (امام کو بھول جانے/غلطی

① بخاری، کتاب الوضوء، باب من لم یر الوضوء الخ، رقم: ١٧٦.

لِلرِّجَالِ فِی الصَّلَاةِ، وَالتَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ، وَمَنْ أَشَارَ فِي صَلَاتِهِ إِشَارَةً تُفْهِمُ فَلْيُعِدْ لَهَا الصَّلَاةَ آخِرُ أَحَادِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ. ①

کرنے پر متنبہ کرنے کے لیے) مردوں کے لیے سبحان اللہ کہنا اور عورتوں کے لیے تالی بجانا ہے، اور جو شخص اپنی نماز میں کوئی ایسا اشارہ کرے جو سمجھا جائے تو وہ اس کے لیے نماز دہرائے۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی آخری حدیث ہے۔

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر دوران نماز امام کو غلطی لگ جائے تو اسے متنبہ کرنے کے لیے مرد سبحان اللہ کہیں گے اور عورتیں تالی بجا کر امام کو متنبہ کر سکتی ہیں۔ یعنی ایک ہاتھ کی پشت پر دوسرا ہاتھ مار کر۔ اس سے اشارہ ملتا ہے کہ عورت کی بلا ضرورت مردوں کو آواز نہ سنائی دے۔ اگر ضرورت پیش آ جائے تو پھر اس کا جواز ملتا ہے جیسا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور دیگر امہات المومنین سے آ کر مسائل دریافت کرتے اور وہ بتایا کرتی تھیں، لیکن اس صورت میں عورت کو نرم انداز اپنانے کی اجازت نہیں۔

روایت کے آخر کے الفاظ "مَنْ اَشَارَ فِیْ صَلَاتِهٖ" یہ صحیح ثابت نہیں ہیں۔

(سنن ابی داود، رقم : ۹٤٤ ـ سلسلة الضعيفه، رقم : ١١٠٤)

[۱۸۳/۵٤٥]...... أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا الْعُمَرِيُّ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ غَنَّامٍ، عَنْ أُمَّهَاتِهِ......

عَنْ أُمِّ فَرْوَةَ، وَكَانَتْ مِمَّنْ بَايَعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّ الأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟ فَقَالَ: الصَّلَاةُ فِي أَوَّلِ وَقْتِهَا. ②

سیدہ ام فروہ رضی اللہ عنہا، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کرنے والوں میں سے تھیں، نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: کون سا عمل افضل ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نماز کو اس کے اول وقت میں پڑھنا۔''

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے اوّل وقت میں نماز ادا کرنے کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ بعض احادیث میں ایمان باللہ کو سب سے افضل عمل اور بعض میں صدقہ کو افضل عمل قرار دیا گیا ہے۔ علماء نے اس طرح تطبیق دی ہے کہ بدنی عبادات میں افضل عمل نماز ہے۔ قلبی عبادات میں افضل عمل ایمان باللہ ہے۔ مالی عبادات میں افضل عمل صدقہ ہے۔

---

① بخاری، کتاب الصلاة، باب التصفيق للنساء، رقم: ١٢٠٣ـ مسلم، کتاب الصلاة، باب تسبيح الرجل وتصفيق المراة الخ، رقم: ٤٢٢ـ سنن ابوداود، رقم: ٩٣٩ـ سنن نسائی، رقم: ١٢٠٧ـ سنن ابن ماجه، رقم: ١٠٣٤ـ مسند احمد: ٢/ ٢٤١ـ صحيح ابن حبان، رقم: ٢٢٦٢ـ صحيح ابن خزيمه، رقم: ٨٩٤.

② بخاری، کتاب مواقيت الصلاة، باب فضل الصلاة لوقتها، رقم: ٥٢٧ـ سنن ابوداود، رقم: ٤٢٦ـ سنن ترمذی، رقم: ١٧٠.

دوسری احادیث سے ثابت ہے کہ نماز عشاء اوّل وقت میں نہیں بلکہ تاخیر سے پڑھنا افضل ہے، جیسا کہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک رات نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عشاء میں اتنی تاخیر کردی کہ رات کا اکثر حصہ گزر گیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے اور نماز پڑھی اور فرمایا: ''یہ اس نماز کا وقت ہے اگر مجھے اس بات کا خدشہ نہ ہوتا کہ میں اپنی امت پر مشقت ڈال دوں گا تو میں اس کا یہی وقت مقرر کردیتا۔'' (مسلم، کتاب المساجد و مواضع الصلاۃ، رقم : ٦٣٨)

[٦٠٢/١٨٤]...... أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ: سَمِعَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي يَزِيدَ، أَبَاهُ يَقُولُ......

أَخْبَرَتْنِي أُمُّ أَيُّوبَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أُنْزِلَ الْقُرْآنُ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ كُلُّهَا شَافٍ كَافٍ. ①

سیدہ ام ایوب رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قرآن سات قراءتوں پر نازل ہوا ہے وہ سب شافی (اطمینان بخش) کافی (کفایت کرنے والی) ہیں۔''

فوائد: ...... یہ قرآن پر ایمان رکھنے والوں کے لیے اللہ رب العزت کی طرف سے ایک طرح کی آسانی ہے کہ وہ کسی بھی قرأت میں قرآن کی تلاوت کریں اللہ ان کو اجر سے محروم نہیں کریں گے جبکہ وہ قراءاتِ متواترہ ہوں۔

[٦٠٨/١٨٥]...... أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ......

عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ قَالَتْ: مَنْ صَلَّى فِي يَوْمٍ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ. ②

ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جوشخص دن میں بارہ رکعتیں (سنت موکدہ) پڑھتا ہے، اللہ اس کے لیے جنت میں گھر بنا دیتا ہے۔''

فوائد: ...... مذکورہ حدیث میں جن بارہ رکعتوں کا تذکرہ ہے، یہ بارہ رکعتیں سنت مؤکدہ ہیں جو فرضی نماز سے پہلے اور بعد میں پڑھی جاتی ہیں۔ یہ وہ ہیں جن پر نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر کے علاوہ ہمیشگی کی ہے۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جوشخص پابندی سے بارہ رکعت سنتیں پڑھتا ہے اس کے لیے جنت میں گھر تعمیر کردیا جاتا ہے: ظہر سے پہلے چار رکعتیں، ظہر کے بعد دو رکعتیں، مغرب کے بعد دو رکعتیں، عشاء کے بعد دو رکعتیں

---

① بخاری۔ مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب بیان القرآن علی سبعة احرف الخ، رقم: ۸۱۹۔ سنن ابوداود، رقم: ١٤٧٥۔ سنن ترمذی، رقم: ٢٩٤٣۔ سنن نسائی، رقم: ٩٤٠.

② مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب فضل السنن الراتبه الخ، رقم: ٧٢٨۔ سنن ابوداود، رقم: ١٢٥٠۔ سنن ابن ماجه، رقم: ١١٤٢۔ سنن نسائی، رقم: ١٧٩٦۔ مسند احمد: ٦/ ٣٢٦۔ صحیح ابن خزیمه، رقم: ١١٨٥.

اور فجر سے پہلے دو رکعتیں۔'' (سنن ابن ماجه، ابواب اقامة الصلوات والسنة فيها، رقم : ١١٤٠)

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے پہلے دو رکعت پڑھا کرتے تھے۔ اہل علم نے ان میں تطبیق یوں دی ہے کہ بعض اوقات آپ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے پہلے دو رکعتیں اور بعض اوقات چار رکعتیں پڑھ لیا کرتے تھے۔ اس لیے دونوں طرح جائز ودرست ہے۔ (فتح الباری: ٣/ ٣٧٧)

[١٨٦/٦٢١]...... اَخْبَرَنَا عَبْدُالصَّمَدِ بْنِ عَبْدِالْوَارِثِ بْنِ سَعِيْدٍ، نَا شُعْبَةُ، عَنْ اَبِیْ بِشْرٍ، عَنْ اَبِی الْمَلِيْحِ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ......

عَنْ أُمِّ حَبِيْبَةَ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا سَمِعَ الْمُؤَذِّنَ، قَالَ كَمَا يَقُوْلُ. ①

سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب موذن کو سنتے تو جس طرح (کے کلمات) وہ کہتا ویسے ہی (کلمات) آپ فرماتے تھے۔

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ اذان کا جواب دینا مسنون ہے۔ دوسری حدیث میں ہے:

((اِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَاءَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا يَقُوْلُ الْمُؤَذِّنُ.)) (بخاری، کتاب الاذان، رقم : ٦١١) ......

''جب تم اذان سنو تو اسی طرح کہو جیسے کہ مؤذن کہتا ہے۔''

صحیح مسلم میں ہے: ''حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ'' اور ''حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ'' کی بجائے ''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ'' کہے اور اس روایت میں ہے کہ جو اذان کا جواب دے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

(مسلم، كتاب الصلاة، باب استحباب القول مثل قول المؤذن، رقم : ٣٨٥)

[١٨٧/٦٣٩]...... اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، نَا يَزِيْدُ بْنُ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ، عَنْ اَبِيْهِ الْمِقْدَامِ، عَنْ اَبِيْهِ شُرَيْحِ بْنِ هَانِیءٍ......

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ شُرَيْحًا سَأَلَهَا عَنْ صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يُّصَلِّيَ، فَاِذَا كَانَ قَبْلَ الْغَدَاةِ رَكَعَ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ خَرَجَ فَاَمَّ النَّاسَ لِصَلَاةِ الْغَدَاةِ، فَقَالَ لَهَا

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ شریح رحمہ اللہ نے ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے متعلق پوچھا، تو انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جتنی اللہ چاہتا کہ آپ نماز تہجد پڑھیں آپ تہجد پڑھتے رہتے، پھر جب نماز فجر کا وقت ہوتا تو اسے پڑھانے سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے، پھر تشریف لے جاتے اور فجر کی نماز پڑھاتے۔ شریح رحمہ اللہ

① بخاری، کتاب الاذان، باب ما يقول اذا سمع المنادی، رقم: ٦١١۔ مسلم، کتاب الصلاة، رقم: ٣٨٣۔ بلفظ اذا سمعتم النداء فقولوا مثل ما يقول الموذن۔ مسند احمد: ٦/ ٣٢٦.

شُرَيْحٌ: فَأَيُّ شَيْءٍ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ إِذَا رَجَعَ إِلَيْكَ مِنَ الْمَسْجِدِ؟ فَقَالَتْ: كَانَ يَبْدَأُ بِالسِّوَاكِ. ①

نے ان سے کہا: رسول اللہ ﷺ جب مسجد سے واپس آپ کے پاس تشریف لاتے تھے تو آپ کیا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: ''آپ مسواک سے ابتدا فرماتے تھے۔''

فوائد: ...... (۱) مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا فجر کی نماز سے قبل فجر کی دو سنتیں ادا کرنا افضل ہے اور ان کا بہت بڑا اجر ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، نبی معظم ﷺ نے فرمایا: ''فجر کی دو رکعتیں (سنتیں) دنیا اور اس میں موجود تمام چیزوں سے بہتر ہیں۔'' (مسلم، كتاب صلاة المسافرين، رقم : ۷۲۵)

(۲)...... مذکورہ حدیث سے مسواک کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کتنے اہتمام کے ساتھ مسواک کیا کرتے تھے۔ اس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر مجھے اپنی امت یا (فرمایا) لوگوں کے مشقت میں پڑ جانے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں یقیناً انہیں ہر نماز کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا۔'' (بخاري، كتاب الجمعة، رقم : ۸۸۷۔ مسلم، رقم : ۲۵۲)

معلوم ہوا ہر مسلمان کو کوشش کرنی چاہیے کہ ہر نماز سے پہلے مسواک ضرور کرے۔ اور سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے نبی معظم ﷺ نے فرمایا: ''مسواک منہ کی پاکیزگی اور رب کی رضا کا ذریعہ ہے۔''

(بخاري، كتاب الصيام، رقم : ۱۹۳۴۔ سنن نسائي، كتاب الطهارة، رقم : ۵)

[۱۸۸/۶۴۴]...... أَخْبَرَنَا يَحْيَى، أَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ أَبِيْ حُرَّةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَعْدِ ابْنِ هِشَامٍ...... عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ يُصَلِّيْ، افْتَتَحَ صَلَاتَهُ رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ. ②

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب نماز تہجد پڑھتے تو دو ہلکی رکعتوں سے نماز کا آغاز فرماتے تھے۔

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا قیام اللیل کی پہلی دو رکعتیں مختصر پڑھنی مسنون ہیں- البتہ لمبا قیام کرنا افضل ہے جیسا کہ سیّدنا عبداللہ بن حبشی خثعمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی معظم ﷺ سے پوچھا گیا: کون سا عمل افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''لمبا قیام''۔ (سنن ابو داود، كتاب الوتر، باب طول القيام، رقم : ۱۴۴۹)

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ میں نے ایک مرتبہ رات میں نماز پڑھی۔

---

① اسناده صحيح لغيره- مختصر مسلم، رقم: ۲۵۳- سنن ابن ماجه، رقم: ۱۱۵۰، ۲۹۰- مسند احمد: ۶/ ۱۱۰- السنن الكبرىٰ للبيهقي: ۱/ ۳۴.

② مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب الدعا فى صلاة الليل وقيامه، رقم: ۷۶۷- سنن ابوداود، كتاب الصلاة، باب افتتاح صلاة الليل بركعتين، رقم: ۱۳۲۳.

آپ ﷺ نے اتنا لمبا قیام کیا کہ میرے دل میں ایک غلط خیال پیدا ہوگیا۔ ہم نے پوچھا کہ وہ غلط خیال کیا تھا؟ تو آپ نے بتایا: میں نے سوچا کہ بیٹھ جاؤں اور نبی مکرم ﷺ کا ساتھ چھوڑ دوں۔ (بخاری، کتاب التهجد، رقم : ۱۱۳۵)

معلوم ہوا کہ پہلی دو رکعتوں کے علاوہ باقی رکعتوں میں قیام لمبا کرنا چاہیے۔

[۷۱۷/۱۸۹]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ، عَنْ هَارُونَ الأَعْوَرِ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ......

عَنِ ابْنِ أُمِّ الْحُصَيْنِ، عَنْ أُمِّهِ، أَنَّهَا صَلَّتْ خَلْفَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعَتْهُ وَهُوَ يَقُولُ: ﴿مَالِكُ يَوْمِ الدِّينِ﴾ فَلَمَّا قَرَأَ ﴿وَلَا الضَّآلِّينَ﴾ قَالَ: آمِينَ حَتَّى سَمِعَتْهُ وَهِيَ فِي صَفِّ النِّسَاءِ. ①

سیدہ ام الحصین رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی تو میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا: ﴿مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ پس جب آپ نے ﴿وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ پڑھا تو فرمایا: "آمین" حتیٰ کہ میں نے آپ کی آواز سنی جبکہ وہ خواتین کی صف میں تھی۔

فوائد: ...... مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے تاہم صحیح احادیث سے آمین بالجہر کا ثبوت ملتا ہے، مقتدی کو امام کی آمین سن کر آمین کہنی چاہیے اگرچہ مقتدی کی قراءت آگے پیچھے ہی کیوں نہ ہو۔ سنن الکبریٰ بیہقی میں ہے: جناب عطاء بن ابی رباح تابعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "اَدْرَكْتُ مِأَتَيْنِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فِي هٰذَا الْمَسْجِدِ يَعْنِيْ مَسْجِدَ الْحَرَامِ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ وَلَا الضَّآلِّيْنَ رَفَعُوْا اَصْوَاتَهُمْ بِا آمِيْنَ." ...... "میں نے دوسو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس مسجد حرام (بیت اللہ) میں پایا کہ جب امام وَلَا الضَّآلِّيْنَ کہتا تو وہ باآواز بلند آمین کہتے۔" (السنن الكبرىٰ للبيهقى، باب الجهر المأموم بالتأمين ۲/ ۵۹)

[۷۵۵/۱۹۰]...... اَخْبَرَنَا وَكِيْعٌ......

نَا أُسَامَةَ بْنُ زَيْدٍ، قَالَ: سَأَلْتُ (طَاوُوْسًا)، عَنِ السَّبْحَةِ فِي السَّفَرِ، وَالْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمِ بْنِ يَنَّاقَ جَالِسٌ، فَقَالَ الْحَسَنُ: حَدَّثَنِيْ طَاوُوْسٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْحَضَرِ، وَصَلَاةَ السَّفَرِ،

سیدنا اسامہ بن زید نے بیان کیا، میں نے طاؤس سے دوران سفر ذکر اور نفل نماز کے متعلق پوچھا، جبکہ حسن بن مسلم بن یناق بیٹھے ہوئے تھے، تو حسن نے کہا: طاؤس نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مجھے بیان کیا، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے حضر و سفر کی نماز فرض کی، جس طرح حضر میں اس سے پہلے اور اس کے بعد نماز پڑھی جاتی

① المعجم الكبير للطبرانى : ۱۵۸/۲۵۔ اسناده ضعيف فيه اسماعيل بن مسلم المكى، ضعيف الحديث۔ التقريب : ۴۸۴۔ وابواسحاق مدلس.

فَكَمَا يُصَلِّيْ قَبْلَهَا وَبَعْدَهَا فِيْ الْحَضَرِ، قَالَ: فَكَذٰلِكَ يُصَلِّيْ قَبْلَهَا وَبَعْدَهَا فِي السَّفَرِ. ①

ہے، انہوں نے کہا: اسی طرح سفر میں اس سے پہلے اور اس کے بعد نماز پڑھی جائے گی۔

فوائد: ......حفص بن عاصم بن عمر رحمہ اللہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: ''میں ایک سفر میں سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ہمراہ تھا۔ انہوں نے ہمیں نماز پڑھائی، ہم نماز سے فارغ ہوئے اور وہ بھی فارغ ہوئے، انہوں نے نظر اٹھائی تو کچھ لوگ نماز پڑھتے نظر آئے۔ فرمایا: یہ لوگ کیا کررہے ہیں؟ میں نے کہا: نفل پڑھ رہے ہیں۔ انہوں نے کہا: اگر مجھے نفلی نماز پڑھنی ہوتی تو میں اپنی فرض نماز ہی پوری کر لیتا۔ بھتیجے! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفروں میں رہا ہوں وفات تک۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں کبھی دو رکعت سے زیادہ نماز نہیں پڑھی، پھر میں سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ہم سفر رہا، تو انہوں نے دو رکعت سے زیادہ نماز نہیں پڑھی۔ پھر میں سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کا ہم سفر رہا، انہوں نے بھی دو رکعت سے زیادہ نماز نہیں پڑھی۔ پھر میں سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا تو انہوں نے بھی دو رکعت سے زیادہ نماز نہیں پڑھی۔ ان سب کا اپنی وفات تک یہی عمل رہا۔'' (مسلم، كتاب صلاة المسافرين، رقم: ٦٨٩ـ سنن ابن ماجه، رقم: ١٠٧١)

پہلی حدیث میں ہے: نماز سے پہلے اور فرض نماز کے بعد نفل پڑھنے جائز ہیں، دوسری میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں پڑھتے تھے۔ تاہم سفر میں نفل پڑھنے کی رخصت ہے جو پڑھنا چاہے پڑھ سکتا ہے۔ جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر کے دوران سواری پر نفل ادا کرتے تھے۔ سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر خواہ اس کا رخ کسی طرف ہوتا (نفل) نماز پڑھتے تھے لیکن جب فرض نماز پڑھنا چاہتے تو سواری سے اتر جاتے اور قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے۔'' (بخاري، كتاب الصلاة، رقم: ٤٠٠)

[١٩١/٧٩٠]...... اَخْبَرَنَا اَبُوْ عَامِرِ الْعَقَدِيُّ، نَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ، عَنْ طَاوُوْسٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أُمِرَ نَبِيُّكُمْ اَنْ يَّسْجُدَ عَلٰى سَبْعَةِ اَعْظُمٍ، وَلَا يَكُفَّ شَعْرًا، وَلَا ثَوْبًا. قَالَ شُعْبَةُ: وَقَالَ عَمْرٌو مَرَّةً اُخْرٰى: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ اَنْ اَسْجُدَ عَلٰى سَبْعَةِ اَعْظُمٍ، وَاُمِرْتَ اَنْ لَّا

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، تمہارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ سات ہڈیوں پر سجدہ کریں، نیز بال اور کپڑے نہ سمیٹے جائیں۔ عمرو (بن دینار) نے ایک بار یوں بیان کیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سات ہڈیوں پر سجدہ کروں اور مجھے حکم دیا گیا ہے

① سنن ابن ماجه، كتاب اقامة الصلاة، باب التطوع في السفر، رقم: ١٠٧٢ـ مسند احمد: ١/ ٢٣٢، قال شعيب الارناؤط: اسناده حسن۔ سنن كبرى بيهقي: ٣/ ١٥٨.

اَكُفَّ شَعْرًا وَلَا ثَوْبًا . ①

کہ میں بالوں اور کپڑوں کو نہ سمیٹوں۔''

[۷۹۱/۱۹۲]...... اَخْبَرَنَا (بشر)، نَا شُعْبَةُ وَمُعَاذُ (وحماد) بْنُ سَلَمَةَ، كِلَاهُمَا عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ، عَنْ طَاوُوْسٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: اُمِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّسْجُدَ عَلٰى سَبْعَةِ اَعْظُمٍ، وَلَا يَكْتِفَ شَعْرًا وَلَا ثَوْبًا . ②

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا ہے وہ سات ہڈیوں پر سجدہ کریں اور بال و کپڑے نہ سمیٹیں۔

[۷۹۲/۱۹۳]...... اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ طَاوُوْسٍ، عَنْ اَبِيْهِ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: اُمِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّسْجُدَ عَلٰى سَبْعَةِ اَعْضَاءٍ، وَلَا يَكُفَّ شَعْرًا وَلَا ثَوْبًا. قَالَ: وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَيْسَرَةَ: سَاَلْتُ طَاوُوْسًا عَنِ السُّجُوْدِ عَلَى الْاَنْفِ، فَقَالَ: هُوَ خَيْرٌ. قَالَ اِسْحَاقُ: اَيْ اَلْجَبْهَةُ وَالْاَنْفُ شَيْءٌ وَاحِدٌ. ③

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا کہ سات اعضاء پر سجدہ کیا جائے، بال اور کپڑے نہ سمیٹے جائیں۔ ابراہیم بن میسرہ نے بیان کیا: میں نے طاؤس رحمہ اللہ سے ناک پر سجدہ کرنے کے متعلق پوچھا، تو انہوں نے فرمایا: وہ بہتر ہے، اسحاق رحمہ اللہ نے فرمایا: پیشانی اور ناک ایک ہی چیز ہے۔

فوائد: ...... مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا سات اعضاء پر سجدہ کرنا چاہیے۔ سات اعضاء کا مطلب یہ ہے کہ یہ اعضاء زمین پر لگنے چاہئیں۔ سات اعضاء کون کون سے ہیں۔ سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے سات اعضاء پر سجدہ کرنے کا حکم ہوا ہے۔ پیشانی پر اور اپنے ہاتھ سے ناک کی طرف اشارہ کیا اور دونوں ہاتھ اور دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں کی انگلیوں پر۔'' (بخاری، رقم: ۸۱۲)

یہ بھی معلوم ہوا کہ پیشانی اور ناک ایک ہی عضو ہیں۔ امام احمد، امام مالک، امام شافعی، امام محمد، قاضی ابو یوسف رحمہم اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔ لیکن امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا موقف یہ ہے کہ صرف سر یا ناک پر ہی سجدہ کرلیا جائے تو کافی ہے۔

(کتاب الام للشافعی: ۱/ ۲۲۱۔ الحاوی: ۲/ ۱۲۶)

---

① بخاری، کتاب الاذان، باب السجود علی سبعة اعظم، رقم: ۸۱۰۔ مسلم، کتاب الصلاة، باب اعضاء السجود والنهی عن کف الشعر والثوب۔ سنن ابوداود، رقم: ۸۹۰۔ سنن ترمذی، رقم: ۲۷۳۔ سنن نسائی، رقم: ۱۰۹۳۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۸۸۳، ۸۸٤۔ مسند احمد: ۱/ ۲۵۵ .

② السابق .

③ سنن ابن ماجه، کتاب الصلاة، باب السجود، رقم: ۸۸٤۔ قال الالبانی: صحیح .

معلوم ہوا نماز میں بالوں کو سمیٹنا جائز نہیں ہے۔ سمیٹنے کا مطلب یہ ہے کہ جوڑا بنا لینا جس طرح عورتیں بناتی ہیں۔ شارحین لکھتے ہیں: اس میں حکمت یہ ہے کہ بالوں کو سمیٹا نہ جائے تا کہ وہ بھی سر کے ساتھ سجدہ کریں۔ سنن ابی داوٗد میں ہے سعید بن ابی سعید مقبری اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے سیّدنا ابورافع (مولی رسول اللہ ﷺ) کو دیکھا وہ سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے جبکہ وہ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے اور انہوں نے اپنی گدی میں اپنے بالوں کی چوٹی دھنسا رکھی تھی۔ پس ابورافع نے ان کے بال کھول دیے۔ سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ نے غصے سے ان کی طرف دیکھا تو ابورافع نے کہا: اپنی نماز پڑھیے اور ناراض مت ہوں۔ بلاشبہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ جوڑے کا یہ مقام شیطان کی بیٹھک ہے۔ (سنن ابوداود، کتاب الصلاۃ، رقم : ٦٤٦)

کپڑے سمیٹنے، یعنی نیچے جھکتے وقت کپڑا اکٹھا کر لینا تا کہ مٹی نہ لگ جائے، آج کل صورت حال یہ ہوتی ہے کہ مٹی کا معاملہ تو نہیں کاٹن وغیرہ ہوتی ہے۔ سجدے میں جاتے وقت کپڑا سمیٹ لیتے ہیں کہ استری نہ ٹوٹے یہ نماز کے خشوع وخضوع کے خلاف ہے۔ ایسا کرنا درست نہیں ہے۔

[٨١٣/١٩٤]...... اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ ، اَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ ، اَخْبَرَنِی اَبُو الزُّبَيْرِ......

اَنَّهٗ سَمِعَ طَاوُوْسًا يَقُوْلُ: قُلْنَا لِابْنِ عَبَّاسٍ فِی الْاِقْعَاءِ عَلَی الْقَدَمَيْنِ ، فَقَالَ: هُوَ سُنَّةٌ ، قُلْنَا: فَمَا تَرٰی ذٰلِكَ مِنَ الْحَسَنِ اِذَا فَعَلَهٗ الرَّجُلُ؟ فَقَالَ: بَلٰی هُوَ سُنَّةُ نَبِيِّكَ . ①

طاؤس رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، ہم نے (سجدوں کے درمیان) قدموں پر سرین رکھ کر بیٹھنے کے متعلق سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا: وہ سنت ہے، ہم نے کہا: جب آدمی اس طرح کرتا (بیٹھتا) ہے تو کیا آپ اسے اچھا سمجھتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: کیوں نہیں، وہ تمہارے نبی ﷺ کی سنت ہے۔

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ دو سجدوں کے درمیان اقعاء کرنا جائز ہے۔

اقعاء کا معنی ہے ایڑیوں پر سرین رکھ کر بیٹھنا۔ امام ابوداود رحمہ اللہ نے مذکورہ بالا حدیث کو اس باب کے تحت نقل فرمایا ہے: (بَابُ الْاِقْعَاءِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ)۔ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اقعاء کے باب میں دو حدیثیں وارد ہیں۔ ایک حدیث کی رو سے تو اقعاء سنت ہے اور دوسری حدیث میں ممانعت ہے۔ (ممانعت عُقْبَةَ الشَّيْطَان والی کیفیت سے ہے) اقعاء کے حکم اور اقعاء کی تفسیر میں علماء نے اختلاف کیا ہے اور صحیح یہ ہے کہ اقعاء کی دو قسمیں ہیں: ایک تو یہ کہ

① مسلم، کتاب المساجد، باب جواز الاقعاء علی القدمین، رقم: ٥٣٦۔ سنن ابوداود، رقم: ٨٤٥۔ سنن ترمذی، رقم: ٢٨٣ .

اپنے دونوں سرین زمین پر لگا دے اور پنڈلیوں کو کھڑا کرے۔ اور ہاتھوں کو کتے کی طرح زمین پر رکھے، یہ ممنوع ہے اور حدیث میں اسی کی ممانعت ہے۔ دوسرا یہ کہ دونوں سجدوں کے بیچ میں ایڑیوں پر بیٹھے اور یہی سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مراد ہے۔ اور یہ اقعاء دونوں سجدوں کے درمیان میں مسنون ہے۔

[۸۲۱/۱۹۵]...... اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، نَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنِ حُمَيْدِ الرَّوَاسِيِّ، نَا اَبُوالزُّبَيْرِ، عَنْ طَاؤُوْسٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ، كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّوْرَةَ مِّنَ الْقُرْآنِ. ①

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تشہد اس طرح سکھاتے تھے جس طرح آپ ہمیں قرآن کی سورت پڑھایا کرتے تھے۔

فوائد: ...... مذکورہ حدیث میں ہے تشہد ہم کو اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سکھاتے جس طرح قرآنِ مجید کی سورت سکھائی جاتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بڑے اہتمام کے ساتھ اور بڑی توجہ کے ساتھ سکھاتے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ تشہد واجب ہے اور تشہد کے الفاظ کون سے پڑھنے چاہئیں۔ سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کے الفاظ ہیں:

((اَلتَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلٰوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ.)) (مسلم، رقم: ۴۰۳۔ سنن ابوداود، رقم: ۹۷۳)

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کے الفاظ ہیں: ((اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.)) (بخاری، رقم: ۸۳۱۔ مسلم، رقم: ۴۰۲۔ سنن ابوداود، رقم: ۹۶۸) تشہد کے کون سے الفاظ افضل ہیں، ان میں سے جمہور علماء نے سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہما کے تشہد کو افضل قرار دیا ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے تشہد کو افضل کہا ہے۔

(کتاب الام: ۱/ ۲۲۸۔ سبل السلام: ۱/ ۲۶۷)

امام مسلم اور امام ترمذی اور حافظ ابن حجر رحمہم اللہ نے سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے تشہد کو زیادہ افضل اور بہتر قرار دیا ہے۔

(سبل السلام: ۱/ ۴۴۳۔ سنن ترمذی، رقم: ۲۸۹۔ فتح الباری: ۲/ ۳۶۸)

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو جس طرح قرآن کی تعلیم دی اسی طرح انہیں احادیث

---

① مسلم، کتاب الصلاة، باب التشهد فی الصلاة، رقم: ۴۰۳۔ سنن ابوداود، رقم: ۹۷۴۔ سنن ترمذی، رقم: ۲۹۰۔ سنن نسائی، رقم: ۱۱۶۴۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۹۰۰.

بھی سکھائیں، لہٰذا منکرین حدیث کا یہ اعتراض کہ احادیث کی تعلیم وتعلّم کا سلسلہ عہد نبوی میں نہ تھا باطل ومردود ہے۔

[۸۲۳/۱۹٦]...... اَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ، نَا مَعْمَرٌ، عَنِ ابْنِ طَاؤُوْسٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ......

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّهٗ قَالَ: يَعْنِي رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَدْرَكَ (رَكْعَةً) مِّنَ الْعَصْرِ قَبْلَ اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ، فَقَدْ اَدْرَكَهَا، وَمَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِّنَ الصُّبْحِ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ، وَرَكْعَةً بَعْدَ مَا تَطْلُعُ، فَقَدْ اَدْرَكَهَا. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے غروب آفتاب سے پہلے عصر کی ایک رکعت پالی تو اس نے اس (عصر کی نماز) کو پالیا اور جس نے سورج طلوع ہونے سے پہلے پہلے نماز فجر کی ایک رکعت پالی اور ایک رکعت سورج طلوع ہونے کے بعد پالی تو اس نے اس (فجر کی نماز) کو پالیا۔''

فوائد:...... ایک دوسری حدیث میں ہے سیّدنا عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: تین اوقات ایسے ہیں جن میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں منع فرماتے تھے کہ ان میں نماز پڑھیں یا ان میں اپنے فوت شدگان کو دفن کریں۔ جب سورج طلوع ہو رہا ہو، عین دوپہر کے وقت حتی کہ سورج ڈھل جائے اور جب سورج غروب ہونے کے قریب ہو حتی کہ غروب ہو جائے۔

(مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، رقم : ۸۳۱۔ سنن ابوداد، رقم : ۳۱۹۲)

پہلی روایت دوسری روایت کے مخالف نہیں بلکہ ان اوقات میں نماز شروع کرنا منع ہے اگر کوئی طلوع آفتاب اور غروب آفتاب سے پہلے ابتداء کرلے تو بعد میں سورج طلوع یا غروب ہو بھی رہا ہو تو نماز کو جاری رکھنا چاہیے۔ اور باقی نماز کو مکمل کرنا چاہیے۔ امام شافعی اور امام احمد رحمہما اللہ کا یہی موقف ہے۔ لیکن امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فجر اور عصر میں فرق کیا ہے۔ ان کا موقف ہے کہ عصر کی نماز میں تو یہ درست ہے لیکن اگر کوئی شخص فجر کی نماز سورج نکلنے سے پہلے شروع کرے گا سورج نکل آیا تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی۔ (کتاب الام للشافعی: ۱/ ۱۵٦۔ المغنی: ۲/ ۵۱٦)

لیکن امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا یہ موقف صریح حدیث کے خلاف ہے۔

[۸۳۷/۱۹۷]...... اَخْبَرَنَا وَكِيْعٌ، نَا صَالِحُ بْنُ رُسْتُم۔ وَهُوَ اَبُوْ عَامِرِ الْخَزَّازُ۔ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: اُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ، وَلَمْ اَكُنْ صَلَّيْتُ رَكَعَتَيْنِ قَبْلَ الْغَدَاةِ، فَقُمْتُ

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: نماز کے لیے اقامت ہوگئی لیکن میں نے نماز فجر سے پہلے والی دو رکعتیں

---

① بخاری، کتاب مواقیت الصلاۃ، باب من ادرك من الفجر ركعة، رقم : ۵۷۹۔ مسلم، کتاب المساجد، باب من ادرك ركعة من الصلاة الخ، رقم: ٦۰۸۔ سنن ابوداود، رقم: ٤۱۲۔ سنن ترمذی، رقم: ۱۸٦۔ سنن نسائی، رقم: ۵۱٤۔ سنن ابن ماجه، رقم: ٦۹۹، ۷۰۰۔ مسند احمد: ۲/ ۲۵٤۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۱٤۸٤.

أُصَلِّيْهِمَا، فَمَرَّبِى وَقَالَ: اَتُصَلِّى الصُّبْحَ اَرْبَعًا، قِيْلَ لِصَالِحٍ: مَنْ قَالَ؟ قَالَ: النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ①

(سنتیں) نہیں پڑھی تھیں (سلام پھرنے کے بعد)، پس میں کھڑا ہوا اور انہیں پڑھنے لگا، آپ ﷺ میرے پاس سے گزرے تو فرمایا: ''کیا تم فجر کی نماز چار رکعتیں پڑھو گے؟'' صالح (راوی) سے کہا گیا: یہ کس نے کہا تھا؟ انہوں نے کہا: نبی کریم ﷺ نے۔

فوائد:...... معلوم ہوا اگر فجر کی سنتیں جماعت سے پہلے نہ پڑھ سکیں تو ان کو جماعت کے بعد ادا کرنے میں کچھ حرج نہیں ہے۔

[۱۹۸/۸۳۸]...... اَخْبَرَنَا الثَّقَفِىُّ، نَا اَيُّوْبُ......

عَنِ ابْنِ اَبِىْ مُلَيْكَةَ، اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لِرَجُلٍ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ. ②

ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی سے فرمایا: پس راوی نے حدیث سابق کے مثل ذکر کیا۔

[۱۹۹/۸٤۷]...... اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ، عَنْ اَبِىْ مَعْبَدٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كُنَّا نَعْرِفُ اِنْقِضَاءَ صَلَاةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالتَّكْبِيْرِ. ③

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کی نماز کا اختتام اللہ اکبر کی آواز سے پہچانتے تھے۔

فوائد:...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا نماز سے سلام پھیرنے کے بعد بآواز بلند تکبیر کہنا سنت ہے۔ صحیح بخاری میں ہے سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی معظم ﷺ کے زمانہ مبارک میں بلند آواز سے فرض نماز سے فارغ ہونے کے بعد ذکر جاری تھا۔ (بخاری، کتاب الاذان، رقم : ۸٤۲)

لا الہ الا اللہ کا اونچی آواز سے نماز کے بعد ذکر کرنا کسی حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

---

① مسند احمد: ۱/ ۳۵٤۔ قال شعیب الارناؤط: اسناده حسن.

② السابق.

③ بخاری، کتاب صفة الصلاة، باب الذکر بعد الصلاة، رقم: ۸٤۲۔ مسلم، کتاب المساجد، باب الذکر بعد الصلاة، رقم: ۵۸۳۔ سنن ابوداود، رقم: ۱۰۰۲۔ سنن نسائی، رقم: ۱۳۳۵۔ مسند احمد: ۱/ ۲۲۲۔ صحیح ابن خزیمه، رقم: ۱۷۰٦.

[۲۰۰/۸۵٦]...... اَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ، نَا اَبُوْ عَامِرِ الْخَزَّارِ۔ وَهُوَ صَالِحُ بْنُ رُسْتُم۔ عَنِ ابْنِ اَبِي مُلَيْكَةَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قُمْتُ اُصَلِّي الرَّكْعَتَيْنِ، وَقَدْ اُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتُصَلِّيْ الصُّبْحَ اَرْبَعًا. ①

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، میں کھڑا ہوا اور دو رکعتیں پڑھنے لگا، جبکہ نماز کے لیے اقامت ہوگئی تھی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تم فجر کی نماز چار رکعتیں پڑھو گے۔''

فوائد: ...... دیکھئے شرح حدیث نمبر: ۸۳۷۔

[۲۰۱/۸۷۲]...... اَخْبَرَنَا وَكِيْعٌ، نَا اَبُوْ عَوَانَةَ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْاَخْنَسِ، عَنْ مُجَاهِدٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةُ الْحَضْرِ اَرْبَعًا وَالسَّفَرَ رَكْعَتَيْنِ، وَالْخَوْفَ رَكْعَةً. ②

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز حضر چار رکعت، نماز سفر دو رکعت اور نماز خوف ایک رکعت فرض کی۔

[۲۰۲/۸۷۳]...... اَخْبَرَنَا الْمَخْزُوْمِيُّ، نَا اَبُوْ عَوَانَةَ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْاَخْنَسِ، عَنْ مُجَاهِدٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: فَرَضَ اللّٰهُ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّكُمْ: صَلَاةَ الْحَضْرِ اَرْبَعًا وَالسَّفَرَ رَكْعَتَيْنِ، وَالْخَوْفَ رَكْعَةً. ③

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، اللہ نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی نماز حضر چار رکعت، نماز سفر دو رکعت اور نماز خوف ایک رکعت فرض کی۔

فوائد: ......معلوم ہوا سفر میں دو رکعت پڑھنا فرض ہے اور حالت خوف میں ایک رکعت پڑھنا فرض ہے۔

صلاۃ الخوف سے مراد وہ نماز ہے جو خوف (جنگ) کی حالت میں پڑھی جاتی ہے۔ جبکہ اسلامی لشکر کفار کے مقابلے میں ہوں۔ مذکورہ بالا حدیث میں ہے کہ حالت خوف میں ایک رکعت فرض ہے۔ یہ کم از کم کی بات ہے۔ اس کے علاوہ زیادہ رکعات بھی ثابت ہیں۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے: نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کے ایک گروہ کو (نماز خوف کی) دو رکعتیں پڑھائیں۔ پھر سلام پھیر دیا، پھر دوسروں کو دو رکعتیں پڑھائیں اور سلام پھیر دیا۔

(بخاری، رقم : ٤١٣٦۔ سنن نسائی، رقم : ١٥٥٢)

---

① مسند احمد : ١/ ٣٥٤ قال شعيب الارناؤط: اسناده حسن .

② مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب صلاة المسافرين وقصرها، رقم: ٦٨٧۔ سنن ابوداود، رقم: ١٢٤٧۔ سنن نسائی، رقم: ١٥٣٢۔ مسند احمد: ١/ ٣٥٥ .

③ انظر ما قبله .

[۸۸٦/۲۰۳]...... اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَیُّوْبَ الضَّبِّی، عَنْ اَبِی حَمْزَةَ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ اَذَّنَ سَبْعَ سِنِیْنَ مُحْتَسِبًا، کُتِبَتْ لَهٗ بَرَاءَةٌ مِّنَ النَّارِ. ①

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اللہ کی رضا کی خاطر ثواب کی نیت سے سات سال اذان دیتا ہے، اس کے لیے جہنم سے براءت لکھ دی جاتی ہے۔''

[۸۸۷/۲۰٤]...... قَالَ جَابِرٌ: وَقَالَ عَامِرٌ......

عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ، اَنَّهٗ قَالَ: لَاَنْ اَقْوٰی عَلَی الْاَذَانِ مُحْتَسِبًا اَحَبُّ اِلَیَّ مِنَ الْجِهَادِ، وَالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ.

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: اللہ کی رضا کی خاطر ثواب کی نیت سے اذان دینے کی قوت پانا مجھے جہاد، حج اور عمرے سے زیادہ محبوب ہے۔''

[۸۹۳/۲۰۵]...... اَخْبَرَنَا سُفْیَانُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِیْنَارٍ، عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: اَخَّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ ذَاتَ لَیْلَةٍ، فَنَادَاهُ عُمَرُ: اَلصَّلَاةُ فَقَدْ رَقَدَ النِّسَاءُ وَالْوِلْدَانُ، فَخَرَجَ وَرَاْسُهٗ یَقْطُرُ، وَهُوَ یَقُوْلُ: اِنَّهُ الْوَقْتُ، لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ. ②

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات نماز عشاء کو مؤخر کیا، تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو آواز دی: (اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم!) نماز، خواتین اور بچے تو سو چکے، پس آپ باہر تشریف لائے جبکہ آپ کے سر سے پانی کے قطرے گر رہے تھے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے: ''(نماز عشاء کا) یہی وقت ہے، اگر میں اپنی امت پر مشقت نہ سمجھتا۔''

[۸۹٤/۲۰٦]...... اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَکْرٍ......

اَنَا ابْنُ جُرَیْجٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَطَاءٍ: اَیُّ سَاعَةٍ

ابن جریج نے بیان کیا، میں نے عطاء رحمہ اللہ سے کہا: آپ

---

① سنن ترمذی، ابواب الصلاة، باب ماجاء فی فضل الاذان، رقم: ۲۰٦۔ سنن ابن ماجه، کتاب الاذان، ولسنة فیها باب فضل الاذان الخ، رقم: ۷۲۷۔ قال الشیخ الالبانی: ضعیف۔ مستدرك حاکم: ۱/ ۲۵۔ سنن کبری بیهقی: ۱/ ٤۳۳.

② بخاری، کتاب مواقیت الصلاة، باب النوم قبل العشاء الخ، رقم: ۵٦۹۔ مسلم، کتاب المساجد، باب وقت العشاء وتاخیرها، رقم: ٦٤۲۔ سنن ابن خزیمه، رقم: ۳٤۲۔ سنن کبری بیهقی: ۱/ ٤٤۹.

اَحَبُّ اِلَيْكَ اَنْ اُصَلِّيْ الْعَتَمَةَ اِمَامًا وَخَلْوًا . فَقَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ: اعْتَمَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعَتَمَةِ ذَاتَ لَيْلَةٍ، حَتّٰى رَقَدَ النَّاسُ، ثُمَّ اسْتَيْقَظُوْا، ثُمَّ رَقَدُوْا، ثُمَّ اسْتَيْقَظُوْا ثُمَّ رَقَدُوْا، فَقَامَ عُمَرُ فَقَالَ: اَلصَّلَاةُ اَلصَّلَاةُ، فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَكَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلَيْهِ وَرَأْسُهٗ يَقْطُرُ مَاءً، وَاضِعٌ يَدَهٗ عَلَى رَأْسِهٖ، وَهُوَ يَقُوْلُ: لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلَى اُمَّتِيْ لَاَمَرْتُهُمْ اَنْ يُّصَلُّوْا كَذٰلِكَ . ①

کو امام اور اکیلے نماز عشاء کس وقت پڑھنا زیادہ محبوب ہے؟ انہوں نے کہا: میں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کو فرماتے ہوئے سنا: ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عشاء کو مؤخر کیا، حتیٰ کہ لوگ سو گئے، پھر بیدار ہوئے، پھر سو گئے پھر بیدار ہوئے، پھر سو گئے، تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا: نماز، نماز، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: گویا کہ میں آپ کی طرف دیکھ رہا ہوں اور آپ کے سر سے پانی کے قطرے گر رہے ہیں، آپ اپنا دست مبارک اپنے سر پر رکھے ہوئے ہیں اور فرما رہے ہیں: ''اگر میں اپنی امت پر مشقت نہ سمجھتا تو میں انہیں حکم فرماتا کہ وہ اس طرح (اس وقت پر) نماز پڑھیں۔''

فوائد: ......ایک دوسری روایت میں ہے کہ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر مجھے اپنی امت پر مشقت کا خوف نہ ہوتا تو میں عشاء کی نماز کو تہائی رات یا نصف رات تک مؤخر کرتا۔''

(صحيح ترمذی، رقم : ١٤١ـ سنن ابن ماجه، رقم : ٦٩١)

معلوم ہوا نماز عشاء تاخیر سے ادا کرنا افضل ہے۔ لیکن یہ تاخیر نصف شب سے تجاوز نہ کرے۔ عشاء کے علاوہ باقی نمازیں اوّل وقت میں ادا کرنا افضل ہیں۔ عشاء کی تاخیر سے ادا کرنا اس وقت افضل ہوگی جب مقتدی جاگنے پر راضی ہوں اور ان کو کسی قسم کی تکلیف بھی نہ ہو اگر ایسا معاملہ نہیں تو پھر اوّل وقت میں ہی پڑھ لینا افضل ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا عشاء کی نماز سے قبل سونا جائز ہے۔ اگرچہ دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء سے پہلے سونے اور اس کے بعد بات چیت کرنے کو ناپسند فرماتے تھے۔ (بخاری، رقم : ٥٦٨)

اس لیے ناپسند فرماتے کہ عشاء کی جماعت سے محروم نہ رہ جائے، ہاں اگر عشاء کی نماز باجماعت پڑھ سکتا ہے تو سونا جائز ہے جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔

[٢٠٧/٩١٠]...... اَخْبَرَنَا الْمُصْعَبُ بْنُ الْمِقْدَامِ، نَا زَائِدَةُ، عَنْ لَيْثٍ عَنْ مُجَاهِدٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضر و

① السابق.

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَضْرِ وَالسَّفَرِ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ، وَبَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ. ①

سفر میں ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کو جمع کر کے پڑھا۔

فوائد : ...... مذکورہ روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ حضر وسفر میں ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کو جمع کر کے پڑھا کرتے۔ دوران سفر تو جمع کرنا دیگر احادیث سے ثابت ہے، ایک کو دوسری کے وقت میں ادا کرنا اسے جمع تقدیم وتاخیر کہتے ہیں۔ امام احمد، مالک، شافعی رحمہم اللہ دوران سفر اس جمع کے جواز کے قائل ہیں۔ اور حضر میں بھی بیماری، بارش اور خوف کی وجہ سے نمازیں جمع کرنا جائز ہے۔ جیسا کہ سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینے میں ہم کو آٹھ رکعتیں اور سات رکعتیں یعنی ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کی نمازیں (جمع کر کے) پڑھائیں۔

(سنن ابوداؤد، رقم : ١٢١٤)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں بغیر کسی خوف یا بارش کے ظہر وعصر کی اور مغرب و عشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھیں۔ سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ آپ کا اس سے کیا مقصد تھا؟ انہوں نے کہا: یہی کہ امت کو مشقت نہ ہو۔ (سنن ابوداؤد، رقم : ١٢١١)

علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: فتح الباری میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ آئمہ کی ایک جماعت نے اس حدیث کے ظاہر پر بھی فتویٰ دیا ہے اور حضر میں بھی مطلقاً انہوں نے جائز کہا ہے۔ دو نمازوں کو جمع کر لیا جائے، اس شرط کے ساتھ کہ اسے عادت نہ بنا لیا جائے۔ ابن سیرین، ربیعہ، اشہب، ابن منذر، قفال رحمہم اللہ وغیرہ کا یہی فتویٰ ہے۔

اور علامہ خطابی رحمہ اللہ نے اہل حدیث کی ایک جماعت سے یہی مسلک نقل کیا ہے۔ مگر جمہور کہتے ہیں: بغیر عذر جمع بین الصلاتین جائز نہیں ہے۔ (تحفة الاحوذی: ١/ ١٦٦)

[٢٠٨/٩١١]...... اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، نَا اِسْرَائِيْلُ، عَنْ اَبِي يَحْيَى الْقَتَّاتِ، عَنْ مُجَاهِدٍ...... عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَيْسَ اَحَدٌ مِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ يُصَلِّيْ عَلٰى مُحَمَّدٍ اَوْ يُسَلِّمُ عَلَيْهِ اِلَّا بَلَغَهُ، يُصَلِّيْ عَلَيْكَ فُلَانٌ، وَيُسَلِّمُ عَلَيْكَ فُلَانٌ. ②

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: امت محمد (ﷺ) میں سے جو بھی محمد (ﷺ) پر صلوٰۃ یا سلام بھیجتا ہے تو وہ آپ تک پہنچ جاتا ہے، فلاں آپ پر صلوٰۃ بھیجتا ہے، اور فلاں آپ پر سلام بھیجتا ہے۔

---

① مسند احمد: ١/ ٣٦٠۔ قال شعيب الارناؤط: اسناده صحيح۔ شواهد بخاری، كتاب التقصير، باب الجمع فی السفريين المغرب والعشاء، رقم: ١١٠٧.

② ابن عدی ضعفاء: ٣/ ٢٣٨۔ اسنادهٗ ضعيفٌ فيه ابويحيى القتات وهو ضعيفٌ. التقريب: ٨٤٤٤.

[۹۳۵/۲۰۹]...... اَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰی ، نَا طَلْحَةُ ، عَنْ عَطَاءٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ اَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الْخَضْرَوَاتِ ذَوَاتَ الرِّيْحِ ، فَـلَا يَقْرَبَنَّا فِي مَسَاجِدِنَا ، فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَتَأَذّٰى مِمَّا يَتَاذّٰى (مِنْهُ) بَنُوْ آدَمَ ، فَكَانَ عَطَاءٌ يَقُوْلُ: اَلْخَضْرَوَاتُ: اَلْبَقُوْلُ وَالثَّوْمُ وَالْبَصَلُ وَالْفَجْلُ . ①

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص ان بدبودار سبزیوں (لہسن، پیاز اور مولی وغیرہ) میں سے کوئی سبزی کھائے تو وہ ہماری مساجد کے قریب نہ آئے، کیونکہ جس چیز سے انسان تکلیف محسوس کرتے ہیں اس سے فرشتے بھی تکلیف محسوس کرتے ہیں۔''

[۹۳۶/۲۱۰]...... اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ ، عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ......

عَنْ جَابِرٍ قَالَ: لَمْ يَكُنِ الثَّوْمُ بِاَرْضِنَا ، بَلْ كَانَ الْبَصَلُ وَالْكِرَاثُ فَنُهِيْنَا عَنْهُ . ②

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لہسن ہمارے علاقے میں نہیں ہوتا تھا بلکہ پیاز اور گندنا (ایک سبزی) تھا پس ہمیں اس سے منع کر دیا گیا۔

فوائد :...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا بدبودار سبزی کھا کر مسجد میں نہیں جانا چاہیے۔ کیونکہ اس کی وجہ سے فرشتے بدبو محسوس کرتے ہیں۔ کوئی بھی ایسی چیز جس کی وجہ سے منہ سے بدبو آتی ہو کھا کر مسجد میں نہیں جانا چاہیے۔ سگریٹ، اور حقہ کے استعمال سے تو پیاز، گندنا کھانے سے بھی زیادہ بدبو آتی ہے۔

[۹۳۷/۲۱۱]...... اَخْبَرَنَا وَكِيْعٌ ، عَنْ طَلْحَةَ......

عَنْ عَطَاءٍ ، اِنَّهٗ اَكَلَ الْفُجْلَ لِيُرِيْحَهٗ .

جناب عطاء رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے مولیاں کھائیں تا کہ وہ اسے اس کی بو محسوس کرائیں۔

[۹۵۱/۲۱۲]...... اَخْبَرَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ ، نَا زَائِدَةُ بْنُ قُدَامَةَ ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ ، عَنْ عِكْرِمَةَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھجور

---

① بخاری، کتاب الاذان، باب ماجاء فی الثوم والبصل والكراث، رقم : ۸۵۳۔ مسلم، کتاب المساجد، باب نهی من اكل ثوم او بصل الخ، رقم: ۵۶۲۔ سنن ابوداود، رقم: ۳۸۲۲۔ سنن ترمذی، رقم: ۱۸۰۶۔ سنن نسائی، رقم: ۷۰۷۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۱۰۱۶۔ مسند احمد: ۳/ ۳۷٤ .

② مسند احمد: ۳/ ۳۷٤۔ قال شعيب الارناؤط: اسناده صحيح .

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي عَلَى (الْخُمْرَةِ) . ① کے پتوں کی بنی ہوئی چٹائی پر نماز پڑھا کرتے تھے۔

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا چھوٹی چٹائی پر نماز پڑھی جاسکتی ہے اور مذکورہ حدیث سے ان لوگوں کا بھی رد ہوتا ہے جو کہتے ہیں کہ سجدہ کے لیے زمین کی مٹی کا ہونا ضروری ہے۔ خمرہ چھوٹی چٹائی کو کہتے ہیں، وہ کھجور کی بھی ہوسکتی ہے کسی اور چیز کی بھی۔ (نیل الاوطار: ۲/ ۱۲۹)

[۹۵٤/۲۱۳]...... اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، نَا شَرِيْكٌ، عَنْ حُسَيْنِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، عَنْ عِكْرِمَةَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ، يَتَّقِيْ بِفَضُوْلِهٖ حَرَّ الْاَرْضِ وَبَرْدِهَا . ②

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک کپڑے میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، آپ اس کے زائد حصے سے زمین کی گرمی اور اس کی ٹھنڈک سے بچتے تھے۔

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا ایک کپڑے میں نماز پڑھنا درست ہے جبکہ تنگی ہو اور دو کپڑے میسر نہ ہوں، اس کا طریقہ یہ ہے سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی ایک کپڑے میں نماز پڑھے تو اس چادر کے دونوں پلوؤں میں سے دائیں پلو کو بائیں کندھے پر اور بائیں پلو کو داہنے کندھے پر ڈال دے۔'' (بخاری، کتاب الصلاة، رقم : ۳٦۰۔ ابوداود، رقم : ٦۲۷)

---

① بخاری، کتاب الصلاة، باب الصلاة على الخمرة: ۳۸۱۔ سنن ابوداود، رقم: ٦٥٦۔ سنن ترمذی، رقم: ۳۳۱۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۱۰۲۸۔ مسند احمد: ۱/ ۲٦۹۔ صحیح ابن خزیمه، رقم: ۱۰۰۷.

② مسند احمد: ۱/ ۲٥٦، ۳۲۰۔ قال شعيب الارناؤط: حسن لغيره۔ مسند ابی يعلى، رقم: ۲٦۸۷۔ شواهد بخاری: ۳٥۸۔ مسلم، رقم: ٥۱٥۔ سنن ابوداود، رقم: ٦۲٥، ٦۲٦۔ سنن ابن ماجه، رقم: ٥٤۱.

5

كتاب الجمعة

جمعہ کے احکام و مسائل

[۲۱۴/۴۵]...... أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، مَوْلَى أُمِّ بُرْثُنٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كَتَبَ اللّٰهُ الْجُمُعَةَ عَلَى مَنْ قَبْلَنَا فَهَدَانَا اللّٰهُ فَاخْتَلَفُوا فِيهِ، فَالنَّاسُ لَنَا فِيهِ تَبَعٌ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ نے ہم سے پہلے لوگوں پر جمعہ فرض کیا، اللہ نے ہماری راہنمائی کی اور انہوں نے اس میں اختلاف کیا، پس لوگ اس میں ہمارے پیچھے ہیں: یہود (ہفتہ) اور نصاریٰ (اتوار)۔''

فوائد:...... ہفتے کے سات دنوں میں جمعے کا دن سب سے افضل ہے۔ اور امت محمدیہ سے پہلے باقی امتوں پر اس دن کو پیش کیا گیا لیکن انہوں نے اس کی عظمت کو نہ پہچانا۔ اور امت محمدیہ کو اللہ ذوالجلال نے جمعہ کے دن کو پہچاننے کی توفیق دی۔ کیونکہ اس دن بڑے بڑے کام ہوئے اور ہوں گے۔ جیسا کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بہتر ان دنوں میں جن میں سورج نکلتا ہے۔ جمعہ کا دن ہے کہ اسی میں آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اور اسی میں جنت میں گئے اور اسی میں وہاں سے نکلے اور قیامت نہ ہوگی مگر اسی دن۔ (مسلم، کتاب الجمعة، باب فضل یوم الجمعة)

لہٰذا اس دن کو مسلمانوں کو اہمیت دینی چاہیے۔ بالخصوص نماز جمعہ کے لیے پورے اہتمام سے تیاری کر کے بروقت

① مسلم، كتاب الجمعة، باب هداية هذه الامة ليوم الجمعة، رقم: ۸۵٦- سنن نسائی، رقم: ۱۳٦۸- مسند احمد: ۲/ ۵۰۹.

مسجد میں حاضری دی جائے۔

[۸۹/۲۱۵]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، قَالَ...... سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ فِي الْجُمُعَةِ لَسَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا مُسْلِمٌ يُصَلِّي يَسْأَلُ اللّٰهَ فِيهَا خَيْرًا إِلَّا أَعْطَاهُ اللّٰهُ إِيَّاهُ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جمعہ میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ کوئی مسلمان نماز پڑھ رہا ہو اور وہ اس گھڑی میں اللہ سے جو بھی خیر طلب کرتا ہے تو وہ اسے عطا کر دیتا ہے۔''

[۳۷۹/۲۱۶]...... وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فِي الْجُمُعَةِ سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا مُسْلِمٌ يُصَلِّي يَسْأَلُ اللّٰهَ فِيهَا خَيْرًا إِلَّا آتَاهُ اللّٰهُ إِيَّاهُ مَا لَمْ يَسْأَلْ مَأْثَمًا أَوْ قَطِيعَةَ رَحِمٍ. ②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جمعہ میں ایک ایسی گھڑی ہے جس میں مسلمان شخص نماز پڑھ رہا ہو اور وہ اس میں اللہ سے کسی خیر کی درخواست کرے تو اللہ اسے وہی خیر عطا فرما دیتا ہے، بشرطیکہ وہ کسی گناہ یا قطع رحمی کا سوال نہ کرے۔''

فوائد:...... مذکورہ حدیث سے جمعہ کے دن کی فضیلت کا اثبات ہوتا ہے کہ جس میں ایسی گھڑی ہے کہ جائز دعا کرنے والے کی دعا قبول کی جاتی ہے۔ یہ گھڑی کون سی ہے اس کے تعین میں اختلاف ہے۔ ایک حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ گھڑی امام کے منبر پر بیٹھنے سے لے کر نماز پوری ہونے تک (کے درمیانی وقت میں) ہے۔'' (مسلم، رقم: ۸۵۳۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۱۰۴۹)

دوسری حدیث میں ہے وہ گھڑی نماز عصر اور غروب آفتاب کے درمیانی وقت میں ہے۔

(سنن ابوداود، رقم: ۱۰۴۸۔ سنن ترمذی، رقم: ۴۸۹)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''صحیح بخاری'' کی شرح ''فتح الباری'' میں چالیس کے قریب علماء کے اقوال نقل کیے ہیں لیکن زیادہ راجح دو قول ہیں۔ جن کا تذکرہ مذکورہ بالا دو احادیث میں ہوا ہے۔ اس میں زیادہ مناسب یہ ہی معلوم ہوتا ہے کہ نماز جمعہ سے لے کر دن کے آخر تک اس گھڑی کو تلاش کیا جائے اور اس دوران کثرت سے دعا کی کوشش کی جائے۔

شیخ ابن جبیرین رحمہ اللہ نے بھی اسی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ (فتاویٰ اسلامیہ: ۱/۴۰۰)

امام شوکانی رحمہ اللہ علامہ ابن منیر رحمہ اللہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ اس گھڑی کے پوشیدہ رکھنے اور اسی طرح لیلۃ القدر

---

① بخاری، کتاب الجمعة، باب الساعة التی فی یوم الجمعة، رقم: ۹۳۵۔ مسلم، کتاب الجمعة، باب فی الساعة التی فی یوم الجمعة، رقم: ۸۵۲۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۱۱۳۷۔ مسند ابی یعلی، رقم: ۶۰۵۵.

② السابق.

کے پوشیدہ ہونے میں فائدہ یہ ہے کہ ان کی تلاش کے لیے بکثرت نماز نفل ادا کی جائے اور دعائیں کی جائیں۔
(نیل الاوطار: ٣/ ٢٧٧)

[٢١٧/٤٥٩]...... أَخْبَرَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنِ الأَوْزَاعِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مَنْ سَمِعَ...... أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ ثَلَاثًا مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ يَكُونَ لَهُ ، طُبِعَ عَلَى قَلْبِهِ . ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص کسی (شرعی) عذر کے بغیر تین جمعے چھوڑ دیتا ہے تو اس کے دل پر مہر لگ جاتی ہے۔''

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے نماز جمعہ کی اہمیت ثابت ہوتی ہے کہ اس کے چھوڑنے کی وجہ سے دلوں پر مہر لگ جاتی ہے۔ یہ بڑی بدنصیبی ہے نیکی اور خیر کی توفیق سے انسان محروم ہو جاتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ ذوالجلال نے کافروں کے متعلق فرمایا: ﴿خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَ عَلٰى سَمْعِهِمْ﴾ (البقرة: ٧)...... ''اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر مہر لگا دی ہے۔''

صحیح مسلم کی ایک دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لوگ نماز جمعہ چھوڑنے سے ضرور باز آ جائیں ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دیں گے، پھر وہ غافلوں میں سے ہو جائیں گے۔''

اللہ ذوالجلال نے مومنوں کو اس بات کا حکم دیا ہے، فرمایا: ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ﴾ (الجمعة: ٩) ...... ''اے وہ لوگ جو ایمان لائے ہو! جمعہ کے دن نماز کے لیے اذان دی جائے تو تم اللہ کے ذکر کی طرف دوڑ پڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔''

[٢١٨/٦٥٣]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ مَعْنٍ يُحَدِّثُ ......

عَنْ بِنْتِ حَارِثَةَ بْنِ النُّعْمَانِ قَالَتْ: لَقَدْ رَأَيْتُنَا وَإِنَّ تَنُّورَنَا وَتَنُّورَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوَاحِدٌ وَمَا تَعَلَّمْتُ ﴿قٓ وَالْقُرْاٰنِ﴾ إِلَّا مِنْ فِيِّ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَخْطُبُ بِهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَى الْمِنْبَرِ . ②

حارثہ بن نعمان کی بیٹی نے فرمایا: میں نے دیکھا ہمارا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تندور ایک ہی تھا، میں نے سورۂ قٓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ مبارک سے (سن کر) سیکھی، آپ جمعہ کے دن منبر پر اسے پڑھتے تھے۔

---

① مسلم، كتاب الجمعة، باب التغليظ فى ترك الجمعة، رقم: ٨٦٥ـ سنن ابوداود، رقم: ١٠٥٢ـ سنن ترمذى، رقم: ٥٠٠ـ سنن نسائى، رقم: ١٣٦٩ .

② مسلم، كتاب الجمعة، باب تخفيف الصلاة والخطبة، رقم: ٨٧٢ـ سنن ابوداود، رقم: ١١٠٠ـ سنن نسائى، رقم: ١٤١١ .

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا جمعہ کے خطبہ اور وعظ میں سورۂ قٓ کی تلاوت مسنون ہے۔ صحیح مسلم میں ہے نبی معظم ﷺ عید کی نماز میں سورۂ "قٓ" اور "اقتربت الساعة" پڑھا کرتے تھے۔

(مسلم، کتاب صلاة العيدين، باب ما يقرأ به في صلاة العيدين)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عیدین اور جمعہ میں پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ آپ بڑے مجمعوں میں یہ سورت پڑھا کرتے تھے۔ کیونکہ اس میں ابتدائے خلق، بعث ونشور، معاد، قیام، حساب، جنت، دوزخ، ثواب وعتاب اور ترغیب وترہیب کا بیان ہے۔

[۸۱۷/۲۱۹]...... اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ، اَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، اَخْبَرَنِی الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ......

عَنْ طَاوُوْسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقٌّ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ بَلَغَ الْحَلْمَ، اَنْ يَّتَطَهَّرَ لِلّٰهِ فِی كُلِّ سَبْعَةِ اَيَّامٍ يَوْمًا، وَاِنْ لَمْ يَكُنْ جُنُبًا، يَغْسِلُ رَأْسَهٗ وَجِلْدَهٗ يَوْمُ الْجُمُعَةِ . ①

طاؤس رحمہ اللہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہر بالغ شخص پر حق ہے کہ وہ ہر سات دن میں سے ایک دن اللہ کی خاطر خوب صفائی کرے، اگرچہ وہ جنبی نہ ہو، وہ جمعہ کے دن اپنا سر اور اپنا جسم دھوئے گا۔"

فوائد: ...... جمعہ کے دن نماز جمعہ کے لیے غسل کرنا مسنون ہے۔ مذکورہ بالا حدیث میں ہے ہر بالغ مسلمان پر سات دنوں میں ایک دن غسل کرنا حق ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ: ((غُسْلُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُحْتَلِمٍ .))(بخاری، رقم : ۸۵۸) ......"ہر بالغ شخص پر جمعہ کے دن غسل کرنا واجب ہے۔"

روایات سے ثابت ہے کہ مشکل حالات کی وجہ سے صحابہ کرام موسم گرما میں اونی لباس پہنتے تھے جس کی وجہ سے پسینہ آتا اور مسجد میں ان کے پسینے کی بدبو پھیل جاتی تھی۔ تو آپ ﷺ نے انہیں فرمایا: ((لَوْ اَنَّكُمْ تَطَهَّرْتُمْ لِيَوْمِكُمْ هٰذَا .)) (بخاری، رقم : ۹۰۳۔ مسلم، رقم : ۸۴۷) "اگر تم اس دن غسل کر لیا کرو (تو بہتر ہے۔)"

ان روایات کو مدنظر رکھتے ہوئے فقہاء میں اختلاف ہے کیا غسل جمعہ واجب ہے یا کہ نہیں؟ علامہ ابن حجر اور ابن حزم رحمہما اللہ کا موقف ہے کہ غسل جمعہ فرض ہے۔ (فتح الباری: ۳/ ۱۳۔ المحلی بالآثار: ۱/ ۲۵۵)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا موقف ہے: غسل جمعہ مستحب ہے، البتہ جس میں پسینے کی وجہ سے بدبو ہو اور نمازی اور فرشتے اس سے تکلیف محسوس کر سکتے ہوں، اس پر واجب ہے۔

(التعليق على سبل السلام للشيخ عبدالله بسام: ۱/ ۱۸۶)

---

① مصنف عبدالرزاق، رقم: ۵۲۹۵۔ اسناده مرسلٌ صحيح.

[۸۱۸/۲۲۰]...... قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: اَخْبَرَنِی اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَيْسَرَةَ، اَنَّهُ سَمِعَ طَاؤُوْسًا يُخْبِرُ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ الْغُسْلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ. قَالَ طَاؤُوْسٌ: فَقُلْتُ لِاِبْنِ عَبَّاسٍ: اَفَيَمُسُّ طِيْبًا اَوْ دَهْنًا اِنَ كَانَ عِنْدَ اَهْلِهٖ؟ قَالَ: لَا اَعْلَمُهُ. ①

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن غسل کا ذکر کیا۔ طاؤس رحمہ اللہ نے بیان کیا، میں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا: اگر وہ اپنے اہل کے پاس ہو تو کیا وہ خوشبو یا تیل لگائے گا؟ انہوں نے فرمایا: میں اس کے متعلق نہیں جانتا۔

① بخاری، کتاب الجمعة، باب هل على من لم يشهد الجمعة، رقم: ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ مسلم: ۸۴۹۔ سنن ابوداود، رقم: ۳۴۱۔ سنن نسائی، رقم: ۱۳۷۵۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۱۰۹۸.

6

كتاب العيدين

عیدین کے احکام ومسائل

[۶۶۰/۲۲۱]...... أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ، عَنْ حَفْصَةَ......

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نُخْرِجَنَّ يَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ الأَضْحَى الْعَوَاتِقَ وَ الْحُيَّضَ وَذَوَاتَ الْخُدُورِ، فَأَمَّا الْحُيَّضُ فَيَعْتَزِلْنَ الْمُصَلَّى وَيَشْهَدْنَ الْخَيْرَ وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِينَ. ①

سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم فرمایا کہ ”ہم عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے دن جوان، پردہ نشین لڑکیوں اور حائضہ عورتوں کو عیدگاہ کی طرف نکالیں، رہیں حائضہ عورتیں تو وہ جائے نماز سے دور رہیں اور مسلمانوں کی دعاؤں میں شریک ہوں۔“

[۶۶۱/۲۲۲]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ. ②

ہشام نے اس اسناد سے اسی مثل روایت کیا ہے۔

[۶۶۲/۲۲۳]...... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الأَشْعَثِ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ......

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نُخْرِجَ فِي الْعِيدَيْنِ ذَوَاتَ الْخُدُورِ وَالْحُيَّضَ فَيَشْهَدْنَ مَعَ الْمُسْلِمِينَ دَعْوَتَهُمْ وَصَلَاتَهُمْ، وَالْحُيَّضُ

سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم فرمایا کہ ”ہم عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ میں پردہ نشین جوان لڑکیوں اور حائضہ عورتوں کو (عید گاہ کی طرف) باہر نکالیں، وہ مسلمانوں کی دعاؤں اور نماز میں شریک ہوں،

① مسلم، كتاب الصلاة العيدين، باب ذكر اباحة خروج النساء الخ، رقم: ۸۹۰۔ سنن ترمذى' ابواب الصلاة، باب ماجاء فى خروج النساء فى العيدين، رقم: ۱۳۰۷.

② السابق.

يَعْتَزِلْنَ الصَّلَاةَ . ①

جبکہ حائضہ عورتیں نماز سے الگ رہیں۔“

[٦٦٣/٢٢٤]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا أَشْعَثُ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ......

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ نُخْرِجَ فِي الْعِيدَيْنِ الْعَوَاتِقَ وَالْحُيَّضَ وَذَوَاتَ الْخُدُورِ، فَأَمَّا الْحُيَّضُ فَإِنَّهُنَّ يَكُنَّ بِقُرْبِ الْمُصَلَّى يَشْهَدْنَ دَعْوَةَ الْمُسْلِمِينَ . ②

سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم فرمایا کہ ”ہم عیدین میں نوجوان لڑکیوں' حائضہ عورتوں اور پردہ نشین لڑکیوں کو عیدگاہ کی طرف نکالیں، رہیں حائضہ عورتیں تو وہ جائے نماز کے قریب رہیں اور مسلمانوں کی دعاؤں میں شریک ہوں۔

[٦٦٤/٢٢٥]...... أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ......

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِحْدَانَا لَا يَكُونُ لَهَا جِلْبَابٌ، قَالَ: فَلْتُكْسِهَا أُخْتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا. قَالَ أَبُو يَعْقُوبَ: يَعْنِي فِي الْخُرُوجِ فِي الْعِيدَيْنِ . ③

سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم میں سے کسی کے پاس اوڑھنی نہیں ہوتی؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اس کی بہن اپنی اوڑھنی کا کچھ حصہ اسے اوڑھا دے۔“

[٦٦٥/٢٢٦]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ . ④

ہشام نے اس اسناد سے اسی حدیث سابق کی مثل روایت کیا ہے۔

فوائد:...... مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا نماز عید واجب ہے۔ کیونکہ جب حائضہ اور بغیر چادر والی عورتوں کو عیدگاہ میں جانے کا حکم ہے تو مردوں کو بالاولیٰ ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا مسجد عید پڑھنے کی جگہ نہیں، کیونکہ حائضہ وہاں نہیں جاسکتی، خواتین باپردہ ہوکر نکلیں گی، ان کے لیے بناؤ سنگھار کرکے بے حجاب ہوکر نکلنا قطعاً جائز نہیں۔ بچوں اور بچیوں کو بھی عیدگاہ لے جانا چاہیے۔ (بخاری، رقم : ٩٧٥)

معلوم ہوا اگر کسی کے پاس اپنی اوڑھنی نہ ہو تو وہ کسی سے عاریتاً لے لے اور عیدگاہ میں حاضر ہو، یہ بھی معلوم ہوا کہ عید کی نماز پڑھنے کے بعد خطبہ اور دعا مانگ کر آنا چاہیے۔

---

① بخاری، کتاب العیدین، باب خروج النساء والحیض الی المصلی، رقم: ٩٧٤۔ مسلم، کتاب صلاة العیدین، باب ذکر اباحة خروج النساء الی العید الخ، رقم: ٨٩٠۔ سنن ابوداود، رقم: ١١٣٦۔ سنن ترمذی، رقم: ٥٣٩۔ سنن ابن ماجه، رقم: ١٣٠٨ .

② بخاری، رقم : ٩٧٤۔ مسلم، رقم : ٨٩٠۔ سنن ترمذی، رقم : ١٣٠٧۔ سنن ابی داؤد، رقم : ١١٣٦ .

③ السابق .

④ السابق .

[۷٤٢/٢٢٧]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ النُّعْمَانِ قَالَ: سَمِعْتُ طَلْحَةَ بْنَ مُصَرِّفٍ يُحَدِّثُ، عَنِ امْرَأَةٍ مِنْ عَبْدِ الْقَيْسِ......

عَنْ أُخْتِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَوَاحَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَجَبَ الْخُرُوجُ عَلَى كُلِّ ذَاتِ نِطَاقٍ، يَعْنِي فِي الْعِيدَيْنِ. ①

سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی بہن (عمرہ بنت رواحہ رضی اللہ عنہا) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر کمر بند باندھنے والی پر (عیدین میں عیدگاہ کی طرف) جانا واجب ہے۔''

[٧٩٣/٢٢٨]...... اَخْبَرَنَا الْمُؤَمَّلُ، نَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَاؤُوْسٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْعِيْدَيْنِ، ثُمَّ خَطَبَ، وَصَلَّى اَبُوْ بَكِرٍ كَذٰلِكَ، ثُمَّ خَطَبَ، وَصَلَّى عُمَرُ كَذٰلِكَ، ثُمَّ خَطَبَ، وَصَلَّى عُثْمَانُ كَذٰلِكَ، ثُمَّ خَطَبَ بِغَيْرِ اَذَانٍ وَلَا اِقَامَةٍ. قَالَ الْمُؤَمَّلُ: نَقُوْلُ: كُلُّهُمْ صَلُّوْا الْعِيْدَيْنِ بِغَيْرِ اَذَانٍ وَلَا اِقَامَةٍ. ②

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عیدین کی نماز پڑھائی، پھر خطبہ ارشاد فرمایا، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح نماز پڑھائی اور پھر خطبہ دیا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح نماز پڑھائی، پھر خطبہ ارشاد فرمایا اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح نماز پڑھائی، پھر خطبہ ارشاد فرمایا، اس میں اذان تھی نہ اقامت۔ مؤمل نے بیان کیا: ہم کہیں گے کہ ان سب حضرات نے اذان واقامت کے بغیر عیدین کی نماز پڑھائی۔

فوائد:...... (۱) مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز عید کے بعد خطبہ دینا چاہیے اور پہلے خطبہ پھر عید کی نماز یہ خلاف سنت ہے اور یہی وجہ ہے کہ جب سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے مروان کو دیکھا کہ وہ نماز سے پہلے خطبہ دے رہا ہے تو فرمایا: اے مروان! تو نے سنت کی مخالفت کی ہے۔ (بخاری، رقم: ٩٥٦۔ سنن ابوداود، رقم: ١١٤٠)

(۲)...... یہ بھی معلوم ہوا عیدین کی نماز میں اذان اور اقامت نہیں ہے۔ (توضیح الاحکام: ٣/ ٤١)

[٨٦٤/٢٢٩]...... اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ......

عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ: اَنَّهٗ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ

عمرو بن دینار سے روایت ہے انہوں نے سیدنا ابن

① انظر ما قبل.

② بخاری، کتاب العیدین، باب الخطبة بعد العید، رقم: ٩٦٢۔ مسلم، کتاب صلاة العیدین، رقم: ٨٨٥، ٨٨٧۔ سن ابوداود، رقم: ١١٤٧، ١١٤٨۔ سنن ابن ماجه، رقم: ١٢٤٧.

يُكَبِّرُ يَوْمَ الْعِيْدَيْنِ. قَالَ عَمْرٌو: وَلَا اَدْرِيْ اَيَّ الْاَمْرَيْنِ يُرِيْدُ، قَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿فَإِذَا قَضَيْتُمْ مَنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوْا اللّٰهَ﴾ الْآيَةِ، اَمْ قَوْلُهٗ: ﴿وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ﴾ ①

عباس رضی اللہ عنہما کو عیدین کے دن تکبیریں (اللہ اکبر، اللہ اکبر) پڑھتے ہوئے سنا، عمرو (ابن دینار) نے کہا: میں نہیں جانتا کہ دو میں سے کون سا امر مراد لیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: ''جب تم مناسک حج ادا کرلو تو اللہ کو یاد کرو۔'' یا یہ فرمان: ''گنتی کے چند دنوں میں اللہ کا ذکر کرو۔''

فوائد: ......عیدین کے دن تکبیریں کہنا مسنون ہے۔ اسی طرح ایام تشریق میں بھی جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ﴾ (البقرة: ۲۰۳) ......''اور گنتی کے چند دنوں میں اللہ کو یاد کرو۔''

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ایام معدودات سے مراد ایام تشریق ہیں۔ (بخاری، رقم: ۹۶۹)

تکبیرات کے مختلف الفاظ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہیں۔ سیّدنا سلمان رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں یہ لفظ ہیں:

((اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا.))

(سنن کبریٰ بیهقی: ۳/ ۳۱۶۔ نیل الاوطار: ۲/ ۲۲۱)

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث میں یہ لفظ ہیں:

((اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا، اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا، اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَاَجَلُّ اللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ.))

(مصنف ابن ابی شيبة: ۱/ ۴۸۹)

[۲۳۰/۹۱۷]...... أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ اَيُّوْبَ قَالَ: سَمِعْتُ عَطَاءً يَقُوْلُ......

سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ اَشْهَدُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اَوْ قَالَ: اَشْهَدُ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ فِيْ يَوْمِ عِيْدٍ، فَصَلّٰى ثُمَّ خَطَبَ، فَظَنَّ اَنَّهٗ لَمْ تَسْمَعِ النِّسَاءُ فَاَتَاهُنَّ بَعْدَ ثَلَاثٍ، فَوَعَظَهُنَّ وَحَثَّهُنَّ عَلَى الصَّدَقَةِ، فَجَعَلَتِ الْمَرْاَةُ تُلْقِي بِالْقُرْطِ، وَبِالْخَاتَمِ، وَيَاخُذُ بِلَالٌ

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن (عیدگاہ کی طرف) تشریف لے گئے، تو آپ نے نماز پڑھائی، پھر خطبہ ارشاد فرمایا، تو آپ کو گمان ہوا کہ خواتین نے نہیں سنا، پس تین (دن) کے بعد آپ ان کے ہاں تشریف لائے، تو آپ نے انہیں وعظ ونصیحت کی اور صدقہ کرنے کی ترغیب دی تو خواتین اپنی بالیاں اور انگوٹھیاں اتار کر پھینکنے لگیں، اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہ انہیں اٹھا کر اپنے کپڑے میں جمع کرنے لگے۔

① سنن کبری بیهقی: ۳/ ۳۱۳۔ الدر المنثور: ۱/ ۵۶۲۔ اسناده صحیح.

ذٰلِكَ يَجْمَعُهُ فِيْ ثَوْبِهِ. ①

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کو عید گاہ میں جانا چاہیے۔ لیکن عورتوں کے لیے شرط ہے کہ باپردہ ہو کر نکلیں۔ نماز عید پہلے اور خطبہ بعد میں مسنون ہے۔ عورتوں کے لیے الگ پردے اور لاؤڈ سپیکر کا انتظام کرنا چاہیے۔ اگر کسی وجہ سے آواز نہ پہنچ سکے تو پھر الگ ان کو وعظ ونصیحت کرنی جائز ہے۔ بیت المال کے لیے صدقات وعطیات کا جمع کرنا جائز ہے۔ عورت اپنے ذاتی مال سے خاوند کی اجازت کے بغیر خرچ کر سکتی ہے اور یہ بھی معلوم ہوا عورتیں زینت کے لیے خوشی کے مواقع پر زیورات پہن سکتی ہیں۔

---

① بخاری، کتاب العلم، باب عظة الامام النساء وتعليمهن، رقم: ٩٨۔ مسلم، كتاب صلاة العيدين، رقم: ٨٨٥۔ سنن ابوداود، رقم: ١١٤٢، ١١٤٣۔ سنن ابن ماجه، رقم: ١٢٧٣۔ مسند احمد: ١/ ٢٢٠۔ سنن دارمی، رقم: ١٦٠٣۔ مسند حمیدی، رقم: ٤٧٦.

7

کتاب التهجد والتطوع

تہجد اور نفل نماز کے احکام ومسائل

[۱۱/۲۳۱]...... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبَّاسٍ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: أَوْصَانِي خَلِيلِي أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَلَاثٍ: الْوِتْرُ قَبْلَ النَّوْمِ، وَصَلَاةُ الضُّحَى رَكْعَتَيْنِ، وَصَوْمُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے خلیل ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تین چیزوں کے متعلق وصیت فرمائی: سونے سے پہلے وتر، دورکعت نماز چاشت اور ہر ماہ تین دن کے روزے۔

[۱۵۱/۲۳۲]...... أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ بَهْرَامَ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: أَوْصَانِي خَلِيلِي بِثَلَاثَةٍ: الْوِتْرِ قَبْلَ النَّوْمِ، وَرَكْعَتَيِ الضُّحَى، وَصِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ. ②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میرے خلیل صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزوں کے متعلق مجھے وصیت فرمائی: سونے سے پہلے وتر پڑھنا، چاشت کی دو رکعتیں پڑھنا اور ہر ماہ تین دن روزہ رکھنا۔“

فوائد: ......(ا) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مواقع پر اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مختلف وصیتیں فرمائیں۔ ان میں

① بخاری، کتاب التطوع، باب صلاة الضحی فی الحضر۔ مسلم، کتاب صلاة المسافرین، باب استحباب صلاة الضحی، رقم: ۷۲۱۔ مسند احمد: ۲/ ۳۹۲۔ طبرانی اوسط، رقم: ۱۷٦۹.

② السابق.

سے چند وصیتیں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو بھی فرمائیں۔ ایک دوسری حدیث میں ہے مجھے میرے خلیل صلی اللہ علیہ وسلم نے تین باتوں کی وصیت فرمائی جن کو میں کسی بھی صورت ترک نہیں کروں گا۔ وہ یہ کہ میں وتر ادا کیے بغیر نہ سووں اور میں چاشت کی دو رکعتیں نہ چھوڑوں کیونکہ یہ صلاۃ الاوابین ہے اور ہر ماہ ایام بیض کے تین روزے رکھا کروں۔ (صحیح ابن خزیمہ، رقم : ۱۰۸۳)

معلوم ہوا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی بہت زیادہ اہمیت تھی۔ اللہ ذوالجلال نے بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی انہیں صفتوں کی وجہ سے فرمایا: ﴿اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ (النور : ۵۱)...... ''جب انہیں اس لیے بلایا جاتا ہے کہ اللہ اور اس کا رسول ان میں فیصلہ کر دے تو وہ کہتے ہیں: ہم نے سنا اور مان لیا، یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔'' مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوا کہ وتر نماز عشاء کے بعد سونے سے قبل بھی ادا کیے جا سکتے ہیں اگر صبح نہ اٹھنے کا خدشہ ہو۔

(۲)...... نماز چاشت کو نماز اشراق بھی کہتے ہیں۔ سورج نکلنے کے تھوڑی دیر بعد اس کا وقت شروع ہوتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آدمی کے ہر جوڑ پر ہر صبح صدقہ ہوتا ہے۔ اور ان سب اعضاء (جوڑوں) کا صدقہ نماز چاشت کی دو رکعتیں ہیں۔'' (مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین: ۷۲۰)

جامع ترمذی میں ہے کہ طلوع آفتاب کے بعد دو رکعتیں پڑھنے والے کو مکمل حج وعمرہ کا ثواب ملے گا۔

(ترمذی، رقم : ۵۸۶ اسنادہ صحیح)

(۳)...... تین روزے ایام بیض کے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایام بیض کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: ہر ماہ تین روزے رکھنا گویا ساری عمر روزے رکھنا ہے۔ اور ایام بیض سے مراد جن دنوں چاند مکمل روشن ہوتا ہے یعنی ہر ماہ کی تیرھویں، چودھویں، پندرھویں (چاند کی) تاریخ ہے۔ (سنن نسائی، کتاب الصیام، رقم : ۲۴۲۲)

[۹۶/۲۳۳]...... أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا خَلِيلُ بْنُ مُرَّةَ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ لَمْ يُوتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا.[1]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو وتر نہیں پڑھتا وہ ہم میں سے نہیں۔''

[۱۷۶/۲۳۴]...... قُلْتُ لِأَبِي أُسَامَةَ أَحَدَّثَكُمْ أَبُو حَيَّانَ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبِلَالٍ عِنْدَ صَلَاةِ الْفَجْرِ: يَا بِلَالُ حَدِّثْنِي بِأَرْجَى عَمَلٍ عَمِلْتَهِ عِنْدَكَ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر کے وقت بلال (رضی اللہ عنہ) سے فرمایا: ''بلال! مجھے اپنا سب سے زیادہ امید والا نیک عمل بتاؤ جو تم نے کیا ہو اور وہ

---

[1] مسند احمد: ۲/ ۴۴۳.

مَنْفَعَةً فِي الْإِسْلَامِ، فَإِنِّي سَمِعْتُ اللَّيْلَةَ خَشْفَ نَعْلَيْكَ بَيْنَ يَدَيَّ فِي الْجَنَّةِ قَالَ: مَا عَمَلٌ عَمِلْتُهُ أَرْجَى عِنْدِي إِلَّا إِنِّي لَمْ أَتَطَهَّرْ طُهُورًا تَامًّا فِي سَاعَةٍ مِنْ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ إِلَّا صَلَّيْتُ لِرَبِّي مَا قُدِّرَ لِي أَنْ أُصَلِّيَ، فَأَقَرَّ بِهِ أَبُو أُسَامَةَ، وَقَالَ: نَعَمْ. ①

تیرے نزدیک اسلام کی مصلحت کی خاطر ہو، کیونکہ میں نے اس رات جنت میں اپنے آگے تمہارے جوتوں کی چاپ سنی ہے۔'' انہوں نے عرض کیا: میں نے تو اپنے نزدیک اس سے زیادہ امید والا کوئی کام نہیں کیا کہ جب میں نے رات یا دن کے کسی وقت میں وضو کیا ہے تو میں نے نفل نماز پڑھی ہے جس قدر میرے رب نے میرے مقدر میں لکھی ہے۔

فوائد: ...... (۱)...... مذکورہ حدیث سے سیدنا بلال بن رباح رضی اللہ عنہ کی عظمت وفضیلت کا اثبات ہوتا ہے۔

(۲)...... یہ بھی معلوم ہوا سیدنا بلال رضی اللہ عنہ جنتی ہیں۔

آپ رضی اللہ عنہ کا نام بلال باپ کا نام رباح اور والدہ کا نام حمامہ تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ امیہ بن خلف کے غلام تھے، سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کو خرید کر آزاد کر دیا، آپ نے بدر اور اس کے بعد کے معرکوں میں شمولیت اختیار کی اور جب مدینہ میں اذان شروع ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ اور سیدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ باری باری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اذان دیا کرتے تھے، کبھی یہ اور کبھی وہ، اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہ خوبصورت اور دل پسند آواز والے اور فصیح تھے۔

آپ رضی اللہ عنہ کی عمر ساٹھ، پینسٹھ سال تھی کہ آپ نے شام کے علاقہ میں وفات پائی۔

(مزید تفصیل کے لیے دیکھئے: اسد الغابہ: ۴۱۵، البدایہ والنہایہ: حالات ۲۰ ہجری)

مذکورہ بالا روایت سے باوضو رہنے والوں اور ہر وضو کے بعد نماز پڑھنے کی فضیلت کا اثبات ہوتا ہے۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: میں جب بھی اذان دیتا ہوں تو دو رکعت پڑھتا ہوں اور میں ہمیشہ وضو میں رہتا ہوں، جب بھی میرا وضو ٹوٹتا ہے تو میں وضو کرتا ہوں، پھر دو رکعت نماز اتنی باقاعدگی سے پڑھتا ہوں کہ گویا کہ مجھ پر میرے اللہ کا حق ہے۔ تو نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''انہی دو عملوں کی وجہ سے اللہ نے تجھے یہ مقام دیا کہ میں جب بھی جنت میں داخل ہوا تیرے چلنے کی آواز اپنے آگے یا ایک طرف سنی۔''

(سنن ترمذی، رقم: ۳۹۵٤۔ مسند احمد: ٥/ ۳٥٤ اسناده صحيح)

[۲۱۷/۲۳٥]...... أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى، حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ......

① مسلم، كتاب فضائل الصحابة رضى الله عنهم، باب من فضائل بلال رضى الله عنه، رقم: ۲٤٥۸۔ مسند احمد: ۲/ ٤۳۹۔ ابن خزيمه، رقم: ۱۲۰۸۔ مسند ابى يعلى، رقم: ٦۱۰٤.

أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ لَيْلَةٍ إِلَّا وَاللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَنْزِلُ فِيهَا فِي ثُلُثِ اللَّيْلِ الْآخِرِ، فَنَادَى مُنَادِيهِ: هَلْ مِنْ سَائِلٍ فَأُعْطِيَهُ؟ هَلْ مِنْ مُسْتَغْفِرٍ فَاغْفِرَ لَهُ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر رات آخری تہائی حصے میں اللہ تبارک و تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے، تو اس کا منادی اعلان کرتا ہے: کیا کوئی مانگنے والا ہے کہ میں اسے عطا کروں؟ کیا کوئی بخشش طلب کرنے والا ہے کہ میں اسے بخش دوں؟ تین بار فرماتا ہے۔''

[٤٧٢/٢٣٦]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ أَبِي الأَخْضَرِ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، وَأَبِي عَبْدِ اللّٰهِ الأَغَرِّ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ يَنْزِلُ كُلَّ لَيْلَةٍ إِذَا بَقِيَ ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرُ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَيَقُولُ: مَنْ يَدْعُونِي أَسْتَجِبْ لَهُ، وَمَنْ يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرُ لَهُ. ②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ہر رات جب رات کا آخری تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے تو آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے اور کہتا ہے: کون مجھے پکارتا ہے میں اس کی دعا قبول کروں، کون مجھ سے مغفرت طلب کرتا ہے کہ میں اسے بخش دوں۔''

فوائد:...... (۱)...... مذکورہ حدیث سے اللہ ذوالجلال کے نزول کا اثبات ہوتا ہے اور اس کا نازل ہونا برحق ہے اور وہ اپنی ذات سے اترتا ہے نہ کہ اس سے مراد اس کی رحمت یا فرشتہ، جیسا کہ لوگ تاویلیں پیش کرتے ہیں ''تحفۃ الاحوذی'' میں علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں: جمہور سلف اور ائمہ اربعہ اور بہت سارے علمائے دین کا یہ عقیدہ ہے کہ بغیر تاویلات، کیفیت اور تشبیہ کے اللہ اس سے پاک ہے جس طرح سے یہ صفات باری تعالیٰ وارد ہوئی ہیں ان پر ایمان رکھتے ہیں اور یہی حق اور درست ہے۔ اور سلف کی اتباع لازم پکڑ لے اور تاویلات والوں میں سے مت ہوں۔''

معلوم ہوا اللہ ذوالجلال کی ان صفتوں پر ایمان لانا چاہیے اور انکار یا تاویلات نہیں کرنی چاہئیں اور نہ ہی ان صفات کو مخلوق کی صفات کی طرح سمجھنا چاہیے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

---

① بخاری، کتاب التهجد، باب الدعاء والصلاة الخ، رقم: ١١٤٥۔ مسلم، کتاب صلاة المسافرین، باب الترغیب فی الدعاء الخ، رقم: ٧٥٨.

② بخاری، کتاب التهجد، باب الدعا والصلاة من اخر اللیل، رقم: ١١٤٥۔ مسلم، کتاب صلاة المسافرین، باب الترغیب فی الدعاء الخ، رقم: ٧٥٨۔ سنن ابوداود، رقم: ١٣١٥۔ سنن ابن ماجه، رقم: ١٣٦٦.

﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ٥﴾ (الشوریٰ: ۱۱)

(۲)...... مذکورہ بالا روایت سے معلوم ہوا رات کا آخری حصہ انتہائی افضل ہے اور اس وقت نفل ونوافل پڑھنے چاہئیں، استغفار کرنا چاہیے اور دعائیں مانگنی چاہئیں۔ اللہ ذوالجلال نے اپنے بندوں کی صفتیں بیان کی ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿كَانُوا قَلِيلًا مِنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ٥ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ٥﴾ (الذاریات: ۱۷۔۱۸)...... ''وہ رات کو بہت کم سویا کرتے تھے۔ اور وقت سحر استغفار کیا کرتے تھے۔''

[۶۲۹/۲۳۷]...... اَخْبَرَنَا الْمُؤَمَّلُ بْنُ اِسْمَاعِيلَ، نَا حَمَّادُ بْنُ سَلِمَةَ، نَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيهِ......

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ لَيْلَةً يُصَلِّيْ، فَلَمَّا اَصْبَحَ قَالَ: لَيَرْحَمُ اللّٰهُ فُلَانًا كَاَيِّنْ مِّنْ آيَةٍ اَذْكَرَنِيْهَا قَدْ كُنْتُ نُسِّيْتُهَا. ①

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات تہجد پڑھتے رہے، جب صبح ہوئی تو فرمایا: ''اللہ فلاں شخص پر رحم فرمائے، کتنی ہی آیات اس نے مجھے یاد کرا دیں جو مجھے بھلا دی گئی تھیں۔''

فوائد:...... شیخ ابوعمار عمر فاروق سعیدی حفظہ اللہ لکھتے ہیں کہ امام اسماعیل فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآن کو بھولنا دو طرح سے ہوسکتا ہے: ایک عارضی اور دوسرا دائمی۔ عارضی نسیان بنی آدم کی طبائع میں فطرتاً رکھا گیا ہے۔ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی شامل ہیں۔ نماز کی رکعات میں بھول جانے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ((اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ اَنْسِیْ كَمَا تَنْسَوْنَ)) (صحیح بخاری، الصلاۃ، رقم: ۴۰۱۔ مسلم، رقم: ۵۷۴) ......''میں بشر ہوں جیسے تم بھولتے ہو، میں بھی بھول جاتا ہوں۔''

اور اس قسم کے نسیان کا ازالہ ہوجاتا ہے کبھی از خود اور کبھی دوسرے کے یاد دلانے سے، اور اللہ عزوجل نے حفاظت قرآن کا ذمہ لیا ہوا ہے۔ ارشاد ربانی ہے: ﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهُ لَحٰفِظُونَ٥﴾ (الحجر: ۹) ''ہم نے اس ذکر کو نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔''

نسیان کی دوسری قسم یہ ہے کہ آپ کے سینے سے آیات کا حفظ بالکلیہ ختم کردیا جائے۔ یہ نسخ کی ایک قسم اور صورت ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰى ٥ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ اِنَّهٗ﴾ (الاعلی: ۶،۷) ......''ہم آپ کو پڑھائیں گے، پھر آپ بھولیں گے نہیں مگر جو اللہ چاہے۔''

[۶۳۳/۲۳۸]...... اَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، نَا يَزِيدُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ التَّسْتُرِيُّ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ......

---

① سنن ابوداود، کتاب الصلاة، باب رفع الصوت بالقراءة فی صلاة اللیل، رقم: ۱۳۳۱۔ ۳۹۷۰۔ قال الالبانی: صحیح.

عَنْ عَائِشَةَ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْمُ فِيْهِمَا قَدْرَ مَا يَقْرَأُ فَاتِحَةُ الْكِتَابِ، يَعْنِي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ. ①

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں یعنی فجر سے پہلے کی دو رکعتوں میں سورۃ الفاتحہ کی قراءت کے برابر قیام فرمایا کرتے تھے۔

فوائد: …… مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ فجر کی دو سنتیں مختصر پڑھنا مسنون ہے۔ مختصر پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ قیام وقراءت اور رکوع وسجود میں اختصار کریں۔ امام مالک رحمہ اللہ نے مذکورہ بالا حدیث کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ فجر کی سنتوں میں صرف فاتحہ ہی پڑھنی چاہیے۔ لیکن یہ ان کا موقف درست نہیں کیونکہ دوسری صحیح احادیث سے واضح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاتحہ کے بعد قراءت فرمایا کرتے تھے۔ جیسا کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی سنتوں (میں سے پہلی) میں ﴿قُلْ يَاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ اور (دوسری میں) ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ کی قراءت فرمائی۔ (مسلم، كتاب صلاة المسافرين، رقم : ٧٢٦)

[٦٣٨/٢٣٩]…… اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَيُّوْبَ الضَّبِّيُّ، عَنْ اَبِيْ حَمْزَةَ السَّكَرِيِّ، عَنْ جَابِرِ (بْنِ) يَزِيْدَ بْنِ مُرَّةَ الْجُعْفِيِّ، عَنْ شُرَيْحِ الْعِرَاقِيِّ……

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ بَعْدَ الْوِتْرِ شَيْئًا اِلَّا اَنْ يَّسْتَاكَ، ثُمَّ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ. ②

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر پڑھنے کے بعد صرف مسواک کیا کرتے تھے اور پھر ہلکی سی دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

[٧٩٤/٢٤٠]…… اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ، اَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، اَخْبَرَنِيْ سُلَيْمَانُ الْاَحْوَلُ، اَنَّ طَاوُوْسًا اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ……

سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا تَهَجَّدَ مِنَ اللَّيْلِ يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ، وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَيِّمُ، السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ، وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز تہجد ادا کرتے تو یہ دعا پڑھا کرتے: اے اللہ! ہر قسم کی تعریف تیرے ہی لیے ہے، تو آسمانوں اور زمین کا نور ہے، ہر قسم کی حمد تیرے ہی لیے ہے، آسمانوں اور زمین کو تو ہی قائم رکھنے والا (اور تدبیر کرنے والا) ہے، ہر قسم کی حمد تیرے ہی لیے ہے تو آسمانوں کا زمین کا اور جو

---

① بخاري، كتاب الجمعة، باب ماجاء في التطوع مثنى مثنى، رقم: ١١٧١۔ مسلم، رقم: ٧٢٤۔ مسند احمد: ٦/ ٢١٧.

② مسند عبد الرزاق: ٣/ ١٠٤٥، رقم: ١٢٦٦، اسناده ضعيف فيه جابر الجعفي وهو ضعيف.

فِيْهِنَّ، اَنْتَ الْحَقُّ، وَوَعْدُكَ حَقٌّ، وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ، وَقَوْلُكَ حَقٌّ، وَالنَّارُ حَقٌّ، وَالْجَنَّةُ حَقٌّ، وَالسَّاعَةُ حَقٌّ، اَللّٰهُمَّ بِكَ اٰمَنْتُ، وَلَكَ اَسْلَمْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، وَاِلَيْكَ اَنَبْتُ، وَبِكَ خَاصَمْتُ، وَاِلَيْكَ حَاكَمْتُ، اَنْتَ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ. ①

کچھ ان کے درمیان ہے ان سب کا رب ہے، تو حق ہے، تیرا وعدہ حق ہے، تجھ سے ملاقات حق ہے، تیرا قول حق ہے، جہنم حق ہے، جنت حق ہے اور قیامت حق ہے، اے اللہ! میں تجھ پر ایمان لایا، میں نے اپنا آپ تیرے سپرد کیا (تیری فرمانبرداری کی) تجھ پر توکل کیا، تیری طرف رجوع کیا، تیری توفیق سے (باطل سے) جھگڑا کیا، تجھی کو اپنا فیصل بناتا ہوں، تو ہی وہ ذات ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

[۲۴۱/۷۹۵]...... اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، نَا سُفْيَانَ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ الْاَحْوَلِ، عَنْ طَاؤُوْسٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْ اِذَا تَهَجَّدَ مِنَ اللَّيْلِ، يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ، فَذَكَرَ مِثْلَهٗ سَوَاءً. ②

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تہجد پڑھا کرتے تو یہ دعا کیا کرتے تھے: ''اے اللہ! ہر قسم کی تعریف تیرے ہی لیے ہے۔'' پس راوی نے حدیث سابق کے مثل ذکر کیا۔

فوائد:...... مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ نماز تہجد کے لیے جب اُٹھیں تو مذکورہ بالا دعا پڑھنی چاہیے۔ یہ بڑی جامع دعا ہے جو ایمان کے اصول اور دین کی اساس اور اسلام کے حقائق پر مشتمل ہے اس میں اللہ ذوالجلال کی حمد وثنا، عبودیت کے اقرار سے توسل کیا گیا ہے۔ مزید برآں اس حدیث میں اللہ رب العزت کے اسماء حسنیٰ ''نُوْرُ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ''، ''قَيِّمُ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ''، ''رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ''، ''اَلْحَقُّ'' اور ''اِلٰهَ'' کا بیان ہے۔

[۲۴۲/۸۷۴]...... اَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، وَيَحْيَى بْنِ عَبَّادٍ، اَوْ اَحَدِهِمَا......

---

① بخاری، کتاب التهجد، باب التهجد بالليل: ۱۱۲۰۔ مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب الدعاء فی صلاة الليل وقيامه، رقم: ۷۶۹۔ سنن ابوداود، رقم: ۷۷۱، ۷۷۲۔ سنن ترمذی، رقم: ۳۴۱۸۔ سنن نسائی، رقم: ۱۶۱۹۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۱۳۵۵۔ مسند احمد: ۱/ ۳۶۶.

② مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب الدعاء فی صلاة الليل وقيامه، رقم: ۷۶۹۔ سنن ابوداود، رقم: ۷۷۱، ۷۷۲۔ مسند احمد: ۱/ ۳۶۶.

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: نِمْتُ عِنْدَ خَالَتِیْ مَیْمُوْنَةَ، فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنَ اللَّیْلِ، فَتَسَوَّكَ، ثُمَّ اَتَى الْقِرْبَةَ فَتَوَضَّاءَ، ثُمَّ قُمْتُ اَنَا فَتَوَضَّأْتُ، قَالَ وَلَا اَدْرِیْ اَذَکَرَ السِّوَاكَ، ثُمَّ قُمْتُ عَنْ شِمَالِهِ، فَاَخَذَنِیْ فَادَارَنِیْ حَتَّى جَعَلَنِیْ عَنْ یَمِیْنِهِ وَجَعَلَ یَمْسَحُ رَأْسِیْ، ثُمَّ صَلَّى اَرْبَعًا، ثُمَّ اَوْتَرَ، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَیِ الْفَجْرِ، ثُمَّ خَرَجَ اِلَى صَلَاةِ الْفَجْرِ.[1]

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں سویا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے حصے میں بیدار ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسواک کی، پھر مشکیزے کے پاس آئے تو وضو فرمایا، پھر میں اٹھا اور میں نے وضو کیا، راوی نے بیان کیا، میں نہیں جانتا کہ انہوں نے مسواک کا ذکر کیا، پھر میں آپ کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا، تو آپ نے مجھے پکڑا اور گھما کر اپنی دائیں جانب کھڑا کر دیا اور آپ میرے سر پر ہاتھ پھیرنے لگے، پھر آپ نے چار رکعتیں پڑھیں، پھر وتر کی نماز پڑھی، پھر آپ نے فجر کی دو رکعتیں (سنتیں) پڑھیں' اور پھر نماز فجر کے لیے تشریف لے گئے۔

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا دو آدمی جماعت کروا سکتے ہیں۔ نفل نماز کی جماعت کروانا درست ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا جب دو آدمی جماعت کروا رہے ہوں تو مقتدی امام کی دائیں جانب کھڑا ہوگا۔ معلوم ہوا اگر کوئی آدمی اکیلا نماز شروع کرتا ہے اور بعد میں دوسرا آدمی ساتھ مل جائے تو جماعت کی نیت کی جا سکتی ہے۔

یہ بھی معلوم ہوا نماز میں تھوڑی بہت حرکت سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ مذکورہ روایت میں ہے کہ چار رکعتیں پڑھی بعد میں نماز وتر پڑھی۔ لیکن صحیح بخاری میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز پڑھی، پھر آپ علیہ السلام گھر تشریف لائے اور چار رکعت (نماز نفل) پڑھ کر آپ سو گئے۔ پھر اٹھے اور فرمایا: ''(ابھی تک یہ) لڑکا سو رہا ہے'' یا اسی جیسا لفظ فرمایا، پھر آپ (نماز پڑھنے کے لیے) کھڑے ہو گئے اور میں (بھی وضو کر کے) آپ کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا۔ تو آپ نے مجھے دائیں جانب (کھڑا) کر لیا، جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ رکعت پڑھیں، پھر دو پڑھیں اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے۔

(بخاری، رقم: ۱۱۷)

---

[1] بخاری، کتاب العلم، باب السمر فی العلم۔ مسلم، کتاب صلاة المسافرین، باب الدعاء فی صلاة اللیل وقیامه، رقم: ۷۶۳= سنن ابوداود، رقم: ٦١٠، ١٣٥٦۔ سنن ترمذی، رقم: ٢٣٢۔ سنن نسائی، رقم: ٨٠٦، ١١٢١۔ سنن ابن ماجه، رقم: ٩٧٣.

8

كتاب الجنائز

جنازے کے احکام ومسائل

[۳۵/۲۴۳]...... أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ جَارِيَةً، كَانَتْ تَقُمُّ الْمَسْجِدَ، أَوْ رَجُلٌ فَقَدَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَ عَنْهُ، قَالُوا: قَدْ مَاتَ، قَالَ: أَلَا آذَنْتُمُونِي بِهِ ؟ قَالُوا: إِنَّهُ قَالَ: فَدُلُّونِي عَلَى قَبْرِهِ فَأَتَى قَبْرَهُ فَصَلَّى عَلَيْهِ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک لونڈی یا آدمی مسجد کی صفائی کیا کرتا تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نہ پایا تو آپ نے اس کے متعلق دریافت فرمایا، انہوں نے عرض کیا: وہ تو فوت ہوگیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم نے اس کے متعلق مجھے مطلع کیوں نہ کیا؟'' انہوں نے عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے اس کی قبر کے متعلق بتاؤ۔'' پس آپ اس کی قبر پر آئے اور اس کی نماز جنازہ پڑھی۔

فوائد: ......سنن بیہقی میں ہے کہ اس صحابیہ کا نام ام محجن رضی اللہ عنہا تھا۔ (سنن كبرى بيهقى : ٤/ ٤٨)

معلوم ہوا امیر اور سربراہ کو اپنی رعایا کا خیال رکھنا چاہیے، اس سے نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ تعلق اور تواضع کا اثبات ہوتا ہے۔

دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آپ نے مجھے اطلاع کیوں نہ دی؟'' انہوں نے کہا: آپ

① بخاری، کتاب الصلاة، باب كنس المسجد النبی، رقم: ٤٥٨۔ مسلم، کتاب الجنائز، باب الصلاة على القبر، رقم: ٩٥٦۔ سنن ابوداود، رقم: ٣٢٠٣۔ مسند احمد: ٢/ ٣٥٣۔ صحیح ابن حبان: رقم:٣٠٨٦.

دوپہر کو آرام فرما رہے تھے اور آپ روزے سے تھے تو ہمیں یہ بات اچھی نہ لگی کہ آپ کو تکلیف دیں۔

(سنن ابن ماجه، رقم : ١٥٢٨)

معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی معظم ﷺ کا بہت زیادہ خیال رکھتے تھے، اس سے چھوٹوں کو سبق حاصل کرنا چاہیے کہ بڑوں کے آرام کا خیال رکھیں۔ مذکورہ بالا حدیث سے مسجد کی صفائی کی بھی فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ اس عمل کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے اس کی قبر پر جا کر نماز جنازہ پڑھی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ نیک لوگوں کے جنازوں میں شرکت کرنی چاہیے۔ معلوم ہوا کہ قبر پر جا کر نماز جنازہ پڑھی جا سکتی ہے، لیکن نماز جنازہ کے علاوہ اور کوئی نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔ جیسا کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: ''ساری زمین مسجد ہے سوائے قبرستان اور حمام کے۔''

(سنن ترمذی، رقم : ٣١٧)

اور اسی طرح فرمایا: ''قبروں کی طرف رخ کر کے نماز نہ پڑھو۔'' (مسلم، رقم : ٣١٧)

اور قبر پر بھی اس طرح جنازہ پڑھنا ہے جس طرح عام پڑھا جاتا ہے۔

[١٢٩/٢٤٤]...... أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ......

ثَنَا عَبَّادُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الْمُهَزِّمِ، يَقُولُ: صَحِبْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَشْرَ سِنِينَ، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنِ اتَّبَعَ جِنَازَةً فَحَمَلَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَدْ قَضَى مَا عَلَيْهِ مِنْ حَقِّهَا. ①

عباد بن منصور نے کہا، میں نے ابو المہزم کو بیان کرتے ہوئے سنا: میں دس سال سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا، میں نے انہیں بیان کرتے ہوئے سنا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جس نے کسی جنازے میں شرکت کی اور تین بار اسے اٹھایا تو اس نے اس (جنازے) کا وہ حق ادا کر دیا جو اس کے ذمے تھا۔''

[٤٦٠/٢٤٥]...... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الأَعْلَى، حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي الْمُهَزِّمِ، قَالَ......

سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ تَبِعَ جِنَازَةً يَحْمِلُهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَدْ أَدَّى مَا عَلَيْهِ مِنْ حَقِّهَا. ②

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے جنازے میں شرکت کی اور تین بار اسے اٹھایا تو اس کا اس کے ذمے جو حق تھا اس نے اسے ادا کر دیا۔''

① ترمذی، کتاب الجنائز، باب آخر، رقم: ١٠٤١، قال الشيخ الالبانی: ضعيف.

② السابق.

[۱۴۱/۲۴۶]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، أنا ابْنُ عَوْنٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عُبَيْدٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جِنَازَةٍ، كُنْتُ إِذَا مَشَيْتُ سَبَقَنِي فَأُهَرْوِلُ، فَإِذَا هَرْوَلْتُ سَبَقْتُهُ، فَقَالَ رَجُلٌ إِلَى جَنْبِي: إِنَّ الأَرْضَ تُطْوَى لَهُ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں ایک جنازے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا جب میں چلتا تو آپ مجھ سے آگے نکل جاتے اور پھر میں تیز تیز چلنے لگا، جب میں تیز تیز چلنے لگا تو میں آپ سے آگے نکل گیا، میرے پہلو میں ایک آدمی تھا، اس نے کہا: زمین آپ کے لیے لپیٹی جا رہی ہے۔“

فوائد: ...... ایک دوسری حدیث میں ہے کہ سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (جنازہ لے کر) دوڑا کرتے تھے۔ (صحیح ابوداود: ۲۷۲۵)

معلوم ہوا کہ جنازے کو جلدی لے کر جانا چاہیے اور اس کے ساتھ تیز چلنا چاہیے۔

[۲۰۷/۲۴۷]...... أَخْبَرَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مُنَيْنٍ، قَالَ يَعْلَى وَهُوَ يَزِيدُ بْنُ كَيْسَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْرَ أُمِّهِ فَبَكَى وَأَبْكَى مَنْ حَوْلَهُ، ثُمَّ قَالَ: اسْتَأْذَنْتُ رَبِّي فِي زِيَارَةِ قَبْرِ أُمِّي فَأَذِنَ لِي وَاسْتَأْذَنْتُهُ فِي الِاسْتِغْفَارِ فَلَمْ يَأْذَنْ لِي فَزُورُوهَا فَإِنَّهَا تُذَكِّرُكُمُ الْآخِرَةَ. ②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی والدہ محترمہ کی قبر دیکھی، تو آپ روئے اور اپنے پاس والوں کو بھی رلایا، پھر فرمایا: ”میں نے اپنی والدہ محترمہ کی قبر کی زیارت کے حوالے سے اپنے رب سے اجازت طلب کی تو اس نے مجھے اجازت دے دی، اور میں نے استغفار کے لیے اجازت طلب کی تو اس نے مجھے اجازت نہ دی، پس تم اس (قبر) کی زیارت کرو وہ تمہیں آخرت یاد کرائے گی۔“

[۲۰۸/۲۴۸]...... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ كَيْسَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ......

---

① مسند احمد: ۲/ ۲۵۸۔ قال شعيب الارناؤط: حسن.

② مسلم، كتاب الجنائز، باب استئذان النبى صلى الله عليه وسلم ربه عزوجل فى زيارة، رقم: ۹۷۶۔ سنن ابوداود، كتاب الجنائز، باب فى زيارة القبر، رقم: ۳۲۳۴۔ نسائى، رقم: ۲۰۳۴۔ مسند احمد: ۲/ ۴۴۱.

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهِ سَوَاءً . ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث سابق کے مثل روایت کیا ہے۔

فوائد:...... امام محمد بن یزید بن ماجہ رحمہ اللہ نے اس روایت کو "بَابُ مَا جَاءَ فِي زِيَارَةِ قُبُوْرِ الْمُشْرِكِيْنَ"...... "مشرکوں کی قبروں کی زیارت کرنا" کے تحت نقل فرمایا ہے۔ معلوم ہوا کہ غیر مسلموں کی قبروں کی زیارت کرنا بھی جائز ہے، کیونکہ قبروں کی زیارت کی وجہ سے انسان کو آخرت کی یاد آتی ہے۔

جیسا کہ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے روکا تھا، چنانچہ اب ان کی زیارت کیا کرو۔ بلا شبہ ان کی زیارت میں (موت کی) یاددہانی ہے۔" (مسلم، رقم : ۹۷۷)

مذکورہ بالا حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ غیر مسلموں کے لیے دعا کرنا جائز نہیں ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَ لَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى﴾ (التوبة : ۱۱۳)
"پیغمبر کو اور دوسرے مسلمانوں کو جائز نہیں کہ مشرکین کے لیے مغفرت کی دعا مانگیں اگرچہ وہ رشتہ دار ہی ہوں۔"

[۲۴۹/۲۴۹]...... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ كَثِيرٍ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي عِيَاضٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً فَرَجَعَ قَبْلَ أَنْ يُدْفَنَ كَانَ لَهُ قِيرَاطٌ فَإِنْ مَضَى مَعَهَا إِلَى أَنْ يُدْفَنَ كَانَ لَهُ قِيرَاطَانِ أَصْغَرُهُمَا مِثْلُ أُحُدٍ . ②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص کسی جنازے میں شرکت کرے، پھر وہ میت کی تدفین سے پہلے واپس آ جائے تو اس کے لیے ایک قیراط ہے، اور اگر وہ تدفین تک اس کے ساتھ رہے تو اس کے لیے دو قیراط ہیں، ان میں سے سب سے چھوٹا (قیراط) احد پہاڑ کے مثل ہے۔"

[۴۳۰/۲۵۰]...... أَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ سَالِمٍ الْبَرَّادِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ صَلَّى عَلَى جِنَازَةٍ فَلَهُ قِيرَاطٌ، وَمَنْ شَهِدَ جُثَّتَهَا

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو کوئی نماز جنازہ پڑھتا ہے تو اس کے لیے ایک قیراط ثواب ہے، اور جو اس کی تدفین تک

---

① السابق .

② بخاری، کتاب الایمان، باب اتباع الجنائز من الایمان، رقم: ٤٧ـ مسلم، کتاب الجنائز: باب فضل الصلاة على الجنازه واتباعها، رقم: ٩٤٥ـ سنن ابوداود، رقم: ٣١٦٧ـ سنن ترمذی، رقم: ١٠٤٠ .

فَلَهُ قِيرَاطَانِ أَصْغَرُهُمَا مِثْلُ أُحُدٍ . ①

اس کے ساتھ رہتا ہے اس کے لیے دو قیراط ثواب ہے، ان دونوں میں سے سب سے چھوٹا احد پہاڑ کے مثل ہے۔''

فوائد :...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا مسلمان کے جنازے کے ساتھ شامل ہونا اور تدفین تک ساتھ رہنا بہت بڑا اجر ہے۔ بشرطیکہ ثواب کی نیت سے شامل ہوا جائے، جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے نبی معظم ﷺ نے فرمایا: ((مَنِ اتَّبَعَ جَنَازَةَ مُسْلِمٍ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا)) (بخاری، رقم : ٤٧)......''جو کوئی ایمان اور ثواب کی نیت سے کسی مسلمان کے جنازے کے ساتھ جائے۔''

[٢٨٧/٢٥١]...... أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الدِّمَشْقِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو بَلْجٍ، وَهُوَ يَحْيَى بْنُ أَبِي سُلَيْمٍ، قَالَ......

سَمِعْتُ الْجُلَاسُ، يُحَدِّثُ أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ، مَرَّ عَلَى أَبِي هُرَيْرَةَ وَهُوَ يُحَدِّثُ، فَقَالَ بَعْضٌ: حَدِّثْنَا يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، فَقَالَ: دَعْنَا مِنْكَ يَا مَرْوَانُ، قَالَ: ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَهُ: كَيْفَ سَمِعْتَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْجِنَازَةِ ؟ فَقَالَ: أَتَعُدُّ مَا قُلْتُ ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: يَقُولُ اللّٰهُمْ أَنْتَ خَلَقْتَهَا وَأَنْتَ قَبَضْتَ رُوحَهَا وَأَنْتَ هَدَيْتَهَا لِلْإِسْلَامِ وَأَنْتَ تَعْلَمُ سِرَّهَا وَعَلَانِيَتَهَا، جِئْنَا شُفَعَاءَ فَاغْفِرْ لَهُ . ②

جلاس بیان کرتے ہیں: مروان بن حکم، سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے جبکہ وہ حدیث بیان کر رہے تھے تو انہوں نے کہا: ابوہریرہ! اپنی بات/ حدیث کے حصے کرو، انہوں نے فرمایا: مروان! ہمیں اپنی طرف سے چھوڑ دو، راوی نے بیان کیا، پھر وہ واپس آئے تو انہیں کہا: آپ نے رسول اللہ ﷺ کو نماز جنازہ میں کس طرح دعا کرتے ہوئے سنا ہے؟ انہوں نے فرمایا: جو میں نے کہا، کیا تو اسے شمار کرتا ہے؟ اس نے کہا: ہاں، فرمایا: آپ یہ دعا کرتے تھے: ''اے اللہ! تو نے اسے پیدا فرمایا، تو نے اس کی روح قبض کی، تو نے اس کی اسلام کی طرف راہنمائی فرمائی، تو اس کے ظاہر و باطن کو خوب جانتا ہے، ہم سفارشی بن کر آئے ہیں پس اس کی مغفرت فرما دے۔''

[٤٥٨/٢٥٢]...... أَخْبَرَنَا أَبُو الْوَلِيدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي الْجُلَاسِ، قَالَ: سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ شَمَّاسٍ، رَجُلًا مِنْ قَوْمِهِ قَالَ: أَرْسَلَنِي سَعِيدُ بْنُ الْعَاصِ إِلَى الْمَدِينَةِ

---

① السابق .

② سنن ابوداود، كتاب الجنائز، باب الدعاء للميت، رقم: ٣٢٠٠۔ مسند احمد: ٢/ ٣٤٥۔ قال ابن حجر: اسناده حسن .

فَكُنْتُ مَعَ مَرْوَانَ......

فَمَرَّ أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ: بَعْضَ حَدِيثِكَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، ثُمَّ سَأَلَهُ كَيْفَ رَأَيْتَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي عَلَى الْجِنَازَةِ ؟ فَيَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي عَلَى الْجِنَازَةِ فَيَقُولُ: اللّٰهُمَّ أَنْتَ خَلَقْتَهَا، وَأَنْتَ هَدَيْتَهَا لِلْإِسْلَامِ، وَأَنْتَ قَبَضْتَ رُوحَهَا تَعْلَمُ سِرَّهَا وَعَلَانِيَتَهَا جِئْنَاكَ شُفَعَاءَ فَاغْفِرْ لَهُ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز جنازہ پڑھتے تو آپ یہ دعا کیا کرتے تھے: ''اے اللہ! تو نے اسے پیدا فرمایا، تو نے اس کی اسلام کی طرف راہنمائی فرمائی، تو نے اس کی روح قبض فرمائی، تو ہی اس کے مخفی وعلانیہ حالات سے واقف ہے، ہم سفارشی بن کر تیری خدمت میں حاضر ہوئے ہیں پس تو اسے بخش دے۔''

فوائد: ......نماز جنازہ کا مختصر طریقہ: چار تکبیریں (بخاری: ١٣٣٤، ١٣٣٣۔ مسلم: ٩٥٢)

پہلی تکبیر کے بعد: اعوذ باللہ پڑھ کر سورۂ فاتحہ اور کوئی ایک سورت پڑھے، دوسری تکبیر کہہ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر (نماز والا) درود شریف پڑھے: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ ...... حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ تک۔

تیسری تکبیر کے بعد: میت اور مسلمانوں کے لیے دعائیں پڑھے: ((أَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَأُنْثَانَا. أَللّٰهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأَحْيِهٖ عَلَى الْإِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْإِيْمَانِ. أَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهُ)) (سنن ابوداود، رقم: ٣٢٠١۔ سنن ترمذی، رقم: ١٠٢٤) مذکورہ دعا زندہ اور مردوں دونوں کے لیے ہے۔

دوسری دعا میت کے لیے ہے: ((أَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهُ وَارْحَمْهُ وَعَافِهٖ وَاعْفُ عَنْهُ وَأَكْرِمْ نُزُلَهُ وَوَسِّعْ مُدْخَلَهُ وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ، وَنَقِّهٖ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ، وَأَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِّنْ دَارِهٖ وَأَهْلًا خَيْرًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَزَوْجًا خَيْرًا مِّنْ زَوْجِهٖ وَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَأَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ)) (مسلم، كتاب الجنائز، رقم: ٩٦٣۔ سنن ابن ماجه، رقم: ١٥٠٠)

اور مذکورہ بالا روایت میں موجود دعا بھی پڑھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کافی دعائیں ثابت ہیں، جو بھی پڑھی جائے جائز ہے، اگر ساری بھی پڑھ لیں تو درست ہیں۔

چوتھی تکبیر کے بعد: سلام پھیرنا ہے اور ہر تکبیر میں رفع الیدین کرنا چاہیے۔ جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی نماز جنازہ ادا فرماتے ((رَفَعَ يَدَيْهِ فِيْ كُلِّ تَكْبِيْرَةٍ وَإِذَا انْصَرَفَ

① السابق.

سَلَّمَ)) تو ہر تکبیر میں رفع الیدین کرتے تھے اور سلام پھیر کر نماز جنازہ ختم کرتے تھے۔

(کتاب العلل للدارقطنی : ۱۳/ ۲۲، رقم : ۲۹۰۸۔ اسناده صحيح)

[۲۹٦/۲۵۳]...... أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ السُّدِّيِّ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَرْفَعُهُ قَالَ إِنَّهُ لَيَسْمَعُ خَفْقَ نِعَالِهِمْ إِذَا وَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِينَ . ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک وہ (مردہ) ان کی جوتیوں کی چاپ، حرکت سنتا ہے جب وہ اس سے مڑ کر جاتے ہیں۔''

فوائد:...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا جب مردے کو دفن کر دیا جاتا ہے، لوگ واپس پلٹتے ہیں تو مردہ واپس پلٹنے والوں کے جوتوں کی آوازیں سنتا ہے، یہ اس وقت ہوتا ہے جب منکر نکیر آتے ہیں۔

(صحیح بخاری، رقم : ۱۳۳۸)

کیونکہ فرشتوں کے آنے سے قبل ان کی روح علیین یا مقام سجین سے لوٹا کر اسے ہوش میں لایا جاتا ہے۔ تاکہ وہ سوالوں کے جواب دے سکے۔ لیکن اس حدیث سے سماع موتیٰ کے اثبات پر استدلال کرنا درست نہیں، یہ وقتی سماع ابتدائے دفن کے ساتھ خاص ہے جو عدم سماع پر دال ہے۔ ہر وقت ہر زندہ آدمی کی پکار و آواز کا سننا ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ اور یہ بھی صرف چند منٹوں کی بات ہے، اس کے بعد ورثاء جب آتے ہیں، روتے ہیں تو ان رونے دھونے والوں کی باتوں کو سننے سنانے کا ذکر نہیں ہے۔ اور جوتوں کی آواز سنانے کا مقصد احساس دلانا ہے کہ یہ تیرے رشتہ دار، دوست واحباب جو تجھ کو چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ اور پھر عالم برزخ اور عالم دنیا کی زندگیاں مختلف ہیں۔

جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نمازی میت کو قبر میں عصر کا تنگ وقت سورج کے غروب ہونا دکھایا جاتا ہے۔'' حالانکہ بعض دفعہ مُردے صبح یا شام کو، عشاء، آدھی رات کے وقت دفن کرتے ہیں۔ معلوم ہوا وہ دنیا کا سورج نہیں ہو سکتا۔ بعض محدثین نے یہ جواب دیا ہے کہ يُسْمَعُ مضارع مجہول کا صیغہ ہے اور خَفْقُ نِعَالِهِمْ اس کا نائب فاعل ہے۔

مطلب ہوا کہ جب لوگ میت کو قبر میں دفن کر کے واپس گھروں کو لوٹتے ہیں تو وہ قبر سے ابھی صرف اتنے فاصلے پر پہنچتے ہیں کہ قبر کے پاس ان کی جوتیوں کی آواز جا سکتی ہے کہ منکر نکیر سوال و جواب کے لیے فوراً آ جاتے ہیں۔

[۳۵۷/۲۵٤]...... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ الْعَبْدِيُّ، حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ، حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَامِرِ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: تُوُفِّيَ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، ایک آدمی فوت ہو گیا تو

① بخاری، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی عذاب القبر۔ مسلم، کتاب الجنة، باب عرض مقعد المیت الخ، رقم: ۲۸۷۰۔ سنن ابوداود، رقم: ۳۲۳۱۔ سنن نسائی، رقم: ۲۰٤۹ .

رَجُلٌ فَأُثْنِیَ عَلَیْهِ خَیْرًا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: وَجَبَتْ، ثُمَّ تُوُفِّیَ آخَرُ فَأُثْنِیَ عَلَیْهِ شَرًّا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: وَجَبَتْ، فَعَجِبَ بَعْضُ الْقَوْمِ مِنْهُ وَقَالَ: مَا وَجَبَتْ یَا رَسُولَ اللّٰهِ ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: أَنْتُمْ شُهَدَاءُ بَعْضِكُمْ عَلَى بَعْضٍ. ①

اس کی اچھائیاں بیان کی گئیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(جنت) واجب ہوگئی۔'' پھر ایک دوسرا شخص فوت ہوا تو اس کی برائیاں بیان کی گئیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(جہنم) واجب ہوگئی، بعض لوگوں کو اس سے تعجب ہوا تو عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! کیا واجب ہوگئی؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم ایک دوسرے پر گواہ ہو۔''

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ یہ جن کو اچھا سمجھتے ہیں اللہ تعالیٰ بھی ان کو اچھا سمجھتا ہے اور جن کو یہ برا سمجھتے ہیں اللہ تعالیٰ بھی ان کو برا سمجھتا ہے اور معلوم ہوا مرنے والوں کی نیکیوں کا ذکر کرنا اور اسے نیک لفظوں سے یاد کرنا بہتر ہے۔

یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مرنے والے کو چاہیے اپنی زندگی میں اچھے اخلاق اختیار کرے اور لوگوں کے کام آنے کی کوشش کرتا رہے تا کہ اس کے مرنے کے بعد لوگ اچھے الفاظ سے یاد کریں۔

سیدنا یزید بن شجرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ایک جنازے کے ساتھ نکلے، لوگوں نے اس میت کے بارے میں اچھے کلمات کہے اور اس کی تعریف کی، اتنے میں جبرائیل امین علیہ السلام آئے اور کہا: یہ آدمی اس طرح تھا تو نہیں جیسے لوگ کہہ رہے ہیں۔ بہرحال تم زمین میں اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو، اس لیے اس نے (تمہاری گواہی کو دیکھ کر) اس کے وہ گناہ بھی معاف کر دیئے جو یہ لوگ نہیں جانتے تھے۔'' (سلسلة الصحیحه، رقم : ۱۳۱۲)

[۳۵۸/۲۵۵]...... أَخْبَرَنَا بَقِیَّةُ بْنُ الْوَلِیدِ، حَدَّثَنِی الضَّحَّاكُ بْنُ حُمْرَةَ، عَنْ صَالِحٍ الْأُمْلُوكِیِّ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا مِنْ رَجُلٍ یَمُوتُ فَیَشْهَدُ لَهُ رَجُلَانِ مِنْ خِیرَتِهِ الْأَقْرَبِینَ، فَیَقُولَانِ: اللّٰهُمَّ لَا نَعْلَمُ إِلَّا خَیْرًا إِلَّا قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِمَلَائِكَتِهِ: أُشْهِدُكُمْ أَنِّی قَدْ غَفَرْتُ لِعَبْدِی بِشَهَادَتِهِمَا وَتَجَاوَزْتُ لَهُ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص فوت ہو جائے اور اس کے دو قریبی ہمسائے اس کے حق میں گواہی دیتے ہوئے یہ کہیں: اے اللہ! ہم تو صرف خیر ہی جانتے ہیں تو اللہ عزوجل فرشتوں سے فرماتا ہے: میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان دو آدمیوں کی گواہی کی وجہ سے اپنے

---

① بخاری، کتاب الجنائز، باب ثناء الناس علی المیت، رقم: ۱۳٦۷۔ مسلم، کتاب الجنائز، باب فیمن یثنی علیه خیرا الخ، رقم: ۹٤۹۔ سنن ابوداود، رقم: ۳۲۳۳۔ سنن ترمذی، رقم: ۱۰۵۸.

عَمَّا لَا يَعْلَمَانِ . ①

بندے کو بخش دیا اور جن چیزوں کے متعلق وہ نہیں جانتے ان سے درگزر فرما دیا۔‘‘

فوائد: ...... دوسری صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ جس کے لیے چار اس کے قریبی ہم سائے اس کے حق میں گواہی دے دیں تو اللہ ذوالجلال اس کو معاف کر دیتے ہیں۔ (صحیح ترغیب وترہیب، رقم: ۳۵۱۵)

[۲۵٦/٥٢٠]...... أَخْبَرَنَا الْمُقْرِئُ، حَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ، حَدَّثَنِي أَبُو صَخْرٍ، أَنَّ يَزِيدَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُسَيْطٍ، أَخْبَرَهُ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا مِنْ أَحَدٍ سَلَّمَ عَلَيَّ إِلَّا رَدَّ اللّٰهُ رُوحِي حَتَّى أَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ . ②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جو بھی مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ مجھ پر میری روح لوٹا دیتا ہے حتیٰ کہ میں اسے سلام کا جواب دیتا ہوں۔‘‘

فوائد: ...... مذکورہ حدیث کی شرح میں فضیلۃ الشیخ حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ لکھتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوا نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور آپ پر سلام بھیجنے والے کو جواب دیتے ہیں، لیکن یہ زندگی برزخ کی زندگی ہے، جس کی حقیقت کا ہمیں علم نہیں، اس لیے حیات الانبیاء کا مسئلہ تو اپنی جگہ صحیح ہے، لیکن اس کی بابت یہ دعویٰ کرنا غیر صحیح ہے کہ یہ حیات دنیوی حیات ہی کی طرح، بلکہ اس سے بھی زیادہ قوی ہے۔ یہ بے بنیاد دعویٰ ہے جو قرآن وحدیث کی تصریحات کے خلاف ہے۔ اگر آپ دنیا کی طرح ہی زندہ ہوتے تو پھر رد روح کی ضرورت ہی پیش نہ آتی، اس کے بغیر ہی آپ جواب دینے پر قادر ہوتے۔ باقی رہا یہ اشکال کہ کروڑوں مسلمانوں میں سے بے شمار مسلمان ہر وقت ہی آپ پر درود وسلام بھیجتے رہتے ہیں۔ تو وقفے وقفے سے یہ رد روح کس طرح ممکن ہے؟ تو یہ اشکال اللہ کی قدرت پر عدم یقین کا نتیجہ ہے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر میری روح لوٹا دیتا ہے تو ہمیں صرف اس حقیقت پر ایمان رکھنا چاہیے، کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے، اس کی کیفیت ونوعیت کیا ہے؟ ہمیں اس کا علم نہیں ہے نہ ہو ہی سکتا ہے۔ اس رد روح کو بھی ان متشابہات میں سے سمجھنا چاہیے جن پر ایمان رکھنا تو ضروری ہے لیکن ان کی پوری حقیقت کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں ہے۔

بہرحال اس حدیث میں کثرت سے درود وسلام پڑھنے کی ترغیب ہے تا کہ مسلمان نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب سے

---

① مسند احمد: ۲/ ۳۸٤۔ قال شعيب الارناؤط، اسناده ضعيف .

② سنن ابوداود، كتاب المناسك، باب زيارة القبور، رقم: ۲۰٤۱۔ مسند احمد: ۲/ ٥۲۷۔ صحيح الجامع الصغير، رقم: ٥٦۷۹۔ صحيح ترغيب و ترهيب، رقم: ۱٦٦٦۔ قال الشيخ الالبانی وشعيب الارناؤط: اسناده حسن .

زیادہ سے زیادہ بہرہ ور ہوں، یہ یقیناً ایک بہت بڑی سعادت ہے جو ہر مسلمان کو زیادہ سے زیادہ حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ (ریاض الصالحین، فوائد حدیث نمبر ۱۴۰۲، مطبوعہ دارالسلام)

[۵۹۹/۲۵۷]...... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ......

عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَوْسٍ قَالَ: لَمَّا مَرِضَ أَبُو مُوسَى بَكَتْ عَلَيْهِ امْرَأَتُهُ فَقَالَ لَهَا: أَمَا سَمِعْتِ مَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَتْ: بَلَى، فَلَمَّا مَاتَ قَالَ يَزِيدُ: لَقِيتُ الْمَرْأَةَ فَقُلْتُ لَهَا: مَا قَالَ أَبُو مُوسَى لَكِ: أَمَا سَمِعْتِ مَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقُلْتِ: بَلَى، فَقَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْسَ مِنَّا مَنْ سَلَقَ وَحَلَقَ وَمَنْ خَرَقَ. ①

یزید بن اوس نے بیان کیا، جب ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو ان کی اہلیہ ان پر رونے لگیں، انہوں نے ان سے فرمایا: کیا تم نے سنا نہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں، پس جب وہ فوت ہوگئے، یزید نے کہا: میں اس خاتون محترمہ سے ملا اور ان سے کہا: ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے آپ سے کیا کہا تھا؟ کیا تم نے وہ سنا نہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، تو میں نے کہا: کیوں نہیں، پس انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو (اظہارِ غم کے لیے) بین کرے، یا بال منڈوائے یا کپڑے پھاڑے وہ ہم میں سے نہیں۔''

[۶۰۰/۲۵۸]...... أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ سَهْمِ بْنِ مِنْجَابٍ......

عَنِ الْقَرْثَعِ قَالَ: لَمَّا ثَقُلَ أَبُو مُوسَى صَاحَتِ امْرَأَتُهُ، فَقَالَ أَبُو مُوسَى لَهَا: أَمَا عَلِمْتِ مَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَتْ: بَلَى، فَسَكَتَتْ، فَقِيلَ لَهَا بَعْدُ ذَلِكَ، فَقَالَتْ: لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَلَقَ وَمَنْ حَلَقَ وَمَنْ خَرَقَ. ②

قرثع نے بیان کیا، جب ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو ان کی اہلیہ نے چیخ و پکار کی، ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: کیا تمہیں معلوم نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا ہے؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں؟ پس وہ خاموش ہوگئیں، بعد میں ان سے پوچھا گیا، تو انہوں نے فرمایا: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اظہارِ غم کے لیے) بین کرنے والے، بال منڈوانے والے اور کپڑے پھاڑنے والے پر لعنت فرمائی ہے۔''

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایمان کی کیفیت ثابت ہوتی ہے۔ سخت بیماری میں بھی

---

① بخاری، کتاب الجنائز، باب ما ینهی عن الحلق عند المصیبة، رقم: ۱۲۹٦۔ مسلم، کتاب الایمان، باب تحریم ضرب الخدود وشق الجیوب الخ: ۱۰٤۔ سنن نسائی، رقم: ۱۸٦۱۔ مسند احمد: ٤/ ۳۹٦.

② انظر الحدیث السابق.

وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر جیسے فرائض سے غافل نہیں رہتے تھے۔ معلوم ہوا مصیبت کے وقت نوحہ کرنا، کپڑے پھاڑنا، بال منڈوانا حرام ہیں۔ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لوگوں میں دو خصلتیں ہیں اور وہ دونوں کفر ہیں: نسب میں طعن کرنا اور میت پر نوحہ کرنا۔'' (مسلم، رقم : ۱۰۳)

ایک حدیث میں ہے کہ نوحہ کرنے والی جب اپنی موت سے پہلے توبہ نہ کرے تو روز قیامت اسے اس حال میں کھڑا کیا جائے گا کہ اس پر تارکول کا کرتہ اور خارش زدہ زرہ ہوگی۔ (مسلم، رقم : ۹۳٤)

"لیس منا" کے الفاظ اس گناہ کی سنگینی پر دلالت کرتے ہیں۔

[٦٢٢/٢٥٩]...... اَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ، نَا اَبَانُ بْنُ (صَمْعَةَ)، نَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيْرِيْنَ......

عَنْ حَبِيْبَةَ اَوْ أُمِّ حَبِيْبَةَ، قَالَتْ: كُنَّا فِيْ بَيْتِ عَائِشَةَ، فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: مَا مِنْ مُسْلِمَيْنِ يَمُوْتُ لَهُمَا ثَـلَاثَةُ اَطْفَالٍ لَمْ يَبْلُغُوْا الْحِنْثَ اِلَّا جِيْءَ بِهِمْ، حَتّٰى يُوْقِفُوْا عَلٰى بَابِ الْجَنَّةِ، فَيُقَالُ لَهُمْ: اُدْخُلُوْا الْجَنَّةَ، فَيَقُوْلُوْنَ: اَنَدْخُلُ وَلَمَّا يَدْخُلْ اَبَوَانَا، فَيُقَالُ لَهُمْ، لَا اَدْرِیْ فِی الثَّانِيَةِ اَمْ فِی الثَّالِثَةِ: اُدْخُلُوْا الْجَنَّةَ وَاَبَوَاكُمْ فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ: ﴿فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفٰعَةُ الشّٰفِعِيْنَ﴾ (المدثر: ٤٨)[1]

سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، ہم سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جن دو مسلمانوں (میاں بیوی) کے تین بچے فوت ہو جائیں جو بلوغت کی عمر کو نہ پہنچے ہوں، انہیں لایا جائے گا حتیٰ کہ انہیں باب جنت پر روک دیا جائے گا، انہیں کہا جائے گا: جنت میں داخل ہو جاؤ، وہ کہیں گے: کیا ہم داخل ہوجائیں جبکہ ہمارے والدین داخل نہیں ہوئے، تو انہیں کہا جائے گا: میں نہیں جانتا دوسری یا تیسری بار میں: جنت میں داخل ہو جاؤ اور تمہارے والدین بھی، پس یہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''شفاعت کرنے والوں کی شفاعت انہیں کام نہ آئے گی۔''

فوائد: ...... مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوا جس مسلمان کے تین نابالغ بچے فوت ہوجائیں، پھر والدین اس پر صبر کریں اور اللہ ذوالجلال کی رضا پر راضی رہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی وجہ سے انہیں بھی جنت میں داخل فرمائیں گے۔

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ سیّدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے ام سلیم! جس کسی مسلمان کے تین بچے مرجائیں وہ اپنے والدین کو جنت میں لے جائیں گے، ان پر اللہ کی رحمت اور فضل کی وجہ سے۔'' میں نے عرض کیا: اور دو بچے بھی (کیا والدین کو جنت میں لے جائیں گے۔)

---

① التاريخ الكبير للبخاری : ١/ ٤٥٢۔ المعجم الكبير للطبرانی : ٢٤/ ٢٢٤۔ اسناده ضعيف وللحديث شواهد فی الصحيحين وغيرهما۔ انظر: بخاری، رقم : ١١٩٣۔ ومسلم، رقم : ١٥٠، ١٥٢۔ والترمذی، رقم : ١٠٦٠.

آپ ﷺ نے فرمایا: ''دو بچوں کا بھی یہی حکم ہے۔'' (ادب المفرد، رقم : ١٤٩)

[٦٥٦/٢٦٠]...... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ مُحَمَّدٍ......

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نُغَسِّلُ ابْنَتَهُ، فَقَالَ: اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ إِنْ رَأَيْتُنَّ ذَلِكَ، وَاجْعَلْنَ فِي الْآخِرَةِ كَافُورًا أَوْ شَيْئًا مِنْ كَافُورٍ فَإِذَا فَرَغْتُنَّ فَآذِنَّنِي، فَلَمَّا فَرَغْنَا آذَنَّاهُ، فَأَلْقَى إِلَيْنَا حَقْوَهُ، فَقَالَ: أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ. ①

سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے جبکہ ہم آپ کی بیٹی کو غسل دے رہی تھیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے تین بار یا پانچ بار یا اگر ضرورت محسوس کرو تو اس سے زیادہ بار غسل دینا اور آخری بار غسل دیتے وقت پانی میں کافور یا تھوڑا سا کافور ملا لینا اور جب تم فارغ ہو جاؤ تو مجھے اطلاع دینا۔'' پس جب ہم فارغ ہوگئیں تو ہم نے آپ کو اطلاع دی، آپ نے اپنا ازار ہماری طرف پھینک دیا اور فرمایا: ''اسے اس کے جسم کے ساتھ لپیٹ دو۔''

فوائد:...... (۱) مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا اگر میت عورت ہے تو اس کو غسل عورت ہی دے اور اگر مرد ہے تو اس کو غسل مرد دیں۔ لیکن عورت اپنے خاوند کو اور خاوند اپنی بیوی کو غسل دے سکتے ہیں جیسا کہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو غسل دیا۔ (سنن دارقطنی : ۲/ ۷۹۔ بیهقی : ۳/ ۳۹۶)

اور سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ان کی بیوی سیّدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے غسل دیا۔ (بیهقی : ۳/ ۳۹۷)

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: اگر مجھے وہ خیال پہلے آجاتا جو بعد میں آیا تو نبی ﷺ کو ازواج مطہرات ہی غسل دیتیں۔ (سنن ابن ماجه، رقم : ١٤٦٤)

(۲) مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ غسل تین مرتبہ دینا چاہیے، اگر پانچ مرتبہ یا اس سے زیادہ مرتبہ دینا ہے تو طاق۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے: ((ثَلَاثًا اَوْ خَمْسًا اَوْ سَبْعًا)) اور ((اِغْسِلْنَهَا وِتْرًا))...... ''تین یا پانچ یا سات مرتبہ۔'' (بخاری، رقم : ١٢٥٤)

(۳) معلوم ہوا کم از کم تین مرتبہ، زیادہ جتنی مرتبہ چاہیے لیکن طاق عدد ہونا چاہیے اور آخری مرتبہ جو میت کے جسم پر پانی بہایا جائے، اس میں کافور ڈالنا چاہیے۔ کیونکہ کافور کی خوشبو کیڑے مکوڑوں کو دور رکھتی ہے۔

امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میت کو کافور لگانے کی حکمت یہ ہے کہ دفن کرنے پر فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور

---

① بخاری، کتاب الجنائز، باب ما یستحب ان یغسل وترا، رقم: ١٢٥٤۔ مسلم، کتاب الجنائز، باب غسل المیت، رقم: ٩٣٩۔ سنن ابوداود، رقم: ٣١٤٣۔ سنن نسائی، رقم: ١٨٨٨.

بالخصوص کافور کا حکم اس لیے ہے کہ جس چیز میں اسے استعمال کیا جاتا ہے وہ جلدی متغیر نہیں ہوتی اور اس کا فائدہ یہ بھی بتلایا جاتا ہے کہ اسے لگانے کے بعد کوئی بھی موذی جانور میت کے قریب نہیں آتا۔ (نیل الاوطار: ۲/ ٦٨٢)

(۴) حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((بِمَاءٍ وَسِدْرٍ))...... ''پانی اور بیری کے پتوں سے۔''

(صحيح بخاری، رقم : ١٢٥٤)

بیری کے پتوں کو پانی میں جوش دیا جائے اور اسی پانی سے میت کو غسل دیا جائے تو صفائی بہتر ہوتی ہے۔ آج کے دور میں صابن بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔

[٦٥٧/٢٦١]...... أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ......

وَحَدَّثَتْنِي حَفْصَةُ بِنْتُ سِيرِينَ بِهَذَا الْحَدِيثِ وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ إِنَّهُ قَالَ: ابْدَؤُوا بِمَيَامِنِهَا وَبِمَوَاضِعِ الْوُضُوءِ مِنْهَا، وَإِنَّ أُمَّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: فَجَعَلْتُ ثَلَاثَةَ قُرُونٍ، يَعْنِي: شَعْرَهَا. ①

سیدہ حفصہ بنت سیرین نے بیان کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کی دائیں جانب سے اور اعضاء وضو سے (غسل دینا) شروع کرنا اور سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: میں نے ان کے بالوں کی تین لٹیں بنا دیں۔

[٦٧٥/٢٦٢]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ، عَنْ حَفْصَةَ......

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: ضَفَرْنَا شَعَرَ بِنْتِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةَ قُرُونٍ ثُمَّ جَمَعْنَاهَا جَمِيعَهَا فَأَلْقَيْنَاهَا خَلْفَهَا. ②

سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، ہم نے رسول اللہ ﷺ کی صاحب زادی کے بالوں کی تین لٹیں بنائیں، پھر ہم نے ان سب کو اکٹھا کیا اور اسے ان کے پیچھے ڈال دیا۔

فوائد:...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا میت کو غسل دیتے وقت دائیں طرف سے شروع کرنا چاہیے کیونکہ ہر اچھا کام دائیں جانب سے شروع کرنا مشروع ہے۔

یہ بھی معلوم ہوا اگر میت خاتون ہے تو اس کے بالوں میں تین مینڈھیاں بنا کے پیچھے ڈال دینا مسنون ہے۔ اور کنگھی بھی کرنی چاہیے۔ جیسا کہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم نے کنگھی کر کے ان کے بالوں کو تین لٹوں میں تقسیم کر دیا تھا۔ (بخاری، رقم : ١٢٥٤)

[٦٥٨/٢٦٣]...... أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ، عَنْ حَفْصَةَ......

---

① مسلم، كتاب الجنائز، باب غسل الميت، رقم: ٩٣٩۔ سنن ابن ماجه، رقم: ١٤٥٨.

② السابق.

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: تُوُفِّيَ إِحْدَى بَنَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اغْسِلُوهَا بِمَاءٍ وَسِدْرٍ، وَاغْسِلُوهَا وِتْرًا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ إِنَّ رَأَيْتُنَّ، وَاجْعَلْنَ فِي الْآخِرَةِ كَافُورًا أَوْ شَيْئًا مِنْ كَافُورٍ، فَإِذَا فَرَغْتُنَّ فَآذِنَّنِي، فَلَمَّا فَرَغْنَا آذَنَّاهُ، فَأَلْقَى إِلَيْنَا حَقْوَهُ وَقَالَ: أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ. ①

سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بیٹی وفات پا گئیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا: ''اسے پانی اور بیری کے پتوں کے ساتھ طاق عدد میں غسل دو، تین بار یا پانچ بار یا اگر تم ضرورت محسوس کرو تو اس سے زائد بار غسل دے دینا اور آخری بار غسل دیتے وقت پانی میں کافور یا تھوڑا سا کافور ملا لینا، پس جب تم فارغ ہو جاؤ تو مجھے اطلاع کر دینا۔'' جب ہم فارغ ہوئیں تو ہم نے آپ کو اطلاع کر دی، آپ نے اپنا ازار ہماری طرف پھینک دیا اور فرمایا: ''اسے اس کے جسم کے ساتھ لپیٹ دو۔''

[٢٦٤/٦٥٩]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ...... حَدَّثَنَا هِشَامٌ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ، وَقَالَ: الْحَقْوُ الَّذِي يُجْعَلُ فَوْقَ الثِّيَابِ، وَقَالَ: الْإِزَارُ تَحْتُ الثِّيَابِ. ②

ہشام نے اس اسناد کے ساتھ اسی مثل روایت کیا ہے۔

فوائد: ......معلوم ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر سے جو چیز مس ہوئی ہے اس سے برکت لینا جائز ہے۔ بشرطیکہ اس کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یقینی ہو۔ صحیح بخاری میں ہے، سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: جب عبداللہ بن ابی فوت ہوگیا تو اس کا صاحبزادہ عبداللہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور درخواست کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قمیص دے دیں تا کہ وہ اپنے باپ کو اس میں کفن دے سکے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قمیص عبداللہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دی۔ (بخاري، رقم : ١٢٦٩)

اس سے مراد عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین تھا۔ اس کا بیٹا صحابی رسول تھا اس کا نام بھی عبداللہ تھا۔

[٢٦٥/٦٧٢]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ حَفْصَةَ......

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: فِيمَا أُخِذَ عَلَيْنَا فِي الْبَيْعَةِ أَنْ لَا نَنُوحَ فَمَا وَفَتْ مِنَّا امْرَأَةٌ غَيْرَ

سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ہم سے جو بیعت لی گئی تھی، اس میں یہ بھی تھا کہ ہم نوحہ نہیں کریں گی، ہم میں سے

---

① انظر ما قبله.

② سنن ابوداود، رقم: ٣١٤٤۔ سنن ترمذی، رقم: ٩٩٠۔ مسند احمد: ٦/ ٤٠٧۔ اسناده صحيح.

خَمْسٍ، مِنْهُنَّ: أُمّ سُلَيْمٍ، وَامْرَأَةِ مُعَاذِ بْنِ أَبِي سَبْرَةَ أَوِ امْرَأَةِ مُعَاذٍ . وَابْنَةِ أَبِي سَبْرَةَ، وَامْرَأَةٍ أُخْرَى، وَكَانَتْ لَا تَعُدُّ نَفْسَهَا لِأَنَّهَا لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْحَرَّةِ لَمْ تَزَلِ النِّسَاءُ بِهَا حَتَّى قَامَتْ، فَكَانَتْ لَا تَعُدُّ نَفْسَهَا لِذَلِكَ . ①

صرف پانچ خواتین نے اسے پورا کیا: ام سلیم، معاذ بن ابی سبرۃ رضی اللہ عنہ کی اہلیہ، یا معاذ رضی اللہ عنہ کی اہلیہ، ابوسبرہ کی بیٹی اور ایک اور عورت، اور وہ اس کے لیے تیار نہ تھی حتیٰ کہ جب حرہ کا دن تھا تو خواتین اس میں شریک رہیں حتیٰ کہ وہ کھڑی ہوگئی، وہ اپنے آپ کو اس کے لیے تیار نہ کرتی تھیں۔

فوائد: ...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں سے زبانی کلامی بیعت لیتے تھے، امیمہ بنت اقیقہؓ کی لمبی حدیث میں ہے...... ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول اجازت دیں ہم آپ کے ہاتھ مبارک پر بیعت کریں تو آپؐ نے فرمایا: میں عورتوں سے ہاتھ نہیں ملاتا۔'' (نسائی، کتاب البیعة، باب بیعة النساء : ٤١٨٣) وہ پانچ عورتیں کون تھیں؟ ام سلیم، ام العلاء، ابی سبرہ کی بیٹی، معاذ کی بیوی اور ایک اور عورت تھی۔ معلوم ہوا کسی مصیبت وآفت کے وقت یا کسی کی وفات کے وقت رونا، پیٹنا، چیخنا، چلانا، گریبان پھاڑنا اور بال نوچنا وغیرہ ممنوع ہے۔ احادیث میں ایسا کام کرنے والوں کے لیے سخت وعید موجود ہے۔ لیکن اگر غم کی وجہ سے خود بخود آنسو بہہ نکلیں تو ان کی ممانعت نہیں۔ ممانعت صرف ایسے رونے کی ہے جس میں واویلا ہو۔ جیسا کہ حدیث میں ہے سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بیٹی کی تدفین کے موقع پر حاضر تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر پر بیٹھے ہوئے تھے، میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں آنکھیں آنسوؤں سے بھر آئی ہیں۔ (بخاری، رقم : ١٢٨٦۔ مسلم، رقم : ٩٢٨)

[٦٧٣/٢٦٦]...... أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا عَاصِمٌ، حَدَّثَنَا حَفْصَةُ بِنْتُ سِيرِينَ......

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَى أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ﴾ (الممتحنه: ١٢) قَالَتْ: مِنْهَا النِّيَاحَةُ، قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِلَّا بَنِي فُلَانٍ فَإِنَّهُمْ كَانُوا أَسْعَدُونِي فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَا بُدَّ مِنْ إِسْعَادِهِمْ فَقَالَ: إِلَّا بَنِي فُلَانٍ . ②

سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، جب یہ آیت نازل ہوئی کہ: ''جب مومن خواتین آپ کے پاس آئیں وہ اس پر بیعت کریں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گی، چوری نہیں کریں گی اور زنا نہیں کریں گی...... اور نیکی کے کاموں میں آپ کی نافرمانی نہیں کریں گی۔'' انہوں (سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا) نے کہا: نوحہ خوانی بھی اسی میں شامل تھی، میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! سوائے بنو فلاں کے کہ انہوں نے دور جاہلیت میں میری مدد کی تھی،

---

① بخاری، کتاب الاحکام، باب بیعة النساء، رقم: ٧٢١٥۔ مسلم، کتاب الجنائز، باب التشدید فی النیاحة، رقم: ٩٣٦۔ مسند احمد: ٦/ ٤٠٨، ٥/ ٨٥.

② انظر ما قبله.

پس ان کی مدد کرنا میرے لیے ضروری ہے، تو آپ نے فرمایا: ''سوائے بنوفلاں کے۔''

فوائد: ...... مذکورہ بالا حدیث میں ہے کہ جب عورتیں ہجرت کر کے آتیں تو رسول اللہ ﷺ ان سے بیعت لیتے تھے، فتح مکہ کے دن بھی آپ ﷺ نے قریش کی عورتوں سے بیعت لی۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب یہ آیت ﴿ يَاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰى اَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴾ (الممتحنة: ۱۲) نازل ہوئی، اس کے بعد جو مومن عورت بیعت کرنے کے لیے آتی تو آپ ﷺ (مذکورہ بالا آیت میں جن چیزوں کا تذکرہ ہے ان باتوں پر عہد لیتے) اگر وہ اقرار کر لیتی تو آپ ﷺ اس سے زبانی طور پر فرماتے کہ میں نے تمہاری بیعت قبول کر لی اور اللہ کی قسم! آپ ﷺ کے ہاتھ نے کسی عورت کا ہاتھ بیعت لیتے وقت کبھی نہیں چھوا، صرف آپ ان سے زبانی بیعت لیتے تھے۔

(بخاری، کتاب التفسیر، رقم: ٤٨٩١)

مذکورہ حدیث کے آخر میں ہے کہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کو نوحہ کی رخصت دی۔ یا تو یہ نوحہ حرام ہونے سے پہلے کی بات ہے یا پھر اُمّ عطیہ رضی اللہ عنہا کے لیے خاص تھا۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ((وَلِلشَّارِعِ اَنْ يَّخُصَّ مِنَ الْعُمُوْمِ.)) (فتح الباری: ۸/ ۸۲۳) ''شارع کو اختیار ہے کہ بعض حکم میں کسی کو خاص کر دے۔''

[٦٧٤/٢٦٧]...... أَخْبَرَنَا أَسْبَاطٌ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ حَفْصَةَ......

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: أَخَذَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْبَيْعَةِ أَنْ لَا تَنُحْنَ فَمَا وَفَتْ مِنَّا غَيْرَ خَمْسٍ مِنْهُنَّ أُمُّ سُلَيْمٍ. ①

سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے ہم سے جو بیعت لی اس میں یہ بھی تھا کہ ہم نوحہ نہیں کریں گی، پس ہم میں سے صرف پانچ نے اسے پورا کیا، اور ام سلیم رضی اللہ عنہا ان میں سے ہیں۔

[٦٧٦/٢٦٨]...... أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ حَفْصَةَ......

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: نُهِينَا عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ، وَلَمْ يُعْزَمْ عَلَيْنَا. ②

سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، ہمیں جنازوں کی پیروی کرنے سے منع کیا گیا، لیکن ہمیں سختی سے منع نہیں کیا گیا۔

---

① مسلم، كتاب الجنائز، باب التشديد فى النياحة، رقم: ٩٣٦/ ٣٢- مسند احمد: ٦/ ٤٠٨.

② بخارى، كتاب الجنائز، باب اتباع الجنائز، مسلم، كتاب الجنائز، باب نهى النساء عن اتباع الجنائز، رقم: ٩٣٨- سنن ابوداود، رقم: ٣١٦٧- سنن ابن ماجه، رقم: ١٥٧٧- مسند احمد: ٦/ ٤٠٨.

[٦٧٧/٢٦٩]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، عَنْ هِشَامٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ. ①

ہشام نے اس اسناد سے اسی سابقہ حدیث کی مثل روایت کیا ہے۔

[٦٧٨/٢٧٠]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا الْأَشْعَثُ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ......

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: نُهِينَا عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ، وَلَمْ يُعْزَمْ عَلَيْنَا. ②

سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ہم (خواتین) کو جنازوں کی پیروی کرنے سے منع کیا گیا، لیکن یہ تاکیدی ممانعت نہیں تھی۔

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو جنازے میں شریک ہونے سے نہیں روکا، البتہ اتباع جنائز سے منع کیا ہے۔ عورت کے لیے جنازے میں شریک ہونے کی رخصت ہے۔ جیسا کہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے مسجد میں سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھی۔

(مسلم، كتاب الجنائز، رقم : ٩٧٣)

شیخ ابن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں: خواتین کے لیے نماز جنازہ میں شرکت ثابت تو ہے، لیکن وہ جنازوں کی تدفین کے لیے نہیں چلیں گی۔ کیونکہ اس سے نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ (فتاویٰ اسلامیہ: ۱۸/۲)

[٧٨٩/٢٧١]...... اَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ بْنِ الزَّهْرَانِيِّ، نَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ، عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ، عَنْ طَاوُوْسِ الْيَمَامِيِّ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعَلِّمُهُمْ هٰذَا الدُّعَاءَ، كَمَا يُعَلِّمُهُمُ السُّوْرَةَ مِّنَ الْقُرْآنِ: أَللّٰهُمَّ أَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ. ③

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں یہ دعا اس طرح سکھایا کرتے تھے جس طرح آپ انہیں قرآن کی سورت سکھایا کرتے تھے: ''اے اللہ! میں عذاب جہنم سے تیری پناہ چاہتا ہوں، میں عذاب قبر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ میں مسیح دجال کے فتنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور میں زندگی وموت کے فتنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

فوائد: ...... مذکورہ بالا دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری تشہد میں سلام سے پہلے پڑھا کرتے تھے، ویسے تو آخری

---

① السابق. ② السابق.

③ بخاری، کتاب الجنائز، باب ما یستعاذ منه فی صلاة، رقم: ٥٩٠۔ سنن ابوداود، رقم: ١٥٤٢۔ سنن ترمذی، رقم: ٣٤٩٤۔ سنن نسائی، رقم: ٢٠٦٣۔ مسند احمد: ١/ ٢٤٢۔ مستدرك حاكم: ١/ ٤٠٧.

تشہد میں سلام سے قبل کوئی بھی دعا دنیا وآخرت کی بھلائی اور اپنی حاجات کے لیے آدمی کرسکتا ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((ثُمَّ یَسْتَخِیْرُ مِنَ الدُّعَاءِ اَعْجَبَهٗ اِلَیْهِ فَیَدْعُوْا.)) (بخاری، رقم : ۸۳۵) ...... پھر (تشہد کے بعد) اسے جو دعا زیادہ پسند ہو وہ منتخب کرے اور دعا کرے۔ لیکن بہتر یہی ہے کہ مسنون دعائیں کی جائیں۔

[۸۴۶/۲۷۲]...... اَخْبَرَنَا سُفْیَانُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِیْنَارٍ......

عَنْ اَبِیْ مَعْبَدٍ، قَالَ: صَلَّی ابْنُ عَبَّاسٍ عَلٰی جَنَازَةٍ، فَکَبَّرَ ثُمَّ قَرَاَ بِفَاتِحَةِ الْکِتَابِ، وَجَهَرَ بِهَا ثُمَّ کَبَّرَ بَعْدَ ذٰلِكَ ثَـلَاثًا، فَقَالَ: اِنِّیْ اِنَّمَا جَهَرْتُ لِتَعْلَمُوْا اَنَّهَا سُنَّةٌ. ①

ابو معبد نے بیان کیا: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نماز جنازہ پڑھائی تو اللہ اکبر کہا، پھر سورۃ الفاتحہ پڑھی اور اسے بلند آواز سے پڑھا، پھر اس کے بعد تین تکبیریں کہیں، اور فرمایا: میں نے اس لیے بلند آواز سے قراءت کی ہے تاکہ تم جان لو کہ یہ سنت ہے۔

فوائد: ......صحیح بخاری میں ہے سیدنا طلحہ بن عبداللہ بن عوف سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں: میں نے سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پیچھے نماز جنازہ پڑھی تو آپ نے سورہ فاتحہ پڑھی، پھر فرمایا کہ ((لِتَعْلَمُوْا اَنَّهَا سُنَّةٌ)) تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ یہ سنت ہے۔ (بخاری، کتاب الجنائز، رقم : ۱۳۳۵)

اور صحابی کا کسی عمل کو سنت کہنا مرفوع حدیث کے معنی میں ہوتا ہے۔ نسائی شریف میں ہے: ((فَقَرَاَ بِفَاتِحَةِ الْکِتَابِ وَسُوْرَةً وَجَهَرَ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ سُنَّةٌ وَحَقٌّ.)) (سنن نسائی، رقم : ۱۹۷۸۔ احکام الجنائز للالبانی، ص: ۱۵۱) ...... ''سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے (جنازے میں) فاتحہ اور کوئی سورت پڑھی اور اونچی آواز سے قراءت کی، پھر جب فارغ ہوئے تو کہا: یہ سنت اور حق ہے۔''

معلوم ہوا نماز جنازہ میں بھی سورہ فاتحہ پڑھنی واجب ہے جیسا کہ دوسری نمازوں میں پڑھنی واجب ہے۔ کیونکہ حدیث ((لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَّمْ یَقْرَاْ بِفَاتِحَةِ الْکِتَابِ)) ہر نماز کو شامل ہے۔

سنن ابن ماجہ کی روایت میں ہے، سیّدہ ام شریک انصاریہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنے کا حکم دیا۔ (سنن ابن ماجہ : ۱۴۹۶) شیخ زبیر علی زئی رحمہ اللہ نے اس روایت کو حسن کہا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا نماز جنازہ جہری پڑھنا سنت ہے اور اس حدیث سے بھی ثابت ہوتا ہے جس میں سیّدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے نماز جنازہ پڑھائی تو ہم نے آپ کی (جنازے میں پڑھی ہوئی) دعا یاد کرلی۔ (مسلم: ۹۶۳۔ سنن ابن ماجہ، رقم : ۱۵۰۰)

---

① بخاری، کتاب الجنائز، باب قراءة فاتحة الکتاب علی الجنازہ، رقم: ۱۳۳۵۔ سنن ترمذی، ابواب الجنائز، باب ماجاء فی القراءة علی الجنازة بفاتحة الکتاب، رقم: ۱۲۲۶۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۱۴۹۵.

[۸۹۱/۲۷۳]...... اَخْبَرَنَا سُفْیَانُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِیْنَارٍ......

عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ فِي بَنِي اِسْرَائِيْلَ الْقِصَاصِ، وَلَمْ يَكُنْ فِيْهِمُ الدِّيَّةُ، فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ: ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ﴾ حَتّٰى بَلَغَ: ﴿فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَيْءٌ﴾ قَالَ: عَفْوُهٗ: قُبُوْلُهُ الدِّيَةِ، فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ، قَالَ: يَطْلُبُهٗ بِمَعْرُوْفٍ، وَيُوْصِيْ اِلَيْهِ بِاِحْسَان. زَادَ عَنْ سُفْيَانُ، قَالَ: ﴿ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ﴾. قَالَ: اَخْذُ الدِّيَّةِ مِنَ الْعَمَدِ. ①

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: بنی اسرائیل میں قصاص تھا، لیکن ان میں دیت نہیں تھی، تو اللہ عزوجل نے اس امت کے لیے فرمایا: ''قتل کے بارے میں تم پر قصاص لکھ دیا گیا ہے، آزاد کے بدلے میں آزاد۔'' حتیٰ کہ یہاں تک آیت پہنچی: ''جسے اپنے بھائی کی طرف سے کچھ معافی/ رعایت مل جائے۔'' راوی نے بیان کیا: اس کا معاف کرنا اس کا دیت قبول کرنا ہے۔ پس معروف (بھلے طریقے) سے اتباع ومطالبہ کرنا ہے، فرمایا: وہ اس سے معروف طریقے سے مطالبہ کرے گا اور اس کے لیے احسان کی وصیت کرے گا۔ سفیان کے حوالے سے یہ اضافہ نقل کیا ہے: ''یہ تمہارے رب کی طرف سے تخفیف ورحمت ہے۔'' اس سے مراد ہے: قتل عمد کی دیت قبول کرنا۔

فوائد :...... مذکورہ حدیث سے امت محمدیہ کی فضیلت کا اثبات ہوتا ہے اور اللہ ذوالجلال نے اس امت پر اپنا خاص فضل کیا ہے۔ بنی اسرائیل میں یہ تھا کہ اگر کوئی کسی کو قتل کر دیتا تو قاتل کو مقتول کے بدلے قتل کر دیا جاتا۔ لیکن امت محمدیہ پر اللہ ذوالجلال نے یہ احسان کیا ہے کہ مقتول کے ورثاء کو حق حاصل ہے، چاہے تو وہ معاف کر دیں یا دیت وصول کر لیں یا پھر قصاص لے لیں۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَ الْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَ الْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَ اَدَآءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ رَحْمَةٌ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ (البقرۃ: ۱۷۸)

''اے ایمان والو! تم پر مقتولوں کا قصاص لینا فرض کیا گیا ہے۔ آزاد آزاد کے بدلے، غلام غلام کے بدلے، عورت عورت کے بدلے، ہاں جس کسی کو اس کے بھائی کی طرف سے کچھ معافی دے دی جائے اسے بھلائی کی اتباع کرنی چاہیے۔ اور اچھے طریقے سے فدیہ وارث کو ادا کرے، تمہارے رب کی طرف سے یہ تخفیف اور رحمت ہے۔ اس کے بعد بھی جو سرکشی کرے اسے دردناک عذاب ہوگا۔''

---

① بخاری، کتاب التفسیر، باب یا یھا الذین امنوا کتب علیکم القصاص الخ، رقم: ٤٤٩٨۔ سنن نسائی، کتاب القسامة، باب تاویل قوله عزوجل فمن عفی له الخ، رقم: ٤٧٨٢۔ سنن کبری بیهقی: ٨/ ٥٢.

9

کتاب الزکوٰۃ

زکوٰۃ کے احکام ومسائل

[۵۰/۲۷۴]...... أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ، أَخَذَ تَمْرَةً مِنْ تَمْرِ الصَّدَقَةِ فَأَدْخَلَهَا فِي فِيهِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كِخْ كِخْ فَأَلْقَاهَا، فَقَالَ: أَمَا شَعَرْتَ أَنَّ الصَّدَقَةَ لَا تَحِلُّ لَنَا. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے صدقہ کی کھجوروں میں سے ایک کھجور اٹھا لی اور اسے اپنے منہ میں ڈال لیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا: ''نہ لو، نہ لو۔'' پس انہوں نے اسے باہر پھینک دیا، آپؐ نے فرمایا: ''کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ہمارے لیے صدقہ حلال نہیں؟''

[۵۱/۲۷۵]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ......

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ: أَخَذَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ. ②

محمد بن زیاد نے بیان کیا، میں نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے ہوئے سنا: حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے (ایک کھجور) لے لی، پس حدیث سابق کے مانند ذکر کیا۔

فوائد:...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے صدقہ حلال نہیں ہے۔ آل محمد میں بنوعبدالمطلب، بنو ہاشم، اور بنو ہاشم میں سیدنا عباس، سیدنا عقیل، سیدنا حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہم کی اولاد ہے۔ ایک

① بخاری، کتاب الزکاة، باب مایذکر فی الصدقة للنبی صلی اللہ علیہ وسلم، رقم: ۱٤۹۱۔ مسلم، کتاب الزکاة، باب تحریم الزکاة علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، رقم: ٦۹۔ مسند احمد: ۲/ ٤۰۹۔ سنن دارمی، رقم: ۱٦٤۲.
② السابق.

دوسری حدیث میں ہے: ((اِنَّ الصَّدَقَةَ لَا تَحِلُّ لَنَا وَاِنَّ مَوَالِیَ الْقَوْمِ مِنْ اَنْفُسِهِمْ))...... ''بیشک ہمارے لیے صدقہ حلال نہیں ہے اور قوم کے آزاد کردہ غلام انہی میں سے ہوتے ہیں۔''

اور اسی طرح احادیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو کوئی چیز پیش کی جاتی تو آپ ﷺ پہلے پوچھتے کہ یہ صدقہ ہے یا ہدیہ؟ اگر جواب میں یہ کہا جاتا: صدقہ ہے، تو آپ صحابہ سے فرماتے: کھاؤ اور اگر جواب میں کہا جاتا، ہدیہ ہے، تو پھر آپ ﷺ خود بھی تناول فرماتے۔ (دیکھئے حدیث: ۶۴)

محدثین کہتے ہیں: صدقہ خواہ نفلی ہو یا فرضی یہ دونوں ہی حرام تھے۔ فرضی صدقہ میں کسی کو کوئی اختلاف نہیں، البتہ نفلی صدقہ کی حرمت میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ امام شافعی کے دو قولوں میں سے زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ نفلی صدقہ بھی حرام تھا۔ (دیکھئے طرح التثریب: ٤/ ٣٥)

صدقات سے بچنے میں کئی مصلحتیں تھی۔ مذکورہ احادیث میں ہے: ((كَخْ كَخْ)) کاف کی زبر کے ساتھ۔

دوسری روایات میں ہے کہ: ((لَوْلَا اَنِّیْ اَخَافُ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الصَّدَقَةِ لَأَكَلْتُهَا)) (بخاري، رقم: ٢٢٥٥۔ مسلم، رقم: ١٠٧١) ''اگر مجھے اس کے صدقے میں سے ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں یقیناً اسے کھا لیتا۔''

معلوم ہوا جس چیز کے جائز ہونے میں شک ہو اس چیز سے ایک مسلمان کو بچنا چاہیے اور یہ بھی معلوم ہوا مشکوک اور مشتبہ اشیاء سے بچنا تقویٰ کی علامت ہے۔

[٥٢/٢٧٦]...... أَخْبَرَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: أُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَمْرٍ مِنْ تَمْرِ الصَّدَقَةِ فَأَمَرَ فِيهِ بِأَمْرٍ، وَحَمَلَ الْحَسَنَ أَوِ الْحُسَيْنَ عَلَى عَاتِقِهِ فَإِذَا لُعَابُهُ يَسِيلُ فَنَظَرَ فَإِذَا فِي فِيهِ تَمْرَةٌ مِنَ الصَّدَقَةِ فَحَرَّكَهُ فَأَلْقَاهَا، فَقَالَ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الصَّدَقَةَ لَا تَحِلُّ لَنَا. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں صدقہ کی کھجوریں پیش کی گئیں، آپ نے ان کے متعلق حکم فرما دیا۔ آپؐ نے حسن رضی اللہ عنہ یا حسین رضی اللہ عنہ کو اپنے کندھے پر اٹھایا، ان کا لعاب بہنے لگا، آپ نے دیکھا کہ ان کے منہ میں صدقہ کے کھجوروں میں سے ایک کھجور ہے، پس آپ نے انہیں ہلایا تو انہوں نے اسے پھینک دیا، آپؐ نے فرمایا: ''کیا تمہیں معلوم نہیں، صدقہ ہمارے لیے حلال نہیں۔''

فوائد:...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا جن چیزوں سے رُکنا ضروری ہے والدین کی ذمہ داری ہے کہ اپنی اولاد کو بھی ان چیزوں سے روکیں۔

---

① مسند احمد: ٢/ ٢٧٩۔ قال شعيب الارناؤط، اسناده صحيح.

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حدیث میں یہ بات ہے کہ جن چیزوں سے بڑی عمر کے لوگوں کو بچایا جاتا ہے ان سے بچوں کو بھی بچایا جائے گا۔ اور ایسا کرنا ولی پر واجب ہے۔ (شرح النووی : ٧/ ١٥٧)

[٤٠٩/٢٧٧]...... وَبِهَذَا، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْمُعْتَدِي فِي الصَّدَقَةِ كَمَانِعِهَا. ①

اسی سند سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''صدقہ میں حد سے بڑھنے والا اسے منع کرنے والے کی طرح ہے۔''

فوائد:...... مذکورہ حدیث کا یہ مطلب ہے کہ جو زکوٰۃ وصول کرتا ہے وہ جتنی زکوٰۃ بنتی ہے، اس سے زیادہ طلب نہ کرے اور جو درمیانے درجے کے جانور ہیں ان کو وصول کرنے کے بجائے بہترین جانور نہ مانگے، اگر وصول کرنے والا ایسے کرتا ہے تو وہ گناہ گار ہے جس طرح زکوٰۃ نہ دینے والا گناہ گار ہوتا ہے، کیونکہ اس کی زیادتی کی وجہ سے لوگ زکوٰۃ دینے سے انکار کر سکتے ہیں۔

جیسا کہ موجودہ زمانہ میں لوگ ٹیکس دینے سے انکاری ہیں، وجہ یہ ہے کہ عامل ظلم کرتے ہیں۔ اگر صدقات و زکوٰۃ وصول کرنے والا زیادتی نہیں کرے گا تو ایسے لوگوں کے متعلق حدیث میں ہے سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے: ''حق کے ساتھ صدقات جمع کرنے والا ایسے ہے جیسے مجاہد فی سبیل اللہ گھر لوٹ آئے۔'' (سنن ابوداود، رقم : ٢٩٣٦ ـ اسناده حسن)

[٦٤/٢٧٨]...... أَخْبَرَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ، قَالَ...... سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُتِيَ بِطَعَامٍ مِنْ غَيْرِ أَهْلِهِ سَأَلَ عَنْهُ، فَإِنْ قِيلَ: هَدِيَّةٌ، أَكَلَ، وَإِنْ قِيلَ: صَدَقَةٌ، قَالَ: كُلُوا وَلَمْ يَأْكُلْ. ②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کسی کے گھر کا کھانا پیش کیا جاتا تو آپ اس کے متعلق پوچھتے، اگر بتایا جاتا کہ یہ ہدیہ ہے تو آپ تناول فرماتے، اور اگر کہا جاتا کہ صدقہ ہے تو پھر آپ فرماتے: ''کھاؤ'' اور آپ تناول نہ فرماتے۔

فوائد:...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم صدقہ نہ کھاتے تھے، کیونکہ آپ کی ذات اور آپ کی آل پر صدقہ حلال نہ تھا۔ کیونکہ یہ لوگوں کی میل کچیل ہوتی ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں تھا کہ اس کا نبی

---

① سنن ابوداود، كتاب الزكوة، باب فى زكاة السائمة، رقم: ١٥٨٥ـ سنن ترمذى، ابواب الزكاة، باب ماجاء فى المعتدى فى الصدقة، رقم: ٦٤٦ـ صحيح ترغيب وترهيب، رقم: ٧٨٥.

② بخارى، كتاب اللقطة، باب اذا وجد تمرة فى الطريق: رقم: ٢٤٣٢ـ مسلم، كتاب الزكاة، باب قبول النبى الهدية ورده الصدقه: رقم: ١٠٧٧ـ مسند احمد: ٢/ ٤٠٦.

اور نبی کی آل صدقہ استعمال میں لائیں۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت ساری حکمتیں تھیں۔ (مزید دیکھئے حدیث وشرح: ۵۰۔۵۱)

[۷۷/۲۷۹]...... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَيْسَ الْمِسْكِينُ بِالطَّوَّافِ مَنْ تَرُدُّهُ الْأُكْلَةُ وَالْأُكْلَتَانِ وَاللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ، أَوِ التَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ، وَلَكِنَّ الْمِسْكِينَ الَّذِي لَا يَجِدُ غِنًى يُغْنِيهِ، وَلَا يَسْأَلُ النَّاسَ إِلْحَافًا أَوْ يَسْتَحْيِي أَنْ يَسْأَلَ النَّاسَ إِلْحَافًا. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: ''مسکین وہ نہیں جسے لقمہ، دو لقمے یا کھجور، دو کھجوریں در در پھرائیں، مسکین تو وہ ہے جس کے پاس اتنا مال نہیں جو اسے بے نیاز کر دے اور وہ لوگوں سے چمٹ کر سوال بھی نہیں کرتا، یا وہ لوگوں سے چمٹ کر سوال کرنے سے حیا محسوس کرتا ہے۔''

[۷۸/۲۸۰]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ، قَالَ......

سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْسَ الْمِسْكِينُ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ سَوَاءً، قَالَ: شَكَّ شُعْبَةُ فِي قَوْلِهِ: أَوِ التَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ. ②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسکین وہ نہیں۔'' پس راوی نے حدیث سابق کے مثل روایت کیا: راوی نے کہا کہ شعبہ کو ''کھجور اور دو کھجوروں میں شک ہوا۔

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا حقیقی مسکین وہ ہے جس کا مال اس کی ضروریات کو پورا نہیں کر سکتا اور حیا کے سبب لوگوں سے سوال بھی نہیں کرتا اور اپنے آپ کو ایسا باور بھی نہیں کرواتا کہ لوگ اس کے ساتھ مالی معاونت کریں۔

امام بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مذکورہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اس وقت کے لوگوں کے ہاں مسکین طواف السائل یعنی گھوم پھر کر مانگنے والے کے نام سے متعارف تھا، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مطلع فرمایا کہ مسکین تو وہ ہے جو لوگوں سے سوال کرے اور نہ اپنے آپ کو ایسا باور کرائے کہ لوگ اسے (کچھ) مال عنایت کریں۔ نیز فرماتے ہیں: سائل سوال کرنے کے سبب اپنی کفایت کے لیے جمع کر لیتا ہے اور اس سے مسکینی ساقط ہو جاتی ہے، اس کے برعکس جو شخص سوال کرتا ہے نہ اپنے آپ کو ایسا باور کراتا ہے کہ لوگ اسے کچھ دیں تو ایسے شخص سے محتاجی زائل نہیں ہوتی۔'' (شرح السنه: ٦/ ٨٧)

قرآن مجید فرقان حمید میں ہے:

﴿لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ

---

① بخاری، كتاب الزكاة، باب قول الله تعالٰى لا يسئلون الناس الحافا، رقم: ١٤٧٩۔ مسلم، كتاب الزكاة، باب المسكين الذمى لا يجد غنى الخ، رقم: ١٠٣٩۔ معجم طبرانی اوسط، رقم: ٩٠٤١۔ سنن ابوداود، رقم: ١٦٣١.

② السابق.

اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ لَا يَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا﴾ (البقرة: ۲۷۳)

''صدقات کے مستحق صرف وہ غربا ہیں جو اللہ کی راہ میں روک دیئے گئے جو زمین میں چل پھر نہیں سکتے نادان لوگ ان کی بے سوالی کی وجہ سے انہیں مال دار خیال کرتے ہیں، آپ ان کے چہرے دیکھ کر قیافہ سے انہیں پہچان لیں گے وہ لوگوں سے چمٹ کر سوال نہیں کرتے۔''

معلوم ہوا کہ پیشہ ور گداگروں کی بجائے مہاجرین دین کے طلبا، علما اور سفید پوش ضرورت مندوں کا پتہ چلا کر ان کی امداد کرنی چاہیے جو سوال کرنے سے گریز کرتے ہیں، کیونکہ دوسرے کے سامنے ہاتھ پھیلانا انسان کی عزت نفس اور خودداری کے خلاف ہے۔

[۹۲/۲۸۱]...... أَخْبَرَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، قَالَ: زَعَمَ مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ أَنَّهُ......

سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا يَسُرُّنِي أَنَّ لِي أُحُدًا ذَهَبًا تَأْتِي عَلَيَّ ثَالِثَةٌ وَعِنْدِي مِنْهُ دِينَارٌ لَيْسَ شَيْءٌ أَرْصُدُهُ لِدَيْنٍ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے یہ پسند نہیں کہ میرے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو اور پھر تین دن گزر جائیں اور اس میں سے میرے پاس ایک دینار بھی باقی ہو سوائے اس کے جنہیں میں قرض کی ادائیگی کے لیے رکھ لوں۔''

فوائد: ......(۱) مذکورہ حدیث سے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت اور زہد کا اثبات ہوتا ہے اور معلوم ہوا کہ آپ کو صدقہ وخیرات کرنے سے شدید محبت تھی۔ (۲) معلوم ہوا نیکی کی خواہش وآرزو کرنا جائز ہے۔ (۳) یہ بھی معلوم ہوا کہ قرض اگر ہو تو پہلے قرض ادا کرنا چاہیے بعد میں صدقہ دینا چاہیے۔

[۱۷۲/۲۸۲]...... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَيْفَ أَتَصَدَّقُ؟ قَالَ: وَأَنْتَ صَحِيحٌ شَحِيحٌ تَأْمُلُ الْعَيْشَ وَتَخْشَى الْفَقْرَ، وَلَا تُمْهِلْ حَتَّى إِذَا بَلَغَتْ نَفْسُكَ عِنْدَ نَحْرِكَ،

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، ایک آدمی نے عرض کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں کس طرح صدقہ کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جبکہ تم صحت مند ہو اور بخیل بھی ہو، زندگی کی امید ہو اور فقر کا اندیشہ ہو، اور تم اس قدر التوا کا

---

① بخاری، کتاب الرقاق، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما یسرنی الخ، رقم: ٦٤٤٥ـ مسلم، کتاب الزكاة، باب تغليظ عقوبة من لا يؤدي الزكاة، رقم: ٩٩١ـ مسند احمد: ٢/ ٤٦٧ـ صحیح ابن حبان، رقم: ٦٣٥٠ .

قُلتُ: مَالِي لِفُلَانٍ وَفُلَانٍ وَهُوَ لَهُمْ . ① شکار نہ ہو حتیٰ کہ جب تمہاری سانس حلق تک پہنچ جائے تو تم کہو: میرا مال فلاں کے لیے اور فلاں کے لیے، وہ تو ان کا ہو چکا ہے۔''

فوائد: ...... مذکورہ حدیث میں یہ ترغیب دی جا رہی ہے کہ جب تم تندرست اور تمہارے دلوں میں مال کی محبت بھی ہو اس وقت صدقہ کرنا زیادہ بہتر ہے، اس وقت صدقہ کرنا مشکل تو ہوتا ہے کیونکہ مستقبل کی سوچ ہوتی ہے، لیکن جب موت قریب ہو اس وقت انسان کو مستقبل کے متعلق خیالات نہیں ہوتے تو انسان صدقہ کر دیتا ہے۔ لیکن شریعت نے صحت اور تندرستی کے زمانے میں صدقہ کرنے کی ترغیب دی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَ لَا خُلَّةٌ وَّ لَا شَفَاعَةٌ وَ الْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ۝﴾ (البقرة: ٢٥٤)...... ''اے ایمان والو! جو ہم نے تمہیں دے رکھا ہے اس میں سے خرچ کرتے رہو اس سے پہلے کہ وہ دن آئے جس میں نہ تجارت ہے نہ دوستی اور نہ ہی شفاعت۔''

دوسری جگہ پر ارشاد فرمایا: ﴿وَاَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ﴾ (المنافقون: ١٠) ''اور جو کچھ ہم نے تمہیں دے رکھا ہے اس میں سے (ہماری راہ میں) اس سے پہلے خرچ کرو کہ تم میں سے کسی کو موت آ جائے۔''

اللہ ذوالجلال آگے فرماتے ہیں: ﴿فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَاۤ اَخَّرْتَنِيْۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِيْبٍ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ﴾ (المنافقون: ١٠) ......''تو کہنے لگے، اے میرے پروردگار! مجھے تو تھوڑی دیر کی مہلت کیوں نہیں دیتا کہ میں صدقہ کروں اور نیک لوگوں میں سے ہو جاؤں۔''

معلوم ہوا کہ نیکی کے کاموں میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ تأخیر مرتے وقت پچھتاوے کا سبب بن جائے، اس وقت کا پچھتانا کسی بھی کام نہیں آئے گا۔ شریعت نے مرتے وقت سارے مال کی وصیت کرنے سے بھی منع فرمایا ہے اور نہ ہی سارا مال اللہ ذوالجلال کے راستے میں اس وقت خرچ کرنا جائز ہے صرف اپنے مال کا ثلث صدقہ یا وصیت کر سکتا ہے۔

جیسا کہ حضرت عامر بن سعد رحمہ اللہ نے اپنے والد (سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا، انہوں نے فرمایا: فتح مکہ کے سال میں بیمار ہو گیا حتیٰ کہ موت کے کنارے پہنچ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کے لیے تشریف لائے میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرا مال بہت زیادہ ہے اور میری وارث میری صرف ایک بیٹی ہے تو

---

① بخاري، كتاب الزكاة، باب اى الصدقة الخ، رقم: ١٤١٩ـ مسلم، كتاب الزكاة، باب بيان ان افضل الصدقة الخ، رقم: ١٠٣٢ـ سنن ابوداود، رقم: ٢٨٦٥ـ صحيح ابن حبان، رقم: ٣٣١٢.

کیا میں اپنا دو تہائی مال صدقہ کر دوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔'' میں نے کہا: آدھا؟ فرمایا: ''نہیں۔'' میں نے کہا: تہائی۔ فرمایا: ''تہائی (جائز ہے) اور تہائی بھی زیادہ ہے، تیرا اپنے وارثوں کو خوشحال چھوڑنا انہیں مفلس چھوڑ جانے سے بہتر ہے کہ وہ لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔'' (بخاری، رقم : ٦٧٣٣۔ سنن ابن ماجه، رقم : ٢٧٠٨)

[٢٨٣/٣٢٠]...... أَخْبَرَنَا الْمُلَائِيُّ ، حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ الأَصَمِّ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَيْسَ الْغِنَى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ، وَلَكِنَّ الْغِنَى غِنَى النَّفْسِ . ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: تونگری کثرت مال ومتاع کا نام نہیں، بلکہ دل کی تونگری اصل تونگری ہے۔

[٢٨٤/٣٢١]...... أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بُرْقَانَ ، عَنْ يَزِيدَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَيْسَ الْغَنَاءُ عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ ، وَلَكِنَّ الْغَنَاءَ غِنَى النَّفْسِ . ②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کثرت مال ومتاع تونگری نہیں، لیکن دل کی تونگری اصل تونگری ہے۔''

فوائد:...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا زیادہ مال ہونا مالداری نہیں ہے، اصل مالداری نفس کی مالداری ہے بہت سے لوگ زیادہ پیسے والے ہوتے ہیں لیکن وہ ہمیشہ مال ہی کے طالب رہتے ہیں اور کمانے کی دھن میں رہتے ہیں کھانے پینے کی بھی انہیں فرصت نہیں ہوتی، اللہ کی راہ میں تو دیتے ہی نہیں بلکہ اپنی جانوں پر بھی خرچ نہیں کرتے۔ یہ مالداری نہیں اصل مالداری یہ ہے کہ دل غنی ہو، تھوڑا ہو مگر دل مطمئن ہو، اسی میں سے اپنے اوپر اپنے اہل وعیال پر مہمانوں پر دیگر بندگان خدا پر خرچ کرے۔

ایسا شخص حقیقت میں مالدار ہے اگر کچھ بھی اس کے پاس نہ ہو تب بھی وہ صبر وقناعت کے ساتھ اللہ ذوالجلال کے ذکر میں لگا رہتا ہے دوسروں کی طرف اس کی نیت نہیں جاتی اور نہ لوگوں سے سوال کرتا ہے۔ ایسے شخص کا دل غنی ہے۔

ایک دوسری حدیث میں ہے سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ شخص کامیاب ہو گیا جس نے اسلام قبول کر لیا اور ضرورت کے مطابق روزی دیا گیا اور اللہ نے اس کو جو کچھ دیا اس پر اس کو قناعت کی توفیق سے نواز دیا۔'' (مسلم، كتاب الزكاة، رقم : ١٠٥٤)

[٢٨٥/٤١٠]...... أَخْبَرَنَا أَبُو شِهَابٍ الْكُوفِيُّ ، حَدَّثَنَا فِطْرٌ ، عَنْ مُجَاهِدٍ......

---

① مسلم، كتاب الزكاة، باب ليس الغنى عن كثرة العرض، رقم: ١٠٥١۔ سنن ترمذى، رقم: ٢٣٧٣۔ سنن ابن ماجه، رقم: ٤١٣٧۔ مسند احمد: ٢/ ٢٤٣ .

② السابق .

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: مَا مُعْطِي الصَّدَقَةِ بِأَعْظَمَ أَجْرًا مِنْ أَخْذِهَا مِنْ حَاجَةٍ . ①

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ضرورت مند صدقہ لینے والے سے صدقہ دینے والے کو زیادہ اجر نہیں ملتا۔''

[٤٣٢/٢٨٦]...... أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنِ الأَعْرَجِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَكْثُرَ الْمَالُ فَيَفِيضَ حَتَّى يَهْتَمَّ رَبُّ الْمَالِ أَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ صَدَقَتُهُ وَيَعْرِضُهَا، فَيَقُولُ الَّذِي عُرِضَ عَلَيْهِ: لَا أَرَبَ لِي فِيهَا . ②

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ مال اس قدر زیادہ ہو جائے گا اور مال کی اس قدر ریل پیل ہوگی کہ مال دار شخص کو یہ فکر دامن گیر ہوگی کہ اس کا صدقہ کون قبول کرے گا، وہ اسے پیش کرے گا تو وہ شخص جسے وہ پیش کرے گا وہ کہے گا: (جناب) مجھے اس کی کوئی حاجت نہیں۔''

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا علامات قیامت میں سے مال کی کثرت بھی ہے کہ لوگ صدقہ وخیرات لینے کے لیے تیار نہ ہوں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئیاں حرف بحرف ثابت ہو رہی ہیں اور کچھ ہو چکی ہیں۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں (بالخصوص سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں جب فارس اور روم فتح ہوا تو مال کے انبار لگ گئے) ایسے ہی عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے دور خلافت میں بھی لوگ صدقہ دینے کے لیے لوگوں کو تلاش کرتے لیکن کوئی آدمی قبول کرنے کے لیے تیار نہیں تھا۔ اسی طرح سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ہوگا۔ (فتح الباری: ۱۳/ ۸۸)

صحیح مسلم میں ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام: ((يَدْعُوْنَ إِلَى الْمَالِ فَلَا يَقْبَلُهُ أَحَدٌ .))...... ''لوگوں کو مال دینے کے لیے بلائیں گے لیکن کوئی بھی لینے کے لیے تیار نہیں ہوگا۔'' (مسلم، کتاب الایمان، باب بیان نزول عیسیٰ بن مریم)

[٤٧٦/٢٨٧]...... أَخْبَرَنَا كُلْثُومٌ، حَدَّثَنَا عَطَاءٌ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنِّي لَأَجِدُ التَّمْرَةَ سَاقِطَةً فَأَرْفَعُهَا لِآكُلَهَا فَأَخْشَى أَنْ يَكُونَ مِنَ الصَّدَقَةِ فَأُلْقِيَهَا .

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: ''میں گری ہوئی کھجور دیکھتا ہوں تو کھانے کے ارادے سے اٹھا لیتا ہوں لیکن پھر اس اندیشے کے پیش نظر کہ وہ صدقے کی نہ ہو اسے پھینک دیتا ہوں۔''

---

① حکم: مذکورہ روایت موقوفاً حسن جبکہ مرفوعاً ضعیف ہے۔

② بخاری، کتاب الزکاة، باب الصدقة، قبل الرد، رقم: ١٤١٢ـ مسلم، کتاب الایمان، باب بیان الزمن الذی لا یقبل فیه الایمان، رقم: ١٥٧ـ صحیح ابن حبان، رقم: ٦٦٨٠ـ مسند ابی یعلی، رقم: ٦٣٢٢ .

فوائد: ...... کیونکہ صدقہ آپ ﷺ اور آپ ﷺ کی آل پر حرام ہے۔

[۵۷۹/۲۸۸]...... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ لَيْثِ بْنِ أَبِي سُلَيْمٍ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ......

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ قَالَتْ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَخَالَةٌ لِي وَهِيَ حَدِيثَةُ عَهْدٍ بِعُرْسٍ لِنُبَايِعَهُ، فَرَأَى عَلَيْهَا أُسْوَارًا مِنْ ذَهَبٍ، وَخَوَاتِيمَ مِنْ ذَهَبٍ، فَقَالَ لَهَا: أَتُحِبِّينَ أَنْ يُسَوِّرَكِ اللّٰهُ أُسْوَارَيْنِ مِنْ نَارٍ ؟ فَنَزَعَتْهُمَا مِنْ يَدَيْهَا، فَرَمَتْ بِهِمَا، فَمَا أَدْرِي فَمَنْ أَخَذَهُمَا، ثُمَّ قَالَ: أَلَا تَجْعَلُ إِحْدَاكُنَّ لَوْنَيْنِ أَوْ حَلَقَتَيْنِ مِنْ فِضَّةٍ ثُمَّ تُغْلِيهِ بِعَنْبَرٍ أَوْ وَرْسٍ أَوْ زَعْفَرَانَ . ①

سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں اپنی خالہ کے ساتھ جو کہ نئی نویلی دلہن تھیں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تا کہ ہم آپ کی بیعت کریں، آپ نے اسے سونے کے دو کنگن اور انگوٹھیاں پہنے ہوئے دیکھا، تو اسے فرمایا: ”کیا تم پسند کرتی ہو کہ اللہ تمہیں آگ کے کنگن پہنائے اور آگ کی انگوٹھیوں کے ساتھ تمہیں داغ دے؟“ پس اس نے فوراً انہیں ہاتھ سے اتار کر پھینک دیا، معلوم نہیں کہ کس نے انہیں اٹھایا، پھر آپ نے فرمایا: ”کیا تم میں سے کوئی چاندی کی دو بالیاں نہیں بنا لیتی پھر عبیر یا ورس یا زعفران کا اس پر رنگ چڑھا لے؟“

فوائد: ...... مذکورہ حدیث میں ہے کیا تو پسند کرتی ہے کہ تجھے آگ کے کنگن پہنائے جائیں؟ تو یہ اس وقت ہے جب زکاۃ ادا نہ کی جائے۔ جیسا کہ ایک عورت نبی مکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اس کے ہمراہ اس کی بیٹی بھی تھی۔ اس کی بیٹی کے ہاتھ میں سونے کے دو کنگن تھے۔ آپ ﷺ نے اس سے دریافت کیا، ”کیا تو اس کی زکاۃ دیتی ہے“؟ اس نے عرض کیا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تمہیں یہ پسند ہے کہ روز قیامت اللہ تعالیٰ ان کے بدلے تمہیں آگ کے دو کنگن پہنائے؟ یہ سن کر اس خاتون نے دونوں کنگن پھینک دیے۔ (سنن ابوداود، کتاب الزکاۃ : ۱۵۶۳)

یہ بھی معلوم ہوا زیورات سے زکاۃ ادا کرنی چاہیے۔ زکاۃ ادا نہ کی جائے تو یہ کام عذابِ الٰہی کا باعث ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ الَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَ الْفِضَّةَ وَ لَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍo يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَ جُنُوْبُهُمْ وَ ظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَo﴾ (البقرة: ۳۵،۳٤)

”اور جو لوگ سونے چاندی کا خزانہ رکھتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، انہیں دردناک عذاب کی

---

① سنن ابوداود، کتاب الزکاة، باب الکنز ما هو؟ وزکاة الحلی، رقم: ۱۵٦۳۔ سنن ترمذی، ابواب الزکاة، باب زکاة الحلی، رقم: ٦۳۷۔ قال الشیخ الالبانی: حسن۔ نسائی، رقم: ۲٤۷۹۔ مسند احمد: ٦/ ۳۱۵.

خبر پہنچا دیجیے۔ جس دن اس خزانے کو آتش دوزخ میں تپایا جائے گا، پھر اس سے ان کی پیشانیاں اور پہلو اور پیٹھیں داغی جائیں گی (ان سے کہا جائے گا) یہ ہے جسے تم نے اپنے لیے خزانہ بنا کر رکھا تھا پس اپنے خزانوں کا مزہ چکھو۔''

[٦٢٠/٢٨٩]...... اَخْبَرَنَا حُسَيْنُ الْجُعْفِيُّ، نَا زَائِدَةُ بْنُ قُدَامَةَ، عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ......

عَنْ أُمِّ سَلِمَةَ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا وَهُوَ سَاهِمُ الْوَجْهِ، فَظَنَنْتُ اَنَّهٗ مِنْ شَيْءٍ اَصَابَهٗ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، مَالِيْ اَرَاكَ سَاهِمَ الْوَجْهِ؟ فَقَالَ: اَمَا رَأَيْتِ الدَّنَانِيْرَ التِّسْعَةِ الَّتِيْ اَتَيْنَا بِهَا اَمْسِ، اَمْسَيْنَا وَلَمْ نُنْفِقْهَا. ①

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن ہمارے ہاں تشریف لائے جبکہ آپ کے چہرے کا رنگ متغیر تھا، میں نے سمجھ لیا کہ آپ کے ساتھ کوئی مسئلہ درپیش ہے، میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا وجہ ہے میں آپ کے چہرے کا رنگ متغیر دیکھ رہی ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آپ وہ نو دینار نہیں دیکھ رہیں جو کل ہمارے پاس آئے تھے اور رات گزر گئی اور ہم نے انہیں خرچ نہیں کیا۔''

فوائد:...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کا مال اپنے پاس رکھنا پسند نہیں کرتے تھے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صدقہ وخیرات سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے۔ صحیح بخاری میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر میرے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہوتو مجھے یہ بات پسند ہوگی (کہ میں اس کو اتنا جلدی راہِ حق میں خرچ کردوں) کہ تین راتیں نہ گزرنے پائیں اور اس کی کچھ مقدار میرے پاس باقی ہو مگر اتنا حصہ جس کو میں قرضہ چکانے کے لیے روک لوں۔'' (بخاری، رقم: ٦٤٤٥)

[٦٢٦/٢٩٠]...... اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، نَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ......

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالصَّدَقَةِ، فَجَاءَتْ زَيْنَبُ امْرَأَةُ عَبْدِاللّٰهِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالصَّدَقَةِ، فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں صدقہ کرنے کا حکم فرمایا، تو عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ کی اہلیہ زینب رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں صدقہ لے کر آئیں تو انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم!

① مسند احمد: ٦/ ٣١٤۔ صحيح ابن حبان، رقم: ٥١٦٠۔ قال شعيب الارناؤط: اسناده صحيح.

اللّٰهِ، اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ خَفِيْفُ ذَاتُ الْيَدِ وَلِيْ بَنُوْ اَخٍ اَيْتَامٍ، اَفَيُجْزِئُ عَنِّيْ مِنَ الصَّدَقَةِ اَنْ اُنْفِقَ عَلَيْهِمْ، وَاَنَا مُنْفِقَةٌ عَلَيْهِمْ هٰكَذَا وَهٰكَذَا، وَعَلٰى كُلِّ حَالٍ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، قَالَ: وَكَانَتْ صَنَاعُ الْيَدَيْنِ. ①

عبداللہ کے پاس مال کم ہے اور میرے یتیم بھتیجے ہیں تو اگر میں صدقہ سے ان پر خرچ کروں تو میری طرف سے کفایت کر جائے گا جبکہ میں ان پر فلاں فلاں مد میں سے خرچ کرتی ہوں، اور ہر حال میں (ان پر خرچ کرتی ہوں)؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں۔'' راوی نے بیان کیا، وہ دستکار خاتون تھیں۔

[٦٢٧/٢٩١]...... اَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ، نَا مَعْمَرٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ اَبِيْهِ......

عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اَبِيْ سَلِمَةَ عَنْ اَبُو سَلِمَةَ اَنَّهَا قَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ بَنِيْ اَبِيْ سَلِمَةَ فِيْ حِجْرِيْ، اَفَيُجْزِيْنِيْ مِنَ الصَّدَقَةِ اَنْ اُنْفِقَ عَلَيْهِمْ، وَلَسْتُ بِتَارِكَتِهِمْ عَلٰى حَالٍ اَنْ اُنْفِقَ عَلَيْهِمْ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَعَمْ. ②

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! ابوسلمہ کے بچے میری پرورش/کفالت میں ہیں، کیا میرے لیے کفایت کرتا ہے کہ میں صدقہ میں سے ان پر خرچ کروں، اور میں ان پر خرچ کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتی؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں۔''

[٦٢٨/٢٩٢]...... اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، نَا عَبْدُالرَّحِيْمِ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنِ الْمُجَالِدِ بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ الشَّعْبِيِّ......

عَنْ زَيْنَبَ الثَّقَفِيَّةِ قَالَتْ: كُنْتُ جَمَعْتُ (اَمْوَالًا) لِيْ فَقُلْتُ: لَاَضَعَنَّهٗ فِيْ اَزْكٰى مَوْضِعٍ عِنْدِيْ، فَقُلْتُ فِيْ نَفْسِيْ: لَوْ تَصَدَّقْتُ بِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فِيْ بَعْضِ سَرَايَا رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِيْ ابْتَعَثَهَا، اَوْ اَشْتَرِيْ بِهٖ سَبِيَّةً مُسْلِمَةً فَاُعْتِقُهَا

زینب ثقفیہ نے بیان کیا: میں اپنا مال جمع کیا کرتی تھی، تو میں نے کہا: میں اسے اپنے ہاں کسی بہترین جگہ پر رکھوں گی، میں نے اپنے دل میں کہا: اگر میں اسے اللہ کی راہ میں رسول اللہ ﷺ کے کسی لشکر میں جسے آپ بھیجیں گے خرچ کر دوں، یا کسی مسلمان لونڈی کو خرید کر آزاد کر دوں یا اسے مسکینوں پر صدقہ کر دوں یا قلیل مال والے شوہر پر

① سنن ابن ماجه، ابواب الزكاة، باب الصدقة على ذى قرابة، رقم: ١٨٣٥ ـ اسناده صحيح.

② بخارى، كتاب الزكاة، باب الزكاة على الزوج والا يتام فى الحجر، رقم: ١٤٦٦ ـ مسلم، كتاب الزكاة، باب فضل النفقة والصدقة الخ، رقم: ١٠٠٠.

وَ تَصَدَّقْتُ بِهٖ عَلَى الْمَسَاكِيْنَ، اَوْ تَصَدَّقْتُ بِهٖ عَلٰى زَوْجٍ مَجْهُوْدٍ وَبَنِىْ اَخٍ يَتَامٰى فِىْ حِجْرِىْ، فَاَتَيْتُ عَائِشَةَ اَسْاَلُهَا عَنْ ذٰلِكَ، فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا عَائِشَةُ مَنْ هٰذِهٖ؟ قَالَتْ: اِمْرَاَةُ ابْنِ اُمِّ عَبْدٍ. قَالَ: فَمَا جَاءَ بِهَا؟ فَذَكَرَتْ عَائِشَةُ لَهٗ ذٰلِكَ، فَقَالَ: لَتَرُدُّهٗ عَلٰى زَوْجِهَا الْمَجْهُوْدِ، وَبَنِىْ اَخِيْهَا الْيَتَامٰى، يَكُنْ لَهَا اَجْرُهَا مَرَّتَيْنِ. ①

صدقہ کردوں یا اپنی زیر کفالت یتیم بھتیجوں پر صدقہ کر دوں گی، پس میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی تا کہ اس کے متعلق ان سے دریافت کروں، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے تو فرمایا: ''عائشہ! یہ کون ہیں؟'' انہوں نے عرض کیا: ابن ام عبد کی اہلیہ ہیں، فرمایا: ''وہ کس لیے آئی ہیں؟'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے اس کا تذکرہ کر دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ اسے اپنے قلیل مال والے شوہر اور اپنے یتیم بھتیجوں پر خرچ کرے، اس کے لیے دوگنا اجر ہوگا۔''

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا بیوی اپنے خاوند کو صدقہ دے سکتی ہے۔ لیکن خاوند بیوی بچوں پر جو خرچ کرے گا اس کا ثواب تو ملے گا جبکہ وہ صدقہ شمار نہیں ہوگا۔ کیونکہ بیوی بچوں پر خاوند کا خرچ کرنا ان کا حق ہے اور خاوند کا فرض ہے۔ لیکن بیوی کا اپنے خاوند پر خرچ کرنا اس کا حق نہیں ہے۔ معلوم ہوا عورت بھی مرد کی طرح ملکیت کا مستقل حق رکھ سکتی ہے وہ تجارت کے ذریعے سے جیسا کہ سیّدہ خدیجہ کبریٰ رضی اللہ عنہا تھیں اور کوئی بہتر ذریعہ ہو اس کی وجہ سے جیسا کہ سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا ایک ہنر مند خاتون تھیں۔ اور اسی طرح وہ وراثت کی بھی حق دار ہے۔ مولانا نواب صدیق الحسن خان رحمہ اللہ کی بیوی ملکہ اور مالدار خاتون تھی۔ جمہور علماء امام شافعی، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا موقف ہے کہ بیوی اپنے شوہر کو زکاۃ دے سکتی ہے۔ جبکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک یہ جائز نہیں۔

(نيل الاوطار: ۳/ ۱٤۰۔ كتاب الام: ۲/ ٦۹۔ المغنى: ٤/ ۱۰۰)

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا موقف ہے کہ مذکورہ بالا حدیث سے مراد نفلی صدقہ ہے۔ جمہور کا کہنا ہے کہ اگر صدقہ سے مراد فرض زکاۃ نہ ہوتی تو پھر سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھنے کی کیا ضرورت تھی۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس پر ان الفاظ سے باب باندھا ہے: "بَابُ الزَّكَاةُ عَلَى الزَّوْجِ وَالْاِيْتَامِ فِى الْحِجْرِ"...... ''عورت کا خود اپنے شوہر کو یا اپنی زیر تربیت یتیم بچوں کو زکاۃ دینا۔'' لیکن یاد رہے یہ تب ہے جب خاوند یا اس کے زیر کفالت بچے قرآن میں موجود مصارف زکوٰۃ میں آئیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اقارب مستحق لوگوں پر خرچ کرنا زیادہ ثواب ہے۔ بخاری شریف میں ہے: ((اَجْرُ الْقَرَابَةِ وَاَجْرُ الصَّدَقَةِ.)) (بخاری، رقم: ۱٤٦٦) ''ایک قرابت داری کا اجر اور دوسرا خیرات کرنے کا۔'' (مزید دیکھئے احادیث: ۷۲۱۔۷۲۲۔۷۲۳۔۷۲۴)

---

① طبرانی کبیر: ۲٤/ ۲۸۷: ۷۳۱۔ اسناده حسن لغيره۔ انظر: ٦۲٦۔ ٦۲۷.

[۷۲۱/۲۹۳]...... أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ......

حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَتِ امْرَأَةُ عَبْدِ اللّٰهِ صَنَاعَ الْيَدَيْنِ تَصْنَعُ الشَّيْءَ ثُمَّ تَبِيعُهُ، وَلَمْ يَكُنْ لِعَبْدِ اللّٰهِ مَالٌ وَلَا لِوَلَدِهِ، فَقَالَتِ امْرَأَتُهُ لَهُ: شَغَلْتُمُونِي مِنْ أَنْ أَتَصَدَّقَ؟ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: مَا أُحِبُّ أَنْ تَفْعَلِينَ ذَلِكَ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكِ فِي ذَلِكَ أَجْرٌ، فَأَتَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَصَّتْ عَلَيْهِ الْقِصَّةَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَكِ أَجْرُ مَا أَنْفَقْتِ عَلَيْهِمْ، فَأَنْفِقِي عَلَيْهِمْ. ①

عروہ رحمہ اللہ نے بیان کیا: سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کی زوجہ ہنر مند تھیں، وہ چیز تیار کرتیں اور پھر اسے فروخت کرتی تھیں، سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد کے پاس مال نہیں تھا، ان کی اہلیہ نے انہیں کہا: تم نے صدقہ کرنے سے میری توجہ ہٹا دی، تو سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر اس (ہم پر خرچ کرنے) میں تمہارے لیے اجر نہ ہو تو پھر مجھے یہ پسند نہیں کہ تم یہ کرو، پس وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور آپ کو پورا واقعہ بیان کیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم ان پر جو خرچ کرتی ہو، اس کا تمہیں اجر ملے گا، پس ان پر خرچ کرو۔''

[۷۲۲/۲۹٤]...... أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ أَبِي زَائِدَةَ......

عَنِ الشَّعْبِيِّ، أَنَّ زَيْنَبَ امْرَأَةَ عَبْدِ اللّٰهِ سَأَلَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّدَقَةِ عَلَى الْأَقَارِبِ، فَقَالَ: الصَّدَقَةُ عَلَى الْأَقَارِبِ تُضَاعَفُ عَلَى غَيْرِ الْأَقَارِبِ مَرَّتَيْنِ. ②

شعبی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کی اہلیہ زینب رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ داروں پر صدقہ کرنے کے متعلق مسئلہ دریافت کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''رشتے داروں پر صدقہ کرنے کا غیر رشتے داروں پر صدقہ کرنے سے دوگنا اجر ملتا ہے۔''

[۷۲۳/۲۹٥]...... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْمُغِيرَةِ......

عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: جَاءَتِ امْرَأَةُ عَبْدِ اللّٰهِ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّ لِي حُلِيًّا، وَإِنَّ فِي حِجْرِي بَنِي أَخٍ أَيْتَامًا أَفَأَجْعَلُ زَكٰوةَ

ابراہیم (نخعی) رحمہ اللہ نے بیان کیا: سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کی اہلیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو عرض کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرے پاس زیور ہے اور میرے یتیم بھتیجے میری پرورش میں ہیں، تو کیا میں اپنے زیورات

---

① سنن كبرى بيهقى: ٤/ ١٧٨ - صحيح ابن حبان، رقم: ٤٢٤٧ - قال شعيب الارناؤط: اسناده صحيح .

② سنن نسائى، كتاب الزكاة، باب الصدقة على الاقارب، رقم: ٢٥٨٢ - طبرانى كبير: ٢٤/ ٢٨٧: ٧٣١ - قال عبدالغفور بلوشى: رجاله ثقات .

حُلِيِّ فِيهِمْ ؟ فَقَالَ: نَعَمْ . ①

کی زکوٰۃ ان پر خرچ کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں۔''

[٧٢٤/٢٩٦]...... أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُهَلْهَلٍ، عَنِ الْمُغِيرَةِ......

عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: جَاءَتِ امْرَأَةُ عَبْدِ اللّٰهِ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: إِنَّ فِي حِجْرِي بَنِي أَخٍ لِي أَوْ بَنِي أَخٍ لِعَبْدِ اللّٰهِ أَفَأَجْعَلُ زَكْوَةَ مَالِي فِيهِمْ ؟ فَقَالَ: نَعَمْ. قَالَ الْمُفَضَّلُ: شَكَّ الْمُغِيرَةُ فِي بَنِي أَخِيهَا أَوْ بَنِي أَخِي عَبْدِ اللّٰهِ . ②

ابراہیم (نخعی) رحمہ اللہ نے بیان کیا: سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کی اہلیہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو عرض کیا: میرے یا عبداللہ (رضی اللہ عنہ) کے بھتیجے میری پرورش میں ہیں، کیا میں اپنے مال کی زکوٰۃ ان پر خرچ کر سکتی ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں۔''

[٧٢٥/٢٩٧]...... أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ مُغِيرَةَ......

عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: جَاءَتِ امْرَأَةُ عَبْدِ اللّٰهِ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: إِنَّهُ مُخِفٌّ ذُو أَكْلٍ لِعَبْدِ اللّٰهِ، أَفَيُجْزِئُنِي أَنْ أَجْعَلَ صَدَقَةَ مَالِي فِيهِمْ ؟ فَقَالَ: نَعَمْ . ③

ابراہیم رحمہ اللہ نے بیان کیا: سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کی اہلیہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں تو عرض کیا: عبداللہ کے (بھتیجے میری پرورش میں ہیں) اگر میں اپنے مال کا صدقہ ان پر خرچ کروں تو وہ مجھ سے کفایت کرے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں۔''

[٧٢٦/٢٩٨]...... أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ عَمْرٍو وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ بْنِ الْمُصْطَلِقِ، عَنِ ابْنِ أَخِي زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِ اللّٰهِ ......

عَنْ زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَتْ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَحَثَّنَا عَلَى الصَّدَقَةِ، فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ، تَصَدَّقْنَ وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ، فَإِنَّكُنَّ مِنْ أَكْثَرِ جَهَنَّمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَتْ: وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ خَفِيفَ ذَاتِ الْيَدَيْنِ، وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کی اہلیہ زینب رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا تو ہمیں صدقہ کی ترغیب دی، فرمایا: ''خواتین کی جماعت صدقہ کرو، خواہ اپنے زیورات میں سے کرو، کیونکہ قیامت کے دن جہنم میں زیادہ تر تعداد تمہاری ہوگی۔'' انہوں نے بیان کیا، سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس مال کم تھا، رسول اللہ ﷺ

---

① بخاری، کتاب الزکاة، باب الزکاة علی الزوج، والایتام فی الحجر، رقم: ١٤٦٦ .

② السابق .

③ انظر ما قبله .

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُلْقِيَتْ عَلَيْهِ الْمَهَابَةُ، فَقُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰهِ: سَلْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّدَقَةِ عَلَى أَزْوَاجِنَا وَيَتَامَى فِي حُجُورِنَا، فَقَالَ: لَا بَلْ سَلِيهِ أَنْتِ، فَانْطَلَقْتُ إِلَى الْبَابِ، فَإِذَا امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ حَاجَتُهَا مِثْلُ حَاجَتِي، فَخَرَجَ عَلَيْنَا بِلَالٌ، فَقُلْنَا لَهُ: سَلْ لَنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُجْزِءُ عَنَّا مِنَ الصَّدَقَةِ عَلَى أَزْوَاجِنَا وَيَتَامَى فِي حُجُورِنَا ؟ فَدَخَلَ بِلَالٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ بِالْبَابِ ؟ فَقَالَ: زَيْنَبُ امْرَأَةُ عَبْدِ اللّٰهِ وَامْرَأَةٌ أُخْرَى تَسْأَلَانِكَ: أَتُجْزِءُ عَنْهُمَا مِنَ الصَّدَقَةِ الصَّدَقَةُ عَلَى أَزْوَاجِهِمَا وَيَتَامَى فِي حُجُورِهِمَا ؟ فَقَالَ: فِيهِمَا أَجْرُ الصَّدَقَةِ وَأَجْرُ الْقَرَابَةِ . ①

بارعب شخصیت تھے، میں نے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمارے ازواج پر اور ہماری پرورش میں یتیم بچوں پر صدقہ کرنے کے متعلق پوچھیں، انہوں نے کہا: نہیں۔ بلکہ تم خود ہی آپؐ سے دریافت کرو، پس میں دروازے کی طرف گئی، میں نے وہاں انصار کی ایک خاتون کو دیکھا، اس کا بھی میرے والا ہی مسئلہ تھا، سیدنا بلال رضی اللہ عنہ ہمارے پاس آئے، تو ہم نے ان سے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمارے لیے مسئلہ دریافت کریں کہ ہماری طرف سے اپنے ازواج اور ہماری پرورش میں یتیم بچوں پر صدقہ کرنا ہم سے کفایت کرے گا؟ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ اندر گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دروازے پر کون ہے؟'' انہوں نے عرض کیا: عبداللہ رضی اللہ عنہ کی اہلیہ زینب رضی اللہ عنہا اور ایک دوسری خاتون، آپ سے مسئلہ دریافت کرتی ہیں: کیا ان کی طرف سے اپنے ازواج اور اپنی پرورش میں یتیم بچوں پر صدقہ کرنا ان سے کفایت کرے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ان دونوں (پر صدقہ کرنے) میں صدقہ کرنے اور قرابت داری کا (دوہرا) اجر ہے۔''

فوائد:...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ زیر کفالت مستحق لوگوں کو زکاۃ دینا جائز ہے۔ لیکن اولاد کو زکاۃ دینا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ اولاد کو کھلانا والدین کی ذمہ داری ہے اور اسی طرح والدین کو اولاد زکاۃ نہیں دے سکتی۔ کیونکہ اولاد کا مال والدین کا ہوتا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے: ((اَنْتَ وَمَالُكَ لِاَبِيْكَ .)) (صحيح ابن ماجه، رقم: ۱۸۵۵، ۱۸۵٦) ...... ''تم اور تمہارا مال دونوں تمہارے والد کی ملکیت ہیں۔''

معلوم ہوا والدین کو زکاۃ دینا یا والدین کا اولاد کو زکاۃ دینا ایسا ہی ہے جیسے اپنے نفس کو زکاۃ دینا ہے۔

---

① بخاری، كتاب الزكاة، باب الزكاة على الزوج الخ، رقم: ١٤٦٦ـ مسلم، كتاب الزكاة، باب فضل النفقة والصدقة الخ، رقم: ١٠٠٠ـ سنن ترمذی، رقم: ٦٢٥ـ سنن نسائی، رقم: ٢٥٨٣ـ مسند احمد: ٦/ ٣٦٣ .

10

كتاب المناسك

اعمال حج اور اس کے احکام و مسائل

[۲۹۹/۶۰]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: خَطَبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ، فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ اللّٰهَ فَرَضَ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ، فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: أَفِي كُلِّ عَامٍ، حَتَّى قَالَ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْرِضُ عَنْهُ، ثُمَّ قَالَ: لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ وَلَوْ وَجَبَتْ لَمَّا قُمْتُمْ بِهِ، ثُمَّ قَالَ: ذَرُونِي مَا تَرَكْتُكُمْ فَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِسُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلَى أَنْبِيَائِهِمْ، فَمَا أَمَرْتُكُمْ مِنْ شَيْءٍ فَأْتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَمَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَاجْتَنِبُوهُ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا، تو فرمایا: ''لوگو! اللہ نے تم پر حج فرض کیا ہے۔'' ایک آدمی کھڑا ہوا تو اس نے عرض کیا: کیا ہر سال؟ حتیٰ کہ اس نے تین بار یہ کہا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے اعراض فرماتے رہے، پھر آپ نے فرمایا: ''اگر میں ہاں کہہ دیتا تو واجب ہو جاتا، اور اگر واجب ہو جاتا تو تم اسے بجا نہ لاتے۔'' پھر فرمایا: ''میں (جن امور میں) تمہیں چھوڑے رکھوں تو تم مجھے چھوڑے رکھو (مجھ سے سوال نہ کرو)، تم سے پہلے جو لوگ تھے وہ اپنے انبیاء علیہم السلام سے (کثرت سے) سوال کرنے اور ان سے اختلاف کرنے ہی کی وجہ سے ہلاک ہوئے، میں کسی چیز کے متعلق تمہیں حکم دوں تو تم اسے مقدور بھر بجا لاؤ، اور میں جس چیز سے تمہیں منع کر دوں تم اس سے اجتناب کرو۔''

---

① مسلم، كتاب الحج، باب فرض الحج مرة فى العمر، رقم: ١٣٣٧ ـ مسند احمد: ٢/ ٥٠٨ ـ صحيح ابن حبان، رقم: ٣٧٠٤.

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ حج زندگی میں ایک مرتبہ صاحب استطاعت پر فرض ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا﴾ (ال عمران: ۹۷)...... ''اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر جو اس کی طرف راہ پا سکتے ہوں اس گھر کا حج فرض کر دیا ہے۔''

کثرت سوال سے نبی معظم ﷺ نے اس لیے منع فرمایا کہ ایسا نہ ہو کہ کسی کے سوال کرنے سے مسلمانوں کے لیے وہ چیزیں حرام ہو جائیں جو سکوت کی وجہ سے جائز تھیں یا پھر مشکل میں پھنس جائیں جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے گائے کے متعلق کثرت سے سوال کرنے کی وجہ سے اپنے آپ کو مصیبت میں مبتلا کر لیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾ (المآئدة: ۱۰۱)...... ''ایسی چیزوں کے متعلق سوال نہ کرو کہ اگر تمہارے لیے ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں بری لگیں۔''

اسی طرح ایسے سوال کرنا جن کا وجود ہی نہیں، محض فرضی صورتیں ہیں یا ابھی تک وجود میں نہیں آئیں، سلف صالحین اسے سخت ناپسند فرماتے تھے۔ مثلاً بعض رائے پرستوں نے سوال پیدا کیا کہ اگر کتے نے بکری سے جفتی کی اور بچہ مشترک پیدا ہوا تو حلال ہے یا حرام؟ پھر خود ہی جواب دیا کہ دیکھنا چاہیے گوشت اور گھاس سامنے رکھ کر، اگر گھاس کھاتا ہے تو حلال ہے گوشت کھاتا ہے تو حرام۔ اگر دونوں کھائے تو اس کو مارا جائے، اگر بھونکنے لگے تو کتے کے حکم میں ہے ورنہ بکری کے اگر دونوں آوازیں کرتا ہو تو ذبح کیا جائے، اگر اوجھری نکلے تو کھایا جائے ورنہ نہیں۔

ان لوگوں کو محض سوال پیدا کرنے اور ان کا جواب گھڑنے سے غرض تھی، یہ نہیں کہ کہیں ایسا ہوا بھی ہے یا ہو سکتا بھی ہے، بتایئے کتے اور بکری کی جفتی سے پیدا ہونے والا جانور کہاں پایا جاتا ہے؟ اور اسی طرح علماء کو پھنسانے اور نیچا دکھانے کے لیے سوال کرنا بھی جائز نہیں ہے۔

[۹۰/۳۰۰]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، قَالَ......

سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ذَرُونِي مَا تَرَكْتُكُمْ فَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِكَثْرَةِ سُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلَى أَنْبِيَائِهِمْ، فَمَا أَمَرْتُكُمْ مِنْ شَيْءٍ فَأْتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ فَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَدَعُوهُ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں جن امور میں تمہیں چھوڑے رکھوں تو تم مجھے چھوڑے رکھو (مجھ سے سوال نہ کرو)، تم سے پہلے لوگ اپنے انبیاء علیہم السلام سے زیادہ سوال کرنے اور ان سے اختلاف کرنے کی وجہ سے ہلاک ہوئے، پس میں کسی چیز کے متعلق تمہیں حکم دوں تو مقدور بھر اس پر عمل کرو اور

---

① مسلم، کتاب الحج، باب فرض الحج مرة فی العمر رقم: ۱۳۳۷۔ سنن ترمذی، رقم: ۲۶۷۹۔ مسند احمد رقم: ۷۳۶۱.

جب کسی چیز کے بارے میں تمہیں منع کروں تو اسے
چھوڑ دو۔‘‘

فوائد:...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کثرت سے سوال کرنے سے بچنا چاہیے، کیونکہ گزشتہ لوگ کثرت سوال اور انبیاء علیہم السلام کے بتائے ہوئے احکامات سے اختلاف کرنے کی وجہ سے ہلاک ہوئے۔ جیسا کہ بنی اسرائیل کو گائے ذبح کرنے کا حکم دیا لیکن انہوں نے بے کار اور لغو سوالات کر کے اپنے آپ کو مشکل میں پھنسا دیا۔ (دیکھئے سورۂ بقرہ آیت نمبر ۶۷۔۷۱) مذکورہ بالا حدیث میں ہے جس چیز کا میں تمہیں حکم دوں تو بقدر استطاعت اس پر عمل کرو۔

اس فرمان مبارک میں ان گنت احکامات کو سمو دیا گیا ہے جن پر انسان بقدر استطاعت عمل پیرا ہو سکتا ہے۔ جیسے فریضہ نماز ہے، اب اس میں قوت نفس کا تعلق یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کھڑا ہو کر نماز ادا نہیں کر سکتا تو بیٹھ کر ادا کر لے، اگر بیٹھ کر بھی نہیں تو لیٹ کر۔

مذکورہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے جس چیز سے روکا گیا ہے اس سے اجتناب لازم ہے۔ البتہ اضطراری حالت مستثنیٰ ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ قَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ﴾ (الانعام: ۱۱۹) ’’اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے محرمات کو تفصیل سے بیان کر دیا مگر جن کی طرف تم لاچار کیے گئے۔‘‘

معلوم ہوا مجبوری اور اضطراری کی حالت میں حرام اشیاء کا بقدر ضرورت استعمال جائز اور حلال ہے۔

حالت اضطراری سے مراد وہ حالت ہے جو انسانی زندگی کو موت کے قریب پہنچا دے یا کم از کم جس میں انتہائی تکلیف کا سامنا کرنا پڑے۔ (مزید دیکھئے حدیث و شرح ۶۰)

[۶۰۳/۳۰۱]...... أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ صَاحِبُ الدَّسْتُوَائِيِّ حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ بُدَيْلِ بْنِ مَيْسَرَةَ الْعُقَيْلِيِّ، عَنْ صَفِيَّةَ ابْنَةِ شَيْبَةَ......

عَنْ أُمِّ وَلَدٍ لِشَيْبَةَ أَنَّهَا أَبْصَرَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ تَسْعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَهُوَ يَقُولُ: لَا يَقْطَعُ الأَبْطَحَ إِلَّا الأَشِدَّاءَ.[1]

شیبہ کی ام ولد رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ صفا و مروہ کے درمیان سعی کر رہی تھیں تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ فرما رہے تھے: ’’ابطح (وادی) کو دوڑ کر ہی عبور کیا جا سکتا ہے۔‘‘

فوائد:...... ابطح سے مراد صفا مروہ کے درمیان کی وادی ہے، جیسا کہ سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفا پر چڑھے، وہاں کے مخصوص اعمال کے بعد مروہ کی طرف جانے کے لیے جب اترے اور آپ

---

① سنن ابن ماجه، كتاب المناسك، باب السعي بين الصفاء والمروة، رقم: ۲۹۸۷۔ قال الشيخ الالباني صحيح: مسند احمد: ٦/ ٤٠٤.

کے دونوں پاؤں وادی کے نشیب میں پڑے تو دوڑے حتی کہ آپ نشیب سے اوپر چڑھ گئے۔ (مسلم، رقم : ۱۲۱۸)

آج کل سعی کی جگہ کو ہموار کر کے پختہ راستہ بنا دیا گیا ہے لیکن رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں جو جگہ ہموار تھی اس کی حد بندی سبز نشانوں سے کر دی گئی ہے اور یہ نشان میلین اخضرین کہلاتے ہیں۔ ان کے درمیان دوڑنا چاہیے باقی جگہ پر عام رفتار سے چلنا چاہیے۔ لیکن اگر کوئی آدمی بیمار ہو یا کمزور ہو، دوڑ نہ سکے، تو عام رفتار سے بھی سعی کر سکتا ہے۔ جیسا کہ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: اگر میں صفا اور مروہ کے درمیان دوڑوں تو (یہ درست ہے کیونکہ) میں نے رسول اللہ ﷺ کو (اس مقام پر) دوڑتے دیکھا ہے اور اگر (عام رفتار سے) چلوں تو (یہ بھی درست ہے کیونکہ) میں نے رسول اللہ ﷺ کو چلتے ہوئے بھی دیکھا ہے اور میں بڑی عمر کا بوڑھا آدمی ہوں (اس لیے دوڑنا مشکل محسوس ہوتا ہے۔) (سنن ابن ماجه، رقم : ۲۹۸۸)

[۱۹۶/۳۰۲]...... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَتَى هَذَا الْبَيْتَ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اس گھر (بیت اللہ) کا حج کیا اور اس نے کوئی فحش کام کیا، نہ کسی گناہ کا ارتکاب کیا تو وہ گناہوں سے پاک ہو کر اس طرح لوٹتا ہے جس طرح وہ اپنی پیدائش کے دن تھا جب اس کی ماں نے اسے جنم دیا۔''

[۱۹۷/۳۰۳]...... أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، وَالْمُلَائِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: مَنْ حَجَّ هَذَا الْبَيْتَ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ خَرَجَ مِنَ الذُّنُوبِ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ. ②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: جس نے اس گھر کا حج کیا اور اس نے کوئی فحش کام کیا، نہ کسی گناہ کا ارتکاب کیا، تو وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جس طرح اپنی پیدائش کے دن پاک تھا۔''

فوائد:...... مذکورہ حدیث سے حج کی فضیلت کا اثبات ہے کہ اس کی وجہ سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں بشرطیکہ فحش کام اور کسی گناہ کا ارتکاب نہ کیا ہو۔

---

① بخاری، کتاب الحج، رقم: ۱۸۱۹۔ مسلم، کتاب الحج، باب فی فضل الحج والعمرة ويوم عرفة، رقم: ۱۳۵۰۔ سنن ترمذی، رقم: ۸۱۱۔ سنن نسائی، رقم: ۲۶۲۷.

② بخاری: ۱۸۱۹۔ مسلم: ۱۳۵۰۔ سنن ترمذی: ۸۱۱۔ نسائی: ۲۶۲۷.

رفث کے حقیقی معنی ہیں، جماع کرنا۔ لیکن یہاں مراد فحش گوئی اور بے ہودگی ہے اور بیوی سے زبان کے ذریعے (زبانی) جنسی خواہش کی آرزو کرنا، جب اپنی بیوی کے ساتھ حج کے سفر کے دوران جنسی خواہش کی باتیں کرنا منع ہے تو اجنبی عورت کی طرف غلط نگاہ سے دیکھنا کس طرح جائز ہوسکتا ہے۔

فسق سے مراد اللہ ذوالجلال کی نافرمانی اور لڑائی جھگڑا ہے۔ ایام حج میں بالخصوص ان سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَ لَا فُسُوْقَ وَ لَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ﴾ (البقرة: ١٩٧)...... ''حج کے مہینے مقرر ہیں، اس لیے جو شخص ان میں حج لازم کرے، وہ اپنی بیوی سے میل ملاپ کرنے، گناہ کرنے اور لڑائی جھگڑے کرنے سے بچتا رہے۔''

مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوا حج کرنے سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ ایک دوسری حدیث میں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک عمرہ دوسرے عمرے تک درمیانی مدت کے گناہوں کا کفارہ ہے اور حج مبرور کی جزا جنت ہے۔'' (بخاری، رقم: ١٧٧٣۔ مسلم، رقم: ١٣٤٩)

[٢٢٥/٣٠٤]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا سَيَّارٌ وَهُوَ أَبُو الْحَكَمِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حَازِمٍ، يُحَدِّثُ ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ حَجَّ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ مِثْلَ يَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے حج کیا اور بے حیائی کا کام کیا نہ گناہ کا کام کیا تو وہ گناہوں سے پاک ہو کر اس طرح لوٹتا ہے جس طرح وہ پیدائش کے دن تھا۔''

[٣٦٣/٣٠٥]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ وَهُوَ ابْنُ سَلَمَةَ، أَخْبَرَنِي عَمَّارٌ وَهُوَ ابْنُ أَبِي عَمَّارٍ، قَالَ......

سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ مِنَ الْمَدِينَةِ قَوْمٌ رَغْبَةً عَنْهَا وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ. ②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کچھ لوگ مدینہ سے بے رغبتی اختیار کرتے ہوئے وہاں سے نکل جائیں گے، جبکہ مدینہ ان کے لیے بہتر ہے کاش کہ وہ جان لیتے۔''

---

① السابق.

② مسلم، كتاب الحج، باب المدينة تنفى شرارها، رقم: ١٣٨١۔ مسند احمد: ٢/ ٤٦٤۔ مسند ابى يعلى، رقم: ٥٨٦٨.

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے مدینہ منورہ میں رہائش اختیار کرنے کی فضیلت کا اثبات ہوتا ہے۔

ایک دوسری حدیث میں ہے، سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا: ''جو شخص مدینہ میں بھوک پیاس اور مشقت پر صبر کر کے رہے گا، میں قیامت کے دن اس کا سفارشی یا گواہ بنوں گا۔''

(مسلم، كتاب الحج، رقم : ۱۳۷۷)

نبی معظم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص مدینہ میں مرنے کی طاقت رکھے تو وہ مدینہ میں ہی فوت ہو، جو مدینہ میں ایمان کی حالت میں فوت ہوا، میں اس کی ضرور سفارش کروں گا۔'' (سنن ترمذی، ابواب المناقب، باب فضل المدینه)

[۵۱۱/۳۰۶]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ وَهُوَ الشَّيْبَانِيُّ أَبُو إِسْحَاقَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ......

عَنِ الْمُحَرَّرِ بْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كُنْتُ فِي الَّذِينَ بَعَثَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَرَاءَةَ مَعَ أَبِي بَكْرٍ إِلَى مَكَّةَ، فَقَالَ لَهُ ابْنُهُ: بِمَا كُنْتُمْ تُنَادُونَ؟ قَالَ: بِأَرْبَعٍ: أَنْ لَا يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا نَفْسٌ مُؤْمِنَةٌ وَلَا يَحُجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا يَطُوفَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ، وَمَنْ كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهْدٌ فَأَجَلُهُ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ، قَالَ: كُنْتُ أُنَادِي بِهِنَّ حَتَّى مَحِلَ صَوْتِي. ①

محرر بن ابی ہریرہ نے اپنے والد سے روایت کیا، انہوں نے کہا: میں ان لوگوں میں سے تھا جنہیں رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ براءت کا اعلان کرنے کے لیے مکہ بھیجا تھا، ان کے بیٹے (محرر) نے انہیں کہا: تم کن چیزوں کا اعلان کیا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: چار چیزوں کا: جنت میں صرف نفس مومن ہی داخل ہوگا، اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہیں کرے گا، بیت اللہ کا عریاں طواف نہیں ہوگا، جس کے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان کوئی عہد ہے تو اس کی مدت چار ماہ ہے۔ انہوں نے بیان کیا: میں ان کا اعلان کیا کرتا تھا حتیٰ کہ میری آواز بیٹھ گئی۔

فوائد: ...... فتح مکہ کے بعد ۹ ہجری میں رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امیر حج بنا کر بھیجا اور ان کے پیچھے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ وہ سورۂ براءت پڑھ کر سنا دیں اور اس کے مضامین کا عام اعلان کر دیں۔ سورۂ توبہ کی ابھی تک ابتدائی دس آیات نازل ہوئی تھیں۔ جن میں ہے:

﴿بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ o فَسِيْحُوْا فِي الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ

① بخاری، كتاب الصلاة، باب ما يستر من العورة، رقم: ۳۶۹۔ مسلم، كتاب الحج، باب لا يحج البيت مشرك، الخ، رقم: ۱۳۴۷.

وَّ اعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ وَ اَنَّ اللّٰهَ مُخْزِي الْكٰفِرِيْنَ﴾ (التوبة: ١-٢)

''اللہ اور اس کے رسول کی جانب سے بیزاری کا اعلان ہے، ان مشرکوں کے بارے میں جن سے تم نے عہد و پیمان کیا تھا۔ پس (اے مشرکو!) تم ملک میں چار مہینے تک چلو، پھرو اور جان لو! کہ تم اللہ کو عاجز کرنے والے نہیں ہو اور یہ (بھی یاد رہے) کہ اللہ کافروں کو رسوا کرنے والا ہے۔''

(۱)......معلوم ہوا جنت میں ایمان کے بغیر داخلہ نہیں ہو سکتا۔

(۲)......مشرک کے لیے حج کرنا منع ہے۔ ارشاد ربانی ہے: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا﴾ (التوبة: ٢٨)......''اے ایمان والو! بے شک مشرک ناپاک ہیں، وہ اس سال کے بعد مسجد حرام کے پاس بھی نہ پھٹکنے پائیں۔''

یہ ممانعت صرف مسجد حرام کے لیے ہے۔ یا دیگر مساجد کے لیے بھی ہے؟ ''تفسیر ابن کثیر'' میں ہے کہ سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے اس سے استدلال کرتے ہوئے اپنے دور حکومت میں یہود و نصاریٰ کو بھی مسلمانوں کی مسجدوں میں داخلے سے ممانعت کا حکم جاری فرمایا تھا۔ لیکن نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ کو مسجد نبوی کے ستون سے باندھے رکھا تھا، تو اس سلسلہ میں علماء کا کہنا ہے کہ مسجد حرام کے علاوہ باقی مسجدوں میں مشرک داخل ہو سکتے ہیں۔

(۳)...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا ستر پوشی طواف میں ضروری ہے، ننگے طواف کرنا جائز نہیں ہے۔

(۴)...... یہ اعلان براءت ان مشرکین کے لیے تھا جن سے غیر مؤقت معاہدہ تھا یا چار مہینے سے کم تھا یا جن سے چار مہینے سے زیادہ ایک خاص مدت تک تھا۔ لیکن ان کی طرف سے عہد کی پاسداری کا اہتمام نہیں تھا، ان سب کو چار مہینے مکہ میں رہنے کی اجازت دے دی گئی اس کا مطلب یہ تھا کہ اس مدت کے اندر اگر وہ اسلام قبول کر لیں تو انہیں یہاں رہنے کی اجازت ہوگی بصورت دیگر ان کے لیے ضروری ہوگا کہ وہ چار مہینے کے بعد جزیرہ عرب سے نکل جائیں۔

[٦٠٤/٣٠٧]...... أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ. ①

راوی نے بیان کیا: وکیع رحمہ اللہ نے اس اسناد سے اسی سابق حدیث کی مثل ہمیں بیان کیا۔

[٦٠٥/٣٠٨]...... أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُؤَمَّلِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ السَّهْمِيِّ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ......

عَنْ حَبِيبَةَ بِنْتِ أَبِي تَجْرَاةَ، وَكَانَتْ وَلَدَتْ فِي عَبْدِ الدَّارِ قَالَتْ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْعَى بَيْنَ الصَّفَا

حبیبہ بنت ابی تجراہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صفا و مروہ کے درمیان سعی کرتے ہوئے دیکھا، آپ فرما رہے تھے: ''اللہ نے تم پر سعی کرنا فرض

① انظر ما قبله.

وَالْمَرْوَةِ وَهُوَ يَقُوْلُ: إِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ عَلَيْكُمُ السَّعْيَ فَاسْعَوْا، وَإِنَّ ثَوْبَهُ وَإِزَارَهُ لَيَدُوْرُ عَلَى سَاقِهِ مِنْ شِدَّةِ السَّعْيِ حَتَّى لَأَرَى رُكْبَتَيْهِ. ①

کر دیا ہے، پس تم سعی کرو۔" تیز دوڑنے کی وجہ سے آپ کا کپڑا اور ازار آپ کی پنڈلی پر گھوم رہا تھا حتیٰ کہ میں آپ کے گھٹنے دیکھ رہی تھی۔

[٦١٦/٣٠٩]...... اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَيُّوْبَ الضَّبِّيُّ، عَنْ اَبِيْ حَمْزَةَ السَّكَرِيِّ، عَنْ جَابِرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ......

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ حَجًّا وَلَا عُمْرَةً غَيْرَ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ: لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ. قَالَ مُجَاهِدٌ: وَقَالَ فِيْهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيْكَ لَكَ. ②

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حج اور عمرہ کے موقع پر صرف یہی کلمات فرماتے ہوئے سنا: "حاضر ہوں، اے اللہ! میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں، ساری تعریفیں اور نعمتیں تیری ہی ہیں۔" مجاہد رحمہ اللہ نے بیان کیا، اس میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اور بادشاہی بھی، تیرا کوئی شریک نہیں۔"

فوائد: ...... حج اور عمرہ میں تلبیہ کہنا سنت ہے، اگر کوئی اس کو ترک کر دے تو بہت بڑے ثواب سے محروم ہوگا۔ امام شافعی اور احمد رحمہما اللہ کے نزدیک تلبیہ کہنا سنت ہے۔ مالکیہ کے نزدیک واجب ہے اور اسے چھوڑنے والے پر ایک جانور ذبح کرنا لازم ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: تلبیہ احرام کی شرائط میں سے ہے اس کے بغیر احرام صحیح نہیں ہوتا۔ (كتاب الام: ٢/ ٢٣٠۔ بداية المجتهد: ١/ ٢٦٨۔ نيل الاوطار: ٣/ ٣٣٠)

راجح موقف امام شافعی اور احمد رحمہما اللہ کا ہی ہے۔ اس کے بغیر حج ہو جاتا ہے۔ اور تلبیہ کے مختلف الفاظ ثابت ہیں۔

[٦٢٣/٣١٠]...... اَخْبَرَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ، نَا عُمَرُ بْنُ سُوَيْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ بِنْتَ طَلْحَةَ تَقُوْلُ......

اَخْبَرَتْنِيْ عَائِشَةُ اُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَتْ: كُنَّ يَخْرُجْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِنَّ الضَّمَادُ بِالْمِسْكِ الْمَطِيْبِ

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: وہ (حج کے لیے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روانہ ہوا کرتی تھیں، ان پر احرام باندھنے سے پہلے خوشبودار کستوری کی لیپ ہوتی تھی، پھر

① حلية الاولياء: ٩/ ١٥٩۔ معجم طبراني كبير: ٢٤/ ٢٢٦: ٥٧٣۔ اسناده ضعيف، فيه عبدالله بن مومل ضعيف۔ انظر: تهذيب: ٦/ ٤٢۔ تقريب: ٣٦٤٨.

② بخاري، كتاب الحج، باب التلبيه، رقم: ١٥٤٩۔ مسلم، كتاب الحج، باب التلبية وصفتها ووقتها، رقم: ١١٨٤۔ سنن ابوداود، رقم: ١٨١٢۔ سنن ترمذي، رقم: ٨٢٥۔ سنن نسائي، رقم: ٢٧٥٠۔ سنن ابن ماجه، رقم: ٢٩١٨۔ مسند احمد: ٢/ ٣.

قَبْلَ اَنْ يَّحْرُمْنَ، ثُمَّ يُعْرِقْنَ، فَيَرٰى ذٰلِكَ فِي (جِبَاهِهِنَّ)، فَيَرَاهُنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا يَنْهَاهُنَّ. ①

انہیں پسینہ آتا، اس کا اثر ان کے چہروں پر نظر آیا کرتا تھا، پس رسول اللہ ﷺ انہیں دیکھتے اور آپ انہیں منع نہیں کیا کرتے تھے۔

فوائد:...... احرام باندھنے کے بعد کسی قسم کی خوشبو لگانا جائز نہیں ہے۔ لیکن اگر خوشبو احرام باندھنے سے پہلے لگائی ہو اور اس کا اثر احرام باندھنے کے بعد بھی ہو تو جائز ہے۔ جیسا کہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: گویا میں رسول اللہ ﷺ کی مانگ میں خوشبو دیکھ رہی ہوں جب کہ آپ کو احرام باندھے تین دن ہو چکے ہیں۔
(سنن ابن ماجه، ابواب المناسك، رقم: ٢٩٢٨)

احرام سے قبل خوشبو لگانا سنت ہے۔ جیسا کہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کو احرام باندھنے سے قبل اچھی طرح خوشبو لگاتی تھی۔ پھر آپ ﷺ احرام باندھتے۔ (مسلم، كتاب الحج، باب استحباب الطيب قبل الاحرام)

[٧١٠/٣١١]...... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ......

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَمْرِو بْنِ الأَحْوَصِ، عَنْ أُمِّهِ، قَالَتْ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ يَوْمَ النَّحْرِ وَهُوَ يَقُولُ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ، لَا يَقْتُلُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا، وَارْمُوا الْجَمْرَةَ بِمِثْلِ حَصَا الْخَذَفِ، ثُمَّ رَمَى الْجَمْرَةَ وَلَمْ يَقِفْ عِنْدَهَا فَانْطَلَقَ. زَادَ فِيهِ غَيْرُ جَرِيرٍ عَنْ يَزِيدَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ: وَرَجُلٌ يَسْتُرُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ النَّاسِ، فَسَأَلْتُ عَنْهُ فَقِيلَ لِي: هُوَ الْفَضْلُ بْنُ الْعَبَّاسِ وَيَقُولُ: لَا تَزْدَحِمُوا أَيُّهَا النَّاسُ، وَقَالَ فِيهِ: ثُمَّ اسْتَبْطَنَ الْوَادِي ثُمَّ رَمَى. ②

سلیمان بن عمرو بن الاحوص نے اپنی والدہ سے بیان کیا، انہوں نے کہا: میں نے قربانی کے دن (دس ذوالحجہ) رسول اللہ ﷺ کو جمرہ عقبہ کے پاس دیکھا، آپ فرما رہے تھے: ''لوگو! ایک دوسرے کو قتل نہ کرو، انگلی پر رکھ کر پھینکی جانے والی کنکری کے مثل کنکری سے جمرہ کی رمی کرو۔'' پھر آپ نے جمرہ کی رمی کی اور اس کے پاس وقوف نہ کیا اور تشریف لے گئے۔ جریر کے علاوہ دیگر نے یزید سے اس اسناد سے روایت کیا، ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کو لوگوں سے چھپا رہا تھا، میں نے اس کے متعلق پوچھا، تو مجھے بتایا گیا، وہ فضل بن عباس رضی اللہ عنہما تھے، اور وہ کہہ رہے تھے: لوگو! اژدہام نہ کرو، اور اس میں بیان کیا: پھر آپ وادی میں تشریف لائے اور پھر رمی کی۔

---

① سنن ابوداود، كتاب المناسك، باب ما يلبس المحرم، رقم: ١٨٣٠۔ قال الشيخ الالبانی: صحيح۔ مسند احمد: ٦/ ٧٩.

② مسلم، كتاب الحج، باب حجة النبی ﷺ، رقم: ١٢١٨۔ سنن ابوداود، رقم: ١٩٠٥، ١٩٦٦، ١٩٦٨۔ سنن ابن ماجه، رقم: ٣٠٢٨، ٣٠٧٤۔ سنن ترمذی، رقم: ٨٨٦، ٨٩٧۔ مسند احمد: ٣/ ٥٠٣.

[۷۱۱/۳۱۲]...... أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ......

عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ جَرِيرٍ. ①

یزید بن ابی زیاد نے اسی اسناد سے حدیث جریر کے مثل روایت کیا۔

فوائد:...... دس ذوالحجہ قربانی کے دن منی پہنچ کر سب سے پہلے کنکریاں مارنی چاہئیں، پھر قربانی کرنی چاہیے، پھر حجامت بنوانی چاہیے اور اس کے بعد مکہ مکرمہ جا کر طواف افاضہ کرنا چاہیے۔ افضل تو یہ ہے کہ ترتیب کا خیال رکھا جائے لیکن اگر ترتیب نہ بھی ہو تو کوئی حرج نہیں ہے، جمرہ عقبہ پر رمی کرنا واجب ہے۔ اگر کسی صورت میں رمی نہ کی جا سکے تو ایک جانور قربانی کرنا واجب ہوگا اور جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارنے کا افضل وقت طلوع آفتاب کے بعد چاشت کا ہے۔ جیسا کہ سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''طلوع آفتاب سے پہلے کنکریاں مت مارو۔'' (صحیح ابوداود، رقم : ۱۷۱۰۔ سنن ابن ماجه، رقم : ۳۰۲۵)

اور کنکریاں مارتے وقت تک تلبیہ بھی کہتے رہنا چاہیے، کنکریاں مارتے وقت اللہ اکبر کہنا مسنون ہے۔ جیسا کہ سیّدنا فضل بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: میں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارنے تک تلبیہ کہتے رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمرہ عقبہ کو سات کنکریاں ماریں اور ہر کنکری مارتے وقت اللہ اکبر کہا۔

(سنن نسائی، کتاب المناسك، باب التكبير، اسناده صحيح)

ساتوں کنکریاں الگ الگ مارنی چاہئیں، کنکریاں بالکل چھوٹی ہونی چاہئیں۔ کیونکہ خذف کا معنی انگلیوں (کے پوروں) سے کنکر پھینکنا (جو کہ تقریباً لوبے کے دانے کے برابر ہو) ہے۔ (المنجد، ص: ۱۹۷)

بڑی کنکریاں پھینکنا یا جوتوں کے ساتھ مارنا درست نہیں ہے۔

[۷۱۴/۳۱۳]...... أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أُمِّ الْحُصَيْنِ......

عَنْ أُمِّ الْحُصَيْنِ قَالَتْ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَةَ فَذَكَرَ مِثْلَهُ. ②

سیدہ ام الحصین رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میدان عرفات میں ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا، پس انہوں نے اسی مثل ذکر کیا۔

[۷۱۵/۳۱۴]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ......

عَنْ يَحْيَى بْنِ أُمِّ الْحُصَيْنِ قَالَ: سَمِعْتُ جَدَّتِي تَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى

سیدہ ام الحصین رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا آپ نے (حج وعمرہ کے

① انظر ما قبله. ② تقدم تخريجه: ۷۱۲.

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا لِلْمُحَلِّقِينَ ثَلَاثًا كُلُّ ذَلِكَ يُقَالُ لَهُ وَالْمُقَصِّرِينَ، فَقَالَ عِنْدَ الثَّالِثَةِ: وَالْمُقَصِّرِينَ ①

موقع پر) سر منڈوانے والوں کے لیے تین بار دعا فرمائی، ہر بار آپ سے عرض کیا گیا: اور بال کترانے والے، (ان کے لیے بھی دعا فرمائیں) تو تیسری بار فرمایا: ''بال کترانے والوں کے لیے بھی۔''

[۷۱٦/۳۱۵]...... أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ......

عَنْ يَحْيَى بْنِ أُمِّ الْحُصَيْنِ، عَنْ جَدَّتِهِ قَالَتْ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بِمِثْلِهِ. ②

سیدہ ام الحصین رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی مثل فرماتے ہوئے سنا۔

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ حج یا عمرہ کے موقع پر سر کے بال منڈوانا زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر منڈوانے والوں کے حق میں دوبار دعا فرمائی اور کتروانے والوں کے لیے اس کے بعد دعا فرمائی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے موقع پر سر کے بال منڈوائے تھے جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر اپنا سر منڈایا تھا۔ (بخاری، کتاب الحج، رقم: ۱۷۲٦)

[۷۳۵/۳۱٦]...... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أنا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ......

عَنْ أُمِّ مَعْقِلٍ قَالَتْ: أَرَدْتُ الْعُمْرَةَ فِي رَمَضَانَ، وَكَانَ زَوْجُهَا قَدْ جَعَلَ نَاقَةً فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَعْطِهَا، فَإِنَّ عُمْرَةً فِي رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً. ③

سیدہ ام معقل رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: میں نے رمضان میں عمرہ کرنے کا ارادہ کیا، جبکہ ان کے شوہر نے اونٹنی کو اللہ کی راہ میں دے دیا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اسے دے دو، کیونکہ رمضان میں عمرہ کرنا (اجر وثواب کے لحاظ سے) حج کے برابر ہے۔''

① بخاری، کتاب الحج، باب الحلق والتقصیر عند الاحلال، رقم: ۱۷۲۷۔ مسلم، کتاب الحج، باب تفضیل الحلق الخ، رقم: ۱۳۰۱۔ سنن ابوداود، رقم: ۱۹۷۹۔ سنن ترمذی، رقم: ۹۱۳۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۳۰٤٤۔ مسند احمد: ٦/ ٤٠٢۔ سنن کبری بیهقی: ٥/ ١٣٤.

② أنظر ما قبله.

③ سنن ابوداود، کتاب المناسك، رقم: ۱۹۸۸۔ ۱۹۹۰۔ قال الالباني حسن صحيح، سنن ترمذی، رقم: ۹۳۹۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۲۹۹۱۔ ۲۹۹۵۔ مسند احمد: ٤/ ٢١٠۔ ٦/ ٣٧٥۔ مستدرك حاكم: ١/ ٤٨٢.

[۷۳٦/۳۱۷]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْمُهَاجِرِ......

عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، عَنِ امْرَأَةٍ مِنْ أَشْجَعَ، أَنَّهَا أَرَادَتْ أَنْ تَعْتَمِرَ فِي رَمَضَانَ، وَكَانَ زَوْجُهَا جَعَلَ بَعِيرًا لَهُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَعْطِهَا، فَإِنَّ عُمْرَةً فِي رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً. ①

ابوبکر بن عبدالرحمن بن حارث بن ہشام نے اشجع قبیلے کی ایک خاتون (ام معقل) (رضی اللہ عنہا) سے روایت کیا کہ اس نے رمضان میں عمرہ کرنے کا ارادہ کیا، جبکہ ان کے شوہر کا ایک اونٹ تھا، انہوں نے اسے اللہ کی راہ میں دے دیا تھا، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو آپؐ نے فرمایا: ''(وہ اونٹ) اسے دے دو، کیونکہ رمضان میں عمرہ کرنا حج کرنے کے برابر ہے۔''

فوائد: ...... مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا رمضان المبارک میں عمرہ کرنا حج کے برابر ہے، مطلب یہ کہ اس کو ثواب اللہ ذوالجلال حج جتنا عطا کریں گے۔ نہ کہ یہ مطلب ہے کہ حج کا فریضہ ساقط ہوجائے گا، بلکہ جس پر حج فرض ہوجائے تو اس کو حج ادا کرنا ہے۔

صحیح بخاری میں ہے کہ ام سنان رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: تم نے ہمارے ساتھ حج کیوں نہیں کیا؟ تو اس نے سواری کے نہ ہونے کا عذر پیش کیا، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((فَإِنَّ عُمْرَةً فِيْ رَمَضَانَ تَقْضِيْ حَجَّةً اَوْ حَجَّةً مَعِيَ.)) (بخاری، کتاب العمره، رقم: ۱۸٦۳) ...... ''رمضان میں عمرہ کرنا میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔''

[۷٤۸/۳۱۸]...... اَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ طَاؤُوْسٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ يَوْمَ الْفَتْحِ۔ فَتْحِ مَكَّةَ: لَا هِجْرَةَ، وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَّنِيَّةٌ، وَاِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوْا. وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفَتْحِ۔ فَتْحِ مَكَّةَ: اِنَّ هٰذَا الْبَلَدَ حَرَّمَهُ اللّٰهُ، يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ نے فتح مکہ کے دن فرمایا: ''(آج کے دن کے بعد مکہ سے) ہجرت نہیں، لیکن جہاد (کے لیے ہجرت) اور نیت باقی ہے اور جب تم سے (جہاد کے لیے) نکلنے کے لیے کہا جائے تو نکلو۔'' اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن فرمایا: ''یہ جو شہر ہے اللہ نے اسے اس روز ہی سے حرام قرار دے دیا جس روز اس نے آسمان اور زمین کو

① السابق.

الْقِيَامَةِ، وَلَمْ يَحِلَّ الْقِتَالُ فِيْهِ لِاَحَدٍ قَبْلِيْ، وَلَمْ يَحْلِلْ لِيْ اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَهَارٍ، فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، لَا يُخْتَلٰى خَلَاهَا، وَلَا يُعْضَدُ شَوْكُهَا، وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا، وَلَا يُلْتَقِطُ اِلَّا مَنْ عَرَّفَهَا، فَقَالَ الْعَبَّاسُ: اِلَّا الْاِذْخِرْ، اِنَّهٗ لِقَيْنِهِمْ وَبُيُوْتِهِمْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِلَّا الْاِذْخِرَ. ①

تخلیق فرمایا تھا، تو وہ اللہ کی حرمت سے قیامت کے دن تک حرام ہے، اس میں قتال کرنا مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال نہیں کیا گیا اور وہ میرے لیے بھی دن کا کچھ حصہ حلال کیا گیا، پس وہ اللہ کی حرمت سے قیامت کے دن تک حرام ہے، اس کا گھاس کاٹا جائے، نہ اس کا کانٹا کاٹا جائے اور اس کا شکار بھگایا جائے گا، نہ وہاں کی گری پڑی چیز اٹھائی جائے گی سوائے اس کے جو اس کا اعلان کرے۔'' سیدنا عباس رضی اللہ عنہما نے عرض کیا: سوائے اذخر (گھاس کی ایک قسم) کے، کیونکہ وہ ان کے لوہاروں اور ان کے گھروں (کی چھتوں) کے (استعمال کے) لیے ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''سوائے اذخر کے (اسے کاٹنا جائز ہے)۔''

فوائد: ...... (۱) مذکورہ حدیث کا مطلب یہ ہے اب مکہ فتح ہو چکا ہے، اب مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ یا کسی اور شہر میں جانا ضروری نہیں، کیونکہ ہجرت تو اس ملک سے یا شہر سے کی جاتی ہے جو دارالکفر ہو، جبکہ مکہ مکرمہ تو دارالاسلام بن چکا ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مذکورہ حدیث کا معنی ہے: "لَا هِجْرَةَ مِنْ مَّكَّةَ لِاَنَّهَا صَارَتْ دَارُالْاِسْلَامِ." ...... ''مکہ فتح ہو جانے کے بعد مکہ سے ہجرت کی ضرورت باقی نہیں رہی کیونکہ وہ دارالسلام بن گیا ہے۔'' (رياض الصالحين، رقم الحديث: ۳)

لیکن کوئی بھی دارالکفر ہو اس سے ہجرت کر کے دارالاسلام کی جانب جانا، یہ حکم قیامت تک جاری ہے۔ اور ہجرت کا ثواب بھی ملے گا۔ ان شاء اللہ

جیسا کہ سیّدنا عبداللہ بن سعدی رضی اللہ عنہ سے کہ روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہجرت منقطع نہیں ہوگی جب تک دشمن سے جنگ جاری رہے گی۔'' (سنن نسائی، رقم: ۴۱۷۳۔ سنن کبریٰ بیهقی: ۹/ ۱۷ اسناده صحيح)

(۲)......معلوم ہوا کہ مکہ شہر حرمت والا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ بھی ہے: ﴿وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ٥ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ٥ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ٥﴾ (التين: ۱-۳) ......''انجیر کی قسم، زیتون کی قسم، طور سینین کی قسم اور اس امن

---

① بخاری، كتاب الجهاد، باب لا هجرة بعد الفتح، رقم: ۳۰۷۷، ۱۸۳۴۔ مسلم، كتاب الحج، باب تحريم مكة وصيدها الخ، رقم: ۱۳۵۳۔ سنن ابوداود، رقم: ۲۴۸۰۔ سنن ترمذی، رقم: ۱۵۹۰۔ سنن نسائی، رقم: ۴۱۷۰۔ مسند احمد: ۱/ ۲۲۶.

والے شہر کی قسم۔''

جس طرح مکہ معظّمہ حرمت والا ہے، اسی طرح مدینہ منورہ بھی حرمت والا ہے، جیسا کہ سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے اللہ ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم قرار دیا، میں مدینہ کو حرم قرار دیتا ہوں۔''

(۳)......معلوم ہوا اذخر گھاس کے علاوہ گھاس کاٹنا بھی جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ ایک قسم کی خاص گھاس ہے جس کو گھروں کی چھتوں اور قبروں کو بند کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ اور کانٹے کاٹنا بھی حرام ہے۔

(۴)......معلوم ہوا جانور کا شکار کرنا بھی مکہ مکرمہ میں جائز نہیں ہے۔

(۵)......معلوم ہوا مکہ مکرمہ میں گری پڑی چیز کو اٹھانا جائز نہیں، صرف وہ اٹھا سکتا ہے جو اعلان وتشہیر کا ارادہ رکھتا ہے اور اس کا استعمال اٹھانے والے کے لیے جائز نہیں ہے، خواہ کتنا ہی عرصہ کیوں نہ گزر جائے۔ آج کل مکہ مکرمہ میں جگہ بنائی ہوئی ہے جہاں گری ہوئی چیزیں جمع کروا دی جاتی ہیں۔ اگر کوئی گری پڑی چیز ملے تو وہاں جمع کروا دینی چاہیے۔

[۷٤۹/۳۱۹]...... اَخْبَرَنَا یَحْیَی بْنُ آدَمَ، نَا الْمُفَضِّلُ بْنُ مَهَلْهَلٍ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ طَاؤُوْسٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِثْلَهٗ سَوَاءً. قَالَ: لَا یَلْتَقِطُ لُقْطَتَهَا اِلَّا مَنْ عَرَّفَهَا. ①

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی مثل روایت کیا، فرمایا: ''اس کی گری پڑی چیز نہیں اٹھائی جائے گی سوائے اس کے جو اس کا اعلان کرے۔''

[۸٤٥/۳۲۰]...... اَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ، نَا ابْنُ جُرَیْجٍ، اَخْبَرَنِیْ عَمْرُو بْنُ دِیْنَارٍ، عَنْ عِکْرَمَةِ، وَعَنْ اَبِیْ مَعْبَدٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، اَنَّ رَجُلًا جَاءَ اِلَی الْمَدِیْنَةِ، فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (رَجُلٌ) بِامْرَأَةٍ اِلَّا وَمَعَهَا ذُوْ مَحْرَمٍ. ②

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی مدینہ آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: ''کوئی آدمی کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ بیٹھے الا یہ کہ اس کے ساتھ اس کا محرم رشتے دار ہو۔''

فوائد:......معلوم ہوا کہ غیر محرم عورت کے پاس تنہائی میں اس کے محرم کے بغیر بیٹھنا جائز نہیں ہے۔

① انظر ماقبله.

② طبرانی کبیر: ۱۲/ ۱۲۱، رقم: ۱۲٦٥۲۔ مصنف عبدالرزاق، رقم: ۱۰۷٥۰۔ حدیث صحیح.

[۷۵٦/۳۲۱]...... اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ سُلَيْمَانَ الْاَحْوَلِ، عَنْ طَاوُوْسٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ النَّاسُ يَنْصَرِفُوْنَ فِيْ كُلِّ وَجْهٍ، فَاَمَرَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّكُوْنَ اٰخِرُ عَهْدِهِمْ بِالْبَيْتِ. ①

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، لوگ (حج کے اعمال سے فارغ ہوکر منیٰ سے) ہر طرف سے (اپنے اپنے وطن وعلاقے کو) واپس چلے جاتے تھے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم فرمایا: ''کہ ان کا آخری وقت بیت اللہ کے پاس (طواف میں) گزرے۔''

فوائد:...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا طواف وداع کرنا ضروری ہے اور کوشش کرنی چاہیے کہ جب مکہ معظّمہ سے نکلنے لگے وطن واپسی آنے کے لیے یا مدینہ منورہ جانے کے لیے تو اس وقت اور اس کے بعد سفر شروع کردیں۔ جمہور کے نزدیک طواف وداع کرنا واجب ہے، اگر طواف وداع نہ کرے گا تو دم واجب ہوگا۔

[۷۵۷/۳۲۲]...... اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ......

وَقَالَ ابْنُ طَاوُوْسٍ، عَنْ اَبِيْهِ قَالَ: اُمِرُوْا اَنْ يَّكُوْنَ آخِرُ عَهْدِهِمْ بِالْبَيْتِ، اِلَّا الْمَرْاَةَ الْحَائِضَ، فَاِنَّهٗ قَدْ رُخِّصَ لَهَا، اَوْ قَالَ: خُفِّفَ عَنْهَا. ②

طاؤس رحمہ اللہ نے بیان کیا، انہیں حکم دیا گیا کہ ان کا آخری وقت بیت اللہ کے پاس (طواف کرتے ہوئے) گزرے، مگر یہ کہ حائضہ عورت ہو، کیونکہ اس کو اجازت دی گئی ہے یا اسے رعایت دی گئی ہے۔

فوائد:...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا حائضہ عورت کے لیے رخصت ہے کہ طوافِ وداع کیے بغیر جاسکتی ہے۔

[۷۵۸/۳۲۳]...... اَخْبَرَنَا وَكِيْعٌ، نَا مِسْعَرٌ، عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ......

عَنْ طَاوُوْسٍ قَالَ: مَا رَاَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يُخَالِفُهٗ اَحَدٌ فَتَرَكَهٗ حَتّٰى يُقَرِّرَهٗ، فَخَالَفَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ فِي الْمَرْاَةِ تَحِيْضُ بَعْدَ مَا تَطُوْفُ يَوْمَ النَّحْرِ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: تَنْفِرُ،

طاؤس رحمہ اللہ نے بیان کیا: میں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کو نہیں دیکھا کہ کوئی ان کی مخالفت کرتا ہو اور انہوں نے اسے چھوڑ دیا ہو حتیٰ کہ وہ اس سے اقرار کراتے، پس سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے اس عورت کے مسئلے میں اختلاف

---

① مسلم، کتاب الحج، باب وجوب طواف الوداع وسقوطه عن الحائض، رقم: ۱۳۲۷۔ سنن ابوداود، کتاب المناسك، باب فی الوداع، رقم: ۲۰۰۲۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۳۰۷۰۔ مسند احمد: ۱/ ۲۲۲.

② بخاری، کتاب الحج، باب طواف الوداع، رقم: ۱۷۵۵۔ مسلم، کتاب الحج، باب وجوب طواف الوداع الخ، رقم: ۱۳۲۸۔ سنن ترمذی، رقم: ۹٤٤.

فَارْسَلُوْا اِلٰی اِمْرَاَۃٍ کَانَ اَصَابَهَا ذٰلِكَ، یَعْنِی عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَوَافَقَتِ ابْنَ عَبَّاسٍ. ①

کیا ہے جسے قربانی والے دن (دس ذوالحجہ) کے طواف کے بعد حیض آ جائے، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وہ کوچ کر جائے گی، پس انہوں نے اس عورت کے پاس پیغام بھیجا جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں یہ صورت درپیش آئی تھی، تو اس خاتون نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے موقف سے موافقت کی۔

فوائد: ...... طواف زیارت کرنا ضروری ہے یہ دس ذوالحجہ کو کیا جاتا ہے۔ اگر یہ دس کو نہ کیا جائے کسی مجبوری کی وجہ سے تو ۱۱، ۱۲، ۱۳ ذوالحجہ تک کسی بھی دن کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اگر بالکل نہ کیا جائے تو حج نہیں ہوگا۔ کیونکہ یہ حج کا رکن ہے اور اس کا کفارہ دم یا فدیہ نہیں ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: علماء کا اجماع ہے کہ یہ طواف حج کا رکن ہے اور اس کے بغیر حج مکمل نہیں ہوتا۔

(شرح مسلم للنووی: ٤/ ٤٥١)

لیکن اگر عورت نے طواف زیارت کر لیا، اس کے بعد حیض آیا تو طواف وداع کرنا ضروری نہیں ہے اور وہ اپنے وطن کی طرف واپس لوٹ سکتی ہے۔

[٧٦٢/٣٢٤]...... اَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ، نَا مَعْمَرٌ، عَنْ اَبِی طَاوُوْسٍ، عَنْ اَبِیْهِ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: اُمِرَ النَّاسُ اَنْ یَّكُوْنَ آخِرُ عَهْدِهِمْ بِالْبَیْتِ اِلَّا اَنَّهٗ خَفَّفَ عَنِ الْمَرْاَۃِ الْحَائِضِ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: نَقُوْلُ تَطُوْفُ بِالْبَیْتِ، حَتّٰی یَكُوْنَ آخِرُ عَهْدِهِمْ بِالْبَیْتِ. ②

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: لوگوں کو حکم دیا گیا کہ ان کا آخری وقت بیت اللہ کے پاس (طواف وداع میں) گزرے، البتہ یہ کہ حائضہ عورت سے تخفیف برتی گئی ہے، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، ہم کہتے ہیں: وہ بیت اللہ کا طواف کرے گی (کیونکہ حدیث ہے) ''حتیٰ کہ ان کا آخری وقت بیت اللہ کے پاس گزرے۔''

[٧٦٣/٣٢٥]...... اَخْبَرَنَا ابْنُ طَاوُوْسٍ، وَقَالَ اَبِیْ: اِخْتَلَفَ ابْنُ عَبَّاسٍ، وَزَیْدُ بْنُ ثَابِتٍ فِی الْمَرْاَۃِ تَصْدُرُ قَبْلَ اَنْ تَطُوْفَ

طاؤس رحمہ اللہ نے بیان کیا: سیدنا ابن عباس اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم کے درمیان حائضہ عورت کے طواف وداع کیے بغیر کوچ کر جانے کے بارے میں اختلاف ہوگیا، سیدنا

① مصنف ابن أبی شیبة: ٣/ ١٧٤۔ اسناده صحیح.

② بخاری، کتاب الحج، باب طواف الوداع، رقم: ١٧٥٥۔ سنن دارمی، رقم: ١٩٣٣۔ مسند احمد: ١/ ٣٧٠.

بِالْبَيْتِ، وَهِيَ حَائِضٌ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: تَنْفِرُ، وَقَالَ زَيْدٌ: لَا تَخْرِيجُ حَتّٰى تَطُوْفَ بِالْبَيْتِ، فَدَخَلَ زَيْدٌ عَلٰى عَائِشَةَ، فَسَأَلَهَا فَقَالَتْ: تَنْفِرُ، فَخَرَجَ زَيْدٌ وَهُوَ يَتَبَسَّمُ، وَيَقُوْلُ: مَا الْاَمْرُ اِلَّا عَلٰى مَا قَدْ قُلْتَ. ①

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وہ کوچ کر جائے گی، سیدنا زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ کوچ نہیں کرے گی حتیٰ کہ وہ بیت اللہ کا طواف کرے۔ پس سیدنا زید رضی اللہ عنہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور ان سے مسئلہ دریافت کیا، تو انہوں نے فرمایا: وہ کوچ کر جائے گی، سیدنا زید رضی اللہ عنہ مسکراتے ہوئے باہر تشریف لائے اور فرما رہے تھے، مسئلہ ویسے ہی ہے جیسے آپ (سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما) نے کہا تھا (کہ کوچ کر جائے گی)۔

فوائد :...... معلوم ہوا کہ طواف وداع کے بغیر حیض والی عورتیں کوچ کر سکتی ہیں۔ مزید یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم دلیل مل جانے کے بعد خوشی سے آپس کا اختلاف ختم کر دیا کرتے تھے۔

[۷٦٤/۳۲٦]...... اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ حُجَيْرٍ، عَنْ طَاوُوْسٍ اَوْ غَيْرِهٖ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: اَلْحَجَرُ مِنَ الْبَيْتِ، لِاَنَّ اللّٰهَ قَالَ: ﴿وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ﴾ (الحج: ۲۷) فَطَافَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ وَّرَاءِ الْحَجَرِ. ②

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: حطیم، بیت اللہ کا حصہ ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''بیت عتیق کا طواف کرو۔'' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حطیم کے باہر سے طواف کیا۔

فوائد :...... حطیم بیت اللہ شریف کا حصہ ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک ۳۵ سال تھی، نبوت سے پانچ سال قبل قریش مکہ نے بیت اللہ شریف کو نئے سرے سے تعمیر کیا اور حطیم والا حصہ (پانچ گز) تعمیر نہ کر سکے، اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کے پاس خرچ ختم ہوگیا تھا۔ جب مکہ فتح ہوا اس کے بعد کی بات ہے کہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: ''اگر تمہاری قوم نے نیا نیا کفر نہ چھوڑا ہوتا تو میں ابراہیمی بنیادوں پر کعبہ کی تعمیر کر دیتا کیونکہ قریش نے کعبہ چھوٹا کر دیا، میں اس میں ایک دروازہ پیچھے سے بھی بناتا۔''

(مسلم، كتاب الحج، رقم : ۱۳۳۳)

---

① مسلم، کتاب الحج، باب وجوب طواف الوداع الخ، رقم: ۱۳۲۸۔ مسند احمد: ۱/ ۳٤۸۔ سنن كبرى بيهقى: ٥/ ۱٥۳۔ مسند الشافعی، رقم: ٦۲٥.

② بخاری رقم:۳۸٤۸، مسلم، کتاب الحج، باب جدر الكعبة وبابها، رقم: ۱۳۳۳۔ مستدرك حاكم: ۱/ ٤٦۰۔ سنن كبرى بيهقى: ٦/ ۹۰.

جب سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا زمانہ آیا تو انہوں نے کہا: اب تو ہمارے پاس خرچ بھی ہے اور ہمیں کسی کا خوف بھی نہیں، پھر ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے حطیم کی جانب پانچ ہاتھ دیواریں زیادہ کیں، کھدائی سے ابراہیمی بنیادیں نظر آئیں اور لوگوں نے یہ بنیادیں خوب دیکھیں۔ پھر انہی بنیادوں پر کعبہ بنایا، دو دروازے رکھے۔

(مسلم، كتاب الحج، رقم : ۱۳۳۳)

سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی شہادت کے بعد حجاج بن یوسف نے عبدالملک بن مروان کو خط لکھا کہ ابن زبیر نے ابراہیمی بنیادوں پر بیت اللہ بنایا اور ان بنیادوں کو مکہ کے معتبر لوگ دیکھ چکے ہیں۔ عبدالملک نے جواب دیا کہ ہمیں ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے اضافے کی ضرورت نہیں۔ حطیم کی طرف جتنا اضافہ ہے اسے ختم کر کے پہلی حالت پر کعبہ بنا دو اور دروازہ بھی بند کردو۔ (مسلم، كتاب الحج، رقم : ۱۳۳۳)

انہوں نے گرا کر قریش مکہ کی طرح بنا دیا۔ حطیم کو چھوڑ دیا، تاریخ کی کتابوں میں ہے کہ خلیفہ ہارون الرشید نے اپنے زمانہ میں گرانے کی خواہش کی تو امام مالک رحمہ اللہ نے منع کر دیا، فرمایا: ہر آنے والا بادشاہ اسی طرح ہی کرتا رہے گا۔ اب جو بیت اللہ ہے یہ قریش مکہ کی بنیادوں پر ہے جس نے طواف کرنا ہے وہ حطیم کو چھوڑ کر کرے گا۔

[۷٦٥/۳۲۷]...... اَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ، عَنْ لَيْثِ بْنِ اَبِيْ سُلَيْمٍ، عَنْ طَاوُوْسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعَنْ نَافِعٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: خَمْسٌ هُنَّ فَوَاسِقٌ، يُقْتَلْنَ فِي الْحَرَمِ، وَيَقْتُلُهُنَّ الرَّجُلُ وَهُوَ مُحْرِمٌ: اَلْفَارَةُ وَالْعَقْرَبُ، وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ، وَالْحِدَأْةُ، وَالْغُرَابُ. ①

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پانچ جانور ہیں وہ فاسق ہیں، انہیں حرم میں بھی قتل کیا جا سکتا ہے، اور محرم شخص بھی انہیں قتل کر سکتا ہے: چوہا، بچھو، کاٹنے والا کتا، چیل اور کوا۔''

فوائد:...... حدود حرم میں یا محرم آدمی شکار نہیں کر سکتا اس پر پابندی ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَ اَنْتُمْ حُرُمٌ﴾ (المائدة : ۹۵) شریعت نے حدود حرم میں قتل وغارت سے بھی بڑی سختی سے منع کیا ہے۔

مذکورہ بالا جانوروں کو ہر جگہ قتل کرنا جائز ہے، کیونکہ یہ نقصان پہنچانے والے جانور ہیں، اس لیے ان کو فواسق کہا

① بخاری، کتاب بدء الخلق، باب خمس من الدواب فواسق یقتلن فی الحرم، رقم: ۳۳۱٤۔ مسلم، کتاب الحج، باب ما یندب للمحرم وغیره الخ، رقم: ۱۲۰۰۔ سنن ابوداود، رقم: ۱۸٤٦، ۱۸٤۷۔ سنن ترمذی، رقم: ۸۳۷۔ سنن نسائی، رقم: ۲۸۲۸۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۳۰۸٦، ۳۰۸۸.

گیا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ان جانوروں کو قتل کرنا ثواب ہے، کیونکہ شریعت کے ہر حکم پر عمل کرنے سے ثواب ملتا ہے اور یہ جانور مخصوص نہیں، بلکہ بچھو اور اس پر قیاس کرتے ہوئے جتنے موذی جانور ہیں، بھڑ، بعض احادیث میں سانپ کا بھی تذکرہ ہے۔

اَلْکَلْبُ الْعَقُوْرُ:...... ہر کاٹنے اور چیر پھاڑ کرنے والے درندے کو کہتے ہیں جیسے شیر، چیتا، بھیڑیا، ریچھ وغیرہ۔

[۷٦٦/۳۲۸]...... اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِیْلُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ، عَنْ لَیْثٍ، عَنْ طَاوُوْسٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَبّٰی حَتّٰی رَمَی الْجَمْرَةَ، یَوْمَ النَّحْرِ. ①

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قربانی کے دن جمرہ کی رمی تک تلبیہ پکارتے رہے۔

[۷٦۷/۳۲۹]...... اَخْبَرَنَا جَرِیْرٌ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ طَاوُوْسٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَرِیْرٌ: وَعَنْ عَطَاءٍ لَمْ یَرْفَعْهُ قَالَ: اَلطَّوَافُ بِالْبَیْتِ مِثْلَ الصَّلَاةِ، اِلَّا اَنَّکُمْ تَتَکَلَّمُوْنَ فِیْهِ، فَلَا یَتَکَلَّمَنَّ اَحَدُکُمْ اِلَّا بِخَیْرٍ. ②

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بیت اللہ کا طواف نماز ہی کی طرح ہے، الا یہ کہ تم اس میں بات چیت کر سکتے ہو، پس تم صرف خیر و بھلائی کی بات کرو۔''

فوائد:...... مذکورہ حدیث میں ہے بیت اللہ کا طواف نماز کی طرح ہے، مثلاً: جس طرح نماز کے لیے وضو کرنا شرط ہے تو طواف کے لیے بھی شرط ہے جیسا کہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا پھر بیت اللہ کا طواف کیا۔ (بخاری، رقم: ۱٦٤۱، ۱٦٤۲)

امام احمد، امام مالک، امام شافعی رحمہم اللہ کا یہی موقف ہے۔ (دیکھئے: المغنی: ۵/۲۲۳)

دوران نماز گفتگو کرنا حرام ہے۔ لیکن شریعت نے طواف کرنے والوں کو گفتگو کرنے کی رخصت دی۔ لہٰذا اگر بات کریں تو اچھی کرنی چاہیے وہ بھی بوقت ضرورت نہ کہ زیادہ گفتگو جیسا کہ سنن نسائی میں ہے: ((اَلطَّوَافُ بِالْبَیْتِ صَلَاةٌ فَاَقِلُّوْا مِنَ الْکَلَامِ .)) ...... بیت اللہ کا طواف نماز کی طرح ہے، لہٰذا دورانِ طواف کم سے کم بات کرو۔''

① مسند أحمد: ۳/ ۳۱۱۔ قال الارناؤط: اسناد صحیح۔ بخاری، رقم: ۱٦۷۰ مسلم، رقم: ۱۲۸۱ .

② سنن ترمذی، ابواب الحج، باب ماجاء فی الکلام فی الطواف، رقم: ۹٦۰۔ سنن نسائی، کتاب مناسك الحج، باب اباحة الکلام فی الطواف، رقم: ۲۹۲۲۔ قال الشیخ الالبانی: صحیح۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۳۸۳٦۔ صحیح ابن خزیمه: ۲۷۳۹۔ مستدرك حاکم: ۱/ ٦۳۰ .

[۷۶۸/۳۳۰]...... اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ، اَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، اَخْبَرَنِیْ اَبُو الزُّبَيْرِ، اَنَّهٗ سَمِعَ طَاؤُوْسًا وَعِكْرَمَةَ مَوْلَى ابْنَ عَبَّاسٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، اَنَّ ضُبَاعَةَ بِنْتَ الزُّبَيْرِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ اَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: اِنِّیْ امْرَأَةٌ ثَقِيْلَةٌ، وَاِنِّی اُرِيْدُ الْحَجَّ، فَمَا تَأْمُرُنِیْ؟ فَقَالَ: اَهِلِّی بِالْحَجِّ، وَاشْتَرِطِیْ اَنَّ مَحِلِّیْ حَيْثُ تَحْبِسُنِیْ قَالَ: فَاَدْرَكَتْ. ①

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ضباعہ بنت زبیر بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں آئیں، تو عرض کیا: میں بھاری جسم کی عورت ہوں، اور میں حج کا ارادہ رکھتی ہوں، آپ مجھے کیا حکم فرماتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”حج کا احرام باندھ لو، اور شرط لگا لو، میں وہیں احرام کھول دوں گی جہاں تو مجھے روک لے گا۔“

[۹۰۷/۳۳۱]...... اَخْبَرَنَا اَبُوْ عَامِرِ الْعَقَدِیِّ، نَا رِبَاحٌ۔ وَهُوَ ابْنُ اَبِیْ مَعْرُوْفِ الْمَكِّیِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِیْ رِبَاحٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ، اَمَرَ ضُبَاعَةَ اَنْ حَجِّی، وَاشْتَرِطِیْ اَنَّ مَحِلِّیْ حَيْثُ تَحْبِسُنِیْ. ②

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ضباعہ رضی اللہ عنہا کو اجازت دی کہ وہ حج کریں اور یہ شرط لگا لیں کہ (اے اللہ!) تو مجھے جہاں روک لے گا، میں وہیں احرام کھول لوں گی۔

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا اگر کوئی آدمی بیمار ہو اور بیماری بڑھنے کا خدشہ ہو یا راستے میں رکاوٹ پیش آ جانے کا خدشہ ہو تو وہ مشروط احرام باندھ سکتا ہے۔ اور اس کا یہ فائدہ ہوگا کہ اگر احرام کھولنا پڑ گیا تو اس پر کوئی فدیہ لازم نہیں ہوگا۔ لیکن اگر شرط نہیں لگائی اور کسی وجہ سے احرام کھول دیا تو اس پر لازم ہے کہ قربانی کا جانور خرید کر کسی دوسرے کے ہاتھ مکہ روانہ کرے اور جب قربانی کے ذبح ہونے کا وقت ہو جائے تو احرام کھول دے۔ اگر قربانی بھیجنا ممکن نہ ہو تو رکاوٹ کی جگہ پر ہی قربانی ذبح کر دے اور حجامت بنوا کر احرام کھول دے۔

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور امام مالک رحمہ اللہ کا یہی فتویٰ ہے کہ رکاوٹ والی جگہ پر ہی قربانی ذبح کی جا سکتی ہے۔ دلیل یہ ہے کہ نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حدیبیہ کے موقع پر روک دیے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

---

① بخاری، کتاب النکاح، باب الاکفاء فی الدین، رقم: ۵۰۸۹۔ مسلم، کتاب الحج، باب جواز اشتراط المحرم التحلل الخ، رقم: ۱۲۰۷۔ سنن ابوداود، رقم: ۱۷۷۶۔ سنن ترمذی، رقم: ۹۴۱۔ سنن نسائی، رقم: ۲۷۷۶۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۲۹۳۸.

② السابق.

وہیں قربانی ذبح کی اور احرام کھول دیا۔ (دیکھئے تفصیل کے لیے بخاری قبل الحدیث: ۱۸۱۳)
سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ موقف ہے کہ اگر قربانی کی طاقت نہ ہو تو ۱۰ روزے رکھ لیں۔

(بخاری، کتاب العمرة، رقم : ۱۸۱۰)

[۷۶۹/۳۳۲]...... اَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ طَاوُوْسٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: وَقَّتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ذَا الْحُلَيْفَةَ، وَلِاَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ، وَلِاَهْلِ نَجْدٍ قَرْنًا، وَلِاَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ، وَقَالَ: مَنْ كَانَ اَهْلُهٗ دُوْنَ الْمِيْقَاتِ، فَمِنْ حَيْثُ يَبْتَدِئُ. قَالَ طَاوُوْسٌ: وَذَاتُ عِرْقٍ، فَوْقَ قَرْنٍ اِلٰى مَكَّةَ، وَجَعَلَ عِرْقًا مَكَانَ قَرْنٍ. ①

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ والوں کے لیے ذوالحلیفہ، شام والوں کے لیے جحفہ، نجد والوں کے لیے قرن اور یمن والوں کے لیے یلملم کو میقات مقرر فرمایا اور فرمایا: ”اور جو میقات کے اندر رہنے والا ہو تو وہ جہاں سے چاہے شروع کر لے (یعنی جس جگہ سے چاہے احرام باندھ لے)۔“

[۷۷۰/۳۳۳]...... اَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ، عَنْ طَاوُوْسٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: وَقَّتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ذَاتَ الْحُلَيْفَةِ، وَلِاَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ، وَلِاَهْلِ الْيَمَنِ يَلْمَلَمَ اَوِ الْمَلَمَ، وَقَالَ: هٰذِهِ الْمَوَاقِيْتُ لِاَهْلِهِنَّ، فَمَنْ كَانَ اَهْلُهٗ دُوْنَ الْمِيْقَاتِ فَمِنْ حَيْثُ يَخْرُجُ، وَقَالَ: هٰذِهِ (لِاَهْلِهِنَّ) وَمَنْ اَتٰى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِ اَهْلِهِنَّ، حَتّٰى يَأْتِيَ ذٰلِكَ عَلٰى اَهْلِ مَكَّةَ. ②

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ والوں کے لیے ذوالحلیفہ، شام والوں کے لیے جحفہ، یمن والوں کے لیے یلملم یا الملم کو میقات مقرر فرمایا، اور فرمایا: یہ ان مقامات کے رہنے والوں کے لیے میقات ہیں، اور جس کے گھر والے ان میقات کے اندر رہنے والے ہوں تو وہ جہاں سے چاہے روانہ ہو (اور وہاں سے احرام باندھ لے)۔“ اور فرمایا: ”یہ (میقات) وہاں کے رہنے والوں کے لیے ہیں اور ان کے لیے بھی جو وہاں کے رہنے والے تو نہیں لیکن وہ وہاں سے گزرتے ہیں، حتیٰ کہ وہ مکہ والوں کے ہاں پہنچ جائے۔“

---

① بخاری، کتاب الحج، باب مهل اهل الشام، رقم: ۱۵۲٦۔ مسلم، کتاب الحج، باب مواقيت الحج والعمرة، رقم: ۱۱۸۱۔ سنن ابوداود، رقم: ۱۷۳۷۔ سنن ترمذی، رقم: ۸۳۱۔ سنن نسائی، رقم: ۲٦۵۱۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۲۹۱٤۔ مسند احمد: ۱/ ۲۳۸۷. ② السابق.

[٧٧١/٣٣٤]...... اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو......

عَنْ طَاؤُوْسٍ قَالَ: وَقَّتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ مِثْلَهُ، وَقَالَ: مَنْ كَانَ اَهْلُهُ دُوْنَ الْمِيْقَاتِ، فَمِنْ حَيْثُ بَدَا. ①

طاؤس رحمہ اللہ نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میقات مقرر فرمایا، اور راوی نے اسی مثل ذکر کیا، اور فرمایا: ''اور جس شہر کے رہنے والے میقات کے اندر رہتے ہوں تو وہ جہاں سے چاہیں احرام باندھ لیں۔''

فوائد: ......میقات کی دو اقسام ہیں: (۱)......میقات زمانی۔ (۲)......میقاتِ مکانی

(۱) **میقات زمانی:**...... وہ وقت جس کے اندر حج کا احرام باندھا جاسکتا ہے وہ شوال، ذی القعدہ، کے مہینے اور ذی الحجہ کے ابتدائی دس دن ہیں۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ﴾ (البقرة: ١٩٧) ...... ''حج کے مہینے مقرر ہیں۔''

(۲) **میقات مکانی:**...... یعنی وہ مقامات جہاں سے حج یا عمرہ کا احرام باندھا جاتا ہے اور ان میقات سے باہر آنے والے بغیر احرام باندھے آگے نہیں گزر سکتے، میقاتِ مکانی یہ ہیں:

(۱) **ذوالحلیفہ:**...... اس کا نیا نام آبارِعلی ہے۔ یہ میقات مدینہ منورہ اور اس کے قرب و جوار والوں کا ہے، یہ مکہ معظّمہ سے تقریباً ۴۵۰ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔

(۲) **جحفہ:**...... یہ بستی شام، مصر اور ترکی کی جانب سے آنے والوں کے لیے میقات ہے اب یہ ویران ہوچکی ہے۔ اسی لیے آج کل اس کے ایک قریبی مقام رابغ سے احرام باندھا جاتا ہے اور یہ مقام مکہ سے شمال کی جانب ۱۸۷ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔

(۳) **قرن المنازل:**...... نجد اور عرفات کی جانب سے آنے والوں کا میقات ہے۔ یہ ایک پہاڑ کا نام ہے جس کے دامن میں ایک بستی تھی جو اب موجود نہیں، آج کل اس کے قریب السیل نامی جگہ ہے جو مکہ مکرمہ سے تقریباً ۹۴ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔

(۴) **یلملم:**...... یہ یمن والوں کے احرام باندھنے کا مقام ہے، یلملم ایک پہاڑ کا نام ہے جو تقریباً مکہ سے ۹۲ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔

(۵) معلوم ہوا جو شخص حج یا عمرہ کرنا چاہتا ہو وہ ان میقاتوں سے احرام باندھے گا لیکن جو ان میقاتوں کے اندر مقیم ہیں وہ اپنی اپنی رہائش گاہوں سے احرام باندھیں گے۔

[٧٧٢/٣٣٥]...... اَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ عَطَاءٍ وَطَاؤُوْسٍ......

---

① السابق.

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: اِنَّمَا رَمَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَيْتِ، وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ لِيَرَاهُ الْمُشْرِكُوْنَ، لِاَنَّ الْمُشْرِكِيْنَ تَحَدَّثُوْا اَنَّ بِمُحَمَّدٍ وَبِاَصْحَابِهِ جُهْدًا، فَرَمَلَ لِيُرِيَهُمْ ذٰلِكَ. ①

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ کا طواف کرتے وقت اور صفا ومروہ کی سعی کرتے وقت رمل فرمایا، (آپ تیز تیز چلے) تاکہ مشرک آپ کو دیکھ سکیں، کیونکہ مشرکوں نے کہا تھا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آپ کے ساتھی کمزور ہوگئے ہیں (اور انہیں مدینہ منورہ کی آب وہوا نے کمزور کر دیا ہے) پس آپ نے رمل فرمایا، تاکہ آپ انہیں اپنی قوت دکھا سکیں۔

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا صفا ومروہ کے درمیان دوڑنا چاہیے۔ اگرچہ اس وقت مشرکین مکہ کو دکھلانے کے لیے تھا، اب وہ صورت تو موجود نہیں، لیکن پھر بھی سنت پر عمل کرتے ہوئے اس عمل کو ترک نہیں کرنا چاہیے۔ لیکن اگر کوئی بڑھاپے یا بیماری کی وجہ سے نہ دوڑ سکے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ جیسا کہ سیّدنا کثیر بن جمہان سلمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو صفا مروہ کے درمیان عام چال چلتے دیکھا تو کہا: آپ صفا اور مروہ کے درمیان عام چال (کیوں) چل رہے ہیں؟ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اگر میں دوڑوں تو (بھی درست ہے کیونکہ) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوڑتے دیکھا ہے اور اگر عام چال چلوں تو (بھی درست ہے کہ) میں نے نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم کو عام چال چلتے بھی دیکھا ہے اور میں بوڑھا آدمی ہوں (اس لیے عام چال چل رہا ہوں۔) (صحیح ابن خزیمہ، رقم: ۲۷۷)

[۷۹۶/۳۳۶]...... اَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ وَعَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَا: نَا ابْنُ جُرَيْجٍ، اَخْبَرَنِيْ سُلَيْمَانُ الْاَحْوَلُ اَنَّهٗ سَمِعَ طَاوُوْسًا يُخْبِرُ ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ وَهُوَ يَطُوْفُ بِالْكَعْبَةِ بِاِنْسَانٍ يَقُوْدُ اِنْسَانًا بِخَزَامَةٍ فِي اَنْفِهٖ، فَقَطَعَهٗ بِيَدِهٖ، ثُمَّ اَمَرَهٗ اَنْ يَّاْخُذَ بِيَدِهٖ. ②

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کا طواف کرتے ہوئے ایک انسان کے پاس سے گزرے جس کی ناک میں ایک کڑا تھا اور ایک آدمی اس کی راہنمائی کر رہا تھا (اسے طواف کرا رہا تھا) تو آپ نے

---

① بخاری، کتاب الحج، باب ماجاء فی السعی بین الصفاء والمروۃ، رقم: ۱۶۴۹۔ مسلم، کتاب الحج، باب استحباب الرمل فی الطواف الخ، رقم: ۱۲۶۶۔ سنن ترمذی، رقم: ۸۶۳۔ سنن نسائی، رقم: ۲۹۷۹۔ مسند احمد: ۱/ ۲۲۱.

② بخاری، کتاب الحج، باب اذا رای سَیْراً أَوْشَیْأً یکرہ فی الطواف قطعه، رقم: ۱۶۲۱۔ سنن ابوداود، رقم: ۳۳۰۲۔ سنن نسائی، رقم: ۲۹۲۰.

اپنے دست مبارک سے اسے کاٹ دیا، پھر اسے حکم فرمایا:
''وہ اسے اس کے ہاتھ سے پکڑے۔''

فوائد: ...... دوسری روایت میں ہے کہ اس نے نذر مانی تھی۔ معلوم ہوا کہ ایسی نذر جو انسانی شرف کے خلاف ہو اس کو پورا کرنا جائز نہیں ہے۔ اور خواہ مخواہ اپنے آپ کو مصیبت میں مبتلا نہیں کرنا چاہیے۔ یہ بھی معلوم ہوا دوران طواف ضرورت کے تحت گفتگو کرنا جائز ہے۔

[۸۰۵/۳۳۷]...... اَخْبَرَنَا الْمَخْزُوْمِیُّ، نَا وُهَیْبٌ، نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ طَاؤُوْسٍ، عَنْ اَبِیْهِ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَکَحَ مَیْمُوْنَةَ، وَهُوَ حَرَامٌ. ①

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا جبکہ آپ حالت احرام میں تھے۔

[۸۰۵/۳۳۸]...... اَخْبَرَنَا الْمَخْزُوْمِیُّ، نَا وُهَیْبٌ، نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ طَاؤُوْسٍ، عَنْ اَبِیْهِ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَکَحَ مَیْمُوْنَةَ، وَهُوَ حَرَامٌ اِحْتَجَمَ وَاسْتَعَطَ. ②

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا جبکہ آپ محرم تھے۔ (آپؐ نے (حالتِ احرام میں) پچھنے لگوائے اور ناک میں دوا ڈالی)

[۸۷۷/۳۳۹]...... اَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِیْرٍ، حَدَّثَنِیْ اَبِیْ قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْحَاقَ یُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِیْ نُجَیْحٍ وَاَبَانَ بْنِ صَالِحٍ، اَنَّ مُجَاهِدًا حَدَّثَهُمْ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَهَا وَهُوَ حَرَامٌ، یَعْنِی مَیْمُوْنَةَ، وَکَانَ ابْنُ عُمَرَ، وَسَعِیْدُ بْنُ الْمُسَیَّبِ یُنْکِرَانِ ذٰلِكَ. ③

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان یعنی میمونہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی جبکہ آپؐ حالت احرام میں تھے، ابن عمر رضی اللہ عنہما اور سعید بن میسّب رحمہ اللہ اس کا انکار کرتے تھے۔

[۹۵۰/۳۴۰]...... اَخْبَرَنَا الثَّقَفِیُّ، نَا اَیُّوْبُ، عَنْ عِکْرَمَةَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَ مَیْمُوْنَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ،

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی جبکہ آپ حالت احرام

---

① بخاری، ابواب الاحصار، باب تزویج المحرم، رقم: ۱۸۳۷۔ مسلم، کتاب النکاح، باب تحریم نکاح المحرم الخ۔ سنن ابوداود، رقم: ۱۸٤٤۔ سنن ترمذی، رقم: ۸٤۲۔ سنن نسائی، رقم: ۳۲۷۲۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۱۹٦٥۔ مسند احمد: ۱/ ۲۲۱.

② السابق. ③ السابق.

وَبَنٰی بِهَا بِسَرَفٍ ، وَهُوَ حَلَالٌ . ①

میں تھے، اور آپ نے مقام سرف پر ان سے تعلق قائم کیا جبکہ آپ حالت احرام میں نہیں تھے۔

فوائد: ...... ایک دوسری حدیث میں ہے، سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((لَا يَنْكِحُ الْمُحْرِمُ وَلَا يُنْكَحْ)) (مسلم، کتاب النکاح، رقم : ۱٤۰۹۔ سنن ابوداود، رقم : ۱۸٤۱) ......''محرم اپنا نکاح کرے نہ کسی دوسرے کا۔''

سیّدنا سعید بن مسیّب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کو وہم ہوگیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت احرام میں سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی۔ (صحیح ابوداود، رقم : ۱٦۲۸)

کیونکہ جب نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح ہوا، اس وقت سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما چھوٹے تھے اور پھر سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا خود فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے مقام سرف میں نکاح کیا تھا اور ہم دونوں حلال تھے۔

(مسلم، رقم : ۱٤۱۱۔ سنن ابوداود، رقم : ۱۸٤۳)

لہٰذا حالت احرام میں شادی کرنا یا کروانا ممنوع ہے جائز نہیں ہے۔ جبکہ پچھنے لگوانا جائز ہے۔

[۸۱۱/۳٤۱]...... اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ ، اَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ ، اَخْبَرَنِی الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ......

عَنْ طَاوُوْسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَدِمَ زَيْدُ بْنُ اَرْقَمَ، فَقَالَ لَهٗ ابْنُ عَبَّاسٍ ، وَهُوَ يُذَاكِرُهٗ: كَيْفَ اَخْبَرْتَنِیْ اِنَّ لَحْمًا اُهْدِیَ لِلنَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَامًا؟ فَقَالَ لَهٗ: نَعَمْ ، اَهْدٰی لَهٗ رَجُلٌ عُضْو لَحْمِ صَيْدٍ ، فَرَدَّهٗ وَقَالَ: اِنَّا لَا نَاْكُلُهٗ ، اِنَّا حُرُمٌ . ②

طاؤس رحمہ اللہ نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا، زید بن ارقم رضی اللہ عنہ آئے تو سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان سے کہا، جبکہ وہ انہیں یاد کرا رہے تھے: آپ نے مجھے کس طرح بتایا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حالت احرام میں تھے تو آپ کی خدمت میں گوشت کا ہدیہ بھیجا گیا؟ تو انہوں نے انہیں کہا: ہاں، شکار کے گوشت کا ایک حصہ، تو آپ نے اسے واپس کر دیا اور فرمایا: ''ہم اسے نہیں کھائیں گے، کیونکہ ہم حالت احرام میں ہیں۔''

[۸۱۲/۳٤۲]...... اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِیِّ، عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، اَنَّ الصَّعْبَ بْنَ جَثَّامَةَ

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ صعب بن

---

① السابق .

② مسلم، کتاب الحج، باب تحریم الصید للمحرم، رقم: ۱۱۹٤۔ سنن ابوداود، کتاب المناسك، باب لحم الصید للمحرم، رقم: ۱۸۵۰۔ سنن نسائی، رقم: ۲۸۲۱۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۳۰۹۱ .

اَهْدٰی لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَحْمَ حِمَارٍ وَحْشِیٍّ، وَهُوَ مُحْرِمٌ فَرَدَّهٗ، فَلَمَّا رَاٰی الْكِرَاهِيَةَ فِيْ وَجْهِهٖ قَالَ: ((لَیْسَ بِنَا رَدٌّ عَلَیْكَ، وَلٰكِنَّا حُرُمٌ.))①

جثّامہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جنگلی گدھے کا گوشت تحفے کے طور پر پیش کیا، جبکہ آپ حالت احرام میں تھے، تو آپ نے اسے واپس کر دیا، جب آپ نے اس کے چہرے پر افسوس/ ناگواری کے آثار دیکھے تو فرمایا: ''ہم تم کو یہ ہدیہ واپس نہ کرتے لیکن ہم حالت احرام میں ہیں۔''

فوائد: ...... حالت احرام میں شکار کرنا یا محرم کا کسی کو شکار کے لیے اشارہ کرنا جائز نہیں ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَ اَنْتُمْ حُرُمٌ﴾ (المائدة: ۹۵) ......''اے ایمان والو! شکار کو قتل مت کرو جبکہ تم حالت احرام میں ہو۔''

دوسری آیت میں ہے: ﴿حُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا﴾ (المائدة: ۹۶) ......''حالتِ احرام میں خشکی کا شکار پکڑنا تمہارے لیے حرام کیا گیا ہے۔''

مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ محرم کے لیے کوئی غیر محرم بھی شکار کرلے تو اس کے لیے کھانا جائز نہیں ہے۔ صحیح بخاری میں ہے، سیّدنا ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے ان کے جنگلی گدھے کو شکار کرنے کے قصے میں جبکہ وہ محرم نہیں تھے، مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے فرمایا اور وہ محرم تھے۔ ''کیا تم میں سے کسی نے اس کا حکم دیا ہے یا اس کی طرف کسی چیز کے ساتھ اشارہ کیا ہے؟'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پھر تم اس کا گوشت کھالو۔'' (بخاری، کتاب الحج، رقم: ۱۸۲٤)

پہلی روایت میں ہے محرم شکار کرنے والا گوشت نہیں کھا سکتا۔ دوسری میں ہے، کھا سکتا ہے۔ علماء نے ان احادیث میں تطبیق یوں دی ہے کہ محرم شکار کا گوشت صرف اس صورت میں کھا سکتا ہے، جب شکار کرنے والا محرم نہ ہو اور اس نے خاص محرم کے لیے شکار بھی نہ کیا ہو اور نہ ہی محرم نے اس شکار پر کوئی تعاون کیا ہو۔ مذکورہ بالا حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کوئی تحفہ دے تو قبول کرنا چاہیے۔ اگر کسی عذر کی وجہ سے نہ قبول کریں تو عذر بتا دینا چاہیے۔

[۸۱٤/۳٤۳]...... اَخْبَرَنَا الْمَخْزُوْمِیُّ، نَا وُهَیْبٌ، نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ طَاوُوْسٍ، عَنْ اَبِیْهِ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قِیْلَ لَهٗ فِی الذَّبْحِ، وَالْحَلَقِ،

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ سے (حج کے موقع پر) قربانی کرنے، بال

① بخاری، کتاب الهبة، باب قبول هدية الصيد۔ مسلم، کتاب الحج، باب تحريم الصيد للمحرم، رقم: ۱۱۹۳۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۳۰۹۰۔ مسند احمد: ٤/ ۳۷.

وَالرَّمْيِ فِي التَّقْدِيْمِ وَالتَّاخِيْرِ، فَقَالَ: لَاحَرَجَ. ①

منڈوانے اور رمی جمار میں تقدیم وتاخیر کے متعلق پوچھا گیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی حرج نہیں۔''

[۹۵۲/۳٤٤]...... اَخْبَرَنَا الثَّقَفِيُّ، نَا خَالِدٌ، عَنْ عِكْرِمَةَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ سَائِلًا سَأَلَهُ فَقَالَ: حَلَقْتُ قَبْلَ اَنْ اَذْبَحَ، قَالَ: اذْبَحْ وَلَا حَرَجَ، فَقَالَ: طُفْتُ قَبْلَ اَنْ اَرْمِيَ، فَقَالَ: اِرْمِ وَلَا حَرَجَ. ②

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا کہ کسی سوال کرنے والے نے آپ ﷺ سے سوال کیا تو اس نے کہا: میں نے قربانی کا جانور ذبح کرنے سے پہلے سر کے بال مونڈھ لیے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ذبح کرلو، کوئی حرج نہیں۔'' اس نے کہا: میں نے رمی کرنے سے پہلے طواف کرلیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''(اب) رمی کرلو کوئی حرج نہیں۔''

فوائد:...... ۱۰ ذوالحجہ کو جمرہ عقبہ پر رمی، قربانی، حجامت اور طواف زیارت ان کو ترتیب سے کرنا افضل ہے۔ جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے، سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (مزدلفہ سے منی آنے کے بعد پہلے) جمرہ عقبہ کو کنکریاں ماریں، پھر اونٹوں کی طرف تشریف لائے اور انہیں ذبح کیا، (پاس ہی) حجام بیٹھا تھا۔ آپ ﷺ نے اسے ہاتھ کے اشارے سے سر مونڈنے کا حکم دیا۔ اس نے سر کا دایاں حصہ مونڈ دیا۔ آپ ﷺ نے بال نزدیک بیٹھے ہوئے لوگوں میں تقسیم کردیے، پھر آپ ﷺ نے حجام کو سر کا بایاں حصہ مونڈنے کا حکم دیا۔ پھر پوچھا: ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کہاں ہے؟ (وہ حاضر ہوئے تو) آپ ﷺ نے وہ بال ان کو عنایت فرما دیئے۔

(مسلم، كتاب الحج، باب بيان ان السنة يوم النحر ان يرمى ثم ...... الخ)

لیکن اگر ترتیب نہ بھی رہے یا آگے پیچھے ہوجائے یعنی قربانی پہلے کرلی، پھر کنکریاں ماریں یا حجامت پہلے، قربانی بعد میں تو یہ بھی جائز ہے۔

[۸۱۵/۳٤٥]...... اَخْبَرَنَا الْمَخْزُوْمِيُّ، نَا وُهَيْبٌ، حَدَّثَنِي ابْنُ طَاوُوْسٍ، عَنْ اَبِيْهِ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ اَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: دور جاہلیت والے

---

① مسلم، كتاب الحج، باب من حلق قبل النحر الخ، رقم: ١٣٠٦۔ سنن ابوداود، رقم: ١٩٨٣۔ سنن ترمذى، رقم: ٩١٦۔ سنن ابن ماجه، رقم: ٣٠٥٠۔ مسند احمد: ١/ ٣١٠۔ سنن كبرى بيهقى: ٢/ ٤٤٦.

② بخارى، كتاب الحج، باب الحلق قبل الذبح، رقم: ١٧٢١۔ سنن ابوداود، رقم: ١٩٨٣۔ سنن نسائى، رقم: ٣٠٦٧۔ سنن ابن ماجه، رقم: ٣٠٥٠.

يَرَوْنَ الْعُمْرَةَ فِي شُهُوْرِ الْحَجِّ مِنْ اَفْجَرِ فُجُوْرٍ، يَقُوْلُوْنَ: اِذَا بَرَأَ الدبر، وَعَفَا الْأَثَرَ وَانْسَلَخَ صَفَرَ، حَلَّتِ الْعُمْرَةُ لِمَنِ اعْتَمَرَ. فَقَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهُ صَبِيْحَةَ رَابِعَةٍ مُهِلِّيْنَ بِالْحَجِّ، فَاَمَرَهُمْ اَنْ يَّحِلُّوْا لِعُمْرَةَ فَعَظِمَ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ، فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ: اَيُّ الْحِلِّ؟ فَقَالَ: اَلْحِلُّ كُلُّهُ. ①

حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا سب سے بڑا فجور (گناہ کا کام) تصور کرتے تھے، وہ کہتے تھے: جب اونٹ کی پیٹھ ستا لے اور اس پر خوب بال اگ جائیں اور صفر کا مہینہ ختم ہو جائے تو عمرہ کرنے والے کے لیے عمرہ کرنا حلال ہو جاتا ہے، پس رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب چوتھی کی صبح حج کا احرام باندھے ہوئے آئے تو آپ نے انہیں حکم دیا کہ وہ عمرہ کے لیے احرام کھولنے کی نیت کرلیں، یہ ان پر گراں گزرا، تو انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! کیا چیز حلال ہوگئی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہر چیز حلال ہوگئی ہے۔''

[٨١٦/٣٤٦]...... اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ...... نَا وُهَيْبَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ. وَقَالَ يَحْيَى: لِاَنَّهُمْ كَانُوْا لَا يَعْرِفُوْنَ اِلَّا الْعُمْرَةَ، اِلَّا تَرٰى اَنَّهٗ يَقُوْلَ: قَدِمْنَا لَا نَرٰى اِلَّا الْحَجَّ. ②

وہب نے اس اسناد سے اسی مثل روایت کیا ہے، یحییٰ رحمہ اللہ نے بیان کیا، اس لیے کہ وہ صرف عمرہ ہی سے واقف تھے، کیا تم نے دیکھا نہیں کہ وہ کہتے تھے: ہم صرف حج ہی سمجھتے ہیں۔

فوائد: ...... مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا جائز ہے۔ علامہ وحید الزمان رحمہ اللہ نے مذکورہ حدیث کے ذیل میں ایک ایمان افروز تقریر حوالہ قرطاس فرمائی ہے۔ کہتے ہیں کہ صحابہ کرام نے جب کہا: ((يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الْحِلِّ قَالَ اَلْحِلُّ كُلُّهٗ.)) یعنی یا رسول اللہ عمرہ کر کے ہم کو کیا چیز حلال ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''سب چیزیں یعنی جتنی چیزیں احرام میں منع تھیں وہ سب درست ہو جائیں گی۔'' انہوں نے یہ خیال کیا کہ شاید عورتوں سے جماع درست نہ ہو جیسے رمی اور حلق اور قربانی کے بعد سب چیزیں درست ہو جاتی ہیں۔ لیکن جماع درست نہیں ہوتا جب تک طواف الزیارۃ نہ کرے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نہیں عورتیں بھی درست ہو جائیں گی۔

دوسری روایت میں ہے بعض صحابہ کو اس میں تامل ہوا اور ان میں سے بعضوں نے یہ بھی کہا کہ کیا ہم حج کو اس

---

① بخاری، کتاب الحج، باب التمتع والاقران والا فراد بالحج، رقم: ١٥٦٤۔ مسلم، کتاب الحج، باب جواز العمرة في اشهر الحج، رقم: ١٢٤٠۔ سنن نسائی، رقم: ٢٨١٣۔ سنن ابوداود، رقم: ١٩٨٧۔ مسند احمد: ١/ ٢٦١.

② انظر ما قبله.

حال میں جائیں کہ ہمارے ذکر سے منی ٹپک رہی ہو۔ آنحضرت ﷺ کو ان کا یہ حال دیکھ کر سخت ملال ہوا کہ میں حکم دیتا ہوں اور یہ اس کی تعمیل میں تامل کرتے ہیں اور چہ میگوئیاں نکالتے ہیں۔ لیکن جو صحابہ قوی الایمان تھے، انہوں نے فوراً آنحضرت ﷺ کے ارشاد پر عمل کیا اور عمرہ کر کے احرام کھول ڈالا۔ پیغمبر ﷺ جو کچھ حکم دیں، وہی اللہ کا حکم ہے اور یہ ساری محنت اور مشقت اٹھانے سے غرض کیا ہے اللہ اور اس کے رسول کی خوشنودی۔ عمرہ کر کے احرام کھول ڈالنا تو کیا چیز ہے، آپ جو بھی حکم فرمائیں، اس کی تعمیل ہمارے لیے عین سعادت ہے جو حکم آپ دیں اسی میں اللہ کی مرضی ہے، گو سارا زمانہ اس کے خلاف بکتا رہے ان کا قول اور خیال ان کو مبارک رہے۔ ہم کو مرتے دم تک اپنے پیغمبر ﷺ کے ساتھ رہنا ہے اگر بالفرض دوسرے مجتہد یا امام یا پیر و مرشد، درویش، قطب پیغمبر ﷺ کی پیروی کرنے میں ہم سے خفا ہو جائیں تو ہم کو ان کی خفگی کی ذرا بھی پرواہ نہیں ہے۔ ہم کو قیامت میں ہمارے پیغمبر کا سایہ عاطفت کافی ہے، سارے ولی اور درویش اور غوث اور قطب اور مجتہد اور امام اس بارگاہ کے ایک ادنی کفش بردار ہیں۔ کفش برداروں کو راضی رکھیں یا اپنے سردار کو۔

"اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اَصْحَابِهٖ وَارْزُقْنَا شَفَاعَتَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاحْشُرْنَا فِيْ زُمْرَةِ اتْبَاعِهٖ وَثَبِّتْنَا عَلٰی مُتَابِعَتِهٖ وَالْعَمَلِ بِسُنَّتِهٖ، آمين."

[۸۱۹/۳٤۷]...... اَخْبَرَنَا الْمَخْزُوْمِیُّ، نَا وُهَيْبٌ، نَا ابْنُ طَاؤُوْسٍ، عَنْ اَبِيْهِ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: وَقَّتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ذَا الْحُلَيْفَةَ، وَلِاَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ، وَلِاَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَ الْمَنَازِلَ، وَلِاَهْلِ الْيَمَنِ: الْمَلَمَ، هُنَّ لِاَهْلِهِنَّ، وَلِمَنْ اَتٰى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِ اَهْلِهِنَّ مِمَّنْ اَرَادَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ، وَمَنْ كَانَ اَهْلُهٗ دُوْنَ ذٰلِكَ، فَمِنْ حَيْثُ اَنْشَاءَ، حَتّٰى اَهْلُ مَكَّةَ مِنْ مَكَّةَ. ①

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مدینہ والوں کے لیے ذوالحلیفہ، شام والوں کے لیے جحفہ، نجد والوں کے لیے قرن المنازل، یمن والوں کے لیے الملم کو میقات مقرر فرمایا، اور فرمایا: یہ وہاں کے باشندوں کے لیے (میقات) ہیں اور ان کے لیے بھی جو ان جگہوں کے باشندے تو نہیں لیکن انہوں نے گزرنا یہاں سے ہے اور یہ میقات حج وعمرہ کرنے والوں کے لیے ہیں اور جس کے اہل میقات کے اندر رہتے ہوں تو پھر وہ جہاں سے چاہیں احرام باندھ لیں، حتیٰ کہ مکہ والے مکہ کے اندر ہی سے احرام باندھیں گے۔"

① بخاری، کتاب الحج، باب مُهَلُّ اهل اليمن، رقم: ۱۵۳۰۔ مسلم، كتاب الحج، باب مواقيت الحج والعمر، رقم: ۱۱۸۱۔ سنن ابوداود، رقم: ۱۷۳۷۔ سنن نسائی، رقم: ۲٦٥٤.

[٨٢٢/٣٤٨]...... اَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ، نَا مَعْمَرٌ، عَنِ ابْنِ طَاوُوْسٍ، عَنْ اَبِيْهِ قَالَ مَرَّةً عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: ثُمَّ سَمِعْتُهُ يَذْكُرُ مَا لَا اُحْصِيْهِ، فَـلَا يَذْكُرُ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: وَقَّتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ: ذَا الْحُلَيْفَةَ وَلِاَهْلِ الشَّامِ: الْجُحْفَةَ، وَلِاَهْلِ نَجْدٍ: قَرْنًا، وَلِاَهْلِ الْيَمَنِ: الْمَلم، وَهُنَّ لَهُنَّ وَلِمَنْ اَتٰى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِ اَهْلِهِنَّ، مِمَّنْ اَرَادَ الْحَجَّ اَوِ الْعُمْرَةَ، وَمَنْ كَانَ اَهْلُهٗ دُوْنَ الْمِيْقَاتِ، فَاِنَّهٗ يَهِلُّ مِنْ بَيْتِهٖ، حَتّٰى اَهْلُ مَكَّةَ مِنْ مَّكَّةَ. ①

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ والوں کے لیے ذوالحلیفہ، شام والوں کے لیے جحفہ، نجد والوں کے لیے قرن اور یمن والوں کے لیے الملم کو میقات مقرر کیا اور یہ وہاں کے باشندوں کے لیے ہیں اور ان کے لیے بھی جو ان کے باشندے نہیں لیکن ان کا گزر یہاں سے ہے، یہ اس کے لیے ہیں جو حج یا عمرہ کا ارادہ رکھتا ہے، اور جس کا اہل میقات کے اندر ہو، تو وہ اپنے گھر ہی سے احرام باندھے گا حتیٰ کہ مکہ والے مکہ ہی سے (احرام باندھیں گے)۔''

[٨٤٣/٣٤٩]...... اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا مَعْبَدٍ يَقُوْلُ......

سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطِبُ، يَقُوْلُ: اَلَا لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِاِمْرَاَةٍ (اِلَّا وَمَعَهَا) ذُوْمَحْرَمٍ، وَلَا تُسَافِرُ اِمْرَاَةٌ اِلَّا وَمَعَهَا ذُوْ مَحْرَمٍ، قَالَ: فَقَالَ رَجُلٌ: اِنِّيْ اكْتُتِبْتُ فِيْ غَزْوَةِ كَذَا وَكَذَا، وَانْطَلَقَتْ اِمْرَاَتِيْ حَاجَّةً، قَالَ: فَانْطَلِقْ فَاحْجُجْ مَعَ اِمْرَاَتِكَ. ②

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''سنو! کوئی آدمی کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ بیٹھے، الا یہ کہ اس کے ساتھ کوئی محرم رشتے دار ہو، کوئی عورت سفر نہ کرے الا یہ کہ اس کے ساتھ محرم رشتے دار ہو۔'' ایک آدمی نے عرض کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرا نام فلاں اور فلاں غزوہ کے لیے لکھ لیا گیا، جبکہ میری اہلیہ حج کے لیے جا رہی ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جاؤ اور اپنی اہلیہ کے ساتھ حج کرو۔''

فوائد:...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کا بغیر محرم کے طویل سفر کرنا جائز نہیں ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ ایک دن اور ایک رات کا۔ بعض میں دو دن اور بعض میں تین دن اور تین راتوں کا تذکرہ ہے۔ علماء

---

① السابق.

② بخاری، کتاب الجهاد والسير، باب من اكتتب في جيش الخ، رقم: ٣٠٠٦۔ مسلم، کتاب الحج، باب سفر المراة مع محرم الخ، رقم: ١٣٤١.

نے لکھا ہے کہ ایک یا دو یا تین دونوں کا اعتبار نہیں، بلکہ اعتبار مسافت کا ہے۔ جس کو سفر کہا جاتا ہے وہ تنہا عورت کے لیے کرنا جائز نہیں ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا عورت کے لیے غیر محرم کے ساتھ حج کرنا جائز نہیں، بلکہ اس کے محرم کا ساتھ جانا ضروری ہے۔ مذکورہ حدیث میں ہے کہ صحابی کو جہاد سے ہٹا کر حج کے لیے روانہ کیا، معلوم ہوا اگر ایک آدمی نے جہاد کے لیے نام لکھوا لیا ہو، پھر کوئی شرعی عذر پیش آ جائے تو امیر سے اجازت لے کر جہاد سے اپنا نام کٹوا سکتا ہے۔ کیونکہ جہاد میں تو اس آدمی کی جگہ پر اور شریک ہوسکتا تھا لیکن اس عورت کے ساتھ دوسرا مرد نہیں جاسکتا تھا۔

[۸٤٤/۳٥۰]...... اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ، اَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، اَخْبَرَنِی عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ، اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا مَعْبَدٍ، يُخْبِرُ ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ قَالَ: لَا تُسَافِرُ اِمْرَاَةٌ اِلَّا وَمَعَهَا ذُوْ مَحْرَمٍ. فَقَالَ عَمْرٌو فِیْ حَدِيْثِهٖ عَنْ اَبِیْ مَعْبَدٍ، قَالَ: وَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ: اِنِّیْ اُكْتُتِبْتُ فِیْ غَزْوَةِ كَذَآ وَكَذَا، وَخَرَجَتْ اِمْرَأَتِیْ حَاجَّةً، قَالَ: اذْهَبْ فَحَجِّ مَعَهَا. ①

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی عورت سفر نہ کرے جب تک کہ اس کے ساتھ محرم رشتے دار نہ ہو۔'' عمرو نے اپنی روایت میں ابو معبد کے حوالے سے روایت کیا، ایک آدمی نے عرض کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! فلاں فلاں غزوہ میں میرا نام لکھ لیا گیا ہے، جبکہ میری اہلیہ حج کرنے جا رہی ہے، آپؐ نے فرمایا: ''جاؤ، اس کے ساتھ حج کرو۔''

[۸٥٥/۳٥۱]...... اَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰی، نَا عُثْمَانُ بْنُ الْاَسْوَدِ......

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ مُلَيْكَةَ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ اِلَی ابْنِ عَبَّاسٍ، فَقَالَ: مِنْ اَيْنَ جِئْتَ؟ فَقَالَ: شَرِبْتُ مِنْ مَّاءِ زَمْزَمَ، فَقَالَ: اَشَرِبْتَ كَمَا يَنْبَغِیْ؟ قَالَ: كَيْفَ يَنْبَغِیْ؟ قَالَ: اِذَا اَرَدْتَ اَنْ تَشْرِبَ مِنْ مَّاءِ زَمْزَمَ فَاسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ، ثُمَّ اذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ، ثُمَّ تَنَفَّسْ ثَـلَاثًا، ثُمَّ تَضْلَعُ مِنْهُ، فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِنَّهٗ مَا بَيْنَنَا وَ بَيْنَ الْمُنَافِقِيْنَ، اِنَّهُمْ لَا يَتَضَلَّعُوْنَ مِنْ

عبدالرحمٰن بن ابی ملیکہ نے بیان کیا: ایک آدمی سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا تو انہوں نے کہا: کہاں سے آئے ہو؟ اس نے کہا: میں نے آب زم زم پیا ہے، انہوں نے فرمایا: کیا جس طرح پینا چاہیے تھا اسی طرح تم نے پیا ہے؟ اس نے کہا: کس طرح پینا چاہیے تھا؟ انہوں نے فرمایا: جب تم آب زم زم پینے کا ارادہ کرو تو قبلہ رخ ہو جاؤ، پھر بسم اللہ پڑھو، پھر تین سانس لو، پھر اس سے سیر ہو جا، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہمارے اور منافقوں کے درمیان جو فرق یہ ہے کہ وہ آب زم زم سے سیر نہیں

---

① انظر ما قبله.

مَّاءِ زَمْزَمَ . ①

ہوتے (بہت زیادہ نہیں پیتے)۔''

فوائد: ......بعض محققین نے اس کو حسن کہا ہے۔ مذکورہ روایت سے معلوم ہوا کہ منافق تھوڑا زمزم پیتا ہے۔ لہٰذا مومنوں کو چاہیے کہ اللہ ذوالجلال اگر توفیق دے تو زمزم کو خوب سیر ہو کر پئیں۔ سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''زمزم کا پانی جس مقصد کے لیے پیا جائے پورا ہوتا ہے، اگر تو اس کو بیماری سے شفا کے لیے پیئے گا تو اللہ تجھے شفاء دے گا، اگر تو اس لیے پیئے گا کہ وہ تیری پیاس بجھائے تو اللہ تیری پیاس بجھائے گا اور یہ جبریل کا کنواں ہے جو اللہ نے اسماعیل کو پلایا تھا۔'' (سنن دارقطنی : ۲/ ۲۸۹)

[۸۵۷/۳۵۲]...... اَخْبَرَنَا عِیْسَى بْنُ یُوْنُسَ ، نَا ابْنُ جُرَیْجٍ ، اَخْبَرَنِی عُبَیْدُاللّٰهِ بْنُ اَبِی یَزِیْدَ ، اَنَّهٗ...... سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ یَقُوْلُ: کُنْتُ فِیْمَنْ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الثِّقْلِ . ②

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مزدلفہ کی رات) اپنے اہل خانہ کے جن افراد اور سامان کو (منیٰ) بھیج دیا تھا میں بھی ان میں شامل تھا۔

[۸۵۸/۳۵۳]...... اَخْبَرَنَا قَالَ ابْنُ جُرَیْجٍ...... وَاخْبَرَنِیْ عَطَاءٌ ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَذِنَ لِلنَّاسِ فِی النُّزُوْلِ مِنْ جَمَعٍ اِلٰی مِنًى ، آخِرَ اللَّیْلِ . ③

جناب عطاء رحمہ اللہ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو رات کے آخری حصے میں مزدلفہ سے منیٰ کی طرف کوچ کرنے کی اجازت دی۔

[۸۵۹/۳۵٤]...... اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَیْجٍ...... وَاَخْبَرَنِیْ نَافِعٌ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ یَبْعَثُ بَنِیْهِ وَهُمْ صِبْیَان ، حَتّٰى یُصَلُّوْا بِهِمْ صَلَاةَ الصُّبْحِ بِمِنًى . ④

نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنے بیٹے کو جبکہ وہ بچے تھے (رات ہی کو مزدلفہ سے) بھیج دیتے تھے حتیٰ کہ وہ انہیں فجر کی نماز منیٰ میں پڑھاتے تھے۔

---

① سنن ابن ماجه، كتاب المناسك، باب الشرب من زمزم، رقم: ٣٠٦١ـ سنن كبرى بيهقى: ٥/ ١٤٧ـ ضعيف الجامع الصغير: ٢٢ .

② بخارى، كتاب الحج، باب من قدم ضعفةَ اهله بليل، رقم : ١٦٧٦ـ مسلم، كتاب الحج، باب استحباب تقديم دفع الضعفة الخ، رقم: ١٢٩٣ـ سنن ابوداود، رقم: ١٩٣٩ـ سنن نسائى، رقم: ٣٠٣٢ .

③ اسناد مرسل وقد صح موصولاً انظر بخارى، كتاب الحج، باب من قدم ضعفة اهله بليل، رقم : ١٥٩٤ و مسلم، كتاب الحج باب استحباب تقديم دفع الضعفة من النساء غيرهن...... رقم : ٣٠٠ .

④ مسلم، كتاب الحج، باب استحباب تقديم دفع الضعفة الخ، رقم: ١٢٩٥ـ صحيح ابن خزيمه، رقم: ٢٨٧١ـ سنن كبرى بيهقى: ٥/ ١٢٣ .

فوائد :...... مزدلفہ سے منیٰ کی طرف نماز فجر کے بعد سورج نکلنے سے قبل روانہ ہونا ہے۔ جیسا کہ حضرت عمرو بن میمون کا بیان ہے کہ جب سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مزدلفہ میں فجر کی نماز پڑھی تو میں وہاں موجود تھا۔ نماز کے بعد آپ ٹھہرے اور فرمایا: مشرکین (جاہلیت میں یہاں سے) سورج نکلنے سے پہلے نہیں جاتے تھے۔ کہتے تھے: اے ثبیر! (ثبیر ایک پہاڑ کا نام ہے جو منی جاتے ہوئے بائیں جانب پڑتا ہے) تو چمک جا۔ نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکوں کی مخالفت کی اور سورج نکلنے سے پہلے وہاں سے روانہ ہوئے۔ (بخاری، رقم : ٦٨٤۔ سنن ابوداود، رقم : ١٩٣٨)

لیکن کمزور بچے، بوڑھے، بیمار اور عورتیں وغیرہ اگر ساری رات نہ بھی گزاریں، تب بھی کچھ حرج نہیں، وہ آدھی رات کے بعد مزدلفہ سے منیٰ کی طرف جا سکتے ہیں۔ جیسا کہ مذکورہ بالا احادیث سے ثابت ہے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: سیّدہ سودہ رضی اللہ عنہا بھاری (زیادہ وزن والی) خاتون تھیں۔ اسی لیے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رات کے وقت مزدلفہ سے (منیٰ) روانہ ہونے کی اجازت چاہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اجازت دے دی۔ (بخاری، رقم : ١٦٨٠۔ مسلم، رقم : ١٢٩٠)

[٣٧١/٣٥٥]...... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: عَرَفَةُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ، وَارْفَعُوا عَنْ عُرَنَةَ، وَالْمُزْدَلِفَةُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ وَارْفَعُوا عَنْ مُحَسِّرٍ، وَفِجَاجُ مَكَّةَ كُلُّهَا مَنْحَرٌ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میدان عرفات سارے کا سارا موقف (ٹھہرنے کی جگہ) ہے اور عرنہ (عرفات کے قریب جگہ) میں قیام نہ کرو، مزدلفہ سارے کا سارا موقف ہے، لیکن محسر (منیٰ اور مزدلفہ کے درمیان ایک جگہ) میں وقوف نہ کرو، اور مکہ کے سارے راستے قربان گاہ ہیں۔''

فوائد :...... (ا) میدان عرفات میں ۹ ذوالحجہ کو جانا واجب ہے، اگر کوئی نہ جائے گا تو اس کا حج باطل ہے۔ سیدنا عبدالرحمٰن بن یعمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا، کچھ لوگ آئے اور حج کے بارے میں پوچھنے لگے تو آپؐ نے فرمایا: ''حج عرفات میں ٹھہرنے کا نام ہے، جو شخص مزدلفہ کی رات (یعنی ۹ اور ۱۰ ذی الحجہ کی درمیانی رات) طلوع فجر سے پہلے عرفات میں پہنچ جائے، اس کا حج ادا ہوگیا۔''

(سنن نسائی، کتاب الحج، باب فرض الوقوف بعرفة)

معلوم ہوا اگر کوئی آدمی دس ذی الحجہ کی طلوع فجر سے پہلے پہلے گھڑی بھر کے لیے بھی میدان عرفات میں پہنچ جائے تو اس کا حج ہو جائے گا نہ پہنچا تو حج نہیں ہوگا۔ وادی عرفات اور وادی نمرہ دونوں ایک دوسرے سے متصل ہیں۔

---

① سنن ابن ماجه، كتاب المناسك، باب الذبح، رقم: ٣٠٤٨۔ قال الشيخ الالباني: صحيح.

یہ بھی یاد رہے کہ مسجد نمرہ کا ایک حصہ وادی عرفات میں ہے اور دوسرا وادی نمرہ میں، مسجد کے اندر بورڈ لگا کر اس کی نشاندہی کی گئی ہے لہٰذا مسجد میں قیام سے قبل حدود عرفات کی تحقیق کر لینی چاہیے تاکہ حج باطل نہ ہو۔

(۲)...... ۹ اور ۱۰ ذی الحجہ کی درمیانی رات مزدلفہ میں بسر کرنا واجب ہے، کیونکہ مزدلفہ میں ٹھہرنا حج کا رکن ہے۔ وادی محسر یہ وہ جگہ ہے جہاں ابرہہ کا لشکر تباہ ہوا تھا، یہ منیٰ اور مزدلفہ کے درمیان ہے۔ اور مزدلفہ کے ساتھ یہ جگہ متصل ہے۔ لہٰذا اس بات کا خیال رکھنا چاہیے، ایسا نہ ہو کہ مزدلفہ کی بجائے وادی محسر میں ٹھہر جائے۔

(۳)...... فجاج کھلے راستے کو کہتے ہیں، مطلب یہ ہے کہ مکہ کے ہر راستے سے داخل ہوا جا سکتا ہے، لیکن اگر کداء والی جانب سے داخل ہوا جائے تو وہ زیادہ بہتر ہے، اسی طرح سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سارا عرفات موقف ہے سارا منیٰ قربان گاہ ہے، سارا مزدلفہ موقف ہے، مکہ کی ساری گلیاں، راستہ قربان گاہ ہیں۔'' (سنن ابوداود، رقم : ۱۹۳۶۔ اسنادہ صحیح)

بہتر یہ ہے کہ قربانی منیٰ میں کی جائے اگر وہاں ممکن نہ ہو تو پھر مکہ میں کسی جگہ بھی قربانی کی جا سکتی ہے۔ لیکن مکہ مکرمہ کے باہر جائز نہیں ہے۔

[۸۶۱/۳۵۶]...... اَخْبَرَنَا عِیْسَی بْنُ یُوْنُسَ، نَا ابْنُ جُرَیْجٍ، اَخْبَرَنِیْ عَمْرُو بْنُ دِیْنَارٍ...... عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: کَانَ ذُوالْمَجَازِ، وَعُکَّاظُ مَتْجَرَی النَّاسِ فِی الْجَاهِلِیَّةِ، فَلَمَّا جَاءَ الْاِسْلَامُ، کَاَنَّهُمْ کَرِهُوْا ذٰلِكَ، فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿لَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَبِّکُمْ﴾ فِی مَوَاسِمِ الْحَجِّ. ①

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: دور جاہلیت میں ذوالمجاز اور عکاظ تجارتی مراکز تھے، جب اسلام آیا تو گویا کہ انہوں نے (ایام حج میں) اسے ناپسند کیا تو اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی: ''تم پر کوئی گناہ نہیں کہ تم اپنے رب کا فضل تلاش کرو۔'' یعنی حج کے مہینوں میں (تجارت کرو)

[۸۶۲/۳۵۷]...... اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَیْجٍ: وَسُئِلَ عَطَاءٌ عَنِ الْمُحْرِمِ، اَیَبِیْعُ وَیَبْتَاعُ؟ فَقَالَ: کَانُوْا یَتَّقُوْنَ ذٰلِكَ، حَتّٰی نَزَلَتْ: ﴿لَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَبِّکُمْ﴾ فِیْ مَوَاسِمِ الْحَجِّ. قَالَ: وَفِی قِرَاءَةِ ابْنِ

ابن جریج نے بیان کیا: عطاء رحمہ اللہ سے احرام والے شخص کے متعلق پوچھا گیا، کیا وہ خرید و فروخت کر سکتا ہے؟ تو انہوں نے کہا: وہ اس سے بچتے تھے، حتیٰ کہ یہ آیت: ''تم پر کوئی گناہ نہیں کہ تم اپنے رب کا فضل تلاش کرو۔'' یعنی حج کے مہینوں میں۔

① بخاری، کتاب الحج، باب التجارة ایام الموسم، رقم: ۱۷۷۰۔ سنن ابوداود، رقم: ۱۷۳۱۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۳۸۹٤.

مَسْعُوْدٍ: فِیْ مَوَاسِمِ الْحَجِّ فَابْتَغُوْا حِیْنَئِذٍ . ①

فوائد :......معلوم ہوا حج کے مہینوں میں تجارت کرنا جائز ہے۔ زمانہ جاہلیت میں ایام حج میں مجاز، عکاظ، عرفات اور منی کے قریب تجارتی مراکز تھے۔ لوگ ان بازاروں سے خرید وفروخت کرتے۔ زمانہ جاہلیت کے لوگوں کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایام حج میں خرید وفروخت کو اچھا نہ سمجھا تو مذکورہ بالا آیت نازل ہوئی۔ اگر کوئی ان دنوں میں زیادہ سے زیادہ اللہ ذوالجلال کی عبادت کرے تو زیادہ افضل ہے۔

یہ بھی معلوم ہوا تجارت کے ذریعے نفع حاصل کرنا باعثِ خیر ہے کیونکہ اس کو اللہ ذوالجلال نے اپنا فضل کہا ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کو تجارت کرنی چاہیے۔ اللہ ذوالجلال نے تجارت میں بہت زیادہ نفع رکھا ہے۔

[۸٦۹/۳۵۸]...... اَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَیْلٍ، نَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَکَمِ قَالَ: سَمِعْتُ مُجَاهِدًا یُحَدِّثُ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: هٰذِهٖ عُمْرَةٌ اسْتَمْتَعْنَا بِهَا، فَمَنْ لَّمْ یَکُنْ مَعَهٗ هَدْیٌ فَلْیَحِلَّ، فَقِیْلَ لَهٗ: اَیُّ الْحِلِّ؟ قَالَ: اَلْحِلُّ کُلُّهٗ، فَقَالَ: قَدْ دَخَلَتِ الْعُمْرَةُ فِی الْحَجِّ اِلٰى یَوْمِ الْقِیَامَةِ . قَالَ اِسْحَاقُ: یَعْنِی اَنَّ الْعُمْرَةَ جَائِزَةٌ فِیْ اَشْهُرِ الْحَجِّ اِلٰى یَوْمِ الْقِیَامَةِ، وَذٰلِكَ اَنَّ الْجَاهِلِیَّةَ کَانُوْا لَا یَرَوْنَ الْعُمْرَةَ فِیْ اَشْهُرِ الْحَجِّ . ②

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ عمرہ ہے جس سے ہم نے فائدہ اٹھایا، پس جس کے پاس قربانی کا جانور نہ ہو تو وہ احرام کھول دے، آپ سے عرض کیا گیا، کون سا حلال ہونا مراد ہے؟ (یعنی: احرام کی کون سی پابندیوں سے رخصت مل گئی ہے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمام امور (جو کہ احرام کی وجہ سے حرام تھے) حلال ہوگئے ہیں۔'' فرمایا: ''قیامت کے دن تک کے لیے عمرہ حج میں داخل ہوگیا ہے۔'' اسحاق رحمہ اللہ نے فرمایا: یعنی حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا قیامت کے دن تک کے لیے جائز ہے اور یہ اس لیے کہ دور جاہلیت والے حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا جائز نہیں سمجھتے تھے۔''

[۸۷۰/۳۵۹]...... اَخْبَرَنَا جَرِیْرٌ، عَنْ یَزِیْدَ بْنِ اَبِیْ زِیَادٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ......

---

① انظر الحدیث السابق .

② مسلم، کتاب الحج، باب جواز العمرة فی اشهر الحج، رقم: ۱۲٤۱۔ سنن ابوداود، رقم: ۱۷۹۰۔ سنن نسائی، رقم: ۲۸۱۵۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۲۹۷۷ .

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهٗ حَجَّاجًا، فَقَالَ: يَا اَيُّهَا النَّاسُ، احَلُّوْا اِلَّا مَنْ كَانَ مَعَهٗ هَدْيٌ فَاِنِّيْ لَوْ اِسْتَقْبَلْتُ مِنْ اَمْرِيْ مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا صَنَعْتُ هٰذَا، دَخَلَتِ الْعُمْرَةُ فِي الْحَجِّ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. ①

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب حج کرنے تشریف لائے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لوگو! احرام کھول دو، الا یہ کہ جس کے پاس قربانی کا جانور ہو، جس چیز کا مجھے اب علم ہوا ہے اگر میں اسے پہلے جان لیتا تو میں یہ نہ کرتا، عمرہ قیامت کے دن تک کے لیے حج میں داخل ہو گیا ہے۔''

فوائد: ......حج کی تین اقسام ہیں: (۱)...... حج تمتع۔ (۲)...... حج قران۔ (۳)...... حج افراد

(۱)...... حج تمتع سے مراد ہے حج کے مہینوں میں عمرے کا احرام باندھ کر مکہ معظّمہ میں داخل ہونا۔ عمرہ کر کے احرام کھول دینا اور پھر غیر محرم ہی رہنا حتی کہ ایام حج میں حج کرنا، اس میں قربانی کرنا ضروری ہے۔

(۲)...... حج قران سے مراد میقات سے عمرہ اور حج دونوں کا احرام باندھنے کے بعد مکہ پہنچ کر عمرہ کرنا، لیکن سعی کے بعد نہ بال اتروانا اور نہ ہی احرام کھولنا۔ بلکہ حالت احرام میں ہی اعمال حج مکمل کرنا ہے۔ حج قران کرنے والے پر قربانی واجب ہے۔ اور جو قربانی کی طاقت نہ رکھتا ہو وہ دس روزے رکھے۔ قربانی اگر ساتھ لے جائے تو بہتر ہے کیونکہ یہی مسنون طریقہ ہے اور اس میں تین طواف: طواف عمرہ، طواف حج اور طواف وداع۔ اور دو سعی: سعی عمرہ اور سعی حج ضروری ہیں۔

(۳)...... حج افراد سے مراد حج مفرد ہے۔ حج مفرد میقات سے صرف حج کے لیے احرام باندھ کر تمام مناسک حج سرانجام دینے کو کہتے ہیں اور عمرہ مفردہ میقات سے صرف عمرے کے قصد سے احرام باندھ کر عمرے کے تمام افعال سے فراغت حاصل کرنا ہے۔ اس میں قربانی واجب نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگرچہ حج قران کیا ہے لیکن حج تمتع کی خواہش کا اظہار کیا ہے۔ امام مالک اور امام احمد رحمہما اللہ کا موقف ہے کہ حج تمتع افضل ہے۔

(فتح الباری: ٤/ ٢١٦۔ کتاب الام: ٢/ ٣١٢۔ المغنی: ٥/ ٨٢)

علامہ شوکانی رحمہ اللہ کا بھی یہی موقف ہے کہ حج تمتع افضل ہے۔ (نیل الاوطار: ٣/ ٣١٧)

مولانا صدیق حسن خان رحمہ اللہ کا بھی یہی موقف ہے کہ حج تمتع افضل ہے۔ (الروضة الندیة: ١/ ٥٩٤)

یہ بھی معلوم ہوا حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا جائز ہے۔ اس کی وضاحت پیچھے گزر چکی ہے۔

[٨٨٥/٣٦٠]...... اَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ، حَدَّثَنِيْ اَبِيْ قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْحَاقَ يَقُوْلُ: حَدَّثَنِيْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ اَبِيْ نُجَيْحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ......

① انظر ما قبله.

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: حَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّتِهٖ، فَحَلَقَ نَاسٌ وَقَصَرَ اٰخَرُوْنَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْحَمُ اللّٰهُ الْمُحَلِّقِيْنَ، فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ: وَالْمُقَصِّرِيْنَ؟ فَقَالَ: يَرْحَمُ اللّٰهُ الْمُحَلِّقِيْنَ، فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، وَالْمُقَصِّرِيْنَ؟ فَقَالَ: يَرْحَمُ اللّٰهُ الْمُحَلِّقِيْنَ، فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، وَالْمُقَصِّرِيْنَ؟ فَقَالَ: وَالْمُقَصِّرِيْنَ، فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، مَا بَالُ الْمُحَلِّقِيْنَ؟ لَمْ ظَاهَرْتَ لَهُمُ التَّرَحُّمَ، قَالَ: اِنَّهُمْ لَمْ يَشْكُوْا. ①

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حج کے دوران سر کے بال منڈوائے، تو کچھ صحابہ کرام صلی اللہ علیہ وسلم نے بال منڈوائے جبکہ باقی نے بال کترائے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ سر کے بال منڈوانے والوں پر رحم فرمائے۔'' انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اور بال کترانے والوں پر؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ سر کے بال منڈوانے والوں پر رحم فرمائے۔'' انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! بال کترانے والوں پر؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ بال منڈوانے والوں پر رحم فرمائے۔'' انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! بال کترانے والوں پر؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اور بال کترانے والوں پر۔'' انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! بال منڈوانے والوں کا کیا معاملہ ہے؟ آپ نے ان کے لیے ترحم (اللہ ان پر رحم فرمائے) کا اظہار کیوں فرمایا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اس لیے کہ انہوں نے شک کا اظہار نہیں کیا (میری اتباع میں سر کے بال منڈوا لیے)۔''

[۸۸۸/۳۶۱]...... اَخْبَرَنَا الْمَلَائِيُّ، نَا اِسْرَائِيْلُ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُسْلِمِ بْنِ هُرْمُزَ، عَنْ مُجَاهِدٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُ الرُّكْنَ الْيَمَانِيَّ، وَيَضَعُ خَدَّهٗ عَلَيْهِ. ②

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکن یمانی کو بوسہ دیا کرتے تھے اور اپنا رخسار اس پر رکھا کرتے تھے۔

[۸۸۹/۳۶۲]...... اَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ زِيَادٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانُوْا يَكْرَهُوْنَ اَنْ يَدْخُلُوا فِيْ حَجِّهِمُ التِّجَارَةَ، حَتَّى نَزَلَتْ

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وہ اپنے حج میں تجارت کو داخل کرنا ناپسند کرتے تھے حتی کہ یہ آیت نازل ہوئی: ''تم

---

① تقدم تخريجه: ٧١٥.

② صحيح ابن خزيمه، رقم: ٢٧٢٧ـ سلسلة ضعيفه، رقم: ٤١٦٩ـ مسند ابى يعلى، رقم: ٢٦٠٥.

هَذِهِ الْآيَةُ ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِكُمْ﴾ ①

پر اس میں کوئی گناہ نہیں کہ تم اپنے رب کا فضل تلاش کرو۔"

[۸۹۰/۳٦۳]...... اَخْبَرَنَا الْمَلَائِيُّ، نَا سُفْيَانُ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ زِيَادٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانُوْا يَتَّقُوْنَ الْبُيُوْعَ وَالتِّجَارَةَ فِي اَيَّامِ الْمُوْسِمِ يَقُوْلُوْنَ: اَيَّامِ ذِكْرٍ، فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ﴾ ②

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وہ ایام حج میں بیوع اور تجارت سے بچتے تھے، وہ کہتے تھے (یہ) ایام ذکر ہیں، تو اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی: "اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں کہ تم اپنے رب کا فضل تلاش کرو۔"

فوائد: ...... دیکھئے احادیث وشرح نمبر: ۸٦۱۔۸٦۲

[۸۹۵/۳٦٤]...... اَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ وَوَكِيْعٌ، عَنِ ابْنِ اَبِيْ لَيْلٰى، عَنْ عَطَاءٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَبّٰى حَتّٰى رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ. ③

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تلبیہ پکارتے رہے حتیٰ کہ آپ نے جمرہ عقبہ کی رمی کی۔

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ تلبیہ حج میں دس ذی الحجہ قربانی کے دن جمرہ کو کنکریاں مارنے سے پہلے تک ہے، کنکریاں مارنے سے قبل تلبیہ کہنا بند کر دینا چاہیے۔ بخاری ومسلم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمرہ عقبہ کی رمی تک برابر تلبیہ کہتے رہے۔ (بخاری، کتاب الحج، رقم: ۱۵٤۳۔ ۱۵٤٤۔ مسلم، کتاب الحج، رقم: ۱۲۸۱)

[۸۹٦/۳٦۵]...... اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، نَا زُهَيْرٌ، اَوْ خَيْثَمَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، وَهُوَ ابْنُ اَبِيْ لَيْلٰى، عَنْ عَطَاءٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَبّٰى لِلْعُمْرَةِ، حَتّٰى اسْتَلَمَ الْحَجَرَ، لِلْحَجِّ حَتّٰى رَمَى الْجَمْرَةَ. ④

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کے لیے تلبیہ پکارا حتیٰ کہ آپ نے حجر اسود کا استلام کیا، اور حج کے لیے تلبیہ پکارا حتیٰ کہ جمرہ کی رمی کی۔

فوائد: ......معلوم ہوا عمرہ میں تلبیہ طواف شروع کرنے سے قبل بند کر دینا چاہیے۔ جامع ترمذی میں ہے

---

① سنن ابوداود، كتاب المناسك، باب التجارة فى الحج، رقم: ۱۷۳۱۔ قال الشيخ الالبانى: صحيح.

② سنن ابوداود، كتاب المناسك، باب الكبرى، رقم: ۱۷۳٤۔ قال الشيخ الالبانى: صحيح۔

③ سنن ابوداود، كتاب المناسك، باب متى يقطع المعتمر التلبية، رقم: ۱۸۱۷۔ قال الالبانى: صحيح سنن ترمذى، ابواب الحج، باب ماجاء متى تقطع التلبية فى العمرة، رقم: ۹۱۹.

④ سنن ابوداود، كتاب المناسك، باب متى يقطع التلبية، رقم: ۱۸۱۵ قال الالبانى: صحيح.

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: ((کَانَ یُمْسِكُ عَنِ التَّلْبِيَّةِ فِي الْعُمْرَةِ إِذَا اسْتَلَمَ الْحَجَرَ .))
(سنن ترمذی، ابواب الحج، باب ما جاء متی تقطع التلبیة فی العمرة: ۹۱۹) ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ میں حجر اسود کا استلام کرتے ہی تلبیہ کہنا بند کر دیتے۔''

[۸۹۷/۳۶۶]...... اَخْبَرَنَا وَكِيْعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ حَبِيْبِ بْنِ اَبِيْ ثَابِتٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَبّٰى حَتّٰى رَمَى الْجَمْرَةَ . ①

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمرہ کی رمی کرنے تک تلبیہ پکارتے رہے۔

[۹۰۱/۳۶۷]...... اَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ، عَنِ ابْنِ اَبِيْ لَيْلٰى......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: اَفَضْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْإِفَاضَتَيْنِ، فَكَانَ يُفِيْضُ وَعَلَيْهِ السَّكِيْنَةُ . ②

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دوبار مزدلفہ سے لوٹا، آپ لوٹتے تھے اور آپ پر سکینت ہوتی تھی۔

فوائد :...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے دوران حج انسان کو اطمینان اور سکون سے چلنا چاہیے۔ جلد بازی یا دوڑنا جائز نہیں ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وادی محسر میں سواری کو تیز کیا۔
(سنن ابن ماجه، رقم : ۳۰۲۳)
اس کی وجہ یہ تھی کہ وادی محسر میں ابرہہ کا لشکر تباہ ہوا تھا تو اللہ کے عذاب کی وجہ سے یہاں سے جلدی سے گزرے۔

[۸۹۹/۳۶۸]...... اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ عَطَاءٍ، وَطَاؤُوْسٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِحْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ . ③

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت احرام میں پچھنے لگوائے۔

فوائد :...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ حالت احرام میں پچھنے لگوانا جائز ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بھی یہی فتویٰ دیا ہے۔

[۹۰۳/۳۶۹]...... اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ عَطَاءٍ......

---

① السابق.

② بخاری، کتاب الحج، باب امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالسکینة عند الافاضة الخ: ۱۶۷۱۔ مسلم، کتاب المساجد، باب استحباب اتیان الصلاة الخ، رقم: ۶۰۲۔ سنن ابوداود، رقم: ۱۹۲۰، ۱۹۴۴، سنن ترمذی، رقم: ۸۸۶۔ سنن نسائی، رقم: ۳۰۲۱۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۳۰۲۳.

③ بخاری، کتاب العمرة، باب الحجامة للمحرم، رقم: ۱۸۳۵۔ مسلم، کتاب الحج، باب جواز الحجامة للمحرم، رقم: ۱۲۰۲۔ سنن ابوداود، رقم: ۱۸۳۵.

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: اَلتَّحْصِیْبُ لَیْسَ بِشَیْءٍ اِنَّمَا هُوَ مَنْزِلٌ نَزَلَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ. ①

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: (مکہ سے روانہ ہوتے وقت) وادی محصب میں سونے/ ٹھہرنے کی کوئی حیثیت نہیں، بس وہ ایک منزل ہے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام فرمایا تھا۔

فوائد:...... مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوا وادی محصب (یہ مکہ اور منی کے درمیان میدان ہے)۔ میں ٹھہرنا مناسک حج میں سے نہیں ہے۔ جیسا کہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: میدان ابطح میں ٹھہرنا کوئی سنت نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں صرف اس لیے ٹھہرتے تھے کہ (وہاں سے) روانگی میں آپ کے لیے آسانی تھی۔ (مسلم، کتاب الحج، رقم : ۱۳۱۱۔ ترمذی، رقم : ۹۲۳) لیکن جمہور علماء کا موقف ہے کہ وادی محصب میں ٹھہرنا باعث فضیلت ہے۔ جیسا کہ حضرت نافع رحمہ اللہ کہتے ہیں: سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بطحاء میں ذرا دیر سے سوتے، پھر مکہ میں داخل ہوتے اور کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے ہی کیا کرتے تھے۔ (سنن ابوداود، کتاب المناسك، رقم : ۲۰۱۲)

[۹۰۴/۳۷۰]...... اَخْبَرَنَا عَبْدُالْاَعْلٰی، نَا هِشَامٌ، وَهُوَ ابْنُ حِسَانِ الْقُرْدُوْسِیّ، عَنْ عَطَاءِ ابْنِ اَبِیْ رِبَاحٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَهُ مَعَ الثَّقْلِ مِنْ جَمْعٍ بِلَیْلٍ اِلَی مِنًی. ②

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ کی رات انہیں مال ومتاع کے ساتھ منیٰ کی طرف بھیج دیا تھا۔

[۹۰۵/۳۷۱]...... اَخْبَرَنَا اَبُوْ عَامِرِ الْعَقَدِیّ، نَا اَیُّوْبُ بْنُ یَسَارٍ، عَنْ عَطَاءٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمْ یُرَخِّصْ لِاَحَدٍ اَنْ یَّبِیْتَ عَنْ مِنًی، اِلَّا لِلْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلَبِ، مِنْ اَجْلِ سِقَایَتِهٖ. ③

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کسی (حاجی) کو منیٰ سے دور (مکہ میں) رات گزارنے کی اجازت نہیں دی گئی، سوائے سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے، اور یہ ان کے

---

① بخاری، کتاب الحج، باب المحصب، رقم: ۱۷۶۶۔ مسلم، کتاب الحج، باب استحباب النزول بالمحصب الخ، رقم: ۱۳۱۲۔ سنن ابوداود، رقم: ۲۰۰۸۔ سنن ترمذی، رقم: ۹۲۲.

② مسلم، کتاب الحج، باب استحباب تقدیم دفع الضعفة من النساء الخ، رقم: ۱۲۹۳۔ سنن ابوداود، رقم: ۱۹۳۹۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۳۰۲۶.

③ بخاری، کتاب الحج، باب هل یبیت اصحاب القاریة الخ، رقم: ۱۷۴۵۔ مسلم، کتاب الحج، باب وجوب المبیت بمنی لیالی ایام التشریق الخ، رقم: ۱۳۱۵۔ سنن ابوداود، رقم: ۱۹۵۹۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۳۰۶۵۔ مسند احمد: ۲/ ۲۲۔ سنن دارمی، رقم: ۱۹۴۳.

حاجیوں کو پانی پلانے کی وجہ سے اجازت ملی تھی۔

[۹۰۶/۳۷۲]...... اَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ ، نَا عُبَيْدُاللّٰهِ ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ لِلْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلَبِ اَنْ يَّبِيْتَ بِمَكَّةَ اَيَّامَ مِنًى ، مِنْ اَجْلِ سِقَايَتِهِ . ①

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو ان کے حاجیوں کو پانی پلانے کی وجہ سے ایام منیٰ مکہ میں رات گزارنے کی اجازت دی۔

فوائد: ......منیٰ کے ایام (۱۱،۱۲،۱۳ ذوالحجہ) جن میں حاجی منیٰ میں رہتے ہیں، ان ایام کی راتیں منی میں گزارنی چاہئیں۔ لیکن اگر عذر مجبوری ہو تو منیٰ سے باہر راتیں گزارنے میں رخصت ہے۔ جیسا کہ سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کو اجازت دی، اسی طرح سیّدنا عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹوں کے چرواہوں کو منیٰ سے باہر رات گزارنے کی اجازت دی کہ وہ دس ذوالحجہ کو کنکریاں ماریں، پھر دوسرے اور تیسرے روز کنکریاں ماریں، پھر کوچ کے روز بھی ماریں۔ (سنن ابوداود، رقم : ۱۹۷۵۔ سنن ترمذی، رقم : ۹۵۵۔ سنن ابن ماجه، رقم : ۳۰۳۷)

لیکن بغیر عذر کے منیٰ سے باہر رات گزارنا درست نہیں ہے۔ جمہور علماء کا موقف ہے کہ ایام تشریق میں منیٰ میں راتیں گزارنا واجب ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ نے جمہور کے موقف کو ترجیح دی ہے۔ (شرح مسلم للنووی: ۵/ ۲۰۰)

[۹۱۵/۳۷۳]...... اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ ، اَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ ، اَخْبَرَنِيْ عَطَاءٌ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِاِمْرَاَةٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ ، وَسَمَّاهَا ابْنُ عَبَّاسٍ فَنَسِيْتُ اِسْمَهَا: اَلا تَحُجِّيْنَ مَعَنَا الْعَامَ؟ فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، كَانَ لَنَا نَاضِحَان: فَرَكِبَ اَبُوْ فُلَان وَابْنُهٗ نَاضِحًا (لِزَوْجِهَا وَابْنِهَا) وَتَرَكَا لَنَا نَاضِحًا نَنْضَحُ عَلَيْهِ ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا كَانَ عَامٌ قَابِلٌ فَاعْتَمِرِيْ فِيْ رَمَضَانَ ، فَاِنَّ عُمْرَةً فِيْ رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً . ②

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی ایک خاتون سے فرمایا: راوی نے بیان کیا، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس خاتون کا نام بھی ذکر کیا تھا، لیکن میں اسے بھول گیا: ''کیا تم اس سال ہمارے ساتھ حج نہیں کرو گی؟'' اس نے عرض کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے پاس پانی لانے والی دو اونٹنیاں تھیں، پس ابوفلاں اور اس کا بیٹا (شوہر اور بیٹا) ایک اونٹ پر سوار ہو کر چلے گئے ، ہیں انہوں نے ایک اونٹ ہمارے لیے چھوڑ دیا ہے، ہم اس پر پانی لاتے ہیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

① انظر ما قبله .

② بخاری، کتاب العمرة، باب عمرة فی رمضان، رقم: ۱۷۸۲۔ مسلم، کتاب الحج، باب فضل العمرة فی رمضان، رقم: ۱۲۵٦۔ سنن نسائی، رقم: ۲۱۱۰۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۲۹۹٤۔ مسند احمد: ۱/ ۳۰۸ .

فرمایا: ''جب اگلا سال آئے گا تو رمضان میں عمرہ کر لینا، کیونکہ رمضان میں عمرہ ایک حج کے برابر ہے۔''

[۹۱٦/۳۷٤]...... اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ، اَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، اَخْبَرَنِیْ عَطَاءٌ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بِیْ فِی جَمْعٍ سَحْرًا مَعَ ثَقْلِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لِعَطَاءٍ: اَبَلَغَكَ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ: بَعَثَنِیْ بِلَيْلٍ؟ فَقَالَ: لَا، اِلَّا بِسِحْرٍ، كَذٰلِكَ قُلْتُ: فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: رَمَيْنَا الْجَمْرَةَ قَبْلَ الْفَجْرِ، فَاَيْنَ صَلَّى الْفَجْرَ؟ فَقَالَ: لَا، اَلَا يَدُلُّكَ بِسِحْرٍ. ①

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سحری کے وقت مزدلفہ سے اپنے مال ومتاع اور خواتین وغیرہ کے ساتھ (منیٰ کی طرف) بھیج دیا، راوی نے کہا کہ میں نے عطاء سے کہا: کیا آپ کو یہ خبر پہنچی ہے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: مجھے رات کے وقت بھیجا؟ انہوں نے فرمایا: نہیں، مگر سحری کے وقت، اسی طرح، میں نے کہا کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہم نے فجر سے پہلے رمی کی، تو پھر فجر کی نماز کہاں پڑھی تھی؟ تو انہوں نے فرمایا: نہیں، کیا وہ تمہاری سحری کے متعلق راہنمائی نہیں کرتا۔

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا بچے، عورتیں اور کمزور لوگ مزدلفہ سے منی کی طرف نماز فجر سے قبل جا سکتے ہیں۔ باقی لوگوں کے لیے یہ حکم ہے کہ نماز فجر کے بعد اور طلوع آفتاب سے قبل مزدلفہ سے روانہ ہوں۔

[۹۱۹/۳۷۵]...... اَخْبَرَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى، اَنَا ابْنُ اَبِیْ لَيْلٰى، عَنْ عَطَاءٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَجُلًا جَاءَ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: اِنَّ اَبِیْ شَيْخٌ كَبِيْرٌ، اَفَاَحُجَّ عَنْهُ؟ فَقَالَ: اَرَاَيْتَ لَوْ كَانَ عَلَيْهِ دَيْنٌ اَكُنْتَ تَقْضِیْ عَنْهُ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَحُجَّ عَنْهُ. ②

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے عرض کیا: میرے والد بوڑھے شخص ہیں، کیا میں ان کی طرف سے حج کروں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے بتاؤ اگر اس کے ذمے قرض ہوتا تو تم اسے اس کی طرف سے ادا کرتے؟''

---

① مسلم، كتاب الحج، باب استحباب تقديم دفع الضعفة من النساء الخ۔ سنن ابوداود، رقم: ۱۹٤۰۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۳۰۲۵.

② بخاری، كتاب العمرة، باب الحج عمن لا يستطيع الخ، رقم: ۱۸٥٤۔ مسلم، كتاب الحج، باب الحج عن العاجز لزمانه الخ، رقم: ۱۳۳٤۔ سنن ابوداود، رقم: ۱۸۰۹۔ سنن ترمذی، رقم: ۹۲۷۔ سنن نسائی، رقم: ٥۳۹۲۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۲۹۰۷۔ مسند احمد: ۱/ ۲۱۹۔ طبرانی کبیر: ۱۸/ ۲۸٥.

اس نے عرض کیا: جی ہاں! تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''پس اس کی طرف سے حج کرو۔''

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا زندہ آدمی کی طرف سے انسان حج کرسکتا ہے، جب اس کے پاس سفرخرچ ہو، جبکہ وہ بڑھاپے یا اور کسی معذوری کی وجہ سے حج نہ کرسکتا ہے۔ لیکن اس کے لیے شرط یہ ہے کہ جو اس کی طرف سے حج کرے پہلے اس نے خود حج کیا ہو۔ جیسا کہ سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، نبی معظم ﷺ نے ایک آدمی کو سنا وہ کہہ رہا تھا کہ شبرمہ کی طرف سے لبیک۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''شبرمہ کون ہے؟'' اس نے عرض کیا: میرا بھائی یا (کہا) میرا قریبی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو نے اپنی طرف سے حج کیا ہے؟'' اس نے کہا: نہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''پہلے اپنی طرف سے حج کر، پھر شبرمہ کی طرف سے کر۔''

(سنن ابوداود، رقم : ۱۸۱۱۔ سنن ابن ماجه، رقم : ۲۹۰۳)

[۹۲۰/۳۷٦]...... اَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، اَنَا ابْنُ جُرَیْجٍ......

اَخْبَرَنِیْ عَطَاءٌ، اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِابْنِ عَبَّاسٍ: اِنِّیْ نَذَرْتُ اَنْ اَنْحَرَ نَفْسِیْ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ، وَفَدَیْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ. ①

عطاء رحمہ اللہ سے روایت ہے، ایک آدمی نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا: میں نے نذر مانی ہے کہ میں اپنی جان کی قربانی دوں، تو سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ''تمہارے لیے اللہ کے رسول (کی زندگی) میں بہترین نمونہ ہے۔ (اور قرآن مجید میں ہے) اور ہم نے اس کے بدلے میں ذبح کرنے کے لیے اسے ایک بڑا موٹا جانور دے دیا۔''

فوائد: ......معلوم ہوا غیر شرعی نذر پوری نہیں کرنی چاہیے۔

[۹۲٤/۳۷۷]...... اَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰی، نَا طَلْحَةُ، عَنْ عَطَاءٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا خَرَجَ مِنْ مَّكَّةَ قَالَ: اِنَّكِ لَاحَبُّ بِلَادِ اللّٰهِ اِلَی اللّٰهِ، وَلَوْلَا اَنَّ قَوْمَكِ اَخْرَجُوْنِیْ مَا خَرَجْتُ، یَا بَنِیْ عَبْدِ مَنَافٍ:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مکہ سے روانہ ہوئے تو فرمایا: ''بے شک تو اللہ کے شہروں میں اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہے، اگر تیرے رہنے والے مجھے نہ نکالتے تو میں نہ نکلتا، بنوعبدمناف! اگر

① سنن كبری بيهقی: ۱۰/ ۷۳۔ مصنف عبدالرزاق، رقم: ۱۵۹۰٤۔ مصنف ابن ابی شیبه: ۳/ ٤۰۵۔ طبرانی: ۱۱/ ۳۵۳۔ اسناده صحیح.

اِنْ وُلِّيْتُمْ مِنْ هَذَا الْاَمْرِ شَيْئًا ، فَلَا تَمْنَعُوْا طَائِفًا يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ سَاعَةً مِّنْ لَيْلٍ اَوْ نَهَارٍ ، وَلَوْلَا اَنْ تَبَطَّرَ قُرَيْشٌ لَاَخْبَرْتُهَا بِمَا لَهَا عِنْدَ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ كَمَا رَزَقْتَنَا (رَزَقْتَ أَوَّلَهُمْ فَأَذِقْ آخِرَهُمْ نَوَالًا)[1]

تمہیں اس کی سرپرستی مل جائے تو تم دن یا رات کے کسی بھی حصے میں کسی بھی طواف کرنے والے کو منع نہ کرنا، اگر قریش اترانے نہ لگتے تو میں انہیں اس مقام کے متعلق بتاتا جو ان کا مقام اللہ کے ہاں ہے، اے اللہ! جس طرح تو نے ہمیں رزق عطا فرمایا......'' (ان کے پہلوں کو نے سزا دی اور ان کے بعد والوں کو عطیات سے نواز۔)

فوائد: ...... جامع ترمذی میں ہے کہ مکہ مکرمہ کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((وَاللّٰهِ اِنَّكِ لَخَيْرُ اَرْضِ اللّٰهِ وَاَحَبُّ اَرْضِ اللّٰهِ اِلَيَّ وَاللّٰهِ لَوْلَا اَنِّيْ اُخْرِجْتُ مِنْكِ مَا خَرَجْتُ .)) (سنن ترمذی، ابواب المناقب، رقم : ۳۹۲۵) ''اللہ کی قسم! تو اللہ کی زمین میں سب سے بہترین ہے اور اللہ کی زمین میں سے تو مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے۔ اللہ کی قسم! اگر مجھے تیرے اندر سے نکالا نہ جاتا تو میں (کبھی) نہ نکلتا۔''

اس سے پتہ چلتا ہے کہ طواف کسی بھی وقت کیا جاسکتا ہے۔ ((لَا تَمْنَعُوْا اَحَدًا يَطُوْفُ بِهَذَا الْبَيْتِ وَيُصَلِّيَ اَيَّ سَاعَةٍ شَاءَ مِنْ لَيْلٍ اَوْ نَهَارٍ .)) ''کسی کو منع مت کرو جس وقت بھی کوئی اس گھر کا طواف کرنا چاہے اور نماز پڑھنا چاہے۔ دن ہو یا رات خواہ کوئی وقت ہو۔''

(سنن ابی داود، کتاب الحج، باب الطنان بعد العصر، رقم : ۱۸۹٤)

معلوم ہوا نماز کے ممنوع اوقات سے بیت اللہ مستثنیٰ ہے۔ یعنی بیت اللہ میں کسی بھی وقت نماز ادا کرنا درست ہے۔ امام احمد اور امام شافعی رحمہ اللہ اس کے قائل ہیں، جب کہ جمہور اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا موقف ہے کہ مسجد حرام میں بھی ممنوع اوقات کا لحاظ رکھا جائے گا۔ (تحفة الاحوذی: ۳/ ۷۱٤۔ سبل السلام: ۱/ ۲۳۸)

[۹۲۷/۳۷۸]...... اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ ، اَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ ، اَخْبَرَنِيْ عَطَاءٌ ، قَالَ......

كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ: لَا يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ حَاجٌّ وَلَا غُيْرُ حَاجٍّ اِلَّا حَلَّ . قُلْتُ لِعَطَاءٍ: مَنْ اَيْنَ يَقُوْلُ ذٰلِكَ؟ قَالَ: مَنْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿ثُمَّ مَحِلُّهَا اِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ﴾ قُلْتُ: فَاِنَّ ذٰلِكَ بَعْدَ الْمَصْرَفِ ، فَقَالَ: كَانَ

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے جو بھی حج کرنے والا اور حج نہ کرنے والا بیت اللہ کا طواف کرتا ہے تو وہ احرام کی پابندیوں سے آزاد ہو جاتا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے عطا سے کہا کہ وہ یہ بات کس بنیاد پر کہتے تھے تو انہوں نے کہا کہ اللہ کے اس فرمان کی بنیاد پر ﴿ثُمَّ مَحِلُّهَا

[1] اسناده صحيح۔ صحيح ترمذی، ابواب المناقب، باب فضل مكة، رقم: ۳۹۲٦۔ سنن ابوداود، رقم: ۱۸۹٤۔ سنن ترمذی، رقم: ۸٦۸۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۱۲۵٤ .

ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ: هُوَ بَعْدَ الْمَصْرَفِ وَقَبْلِهِ، وَكَانَ يَأْخُذُ ذٰلِكَ مِنْ اَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اَمَرَهُمْ اَنْ يَحِلُّوْا فِي حَجَّةِ الْوِدَاعِ، قَالَهَا غَيْرَ مَرَّةٍ. ①

﴿اِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ﴾ میں نے کہا کیا یہ وہاں سے پھرنے کے بعد ہے تو انہوں نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے تھے: وہ پھرنے سے پہلے اور اس کے بعد ہے اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کی بنیاد پر بھی کہتے تھے کہ کیونکہ حجۃ الوداع کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا تھا کہ وہ تحلل اختیار کرلیں اور یہ بات آپ نے کئی دفعہ ارشاد فرمائی۔

[۹۲۸/۳۷۹]...... اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ وَرَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَا......

نَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مِثْلَهٗ سَوَاءٍ. ②

ابن جریج نے عطاء کے حوالے سے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی مثل روایت کیا ہے۔

[۹۲۹/۳۸۰]...... اَخْبَرَنَا وَكِيْعٌ، نَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيَى......

عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ مِثْلَهٗ.

جناب عطاء رحمہ اللہ نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی مثل ذکر کیا ہے۔

[۹۳۰/۳۸۱]...... اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ، نَا طَلْحَةُ، عَنْ عَطَاءٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: اَنَّ اَبَا طَالِبٍ كَانَ يَبْعَثُ صِبْيَانَهٗ، وَيَبْعُثُ مُحَمَّدًا مَعَهُمْ وَهُمْ صِبْيَانٌ صِغَارٌ، فَيَنْقُلُوْنَ لَهُ الْحِجَارَةُ لِيَصْفه زَمْزَم وَعَلٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَمِرَةٌ صَغِيْرَةٌ يَجْعَلُهَا عَلٰى عُنُقِهٖ، وَحَمَلَ حَجَرَيْنِ صَغِيْرَيْنِ...... فَطَرَحَ عَنْهُ الْمَجَرِينِ، وَاُغْمِيَ عَلَيْهِ، فَاَفَاقَ فَشَدَّ عَلَيْهِ نَمِرَتَهٗ، فَقَالَ لَهٗ بَنُوْ عَمِّهٖ: مَا شَأْنُكَ؟ قَالَ: اِنِّي نُهِيْتُ عَنِ التَّعَرِّي. ③

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابوطالب اپنے بچوں کو بھیجا کرتے تھے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے ساتھ بھیجا کرتے تھے جبکہ وہ کم سن تھے، وہ ان کے لیے پتھر لایا کرتے تھے، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر سفید وسیاہ دھاریوں والی چھوٹی چادر تھی، وہ اسے اپنی گردن پر رکھ لیتے تھے، آپ نے دو چھوٹے پتھر اٹھائے، (دونوں پتھر آپ سے گر پڑے) آپ پر بے ہوشی طاری ہوگئی، پس جب ہوش میں آئے تو اپنی چادر باندھی، تو آپ کے چچازادوں نے آپ سے کہا: آپ کو کیا ہوا؟ فرمایا: مجھے برہنہ ہونے سے منع کیا گیا ہے۔

① مسلم، كتاب الحج، باب تقليد الهدى والاشعار عند الاحرام، رقم: ١٢٤٥۔ سنن كبرى بيهقي: ٥/ ٧٨.

② انظر ما قبله. ③ اسناده ضعيف۔ وله شواهد فى الصحيحين وغيرهما انظر۔ بخارى، كتاب الحج، باب فضل مكة وبنيانها۔ مسلم، كتاب الحيض، باب الاعتناء بحفظ العورة، رقم: ٣٤٠۔ صحيح ابن حبان، رقم: ١٦٠٣۔ مسند احمد: ٣/ ٢٩٥.

فوائد: ...... بخاری شریف میں ہے، سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے (زمانہ جاہلیت میں) جب کعبہ کی تعمیر ہوئی تو نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ بھی پتھر اٹھا کر لا رہے تھے۔ سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ نے نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اپنا تہبند اتار کر کاندھے پر ڈال لو (تا کہ پتھر اٹھانے میں تکلیف نہ ہو۔) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا تو ننگے ہوتے ہی بے ہوش ہو کر آپ زمین پر گر پڑے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں آسمان کی طرف لگ گئیں۔

آپ کہنے لگے: مجھے میرا تہبند دے دو۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مضبوط باندھ لیا۔ (بخاری، رقم : ۱۵۸۲)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: معلوم ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ((كَانَ مَعْصُوْمًا مَحْمِيًّا فِيْ حَضَرِهٖ عَنِ الْقَبَائِحِ اَخْلَاقُ الْجَاهِلِيَّةِ .)) بچپن ہی سے محفوظ تھے۔ بری عادتوں اور خصلتوں سے جو جاہلیت میں جاری تھیں اور فرماتے ہیں کہ ایک روایت میں ہے: ((اِنَّ الْمَلَكَ نَزَلَ فَشَدَّ عَلَيْهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَزَارَهٗ .)) (شرح مسلم للنووی: ٤ / ٣٥ باب الاعتناء بحفظ العورة) ...... ''فرشتہ اترا اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ازار باندھ دیا۔''

[۹۳۱/۳۸۲]...... اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ، نَا طَلْحَةُ، عَنْ عَطَاءٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ مُحَمَّدًا كَانَ يَقُوْمُ عِنْدَ الْكَعْبَةِ عِنْدَ الصَّنَمِ مَعَ بَنِيْ عَمِّهٖ وَهُمْ صِبْيَانٌ صِغَارٌ، وَالصَّنَمُ الَّذِيْ يُقَالُ لَهٗ اَسَافٌ، فَرَفَعَ مُحَمَّدٌ رَأْسَهٗ اِلَى ظَهْرِ الْكَعْبَةِ، ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ لَهٗ بَنُوْ عَمِّهٖ: مَا شَأْنُكَ؟ فَقَالَ: نُهِيْتُ اَنْ اَقُوْمَ عِنْدَ الصَّنَمِ .

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے چچازادوں کے ساتھ جبکہ وہ کم عمر تھے، کعبہ کے پاس بت کے پاس کھڑے ہوا کرتے تھے، وہ بت جس کا نام اساف تھا، پس محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کی پشت کی طرف اپنا سر اٹھایا تو آپ کے چچازادوں نے آپ سے کہا: آپ کا کیا معاملہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے بت کے پاس کھڑے ہونے سے منع کیا گیا ہے۔''

[۹۳۸/۳۸۳]...... اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، نَا اِسْرَائِيْلُ، عَنْ اَبِيْ يَحْيَى الْقَتَّاتِ، عَنْ مُجَاهِدٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: نَزَلَ آدَمُ بِالْحَجَرِ الْاَسْوَدِ، يَمْسَحُ بِدَمُوْعِهٖ وَهُوَ اَبْيَضُ مِنَ الْكُرْسُفِ، وَاِنَّمَا۔ حيض (سودته خطايا) اَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ، وَمَا جَفَّتْ دَمُوْعُهٗ مُذْ خَرَجَ مِنَ الْجَنَّةِ حَتّٰى رَجَعَ اِلَيْهَا . ولعطاء زيادات فى اهل مكة . [1]

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: آدم علیہ السلام حجر اسود کے پاس آنسو صاف کرتے ہوئے اترے، وہ پتھر روئی سے بھی زیادہ سفید تھا، (اس کی سیاہی اہل جاہلیت کے گناہوں کی وجہ سے ہے) اور وہ جب سے جنت سے نکلے ہیں تب سے ان کے آنسو خشک نہیں ہوئے حتیٰ کہ وہ اس کی طرف پلٹ گئے۔

---

(1) الدر المنثور للسيوطی: ۱۱/ ۱۳۹ اسناده ضعيف۔ فيه ابو يحيى التقات، لين الحديث۔ انظر التقريب: ٨٤٤٤ .

[۹۳۹/۳۸٤]...... اَخْبَرَنَا وَكِيْعٌ، نَا مَعْرُوْفُ الْمَكِّيّ قَالَ......

سَمِعْتُ اَبَا الطُّفَيْلِ يَقُوْلُ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا غُـلَامٌ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ عَلٰى بَعِيْرٍ، وَيَسْتَلِمُ الْحَجَرَ بِمِحْجَنِهٖ[1]

ابوالطفیل (عامر بن واثلہ بن عمرو) رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے جبکہ میں لڑکا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اونٹ پر بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے دیکھا، آپ اپنی چھڑی کے ساتھ حجر اسود کا استلام کرتے تھے۔

فوائد:...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا سواری پر سوار ہو کر بھی طواف کرنا جائز ہے۔ اور اگر کوئی عذر کی وجہ سے ڈولی وغیرہ میں طواف کرتا ہے تو اس کا طواف بھی درست ہوگا۔ حجر اسود کو چھونے کے مختلف طریقے احادیث سے ثابت ہیں:

(۱)...... حجر اسود کو بوسہ دینا۔ جیسا کہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے حجر اسود کو بوسہ دیا اور فرمایا: مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ تو پتھر ہے اور کسی قسم کے نفع ونقصان کا مالک نہیں۔ ((وَلَوْلَا اِنِّیْ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ یُقَبِّلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ .)) ''اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا۔''

(بخاری، رقم : ۱۵۹۷۔ مسلم، رقم : ۱۲۷۰)

(۲)...... اپنے ہاتھ کے ساتھ حجر اسود کو چھو کر اپنے ہاتھ کو بوسہ دینا۔ جیسا کہ سیدنا نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: میں نے سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو اپنے ہاتھ کے ساتھ پتھر کو چھوتے ہوئے دیکھا پھر انہوں نے اپنے ہاتھ کو بوسہ دیا اور کہا: میں نے اس عمل کو اس وقت سے نہیں چھوڑا جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کرتے دیکھا ہے۔ (مسند احمد : ۲/ ۱۰۸)

(۳)...... چھڑی (جس کا سرا مڑا ہوا ہو) کے ذریعے حجر اسود کو چھونا۔ جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث میں ہے اور اس کے بعد چھڑی کو بوسہ دینا چاہیے۔ جیسا کہ دوسری حدیث کے الفاظ ہیں: ((وَيُقَبِّلُ الْمِحْجَنَ)) (مسلم، رقم: ۱۲۷۵۔ سنن ابن ماجه، رقم : ۲۹٤۹) ''پھر چھڑی کو بوسہ دیتے تھے۔''

[۹٤۰/۳۸۵]...... اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ (ابْنِ اَبِی) حُسَيْنٍ......

عَنْ اَبِی الطُّفَيْلِ، قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ زَعَمَ قَوْمُكَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ رَمَلَ وَاِنَّهٗ سُنَّةٌ، فَقَالَ: صَدَقُوْا وَكَذَبُوْا، وَقَالَ فِطْرٌ عَنْ اَبِی الطُّفَيْلِ عَنِ ابْنِ

ابوالطفیل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: میں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا: آپ کی قوم کے افراد نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (طواف کے دوران) رمل کیا، اور یہ کہ وہ سنت ہے، انہوں نے فرمایا: وہ ٹھیک کہتے ہیں اور غلط کہتے

---

[1] مسلم، كتاب الحج، باب جواز الطواف على بعير وغيره، رقم: ۱۲۷۲۔ سنن ابوداود، كتاب المناسك، باب الطواف الواجب، رقم: ۱۸۷۷۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۲۹٤۹۔ مسند احمد: ۵/ ٤۵٤ .

عَبَّاسٍ قَالَ: صَدَقُوْا اِنَّهٗ رَمَلَ، وَكَذَبُوْا اِنَّهٗ سُنَّةٌ. ①

ہیں، فطر نے ابوالطفیل کے حوالے سے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا، انہوں نے کہا: انہوں نے ٹھیک کہا ہے کہ آپ نے رمل کیا ہے، اور انہوں نے یہ غلط کہا ہے کہ وہ سنت ہے۔

فوائد: ...... رمل کندھے ہلاتے ہوئے ہلکی ہلکی دوڑ لگانے کو کہتے ہیں۔ سات ہجری میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ تشریف لائے تو مشرکوں نے کہا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم آئے ہیں اور ان کے ساتھ ایسے لوگ ہیں جنہیں یثرب (یعنی مدینہ) کے بخار نے کمزور کردیا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف کے پہلے تین چکروں میں رمل کرنے کا حکم دیا اور دونوں یمانی رکنوں کے درمیان حسب معمول چلنے کا حکم دیا۔ تو سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ موقف تھا کہ وہ ایک سبب کی وجہ سے رمل تھا نہ کہ یہ سنت موکدہ ہے، اس لیے انہوں نے فرمایا کہ لوگوں نے جھوٹ بولا یا غلط بات کہی ہے۔ لیکن سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کا فتویٰ یہ تھا کہ اگرچہ اب وہ صورت تو نہیں ہے لیکن اس کے باوجود ((لَا نَدَعُ شَيْئًا كُنَّا نَفْعَلُهٗ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ)) (سنن ابوداود، رقم : ۱۸۸۷۔ سنن ابن ماجه، رقم : ۲۹۵۲) ''ہم کسی ایسی چیز کو نہیں چھوڑیں گے جسے ہم عہد رسالت میں کیا کرتے تھے۔''

معلوم ہوا طواف میں رمل کرنا مشروع ہے۔ اگر یہ منسوخ ہونا ہوتا تو فتح مکہ کے بعد منسوخ ہوجاتا۔

[۹٤۱/۳۸٦]...... اَخْبَرَنَا وَكِيْعٌ، نَا فَطْرٌ......

عَنْ اَبِى الطُّفَيْلِ قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ الرَّمْلِ، وَقُلْتُ: قَوْمُكَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ رَمَلَ، فَقَالَ: صَدَقُوْا وَكَذَبُوْا، اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَدِمَ تَحَدَّثَ الْمُشْرِكُوْنَ اِنَّ بِهٖ هَزْلًا وَبِاَصْحَابِهٖ، فَاَمَرَهُمْ اَنْ يَّرْمُلُوْا. ②

ابوالطفیل نے بیان کیا، میں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے رمل کے متعلق پوچھا اور میں نے کہا، آپ کی قوم کے افراد کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمل کیا ہے، انہوں نے فرمایا: انہوں نے ٹھیک کہا ہے اور انہوں نے غلط کہا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب (مکہ) تشریف لائے تو مشرک باتیں کرنے لگے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (مدینہ جا کر) کمزور پڑ گئے ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) کو حکم دیا کہ وہ رمل کریں۔

---

① مسلم، كتاب الحج، باب استحباب الرمل فى الطواف والعمرة الخ، رقم: ١٢٦٤۔ مسند حميدى، رقم: ٥١١ .
② مسند احمد: ١/ ٢٢٩۔ اسناده حسن .

[۹۴۲/۳۸۷]...... اَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ، نَا حَمَّادُ بْنُ سَلِمَةَ، نَا اَبُوْ عَاصِمٍ......

عَنْ اَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ يَزْعَمُ قَوْمُكَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ رَمَلَ، وَاِنَّهٗ سُنَّةٌ، فَقَالَ: صَدَقُوْا وَكَذَبُوْا، قُلْتُ: وَمَا صَدَقُوْا وَكَذَبُوْا؟ فَقَالَ: قَدْ رَمَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ قُرَيْشًا قَالَتْ: دَعَوْهُمْ حَتّٰى يَمُوْتُوْا فِي (العام) الَّذِيْ اُحْصِرُوْا فِيْهِ، فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ، وَالْمُشْرِكُوْنَ مِنْ قِبَلِ قُعَيْقَعَانَ، فَاَمَرَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّرْمُلُوْا بِالْبَيْتِ ثَلَاثَةَ اَشْوَاطٍ فَرَمَلُوْا وَسَعَوْا اِلَى الرُّكْنِ، وَذٰلِكَ لَيْسَ بِسُنَّةٍ، قُلْتُ لِاِبْنِ عَبَّاسٍ: اَنَّ قَوْمَكَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَافَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ عَلٰى بَعِيْرٍ، وَاِنَّ ذٰلِكَ سُنَّةٌ، فَقَالَ: صَدَقُوْا وَكَذَبُوْا اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ لَمَّا بَيَّنَ لَهُ الْمَنَاسِكُ، عَرَضَ لَهُ الشَّيْطَانُ فِي السَّبْعِ فَسَابَقَهٗ، فَسَبَقَهٗ اِبْرَاهِيْمُ، وَاِنَّ جِبْرِيْلَ ذَهَبَ بِهٖ اِلَى الْجَمْرَةَ، فَعَرَضَ لَهُ الشَّيْطَانُ فَرَمَاهُ سَبْعَ حَصَيَاتٍ، فَذَهَبَ ثُمَّ اَتَى بَيْنَ الْجَمْرَةِ وَالْوُسْطٰى، فَرَمَاهُ بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ، فَذَهَبَ ثُمَّ تَلَّ اِسْمَاعِيْلَ لِلْجَبِيْنِ وَعَلَيْهِ ثَوْبٌ اَبْيَضُ فَقَالَ لَهٗ: يَا اَبَهْ اِنَّهٗ لَيْسَ عَلٰى

ابوالطفیل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا: آپ کی قوم کے افراد کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمل کیا ہے اور یہ کہ وہ سنت ہے، تو انہوں نے فرمایا: ان لوگوں نے سچ کہا اور جھوٹ کہا ہے، میں نے کہا: انہوں نے کیا سچ کہا ہے اور کیا جھوٹ کہا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمل کیا، کیونکہ قریش نے کہا: انہیں چھوڑ وحتیٰ کہ وہ اسی غار میں مر جائیں گے جس میں ان کا محاصرہ کیا گیا تھا، پس جب اگلا سال آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ تشریف لائے، جبکہ مشرک قعیقعان (پہاڑ) کی جانب تھے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم فرمایا کہ وہ بیت اللہ کے تین چکروں میں رمل کریں (کندھے ہلا ہلا کر تیز تیز چلیں)، پس انہوں نے رکن تک رمل کیا، اور یہ سنت نہیں ہے، میں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا: آپ کی قوم کے افراد کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفا و مروہ کے درمیان اونٹ پر سعی کی ہے اور یہ سنت ہے، تو انہوں نے فرمایا: انہوں نے سچ کہا اور غلط بات کی ہے، کیونکہ جب ابراہیم علیہ السلام کو مناسک حج بیان کر دیئے گئے تو شیطان سات مقامات پر ان کے آڑے آیا، پس اس نے ان سے مسابقت کی تو ابراہیم علیہ السلام اس پر سبقت لے گئے اور جبریل علیہ السلام انہیں جمرہ پر لے گئے، شیطان ان کے آڑے آیا تو انہوں نے اسے سات کنکریاں ماریں، پس وہ چلا گیا، پھر وہ جمرہ اور جمرہ وسطی کے درمیان آیا تو انہوں نے اسے سات کنکریاں ماریں، وہ چلا گیا، پھر انہوں نے اسماعیل علیہ السلام کو پیشانی کے بل

ثَوْبٍ غَيْرِ (ذِی) يَكْفِيْنِیْ عَنْهُ، فَاَخْلَعَهُ عَنِّیْ حَتّٰی تَلفنِیْ فِيْهِ، فَبَيْنَمَا هُوَ يَخْلَعُهُ اِذْ نُوْدِیَ ﴿اَن يَّاِبْرٰهِيْمَ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّوْيَا اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِيْنَ﴾ فَالْتَفَتَ فَاِذَا هُوَ بِكَبْشٍ اَبْيَضِ اَقْرَنَ اَعْيَنِ، فَذَبَحَهُ ثُمَّ ذَهَبَ اِلَی الْجَمْرَةِ الْقَصْوٰی فَرَمَاهَا سَبْعَ حَصَيَاتٍ، ثُمَّ اَتٰی بِهٖ مِنًی فَقَالَ: هٰذَا مَنَاخُ النَّاسِ، ثُمَّ اَتٰی بِهٖ جَمْعًا فَقَالَ: هَذَا الْمَشْعَرُ الْحَرَامِ، ثُمَّ اَتٰی عَرَفَةَ فَقَالَ لَهُ: هَلْ عَرَفْتَ؟ فَمِنْ ثُمَّ سُمِّيَتْ عَرَفَةَ، ثُمَّ قَالَ: اَتَدْرِیْ كَيْفَ كَانَتِ التَّلْبِيَّةُ، اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ اُمِرَ اَنْ يُّؤَذِّنَ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ، فَرُفِعَتْ لَهُ الْقُرٰی، وَخَفَضَتِ الْجِبَالُ وَرُؤُوْسُهَا، فَاَذَّنَ بِالنَّاسِ فِی الْحَجِّ. ①

لٹایا اور ان پر سفید کپڑا تھا، کیونکہ لباس کے علاوہ ان پر کوئی اور کپڑا نہ تھا جو ان اس سے کفایت کرتا، پس اسے مجھ سے اتار دو حتیٰ کہ تم مجھے اس میں لپیٹ لو، پس اس اثنا میں کہ وہ اسے اتار رہے تھے تو آواز دی گئی: ''کہ اے ابراہیم! تم نے خواب سچ کر دکھایا، ہم نیکوکاروں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں۔'' پس انہوں نے اچانک وہاں سفید رنگ کا بڑی آنکھوں اور سینگوں والا مینڈھا دیکھا تو انہوں نے اسے ذبح کر دیا، پھر وہ جمرہ قصویٰ پر تشریف لے گئے تو اسے سات کنکریاں ماریں، پھر وہ انہیں منیٰ لائے تو انہیں فرمایا: یہ لوگوں کے اونٹ بٹھانے کی جگہ ہے، پھر انہیں مزدلفہ لائے، تو فرمایا: یہ مشعر حرام ہے، پھر انہیں عرفات لائے تو انہیں فرمایا: کیا تم نے معلوم کر لیا ہے؟ کہ اس کا نام عرفہ (عرفات) کیوں رکھا گیا؟ پھر کہا: کیا آپ کو معلوم ہے کہ تلبیہ کس طرح تھا؟ ابراہیم (علیہ السلام) کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ لوگوں میں حج کا اعلان کریں، ان کے لیے بستیاں بلند کر دی گئیں اور پہاڑ اپنی چوٹیوں سمیت پست کر دیئے گئے تو انہوں نے لوگوں میں حج کا اعلان کیا۔

[۹۴۳/۳۸۸]...... اَخْبَرَنَا وَكِيْعٌ، نَا الرَّبِيْعُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنِ ابْنِ طُهْفَةَ، عَنْ اَبِی الطُّفَيْلِ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا اُمِرَ اِبْرَاهِيْمُ اَنْ يُّؤَذِّنَ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ، رُفِعَتْ لَهُ الْقُرٰی، وَتَوَاضَعَتْ لَهُ الْجِبَالُ، فَقَالَ: يَا اَيُّهَا النَّاسُ اَجِيْبُوْا رَبَّكُمْ، فَاَجَابُوْهُ. ②

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: جب ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ وہ لوگوں میں حج کا اعلان کریں، تو ان کے لیے بستیاں بلند کر دی گئیں اور پہاڑ پست کر دیئے گئے، تو انہوں نے فرمایا: لوگو! اپنے رب کی دعوت کو قبول کرو، تو

---

① سنن ابوداود، کتاب المناسك، باب الرمل، رقم: ۱۸۸۵۔ قال الشيخ الالبانی: صحيح۔ مسند احمد:۱/ ۲۹۷، ۳۱۱.

② انظر ما قبله.

انہوں نے اسے قبول کیا۔

فوائد: ...... ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ اَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّ عَلٰی كُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍo﴾ (الحج: ۲۷)......''اور (اے ابراہیم علیہ السلام!) لوگوں میں حج کی منادی کر دو لوگ تیرے پاس پیادہ بھی آئیں گے اور دبلے پتلے اونٹوں پر بھی دور دراز کی راہوں سے آئیں گے۔''

سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا: اس بے آباد ویرانے سے باہر آبادیوں تک میری آواز کیسے پہنچے گی؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اعلان کرنا تمہارا کام ہے اور اسے لوگوں تک پہنچانا ہمارا کام ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کا یہ اعلان نہ صرف اس وقت کے زندہ انسانوں تک پہنچا دیا، بلکہ عالم ارواح میں تمام روحوں تک بھی یہ آواز پہنچا دی گئی۔ جس جس شخص کی قسمت میں بیت اللہ کی زیارت لکھی تھی اس نے سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کے اعلان کے جواب میں لبیک کہی۔ حج کے تلبیہ کی اصل بنیاد سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کے اسی اعلان کا جواب ہے۔ (تفسیر ابن کثیر، سورۃ الحج: ۲۷)

[۹٤٤/۳۸۹]...... اَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ، نَا مَعْمَرٌ، عَنِ ابْنِ خُثَیْمٍ، عَنْ اَبِی الطُّفَیْلِ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُمْرَةَ الْحُدَيْبِيَّةِ قَالَ: اِنَّهُمْ سَيَرَوْنَكُمْ غَدًا فَلْيَرَوْا بِكُمْ جِلْدًا، قَالَ: فَسَعَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَسَعَوْا مَعَهٗ حَتَّى بَلَغُوْا الرُّكْنَ الْيَمَانِيْ، ثُمَّ مَشَوْا حَتَّى بَلَغُوْا الْحَجَرَ الْاَسْوَدَ، ثُمَّ سَعَوْا حَتَّى بَلَغُوْا الرُّكْنَ الْيَمَانِي. فَفَعَلَ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ مَشٰى اَرْبَعًا. ①

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ حدیبیہ کے لیے تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ (مشرک) کل تمہیں دیکھیں گے، تو وہ تم میں قوت و سختی دیکھیں۔'' راوی نے بیان کیا، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیز چلے اور وہ بھی آپ کے ساتھ تیز تیز چلے حتیٰ کہ وہ رکن یمانی تک پہنچے، پھر عام چال چلے حتیٰ کہ حجر اسود تک پہنچ گئے، پھر تیز چلے حتیٰ کہ رکن یمانی تک پہنچے، آپ نے تین بار (تین چکروں میں) اس طرح کیا اور پھر چار چکر عام چال چل کر لگائے۔

فوائد: ...... رمل صرف طواف قدوم کے پہلے تین چکروں میں ہی کرنا مسنون ہے جبکہ باقی چار چکر بغیر رمل کے ہیں۔

[۹٤٥/۳۹۰]...... اَخْبَرَنَا وَكِيْعٌ، نَا سُفْيَانُ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ اَبِی الْعَبَّاسِ، عَنْ اَبِی الطُّفَيْلِ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كُنَّا نُسَمِّی زَمْزَمَ شَبَاعَةَ،

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: ہم آب زم زم کو شباعہ

---

① سنن ابوداود، کتاب المناسك، باب الرمل، رقم: ۱۸۸۹۔ سنن ابن ماجه، کتاب المناسك، باب الرمل حول البيت، رقم: ۲۹۵۳۔ قال الشيخ الالباني: صحيح۔ مسند احمد: ۱/ ۳۱٤.

وَنَزْعَمُ اَنَّهَا نِعْمَ الْعَوْنِ عَلَى الْعَيَالِ . ① (سیر کر دینے والا) کہا کرتے تھے، اور ہم کہتے تھے کہ وہ اہل وعیال پر بہترین مددگار ہے۔

فوائد:...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ زمزم کا پانی کھانے کا کھانا ہے۔ سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((خَيْرُ مَاءٍ عَلَى وَجْهِ الْاَرْضِ مَاءُ زَمْزَمَ فِيْهِ طَعَامُ الطُّعْمِ وَشِفَاءُ السَّقْمِ .)) (مجمع الزوائد: ۳/ ۲۸۶۔ رجاله صحيح) ......''زمین پر سب سے بہتر پانی زمزم ہے جو بھوکے کا کھانا اور بیمار کی شفاء ہے۔''

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهٗ .)) (سنن دارقطني: ۲/ ۲۸۹) ''زمزم کا پانی جس مقصد کے لیے پیا جائے وہی مقصد پورا ہوتا ہے۔''

(تفصیل کے لیے دیکھئے سیّدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ کہ وہ کسی دن مکہ میں صرف زمزم پر گزارہ کرتے رہے۔) (مسلم، كتاب فضائل الصحابه، باب فضائل ابی ذر، رقم: ۲۴۷۳)

[۹۵۳/۳۹۱]...... اَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ ، نَا الْحَجَّاجُ ، عَنْ حُسَيْنِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ عِكْرِمَةَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ فِي الثَّوْبِ الْمَصْبُوْغِ لِلْمُحْرِمِ ، مَا لَمْ يَكُنْ بِهٖ رِدْعٌ وَلَا نَفْضٌ . ②

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام والے شخص کے لیے ایسا رنگ دار کپڑا پہننے کی اجازت دی ہے جس پر زعفران کا نشان ہو نہ اس کا رنگ اترا ہوا ہو۔

فوائد:...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا رنگ دار کپڑوں کی اجازت ہے بشرطیکہ زعفران کے نشانات اس پر نہ ہوں۔ لیکن سفید لباس پہننا زیادہ بہتر ہے۔ جیسا کہ سیّدنا سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سفید کپڑے پہنا کرو، یہ سب سے زیادہ بہتر اور پسندیدہ ہے اور انہی میں اپنے مردوں کو کفن دیا کرو۔''

(سنن نسائی، كتاب الزينة، باب الامر بلبس البيض من الثياب)

[۹۶۷/۳۹۲]...... اَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ زِيَادٍ ، عَنْ عِكْرِمَةَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: طَافَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَيْتِ عَلٰى بَعِيْرٍ ، وَمَعَهٗ مِحْجَنٌ يَسْتَلِمُ الْحَجَرَ ، فَلَمَّا طَافَ

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ پر بیت اللہ کا طواف کیا، آپ کے پاس خم دار چھڑی تھی جس سے حجر اسود کا استلام کرتے تھے، جب آپ نے

---

① طبرانی کبیر: ۱۰/ ۲۷۱ رقم: ۱۰۶۳۷۔ صحيح ترغيب وترهيب، رقم: ۱۱۶۳۔ مصنف عبدالرزاق، رقم: ۹۱۲۰ .

② مسند احمد: ۱/ ۳۶۲۔ قال شعيب الارناؤط: حسن لغيره۔ مسند ابی يعلی ، رقم: ۲۵۷۹ .

اسْبُوْعًا صَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ اَتَى السِّقَايَةَ فَدَعَا بِشَرَابٍ، فَقَالَ الْعَبَّاسُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا نَأْمُرُ لَكَ مِمَّا نَصْنَعُ فِيْ بُيُوْتِنَا، فَقَالَ لَا، بَلْ تَسْقُوْنِيْ مِمَّا يَشْرَبُ مِنْهُ النَّاسُ، فَأُتِيَ بِهِ فَشَرِبَ. ①

سات چکر لگا لیے تو دو رکعتیں پڑھیں، پھر آپ پانی پلانے کی جگہ تشریف لائے تو پانی طلب فرمایا، سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! جس طرح ہم اپنے گھروں میں کرتے ہیں کیا آپ کے لیے بھی اسی چیز کا حکم نہ دیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں، بلکہ تم مجھے بھی وہیں سے پلاؤ جہاں سے دوسرے لوگ پی رہے ہیں، پس آپ کی خدمت میں پانی (زم زم) پیش کیا گیا تو آپ نے نوش فرمایا۔

فوائد:......(۱) معلوم ہوا سواری پر بیت اللہ شریف کا طواف کرنا جائز ہے۔

(۲)......معلوم ہوا کہ طواف کے بعد دو رکعت نماز پڑھنی چاہیے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ اتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِمَ مُصَلًّى﴾ (البقرة: ۱۲۵) ...... ''تم مقام ابراہیم کو جائے نماز مقرر کرلو۔''

اور ان دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے بعد پہلی میں ﴿قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ اور دوسری رکعت میں ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پڑھنا مسنون ہے۔ (سنن ترمذی، ابواب الحج، باب جاء ما يقرأ في ركعتي الطواف)

یہ بھی معلوم ہوا کہ مقام ابراہیم کی دو رکعتوں کے بعد زمزم پینا مسنون ہے۔

شیخ البانی رحمہ اللہ نے حجۃ النبی میں نقل فرمایا ہے کہ مقام ابراہیم میں دو رکعتیں ادا کرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمزم کے کنوئیں کی طرف گئے اور اس سے پانی پیا، اور کچھ پانی سر پر بھی ڈالا۔ (حجة النبي للالباني، ص: ۵۸)

[۹٦٨/۳۹۳]...... اَخْبَرَنَا الثَّقَفِيُّ، نَا خَالِدُ الْحَذَّاءِ، عَنْ عِكْرِمَةَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَافَ بِالْبَيْتِ عَلٰى بَعِيْرٍ، فَلَمَّا اَتٰى عَلَى الرُّكْنِ اَشَارَ اِلَيْهِ. ②

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ پر بیت اللہ کا طواف کیا، پس جب آپ رکن کے پاس آئے تو اس کی طرف اشارہ فرمایا۔

فوائد:......حجر اسود کو بوسہ دینا اس کی طرف صرف اشارہ کرنا جس چیز کے ساتھ اشارہ کیا ہو اسے بعد میں بوسہ دینا یہ تینوں طریقے درست ہیں۔

---

① سنن ابوداود، كتاب المناسك، باب الطواف الواجب، رقم: ۱۸۸۱

② بخاری، كتاب الحج، باب من اشار الى الركن اذا اتى عليه، رقم: ۱٦۱۲۔ سنن ترمذی، رقم: ۸٦۵۔ سنن نسائی، رقم: ۲۹۵۵۔ مسند احمد: ۱/ ۲٦٤.

11

کتاب الصوم

روزوں کے احکام ومسائل

[۱/۳۹۴]...... أَخْبَرَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَيُّوبَ، يُحَدِّثُ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَشِّرُ أَصْحَابَهُ يَقُولُ: جَاءَ كُمْ رَمَضَانُ شَهْرٌ مُبَارَكٌ فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ صِيَامَهُ، يُفْتَحُ فِيهِ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ، وَيُغْلَقُ فِيهِ أَبْوَابُ الْجَحِيمِ، وَتُغَلُّ فِيهِ الشَّيَاطِينُ، فِيهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ، مَنْ حُرِمَ خَيْرَهَا فَقَدْ حُرِمَ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خوش خبری سناتے ہوئے یوں فرمایا کرتے تھے: ''بابرکت ماہ رمضان تمہارے پاس آیا ہے، اللہ نے اس کا روزہ تم پر فرض کیا ہے، اس میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں، شیاطین کو طوق پہنا دیئے جاتے ہیں، اس میں ایک رات (شب قدر) ہزار مہینوں (کی عبادت) سے بہتر ہے، جو اس کی خیر و بھلائی سے محروم رہا تو وہ (ہر لحاظ سے) محروم رہا۔''

فوائد: ...... (ا)...... صیام، صوم کا لغوی معنی رک جانا ہے اور اصطلاحی اعتبار سے روزہ اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے۔ جس میں ایک مسلمان طلوع فجر سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے پینے، جماع کرنے سے رکا رہتا ہے۔ روزے دو ہجری میں فرض ہوئے، نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے نو سال ماہِ رمضان کے روزے رکھے۔ مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ لیڈر کو اپنی رعایا کو خوشی کی خبر دینی چاہیے اور آپ تو ویسے بھی بشیر اور مبشر تھے۔

① سنن نسائی، کتاب الصیام، باب ذکر الاختلاف علی معمر، رقم: ۲۱۰۶۔ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۵۵۔ صحیح ترغیب و ترهیب، رقم: ۹۹۹۔ مسند احمد: ۲/ ۵۲۵.

یہ بھی معلوم ہوا کہ ماہِ رمضان نیکیوں کے لحاظ سے بابرکت ہے کیونکہ اس مہینے میں کیا ہوا عمرہ حج کے برابر ہے۔ اور پھر روزے کا اجر بے حساب ہے۔ اس میں اللہ ذوالجلال کثرت سے اپنے بندوں کو جہنم سے آزاد کرتے ہیں اور روزوں کی برکت سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ نبی معظم ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ .)) (بخاری، رقم: ۳۸) ''جس نے ایمان لاتے ہوئے اور ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔''

(۲)...... معلوم ہوا رمضان المبارک کے مہینے کے روزے فرض ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝﴾ (البقرة: ۱۸۳) ''اے ایمان والو! تم پر روزے رکھنا فرض کیا گیا جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر (روزے) فرض کیے گئے تھے تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔

(۳)...... جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ اس سے بھی ماہ رمضان کی عظمت وفضیلت ثابت ہوتی ہے اور دروازوں کا کھلنا اور بند ہونا حقیقی ہے۔ نہ کہ اس سے مراد رحمت و بخشش اور جہنم کے دروازوں سے مراد غضب کے دروازے ہیں، جیسا کہ بعض لوگ تاویلات پیش کرتے ہیں۔

(۴)...... معلوم ہوا ماہ رمضان میں شیطانوں کو جکڑ دیا جاتا ہے۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ شیطانوں کو جکڑ دیا جاتا ہے اس کے باوجود پھر بھی انسان گناہ کرتے ہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ گناہ پر انسان کا اپنا نفس بھی ابھارتا ہے اور گیارہ مہینے انسان کا نفس گناہوں کا عادی ہوتا ہے اور پھر اس مہینے میں بھی انسان اپنی اصلاح کے لیے کوشش نہیں کرتا۔ روزے نہیں رکھتا، نہ تلاوت کرتا ہے، نہ ہی نفل ونوافل پڑھتا ہے اور اس کے نفس کی اصلاح رمضان المبارک میں بھی نہیں ہوتی، اس لیے وہ گناہوں سے نہیں بچتا۔ اس کا مشاہدہ یکم رمضان کی فجر کی نماز اور یکم شوال عیدالفطر کے روز فجر کی نماز میں نمازیوں کی تعداد سے بھی کیا جا سکتا ہے۔

(۵)...... رمضان المبارک کی افضل ترین رات اور ہزار مہینوں سے بہتر لیلۃ القدر کی رات ہے۔ ارشاد ربانی ہے: ﴿لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ﴾ (القدر: ۳)...... ''قدر کی رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔''

معلوم ہوا لیلۃ القدر کی عبادت کرنا بڑی خوش قسمتی ہے۔ کیونکہ ایک رات عبادت میں گزارنے سے ۸۳ سال ۴ مہینے سے زیادہ راتوں کا ثواب مل جاتا ہے، لیکن کوئی سستی کرے تو حقیقتاً اتنے بڑے ثواب سے محروم رہنا بڑی بدنصیبی ہے۔

[۲/۳۹۵]...... أَخْبَرَنَا الثَّقَفِيُّ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: قَدْ جَاءَكُمْ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے پاس رمضان کا بابرکت

رَمَضَانُ شَهْرٌ مُبَارَكٌ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ سَوَاءً. ①

مہینہ آیا ہے۔'' پس حدیث سابق کے مثل روایت کیا۔

[۱۲/۳۹۶]...... أَخْبَرَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ......

عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، كَانَ فِي سَفَرٍ، فَنَزَلُوا مَنْزِلًا، فَأَرْسَلُوا إِلَيْهِ رَسُولًا وَهُوَ يُصَلِّي لِيَطْعَمَ، فَقَالَ: لِلرَّسُولِ إِنِّي صَائِمٌ، فَلَمَّا وُضِعَ الطَّعَامُ وَكَادُوا أَنْ يَفْرُغُوا جَعَلَ يَأْكُلُ فَنَظَرُوا إِلَى رَسُولِهِمْ، فَقَالَ: قَدْ أَخْبَرَنِي أَنَّهُ صَائِمٌ، فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: صَدَقَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: صَوْمُ شَهْرِ الصَّبْرِ، وَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ صَوْمُ الدَّهْرِ، فَقَدْ صُمْتُ ثَلَاثًا مِنَ الشَّهْرِ فَأَنَا مُفْطِرٌ فِي تَخْفِيفِ اللّٰهِ وَصَائِمٌ فِي تَضْعِيفِ اللّٰهِ. ②

ابوعثمان النہدی سے روایت ہے کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سفر میں تھے، انہوں نے ایک جگہ قیام کیا تو انہوں نے ایک قاصد ان کی طرف بھیجا، جبکہ وہ نماز پڑھ رہے تھے، تاکہ وہ کھانا کھالیں، انہوں نے قاصد سے فرمایا: میں روزہ دار ہوں، جب کھانا لگا دیا گیا اور قریب تھا کہ وہ فارغ ہوجائیں تو وہ بھی کھانا کھانے لگے، پس انہوں نے اپنے قاصد کی طرف دیکھا، تو اس نے کہا: انہوں نے مجھے بتایا تھا کہ وہ روزہ دار ہیں، سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس نے سچ کہا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''ماہ صبر کا روزہ اور ہر ماہ تین دن روزہ رکھنا ہمیشہ روزہ رکھنے کے مترادف ہے۔'' میں مہینے کے تین روزے رکھ چکا ہوں، میں اللہ کی تخفیف میں روزہ چھوڑنے والا ہوں اور اللہ کی تضعیف میں روزہ رکھنے والا ہوں۔

فوائد:...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ رمضان المبارک کے روزے اور اس کے علاوہ ہر مہینے میں تین روزے رکھنا ہمیشہ روزے رکھنے کے مترادف ہیں۔ کیونکہ ایک انسان نیکی کرتا ہے تو اس کا دس گنا ثواب ملتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا﴾ (الانعام: ۱۶۰)...... ''جو شخص نیک کام کرے گا اس کو اس کا دس گنا ملے گا۔'' مزید معلوم ہوا کہ سفر میں روزہ افطار کیا جا سکتا ہے۔

[۱۳/۳۹۷]...... أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَبَّاسٍ الْجُرَيْرِيِّ......

عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، قَالَ: تَضَيَّفْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ سَبْعًا، وَكَانَ هُوَ وَامْرَأَتُهُ وَخَادِمُهُ يَعْتَقِبُونَ اللَّيْلَ أَثْلَاثًا، يَقُومُ هَذَا وَيَنَامُ

ابوعثمان الہندی نے بیان کیا: میں نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو سات دن تک مہمان ٹھہرایا، ان کے ساتھ ان کی اہلیہ اور ان کے خادم تھے، انہوں نے رات کے تہائی تہائی حصے

---

① تقدم تخریجه: ۱

② مسند احمد: ۲/ ۳۸٤، ۵۱۳۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۳٦۵۹۔ قال شعیب الارناؤط: اسناده صحیح.

هَذَا، وَيَقُومُ هَذَا وَيَنَامُ هَذَا، وَسَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَسَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَمْرًا فَأَصَابَنِي سَبْعَ تَمَرَاتٍ، فَكَانَ فِيهِ حَشَفَةٌ، مَا كَانَ شَيْءٌ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْهَا شَدَّتْ فِي مَضَاغِي. قَالَ سُلَيْمَانُ: أَيْ كَانَ لَهَا قُوَّةٌ، قَالَ: فَقُلْتُ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، فَكَيْفَ تَصُومُ الشَّهْرَ؟ فَقَالَ: أَصُومُ مِنْ أَوَّلِ الشَّهْرِ ثَلَاثًا، فَإِنْ حَدَثَ بِي حَدَثٌ كَانَ لِي أَجْرُ شَهْرِي. ①

کی باری مقرر کی تھی، یہ قیام کرتے اور وہ سو جاتا اور یہ قیام کرتا تو وہ سو جاتے، اور میں نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجوریں تقسیم کیں تو میرے حصے میں سات کھجوریں آئیں، ان میں ایک خراب خشک کھجور تھی وہ مجھے سب سے زیادہ محبوب تھی اس نے میرے کھجور چبانے کو مضبوط کر دیا۔ سلیمان نے کہا: یعنی اس کی قوت تھی، راوی نے بیان کیا، میں نے کہا: ابوہریرہ! آپ مہینے میں کس طرح روزہ رکھتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: میں مہینے کے شروع میں تین روزے رکھتا ہوں، پس اگر میرے ساتھ کوئی مسئلہ درپیش آ جائے تو میرے لیے مہینہ بھر کا اجر وثواب ہے۔

فوائد:...... مذکورہ حدیث سے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے گھرانے اور آپ کا اللہ ذوالجلال کی عبادت کرنے کے شوق کا اثبات ہوتا ہے۔ معلوم ہوا کہ آپ رضی اللہ عنہ کو عبادت اور ذکر الٰہی سے خاص شغف تھا، یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ رضی اللہ عنہ اپنے اہل وعیال سے لاپرواہ نہیں ہوتے تھے کہ خود تو عبادت کی، لیکن اہل وعیال کا پتہ ہی نہیں جیسے آج کل صورت حال ہے کہ باپ کا تعلق حزب اللہ سے ہے اور بیٹے کا تعلق حزب الشیطان سے ہے۔ ارشاد باری ہے: ﴿وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَ اصْطَبِرْ عَلَيْهَا﴾ (طٰه: ۱۳۲)...... ''اپنے گھرانے کے لوگوں کو نماز کی تاکید کر اور خود بھی اس پر جما رہ۔'' مذکورہ حدیث میں کھجوروں کی تقسیم کا ذکر ہے۔

جس سے مقصود یہ ہے کہ عہد نبوی میں معاشی حالات انتہائی تنگ تھے۔ لیکن اس کے باوجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دین اسلام پر قائم رہے، اگر تنگی تھی تو انہوں نے صبر کیا اور فراخی ملی تو اللہ ذوالجلال کا شکر کیا، یعنی ہر حال میں خوش رہے۔

معلوم ہوا تین روزے مہینے میں جس وقت چاہیے رکھ لیں، مہینے کے شروع میں یا درمیان یا آخر میں لیکن افضل ایام بیض کے روزے ہیں۔ یہ وہ تین روزے ہیں جن کی آپؐ نے ابوہریرہؓ کو وصیت کی تھی، بعض روایات میں ہے: ''میں مہینے کے آخر میں رکھ لیتا ہوں۔'' اور لفظ آخِرُ شَهْرِي کے منقول ہیں۔ جبکہ مذکورہ بالا روایت میں أَجْرُ شَهْرِي کے لفظ منقول ہیں۔

---

① بخاری، کتاب الاطعمة، باب الحشف: ٥٤٤١۔ مسند احمد: ٢/ ٣٥٣۔ ارواء الغليل: ٤/ ١٠٠.

[۱۱۸/۳۹۸]...... أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ أَوْ شَرِبَ نَاسِيًا فِي صَوْمِهِ، فَلْيُمْضِ صَوْمَهُ، فَإِنَّمَا أَطْعَمَهُ اللّٰهُ وَسَقَاهُ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی روزے کی حالت میں بھول کر کھا لے یا پی لے تو وہ اپنا روزہ نہ توڑے پورا کرے، اسے تو اللہ نے کھلایا پلایا ہے۔''

[۱۱۹/۳۹۹]...... أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا عَوْفٌ، عَنْ خِلَاسٍ، وَمُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَكَلَ نَاسِيًا أَوْ شَرِبَ نَاسِيًا فَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ، فَإِنَّمَا أَطْعَمَهُ اللّٰهُ وَسَقَاهُ. ②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص بھول کر کھا لے یا بھول کر پی لے تو وہ اپنا روزہ پورا کرے کیونکہ اسے تو اللہ نے کھلایا پلایا ہے۔''

فوائد:...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ جس نے بھول کر روزہ میں کھایا پیا تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹے گا کیونکہ شریعت نے انسان کی فطرتی کمزوریوں کو ملحوظ رکھا ہے اور بھول جانا بھی انسان کی فطرت ہے۔ اور شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام میں ان چیزوں پر مواخذہ نہیں جیسا کہ حدیث میں ہے، سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ نے میری خاطر میری امت کو غلطی، بھول اور وہ کام معاف کر دیئے ہیں جن پر انہیں مجبور کیا گیا ہو۔'' (سنن ابن ماجه، رقم : ۲۰۴۳) اس سے اسلام کی شفقت وسہولت کا بھی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

[۴۰۰/۵۴]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ، قَالَ......

سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صُومُوا لِرُؤْيَةِ الْهِلَالِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَةِ الْهِلَالِ، أَوْ قَالَ: صُومُوا حِينَ تَرَوْهُ وَأَفْطِرُوا إِذَا رَأَيْتُمُوهُ،

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''چاند دیکھ کر روزہ رکھنا شروع کرو، اور چاند دیکھ کر ہی روزہ رکھنا بند کر دو۔'' یا فرمایا: ''جس وقت تم اسے دیکھو تو روزہ رکھو، اور جب اس (شوال کے چاند) کو دیکھو تو

---

① بخاری، کتاب الصوم، باب اذا اکل او شرب ناسیا، رقم: ۱۹۳۳۔ مسلم، کتاب الصیام، باب من اکل ناسیاً وشربه، رقم: ۱۱۵۵۔ سنن ترمذی، رقم: ۷۲۱۔ سنن دارمی، رقم: ۱۷۲۶۔ طبرانی اوسط، رقم: ۹۴۹.

② السابق.

فَإِنْ غَمِیّ عَلَيْكُمْ فَعُدُّوا ثَلَاثِينَ ①

روزہ رکھنا بند کر دو، اگر تم پر مطلع ابر آلود ہو جائے تو تیس کی گنتی پوری کر لو۔''

[٤٨٨/٤٠١]...... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، أَوْ أَبِي سَلَمَةَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا رَأَيْتُمُ الْهِلَالَ فَصُومُوا، وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَعُدُّوا ثَلَاثِينَ. ②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپؐ نے فرمایا: ''جب تم (رمضان کا) چاند دیکھ لو تو روزہ رکھو، اور جب تم اس (شوال کے چاند) کو دیکھ لو تو روزہ رکھنا بند کر دو، اگر مطلع ابر آلود ہو تو پھر تیس کی گنتی شمار کر لو۔''

[٥٥/٣٠٢]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، قَالَ......

سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَذَكَرَ مِثْلَهُ، وَقَالَ: فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ. ③

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پس راوی نے حدیث سابق کے مثل ذکر کیا، اور فرمایا: ''اگر تم پر مطلع ابر آلود ہو۔''

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ چاند دیکھ کر روزے رکھنے شروع کرنے چاہیں اور چاند دیکھ کر ہی روزے رکھنا ختم کرنے چاہیں۔ لیکن اگر ماہ شعبان کے انتیسویں روز مطلع ابر آلود ہونے کے باعث رمضان کا چاند نظر نہ آئے تو پھر روزہ نہیں رکھنا چاہیے۔ بلکہ شعبان کے تیس دن پورے کر لیے جائیں۔ اسی طرح رمضان المبارک کی انتیسویں روز مطلع ابر آلود ہونے کی وجہ سے شوال کا چاند نظر نہ آئے تو روزے تیس مکمل کرنے چاہئیں، کیونکہ مشکوک دن کا روزہ رکھنا جائز نہیں۔ یعنی ماہ شعبان کا تیسواں دن ہے، اس رات مطلع ابر آلود ہو اور اس باعث چاند نظر نہ آ سکے تو یقیناً شک رہے گا کہ آیا صبح رمضان ہے یا تیس شعبان؟ تو روزہ نہیں رکھنا چاہیے جیسا کہ سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس نے مشکوک دن کا روزہ رکھا، اس نے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔

(سنن ابی داود، رقم: ٢٣٣٤ـ سنن دارمی، رقم: ١٦٨٢ اسناده حسن)

[٥٨/٤٠٣]...... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ، قَالَ......

سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

---

① بخاری، کتاب الصوم، باب قول النبی ﷺ اذا رایتم الهلال الخ، رقم: ١٩٠٩ـ مسلم، کتاب الصيام، باب وجوب صوم رمضان لرؤية الهلال: رقم: ١٠٨١ـ سنن ابوداود، رقم: ٢٣٢٠ـ سنن ترمذی: رقم:٦٨٤١.

② انظر: ٥٤. ③ السابق.

رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَقُولُ اللّٰهُ: يَا ابْنَ آدَمَ، كُلُّ الْعَمَلِ كَفَّارَةٌ إِلَّا الصَّوْمَ هُوَ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ، وَلَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ. ①

فرمایا: ''اللہ فرماتا ہے: ابن آدم! روزے کے علاوہ ہر عمل کفارہ ہے، وہ (روزہ) میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا، روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے بہتر ہے۔''

[٤٠٤/٥٩]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ، قَالَ...... سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ سَوَاءً. ②

محمد بن زیاد نے بیان کیا، میں نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی مثل بیان کرتے ہوئے سنا ہے۔

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے روزے کی فضیلت واضح ہوتی ہے اور معلوم ہوا کہ نیک عمل کرنے سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ مذکورہ حدیث میں۔ ((اَلصَّوْمُ هُوَلِيْ)) اس لیے ہے کہ روزہ ایک ایسا عمل ہے، جس میں ریا اور نمود ونمائش کو دخل نہیں ہوتا، آدمی خالص اللہ تعالیٰ ہی کے ڈر سے اپنی تمام خواہشات ترک کر دیتا ہے۔ علماء کا کہنا ہے: ''روزہ میرے لیے ہے'' یہ روزے کے ثواب کی کثرت کے لیے بیان ہوا ہے۔

حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ اَلصَّوْمُ لِيْ، کا کیا معنی ہے؟ فرمایا: روزہ اصل میں صبر ہے، انسان کھانے پینے اور جائز طریقہ سے حاجت پوری کرنے سے رک جاتا ہے اور صبر کا اجر بغیر حساب کے دیا جائے گا، پھر آپؒ نے قرآن کریم کی اس آیت کی تلاوت فرمائی: ﴿إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ۝﴾ (الزمر: ۱۰)...... ''صبر کرنے والوں کو ان کا اجر بغیر حساب کے دیا جائے گا۔'' (شرح السنۃ: ٦/ ٣٣٥)

اَلصَّوْمُ لِيْ میں کئی وجوہات ہوسکتی ہیں، یعنی دوسری عبادات میں اطاعت غالب ہوتی ہے۔ اور روزہ میں محبت غالب ہے۔ روزہ دار میں محبت کی علامات جمع ہو جاتی ہیں اور محبان کی چھ نشانیاں ہیں:

(۱) ٹھنڈی آہ بھرنا۔ (۲) رنگ کا پیلا ہونا۔ (۳) آنکھ کا تر ہونا۔ (۴) کم کھانا۔ (۵) کم بولنا۔ (٦) کم سونا۔

یہ مذکورہ بالا نشانیاں ایک روزے دار میں بھی پائی جاتی ہیں، اطاعت شعار بندے کا بدلہ ثواب ہے لیکن محبّ کا بدلہ محبوب کی ملاقات ہے۔ دیگر عبادات میں ریا ممکن ہے، روزے میں ریا نہیں ہوتی اور قیامت کے دن دوسری عبادتیں اہل حقوق چھین سکتے ہیں یعنی وہ لوگ جن کے اس کے ذمہ کچھ حقوق ہوں جیسا کہ احادیث میں آیا ہے مگر روزہ کسی بھی

① بخاری، کتاب التوحید، باب ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم الخ، رقم: ٧٥٣٨۔ مسلم، کتاب الصیام، باب فضل الصیام، رقم: ١١٥١۔ سنن نسائی، رقم: ٢٢١١۔ مسند احمد: ٢/ ٣٩٣.

② السابق.

حق والے کو نہ دیا جائے گا، اللہ ذوالجلال فرمائے گا کہ روزہ تو میرا ہے یہ کسی کو نہیں ملے گا۔ کفار ومشرکین دوسری عبادتیں بتوں کے لیے کر لیتے مثلاً: قربانی، سجدہ، حج اور خیرات وغیرہ، مگر کوئی کافر بت کے لیے روزہ نہیں رکھتا تھا۔

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، اشعة اللمعات شرح مشکوٰۃ ملخصا)

اَنَا اَجْزِیْ بِہٖ، میں خود ہی اس کی جزا ہوں یا جزا دوں گا۔ یعنی قیامت کے دن روزہ داروں کو میرا دیدار اور خوشنودی نصیب ہوگی۔ واللہ اعلم

معلوم ہوا کہ روزہ دار کے منہ کی بو مشک سے زیادہ اللہ کے ہاں خوشبودار ہے۔

خُلُوْفٌ: کافی دیر تک نہ کھانے پینے کی وجہ سے منہ سے جو بو آتی ہے اسے کہتے ہیں۔ بعض لوگوں کا یہ نظریہ ہے کہ روزے کی حالت میں مسواک نہیں کرنی چاہیے، کیونکہ وہ بدبو ختم ہو جاتی ہے۔ لیکن یہ درست نہیں کیونکہ یہ بدبو معدہ خالی ہونے کی وجہ سے آتی ہے اور اس کا تعلق مسواک کرنے سے نہیں ہے۔

[۱۷۰/۴۰۵]...... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِيَّاكُمْ وَالْوِصَالَ، إِيَّاكُمْ وَالْوِصَالَ، إِيَّاكُمْ وَالْوِصَالَ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! فَإِنَّكَ تُوَاصِلُ، قَالَ: فَإِنَّكُمْ فِي ذَلِكُمْ لَسْتُمْ مِثْلِي إِنِّي أَبِيتُ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِينِي، فَاكْلَفُوا مِنَ الْأَعْمَالِ مَا تُطِيقُونَ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وصال سے بچو، وصال سے بچو، وصال سے بچو۔'' انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ تو وصال (افطار کیے بغیر مسلسل روزہ رکھا) کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: ''اس بارے میں تم میرے مثل نہیں ہو، میں رات گذارتا ہوں جبکہ میرا رب مجھے کھلاتا پلاتا ہے، پس تم اتنے ہی اعمال بجا لاؤ جتنی تم طاقت رکھتے ہو۔''

فوائد: ...... مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوا وصال جائز نہیں ہے، وصال سے مراد یہ ہے کہ آدمی ارادی طور پر دو یا اس سے زیادہ دن تک روزہ افطار نہ کرے اور مسلسل روزہ رکھے، نہ رات کو کچھ کھائے اور نہ سحری کے وقت۔ (مزید دیکھئے: النهايه في غريب الاحاديث والاثر)

جمہور اہل علم نے اسے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت قرار دیا ہے۔ امام شافعی، امام ابوحنیفہ، امام مالک رحمہم اللہ نے اسے مکروہ کہا ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اس کو سحری تک کرنا جائز ہے۔ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے امام احمد رحمہ اللہ کے

---

① بخاری، کتاب الصوم، باب النهی عن اکثر الوصال، رقم: ۱۱۰۳.

موقف کو سب سے زیادہ صحیح کہا ہے۔ (توضیح الاحکام: ۳/ ٤٨١)

اور امام احمد رحمہ اللہ اپنے موقف میں یہ روایت پیش کرتے ہیں کہ سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وصال نہ کرو اور اگر تم میں سے کوئی وصال کرنا ہی چاہے تو سحری تک کرے۔'' (بخاری، رقم : ١٩٦٧)

مولانا داود راز رحمہ اللہ فرماتے ہیں: درحقیقت یہ طے کا روزہ نہیں کہ دن کی طرح ساری رات نہ کچھ کھائے نہ پیئے۔
(شرح بخاری: ۳/ ٢١٦ مطبوعه مكتبه قدوسيه)

مذکورہ بالا روایت میں ہے کہ میرا رب مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔ مذکورہ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کئی توجیہات ہیں۔ ان میں سے زیادہ معروف اور اقرب الی السنۃ مندرجہ ذیل ہیں:

(۱)...... اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طاقت وقوت کو ایسے رواں رکھتا جیسے کھانے، پینے کی حالت میں رکھتا ہے۔ مزید یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ مبارک بھی اس بات پر کھلی دلالت کر رہے ہیں کہ اس سے مقصود قوت اکل وشرب ہے۔ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جمہور علماء کی یہی رائے ہے۔ (فتح الباری: ٤/ ٢٠٧)

(۲)...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے مقصود یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی عظمت فکر اور جملہ معارف میں اتنا مشغول ومصروف کر دیتا ہے کہ مجھے کوئی چیز کھانے پینے کا خیال وتصور تک نہیں رہتا، اس پر علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ایک ایسی خوراک ہے جو انسانی بدن کی جملہ خوراک سے انتہائی عمدہ اور بہتر ہے اور جس صاحب کو ادنیٰ درجہ ذوق اور تجربہ حاصل ہو تو وہ اس بات سے لاعلم نہیں کہ دلی اور روحانی خوراک کی وجہ سے انسانی بدن کو جسمانی خوراک کی ضرورت نہیں رہتی۔ (دیکھئے عمدة القاری: ٤/ ٢٠٧)

تم میری مثل نہیں ہو، مطلب یہ ہے کہ میرا اللہ ذوالجلال کے ساتھ جو تعلق ہے اس طرح کا تعلق تمہارا نہیں ہے اس تعلق کی وجہ سے اللہ ذوالجلال میرے اندر کھانے پینے کے بغیر ہی قوت پیدا کر دیتا ہے جو تمہیں کھانے کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔

[٤٠٦/٢٧٢]...... أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي الْمُطَوِّسِ...... عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَفْطَرَ يَوْمًا مِنْ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ رُخْصَةٍ لَمْ يُجْزِهِ صِيَامُ الدَّهْرِ وَلَوْ صَامَهُ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے کسی (شرعی) رخصت کے بغیر رمضان کا ایک روزہ چھوڑ دیا تو پھر اگر وہ زندگی بھر روزے رکھتا رہے تو وہ اسے کفایت نہیں کریں گے۔''

---

① سنن ابوداود، كتاب الصيام، باب التغليظ فى من افطر عمدا، رقم: ٢٣٩٦- سنن ترمذى، ابواب الصوم، باب الافطار متعمدا، رقم: ٧٢٣- سنن ابن ماجه، رقم: ١٦٧٢- قال الشيخ الالبانى: ضعيف- مسند احمد: ٢/ ٣٨٦، ٤٤٢.

[۳۶٦/٤٠٧]...... أَخْبَرَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عُمَارَةَ بْنَ عُمَيْرٍ، يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي الْمُطَوِّسِ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَفْطَرَ يَوْمًا مِنْ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ رُخْصَةٍ أَرْخَصَهَا اللّٰهُ لَمْ يُكَفِّرْهُ صِيَامُ الدَّهْرِ وَلَوْ صَامَهُ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جوشخص اللہ کی دی ہوئی رخصت کے علاوہ رمضان کا ایک روزہ چھوڑ دے تو پھر اگر وہ پوری زندگی بھی روزے رکھتا رہے تو وہ اس کا کفارہ نہیں بن سکتے۔''

[۲۷۳/٤٠٨]...... أَخْبَرَنَا الْمُلَائِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي الْمُطَوِّسِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَه، قَالَ: مِنْ غَيْرِ مَرَضٍ وَلَا رُخْصَةٍ. ②

ابوالمطوس رحمہ اللہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی مثل روایت کیا ہے، فرمایا: ''کسی مرض اور رخصت کے بغیر۔''

[۲۷٤/٤٠٩]...... أَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي الْمُطَوِّسِ، أَوِ ابْنِ الْمُطَوِّسِ أَوِ الْمُطَوِّسِ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَفْطَرَ يَوْمًا مِنْ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ رُخْصَةٍ أَرْخَصَهَا اللّٰهُ تَعَالَى لَمْ يَقْضِهِ صِيَامُ الدَّهْرِ. ③

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے اللہ کی دی ہوئی رخصت کے بغیر رمضان کا ایک روزہ چھوڑ دیا تو زندگی بھر کے روزے اس کی قضا نہیں بن سکتے۔''

[۲۷٥/٤١٠]...... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، يَرْفَعُهُ أَنَّهُ سُئِلَ: أَيُّ الصَّلَاةِ أَفْضَلُ بَعْدَ الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ؟ وَأَيُّ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ سے پوچھا گیا: فرض نماز کے بعد کون سی نماز افضل ہے؟ ماہ

---

① السابق.

② مسند احمد: ۲/ ٤٧٠۔ قال شعيب الارناؤط: اسناده ضعيف.

③ تقدم تخريجه: ۲۷۲.

الصِّيَامِ أَفْضَلُ بَعْدَ صِيَامِ شَهْرِ رَمَضَانَ ؟ فَقَالَ: أَفْضَلُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ صَلَاةُ الرَّجُلِ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ، وَأَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ شَهْرِ رَمَضَانَ شَهْرُ اللّٰهِ الْمُحَرَّمُ. ①

رمضان کے روزے کے بعد کون سا روزہ افضل ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''فرض نماز کے بعد آدمی کا رات کے آخری تہائی حصے میں نماز پڑھنا اور ماہ رمضان کے بعد افضل روزہ اللہ کے مہینے محرم کا روزہ ہے۔''

[۲۷٦/٤١١]...... أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحُمَيْدِيِّ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَفْضَلُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْمَكْتُوبَةِ صَلَاةُ اللَّيْلِ، وَأَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ شَهْرِ رَمَضَانَ شَهْرُ اللّٰهِ الْمُحَرَّمُ. ②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''فرض نماز کے بعد افضل نماز نماز تہجد ہے اور ماہ رمضان کے روزے کے بعد افضل روزہ اللہ کے مہینے محرم کا روزہ ہے۔''

فوائد:...... مذکورہ حدیث سے نماز تہجد اور محرم کے روزوں کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

(۱) قیام اللیل: نبی مکرم ﷺ کو اللہ ذوالجلال نے اس نماز کی ترغیب دی ہے۔ فرمایا: ﴿وَ مِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (الاسراء: ۷۹)...... ''اور رات کے کچھ حصے میں نماز تہجد ادا کر، یہ تیرے لیے ایک نفل عمل ہے۔ یقین ہے کہ تیرا رب تجھے مقام محمود پر کھڑا کرے گا۔''

اور مومنوں کی صفات کا اللہ ذوالجلال نے بیان فرمایا ہے: ﴿تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ﴾ (السجدة: ١٦)

دوسری جگہ فرمایا: ﴿كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ﴾ (الذاریات: ١٧)...... ''رات کو کم ہی سویا کرتے تھے۔''

(۲) محرم کا روزہ: ایک دوسری حدیث میں ہے کہ سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ سے یوم عاشوراء (یعنی دس محرم) کے روزے کی بابت سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ((يُكَفِّرُ السَّنَةَ الْمَاضِيَةَ)) (مسلم، رقم: ١١٦٢)...... ''یہ گذشتہ سال کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔''

مذکورہ بالا احادیث میں ہے کہ اللہ کے مہینے محرم کا روزہ، اس سے محرم کی فضیلت وعظمت ثابت ہوتی ہے۔ یہ اسی

---

① مسلم، كتاب الصيام، باب فضل صوم المحرم، رقم: ١١٦٣۔ سنن ابوداود، كتاب الصيام، باب فى صوم المحرم، رقم: ٢٤٢٩۔ سنن ترمذى، رقم: ٤٣٨۔ سنن ابن ماجه، رقم: ١٧٤٢۔ مسند احمد: ٢/ ٣٠٣.

② السابق.

طرح ہے جیسے بیت اللہ، ناقۃ اللہ میں اللہ ذوالجلال کی طرف نسبت ہے۔

[۴۱۲/۳۰۴]...... أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سَعْدَانَ، عَنْ أَبِي مُجَاهِدٍ، عَنْ أَبِي الْمُدِلَّةِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الصَّائِمُ لَا تُرَدُّ دَعْوَتُهُ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''روزہ دار کی دعا رد نہیں کی جاتی۔''

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ روزہ دار کی دعا بھی رد نہیں ہوتی، افطاری کے وقت دعا کرنی چاہیے، کیونکہ وہ قبولیت کا وقت ہے۔ جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّ لِلصَّائِمِ عِنْدَ فِطْرِهٖ لَدَعْوَةٌ مَا تُرَدُّ)) (سنن ابن ماجه، رقم : ۱۷۵۳۔ اسناده صحيح)

''بے شک روزہ دار کی افطاری کے وقت ایک دعا ایسی ہوتی ہے جسے رد نہیں کیا جاتا۔''

سیدنا عبداللہ بن ابی ملیکہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کو روزہ افطار کرتے وقت یوں کہتے سنا: ((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِرَحْمَتِكَ الَّتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْئٍ اَنْ تَغْفِرَلِیْ)) (سنن ابن ماجه، رقم : ۱۷۵۳) ...... ''اے اللہ! میں تجھ سے تیری ہر چیز پر وسعتِ رحمت کا سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے بخش دے۔''

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ: ((ثَـلَاثُ دَعْوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ.)) ''تین دعائیں قبول کی جاتی ہیں۔''

روزہ دار کی دعا، مظلوم کی دعا اور مسافر کی دعا۔ (صحيح الجامع الصغير، رقم : ۳۰۳۰)

[۴۱۳/۴۴۴]...... وَبِهٰذَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ: إِنِّي صُمْتُ رَمَضَانَ. ②

اسی (سابقہ ۴۴۳) سند سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے، آپؐ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی یوں نہ کہے: میں نے رمضان کا روزہ رکھا۔''

[۴۱۴/۴۴۵]...... أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا الْمُهَلَّبُ بْنُ أَبِي حَبِيبَةَ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ......

عَنْ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ إِنِّي صُمْتُ رَمَضَانَ كُلَّهُ وَقُمْتُ كُلَّهُ، قَالَ: فَلَا أَدْرِي أَكَرِهَ التَّزْكِيَةَ أَمْ لَا؟، قَالَ: لَا بُدَّ مِنْ رَقْدَةٍ أَوْ غَفْلَةٍ. ③

ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی یوں نہ کہے: میں نے سارا رمضان روزہ رکھا اور میں نے سارا رمضان قیام کیا۔'' راوی نے کہا: مجھے معلوم نہیں کہ کیا آپ نے اپنے نفس کے تزکیہ کو پسند فرمایا نہیں؟ اور فرمایا: سونا یا بیدار ہونا ضروری ہے۔

---

① مسند احمد: ۲/ ۴۷۷۔ قال شعيب الارناؤط: صحيح بطرقه وشواهد۔ مسند الشهاب، رقم: ۲۳۰.

② انظر ما بعده.

③ سنن ابوداود، كتاب الصيام، باب من يقول صمت رمضان كله، رقم: ۲۴۱۵ قال الالبانی: ضعيف۔ سنن نسائی، رقم: ۲۱۰۹.

[٤١٥/٤٨٠]...... وَبِهَذَا، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا بِاللّٰهِ وَتَصْدِيقًا بِهِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ. ①

اسی سند (سابقہ ۴۷۹) سے ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو اللہ پر ایمان لاتے ہوئے اور اس کی تصدیق کرتے ہوئے شب قدر کا قیام کرتا ہے تو اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔''

فوائد:...... مذکورہ حدیث سے لیلۃ القدر کے قیام کی فضیلت ثابت ہوتی ہے، یہ بھی معلوم ہوا اعمال کی قبولیت کے لیے ایمان شرط ہے اگر کوئی ایمان کے بغیر عمل کرتا ہے، وہ خدمت خلق، صلہ رحمی، بیت اللہ کی تعمیر، حاجیوں کی خدمت کرنا ہی کیوں نہ ہو، وہ اللہ کے ہاں قابل قبول نہیں، بلکہ اللہ کے ہاں بالکل بے وزن ہوں گے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيعَةٍ يَحْسَبُهُ الظَّمْآنُ مَاءً حَتّٰى اِذَا جَآءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْئًا وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ﴾ (النور: ۳۹) ......''اور کافروں کے اعمال مثل اس چمکتی ہوئی ریت کے ہیں، جو چٹیل میدان میں ہو جسے پیاسا شخص دور سے پانی سمجھتا ہے، لیکن جب اس کے پاس پہنچتا ہے تو کچھ بھی نہیں پاتا ہاں اللہ کو اپنے پاس پاتا ہے جو اس کا حساب پورا پورا چکا دیتا ہے۔'' مزید سورۃ القدر کی تفسیر دیکھی جا سکتی ہے۔

گزشتہ گناہوں کی معافی سے صغیرہ گناہ مراد ہیں، نہ کہ کبیرہ لیکن بعض اوقات کسی نیکی کہ وجہ سے اللہ ذوالجلال بڑے گناہ بھی معاف کر دیتا ہے۔

[٤١٦/٤٨٩]...... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ، وَزَادَ فِيهِ قَالَ: صَوْمُكُمْ يَوْمَ تَصُومُونَ وَفِطْرُكُمْ يَوْمَ تُفْطِرُونَ. ②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: ''تمہارا روزہ اس دن ہے جب تم (چاند دیکھ کر) روزہ رکھو اور تمہاری عیدالفطر اس دن ہے جس دن تم (رمضان مکمل کر کے) روزہ رکھنا بند کر دیتے ہو۔''

فوائد:...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا روزے رکھنا اور روزے چھوڑ کر عید منانا دوسرے مسلمانوں کے ساتھ ہی کیے جائیں گے، کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ اکیلا ہی روزے رکھ لے اور اکیلا ہی عید منانا شروع کر دے۔

---

① بخاری، کتاب الایمان، باب قیام لیلۃ القدر من الایمان، رقم: ۳۵۔ مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب الترغیب فی قیام رمضان وھو التراویح، رقم: ٧٦٠۔ سنن ابوداود، رقم: ١٣٧٢۔ سنن ترمذی، رقم: ٦٨٣۔ سنن نسائی، رقم: ٢٢٠٢۔ سنن ابن ماجه، رقم: ١٣٢٦.

② سنن ابوداود، کتاب الصیام، باب اذا اخطا القوم الھلال، رقم: ٢٣٢٤۔ سنن ترمذی، ابواب الصوم، باب الصوم یوم تصومون والفطر الخ، رقم: ٦٩٧۔ سنن ابن ماجه، رقم: ١٦٦٠۔ قال الشیخ الالبانی: صحیح.

کیونکہ رمضان المبارک کے روزے رکھنا اور عید منانا اجتماعی عبادت ہے۔

[۵۱۸/۴۱۷]...... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةَ وَهُوَ ابْنُ صَالِحٍ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ لُدَيْنِ الأَشْعَرِيِّ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ يَوْمُ عِيدٍ فَلَا تَجْعَلُوا يَوْمَ عِيدِكُمْ يَوْمَ صَوْمِكُمْ إِلَّا أَنْ تَصُومُوا قَبْلَهُ أَوْ بَعْدَهُ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ ؐ نے فرمایا: ''جمعہ کا دن عید کا دن ہے، پس تم اپنی عید کے دن کو اپنے روزے کا دن نہ بناؤ الا یہ کہ تم اس سے پہلے یا اس کے بعد روزہ رکھو۔''

[۵۱۹/۴۱۸]...... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ رَجُلٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَصُومُوا يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِلَّا أَنْ تَصِلُوهُ بِصِيَامٍ. قَالَ إِسْحَاقُ: وَالرَّجُلُ هُوَ زِيَادٌ الْحَارِثِيُّ أَبُو الأَوْبَرِ، هَكَذَا قَالَ جَرِيرٌ وَالْمُعْتَمِرُ. ②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ ؐ نے فرمایا: ''جمعہ کے دن روزہ نہ رکھو الا یہ کہ ایک روزہ اس کے ساتھ ملاؤ (ایک دن پہلے یا ایک دن بعد روزہ رکھو)۔

[۵۲۳/۴۱۹]...... أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْحَارِثِ، حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ يَسَارٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ. ③

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: ''قیامت کے دن روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے بھی بہتر ہوگی۔''

فوائد:...... خلوف ایسی بو جو کافی دیر تک نہ کھانے پینے کی وجہ سے ہو نہ کہ وہ بو جو مسواک نہ کرنے کی وجہ سے ہو۔ یہ اللہ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے بڑھ کر ہوگی قیامت کے روز۔ اس سے روزہ دار کی فضیلت اور بھوک

---

① بخاری، كتاب الصوم، باب صوم يوم الجمعة، رقم: ۱۹۸۵۔ سنن ابوداود، رقم: ۲۴۲۰۔ سنن ترمذی، رقم: ۷۴۳۔ مسند احمد: ۲/ ۴۹۵۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۳۶۱۴.

② انظر ما قبله.

③ بخاری كتاب التوحيد، باب ذكر النبیؐ الخ، رقم: ۷۵۳۸۔ مسلم، كتاب الصيام، باب فضل الصيام، رقم: ۱۱۵۱۔ سنن نسائی، رقم: ۲۲۱۱۔ مسند احمد: ۲/ ۳۹۳.

پیاس برداشت کرنے کے عوض اجر وثواب معلوم ہوتا ہے۔

[٥٣٩/٤٢٠]...... أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ ذَكْوَانَ......

عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَاذِ ابْنِ عَفْرَاءَ قَالَتْ: أَرْسَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةَ عَاشُورَاءَ إِلَى قُرَى الأَنْصَارِ فَقَالَ: مَنْ كَانَ مِنْكُمْ أَصْبَحَ صَائِمًا فَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ، وَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ أَصْبَحَ مُفْطِرًا فَلْيَصُمْ مَا بَقِيَ مِنْ يَوْمِهِ. ①

سیدہ ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، عاشورا کی صبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی بستیوں کی طرف پیغام بھیجا، تو فرمایا: ''جس نے آج روزہ رکھا ہے تو وہ اسے پورا کرے، اور جس نے تم میں سے روزہ نہیں رکھا تو وہ باقی دن کا روزہ رکھ لے۔''

فوائد:...... مذکورہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو روزہ دار ہے وہ اپنا روزہ پورا کرے اور جو روزے سے نہیں یعنی جس نے کھا پی لیا ہے تو اس کو چاہیے کہ شام تک کچھ نہ کھائے پیئے۔ ۱۰ محرم عاشورا کے روزے کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

[٦٤٨/٤٢١]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ......

حَدَّثَنَا خُبَيْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَمَّتِهِ، أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ، أَوِ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ، فَكُلُوا حَتَّى تَسْمَعُوا أَذَانَ ابْنَ أُمِّ كُلْثُومٍ أَوْ أَذَانَ بِلَالٍ، وَمَا كَانَ بَيْنَهُمَا إِلَّا أَنْ يَنْزِلَ هَذَا وَيَصْعَدُ هَذَا، قَالَتْ: لَكِنَّا نَقُولُ لَهُ: انْتَظِرْ حَتَّى نَتَسَحَّرَ. ②

خبیب بن عبدالرحمٰن نے اپنی پھوپھی سے روایت کیا، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''بلال رضی اللہ عنہ رات کے وقت ہی اذان دے دیتے ہیں، یا ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ رات کے وقت ہی اذان دے دیتے ہیں، پس تم (سحری کا کھانا) کھاتے رہا کرو حتیٰ کہ تم ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ یا بلال رضی اللہ عنہ کی اذان سن لو، ان دونوں میں بس اتنا ہی فرق تھا کہ یہ نیچے اترتے تھے اور وہ (چھت کے) اوپر چڑھتے تھے، انہوں (راویہ) نے بیان کیا: ہم انہیں کہا کرتے تھے: انتظار کرو حتیٰ کہ ہم سحری کھا لیں۔

① بخاری، کتاب الصوم، باب صوم الصبیان، رقم: ١٩٦٠۔ مسلم، کتاب الصیام، باب من اکل فی عاشوراء الخ، رقم: ١١٣٦۔ سنن نسائی، رقم: ٢٣۔ مسند احمد: ٦/ ٣٥٩.

② بخاری، کتاب الاذان، باب اذان الاعمی اذا کان له من یخبره، رقم: ٦١٧۔ مسلم، کتاب الصیام، باب بیان ان الدخول فی الصوم الخ، رقم: ١٠٩٢۔ سنن ترمذی، رقم: ٢٠٣۔ سنن نسائی، رقم: ٦٤١۔ مسند احمد: ٦/ ٤٣٣ .

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں صبح کے وقت اذان دینے کے لیے دو مؤذن ہوا کرتے تھے اور دو اذانیں ہوتی تھیں۔ پہلی اذان کا مقصد یہ تھا کہ اگر روزے دار سحری کھا رہے ہیں یا کوئی نفل ونوافل پڑھ رہا ہے تو متنبہ ہو جائیں۔ جمہور کا موقف ہے کہ نماز فجر کا وقت آنے سے پہلے اذان کہنا جائز ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا موقف ہے کہ یہ اذان جائز نہیں ہے۔ (كتاب الأم للشافعي: ١/ ١٧٠)

شیخ البانی رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ نماز فجر سے پہلے اذان تہجد دینا ایسی سنت ہے جسے چھوڑ دیا گیا ہے۔ یقیناً ایسے شخص کے لیے مبارک ہے جو اسے بتوفیق الٰہی زندہ کرے۔ (تمام المنة، ص: ١٤٨)

مذکرہ بالا حدیث میں رات کی اذان کے لیے سیّدنا بلال یا سیّدنا ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہما دونوں کا تذکرہ آتا ہے، اسی طرح فجر کی اذان کے متعلق بھی دونوں کا تذکرہ آتا ہے۔ اس کے متعلق علامہ عبید اللہ مبارکپوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ محدث ابن خزیمہ وغیرہ نے ان واقعات میں یوں تطبیق دی ہے، ممکن ہے کہ آپ ﷺ نے سیّدنا بلال اور سیّدنا ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہما کو باری باری ہر دو اذانوں کے لیے مقرر کر رکھا ہو۔ (مرعاة المفاتيح: ١/ ٤٤٣)

بعض لوگ کہتے ہیں کہ پہلی اذان رمضان المبارک کے ساتھ خاص ہے، لیکن حدیث کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مستقل معمول تھا نہ کہ صرف رمضان میں۔

علامہ عبید اللہ مبارکپوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں: یہ صحیح نہیں کہ اذان کا تعلق خاص رمضان سے تھا۔ زمانہ نبوی میں بہت سے صحابہ غیر رمضان میں نفل روزے بھی بکثرت رکھا کرتے تھے۔ جیسا کہ مسند عبدالرزاق میں ابن مسیّب کی روایت سے ثابت ہے آپ ﷺ نے فرمایا: ''بلال رات میں اذان دیتے ہیں پس جو کوئی روزہ رکھنا چاہے، اس کو یہ اذان سن کر سحری سے رکنا نہیں چاہیے۔ یہ ارشادِ نبوی غیر رمضان ہی سے متعلق ہے۔ پس ثابت ہوا کہ اذان بلال کو رمضان سے مخصوص کرنا صحیح نہیں ہے۔ (مرعاة المفاتيح: ١/ ٤٤٤)

[٤٢٢/٦٥١]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا جَعْدَةُ الْمَخْزُومِيُّ......

عَنْ أُمِّ هَانِءٍ وَهِيَ عَمَّتِهِ فَقُلْتُ: مِمَّنْ سَمِعْتَ هَذَا الْحَدِيثَ؟ . فَقَالَ: مِنْ أَهْلِنَا قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسِبُهُ قَالَ: يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ فَنَاوَلْتُهُ شَرَابًا أَوْ نَاوَلُوهُ فَشَرِبَهُ، ثُمَّ نَاوِلْنِيهِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنِّي صَائِمَةٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے، تو میں نے آپ کی خدمت میں مشروب پیش کیا، یا انہوں نے پیش کیا تو آپؐ نے اسے پی لیا، پھر آپ نے مجھے پکڑا دیا، میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میرا روزہ ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نفلی روزہ رکھنے والا (خود) امیر/ حکمران ہوتا ہے، اگر تم چاہو تو روزہ رکھو (پورا کر لو) اور اگر چاہو تو

وَسَلَّمَ: الصَّائِمُ الْمُتَطَوِّعُ أَمِيرٌ أَوْ أَمِيرٌ عَلَى نَفْسِهِ فَإِنْ شِئْتِ فَصُومِي، وَإِنْ شِئْتِ فَأَفْطِرِي. ①

چھوڑ دو۔''

فوائد:...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا نفلی روزہ انسان جب چاہے افطار کر سکتا ہے۔ صحیح مسلم میں ہے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے اور کہا: ''کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے''؟ ہم نے کہا: نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں تو پھر روزہ دار ہوں۔'' پھر ایک دوسرے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہمیں حلوہ بطور ہدیہ دیا گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے بھی دکھاؤ بے شک میں نے روزے کی حالت میں صبح کی ہے''۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (حلوہ) کھا لیا۔

(مسلم، کتاب الصیام، رقم : ١١٥٤۔ سنن ابوداود، رقم : ٢٤٥٥)

[٧٤٠/٤٢٣]...... أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُبَيْدَةَ الرَّبَذِيُّ، عَنِ الْمُنْذِرِ بْنِ جَهْمٍ...... عَنْ عُمَرَ بْنِ خَلْدَةَ الأَنْصَارِيِّ، عَنْ أُمِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ عَلِيًّا فِي أَيَّامِ التَّشْرِيقِ، فَنَادَى: أَنَّهَا أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ وَبِعَالٍ، يَعْنِي النِّكَاحَ. ②

عمر بن خلدہ الانصاری نے اپنی والدہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو ایام تشریق میں بھیجا، تو انہوں نے اعلان کیا کہ یہ کھانے پینے اور جماع (بیوی سے دل لگی) کرنے کے دن ہیں (روزہ رکھنے کے نہیں)۔

فوائد:...... سیّدنا نبیشہ ہذلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایام تشریق کھانے پینے اور ذکر الٰہی کے دن ہیں۔'' (مسلم، کتاب الصیام، رقم : ١١٤١)

ایام تشریق ۱۱، ۱۲، ۱۳ ذوالحجہ کے دن ہیں اور ان ایام کے روزے رکھنا حرام ہے۔

[٧٤١/٤٢٤]...... أَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ صَالِحٍ مَوْلَى التَّوْءَمَةِ...... عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ أَنَّهَا أَرْسَلَتْ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

سیدہ ام الفضل رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے عرفہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دودھ بھیجا جبکہ

---

① سنن ابوداود، کتاب الصیام، باب النية فی الصیام، رقم: ٢٤٥٦۔ سنن ترمذی، ابواب الصوم، باب ماجاء فی افطار الصائم المتطوع، رقم: ٧٣١۔ قال الشیخ الالبانی: صحیح.

② سنن دارقطنی، کتاب الصیام، باب طلوع الشمس بعد الافطار: ٢/ ٢١٢.

وَسَلَّمَ بِلَبَنٍ يَوْمَ عَرَفَةَ وَهُوَ يَخْطُبُ فَشَرِبَهُ . ① آپ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے تو آپ نے اسے نوش فرمایا۔

فوائد: ...... صحیح بخاری میں ہے سیّدہ ام فضل بنت حارث رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ عرفہ کے روز کچھ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روزے کے بارے میں اختلاف کیا۔ کچھ نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزے سے ہیں اور بعض نے کہا کہ روزہ سے نہیں ہیں۔ اس پر سیّدہ ام فضل رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دودھ کا ایک پیالہ بھیجا۔ (تاکہ حقیقت ظاہر ہوجائے) آپ اپنے اونٹ پر سوار تھے، آپؐ نے دودھ پی لیا۔ (بخاری، رقم : ۱۹۸۸)

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ ''عرفات میں روزہ رکھا جائے۔''

(سنن ابوداود، کتاب الصیام، رقم : ۲۴۴۰)

یہ ممانعت حجاج کرام کے لیے ہے جبکہ غیر حجاج کے لیے یہ روزہ مشروع ہے۔ کیونکہ اس روزے کی بہت زیادہ فضیلت ہے، اس سے دو سالوں کے صغیرہ گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((صِيَامُ يَوْمِ عَرَفَةَ اَنِّيْ اَحْتَسِبُ عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُّكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِيْ قَبْلَهٗ وَالَّتِيْ بَعْدَهٗ .)) (سنن ابن ماجه، رقم : ۱۷۳۰) ...... ''مجھے اللہ تعالیٰ پر یقین ہے کہ وہ یوم عرفہ کے روزہ پر روزہ دار کے ایک سال گزشتہ اور ایک سال آئندہ کے گناہ معاف کردے گا۔''

[۷۵۰/۴۲۵]...... اَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ طَاوُوْسٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سَافَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَمَضَانَ، فَصَامَ حَتَّى بَلَغَ عَسُفَانَ، ثُمَّ دَعَا بِإِنَاءٍ فِيْهِ شَرَابٌ، فَشَرِبَهٗ نَهَارًا لِيَرَاهُ النَّاسُ، ثُمَّ اَفْطَرَ، حَتَّى دَخَلَ مَكَّةَ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: قَدْ صَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السَّفَرِ وَاَفْطَرَ، فَمَنْ شَاءَ صَامَ، وَمَنْ شَاءَ اَفْطَرَ . ②

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان میں سفر کیا، آپؐ نے روزہ رکھا حتیٰ کہ عسفان پہنچے، پھر آپؐ نے ایک برتن منگوایا اس میں مشروب تھا، پس آپؐ نے اسے دن کے وقت پیا تاکہ لوگ آپ کو دیکھ سکیں، پھر آپؐ نے (دوران سفر) روزہ نہ رکھا حتیٰ کہ مکہ میں داخل ہوگئے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوران سفر روزہ بھی رکھا ہے اور روزہ نہیں بھی رکھا، پس جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے نہ رکھے۔

---

① بخاری، کتاب الصوم، باب صوم یوم عرفة، رقم: ۱۹۸۸۔ مسلم، کتاب الصیام، باب استحباب الفطر للحاج یوم عرفه، رقم: ۱۱۲۴۔ سنن ابوداود، رقم: ۲۴۴۱.

② بخاری، کتاب المغازی، باب غزوة الفتح فی رمضان، رقم:۴۲۷۵ ـ مسلم، کتاب الصیام، باب جواز الصوم والفطر الخ، رقم: ۱۱۱۳۔ سنن ابوداود، رقم: ۲۴۰۴۔ سنن نسائی، رقم: ۲۳۱۴۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۱۶۶۱.

[۷۵۱/۴۲۶]...... اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَبْدِالْكَرِيْمِ الْجَزَرِيِّ، وَوَكِيْعٍ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِالْكَرِيْمِ الْجَزَرِيِّ عَنْ طَاوُوْسٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَا نَعِيْبُ عَلٰى مَنْ صَامَ فِي السَّفَرِ، وَلَا عَلٰى مَنْ اَفْطَرَ، زَادَ وَكِيْعٌ: قَدْ صَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السَّفَرِ وَاَفْطَرَ. ①

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: ہم سفر میں روزہ رکھنے والے اور روزہ نہ رکھنے والے پر اعتراض نہیں کرتے تھے۔ وکیع رحمہ اللہ نے یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں روزہ رکھا اور روزہ نہیں بھی رکھا۔

فوائد: ...... مذکورہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے دوران سفر روزہ رکھنا اور چھوڑنا دونوں طرح جائز ہے، لیکن بعض روایات میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سفر میں آدمی کو دیکھا جس پر لوگ جمع ہوئے تھے اور اس پر سایہ کیا گیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا ماجرا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ ایک روزے دار ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصَّوْمُ فِي السَّفَرِ.)) (مسلم، كتاب الصيام، رقم : ۱۱۱۵) ...... ''سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے۔''

امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جس پر روزہ رکھنا مشکل ہو یا جسے (سفر میں) روزہ نقصان دیتا ہو یا جو رخصت قبول کرنے سے اعراض کرتا ہو یا جسے دوران سفر روزہ رکھنے سے فخر وریا کاری میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو تو ایسے شخص پر روزہ چھوڑ دینا افضل ہے اور جو ان اشیاء سے مستغنی ہو، اس کے حق میں روزہ رکھنا افضل ہے۔ (نیل الاوطار: ۳/ ۲۰۱)

امام مالک، امام شافعی، امام ابوحنیفہ رحمہم اللہ فرماتے ہیں: سفر میں مشقت نہ ہو تو روزہ رکھنا افضل ہے، اگر مشقت کا اندیشہ ہو تو روزہ چھوڑنا افضل ہے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھنے والوں کے متعلق فرمایا: ((أُوْلٰئِكَ الْعُصَاةُ أُوْلٰئِكَ الْعُصَاةُ.)) (مسلم، رقم : ۱۱۱۴۔ سنن ترمذی، رقم : ۷۱۰) ...... ''یہ لوگ نافرمان ہیں، یہ لوگ نافرمان ہیں۔'' جمہور اس کا جواب یوں دیتے ہیں کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خاص اس دن روزہ کھولنے کے حکم کی مخالفت کی وجہ سے کہا تھا۔ (سبل السلام: ۲/ ۸۸۶) کیونکہ لوگوں نے شکایت کی تھی کہ لوگوں کو روزے نے مشقت میں ڈال دیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ افطار کرلیا تاکہ میری طرف دیکھ کر باقی لوگ بھی افطار کرلیں تو کچھ لوگوں نے افطار نہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نافرمان کہا۔

[۹۰۹/۴۲۷]...... اَخْبَرَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ طَلْحَةَ بْنَ عَمْرٍو الْحَضْرَمِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ عَطَاءٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِنَّا مَعْشَرُ الْاَنْبِيَاءِ اُمِرْنَا اَنْ

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہم انبیاء (علیہم السلام) کی جماعت ہیں،

① مسلم، كتاب الصيام، باب جواز الصوم والفطر في شهر رمضان للمسافر، انظر ما قبله.

نُعَجِّلَ الْاِفْطَارَ، وَنُؤَخِّرَ السَّحُوْرَ، وَاَنْ نَقْبِضَ بِاِيْمَانِنَا عَلٰى شَمَائِلِنَا فِي الصَّلَاةِ . ①

ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم (افطاری کا وقت ہوتے ہی) افطار کرنے میں جلدی کریں اور سحری کو مؤخر کریں اور یہ کہ ہم نماز میں اپنے دائیں ہاتھوں کے ساتھ بائیں ہاتھوں کو پکڑیں۔"

فوائد:...... (۱) معلوم ہوا افطاری جلدی اور سحری کو مؤخر کرنا مستحب ہے۔ سیّدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لوگ ہمیشہ خیر وعافیت سے رہیں گے، جب تک روزہ افطار کرنے میں جلدی کریں گے۔" (بخاری، کتاب الصوم، رقم : ۱۹۵۷۔ مسلم، رقم : ۱۰۹۸)

لوگ روزہ افطار کرنے میں جب تک جلدی کرتے رہیں گے، دین ہمیشہ غالب رہے گا، کیونکہ یہود نصاریٰ تاخیر سے افطار کرتے ہیں۔ (صحیح ابوداود، رقم : ۲۰۶۳) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم لوگوں میں سب سے جلدی افطار کرتے اور سب سے تاخیر سے سحری کھاتے۔ (فتح الباری: ٤/ ۷۱۳)

(۲) معلوم ہوا دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنا چاہیے اور دائیں ہاتھ کے ساتھ بائیں ہاتھ کو پکڑنا چاہیے، جو لوگ تین انگلیاں اوپر رکھ لیتے ہیں یہ درست نہیں، ہاتھوں کو کس جگہ پر رکھنا چاہیے۔ سیّدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ((صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى عَلٰى صَدْرِهٖ .)) (صحیح ابن خزیمه، رقم : ٤٧٩) ......"میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی تو آپؐ نے اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر اپنے سینے پر رکھا۔"

سیّدنا ہلب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سینے پر ہاتھ رکھے ہوئے دیکھا۔ (مسند احمد: ۲۲۶/۵)

سیّدنا سہل رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں ہے لوگوں کو حکم دیا جاتا تھا کہ نماز میں دائیں ہاتھ کو اپنے بائیں بازو پر رکھیں۔ (بخاری، کتاب الاذان، رقم : ٧٤٠)

جب بائیں بازو (یعنی کلائی) پر دایاں ہاتھ رکھا جائے گا تو دونوں ہاتھ ازخود سینے پر آجائیں گے۔

[٩١٢/٤٢٨]...... اَخْبَرَنَا الْمُصْعَبُ بْنُ الْمَقْدَمِ، نَا زَائِدَةُ، عَنِ الْاَعْمَشِ، عَنْ مُسْلِمِ الْبَطِّيْنِ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، اَنَّ رَجُلًا جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: اِنَّ اُمِّيْ مَاتَتْ وَعَلَيْهَا صَوْمُ شَهْرٍ، اَفَاَقْضِيْ عَنْهَا؟ قَالَ:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے عرض کیا: میری والدہ فوت ہوگئی ہیں، جبکہ ایک ماہ کے روزے ان

① صحیح ابن حبان، رقم: ۱۷۷۰۔ سنن کبری بیهقی: ٤/ ۲۳۸۔ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۲۲۸٦ .

اَرَأَیْتَ لَوْ کَانَ عَلٰی اُمِّكَ دَیْنٌ اَکُنْتَ قَاضِیَهٗ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَدَیْنُ اللّٰهِ اَحَقُّ اَنْ یُّقْضٰی عَنْهَا. قَالَ سُلَیْمَانُ: فَقَالَ: اَلْحَکَمُ، وَسَلَمَةُ بْنُ کُهَیْلٍ وَنَحْنُ جُلُوْسٌ جَمِیْعًا حِیْنَ حَدَّثَ مُسْلِمٌ بِهٰذَا الْحَدِیْثِ، فَقَالَا: سَمِعْنَا مُجَاهِدًا یَذْکُرُ ذٰلِكَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ. ①

کے ذمے ہیں، کیا میں ان کی طرف سے ادا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے بتاؤ! اگر تمہاری والدہ پر قرض ہوتا تو کیا تم اسے ادا کرتے؟'' اس نے عرض کیا: جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر اللہ کا قرض زیادہ حق رکھتا ہے کہ اس کی طرف سے ادا کیا جائے۔''

[۹۱۳/٤۲۹]...... اَخْبَرَنَا عِیْسَی بْنُ یُوْنُسَ، نَا الْاَعْمَشُ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ الْبَطِّیْنِ، عَنْ سَعِیْدِ ابْنِ جُبَیْرٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ. ②

سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی کریم ﷺ سے اسی سابقہ حدیث کی مانند روایت کیا ہے۔

[۹۱٤/٤۳۰]...... اَخْبَرَنَا النَّضْرُ، نَا شُعْبَةُ، عَنْ سُلَیْمَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ مُسْلِمَ الْبِطِّیْنَ......

عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ وَقَالَ قَضٰی عَنْهَا. ③

سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی کریم ﷺ سے اسی سابقہ حدیث کی مثل روایت کیا ہے اور بیان کیا: اس نے اس (اپنی والدہ) کی طرف سے (روزے) ادا کیے۔

فوائد:...... مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا میت کے ذمہ روزے ہوں تو اس کا وارث اس کی طرف سے روزے رکھے اور اس میں نیابت درست ہے۔ کیا میت کی طرف سے روزے رکھنا واجب ہے یا مستحب؟ جمہور استحباب

---

① بخاری، کتاب الصوم، باب من مات وعلیه صوم، رقم: ۱۹۵۳۔ مسلم، کتاب الصیام، باب قضاء الصیام عن المیت، رقم: ۱۱٤۸۔ سنن ابوداود، رقم: ۳۳۱۰۔ سنن ترمذی، رقم: ۷۱٦۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۱۷۵۸۔ سنن دارمی، رقم: ۱۷٦۸۔ مسند احمد: ۱/ ۲۲٤۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۳۵۳۰۔ صحیح ابن خزیمه، رقم: ۱۹۵۳.

② انظر ما قبله.

③ سنن ابوداود، کتاب الایمان والنذور، باب قضاء النذر عن المیت، رقم: ۳۳۰۷۔ قال الشیخ الالبانی: صحیح.

کے قائل ہیں۔ (نیل الاوطار: ۳/ ۲۱٤)

علامہ ابن حزم رحمہ اللہ کے نزدیک میت کی طرف سے روزے رکھنا واجب ہے۔ (المحلی بالاثار: ٤/ ٤٢٠)

شیخ البانی رحمہ اللہ کا موقف ہے کہ یہ عمل واجب نہیں ہے۔ (التعليقات الرضية على الروضة الندية: ٢/ ٢٥)

مولانا داود راز رحمہ اللہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کی بات نقل کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ اس میں دو بھید ہیں: ایک میت کے اعتبار سے، کیونکہ بہت سے نفوس جو اپنے ابدان سے مفارقت کرتے ہیں، ان کو اس بات کا ادراک رہتا ہے کہ عبادت میں کوئی عبادت جو ان پر فرض تھی اور اس کے ترک کرنے سے ان سے مواخذہ کیا جائے گا، اس سے فوت ہوگئی ہے۔

اس لیے وہ نفوس رنج والم کی حالت میں رہتے ہیں اور اس سبب سے ان پر وحشت کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ ایسے وقت میں ان پر بڑی شفقت یہ ہے کہ لوگوں میں سے جو سب سے زیادہ اس میت کا قریبی ہے، اس کا سا عمل کرے اور اس بات کا قصد کرے کہ یہ عمل اس کی طرف سے کرتا ہوں۔ اس شخص کے قرابتی کو مفید ثابت ہوتا ہے یا وہ شخص کوئی اور دوسرا کام مثل اسی کام کے کرتا ہے۔ اور ایسا ہی اگر ایک شخص نے صدقہ کرنے کا ارادہ کیا تھا مگر وہ بغیر صدقہ کیے مر گیا، تو اس کے وارث کو اس کی طرف سے صدقہ کرنا چاہیے۔ (شرح بخاری از مولانا داود راز، مطبوعہ: ۳/۲۰۵، ۲۰۶ بحوالہ حجۃ اللہ البالغہ)

12

كتاب البيوع

خرید وفروخت کے احکام ومسائل

[۱۰۵/۴۳۱]...... أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَفْلَسَ بِمَالِ قَوْمٍ فَرَأَى رَجُلٌ مَالَهُ بِعَيْنِهِ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ مِنْ غَيْرِهِ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص لوگوں کے مال سے مفلس ہو جائے اور کوئی آدمی اپنا مال بالکل اسی طرح (موجود) دیکھ لے، تو وہ کسی اور کی نسبت اس مال کا زیادہ حق دار ہے۔''

فوائد:...... مذکورہ حدیث میں دیوالیہ ہو جانے والے انسان سے متعلق دوسروں کے حقوق کو بیان کیا گیا ہے کہ اگر کسی کا ساز وسامان دیوالیہ ہو جانے والے کے پاس اصل حالت میں موجود ہو تو دیگر مطالبات کرنے والوں کی نسبت وہ اس اصل زر کو لینے کا زیادہ حق دار ہے۔

[۶۲/۴۳۲]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ، أَنَّهُ......

سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنِ اشْتَرَى مُصَرَّاةً فَإِنْ رَدَّهَا فَلْيَرُدَّ مَعَهَا صَاعًا مِنْ تَمْرٍ، ثُمَّ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص کسی ایسے جانور کو خریدے جس کے تھنوں میں دودھ روک رکھا گیا ہو، اگر وہ اسے واپس کرے تو اس

① مسلم، كتاب المساقاة، باب من ادرك ماباعه الخ، رقم: ۱۵۵۹

قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: لَا سَمْرَاءَ، يَقُولُ: لَيْسَ بُرًّا. ①

کے ساتھ ایک صاع کھجور واپس کرے۔'' پھر سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''گندم نہیں۔''

[٤٦٦/٤٣٣]...... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ يَرْفَعُهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . وَعَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنِ اشْتَرَى مُصَرَّاةً فَحَلَبَهَا فَهُوَ بِالْخِيَارِ إِنْ شَاءَ أَخَذَهَا وَإِنْ شَاءَ رَدَّهَا وَمَعَهَا صَاعٌ مِنْ تَمْرٍ ②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپؐ نے فرمایا: ''جس نے ایسا جانور (اونٹنی، گائے اور بکری وغیرہ) خریدا جس کا دودھ روک رکھا تھا پس اس نے اس کا دودھ دوہا تو پھر اسے اختیار ہے: اگر چاہے تو وہ اسے لے لے، اور اگر چاہے تو اسے واپس لوٹا دے، اور اس کے ساتھ ایک صاع (تقریباً سوا دو کلو) کھجور بھی دے۔

[٤٦٧/٤٣٤]...... وَقَالَ مَعْمَرٌ، عَنْ مَنْ......

سَمِعَ الْحَسَنَ، يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ، وَقَالَ: حَلَبَهَا ثَلَاثًا. ③

حسن بصری رحمہ اللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی سابقہ حدیث کی مثل بیان کرتے ہیں: اور فرمایا: ''تین بار اس کا دودھ دوہے۔''

[٤٩١/٤٣٥]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا عَوْفٌ، عَنْ خِلَاسِ بْنِ عَمْرٍو، وَمُحَمَّدٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنِ اشْتَرَى لِقْحَةً مُصَرَّاةً أَوْ شَاةً مُصَرَّاةً فَحَلَبَهَا فَهُوَ بِأَحَدِ النَّظَرَيْنِ، إِنْ شَاءَ أَخَذَهَا وَإِنْ شَاءَ رَدَّهَا وَمَعَهَا إِنَاءٌ مِنْ طَعَامٍ، قَالَ عَوْفٌ: وَذَلِكَ إِذَا نَقَصَ مِنْ لَبَنِهَا. وَقَالَ الْحَسَنُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ. ④

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپؐ نے فرمایا: ''جس نے ایسی اونٹنی یا بکری خریدی جس کے تھنوں میں دودھ روک رکھا گیا تھا، پس اس نے اس کا دودھ دوہا تو اسے دونوں اختیارات میں سے ایک اختیار کا حق ہے، اگر وہ چاہے تو اسے رکھ لے اور اگر چاہے تو اسے واپس کر دے اور اس کے ساتھ غلے کا ایک برتن بھر کر دے۔'' عوف نے بیان کیا: یہ تب ہے جب اس کے

---

① بخاری، کتاب البیوع، باب النهی للبائع أن لایحفل الابل والبقر الخ: رقم:٢١٥٠، ٢١٤٨۔ مسلم، کتاب البیوع، باب حکم بیع المعراة: رقم:١٥٢٤۔ سنن ابوداود: رقم:٣٤٤٤۔ سنن ترمذی: رقم:١٢٥٢۔ مسند احمد: ٢/ ٤٣٠.

② تقدم تخریجه: ١٦١. ③ انظر ما قبله. ④ تقدم تخریجه: ٦٢۔١٦١.

دودھ میں کمی واقع ہو، حسن رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی مثل فرمایا ہے۔

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ خریدار کو دھوکا دینے کے لیے اونٹنی، گائے، بھینس، بکری وغیرہ کا تھنوں میں دودھ روک لینا حرام ہے اور اگر کوئی ایسا کرے تو خریدار کو اختیار ہے کہ تین دنوں کے اندر اندر وہ جانور واپس کر دے۔ جیسا کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے کوئی ایسی بکری خرید لی جس کا دودھ روکا گیا تھا تو اسے تین دن تک اختیار ہے اگر وہ چاہے تو واپس کر دے اور ایک صاع کھانا بھی ساتھ لوٹائے۔''

(مسلم، كتاب البيوع، رقم : ١٥٢٤ـ سنن ابوداود، رقم : ٣٤٤)

ایک صاع طعام ان کے درمیان جھگڑا ختم کرنے کے لیے مقرر کیا گیا ہے۔ کیونکہ تھنوں میں خریدتے وقت کچھ دودھ رکا ہوا تھا اور کچھ خریدار کے پاس جا کر تیار ہوا، اب یہ تمیز مشکل ہے کہ کتنا دودھ جانور کے ساتھ خریدا ہے اور کتنا بعد میں تیار ہوا اور اس مشکل کو ایک صاع کھجور مقرر کر کے حل کر دیا گیا ہے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود، سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہما جمہور علماء، صحابہ وتابعین کا موقف اسی حدیث کے مطابق ہے۔

لیکن احناف نے کہا ہے کہ اس عیب کی وجہ سے نہ تو بیع کو فسخ کرنے کا کوئی اختیار ہے اور نہ ہی کھجور کا ایک صاع لوٹانا واجب ہے۔ (بداية المجتهد: ٢/ ١٤٤ـ المغنى: ٦/ ٢١٦ـ كتاب الام: ٣/ ٨٢)

مذکورہ حدیث کو رد کرنے کے لیے احناف نے یہ عذر پیش کیا ہے کہ اس حدیث کے راوی سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فقیہ نہیں تھے۔ اس لیے ان کی وہ روایت جو قیاس جلی کے خلاف ہوگی قابل قبول نہیں ہوگی۔ حقیقتاً یہ روایت قیاس کے عین مطابق اور اس کے راوی ابوہریرہ فقیہ الائمہ کے لقب سے ملقب ہیں اور یہ حدیث مضطرب ہے نہ منسوخ۔ (اعلام الموقعين : ٢/ ٢٢٠)

لیکن مذکورہ حدیث کو سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بھی روایت کیا ہے اور اسی کے مطابق فتویٰ بھی دیا ہے جو احناف کے نزدیک فقہ اور اجتہاد میں امام تھے۔ (دیکھئے: فتح البارى: ٥/ ١٠٢، ١٠٦ـ نيل الاوطار: ٣/ ٥٩٨)

[٤٣٦/ ١٤٠]...... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ، حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ الْفَضْلِ......

حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ مُعَاوِيَةَ الْمَهْدِيِّ، قَالَ: قَالَ لِي أَبُو هُرَيْرَةَ: يَا مَهْدِيُّ، نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَنْ كَسْبِ الْحَجَّامِ، وَعَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ، وَعَنْ كَسْبِ الزَّمَّارَةِ، وَعَنْ عَسْبِ الْفَحْلِ. ①

معاویہ المہدی نے بیان کیا، سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے مجھے کہا: اے مہدی! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگی لگانے والے کی کمائی کتے کی قیمت، بانسری بجانے والے پیشے کی کمائی اور سانڈ کی جفتی کرانے کی کمائی سے منع فرمایا ہے۔

---

① سنن نسائى، كتاب البيوع، باب بيع ضراب الجمل، رقم: ٤٦٧٣ـ قال الشيخ الالبانى: صحيح، مسند احمد: ٢/ ٢٩٩ـ سنن ابوداود، رقم: ٣٤٢١.

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا سینگی لگانا، کتے کی قیمت لینا اور بانسری بجا کر اور سانڈ کی جفتی کے پیسے لینے جائز نہیں ہے۔

(۱)......سینگی لگانے کے پیسے لینے سے منع فرمایا۔ لیکن صحیح بخاری میں ہے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابوطیبہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پچھنا لگایا تو آپ نے ایک صاع کھجور (بطور اجرت) انہیں دینے کے لیے حکم فرمایا۔ (بخاری، رقم : ۲۱۰۲)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سینگی لگانے کی اجرت لینا جائز ہے۔ کیونکہ اگر جائز نہ ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوطیبہ رضی اللہ عنہ کو نہ دیتے اور منع فرمانے کی وجہ یہ ہے کہ ضرورت کے بغیر لینا جائز نہیں۔

(۲)......معلوم ہوا کہ کتے کی قیمت لینا جائز نہیں ہے۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شکاری کتے کے علاوہ ہر کتے کی قیمت سے منع فرمایا ہے۔ (صحیح نسائی، رقم : ۴۳۵۳)

امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر (استثناء والی) حدیث قابل حجت ہو تو اس حدیث کو مطلق پر محمول کرتے ہوئے یوں کہا جائے گا: شکاری کتے کے علاوہ باقی کتوں کی تجارت حرام ہوگی۔ (نیل الاوطار: ۳/ ۵۱۲)

(۳)......معلوم ہوا کہ بانسری بجانے والے کی کمائی ناجائز ہے، کیونکہ بانسری اور موسیقی کے تمام آلات دین اسلام میں جائز نہیں ہیں، اس لیے ان کے ذریعے حاصل کی گئی آمدن بھی جائز نہیں ہے۔

(۴)...... معلوم ہوا کہ کسی بھی نر جانور کی جفتی کے بدلے معاوضہ وصول کرنا بھی جائز نہیں ہے۔ جمہور علماء اسی کے قائل ہیں، لیکن امام مالک رحمہ اللہ کا موقف ہے کہ نر کو جفتی کے لیے معلوم مدت تک اجرت پر دینا جائز ہے۔

جمہور کا موقف راجح ہے۔ (نیل الاوطار: ۳/ ۵۱۵)

[۴۳۷/۱۵۵]...... أَخْبَرَنَا مُوسَى الْقَارِيُّ، حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ، عَنِ الأَوْزَاعِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا كَثِيرٍ، يَقُولُ......

سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَسْتَامُ الرَّجُلُ عَلَى سَوْمِ أَخِيهِ حَتَّى يَشْتَرِيَ أَوْ يَتْرُكَ، وَلَا يَخْطُبُ الرَّجُلُ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ حَتَّى يَنْكِحَ أَوْ يَرُدَّ، وَلَا تَسَأَلُ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا لِتُفْرِغَ صَحْفَتَهَا؛ فَإِنَّ الْمُسْلِمَةَ أُخْتُ الْمُسْلِمَةِ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آدمی اپنے کسی (مسلمان) بھائی کے نرخ پر نرخ نہ لگائے حتیٰ کہ وہ خرید لے یا چھوڑ دے، آدمی اپنے بھائی کے پیغام نکاح پر پیغام نکاح نہ دے حتیٰ کہ وہ نکاح کر لے یا اسے جواب مل جائے، عورت اپنی (مسلمان) بہن کی طلاق کا مطالبہ نہ کرے تاکہ اس کی پلیٹ/ برتن کو خالی کر

① بخاری، کتاب البیوع، باب لا یبیع علی بیع اخیه الخ، رقم: ۲۱۳۹، ۲۱۴۰، ۲۷۲۳۔ مسلم، کتاب النکاح، باب تحریم الخطبة علی خطبة الخ، رقم: ۱۴۱۳.

لے، کیونکہ مسلمان عورت مسلمان عورت کی بہن ہے۔''

فوائد: ...... (۱) مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی کی بیع پر بیع نہیں کرنی چاہیے، یہ اس طرح ہے کہ دو آدمیوں نے سودا کر لیا اور اختیار دے دیا کہ اتنے دن تک تجھے اختیار ہے، تو چاہے واپس کر دے یا تو چاہے تو رکھ لے یا اسی طرح وہ چیز فروخت کرنے والا کہتا ہے کہ میں چاہوں تو اتنے دنوں کے اندر اندر تجھ سے چیز واپس لے سکتا ہوں، تو ایک آدمی اس خریدار کو کہتا ہے کہ تو یہ چیز واپس کر دے، میں تجھ کو اس سے بہتر چیز دیتا ہوں یا اس طرح کی چیز اس سے سستی دیتا ہوں یا اسی طرح مالک کو کہے کہ تو چیز واپس لے تو میں تجھ سے اس سے زیادہ قیمت پر خرید لیتا ہوں، یہ جائز نہیں ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کی حرمت میں کوئی اختلاف نہیں۔ (فتح الباری: ٥/ ٨٨)

(۲)...... معلوم ہوا منگنی پر منگنی کرنا حرام ہے۔ یہ اس طرح ہے کہ کوئی آدمی کسی گھر میں پیغام نکاح بھیجتا ہے، پھر ان دونوں گھروں میں موافقت ہو جائے، صرف عقد نکاح باقی رہ جائے تو کوئی اور آدمی بھی پیغام نکاح بھیج دے اور کہے کہ پہلے رشتے کو چھوڑ دو اور مجھ سے نکاح کر دو، ایسا کرنا ممنوع ہے۔ دوسرے آدمی کو صرف اس صورت میں پیغام بھیجنے کی اجازت ہے، جب پہلا آدمی رشتہ چھوڑ دے یا خود اس کی اجازت دے دے جیسا کہ حدیث میں ہے: ((حَتَّى يَتْرُكَ الْخَاطِبُ قَبْلَهُ اَوْ يَاْذَنَ لَهُ الْخَاطِبُ)) (بخاري، كتاب النكاح، رقم: ٥١٤٢)...... ''یہاں تک کہ پیغام بھیجنے والا اپنا ارادہ بدل دے۔ یا اسے پیغام نکاح بھیجنے کی اجازت دے دے تو جائز ہے۔''

علامہ نووی رحمہ اللہ مذکورہ حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: یہ (حدیث اور ایسی تمام) احادیث اپنے بھائی کی منگنی پر منگنی کرنے کی حرمت کو ظاہر کر رہی ہیں۔ (شرح مسلم، للنووی: ٥/ ٢١٤)

(۳)...... کوئی عورت اپنی مسلمان بہن کی طلاق کا مطالبہ نہ کرے۔ اس کی دو شکلیں ہو سکتی ہیں جو درج ذیل ہیں: ① یہ کہ کوئی مرد کسی عورت سے شادی کرنا چاہتا ہے تو وہ عورت کہے: تو اپنی پہلی بیوی کو طلاق دے دے، پھر میں تجھ سے شادی کروں گی۔ تو ایسا کرنے میں اس کی حق تلفی ہے۔ ② دوسرا یہ کہ عورت اپنی سوکن کی طلاق کا مطالبہ کرے، مقصد یہ ہو کہ سوکن کو شوہر کی طرف سے جو سہولیات اور اخراجات وغیرہ میسر ہیں، وہ بھی اسے ہی مل جائیں تو ایسا کرنا بھی حرام ہے۔

[٤٣٨/١٦١]...... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَلَا يَسُومُ الرَّجُلُ عَلَى سَوْمِ أَخِيهِ وَلَا يَخْطُبُ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ، وَلَا تَنَاجَشُوا، وَلَا تَسَأَلُ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: شہری کسی دیہاتی کا مال فروخت کرے، نہ کوئی آدمی اپنے کسی بھائی کے نرخ پر نرخ لگائے اور نہ ہی اپنے بھائی کے پیغام نکاح پر پیغام نکاح بھیجے، محض قیمت بڑھانے کے لیے قیمت/ بولی نہ

لِتَكْتَفِءَ مَا فِي صَحْفَتِهَا، فَإِنَّمَا لَهَا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَهَا وَلَا تَصُرُّوا الْإِبِلَ وَالْغَنَمَ فَمَنِ اشْتَرَى مُصَرَّاةً فَهُوَ بِآخِرِ النَّظَرَيْنِ، فَمَنْ رَدَّهَا رَدَّهَا بِصَاعٍ مِنْ تَمْرٍ، وَالرَّهْنُ مَرْكُوبٌ وَمَحْلُوبٌ. ①

لگاؤ، عورت اپنی (مسلمان) بہن کی طلاق کا مطالبہ نہ کرے، تاکہ اس کے برتن میں جو کچھ ہے وہ اسے حاصل کر لے، اس کو وہی ملے گا جو کچھ اس کے مقدر میں ہے، اور تم اونٹنیوں اور بکریوں کے تھنوں میں دودھ نہ روک رکھو، پس جو شخص کوئی ایسا جانور خریدے جس کے تھنوں میں دودھ روک لیا گیا ہو تو اسے دو میں سے ایک کے انتخاب کا اختیار ہے، پس جو شخص اسے واپس کرے تو وہ ایک صاع (تقریباً سوا دو کلو) کھجور کے ساتھ واپس کرے، رہن والے جانور پر سواری بھی کی جائے گی اور اس کا دودھ بھی دوہا جائے گا۔''

[۷۸٦/٤۳۹]...... اَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ، نَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُوْسٍ، عَنْ اَبِيْهِ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّه نَهٰى اَنْ يَّبِيْعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ، قَالَ: فَقُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: مَا قَوْلُهٗ: لَا يَبِيْعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ؟ قَالَ: لَا يَكُنْ لَهٗ سِمْسَارًا. ②

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ نے اس بات سے منع فرمایا کہ شہری کسی دیہاتی کی طرف سے بیع نہ کرے۔ راوی نے کہا کہ میں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا: آپ کے فرمان: ''شہری کسی دیہاتی کی طرف سے بیع نہ کرے۔'' سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ وہ اس کا ایجنٹ (بروکر) نہ بنے۔

فوائد: ...... مذکورہ حدیث میں ہے کہ کوئی شہری کسی دیہاتی کا سامان نہ بیچے۔ علامہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہمارے اصحاب کے نزدیک اس سے مراد یہ ہے کہ ایک اجنبی دیہاتی سے یا دوسرے شہر سے ایسا ساز وسامان جس کی سبھی کو ضرورت ہے اس روز کے نرخ کے مطابق فروخت کرنے کے لیے لے کر آتا ہے، مگر اسے شہری کہتا ہے کہ اس سامان کو میرے پاس چھوڑ دو، تاکہ میں اسے بتدریج اعلیٰ نرخ پر بیچ دوں۔ (شرح مسلم للنووی: ٥/ ٤٢٥)

---

① بخاری، رقم: ۲۱٤۰، ۲۱٤۸، ۲۱٦۰، ۲۷۲۳، ۲۷۲۷، ٥١٥١، ٥١٥٢۔ مسلم، کتاب النکاح، باب تحریم الخطبة علی خطبة اخیه الخ، رقم: ۱٤۱۳، ۱٥۱٥، ۱٥۲۰۔ سنن ترمذی، رقم: ۱۲۲۲.

② بخاری، کتاب البیوع، باب هل یبیع حاضر لباد الخ، رقم: ۲۱٥۸۔ مسلم، کتاب البیوع، باب تحریم بیع الحاضر للبادی، رقم: ۱٥۲۱۔ سنن ابوداود، رقم: ۳٤۳۹۔ سنن نسائی، رقم: ٤٥۰۰۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۲۱۷۷۔ مسند احمد، رقم: ۳٦۸.

بعض کہتے ہیں کہ شہری آدمی بدوی کو شہر کی مارکیٹ میں پہنچنے سے پہلے راستے ہی میں جا کر ملے، تاکہ بھاؤ کے متعلق غلط بیانی کر کے اس سے سامان سستے داموں خریدے اور اس کی اصل قیمت سے کم قیمت پر اس سے حاصل کرے، شریعت نے منع اس لیے کیا ہے کہ فروخت کرنے والا دھوکہ دہی اور ضرر رسانی سے بچ جائے۔ لیکن اگر شہری دیہاتی کا مال فروخت کرتا ہے بغیر کمیشن اور بغیر کسی لالچ کے تو امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک ایسا کرنا جائز ہے۔ جیسا کہ انہوں نے اپنی صحیح میں باب باندھا ہے: ((بَابٌ هَلْ يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ بِغَيْرِ اَجْرٍ؟ وَهَلْ يُعِينُهُ اَوْ يَنْصَحُهُ)) (بخاری، كتاب البيوع: باب ٦٨)...... ''کیا کوئی شہری کسی دیہاتی کا سامان کسی اجرت کے بغیر بیچ سکتا ہے؟'' اور کیا وہ اس کی مدد یا اس کو نصیحت کر سکتا ہے؟

اور نبی معظم ﷺ کا یہ فرمان اس کے ساتھ ذکر کیا: ((اِذَا اسْتَنْصَحَ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ فَلْيَنْصَحْ لَهُ))...... ''جب کوئی شخص اپنے کسی بھائی سے خیر خواہی کا طالب ہو تو اسے چاہیے کہ اس کی خیر خواہی کرے۔''

مذکورہ بالا حدیث میں ہے کہ کوئی کسی بیع پر بیع نہ کرے اور منگنی پر منگنی نہ کرے اور کوئی عورت اپنی بہن کی طلاق کا مطالبہ نہ کرے۔ (دیکھئے اس کے لیے شرح حدیث نمبر ۱۵۵)

اگر جانور خرید لیا واپس کرنا ہے تو ایک صاع ساتھ دے۔ (مزید دیکھئے شرح حدیث نمبر ۶۲)

[٤٤٠/١٩٠]...... أَخْبَرَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو حَيَّانَ التَّيْمِيُّ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِينَا خَطِيبًا فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ فَذَكَرَ الْغُلُولَ فَعَظَّمَهُ وَعَظَّمَ أَمْرَهُ، ثُمَّ قَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ، لَا أُلْفِيَنَّ أَحَدَكُمْ، فَذَكَرَ مِثْلَ حَدِيثِ جَرِيرٍ إِلَى آخِرِهِ سَوَاءً. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا تو آپؐ نے اللہ کی حمد وثنا بیان کی، پس آپ نے خیانت کا ذکر کیا تو آپ نے اس کی سنگینی بیان کی، پھر فرمایا: ''لوگو! میں تم میں سے کسی کو نہ پاؤں......'' پس راوی نے آخر تک حدیث جریر (مابعد آنے والی) کے مثل روایت کیا۔

[٤٤١/١٩١]...... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا أُلْفِيَنَّ أَحَدَكُمْ يَجِيءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى رَقَبَتِهِ بَعِيرٌ لَهَا رُغَاءٌ،

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں قیامت کے دن تم میں سے کسی کو اس حال میں نہ پاؤں کہ اس نے اپنی گردن پر اونٹ

① بخاری، رقم: ٣٠٧٣۔ مسلم، رقم: ١٨٣١ .

فَذَكَرَ مِثْلَهُ إِلَى آخِرِهِ وَلَمْ يَذْكُرْ أَوَّلَهُ . ① اٹھا رکھا ہوا اور وہ بلبلا رہا ہو۔'' پس راوی نے حدیث کے آخر تک اس کے مثل ذکر کیا، لیکن اس کا اول حصہ ذکر نہ کیا۔

فوائد:...... مذکورہ، حدیث سے امانت کی اہمیت اور خیانت کرنے والوں کا انجام بد واضح ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ وَ مَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَ هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ٥﴾ (ال عمران: ۱۶۱)

''کسی نبی کو لائق نہیں کہ وہ خیانت کرے اور ہر خیانت کرنے والا خیانت کو لیے ہوئے قیامت کے دن حاضر ہوگا، پھر ہر شخص اپنے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور وہ ظلم نہ کیے جائیں گے۔''

حدیث میں مذکور معاملہ میدانِ محشر میں پیش آئے گا، تا کہ اس انسان کو ذلیل کیا جائے۔ خیانت کرنا بہت بڑا جرم اور نفاق کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ جیسا کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''منافق کی نشانیاں تین ہیں: ((اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا ائْتُمِنَ خَانَ)) (بخاری، رقم: ۳٤) ''جب بات کرے تو جھوٹ کہے، جب وعدہ کرے تو اس کا خلاف کرے اور جب اس کو امانت دار سمجھا جائے تو خیانت کرے۔''

قرآن مجید میں اللہ ذوالجلال نے مومنوں کی صفتوں کا تذکرہ کیا تو فرمایا: ﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ٥ ...... وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ٥ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ٥ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ٥ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ٥﴾ (المومنون: ۱۔۱۱) یقیناً ایمان والوں نے فلاح حاصل کر لی (ایمان والے وہ ہیں) ...... جو اپنی امانتوں اور وعدے کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ اور اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔'' اور یہی وارث ہیں۔ جو فردوس کے وارث ہوں گے جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

[۱۹۸/٤٤۲]...... أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُحَادَةَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَنْ كَسْبِ الْإِمَاءِ . ② سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باندیوں (کی بدکاری) کی کمائی سے منع فرمایا ہے۔

---

① السابق.

② بخاری، کتاب الاجارة، باب کسب البغی والاماء، رقم: ۲۲۸۳۔ سنن ابوداود، کتاب الاجارة، باب فی کسب الاماء، رقم: ۳٤۲۵۔ مسند احمد: ۲/ ۲۸۷۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۵۱۵۸، سنن دارمی، رقم: ۳۶۰۲.

[۴۴۳/۵۱۲]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُحَادَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حَازِمٍ، يَقُولُ......

سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كَسْبِ الْإِمَاءِ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باندیوں کی کمائی سے منع فرمایا ہے۔

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا لونڈیوں سے بدکاری کرا کے مال حاصل کرنا حرام ہے۔ دور جاہلیت میں لوگ اپنی لونڈیوں کو بدکاری پر مجبور کرتے تھے، اسلام نے نہایت سختی کے ساتھ اس کام سے روکا اور ایسی کمائی کو حرام قرار دیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ إِنْ أَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِتَبْتَغُوا عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَمَنْ يُكْرِهْهُنَّ فَإِنَّ اللّٰهَ مِنْ بَعْدِ إِكْرَاهِهِنَّ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ (النور: ۳۳)...... ''تمہاری جو لونڈیاں پاک دامن رہنا چاہتی ہیں انہیں دنیا کی زندگی کے فائدے کی غرض سے بدکاری پر مجبور نہ کرو اور جو انہیں مجبور کر دے تو اللہ تعالیٰ ان پر جبر کے بعد بخش دینے والا اور مہربانی کرنے والا ہے۔''

[۴۴۴/۲۲۶]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حَازِمٍ، يُحَدِّثُ ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرِثَتِهِ، وَمَنْ تَرَكَ كَلًّا فَإِلَيْنَا. ②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو مال چھوڑ کر فوت ہو تو وہ اس کے وارثوں کے لیے ہے اور جو قرض چھوڑ جائے تو وہ ہمارے ذمے ہے۔''

فوائد: ...... (۱) مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا جو میت مال چھوڑ کر جائے، وہ اس کے ورثاء میں ہی تقسیم کیا جائے گا۔

(۲)...... مذکورہ حدیث سے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر شفقت اور مہربانی کا بھی اثبات ہوتا ہے، فرمایا: جس نے قرض یا اولاد چھوڑی تو وہ ہمارے ذمہ ہے۔ معلوم ہوا حکومت کی ذمہ داری ہے کہ اگر کوئی مقروض مر جائے تو اس کا قرض ادا کرے اور بے سہارا چھوٹے بچوں اور بیواؤں کی کفالت کرے۔ لیکن اگر حکومت قرض ادا نہ کرے تو جو اس کی وراثت ہے، پہلے اس سے قرض ادا کیا جائے، بعد میں اس کی وراثت تقسیم کی جائے۔

---

① السابق.

② بخاری، کتاب الکفالة، باب الدین، رقم: ۲۲۹۸۔ سنن ابوداود، رقم: ۲۹۵۵۔ مسند احمد: ۲/ ۲۸۷۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۵۰۵۴.

جیسا کہ ایک روایت میں ہے سیدنا سعد بن اطول جہنی رضی اللہ عنہ کا بھائی تین سو درہم ترکہ چھوڑ کر فوت ہوگیا، چونکہ میت کے اہل وعیال بھی تھے تو سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اس کے عیال پر یہ درہم خرچ کرنے کا ارادہ کیا تو نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک تمہارا بھائی اپنے قرض کی وجہ سے روک دیا گیا ہے اس کی طرف سے (پہلے) قرض ادا کرو۔'' (سنن ابن ماجه، رقم: ۲۴۳۳ـ مسند احمد: ۵/ ۷)

[۲۲۷/٤٤٥]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حَازِمٍ، يُحَدِّثُ ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ نَهَى عَنِ التَّلَقِّي، وَالنَّجَشِ، وَالتَّصْرِيَةِ، وَأَنْ لَا تَسْأَلَ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا وَأَنْ لَا يَسْتَامَ الرَّجُلُ عَلَى سَوْمِ أَخِيهِ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجارتی قافلوں کو منڈی تک پہنچنے سے پہلے راستوں میں جا کر ملنے، محض قیمت بڑھانے کے لیے بولی لگانے اور دودھیل جانوروں کا دودھ روکنے سے منع فرمایا ہے، اور یہ کہ عورت اپنی (مسلمان) بہن کی طلاق کا مطالبہ نہ کرے اور یہ کہ آدمی اپنے (مسلمان) بھائی کے نرخ پر نرخ نہ لگائے۔''

فوائد:...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا محض قیمت بڑھانے کے لیے بولی لگانا جائز نہیں ہے۔ یہ اس طرح ہے کہ کوئی آدمی وہ چیز خود تو خریدنا نہیں چاہتا، لیکن لوگوں کو پھنسانے کے لیے بولی لگاتا ہے اور لوگوں کو ابھارتا ہے۔ اور بائع کے ساتھ یہ لوگ ملے ہوتے ہیں اور گناہ میں یہ دونوں برابر کے شریک ہیں۔ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ بائع کو علم نہیں ہوتا تو ایسی صورت میں یہ بولی لگانے والا ہی گناہ گار ہوگا۔

(مزید دیکھئے فتح الباری: ۵/ ۹۰۔ تحفۃ الاحوذی: ۴/ ۲۰۴، مذکورہ بالا حدیث کی مکمل شرح کے لیے دیکھئے حدیث وشرح: ۱۵۵۔ ۱۶۱)

[۳٥٦/٤٤٦]...... أَخْبَرَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا فُضَيْلٌ، وَهُوَ ابْنُ غَزْوَانَ، عَنِ ابْنِ أَبِي نُعْمٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ مِثْلًا بِمِثْلٍ وَزْنًا بِوَزْنٍ، فَمَا زَادَ فَهُوَ رِبًا، وَالذَّهَبُ بِالذَّهَبِ مِثْلًا بِمِثْلٍ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''چاندی چاندی کے بدلے میں برابر برابر ہم وزن بیع کی جائے، پس جو زائد ہو تو وہ سود ہے اور سونا سونے کے بدلے میں برابر برابر ہم وزن بیع

① بخاری، کتاب الشروط، باب الشروط فی الطلاق، رقم: ۲۷۲۷ـ مسلم، کتاب البیوع، باب تحریم بیع الرجل علی بیع اخیه الخ، رقم: ۱۵۱۵ـ سنن نسائی، رقم: ٤٥٠٢.

وَزْنًا بِوَزْنٍ فَمَا زَادَ فَهُوَ رِبًا ، وَلَا تُبَاعُ تَمْرَةٌ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا . ①
کیا جائے پس جو زیادہ ہو تو وہ سود ہے اور کھجوروں کی بیع نہ کی جائے حتیٰ کہ ان (کے پکنے) کی صلاحیت ظاہر ہو جائے۔"

فوائد: ......(۱) سود کی دو اقسام فقہاء نے بیان کی ہیں:

(۱) **ربا الفضل:**......ایک جنس کی دو اشیا کو کمی بیشی کے ساتھ فروخت کرنا۔

(۲) **ربا النسیئہ:**......اس میں کمی بیشی تو نہ ہو لیکن ایک طرف سے نقد اور دوسری طرف سے ادھار کا معاملہ ہو۔

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سونا سونے کے بدلے، چاندی چاندی کے بدلے، گندم گندم کے بدلے، جو جو کے بدلے، کھجور کھجور کے بدلے اور نمک نمک کے بدلے برابر برابر اور نقد بنقد (فروخت کیا جائے) اگر اجناس مختلف ہوں تو پھر جیسے چاہو فروخت کرو بشرطیکہ قیمت کی ادائیگی نقد بنقد ہو۔ (مسلم، کتاب المساقاة، رقم : ۱۵۸۷)

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ جن چھ اشیاء کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ ان کا آپس میں ہم جنس سے یعنی سونے کا سونے سے اور چاندی کا چاندی سے مبادلہ میں کمی بیشی حرام ہے اور دوسری بات اگر برابر برابر بھی ہو تو شرط یہ ہے کہ نقد بنقد ہو۔

ایک دوسری حدیث میں ہے: سونا سونے کے بدلہ میں وزن میں برابر برابر اور قسم میں ایک ہو، چاندی چاندی کے بدلہ میں وزن میں برابر برابر اور قسم میں ایک جیسی ہو، پھر اگر کوئی زیادہ لے یا زیادہ دے تو وہ سود ہے۔

(مسلم، کتاب المساقاة، رقم : ۱۵۸۸)

اور اگر اجناس مختلف ہوں تو پھر کمی بیشی جائز ہے۔ مثلاً ایک صاع کھجوریں دے کر دو صاع گندم لینا، لیکن شرط یہ ہے کہ ان کی قیمت نقد ادا کی جائے یا وہ چیز نقد دی جائے اور اگر اُدھار ہو تو فریقین کی رضا مندی اور جنس و دت کا تعین ضروری ہے۔

(۲)...... مذکورہ بالا حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کھجوروں کی بیع نہیں کرنی چاہیے، جب تک ان کے پکنے کی صلاحیت ظاہر نہ ہو۔ کیونکہ ممانعت کا سبب دھوکہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دھوکے والی بیع سے منع فرمایا ہے۔

(مسلم، رقم : ۱۵۱۳۔ سنن ابوداود، رقم : ۳۳۷٦)

[٤٤٧/٤١١]...... أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ مُحَمَّدٍ......

عَنْ رَجُلٍ ، مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ قَالَ: قَالَ
اہل مدینہ کے ایک شخص نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

① مسلم، کتاب المساقاة، باب الصرف وبيع الذهب بالورق ......، رقم : ۱۵۸۸۔ سنن ترمذی، رقم: ۱۲٤۰۔ سنن نسائی، رقم: ٤٥٦٩۔ مسند احمد: ۲/ ۲٦۲ .

رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنِ اشْتَرَى سَرِقَةً وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهَا سَرِقَةٌ فَقَدْ شَرَكَ فِي عَارِهَا وَإِثْمِهَا . ①

''جس نے چوری کا مال خریدا جبکہ وہ جانتا ہے کہ وہ چوری کا مال ہے تو وہ اس کے عار اور گناہ میں برابر کا شریک ہے۔''

[٤١٢/٤٤٨]...... أَخْبَرَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ خَالِدٍ الزَّنْجِيُّ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّ مَوْلًى لِلأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ شُرَحْبِيلُ حَدَّثَهُ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنِ اشْتَرَى سَرِقَةً وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهَا سَرِقَةٌ فَقَدْ شَرَكَ فِي عَارِهَا وَإِثْمِهَا . ②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے یہ جانتے ہوئے کہ یہ چوری کا مال ہے چوری کا مال خریدا تو وہ اس کے عار اور گناہ میں برابر کا شریک ہے۔''

[٤٢٥/٤٤٩]...... أَخْبَرَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ، حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَبِي بَكْرٍ التَّمِيمِيِّ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: بِئْسَ الْبَيْعَتَانِ بَيْعُ الطَّعَامِ وَبَيْعُ الرَّقِيقِ . ③

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دو بیع بری ہیں: کھانے اور غلام کی بیع۔''

[٤٣٤/٤٥٠]...... أَخْبَرَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ عَطَاءً الْخُرَاسَانِيَّ، يُحَدِّثُ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهَى عَنِ الْمُزَايَدَةِ إِلَّا فِي ثَلَاثٍ: الْمِيرَاثِ وَالشَّرِكَةِ وَبَيْعِ الْغَنَائِمِ . ④

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزوں میراث، شراکت اور بیع الغنائم کے علاوہ دیگر چیزوں میں نیلامی سے منع فرمایا ہے۔

---

① ضعيف الجامع الصغير، رقم: ٥٤٢١ـ مستدرك حاكم: ٢/ ٤١ـ ضعيف ترغيب و ترهيب، رقم: ١٠٧٤ .

② السابق= اس میں مسلم بن خالد زنجی، صُدُوْقٌ كَثِيْرُ الْاَوْهَامِ ہے۔ (تقريب التهذيب: ٦٦٢٥) شرحبیل مولی انصار بھی ضعیف ہے۔ (تهذيب: ٢٧٦٤)۔

③ مصنب ابن ابی شيبة، فی التفريق بين الوالدو والده، رقم : ٢٢٨٣ بلفظ انماكر هوا بيع الرقيق۔ بخاری میں بھی "باب الرقيق" ہے۔ مذکورہ روایت کے الفاظ مسند اسحاق کے ہیں۔ واللّٰہ اعلم۔

③ مسند احمد: ٢/ ٧١ـ قال شعيب الارناؤط: اسناده ضعيف۔ سنن دارقطنی: ٣/ ١١ .

[٤٩٧/٤٥١]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ رَجُلٍ...... عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لِبْسَيْنِ، وَعَنْ بَيْعَتَيْنِ، عَنِ اشْتِمَالِ الصَّمَّاءِ، وَالَاحْتِبَاءِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، وَعَنِ اللَّمْسِ وَالنَّبْذِ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوقسم کے لباس اور دوقسم کی بیع سے منع فرمایا، چادر کو اس انداز سے جسم پر لپیٹنا کہ ہاتھوں اور بازوؤں کو حرکت دینا مشکل ہو جائے اور ایک کپڑے میں اس طرح بیٹھنا کہ اعضائے مستورہ ظاہر ہونے کا اندیشہ ہو، اور بیع ملامسہ اور منابذہ سے منع فرمایا۔"

فوائد :......(۱) مذکورہ حدیث میں دو طرح کے لباس اور دوقسم کی تجارت سے منع کیا گیا ہے۔

ممنوع لباس: صرف تہبند اپنے شانوں پر ڈال کر نماز پڑھنا شرعاً ممنوع ہے۔ ڈاکٹر حمید اللہ رحمہ اللہ اس بارے میں فرماتے ہیں: لبادہ کندھوں پر ڈالنے سے رکوع وسجود کے وقت وہ گر پڑتا ہے اور نمازی ان کو بار بار سنبھالتا ہے۔ جو نماز سے توجہ منتشر کرنے کا باعث ہے۔ البتہ کندھوں پر اس طرح ڈال لیں کہ وہ پھر ہلتے ہوئے گرے نہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ (مترجم صحیفه همام بن منبه: ١٦٢)

(۲)...... ایسا لباس جس میں آدمی برہنہ ہو، شرعاً منع ہے۔ اور حدیث میں لفظ الاحتباء استعمال ہوا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ آدمی اپنی سرین کے بل بیٹھے اور اپنی پنڈلیوں کو کھڑا رکھے اور ایسی حالت میں اپنے اوپر صرف ایک کپڑا لپیٹ لے۔ اہل عرب اپنی مجالس میں ایسے بیٹھا کرتے تھے، چونکہ اس طرح بیٹھنے میں شرمگاہ کھلی نظر آنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ لہٰذا اس طرح بیٹھنے سے اور ایک کپڑا جس سے شرم گاہ کھلے نظر آنے کا اندیشہ ہو، پہننے سے منع فرمایا۔

(صحیفه همام بن منبه، رقم الحدیث: ١٣٧، ص: ٤٨١، طبع: انصارالسنه)

اور ملامسہ اور منابذہ، ان دونوں بیع کی تفسیر صحیح بخاری میں یوں بیان ہوئی ہے۔

منابذہ:...... اس کا طریقہ یہ تھا کہ ایک آدمی بیچنے کے لیے اپنا کپڑا دوسرے شخص کی طرف (جو خریدار ہوتا) پھینکتا اور اس سے پہلے کہ وہ اسے الٹے پلٹے یا اس کی طرف دیکھے (صرف پھینک دینے سے وہ بیع لازم سمجھی جاتی تھی)

بیع ملامسہ:...... کپڑے کو بغیر دیکھے صرف اسے چھو دینا (اور اسی سے بیع لازم ہو جاتی تھی)۔

(بخاری، کتاب البیوع، رقم: ٢١٤٤)

---

① بخاری، کتاب البیوع، باب بیع المنابذه، رقم: ٢١٤٧۔ مسلم، کتاب اللباس والزینة، باب النهی عن اشتمال الصماء الخ، رقم: ٢٠٩٩۔ سنن ابوداود، رقم: ٣٤٦١۔ سنن ترمذی، رقم: ١٢٣١۔ سنن ابن ماجه، رقم: ٣٥٦٠.

امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بیع ملامسہ اور منابذہ سے روکنے کا سبب دھوکہ، جہالت اور خیار مجلس کا ابطال ہے۔

(نیل الاوطار: ۳/ ۵۲۱)

[۵۴۲/۴۵۲]...... أَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْحَاقَ يَقُولُ: حَدَّثَنِي أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ......

حَدَّثَتْنِي الرُّبَيِّعُ بِنْتُ مُعَوِّذِ ابْنِ عَفْرَاءَ قَالَتْ: دَخَلْتُ أَنَا وَنِسْوَةٌ مِنَ الأَنْصَارِ عَلَى أَسْمَاءَ بِنْتِ مُخَرِّبَةَ أُمِّ أَبِي جَهْلٍ، وَكَانَ ابْنُهَا عَيَّاشُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ يَبْعَثُ إِلَيْهَا الْعِطْرَ مِنَ الْيَمَنِ فَتَبِيعُهُ إِلَى الْأُعْطِيَةِ، قَالَتْ: فَاشْتَرَيْتُ مِنْهَا، فَوُزِنَ لِي، وَجَعَلْتُهُ فِي قَوَارِيرِي، كَمَا وُزِنَ لِصَاحِبَتِي، فَقَالَتْ لِي: اكْتُبِي لِي عَلَيْكِ حَقِّي، فَقُلْتُ لَهَا: أَكْتُبُ عَلَى الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ ابْنِ عَفْرَاءَ؟ فَقَالَتْ لِي: إِنَّكِ لَبِنْتُ قَاتِلِ سَيِّدِهِ. فَقُلْتُ: لَا، وَلَكِنِّي بِنْتُ قَاتِلِ عَبْدِهِ، فَقَالَتْ: وَاللّٰهِ لَا أَبِيعُكَ أَبَدًا، فَقُلْتُ: وَأَنَا وَاللّٰهِ لَا أَشْتَرِي مِنْكِ شَيْئًا أَبَدًا، فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ بِطِيبٍ وَلَا عَرْفٍ ثُمَّ قَالَتْ: أَيْ بُنَيَّ وَاللّٰهِ مَا شَمِمْتُ طِيبًا قَطُّ أَطْيَبَ مِنْهُ، وَلَكِنَّهَا حِينَ قَالَتْ مَا قَالَتْ غَضِبْتُ، فَقُلْتُ مَا قُلْتُ.[1]

سیدہ ربیع بنت معوذ ابن عفراء رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، میں اور انصار کی چند خواتین اسماء بنت مخربہ ابوجہل کی والدہ، کے ہاں گئیں، اس کا بیٹا عیاش بن عبداللہ بن ابی ربیعہ یمن سے ان کی طرف عطر بھیجتا تھا، اور وہ اسے مشاہرہ لینے والی کے ہاں بیچ دیا کرتی تھیں، انہوں نے کہا: میں نے ان سے عطر خریدا تو انہوں نے مجھے تول کر دیا، میں نے اسے اپنی شیشیوں میں ڈال لیا، جس طرح میری ساتھ والی کے لیے وزن کیا تھا، انہوں نے مجھے کہا: تم پر میرا جو حق ہے وہ مجھے لکھ دیں، میں نے انہیں کہا: ربیع بنت معوذ ابن عفراء کے ذمے لکھو، انہوں نے کہا: تم تو اس کے سردار کے قاتل کی بیٹی ہو، میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں تو قاتل نہیں ہوں، لیکن میں اس کے غلام کے قاتل کی بیٹی ہوں، انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! میں یہ تمہیں کبھی بھی فروخت نہیں کروں گی، میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں تم سے کبھی کوئی چیز نہیں خریدوں گی، اللہ کی قسم! وہ تو کوئی خوشبو بھی نہیں، پھر کہا: بیٹی! اللہ کی قسم! میں نے اس سے بہتر خوشبو کبھی بھی نہیں سونگھی، لیکن جس وقت انہوں نے جو کچھ کہا تھا میں ناراض ہوگئی تھی، جس وجہ سے بس میں نے بھی جو کچھ کہا وہ کہہ دیا۔''

---

① الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ۸/ ۳۰۰.

[۷۲۷/٤٥٣]...... أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعُمَيْسِ، عَنِ ابْنِ جُعْدُبَةَ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ السَّبَّاقِ......

عَنْ زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَاهَا جِلَابَ أَرْبَعِينَ وَسْقًا مِنْ تَمْرٍ وَعِشْرِينَ وَسْقًا مِنْ شَعِيرٍ بِخَيْبَرَ، فَأَتَاهَا عَاصِمُ بْنُ عَدِيٍّ فَقَالَ لَهَا: إِنْ وَفَّيْتُكُهَا هَاهُنَا بِالْمَدِينَةِ، وَأَتَوَفَّاهَا مِنْكَ بِخَيْبَرَ، فَقَالَتْ: حَتَّى أَسْأَلَ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ فَكَرِهَهُ وَقَالَ: كَيْفَ بِالضَّمَانِ قَالَ وَكِيعٌ: وَهَذِهِ السَّفْتَجَةُ وَهِيَ مَكْرُوهَةٌ. ①

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کی اہلیہ زینب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خیبر میں چالیس وسق کھجور اور بیس وسق جو کا حصہ دیا، عاصم بن عدی ان کے پاس آئے تو انہیں کہا: اگر میں یہی چیز آپ کو یہاں مدینہ میں دے دوں اور وہ آپ سے خیبر میں لے لوں، تو انہوں نے فرمایا: میں امیرالمومنین عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھ لوں، انہوں نے ان سے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے اسے ناپسند فرمایا، اور فرمایا: ضمان کا کیا بنے گا؟ وکیع رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ ہنڈی ہے اور وہ مکروہ ہے۔

[۷۸۲/٤٥٤]...... اَخْبَرَنَا وَكِيْعٌ، نَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ طَاؤُوْسٍ، عَنْ اَبِيْهِ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا، فَلَا يَبِعْهُ حَتَّى يَكْتَالَهُ. قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: لِمَ؟ قَالَ: اَلَا تَرَاهُمْ يُبَايِعُوْنَ بِالذَّهَبِ وَالطَّعَامُ مُرْجًا؟②

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپؐ نے فرمایا: ''جو شخص غلہ خریدے تو وہ اسے فروخت نہ کرے حتیٰ کہ وہ اسے ناپ لے۔'' میں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا: کیوں؟ فرمایا: کیا تم انہیں دیکھتے نہیں کہ وہ اشرفیوں (سونے) کے بدلے میں بیع کیا کرتے تھے جبکہ غلہ آنے کی ابھی امید ہی ہوتی تھی۔

[۷۸۳/٤٥٥]...... اَخْبَرَنَا وَكِيْعٌ، نَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ، عَنْ طَاؤُوْسٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: اَمَّا الَّذِيْ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّبَاعَ حَتَّى يُقْبَضَ، فَالطَّعَامُ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَلَا

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبضہ میں لینے سے پہلے جس چیز کی بیع سے منع فرمایا ہے، وہ صرف غلہ ہے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں ہر

① مصنف عبدالرزاق، رقم: ٤٦٤٣. اسناده ضعيف جداً.

② مسلم، كتاب البيوع، باب بطلان بيع المبيع قبل القبض، رقم: ١٥٢٥ـ سنن ابوداود، كتاب البيوع، باب بيع الطعام قبل ان يستوفى، رقم: ٣٤٩٦ـ سنن نسائى، رقم: ٤٥٩٧ـ مسند احمد: ١/ ٣٥٦.

اَحْسِبُ كُلَّ شَيْءٍ اِلَّا بِمَنْزِلَةِ الطَّعَامِ. ① چیز کو غلے کے مقام پر ہی سمجھتا ہوں۔

[۷۸٤/٤٥٦]...... اَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَاقِ، نَا مَعْمَرٌ، عَنِ ابْنِ طَاوُوْسٍ، عَنْ اَبِيْهِ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتَّى يَقْبِضَهُ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَاَحْسِبُ كُلَّ شَيْءٍ بِمَنْزِلَةِ الطَّعَامِ. ②

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص غلہ خریدے تو وہ اسے فروخت نہ کرے حتیٰ کہ اسے قبضے میں لے لے۔'' سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں ہر چیز کو غلے کے مقام پر ہی خیال کرتا ہوں۔

فوائد: ...... مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا مال کو قبضے میں لینے سے پہلے اس کی بیع جائز نہیں ہے۔ اگر قبضے میں ہو تو کسی وقت بھی آگے فروخت کر سکتا ہے، اسی طرح گوداموں میں پڑے مال کو فروخت کرنا کہ جس پر گاہک لگتے رہتے ہیں جبکہ کوئی بھی خریدار مال وہاں سے نہیں اٹھاتا، جبکہ بسا اوقات بتائی گئی چیز بھی وہاں کم ہوتی ہے اور اس کا نقصان آخر میں خریدنے والے کو ہوتا ہے۔ سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جو قیاس کیا، وہ ان احادیث کا علم نہ ہونے کی وجہ سے تھا۔ حالانکہ احادیث میں موجود ہے کہ کوئی بھی چیز قبضے میں لینے سے پہلے فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔ جیسا کہ سیّدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے سودے کو اُسی جگہ بیچنے سے منع فرمایا ہے، جہاں اسے خریدا جاتا، حتی کہ اسے اپنے گھروں کی طرف لے جائیں۔ (صحیح ابوداود، رقم : ۲۹۸۸)

سیّدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ جب تم کوئی چیز خریدو تو اسے قبضے میں لینے سے پہلے فروخت نہ کرو۔ (مسند احمد: ۳/ ۴۰۳)

[۷۸٥/٤٥٧]...... اَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ، نَا مَعْمَرٌ، عَنِ ابْنِ طَاوُوْسٍ، عَنْ اَبِيْهِ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تُتَلَقَّى الرُّكْبَانِ. ③

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجارتی قافلوں کو مارکیٹ میں پہنچنے سے پہلے راستوں میں جا کر ملنے سے منع فرمایا ہے۔

فوائد: ...... مذکورہ حدیث میں قافلوں کو جا کر ملنے کی ممانعت کی وجہ یہ تھی کہ شہری آدمی بدوی کو شہر کی

---

① مسلم، كتاب البيوع، باب بطلان بيع المبيع قبل القبض- سنن ابوداود، رقم: ٣٤٩٧- سنن ترمذى، رقم: ١٢٩١- سنن ابن ماجه، رقم: ٢٢٢٧.

② بخارى، كتاب البيوع، باب الكيل على البائع والمعطى- سنن ابوداود، رقم: ٣٤٩٢، ٣٤٩٥، ٣٤٩٨، ٣٤٩٩.

③ مسلم، كتاب البيوع، باب تحريم بيع الحاضر للبادى- سنن ابوداود، رقم: ٣٤٣٧، ٣٤٤٣.

مارکیٹ میں پہنچنے سے پہلے راستے ہی میں جا ملے، تا کہ بھاؤ کے متعلق غلط بیانی کرکے اس سے سامان سستے داموں خریدے اور اس کی اصل قیمت سے کم قیمت پر اس سے حاصل کرے۔ منع کرنے سے مقصود یہ ہے کہ فروخت کرنے والا دھوکا دہی اور ضرر رسانی سے بچ جائے۔ جمہور علماء کا یہی موقف ہے۔ (نیل الاوطار: ۳/ ۵۳۹)

[۷۸۷/٤٥٨]...... اَخْبَرَنَا وَكِيْعٌ ، عَنْ سُفْيَانَ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ......

سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ: كُنَّا نُخَابِرُ فَلَا نَرٰى بِذَلِكَ بَأْسًا ، حَتّٰى زَعَمَ رَافِعُ بْنُ خَدِيْجٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْهُ . ①

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم بٹائی پر کاشت کاری کرتے تھے اور اس میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے تھے، حتیٰ کہ سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔

فوائد: ...... ایک دوسری حدیث میں ہے کہ سیدنا حنظلہ بن قیس انصاری کہتے ہیں میں نے سیّدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ زمین کو سونے چاندی کے عوض کرایہ پر دینا کیسا ہے؟ انہوں نے کہا: اس میں کوئی حرج نہیں۔ دراصل لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں اس طرح کرتے تھے کہ جو کچھ پانی کے بہاؤ پر اور نالوں کے سروں پر ہوتا، اس پر اور کچھ کھیتی پر معاملہ طے کرتے تھے۔ تو پھر ایسے ہوتا کہ یہ ضائع ہوجاتی وہ بچ جاتی، یا وہ ضائع ہوجاتی اور یہ بچ رہتی۔ لوگوں کو زمین کرائے پر دینے کی بس یہی ایک صورت رائج تھی، جس کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس معاملے سے ڈانٹ کر روک دیا۔ لیکن وہ عوض اور بدلہ جو معلوم ومتعین ہو، اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(مسلم، کتاب البیوع، رقم : ۱٥٤۷۔ سنن ابوداود، رقم : ۳۳۹۲)

معلوم ہوا نقدی یا معلوم منافع کے بدلے زمین کو ٹھیکے پر دینا جائز ہے۔ مذکورہ بالا روایت میں جو ممانعت ہے، اس سے مراد خاص حصے کی پیداوار ہے، جیسا کہ عہد نبوی میں لوگ کیا کرتے تھے اور اس کا نقصان ہوتا۔ کبھی ٹھیکے پہ لینے والے کو اور کبھی زمین کے اصل مالک کو، جس کی وجہ سے لڑائی جھگڑا ہوتا، تو نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے سے منع کردیا۔ لہٰذا معین پیداوار، سونا، چاندی یا نقدی وغیرہ پر اگر زمین ٹھیکے پر دی جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

[۷۸۸/٤٥۹]...... اَخْبَرَنَا عَمْرٌو (و): فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِطَاوُسٍ ، فَقَالَ......

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: اِنَّمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَاَنْ يَّمْنَحَ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ الْاَرْضَ ، خَيْرٌ لَهٗ مِنْ اَنْ يَّأْخُذَ لَهَا

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی اپنے (مسلمان) بھائی کو زمین بلا معاوضہ دے دے تو یہ اس کے لیے اس سے بہتر ہے کہ وہ

① بخاری، کتاب الحرث والمزارعة، باب ما کان من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم یواسی الخ، رقم: ۲۳٤٤۔ مسلم، کتاب البیوع، باب کراء الارض، رقم: ۱٥٤۷۔ سنن ابوداود، رقم: ۳۳۸۹۔ سنن نسائی، رقم: ۳۸٦۷.

خَرْجًا مَّعْلُوْمًا . ① اس کا مقرر کردہ ٹھیکہ وصول کرے۔"

فوائد: ...... معلوم ہوا زمین کو بلا معاوضہ کاشتکاری کے لیے دینا مالک کے اختیار میں ہے، لیکن اگر ٹھیکہ لیا جائے تو اس میں شرعی طور پر کوئی حرج نہیں ہے۔ گویا بلامعاوضہ دینا قرض حسنہ کی سی صورت ہے جس میں صدقہ کا ثواب ملتا ہے۔

[٨٢٧/٤٦٠]...... اَخْبَرَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ ، حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ ، عَنْ اَبِی الزُّبَيْرِ ، عَنْ طَاوُوْسٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: اَلْعُمْرٰی لِمَنْ اَعْمَرَهَا ، وَالرُّقْبٰی لِمَنَ اَرْقَبَهَا ، وَالْعَائِدُ فِی هِبَتِهٖ ، كَالْعَائِدِ فِی قَيْئِهٖ . ②

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: عمریٰ اسی کے لیے ہے جس کے لیے عمریٰ کیا گیا، رقبیٰ اس کے لیے ہے جس کے لیے رقبیٰ کیا گیا۔ اور اپنے ہبہ کو واپس لینے والا اپنی قے کو چاٹنے والے کی طرح ہے۔

فوائد: ......(۱) عمریٰ عمر سے ماخوذ ہے، یعنی وہ جو عمر بھر کے لیے دے دی جائے، یہ نام اس لیے رکھا گیا کہ جاہلیت میں ایک آدمی دوسرے آدمی کو گھر دیتا تو کہتا کہ میں اسے یہ گھر عمر اور زندگی کی موت تک کے لیے مباح قرار دیا ہے اور کہا جاتا کہ یہ فلاں کے لیے عمریٰ ہے۔

(۲)...... رقبیٰ: مراقبہ سے ماخوذ ہے، اس کا یہ نام اس لیے رکھا گیا ہے کہ اس میں چیز دینے والا اور لینے والا دونوں ایک دوسرے کی موت کا انتظار کرتے ہیں، تاکہ وہ چیز زندہ کی طرف لوٹ آئے۔ یہ اس طرح ہے کہ ایک شخص کسی کو کچھ ہبہ کرے اس شرط پر کہ اگر تم پہلے فوت ہوگئے تو یہ چیز ی میری طرف لوٹ آئے گی اور اگر میں پہلے فوت ہوگیا تو یہ تمہاری ہو جائے گی۔ (نیل الاوطار: ۴؍۴۷۔ المنجد، ص: ۵۸۲)

راجح مذہب یہی ہے کہ عمریٰ یا رقبیٰ کے نام سے جو ہدیہ دیا جائے گا وہ ہمیشہ کے لیے اس کا ہوگا جس کو دیا جائے۔

(۳)...... ہبہ دے کر واپس لینا جائز نہیں ہے۔ جس طرح قے کو چاٹنا قبیح عمل ہے گویا تحفہ دے کر واپس لینا انتہائی برا عمل ہے۔

[٨٣٢/٤٦١]...... اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الْاَسَدِیُّ۔ وَهُوَ ابْنُ عُلَيَّةَ۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِی نُجَيْحٍ ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ كَثِيْرٍ ، عَنْ اَبِی الْمِنْهَالِ......

---

① بخاری، کتاب المزارعة، باب اذا لم یشترط السنین الخ۔ رقم: ۲۳۳۰۔ مسلم، کتاب البیوع، باب الارض تمنح، رقم: ۱۵۵۰۔ سنن ابوداود، رقم: ۳۳۸۹۔ سنن نسائی، رقم: ۳۸۷۳۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۲٤٦٤۔ مسند احمد: ۱/ ۲۳٤۔ سنن کبری بیهقی: ٦/ ۱۳۳.

② سنن نسائی، کتاب الرقبی، باب ذکر الاختلاف علی بن ابی نجیح الخ، رقم: ۳۷۱۰۔ قال الشیخ الالبانی: صحیح۔ مسند احمد: ۱/ ۲۵۰.

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِى الْمَدِيْنَةَ، وَالنَّاسُ يَسْلِفُوْنَ فِى الثِّمَارِ، الصَّاعُ وَالصَّاعَيْنِ اَوِ الثَّلَاثَةِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَسْلَمَ فِى تَمْرٍ، فَبِكَيْلٍ مَّعْلُوْمٍ اِلٰى اَجَلٍ مَّعْلُوْمٍ. ①

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو وہاں کے لوگ سال، دو سال یا تین سال کے لیے پھلوں کی پیشگی رقم دے کر بیع کیا کرتے تھے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص کھجوروں کی بیع سلف کرے تو وہ معین ناپ اور معین وقت تک کے لیے کرے۔''

[۸۳۳/٤٦٢]...... اَخْبَرَنَا الْمَلَائِىُّ، نَا سُفْيَانُ......

عَنِ ابْنِ اَبِىْ نُجَيْحٍ، بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ. ②

ابن ابی نجیح نے اس اسناد سے اسی حدیث سابق کی مثل روایت کیا ہے۔

[۸۳٤/٤٦٣]...... اَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ، نَا مَعْمَرٌ......

عَنِ ابْنِ اَبِىْ نُجَيْحٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ. ③

ابن ابی نجیح نے اس اسناد سے اسی سابقہ حدیث کی مثل روایت کیا ہے۔

[۸۳۵/٤٦٤]...... اَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ، نَا مَعْمَرٌ، عَنِ ابْنِ اَبِىْ نُجَيْحٍ......

عَنْ اَبِى الْمِنْهَالِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مِثْلَ ذٰلِكَ. ④

ابوالمنہال نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے اسی کی مثل روایت کیا ہے۔

فوائد:...... مذکورہ حدیث میں بیع سلم اور سلف کا تذکرہ ہے۔ یہ اس طرح ہے کہ قیمت پہلے وصول کر لینا اور چیز جو وقت مقرر کیا ہوتا ہے، اس وقت ادا کرنا یہ بیع جائز ہے۔ بشرطیکہ بیچی اور خریدی جانے والی چیز کی مقدار کی نوعیت اور مطلوبہ چیز کی ادائیگی اور وصولی کا وقت اور دیگر ایسی چیزیں جن میں اختلاف ہونے کا خدشہ ہے۔ ان کا پہلے سے تعیّن کر لینا چاہیے۔ حقیقت میں یہ بیع معدوم ہونے کی وجہ سے ناجائز تھی، لیکن اقتصادی مصالح کے پیش نظر لوگوں کے لیے نرمی اور ان پر آسانی کرتے ہوئے اسے مستثنیٰ کر دیا گیا ہے۔ (بداية المجتهد: ۲/ ۱۹۹۔ المغنى: ٤/ ۲۷۵)

---

① بخاری، کتاب البیوع، باب السلم، فی وزن معلوم، رقم: ۲۲٤۰۔ مسلم، کتاب المساقاة، باب السلم، رقم: ۱٦۰٤۔ سنن ابوداود، رقم: ۳٤٦۳۔ سنن ترمذی، رقم: ۱۳۱۱۔ سنن نسائی، رقم: ٤٦۱٦۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۲۲۸۰۔ مسند احمد: ۱/ ۲۲۲.

② السابق. ③ السابق. ④ السابق.

[٨٣٩/٤٦٥]...... اَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ، عَنْ عَبْدِالْعَزِيْزِ بْنِ رَفِيْعٍ......

عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَيْكَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلشَّرِيْكُ شَفِيْعٌ، وَالشُّفْعَةُ فِیْ كُلِّ شَیْءٍ. فَقَالَ عَطَاءٌ: إِنَّمَا ذٰلِكَ فِی الْاَرْضِ، فَقَالَ ابْنُ اَبِیْ مُلَيْكَةَ: لَا اَمْ، وَمَا يُدْرِكَ. ①

ابن ابی ملیکہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شراکت دار شفیع ہوتا (شفعہ کا حق رکھتا) ہے اور شفعہ ہر چیز میں ہوتا ہے۔'' عطاء رحمہ اللہ نے فرمایا: وہ (شفعہ) صرف زمین میں ہوتا ہے، تو ابن ابی ملیکہ نے کہا: نہیں، تجھے کیا پتہ ہے۔

[٨٤٠/٤٦٦]...... اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، نَا شُعْبَةُ، نَا عَبْدِالْعَزِيْزِ بْنِ رَفِيْعٍ قَالَ......

سَمِعْتُ ابْنَ اَبِیْ مُلَيْكَةَ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلشُّفْعَةُ فِی الْعَبْدِ، وَفِیْ كُلِّ شَیْءٍ. ②

ابن ابی ملیکہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شفعہ غلام میں اور ہر چیز میں ہوتا ہے۔''

[٨٤١/٤٦٧]...... اَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰی، نَا اَبُوْ حَمْزَةَ السَّكَرِیُّ، عَنْ عَبْدِالْعَزِيْزِ بْنِ رَفِيْعٍ، عَنْ ابْنِ اَبِیْ مُلَيْكَةَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: اَلشَّرِيْكُ شَفِيْعٌ، وَالشُّفْعَةُ فِیْ كُلِّ شَیْئٍ. ③

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ فرماتے ہیں: ''شراکت دار حق شفعہ والا ہوتا ہے اور شفعہ ہر چیز میں ہوتا ہے۔''

فوائد: ......معلوم ہوا شفعہ ہر چیز میں ہوسکتا ہے۔ شفعہ کے لیے شریک ہونا ضروری ہے۔ جب مال تقسیم ہو جائے اور حدود کا تعین ہو جائے تو شفعہ کا حق ہو جاتا ہے۔

[٩٧٢/٤٦٨]...... اَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ، نَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ، عَنْ عِكْرِمَةَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: تُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدِرْعُهٗ مَرْهُوْنَةٌ عِنْدَ رَجُلٍ مِّنْ يَهُوْدٍ بِثَـلَاثِيْنَ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ، اَخَذَهٗ طَعَامًا لِاَهْلِهٖ. ④

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی تو آپ کی زرہ تیس صاع جو کے عوض، جو کہ آپ نے اپنے اہل خانہ کے کھانے کے واسطے لیے تھے، ایک یہودی شخص کے ہاں گروی تھی۔

---

① سنن ترمذی، رقم: ١٣٧١۔ معجم طبرانی کبیر: ١١/ ١٢٣۔ ضعیف الجامع الصغیر، رقم: ٣٤٣٥۔ سلسلة ضعيفه، رقم: ١٠٠٩. ② السابق. ③ السابق.

④ سنن ترمذی، ابواب البیوع، باب ماجاء فی الرخصة فی الشراء الی اجل، رقم: ١٢١٤۔ قال الشيخ الالبانی: صحيح۔ مسند احمد: ١/ ٣٠٠۔ سنن ابن ماجه، رقم: ٢٤٣٩۔ سنن كبری بيهقی: ٦/ ٣٦.

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کوئی چیز گروی رکھنا جائز ہے۔ گروی کا مطلب کیا ہے، قرض کے بدلے کوئی مال بحیثیت دستاویز دینا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ﴾ (البقرة: ۲۸۳)

''اگر تم سفر میں ہو اور تمہیں (قرض کا لین دین) لکھنے والا نہ ملے تو رہن قبضے میں رکھ لیا کرو۔''

مذکورہ بالا حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ غیر مسلموں سے لین دین کرنا جائز ہے۔

مذکورہ حدیث سے رسول اللہ ﷺ کی خود داری بھی ثابت ہوتی ہے کہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بڑے مالدار بھی تھے۔ لیکن آپ ﷺ صحابہ کرام سے قرض نہیں لیا کرتے تھے۔ دوسرا رسول اللہ ﷺ کے زہد کا بھی اثبات ہوتا ہے۔ تیسرا رسول اللہ ﷺ کے پاس مالِ غنیمت میں سے پانچواں حصہ آتا تھا، جو آپ کے لیے تھا لیکن اس کو بھی آپ ﷺ مسلمانوں کی ضروریات کے لیے خرچ کر دیتے تھے۔ (کیا مرتہن کے لیے رہن رکھی ہوئی چیز سے نفع اٹھانا جائز ہے؟) اگر ضرورت ہو تو رہن رکھے ہوئے جانور کو چارے کے عوض سواری کے لیے بھی استعمال کیا جا سکتا اور اس کا دودھ بھی استعمال کرنا جائز ہے۔

13

كتاب الرهن والاجارة

گروی اور اجارہ کے احکام ومسائل

[٤٦٩/١٦٢]...... أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا زَكَرِيَا بْنُ أَبِي زَائِدَةَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الظَّهْرُ يُرْكَبُ بِنَفَقَتِهِ، وَلَبَنُ الدَّرِّ يُشْرَبُ إِذَا كَانَ مَرْهُونًا، وَعَلَى الَّذِي يَرْكَبُ وَيَشْرَبُ نَفَقَتُهُ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب سواری والا جانور رہن ہو تو اس پر خرچ کرنے کی وجہ سے اس پر سواری کی جائے گی اور دودھ والے جانور کا دودھ پیا جائے گا اور جو سواری کرے گا اور دودھ پیئے گا وہی خرچہ برداشت کرے گا۔''

فوائد: ...... رہن کا مطلب یہ ہے کہ قرض کے بدلے کوئی مال بحیثیت دستاویز دینا اور اس کا ثبوت قرآن مجید سے بھی ملتا ہے۔ ﴿وَاِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ﴾ (البقرة: ٢٨٣)

''اور اگر تم سفر میں ہو اور لکھنے والا نہ پاؤ تو رہن قبضہ میں رکھ لیا کرو۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب فوت ہوئے تو آپ کی زرہ ایک یہودی کے پاس تیس صاع جو کے عوض گروی رکھی ہوئی تھی۔ (بخاري، رقم: ٢٠٦٩)

مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوا رہن قبضے میں رکھنے والا اگر کوئی جانور رکھے گا، جب اس پر خرچ کرے گا تو فائدہ بھی حاصل کرسکتا ہے۔ اہل علم کے درمیان اس میں اختلاف ہے کہ کیا ہر گروی رکھی ہوئی چیز سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے یا کہ نہیں۔

---

① بخاري، كتاب الرهن، باب الرهن مركوب ومحلوب، رقم: ٢٥١٢ـ سنن ابوداود، كتاب الاجارة، باب في الرهن، رقم: ٣٥٢٦ـ سنن ترمذي، رقم: ١٢٥٤.

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ جس کے پاس کوئی چیز گروی رکھی گئی ہے، وہ اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔
امام شافعی، امام مالک رحمہما اللہ کا موقف ہے کہ اگر اصل مالک نے اس کی اجازت دی ہے یا جس کے پاس وہ چیز گروی پڑی ہے، اس نے شرط لگائی ہے تو تب فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ جائز نہیں ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا: صرف اتنا فائدہ اٹھا سکتا ہے جتنے اس پر اخراجات آ رہے ہیں۔ (بدایة المجتهد: ۲/ ۲۷۳۔ نیل الاوطار: ۳/ ۶۲۰)
علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے فرمایا: مطلقاً گروی رکھی ہوئی چیز سے نفع اٹھایا جا سکتا ہے۔ (اعلام الموقعین: ۲/ ۴۱۱)
لیکن مذکورہ حدیث سے یہی سمجھ آتی ہے کہ جتنا خرچہ چیز پر آئے، اس کے مطابق فائدہ اٹھانا چاہیے۔ لہٰذا یہ حکم گھر یا دکان کے بارے میں لازم نہیں آئے گا۔ بلکہ دکان کا کرایہ یا گھر کا کرایہ اصل مالک کو ہی دیا جائے گا۔

[۲۸۱/۴۷۰]...... أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زَكَرِيَا بْنُ أَبِي زَائِدَةَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ......
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الظَّهْرُ يُرْكَبُ بِنَفَقَتِهِ إِذَا كَانَ مَرْهُونًا، وَاللَّبَنُ الدَّرُّ يُشْرَبُ إِذَا كَانَ مَرْهُونًا، وَعَلَى الَّذِي يَرْكَبُ وَيَشْرَبُ نَفَقَتُهُ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''گروی جانور پر اس کے خرچ کے بدل سواری کی جائے، اور دودھ والے جانور کا جب کہ وہ گروی ہو خرچ کے بدلے دودھ پیا جائے اور جو کوئی سواری کرے اور دودھ پیئے، اس کا خرچ اسی کے ذمے ہے۔''

[۲۸۲/۴۷۱]...... أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ......
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: الرَّهْنُ مَرْكُوبٌ وَمَحْلُوبٌ. ②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرمایا: گروی جانور پر سواری کی جائے اور دودھ دھویا جائے۔

---

① السابق.

② مصنف عبدالرزاق، رقم: ١٥٠٦٦۔ صحيح الجامع الصغير، رقم: ٣٥٦١. قال الالبانی: صحيح۔ الارواء الغليل، رقم: ١٦٠٩

14

کتاب العتق والمکاتب

غلاموں کی آزادی اور مکاتبت کا بیان

[۵/۴۷۲]...... أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، صَاحِبُ الدَّسْتُوائِيُّ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَبِي أَوْفَى......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ عَنْ أُمَّتِي مَا حَدَّثَتْ بِهِ أَنْفُسَهَا مَا لَمْ تَعْمَلْهُ أَوْ تَكَلَّمْ بِهِ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: ''اللہ نے میری امت سے اس کے دلوں میں پیدا ہونے والے خیالات سے، جب تک وہ انہیں عملی جامہ نہ پہنا لیں یا ان کے متعلق بات نہ کر لیں، درگزر فرمایا ہے۔''

[۲۱/۴۷۳]...... أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا أَطَاعَ الْعَبْدُ رَبَّهُ وَأَطَاعَ سَيِّدَهُ كَانَ لَهُ أَجْرَانِ، قَالَ: فَأُعْتِقَ أَبُو رَافِعٍ، فَبَكَى فَقِيلَ لَهُ: مَا يُبْكِيكَ ؟ فَقَالَ:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: ''جب غلام اپنے رب کی اور اپنے مالک کی اطاعت کرتا ہے تو اس کے لیے دو اجر ہیں۔'' راوی نے بیان کیا: ابو رافع کو آزاد کیا گیا تو وہ رو پڑے، ان سے کہا

① بخاری، کتاب العتق، باب الخطا والنسیان فی العتاقة والطلاق ونحوه...... رقم: ۲۵۲۷۔ مسلم، کتاب الایمان، باب تجاوز الله من حدیث النفس الخ رقم: ۱۲۷۔ معجم الاوسط، رقم: ۳۶۳۸۔ سنن نسائی، رقم: ۳۴۳۴۔ مسند حمیدی، رقم: ۱۱۷۳.

كَانَ لِي أَجْرَانِ فَذَهَبَ أَحَدُهُمَا . ①

گیا: آپ کیوں روتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: میرے لیے دو اجر تھے، ان میں سے ایک اجر جاتا رہا۔

فوائد: ......(۱)...... مذکورہ روایت سے حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بھی اثبات ہوتا ہے کہ کس قدر نیکی کے حریص اور شریعت کے پابند تھے۔

(۲)...... دو اجر کا مطلب یہ ہے کہ دوگنا ثواب ہے۔ کیونکہ غلام یا لونڈی اپنے مالک کی خدمت میں مشغول ہوتے ہیں اور ان کو اتنا نیکیوں کا موقع نہیں ملتا، جتنا نیکیاں حاصل کرنے کا موقع آزاد آدمی کو ملتا ہے، لیکن غلام ہونے کے باوجود وہ اپنے مالک کا بھی حق ادا کرتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ وہ اللہ ذوالجلال کا حق بھی ادا کرتا ہے، نماز روزے کی پابندی کرتا ہے اور اس میں اس بات کی بھی ترغیب دی گئی ہے کہ نوکروں، ملازموں اور ماتحتوں کو چاہیے کہ وہ اپنے مالکوں کے اور اللہ کے حقوق ادا کرتے رہیں۔

[۹۱/٤٧٤]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ ، قَالَ......

سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ خَادِمَهُ بِطَعَامِهِ قَدْ كَفَاهُ عِلَاجَهُ وَحَرَّهُ أَوْ عِلَاجَهُ وَدُخَانَهُ ، فَإِنْ لَمْ يُجْلِسْهُ مَعَهُ فَيُنَاوِلْهُ أُكْلَةً أَوْ أُكْلَتَيْنِ ، أَوْ لُقْمَةً أَوْ لُقْمَتَيْنِ . ②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کا خادم/ غلام اس کا کھانا لے کر آئے اور اگر وہ اسے اپنے ساتھ نہ بٹھائے تو وہ ایک یا دو لقمے اسے دے دے، کیونکہ اس نے اسے تیار کرنے میں تکلیف اور گرمی برداشت کی ہے۔''

[۵۰٦/٤٧٥]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ وَهُوَ ابْنُ أَبِي عَمَّارٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا جَاءَ خَادِمُ أَحَدِكُمْ بِطَعَامِهِ قَدْ كَفَاهُ حَرَّهُ وَعَمَلَهُ فَلْيُجْلِسْهُ مَعَهُ وَلْيُنَاوِلْهُ لُقْمَةً . ③

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کا خادم کھانا لے کر آئے تو وہ اسے اپنے ساتھ بٹھائے اور اسے لقمہ دے کیونکہ کھانا پکانے کی مشقت اور آگ کی حرارت بھی تو اسی نے برداشت کی ہے۔''

---

① مسند احمد: ٢/ ٣٤٤ـ قال شعيب الارناؤط: اسناده صحيح .

② بخارى، كتاب الاطعمة، باب الاكل مع الخادم، رقم: ٥٤٦٠ـ مسلم، كتاب الايمان، باب اطعام المملوك الخ، رقم: ١٦٦٣ـ سنن ابوداود، رقم: ٣٨٤٦ـ سنن ترمذى، رقم: ١٨٥٣ .

③ السابق .

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ جب غلام کھانے لے کر آئے تو اس کو اپنے ساتھ بٹھا کر کھلانا بہتر ہے، اگر ایسا ممکن نہ ہو تو اسے کھانے میں سے کچھ حصہ ضرور دینا چاہیے۔ نہ کہ بچا کچھا کھانا انھیں دیا جائے۔

مذکورہ بالا حدیث سے اسلام کی حقانیت اور عدل وانصاف کا اثبات بھی ہوتا ہے کہ معاشرے میں سب سے کم مرتبے کا اگر کسی کو سمجھا جاتا ہے تو وہ غلام ہیں، لیکن اسلام نے ان کے بھی حقوق ادا کرنے کا حکم دیا ہے اور غلام کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ ذوالجلال نے ارشاد فرمایا: ﴿وَ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ لَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِی الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ الْجَارِ ذِی الْقُرْبٰى وَ الْجَارِ الْجُنُبِ وَ الصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ وَ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ﴾ (النسآء: ٣٦) ...... ''اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ بھلائی کرو اور رشتے داروں، یتیموں، مسکینوں، رشتے دار، پڑوسی اور اجنبی پڑوسی، پاس بیٹھنے والے اور مسافر کے ساتھ اور ان کے ساتھ جن کے تمہارے دائیں ہاتھ مالک ہوئے یعنی غلاموں کے ساتھ۔'' کھانا ساتھ کھلانے میں حکمت یہ ہے کہ اس سے غلام کے دل میں اپنے مالک کی محبت اور عزت واحترام بڑھے گا۔

[١٠٠/٤٧٦]...... أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَعْتَقَ شِقْصًا فِي مَمْلُوكٍ فَعَلَيْهِ خَلَاصُهُ فِي مَالِهِ إِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ، قُوِّمَ الْعَبْدُ قِيمَةَ عَدْلٍ، ثُمَّ يُسْتَسْعَى فِي نَصِيبِ الَّذِي لَمْ يُعْتِقْ غَيْرَ مَشْقُوقٍ عَلَيْهِ[1]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص مشترک غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کر دے تو اس پر لازم ہے کہ اگر اس کے پاس مال ہو تو وہ اپنے مال سے اسے پوری آزادی دلا دے، اور اگر اس کے پاس مال نہ ہو تو انصاف کے ساتھ غلام کی قیمت لگائی جائے، پھر اس حصے کے بارے میں جو کہ آزاد نہیں ہوا، غلام سے کہا جائے کہ وہ خود کما کر آزادی حاصل کرنے کی کوشش کرے لیکن اس پر کوئی سختی نہ کی جائے۔''

[١٠١/٤٧٧]...... أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ......

عَنِ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ،

اس کی عروبہ نے اس اسناد سے اسی مثل روایت کیا، اور

---

[1] بخاری، كتاب العتق، باب اذا اعتق عبدا بين اثنين الخ، رقم: ٢٥٢٢۔ مسلم، كتاب العتق، باب ذكر سعاية العبد، رقم: ١٥٠٣۔ سنن ابوداود، رقم: ٣٩٣٨۔ مسند احمد: ٢/ ٢٥٥ .

وَقَالَ: يُسْتَسْعَى فِي نَصِيبِ صَاحِبِهِ الَّذِي لَمْ يُعْتِقْهُ. ①

یوں کہا: ''اس کے شراکت والے ساتھی کے حصے میں جس نے اسے آزاد نہیں کیا، غلام سے کہا جائے گا کہ وہ خود کما کر آزادی حاصل کر لے۔''

[۱۰۲/٤٧٧]...... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أُعْتِقَ عَلَيْهِ فِي مَالِهِ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ يَسْعَى الْعَبْدُ. ②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر اس کے پاس مال ہو تو وہ اس کے مال میں آزاد کیا جائے گا، اگر اس کے پاس مال نہ ہو تو غلام کمائی کر کے آزادی حاصل کرے گا۔''

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ غلام دو، تین یا زیادہ آدمیوں کا مشترکہ ہو سکتا ہے۔

یہ اس طرح ہے کہ دو آدمیوں نے مل کر ایک غلام خرید لیا یا ایک شخص کے پاس ایک غلام تھا وہ فوت ہو گیا۔ تو اس کے دو یا تین بیٹے تھے تو یہ اس کی ملکیت میں برابر کے شریک ہیں تو ان میں سے ایک اپنا حصہ آزاد کر دیتا ہے، اگر اس کے پاس بقیہ غلام آزاد کروانے کی استطاعت ہے، تو اس کو چاہیے کہ یہ قیمت ادا کر کے باقی حصہ بھی آزاد کروائے۔

اگر طاقت نہیں تو اس کی قیمت انصاف کے ساتھ لگائی جائے۔ انصاف کا مطلب یہ ہے کہ اس زمانے اور اس جگہ میں اس غلام کی قیمت کتنی ہوگی؟ اس قیمت کے حساب سے قیمت لگائے اور اس غلام کو موقع دیا جائے کہ وہ کما کر باقی حصے کی قیمت ادا کر دے اور اس کو مہلت دی جائے جس طرح مقروض کو مہلت دی جاتی ہے اور اس کی ادائیگی میں ناجائز سختی نہیں کرنی چاہیے، لیکن اگر غلام کے پاس پیسے موجود ہوں تو وہ ادا کر کے آزاد ہو جائے گا۔ مثلاً مالک کہتے ہیں کہ تو کاروبار کر اور اتنے پیسے ہمیں دے باقی جو بچے تیرا، اب اس کے پاس پیسے موجود ہیں تو یہ قیمت ادا کر کے آزاد ہو جائے گا۔

[۱۰۳/٤٧٨]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الرَّجُلِ يَجِدُ مَالَهُ عِنْدَ مُفْلِسٍ بِعَيْنِهِ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ مِنْ غَيْرِهِ، وَالْعُمْرَى جَائِزَةٌ، وَالْعَبْدُ إِذَا كَانَ بَيْنَ اثْنَيْنِ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آدمی کے متعلق روایت کیا جو کسی مفلس شخص کے ہاں اپنا مال بالکل اسی طرح پا لیتا ہے تو وہ کسی اور سے اس کا زیادہ حق دار ہے اور عمریٰ جائز ہے، اور جب غلام دو آدمیوں کا مشترک

① السابق. ② السابق.

فَأَعْتَقَ أَحَدُهُمَا نَصِيبَهُ ضُمِنَ لِصَاحِبِهِ . ① مملوک ہو تو ان میں سے ایک اپنا حصہ اپنے ساتھی (شراکت دار) کے لیے آزاد کر دے۔''

فوائد:...... مذکورہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی نے کسی کو ادھار چیز فروخت کی ہو اور پھر خریدار کنگال ہو جائے اور اس کے پاس اس چیز کی قیمت ادا کرنے کی طاقت نہ ہو بائع اگر اپنی چیز خریدار کے پاس بعینہ پا لیتا ہے تو اس کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی چیز اس سے وصول کرے۔ جمہور علماء اسی کے قائل ہیں۔ جبکہ احناف کا کہنا ہے کہ وہ اپنی چیز کا حقدار نہیں، بلکہ اسے بھی دوسرے قرض خواہوں کے برابر ہی حصہ ملے گا۔

(کتاب الام: ۳/ ۲۲۹۔ المغنی: ٦/ ٥٣٨)

جمہور کا موقف راجح ہے۔ اگر خریدار قیمت کی ادائیگی سے پہلے فوت ہو جائے تو پھر بعینہ اپنی چیز پانے والا اس کا زیادہ حقدار ہوگا یا نہیں؟ امام شافعی رحمہ اللہ اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا موقف یہ ہے کہ اس صورت میں بائع اپنی چیز کا زیادہ حقدار ہوگا۔ (فتح الباری: ٥/ ٣٤٦)

لیکن اگر خریدنے والے نے اس چیز کی ساری قیمت یا کچھ قیمت ادا کر دی تو پھر وہ چیز مقروض کی ملکیت میں ہے اور پھر وہ چیز تمام قرض خواہوں میں تقسیم ہوگی، بائع اس کا زیادہ حق نہیں رکھتا۔

جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص نے اپنی کوئی چیز بیچی، وہ چیز اسے دیوالیہ قرار دیے ہوئے شخص کے پاس بعینہ مل گئی، جب کہ اس نے ابھی اس کی قیمت میں سے کچھ بھی وصول نہیں کیا تھا۔ تو وہ اس (بیچنے والے) کی ہے اور اگر اس نے قیمت کا کچھ حصہ وصول کر لیا ہو، تو وہ بھی دوسرے قرض خواہوں کے حکم میں ہے۔ (سنن ابن ماجه، رقم : ٢٣٥٩)

[١٠٤/٤٧٩]...... أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: مَنْ أَعْتَقَ شِقْصًا فِي مَمْلُوكٍ، فَعِتْقُهُ عَلَيْهِ فِي مَالِهِ إِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ لَيْسَ لِلَّهِ شَرِيكٌ . ②

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص مشترک غلام میں اپنا حصہ آزاد کر دے اور اگر اس کے پاس مال ہو اس کا کوئی ساجھی نہ ہو تو اس کے مال میں سے اس کا آزاد کرنا اس پر لازم ہے۔''

---

① مسلم، كتاب المساقاة، باب من ادرك ما باعه الخ، رقم: ١٥٥٩۔ مسند احمد، رقم: ٩٣٠٩۔ صحيح ابن حبان، رقم: ٥٠٣٦۔ سنن ترمذى، رقم: ١٢٦٢ .

② سنن كبرى بيهقى: ١٠/ ٢٧٦۔ اسناده صحيح .

[٤٨٠/٤٧٧]...... وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ الْمَمْلُوكَ إِذَا تُوُفِّيَ وَهُوَ يُحْسِنُ عِبَادَةَ رَبِّهِ وَيَنْصَحُ لِسَيِّدِهِ يُعْتِقُهُ اللّٰهُ. ①

اسی (سابقہ ۴۷۶) اسناد سے رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ''جب مملوک اس حال میں وفات پائے کہ وہ اپنے رب کی خوب اچھی طرح عبادت کرتا ہو اور اپنے مالک کے لیے بھی خیر خواہ ہو تو اللہ اسے (جہنم سے) آزاد فرما دیتا ہے۔''

فوائد:...... مذکورہ حدیث سے اس غلام کی فضیلت وعظمت ثابت ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے اور اپنے مالک کی فرمانبرداری کرتا ہے کہ ایسے شخص کو اللہ ذوالجلال جہنم سے آزاد کر دیں گے گویا ایسا انسان جہنم میں نہیں جائے گا۔

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''غلام جو اپنے آقا کا خیر خواہ بھی ہو اور اپنے رب کی عبادت بھی اچھی طرح کرتا ہو تو اسے دو گنا ثواب ملتا ہے۔''

(بخاری، رقم : ٢٥٤٦)

[٩٤٩/٤٨١]...... اَخْبَرَنَا الثَّقَفِيُّ، نَا اَيُّوْبُ، عَنْ عِكْرِمَةَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ زَوْجُ بَرِيْرَةَ عَبْدًا اَسْوَدَ، يُقَالُ لَهٗ مُغِيْثٌ، كَأَنِّيْ اَنْظُرُ اِلَيْهِ يَطُوْفُ وَرَاءَ هَا فِيْ سِكَكِ الْمَدِيْنَةِ. ②

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: بریرہ رضی اللہ عنہا کے شوہر حبشی غلام تھے، ان کا نام مغیث (رضی اللہ عنہ) تھا، گویا کہ میں انہیں ان (بریرہ رضی اللہ عنہا) کے پیچھے مدینے کی گلیوں میں چکر لگاتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔

فوائد:...... سیّدہ بریرہ رضی اللہ عنہا اور ان کا خاوند دونوں غلام تھے۔ سیّدہ بریرہ رضی اللہ عنہا کے خاوند مغیث رضی اللہ عنہ، اپنی بیوی سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے۔ کیونکہ بریرہ رضی اللہ عنہا خوبصورت اور سیّدنا مغیث رضی اللہ عنہ کالے رنگ کے تھے، جبکہ سیّدہ بریرہ رضی اللہ عنہا سیّدنا مغیث رضی اللہ عنہ کو پسند نہیں کرتی تھی۔ شرعی اصول یہ ہے کہ جب دونوں غلام ہوں اور عورت پہلے آزاد ہو جائے تو عورت کو اختیار ہے کہ اپنے خاوند کے ساتھ رہنا چاہتی ہے یا کہ نہیں؟ لیکن اگر شوہر آزاد ہو جائے تو کیا پھر عورت کو اختیار ہے یا کہ نہیں؟ جمہور کا کہنا ہے کہ ایسی صورت میں عورت کو اختیار نہیں ہے۔ کیونکہ اختیار کی علت غلام

---

① اسناده ضعيف، يصح بطرقه۔ بخاری، كتاب العتق، باب العبد اذا احسن عبادة ربه الخ، رقم: ٢٥٤٦۔ مسلم، كتاب الايمان، باب ثواب العبد واجره الخ، رقم: ١٦٦٧.

② بخاری، كتاب الطلاق، باب خيار الامة تحت العبد، رقم: ٥٢٨١۔ سنن ابوداود، رقم: ٢٢٣٢، ٢٢٣٣۔ سنن نسائی، رقم: ٥٤١٧۔ سنن ابن ماجه، رقم: ٢٠٧٥.

ہونے کی وجہ سے عدم کفایت تھی جو کہ اب موجود نہیں، جب کہ احناف کا کہنا ہے کہ اسے ابھی بھی اختیار حاصل ہے۔

حدیث بریرہ سے غلاموں کے متعلق کئی مسائل واضح ہوتے ہیں۔(نیل الاوطار: ٤/ ٢٣٥۔ المغنی: ٩/ ٤٥٣)

[٩٥٥/٤٨٢]...... اَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ، نَا اَبُوْبَكْرِ السَّبَرِيُّ، عَنْ حُسَيْنِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ عِكْرِمَةَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاُمِّ اِبْرَاهِيْمَ حِيْنَ وَلَدَتْ: اَعْتَقَهَا وَلَدُهَا. ①

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنے لخت جگر) ابراہیم (رضی اللہ عنہ) کی والدہ (ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا) کے لیے فرمایا جس وقت کہ انہوں نے انہیں جنم دیا تھا: ''اس کے بیٹے نے اسے آزادی دلا دی۔''

فوائد: ......سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: ہم اپنی لونڈیوں اور امہات اولاد کو بیچ دیا کرتے تھے، جب کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم زندہ تھے۔ ہم اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔

(صحیح ابی داؤد، رقم: ٣٣٤٥۔ سنن ابن ماجه، ابواب العتق، رقم: ٢٥١٧)

علامہ ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث اگرچہ سنداً صحیح ہے، لیکن اسے اس لیے دلیل نہیں بنایا جاسکتا، کیونکہ اس میں یہ ذکر نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس عمل کا علم تھا۔(المحلی بالاثار: ٨/ ٢١٤)

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے امّ ولد لونڈیوں کی بیع سے منع فرمایا اور کہا کہ یہ لونڈی نہ تو ہبہ کی جاسکتی ہے اور نہ ہی میراث میں تقسیم ہوسکتی ہے۔ جب تک مالک چاہے اس سے فائدہ اٹھائے اور جب فوت ہوجائے تو وہ لونڈی آزاد ہے۔(سنن کبریٰ بیهقی: ١٠/ ٣٤٢۔ سنن دارقطنی: ٤/ ١٣٤)

جمہور کا موقف ہے کہ امّ ولد (وہ لونڈی جس سے مالک کی اولاد ہوجائے) کی بیع جائز نہیں۔(نیل الاوطار: ٤/ ١٦٩)

اس سلسلہ میں راجح بات یہی ہے کہ اس مسئلہ میں کوئی وضاحت موجود نہیں ہے۔ لیکن دلیل سے پتہ چلتا ہے کہ امّ ولد کی بیع حرام نہیں ہے۔ لیکن کراہت ضرور موجود ہے۔

[٩٥٦/٤٨٣]...... اَخْبَرَنَا وَكِيْعٌ، نَا شَرِيْكٌ، عَنْ حُسَيْنِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، عَنْ عِكْرِمَةَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَيُّمَا اُمَّةٍ وَلَدَتْ مِنْ سَيِّدِهَا، فَهِيَ مُعْتَقَةٌ عَنْ دُبُرٍ مِّنْهُ. ①

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: ''جو بھی لونڈی اپنے مالک کی طرف سے بچے کو جنم دے تو وہ اس (مالک) کی وفات کے بعد آزاد ہوگی۔''

---

① سنن ابن ماجه، كتاب العتق، باب امهات الاولاد، رقم: ٢٥١٦۔ قال الشيخ الالبانی ضعيف۔ مستدرك حاكم: ٢/ ٢٣.

② سنن ابن ماجه، كتاب العتق، باب امهات الاولاد، رقم: ٢٥١٥۔ سنن كبرى بيهقى، رقم: ١٠/ ٣٤٦۔ اسناده ضعيف.

15

كتاب الهبة وفضلها

ہبہ اور اس کی فضیلت کا بیان

[١٠٦/٤٨٤]...... أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْعُمْرَى مِيرَاثٌ لِأَهْلِهَا أَوْ جَائِزَةٌ لِأَهْلِهَا. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عمری (کسی شخص کو اس کی مدتِ عمر تک کوئی چیز ہبہ کرنا) اس کے اہل کی میراث ہے۔'' یا ''اس کے اہل کے لیے جائز ہے۔''

[١٠٧/٤٨٥]...... أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: سَأَلَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ هِشَامٍ عَنِ الْعُمْرَى، فَقُلْتُ: حَدَّثَ مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ......

عَنْ شُرَيْحٍ، قَالَ: قَضَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعُمْرَى أَنَّهَا جَائِزَةٌ. ②

شریح نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمری کے بارے فیصلہ فرمایا کہ وہ جائز ہے۔

[١٠٨/٤٨٦]...... وَحَدَّثَ النَّضْرُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: الْعُمْرَى جَائِزَةٌ. ③

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عمری جائز ہے۔''

---

① مسلم، كتاب الهبات، باب العمرى، رقم: ١٦٢٦ ـ سنن ابوداود، رقم: ٣٥٤٨ ـ سنن ترمذى، رقم: ١٣٤٩ .

② السابق . ③ السابق .

[۱۰۹/۴۸۷]...... قَالَ قَتَادَةُ: وَكَانَ الْحَسَنُ يَقُولُ: الْعُمْرَى جَائِزَةٌ. ①

قتادہ رحمہ اللہ نے بیان کیا، حسن رحمہ اللہ کہا کرتے تھے: عمریٰ جائز ہے۔''

[۱۱۰/۴۸۸]...... قَالَ قَتَادَةُ......

قَالَ الزُّهْرِيُّ: إِنَّمَا الْعُمْرَى أَنْ يَقُولَ هِيَ لَهُ وَلِعَقِبِهِ مِنْ بَعْدِهِ فَلِلَّذِي يَجْعَلُ شَرْطُهُ. ②

زہری رحمہ اللہ نے فرمایا: عمریٰ یہ ہے کہ وہ کہے کہ یہ اس کے لیے ہے اور اس کے بعد اس کی اولاد کے لیے ہے، پس اس کے لیے ہے جو اس کی شرط مقرر کرتا ہے۔

[۱۱۱/۴۸۹]...... قَالَ: فَسُئِلَ عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ، فَقَالَ......

حَدَّثَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْعُمْرَى جَائِزَةٌ. ③

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عمریٰ جائز ہے۔''

[۱۱۲/۴۹۰]...... فَقَالَ الزُّهْرِيُّ: كَانَ الْخُلَفَاءُ يَقْضُونَ بِهِ. قَالَ عَطَاءٌ: قَضَى بِهِ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ وَغَيْرُهُ. ④

زہری رحمہ اللہ نے فرمایا: خلفاء اس کا فیصلہ کیا کرتے تھے۔ عطاء رحمہ اللہ نے فرمایا: عبدالملک بن مروان نے اس کا فیصلہ کیا۔

[۱۱۳/۴۹۱]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ عَطَاءً......

يُحَدِّثُ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: الْعُمْرَى جَائِزَةٌ. ⑤

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپؐ نے فرمایا: ''عمریٰ جائز ہے۔''

فوائد:...... عمریٰ: عمر سے ماخوذ ہے یعنی وہ چیز جو زندگی بھر کے لیے دی جائے۔ یہ نام اس لیے رکھا گیا ہے کہ جاہلیت میں ایک آدمی کسی دوسرے آدمی کو گھر دیتا تو کہتا: میں نے اسے یہ گھر عمر اور زندگی کی مدت تک مباح قرار دیا ہے، پھر کہا جاتا تھا کہ یہ فلاں کے لیے عمریٰ ہے۔ (المنجد: ص ۵۸۲۔ نیل الاوطار: ۴/ ۷۴)

اہل علم نے عمریٰ کی تین صورتیں بیان کی ہیں: ایک یہ کہ مطلق طور پر عمر بھر کے لیے ہبہ کر دینا۔ دوسری یہ کہ جس کو

---

① سنن نسائی، کتاب العمری، باب ذکر اختلاف یحیی بن ابی کثیر الخ، رقم: ۳۷۵۵، قال الشیخ الالبانی: صحیح۔ نسائی کبری، رقم: ۶۵۸۸.

② السابق.

③ مسلم، رقم: ۱۶۲۶۔ سنن أبي داؤد، رقم: ۳۵۴۸۔ سنن ترمذی، رقم: ۱۳۴۹.

④ سنن نسائی، رقم: ۳۷۵۵، قال الالبانی: صحیح۔ سنن نسائی، رقم: ۶۵۸۸.

⑤ تقدم تخریجه: ۱۰۶.

چیز ہبہ کی جا رہی ہے۔ اس کو زندگی کی شرط پر دینا، تیسری یہ کہ یوں کہنا کہ یہ تمہارے لیے ہے اور تمہارے بعد تمہارے ورثا کے لیے ہے۔ تیسری صورت جمہور کا موقف ہے۔ (فتح الباری: ٥/ ٢٨٢) اور مذکورہ بالا حدیث سے بھی یہ موقف ثابت ہے اور لفظ جائزہ کے معنی ماضیہ ومستمرۃ ہیں۔ یعنی مرنے کے بعد موہوب لہ کی اولاد اس کی وارث ہوگی۔ خواہ اولاد کا ذکر نہ بھی کرے، جیسا کہ مذکورہ حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ جمہور کا موقف دلائل سے راجح معلوم ہوتا ہے۔

[١٣٤/٤٩٢]...... أَخْبَرَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ، حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ عُرِضَ عَلَيْهِ شَيْءٌ مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ فَلْيَقْبَلْهُ فَإِنَّمَا هُوَ رِزْقٌ سَاقَهُ اللّٰهُ إِلَيْهِ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص کو سوال کیے بغیر کوئی چیز پیش کی جائے اور وہ اسے قبول کر لے، تو وہ ایک رزق ہے جو اللہ نے اس کی طرف بھیجا ہے۔''

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا انسان کو حریص اور لالچی نہیں ہونا چاہیے کہ لوگوں کے مال کے بارے میں حرص اور لالچ رکھے۔ نہ لوگوں کے مال کا لالچ دل میں رکھنا چاہیے اور نہ ہی زبان سے مانگنا چاہیے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَنْ يُّوقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ (الحشر: ٩) ...... ''اور جو اپنے نفس کے بخل اور حرص سے بچا لیا گیا، وہی کامیاب ہیں۔'' لیکن جب بغیر محنت ومشقت اور حرص وطمع کے مال مل جائے تو وہ قبول کر لینا چاہیے کیونکہ اللہ ذوالجلال نے اس کے لیے رزق کے اسباب پیدا کیے ہیں اور اس کو اللہ ذوالجلال کا شکر بھی ادا کرنا چاہیے۔

[٢٠٤/٤٩٣]...... قَالَ: أنا أَبُو مُحَمَّدٍ هِبَةُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدِ بْنِ هِبَةِ اللّٰهِ بِقِرَاءَتِي عَلَيْهِ فِي سَنَةِ أَرْبَعٍ وَثَلَاثِينَ وَخَمْسِمِائَةٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ الْحَسَنُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ قِرَاءَةً سَنَةَ سِتٍّ وَسِتِّينَ وَأَرْبَعِمِائَةٍ، قَالَ: أنا أَبُو سَعِيدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ حَمْدَانَ النَّصْرَوِيُّ، قَالَ: أنا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ زِيَادٍ السِّمِّذِيُّ قَالَ: أنا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ شِيرَوَيْهِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْإِمَامُ أَبُو يَعْقُوبَ إِسْحَاقُ بْنُ رَاهَوَيْهِ الْحَنْظَلِيُّ، أنا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَوْ أُهْدِيَ إِلَيَّ ذِرَاعٌ لَقَبِلْتُ وَلَوْ دُعِيتُ إِلَى كُرَاعٍ لَأَجَبْتُ. ②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر مجھے دستی کا ہدیہ کیا جائے تو میں قبول کروں گا، اور اگر مجھے پائے کی دعوت پر بلایا جائے تو

① مسند احمد: ٢/ ٢٩٢۔ قال شعيب الارناؤط: صحيح لغيره۔ مسند ابی یعلی: ٢/ ٢٢٦.

② بخاری، کتاب الهبه، باب القليل من الهبة، رقم: ٢٥٦٨۔ سنن ترمذی، ابواب الاحكام، باب قبول الهدية الخ، رقم: ١٣٣٨۔ مسند احمد: ٢/ ٤٢٤۔ صحيح ابن حبان، رقم: ٥٢٩١.

میں اس دعوت کو بھی قبول کروں گا۔''

[۲۰۵/۴۹۴]...... أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ......

حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ. ①

اعمش رحمہ اللہ نے اس اسناد سے اسی گزشتہ حدیث کی مثل روایت کیا ہے۔

[۲۰۶/۴۹۵]...... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَوْ أُهْدِيَ إِلَيَّ كُرَاعٌ لَقَبِلْتُ. قَالَ جَرِيرٌ: وَأَرَاهُ قَالَ: لَوْ دُعِيتُ إِلَى ذِرَاعٍ لَأَجَبْتُ. ②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر مجھے دستی کے گوشت کا ہدیہ کیا جائے، تو میں قبول کروں گا۔'' جریر رحمہ اللہ نے بیان کیا: میرا خیال ہے کہ آپ نے فرمایا: ''اگر مجھے دستی کے گوشت کی دعوت دی جائے تو میں قبول کروں گا۔''

فوائد:...... (۱)...... مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا دعوت کسی غریب کی سادہ اور معمولی سی بھی ہو تو قبول کرنی چاہیے۔ اور دعوت قبول کرنا مسلمان کے حقوق میں سے ہے۔ جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے، سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: '' مسلمان کے حق مسلمان پر چھ ہیں۔ (ان میں سے ایک حق یہ ہے کہ) "اِذَا دَعَاكَ فَأَجِبْهُ" ......''جب تجھے دعوت دے، تو قبول کر۔'' ایک دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((وَمَنْ لَّمْ يُجِبِ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ)) ''جس نے دعوت قبول نہ کی، اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔'' ایک دوسری حدیث میں ہے: ((اِذَا دُعِيَ اَحَدُكُمْ فَلْيُجِبْ)) (مسلم، كتاب النكاح، رقم: ۱۴۳۱) ......''جب تم میں سے کسی کو دعوت دی جائے، تو وہ اسے قبول کرے۔'' خصوصاً ولیمہ کی دعوت۔

(۲)...... یہ بھی معلوم ہوا کہ معمولی چیز بھی اگر ہدیہ دی جائے، اس کو معمولی سمجھ کر رد نہ کیا جائے۔ بلکہ قبول کر لینا چاہیے اور کوشش کرنی چاہیے کہ جس نے ہدیہ دیا ہے، اس کو حسب استطاعت کچھ نہ کچھ دے دیا جائے۔

جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہدیہ قبول فرمایا کرتے تھے اور اس کا بدلہ بھی دیتے تھے۔ (بخاری، كتاب الهبة وفضلها، رقم: ۲۵۸۵۔ سنن ابوداود، رقم: ۳۵۳۶) اگر کچھ بھی نہ دے سکے تو جزاك الله خيرًا کہہ کر دعا ہی دے دینی چاہیے۔

[۴۹۰/۴۹۶]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا عَوْفُ بْنُ أَبِي جَمِيلَةَ الأَعْرَابِيُّ، عَنْ خِلَاسِ بْنِ عَمْرٍو......

---

① السابق. ② السابق.

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَثَلُ الَّذِی یُعْطِی الْعَطِیَّةَ، ثُمَّ یَعُودُ فِیهَا كَمَثَلِ الْكَلْبِ یَأْكُلُ حَتَّى إِذَا شَبِعَ قَاءَ، ثُمَّ یَعُودُ فِی قَیْئِهِ فَیَأْكُلُهُ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عطیہ دے کر واپس لینے والا اس کتے کے مثل ہے جو کھاتا رہتا ہے حتیٰ کہ جب وہ سیر ہو جاتا ہے، تو قے کر دیتا ہے اور پھر اس قے کو کھانے لگتا ہے۔''

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کسی کو ہدیہ وتحفہ دے کر واپس لینا جائز نہیں ہے، یہ اس قدر قبیح اور رذیل عمل ہے کہ ایسے شخص کو کتے کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔ اور جو چیز ہبہ کی گئی ہے اس کو قے سے تعبیر کیا ہے۔ جس سے انسان سخت کراہت محسوس کرتا ہے۔ صحیح بخاری میں ہے: ((لَیْسَ لَنَا مَثَلُ السَّوْءِ)) (بخاری، کتاب الهبة، رقم: ۲٦۲۲)...... ''ہم مسلمانوں کو بری مثال اختیار نہ کرنی چاہیے۔'' تحفہ دینے سے ایک دوسرے میں محبت پیدا ہوتی ہے، اسی لیے شریعت نے تحفہ دینے کی ترغیب دلائی ہے، لیکن اگر واپس لے لیا جائے تو اس سے نفرت پیدا ہوگی۔

نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کسی بھی مسلمان آدمی کے لیے جائز نہیں کہ عطیہ دے کر اسے واپس لے مگر والد کے لیے، وہ عطیہ واپس لینا جائز ہے جو اس نے اپنی اولاد کو دیا ہو۔''

(سنن ابوداود، رقم: ۳۵۳۹۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۲۳۷۷)

معلوم ہوا والد نے جو اپنی اولاد کو ہدیہ دیا ہے وہ واپس لے سکتا ہے۔ جمہور علماء بھی اسی کے قائل ہیں۔

[۵۰۱/۴۹۷]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، أنا مُحَمَّدُ بْنُ زِیَادٍ......

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُتِیَ بِطَعَامٍ مِنْ غَیْرِ أَهْلِهِ سَأَلَ عَنْهُ أَهَدِیَّةٌ أَمْ صَدَقَةٌ؟ فَإِنْ قِیلَ: صَدَقَةٌ لَمْ یَأْكُلْ مِنْهُ، وَأَكَلَ أَصْحَابُهُ، وَإِنْ قِیلَ هَدِیَّةٌ أَكَلَ مِنْهَا. ②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے گھر کے علاوہ کسی اور کے گھر سے کھانا پیش کیا جاتا تو آپ فرماتے: ''کیا یہ ہدیہ ہے یا صدقہ؟'' اگر کہا جاتا کہ صدقہ ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں سے تناول نہ فرماتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اسے کھا لیتے تھے، اور اگر بتایا جاتا کہ ہدیہ ہے، تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں سے تناول فرما لیتے تھے۔

---

① بخاری، کتاب الهبة، باب لا یحل لاحدان یرجع فی هبته وصدقته، رقم: ۲٦۲۳۔ مسلم، کتاب الهبات، باب تحریم الرجوع فی الصدقة والهبة الخ، رقم: ۱٦۲۲۔ سنن ابوداود، رقم: ۳۵۳۹۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۲۳۸٦۔ مسند احمد: ۲/ ۱۷۵.

② تقدم تخریجه: ٦٤.

[۸۰۱/۴۹۸]...... اَخْبَرَنَا الْمَخْزُوْمِیُّ، نَا وُهَیْبٌ، نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ طَاؤُوْسٍ، عَنْ اَبِیْهِ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلْعَائِدُ فِیْ هِبَتِهٖ كَالْكَلْبِ، یَقِیْءُ ثُمَّ یَعُوْدُ فِیْ قَیْئِهٖ. ①

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنے ہبہ کو واپس لینے والا اس کتے کی مانند ہے جو قے کرتا ہے اور پھر اسے چاٹ لیتا ہے۔''

[۸۰۲/۴۹۹]...... اَخْبَرَنَا عِیْسَی بْنُ یُوْنُسَ، نَا الْاَوْزَاعِیُّ، عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ۔ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِیٍّ۔ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلْعَائِدُ فِی هِبَتِهٖ كَالْكَلْبِ یَقِیْءُ ثُمَّ یَعُوْدُ فِیْهِ. ②

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنے ہبہ کو واپس لینے والا اس کتے کی طرح ہے جو قے کر کے اسے چاٹ لیتا ہے۔''

[۸۰۳/۵۰۰]...... اَخْبَرَنَا عِیْسَی بْنُ یُوْنُسَ، نَا حُسَیْنُ الْمُعَلَّمِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ، عَنْ طَاؤُوْسٍ، عَنِ ابْنِ عَمْرٍو......

وَابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: لاَ یَحِلُّ لِاَحَدٍ اَنْ یُّعْطِیَ عَطِیَّةً، فَیَعُوْدَ فِیْهَا، اِلَّا الْوَالِدُ فِیْمَا یُعْطِی وَلَدَهٗ، وَمَثَلُ الَّذِیْ یُعْطِی الْعَطِیَّةَ ثُمَّ یَعُوْدُ فِیْهَا، كَمَثَلِ الْكَلْبِ یَقِیْءُ ثُمَّ یَعُوْدُ فِیْ قَیْئِهٖ. ③

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کسی کے لیے حلال نہیں کہ وہ کوئی عطیہ دے اور پھر اسے واپس لے لے، سوائے والد کے جو وہ اپنی اولاد کو ہبہ کرتا ہے، اس شخص کی مثال جو ہبہ کرتا ہے اور پھر اسے واپس لے لیتا ہے، اس کتے کی طرح ہے جو قے کر کے اسے چاٹ لیتا ہے۔''

[۸۰۴/۵۰۱]...... اَخْبَرَنَا وَكِیْعٌ، نَا اِبْرَاهِیْمَ بْنُ نَافِعٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ......

عَنْ طَاؤُوْسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: لَا یَحِلُّ لِاَحَدٍ اَنْ یُّعْطِیَ

طاؤس رحمہ اللہ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کسی کے لیے حلال نہیں کہ وہ کوئی عطیہ دے اور پھر اسے واپس

---

① بخاری، کتاب الهبة، باب لا یحل لاحد ان یرجع فی هبته الخ، رقم: ۲٦۲۳۔ مسلم، کتاب الهبات، باب کراهة شراء الانسان الخ، رقم: ۱٦۲۲۔ سنن ابوداود، رقم: ۳۵۳۸۔ سنن ترمذی، رقم: ۱۲۹۸۔ سنن نسائی، رقم: ۳٦۹۷۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۲۳۸۵۔ ② السابق۔

③ سنن ابوداود، کتاب البیوع، باب الرجوع فی الهبة: ۳۵۳۹۔ سنن ترمذی، کتاب الولاء والهبة، باب کراهیة الرجوع فی الهبة، رقم: ۲۱۳۲۔ قال الشیخ الالبانی: صحیح۔ سنن نسائی، رقم: ۳٦۹۲۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۲۳۷۷۔ مسند احمد: ۱/ ۲۳۷۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۵۱۲۳۔

عَطِيَّةً فَيَرْجِعُ فِيْهَا ، اِلَّا الْوَالِدُ . ①

لے لے، سوائے والد کے (وہ اپنی اولاد کو ہبہ کر کے واپس لے سکتا ہے)۔"

[۸۲۸/۵۰۲]...... قَالَ الْحَجَّاجُ......

وَقَالَ عَطَاءٌ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْعَائِدُ فِيْ هِبَتِهٖ ، كَالْعَائِدِ فِيْ قَيْئِهٖ . ②

عطاء رحمہ اللہ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اپنے ہبہ کو واپس لینے والا اپنی قے کو چاٹنے والے کی طرح ہے۔"

[۸۶۳/۵۰۳]...... اَخْبَرَنَا الْمَلَائِيّ ، نَا مَنْدَلٌ ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِذَا اُهْدِيَ لِاَحَدِكُمْ هَدْيَةً وَعِنْدَهٗ قَوْمٌ ، فَهُمْ شُرَكَاءُ فِيْهَا . ③

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم میں سے کسی کو کوئی ہدیہ دیا جائے اور اس کے پاس کچھ لوگ موجود ہوں، تو وہ بھی اس میں شریک ہیں۔"

[۹۴۷/۵۰۴]...... اَخْبَرَنَا الثَّقَفِيُّ ، نَا اَيُّوْبُ ، عَنْ عِكْرِمَةَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَيْسَ لَنَا مَثَلَ السُّوْءِ اَلْعَائِدُ فِيْ هَبِتِهٖ كَالْكَلْبِ يَعُوْدُ فِيْ قَيْئِهٖ . ④

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہمارے لیے بری مثال نہیں، (ہم اس مثل کے مصداق نہ ہوں گے) اپنا ہبہ واپس لینے والا اس کتے کی طرح ہے جو قے کر کے اسے چاٹ لیتا ہے۔"

[۹۴۸/۵۰۵]...... اَخْبَرَنَا الثَّقَفِيُّ ، نَا خَالِدُ الْحَذَّاءِ ، عَنْ عِكْرِمَةَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ سَوَاءٍ . ④

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی سابقہ حدیث کی مثل روایت کیا ہے۔

---

① السابق . ② انظر ما قبله .

③ سنن كبرى بيهقى: ٦/ ١٨٣ ـ اسناده ضعيف .

④ بخارى، كتاب الهبة، باب لا يحل لاحد ان يرجع فى هبته وصدقته، رقم: ٢٦٢٢ ـ سنن ترمذى، رقم: ١٢٩٨ ـ سنن نسائى، رقم: ٣٦٩٨ ـ ادب المفرد: ٤١٧ .

④ انظر ما قبله .

16

كتاب الجهاد

جہاد کے فضائل ومسائل

[۵۰۶/۱۳۷]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ بُدَيْلٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ دَوْسًا، فَقَالَ: انهم فَذَكَرَ رِجَالَهُمْ وَنِسَاءَ هُمْ، فَرَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ، فَقَالَ الرَّجُلُ: إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ، هَلَكَتْ دَوْسٌ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ، فَرَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ فَقَالَ: اللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، تو اس نے دوس قبیلے کا ذکر کیا، اس نے کہا: وہ لوگ اور اس نے ان کے مردوں اور عورتوں کا ذکر کیا، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اٹھائے، اس آدمی نے کہا: اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ، رب کعبہ کی قسم! دوس والے ہلاک ہو گئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اٹھائے، اور فرمایا: ''اے اللہ! دوس قبیلے والوں کو ہدایت نصیب فرما۔''

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے قبیلہ دوس کی فضیلت ثابت ہوتی ہے، یہ قبیلہ یمن میں رہتا تھا، کیونکہ دوس عین میں ایک قوم ہے اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اسی قبیلے سے تھے۔ صحیح بخاری میں ہے یہ دعا کروانے والے سیدنا طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ تھے۔ (بخاری، کتاب المغازی، رقم: ۴۳۹۲)

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا یہ نتیجہ نکلا کہ اس قبیلے کے لوگ مسلمان ہو گئے۔

(فتح الباری: ۸/ ۱۲۸۔ شرح حدیث: ۴۳۹۲)

① بخاری، کتاب الجهاد، باب الدعاء للمشرکین الخ، رقم: ۲۹۳۷، مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل غفار الخ، رقم: ۲۵۲۴۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۹۸۰.

[۵۰۷/۱۸۱]...... أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، وَالْمُلَائِيُّ، قَالَا، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ سَلْمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْرَهُ الشَّكَالَ مِنَ الْخَيْلِ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شکال قسم کے گھوڑے کو ناپسند کرتے تھے (شکال: وہ گھوڑا جس کی دائیں ٹانگ اور بائیں بازو میں سفیدی ہو)

فوائد :...... گھوڑوں کی مختلف اقسام ہیں، کوئی اعلیٰ ہیں اور کوئی ادنیٰ ہیں۔

سیدنا ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بہترین گھوڑا وہ ہے، جو سیاہ ہو، پیشانی پر تھوڑا سا سفید نشان ہو۔ چاروں پاؤں میں سفیدی ہو، ناک اور اوپر والا ہونٹ سفید ہوں، اگلا دایاں پاؤں سفید نہ ہو۔ اگر سیاہ رنگ نہ ہو تو انہی صفات کا حامل گھوڑا عمدہ ہے۔''

(سنن ابن ماجه، ابواب الجهاد، رقم : ۲۷۸۹۔ سنن ترمذی، رقم : ۱۶۹۷)

شکال گھوڑے کونسے ہیں؟ ''صحیح مسلم'' میں راوی نے شکال کی تعریف کی ہے۔ جس گھوڑے کے دائیں پاؤں اور بائیں ہاتھ میں سفیدی ہو یا دائیں ہاتھ اور بائیں پاؤں میں سفیدی ہو۔ (مسلم، کتاب الامارة، رقم : ۱۸۷۵)

شکال کی تعریف میں اختلاف ہے۔ بعض نے کہا: جس کے تین پاؤں سفید ہوں اور ایک ہم رنگ یا تین ہم رنگ اور ایک سفید۔ تفصیل کے لیے (شرح مسلم للنووی)

[۵۰۸/۱۸۲]...... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيدَ النَّخَعِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا زُرْعَةَ، يُحَدِّثُ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: سَمُّوا بِاسْمِي وَلَا تَكْتَنَّوْا بِكُنْيَتِي، قَالَ: وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْرَهُ الْإِشْكَالَ مِنَ الْخَيْلِ. قَالَ شُعْبَةُ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيدَ: هَذَا لَيْسَ بِالصُّهْبَانِيِّ وَكِلَاهُمَا

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرے نام پر نام رکھو اور میری کنیت پر کنیت نہ رکھو۔'' انہوں نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے گھوڑے کو ناپسند کرتے تھے جس کی دائیں ٹانگ اور بائیں بازو میں سفیدی ہو۔

---

① مسلم، كتاب الامارة، باب ما يكره من صفات الخيل، رقم: ۱۸۷۵۔ سنن ابوداود، كتاب الجهاد، باب مايكره من الخيل، رقم: ۲۵۴۷۔ سنن ترمذی، رقم: ۱۶۹۸۔ سنن نسائی، رقم: ۳۵۶۶۔ مسند احمد: ۲/ ۲۵۰۔ صحيح الجامع الصغير، رقم: ۹۱۳۷

مِنَ النَّخَعِ . ①

[۵۰۹/۱۸۴]...... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: تَضَمَّنَ اللّٰهُ لِمَنْ خَرَجَ مُجَاهِدًا فِي سَبِيلِي إِيمَانًا بِي وَتَصْدِيقًا بِرَسُولِي فَهُوَ عَلَيَّ ضَامِنٌ أَنْ أُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، أَوْ إِنْ رَجَعْتُهُ أَنْ أُرْجِعَهُ بِمَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ مَا مِنْ عَبْدٍ يُكْلَمُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ كَلْمًا إِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَوْنُهُ لَوْنُ دَمٍ وَرِيحُهُ رِيحُ مِسْكٍ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى الْمُسْلِمِينَ مَا قَعَدْتُ خِلَافَ سَرِيَّةٍ تَغْزُو فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَلَكِنْ لَا أَجِدُ سَعَةً فَأَحْمِلُهُمْ، وَلَا يَجِدُونَ سَعَةً وَيَشُقُّ عَلَيْهِمْ أَنْ يَتَخَلَّفُوا عَنِّي، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوَدِدْتُ أَنِّي أَغْزُو فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَأُقْتَلُ، ثُمَّ أَغْزُو فَأُقْتَلُ، ثُمَّ أَغْزُو فَأُقْتَلُ . ②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ اس شخص کو ضمانت دیتا ہے جو اللہ کی ذات پر یقین اور اس کے رسولوں کی تصدیق کرتے ہوئے اس کی راہ میں جہاد کے لیے نکلتا ہے تو اللہ اس پر ضامن ہے کہ وہ اسے جنت میں داخل فرمائے یا اگر اسے واپس کر دے تو اجر اور مال غنیمت کے ساتھ واپس کر دے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے! جس شخص کو اللہ کی راہ میں جو بھی زخم آئے، وہ قیامت کے دن آئے گا تو اس کا رنگ تو خون کے رنگ جیسا ہوگا، جبکہ اس کی خوشبو کستوری کی خوشبو جیسی ہوگی۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر میں مسلمانوں پر دشوار نہ سمجھتا تو میں اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کسی بھی لشکر سے پیچھے نہ رہتا، لیکن میں اتنی گنجائش نہیں پاتا کہ میں انہیں سواریاں مہیا کروں اور نہ ہی وہ گنجائش پاتے ہیں اور ان پر یہ بھی گراں گزرتا ہے کہ وہ میرے ساتھ جہاد پر نہ جائیں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں خواہش رکھتا ہوں کہ میں اللہ کی راہ میں جہاد کروں تو شہید کر دیا جاؤں، پھر جہاد کروں تو شہید کر دیا جاؤں، پھر جہاد کروں تو شہید کر دیا جاؤں۔''

---

① مسلم، کتاب الاداب، باب النهی عن التكنی بابی القاسم الخ، رقم: ۲۱۳٤۔ سنن ابوداود، رقم: ٤٩٦٥۔ مسند احمد: ۲/ ٤٦٠ .

② بخاری، کتاب الایمان، باب الجهاد من الایمان، رقم: ۳٦۔ مسلم، کتاب الامارة، باب فضل الجهاد والخروج فی سبیل الله، رقم: ۱۸۷٦۔ سنن نسائی، رقم: ۳۱۲۲۔ مسند احمد: ۲/ ۲۳۱ .

فوائد: ...... (۱)...... مذکورہ حدیث سے جہاد کرنے والوں کی فضیلت کا اثبات ہوتا ہے، بشرطیکہ وہ جہاد اللہ ذوالجلال کی رضا کی خاطر ہو۔ ایسے خوش نصیب لوگوں کی دو ذمہ داریاں اللہ ذوالجلال نے لی ہیں: اگر یہ شہید ہوا تو جنت میں داخل ہوگا اور حساب وکتاب سے بھی بچ جائے گا۔ اگر غازی بن کر واپس لوٹا تو پورے پورے اجر وثواب سے واپس آئے گا اور مال غنیمت سے بھی۔

(۲)...... معلوم ہوا قیامت کے دن مجاہدین زخمی حالت میں اٹھائے جائیں گے اور زخمی حالت میں ہی اللہ ذوالجلال کی عدالت میں پہنچیں گے، جبکہ خون ان کے جسموں سے جاری ہوگا۔

(۳)...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا بعض حالات میں جہاد فرض کفایہ ہوتا ہے تو ایسی صورت میں جو جہاد میں شریک نہیں ہوتے، وہ عند اللہ مجرم نہیں۔ مذکورہ حدیث سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں میں جو اتباع رسول کا جذبہ ہے، اس کا بھی اثبات ہوتا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت ورحمت کا بھی اثبات ہوتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ لیڈر کو اپنی رعایا کے جذبات کا خیال رکھنا چاہیے۔

(۴)...... مذکورہ حدیث سے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جہاد کا شوق رکھنا بھی ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار اللہ ذوالجلال کے راستے میں شہید ہونے کی تمنا فرمائی۔ معلوم ہوا ناممکن کام کی جائز تمنا جائز ہے۔

مذکورہ روایت سے شہادت کے مقام وفضیلت کا بھی اثبات ہوتا ہے کہ نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے بذات خود شہادت کی تمنا فرمائی۔

[۱۸۹/۵۱۰]...... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، حَدَّثَنَا أَبُو حَيَّانَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ التَّيْمِيُّ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَامَ فِينَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطِيبًا، فَذَكَرَ الْغُلُولَ فَعَظَّمَ أَمْرَهُ، فَقَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ لَا أُلْفِيَنَّ أَحَدَكُمْ يَجِيءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى رَقَبَتِهِ بَعِيرٌ لَهُ رُغَاءٌ، فَيَقُولُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَغِثْنِي، فَأَقُولُ: لَا أَمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا قَدْ بَلَّغْتُكَ، لَا أُلْفِيَنَّ أَحَدَكُمْ يَجِيءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى رَقَبَتِهِ شَاةٌ لَهَا ثُغَاءٌ، فَيَقُولُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَغِثْنِي، فَأَقُولُ: لَا أَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا قَدْ أَبْلَغْتُكَ، لَا أُلْفِيَنَّ أَحَدَكُمْ يَجِيُّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى رَقَبَتِهِ فَرَسٌ لَهُ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا تو خیانت کا ذکر فرمایا اور اس کی سنگینی بیان کرتے ہوئے فرمایا: ''لوگو! میں قیامت کے دن تم میں سے کسی کو اس حال میں نہ پاؤں کہ اس نے اونٹ اٹھا رکھا ہو اور وہ بلبلا رہا ہو، تو وہ کہے: اللہ کے رسول! میری مدد فرمائیں، تو میں کہوں گا: میں اللہ کے ہاں تمہارے کچھ کام نہیں آ سکتا، میں تمہیں احکام پہنچا چکا، میں قیامت کے دن تم میں سے کسی کو اس حال میں نہ پاؤں کہ وہ بکری کو اٹھائے ہوئے آئے اور وہ ممیا رہی ہو، وہ شخص کہے: اللہ کے رسول! میری مدد فرمائیں، تو میں کہوں گا: میں اللہ کے ہاں تمہارے کچھ کام نہیں آ سکتا، تمہیں میں احکام پہنچا چکا،

حَمْحَمَةٌ، فَيَقُولُ: أَغِثْنِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ، فَأَقُولُ: لَا أَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا قَدْ أَبْلَغْتُكَ، لَا أُلْفِيَنَّ أَحَدَكُمْ يَجِيءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى رَقَبَتِهِ نَفْسٌ لَهَا صِيَاحٌ، فَيَقُولُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَغِثْنِي، فَأَقُولُ: لَا أَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا قَدْ أَبْلَغْتُكَ، لَا أُلْفِيَنَّ أَحَدَكُمْ يَجِيءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى رَقَبَتِهِ رِقَاعٌ تَخْفِقُ، فَيَقُولُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَغِثْنِي، فَأَقُولُ: لَا أَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا قَدْ أَبْلَغْتُكَ، لَا أُلْفِيَنَّ أَحَدَكُمْ يَجِيءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى رَقَبَتِهِ صَامِتٌ، فَيَقُولُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَغِثْنِي، فَأَقُولُ: لَا أَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا قَدْ أَبْلَغْتُكَ. ①

میں قیامت کے دن تم میں سے کسی کو اس حال میں نہ پاؤں کہ اس نے گھوڑا اٹھا رکھا ہو اور وہ ہنہنا رہا ہو، تو وہ شخص کہے: اللہ کے رسول ﷺ! میری مدد فرمائیں، تو میں کہوں گا: میں اللہ کے ہاں تمہارے کسی کام نہیں آ سکتا، تمہیں میں تمہیں احکام پہنچا چکا، میں قیامت کے دن تم میں سے کسی کو اس حال میں نہ پاؤں کہ اس نے کسی نفس کو اٹھا رکھا ہو اور وہ چیخ رہا ہو اور وہ شخص کہے گا: اللہ کے رسول ﷺ! میری مدد فرمائیں، تو میں کہوں گا: میں اللہ کے ہاں تمہارے کچھ کام نہیں آ سکتا، میں نے تمہیں احکام پہنچا دیئے، میں قیامت کے دن تم میں سے کسی کو اس حال میں نہ پاؤں کہ اس نے کپڑا اٹھا رکھا ہو اور وہ ہل رہا ہو، تو وہ شخص کہے: اللہ کے رسول ﷺ! میری مدد فرمائیں، تو میں کہوں گا: میں اللہ کے ہاں تمہارے کچھ کام نہیں آ سکتا، میں نے تمہیں احکام پہنچا دیئے، میں تم میں سے کسی کو قیامت کے دن اس حال میں نہ پاؤں کہ اس نے سونا چاندی اٹھا رکھا ہو اور وہ کہے: اللہ کے رسول! میری مدد فرمائیں، تو میں کہوں گا: میں اللہ کے ہاں تمہارے کچھ کام نہیں آ سکتا، میں تمہیں احکام پہنچا چکا۔''

[۵۱۱/۱۹۲]...... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا الْيَهُودَ، وَحَتَّى يَقُولَ الْحَجَرُ وَرَاءَهُ الْيَهُودِيُّ: يَا مُسْلِمُ! هَذَا

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ تم یہود سے قتال کرو گے، یہاں تک کہ وہ پتھر کہے گا: جس کے پیچھے یہودی (چھپا ہوا) ہو گا اے مسلم! ہ میرے پیچھے

① بخاری، کتاب الجهاد، باب الغلول، رقم: ۳۰۷۳۔ مسلم، کتاب الامارة، باب غلظ تحریم الغلول، رقم: ۱۸۳۱۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۴۸۴۷۔ مسند ابی یعلی، رقم: ۶۰۸۳.

وَرَائِی یَهُودِیٌّ فَاقْتُلُوهُ. ① یہودی ہے، پس اسے قتل کر دو۔''

فوائد: ...... مذکورہ حدیث میں مسلمانوں کو عظیم خوشخبری سنائی گئی ہے کہ تمہارے ہاتھوں سے یہودیوں کا عبرتناک انجام ہوگا: صحیح مسلم میں ہے کہ یہودی کسی پتھر اور درخت کے پیچھے چھپ کر پناہ بھی لے گا تو وہ پتھر اور درخت پکار کر کہے گا، اے مسلمان! اے اللہ کے بندے! یہ میرے پیچھے یہودی چھپا ہوا ہے آ اور اسے قتل کر دے۔ ((إِلَّا الْغَرْقَدَ فَإِنَّهُ مِنْ شَجَرِ الْيَهُوْدِ)) (مسلم، کتاب الفتن، رقم: ۲۹۲۲)...... ''سوائے غرقد درخت کے کہ وہ یہودیوں کا درخت ہے۔'' اور موجودہ زمانے میں یہودی اسرائیل میں غرقد درخت بکثرت لگا رہے ہیں۔

[۲۷۱/۵۱۲]...... أَخْبَرَنَا الْمُلَائِیُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَنْبَسِ، وَهُوَ سَعِيدُ بْنُ كَثِيرٍ حَدَّثَنِی أَبِی أَنَّهُ......

سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ، وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ، فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ حَرُمَتْ دِمَاؤُهُمْ وَأَمْوَالُهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ. ②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے قتال کروں حتیٰ کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور وہ نماز قائم کریں، زکوٰۃ ادا کریں، پس جب وہ یہ کرلیں تو ان کے خون اور اموال حرام ہوگئے مگر اس کے کہ اس (کلمہ توحید) کا کوئی حق ہو، اور ان کا حساب اللہ کے ذمے ہے۔''

[۳۰۵/۵۱۳]...... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ زِيَادٍ......

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ. ③

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے قتال کروں حتیٰ کہ وہ کہیں: اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔''

---

① بخاری، کتاب الجهاد، باب قتال اليهود، رقم: ۲۹۲۶۔ مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعة، باب لا تقوم الساعة الخ، رقم: ۲۹۲۲.

② بخاری، کتاب الجهاد، باب دعا النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی الاسلام والنبوه، رقم: ۲۹۴۹۔ مسلم، کتاب الایمان، باب الامر بقتال الناس حتی يقولوا لا اله الا الله محمد رسول الله، رقم: ۲۱۔ سنن ابوداود، رقم: ۲۶۴۰۔ سنن ترمذی، رقم: ۲۶۰۶۔ سنن نسائی، رقم: ۳۰۹۰۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۳۹۲۷.

③ السابق.

فوائد : ...... مذکورہ حدیث میں کفار کے ساتھ جہاد وقتال کرنے اور کلمہ توحید کا اقرار کرنے والے سے ہاتھ روکنے کا حکم دیا گیا ہے۔ امام بغوی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: حَتّٰی یَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ، سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد وہ غیر مسلم ہیں جو صرف بتوں کی پوجا کرتے ہیں، نہ کہ اہل کتاب، کیونکہ وہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کرتے ہیں۔ ہاں یہ بات ضرور ہے کہ تلوار اہل کتاب سے بھی دور نہ ہوگی، جب تک وہ نبوت کا اقرار نہ کرلیں گے۔ (شرح السنه: ١/ ٦٦)
تاہم لا الہ الا اللہ کے ساتھ رسالت کا اقرار کرنا بھی ضروری ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّی یَشْهَدُوْا اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَیُؤْمِنُوْا بِیْ وَبِمَاجِئْتُ بِهٖ .)) (مسلم، کتاب الایمان، رقم : ٢١)

ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جو غیر مسلم ٹیکس ادا کرتے ہیں تو ان سے قتال کیوں نہیں کیا جاتا ہے، جبکہ حدیث کا تقاضا تو یہ ہے کہ ہر اس آدمی سے قتال کرنا ہے جو توحید کا منکر ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس سوال کے مختلف جوابات دیئے ہیں:

(۱)...... پہلا جواب یہ ہے کہ ٹیکس اور معاہدہ کرنے والے غیر مسلموں سے قتال کرنا منسوخ ہے، ٹیکس اور معاہدہ کرنے کی اجازت قتال والی احادیث کے بعد مل گئی ہو، اس کی دلیل یہ ہے کہ اجازت اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿فَاقْتُلُوْا الْمُشْرِكِیْنَ﴾ کے بعد ملی تھی۔

(۲)...... دوسرا جواب یہ ہے کہ مذکورہ حدیث میں کفار سے قتال کرنے کا حکم عام دیا گیا ہے، لیکن ممکن ہے وہ حکم عام بعض صورتوں کے لیے استثناء کا درجہ رکھتا ہو۔ (جیسا کہ اصول فقہ کا قاعدہ ہے عام خص منہ البعض) کیونکہ اس حدیث کا اصل مقصود یہ ہے کہ مطلوب کا حصول پورا پورا ہو، یعنی مطالبہ توحید اگر کسی دلیل کی وجہ سے بعض صورتیں رہ بھی جائیں تو اس حکم عام میں کسی قسم کا نقص وعیب پیدا نہیں ہوگا۔ (ان شاء اللہ)

(۳)...... تیسرا جواب یہ ہے کہ کفار کے متعلق قتال کا حکم تو عام ہے، لیکن ممکن ہے اس حکم سے اہل کتاب کے ماسوا خاص قسم کے مشرک کفار مراد لیے گئے ہوں۔

علاوہ ازیں اس بات کی تائید سنن نسائی کی ایک روایت بھی کرتی ہے جو ان الفاظ سے مروی ہے: اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ الْمُشْرِكِیْنَ...... الخ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں مشرکین سے قتال کروں اگر کوئی (اس صورت پر) سوال اٹھائے کہ یہ بات اہل جزیہ پر تو صادق آتی ہے مگر جو کفار (کسی) معاہدہ کے تحت رہ رہے ہوں یا ٹیکس سے انکاری ہو کر اس ملک میں بس رہے ہوں ان پر صادق نہیں آتی۔

مزید لکھتے ہیں: ترک قتال سے قطعاً یہ مقصود نہیں ہے کہ ایسے کفار کے ساتھ ہمیشہ کے لیے قتال نہ کیا جائے، بلکہ اس سے یہ مقصود ہے کہ جب تک وہ ٹیکس ادا کرنے اور مسلمانوں سے طے شدہ معاہدے پر قائم ودائم رہیں تو انہیں معاف کیے رکھو، وگرنہ ان سے بھی قتال کیا جائے۔ تو سمجھ لیجئے کہ ایسے لوگوں سے عارضی طور پر قتال نہیں کیا جائے گا،

جیسے صلح کرنے والوں کے ساتھ عارضی طور پر جنگ روک دی جاتی ہے۔ ہاں جو غیر مسلم پہلے ٹیکس ادا کرتے ہوں مگر بعد میں اس کی ادائیگی سے انکار کر دیں تو ان سے قتال کیا جائے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے معلوم ہوتا ہے:

﴿حَتّٰی یُعْطُوا الْجِزْیَةَ عَنْ یَّدٍ وَّ هُمْ صٰغِرُوْنَ﴾ (التوبۃ: ۲۹)

(۴)...... چوتھا جواب یہ ہے کہ ممکن ہے مذکورہ حدیث میں شہادت سے مراد یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند ہو اور اس کے دشمن مغلوب ہوں (ظاہر ہے) اس کا حصول بعض کفار سے قتال کر کے بعض سے ٹیکس وصول کر کے اور بعض کفار سے عہد و پیمان کر کے حاصل ہوگا۔

(۵)...... پانچواں جواب یہ ہے کہ ممکن ہے قتال سے مراد وہی قتال ہو یا اس کے قائم مقام کوئی دوسری چیز مثلاً جزیہ وغیرہ، یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ غیر مسلموں پر ٹیکس لگانے سے مقصود یہ ہے کہ وہ اسلام کے آگے سر جھکا دیں۔ (مجبور ہو جائیں) اور یہ سبب السبب۔ سبب کے حکم میں ہے، یعنی ان سے قتال اس لیے کیا جاتا ہے کہ وہ غیر مسلم ہیں اور قتال کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ مجبور ہو جائیں۔ اس سے ثابت ہوا گویا رسول اللہ ﷺ فرما رہے ہیں: غیر مسلموں سے قتال کرو، یہاں تک کہ وہ اسلام لے آئیں یا وہ اس چیز کا التزام کریں جو انہیں اسلام کی طرف راغب کرے اور یہ سب سے عمدہ طریقہ ہے۔ (واللہ اعلم) (فتح الباری: ۱/ ۷۷)

مذکورہ بالا حدیث میں ہے: ((إِلَّا بِحَقِّهَا)) مطلب یہ ہے کہ اگر اسلام لانے کے بعد چوری کرتا ہے یا پاک دامن پر بدکاری کا الزام لگائے یا شراب پیئے یا کسی کو قتل کر دے تو اس کی سزا تو اس کو دی جائے گی۔

((وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ)) مطلب یہ ہے کہ اگر اسلام کسی نے قبول کر لیا تو اس کے ظاہری معاملات پر ہم حکم لگائیں گے باقی اس کے باطنی امور اللہ کے ذمہ ہیں۔

[۲۷۷/۵۱۴]...... أَخْبَرَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَبَاحٍ، قَالَ: وَفَدْنَا عَلَى مُعَاوِيَةَ وَفِينَا أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَكَانَ يَلِي طَعَامَ الْقَوْمِ كُلَّ يَوْمٍ رَجُلٌ مِنَّا، فَكَانَ يَوْمِي فَاجْتَمَعَ عِنْدِي، وَلَمَّا يُدْرِكْ طَعَامَهُمْ، فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتْحَ مَكَّةَ، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ ادْعُ لِيَ الْأَنْصَارَ

عبداللہ بن رباح نے بیان کیا، ہم سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاں گئے، سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھی ہمارے ساتھ موجود تھے، ہم میں سے ایک شخص روزانہ کھانے کا انتظام کرتا تھا، جس دن میری باری تھی تو وہ میرے ہاں اکٹھے ہو گئے لیکن کھانا ابھی تیار نہ تھا، سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: فتح مکہ کے موقع پر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا، تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''ابوہریرہ! انصار کو میرے پاس بلاؤ۔'' میں نے انہیں بلایا تو وہ دوڑتے ہوئے آئے،

فَدَعَوْتُهُمْ فَجَاءُوا يُهَرْوِلُونَ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا مَعْشَرَ الأَنْصَارِ أَتَرَوْنَ أَوْبَاشَ قُرَيْشٍ، إِذَا لَقِيتُمُوهُمْ غَدًا فَاحْصُدُوهُمْ حَصْدًا قَالَ حَمَّادٌ: بِيَدِهِ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى ثُمَّ مَوْعِدُكُمُ الصَّفَا، فَاسْتَعْمَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ عَلَى الْمُجَنِّبَةِ الْيُمْنَى وَالزُّبَيْرَ بنَ الْعَوَّامِ عَلَى الْمُجَنِّبَةِ الْيُسْرَى، قَالَ: وَاسْتَعْمَلَ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجرَّاحِ عَلَى الْبَارِقَةِ فِي بَطْنِ الْوَادِي ، فَقَالَ: فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ لَقِينَاهُمْ، قَالَ: فَلَمْ يُسْرِفْ مِنَ الْقَوْمِ أَحَدٌ إِلَّا أَنَامُوهُ، قَالَ: وَفُتِحَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى صَعِدَ الصَّفَا فَجَاءَتِ الأَنْصَارُ فَأَحَاطُوا بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ الصَّفَا فَجَاءَ أَبُو سُفْيَان، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أُبِيدَتْ خَضْرَاءُ قُرَيْشٍ لَا قُرَيْشَ بَعْدَ الْيَوْمِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ دَخَلَ دَارَهُ فَهُوَ آمِنٌ، مَنْ أَلْقَى سِلَاحَهُ فَهُوَ آمِنٌ، مَنْ دَخَلَ دَارَ أَبِي سُفْيَانَ فَهُوَ آمِنٌ، وَمَنْ أَغْلَقَ بَابَهُ فَهُوَ آمِنٌ، فَقَالَتِ الأَنْصَارُ: أَمَّا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ أَخَذَتْهُ رَحْمَةٌ فِي قَوْمِهِ وَرَغْبَةٌ فِي قَرْيَتِهِ، وَنَزَلَ الْوَحْيُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: ''انصار کی جماعت! کیا تم قریش کے بکھرے ہوئے لوگوں کو دیکھ رہے ہو، جب کل تمہاری ان سے مڈبھیڑ ہو تو انہیں کاٹ کر رکھ دینا حماد (راوی) نے اپنے دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر اشارہ کر کے فرمایا کہ (ایسے کاٹ دینا) پھر تم نے صفا (پہاڑی) پر مجھ سے ملنا ہے۔'' رسول اللہ ﷺ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو میمنہ (دائیں جانب کے حصہ) پر، زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو میسرہ پر اور ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو پیادہ لشکر پر وادی کے بطن میں مامور فرمایا۔ راوی نے بیان کیا: جب کل کا دن آیا تو ہماری ان سے مڈبھیڑ ہوئی، پس ان میں سے جو بھی نظر آیا ہم نے اسے (موت کی نیند) سلا دیا، رسول اللہ ﷺ نے مکہ فتح کر لیا اور صفا پہاڑی پر چڑھ گئے، انصار آئے تو انہوں نے صفا کے پاس رسول اللہ ﷺ کو گھیرے میں لے لیا، ابوسفیان آئے تو انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! قریش کی بڑی بڑی جماعتیں ختم ہوگئیں، آج کے بعد قریش باقی نہیں رہیں گے، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو کوئی اپنے گھر میں داخل ہو جائے اسے پناہ ہے، جو ہتھیار ڈال دے اسے پناہ ہے، جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے اسے بھی امن ہے اور جو کوئی اپنا دروازہ بند کر لے اسے بھی پناہ حاصل ہے۔'' انصار نے کہا: رہے رسول اللہ ﷺ تو انہیں اپنی قوم پر ترس آ گیا اور اپنی بستی کے متعلق رغبت اور شوق پیدا ہوگیا، رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہوئی، جب وہ کیفیت ختم ہوئی تو فرمایا: ''انصار کی جماعت! کیا تم نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنی قوم پر ترس آ گیا ہے اور اپنی

وَسَلَّمَ، فَلَمَّا سُرِّيَ عَنْهُ قَالَ: يَا مَعْشَرَ الأَنْصَارِ، أَقُلْتُمْ أَمَّا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ أَدْرَكَتْهُ رَحْمَةٌ فِي قَوْمِهِ وَرَغْبَةٌ فِي قَرْيَتِهِ، فَمَا اسْمِي إِذًا، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُولُهُ، هَاجَرْتُ إِلَى اللّٰهِ وَإِلَيْكُمْ، فَالْمَحْيَا مَحْيَاكُمْ، وَالْمَمَاتُ مَمَاتُكُمْ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَا قُلْنَا ذٰلِكَ إِلَّا ضَنًّا بِاللّٰهِ وَبِرَسُولِهِ، قَالَ: فَإِنَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ يُصَدِّقَانِكُمْ وَيَعْذِرَانِكُمْ. ①

بستی کے متعلق رغبت اور شوق پیدا ہوگیا ہے، تب میرا نام کیا ہے؟ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں، میں نے اللہ کی طرف اور تمہاری طرف ہجرت کی، میرا جینا مرنا تمہارے ساتھ ہے۔'' انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! ہم نے تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ خاص تعلق کی وجہ سے ایسی بات کی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ اور اس کے رسول تمہاری تصدیق کرتے ہیں اور تمہارا عذر قبول کرتے ہیں۔''

[۲۷۸/۵۱۵]...... قَالَ عَفَّانُ......

وَقَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ وَاسْتَعْمَلَ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ عَلَى الْحُسَّرِ، يُرِيدُ الْبَارِقَةَ. ②

سلیمان بن مغیرہ نے اس حدیث کے بارے میں بیان کیا، آپ ﷺ نے ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو ایسے پیادہ لشکر پر مامور فرمایا، جس کے پاس زرہ نہیں تھیں۔

فوائد :...... مذکورہ حدیث میں اس بات کا تذکرہ ہے کہ مسلمانوں کا لشکر جب مکہ معظمہ میں داخل ہوا اور جس ترتیب سے داخل ہوئے اس کی کیفیت کیا تھی۔ اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے جو قریش مکہ سے سلوک کیا اور عام معافی کا اعلان کیا اس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔ آپ ﷺ نے اس موقع پر فرمایا: (۱) جو شخص ہتھیار پھینک دے اس کو قتل نہ کیا جائے۔ (۲) جو شخص خانہ کعبہ کے اندر داخل ہو جائے، اسے قتل نہ کیا جائے۔ (۳) جو شخص اپنے گھر میں بیٹھ جائے اسے قتل نہ کیا جائے۔ (۴) جو شخص ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے گھر چلا جائے اسے قتل نہ کیا جائے۔ (۵) جو شخص حکیم بن حزام کے گھر چلا جائے اس کو قتل نہ کیا جائے۔ (۶) جو لوگ بھاگ جائیں ان کا تعاقب نہ کیا جائے۔ (۷) بوڑھوں، بچوں، عورتوں اور زخمیوں کو قتل نہ کیا جائے۔ (۸) قیدیوں کو بھی قتل نہ کیا جائے۔ (البدایہ والنہایہ: ۳/ ۲۸۸۔۲۸۹)

قریش مکہ نے بڑے بڑے ظلم کیے تھے اور ان ظلموں کو بھلا کر فرمایا: ((لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ)) ''آج تم پر کوئی الزام اور مواخذہ نہیں، اللہ تم کو بخش دے اور وہ سب رحم کرنے والوں سے زیادہ مہربان ہے۔''

---

① مسلم، كتاب الجهاد واليسر، باب فتح مكه، رقم: ۱۷۸۰۔ مسند احمد: ۲/ ۲۹۲.

② انظر: ۲۷۷.

[٣٠٩/٥١٦]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ يُونُسَ بْنِ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ، قَالَ: تَفَرَّقَ النَّاسُ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، فَقَالَ لَهُ: نَأْتِلُ أَخُو أَهْلِ الشَّامِ: حَدِّثْنَا حَدِيثًا سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: أَوَّلُ النَّاسِ يُقْضَى فِيهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثَلَاثَةٌ: رَجُلٌ اسْتُشْهِدَ، فَأَتَى اللّٰهُ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا، فَقَالَ لَهُ: فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا؟ قَالَ: قَاتَلْتُ فِي سَبِيلِكَ حَتَّى اسْتُشْهِدْتُ، فَقَالَ: كَذَبْتَ، وَلَكِنْ قَاتَلْتَ لِيُقَالَ: هُوَ جَرِيءٌ، فَقَدْ قِيلَ ذَاكَ، ثُمَّ أُمِرَ فَيُسْحَبُ عَلَى وَجْهِهِ إِلَى النَّارِ، وَأَتَى اللّٰهُ بِرَجُلٍ قَدْ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ وَعَلَّمَهُ وَقَدْ قَرَأَ الْقُرْآنَ، فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا، فَقَالَ لَهُ: مَا عَمِلْتَ فِيهَا؟ فَقَالَ: تَعَلَّمْتُ الْقُرْآنَ وَعَلَّمْتُهُ فِيكَ، وَقَرَأْتُ الْقُرْآنَ، فَقَالَ: كَذَبْتَ وَلَكِنَّكَ تَعَلَّمْتَ ؛ لِيُقَالَ: فُلَانٌ عَالِمٌ، وَفُلَانٌ قَارِئٌ، فَقَدْ قِيلَ ذَاكَ، ثُمَّ أُمِرَ فَيُسْحَبُ بِهِ عَلَى وَجْهِهِ إِلَى النَّارِ، وَأَتَى بِرَجُلٍ قَدْ أَعْطَاهُ اللّٰهُ مِنْ أَنْوَاعِ الْمَالِ كُلِّهِ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فِيهَا فَعَرَفَهَا، قَالَ: فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا ؟ فَقَالَ: مَا تَرَكْتُ شَيْئًا مِنْ سَبِيلٍ تُحِبُّ أَنْ يُنْفَقَ فِيهَا إِلَّا أَنْفَقْتُ فِيهَا، فَقَالَ: كَذَبْتَ وَلَكِنَّكَ أَرَدْتَ أَنْ يُقَالَ: هُوَ جَوَادٌ، فَقَدْ قِيلَ ذَاكَ،

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''قیامت کے دن سب سے پہلے تین آدمیوں کے بارے میں فیصلہ کیا جائے گا: ایک شہید، اسے اللہ کے حضور پیش کیا جائے گا، وہ اسے اپنی نعمتیں یاد کرائے گا تو وہ انہیں پہچان لے گا، وہ اسے فرمائے گا: تم نے ان کے بارے میں کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا: میں نے تمہاری راہ میں قتال کیا حتیٰ کہ میں شہید کر دیا گیا، وہ فرمائے گا: تم جھوٹ کہتے ہو، تم نے تو اس لیے قتال کیا تھا کہ شہرت ہو، لوگ کہیں جری شخص ہے، پس وہ مشہوری ہوگئی، پھر اس کے متعلق حکم فرمائے گا، تو اسے چہرے کے بل گھسیٹ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ ایک اور آدمی اللہ کے حضور لایا جائے گا جس نے علم حاصل کیا اور اس کی تعلیم دی، اس نے قرآن کی قراءت کی، پس وہ اپنی نعمتیں اسے یاد کرائے گا تو وہ انہیں پہچان لے گا، وہ اسے کہے گا: تم نے ان کے بارے میں کیا کیا؟ وہ کہے گا: میں نے قرآن کی تعلیم حاصل کی، تیری خاطر اس کی تعلیم دی اور قرآن کی قراءت کی، وہ فرمائے گا: تم جھوٹ بولتے ہو، تم نے تو اس لیے تعلیم حاصل کی تھی کہ کہا جائے: فلاں عالم ہے، فلاں قاری ہے، پس یہ کہہ دیا گیا، پھر وہ حکم فرمائے گا، تو اسے چہرے کے بل گھسیٹ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا، پھر ایک ایسے شخص کو لایا جائے گا جسے اللہ نے ہر قسم کا مال عطا کیا ہوگا، وہ اسے اپنی نعمتیں یاد کرائے گا تو وہ انہیں پہچان لے گا، وہ فرمائے گا: تم نے ان کے بارے

ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَيُسْحَبُ بِهِ عَلَى وَجْهِهِ إِلَى النَّارِ . ①

میں کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا: میں نے ایسی کوئی جگہ اور راہ نہیں چھوڑی جہاں خرچ کرنا تجھے پسند ہو اور میں نے وہاں خرچ نہ کیا ہو، وہ فرمائے گا: تم جھوٹ کہتے ہو، تم نے ارادہ کیا تھا کہ کہا جائے: وہ سخی ہے، تو وہ کہہ دیا گیا، پھر اس کے متعلق حکم فرمائے گا، تو اسے چہرے کے بل گھسیٹ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔''

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا عمل کتنا ہی عظیم کیوں نہ ہو، اگر اس عمل میں اخلاص نہیں تو وہ عمل اللہ ذوالجلال کے ہاں قابل قبول نہیں ہے۔ وہ ثواب کی بجائے جہنم کی طرف لے جاتا ہے، کیونکہ شراکت اللہ ذوالجلال کو پسند نہیں ہے اور عبادت ہو تو ہر قسم کے شرک اور ریا سے پاک اور خالص اللہ کے لیے ہو، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا أُمِرُوْا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ﴾ (البينة: ٥)...... ''اور وہ نہیں حکم دیئے گئے مگر یہ کہ وہ عبادت کریں اللہ تعالیٰ کی اخلاص کے ساتھ۔'' سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، میں دوسرے شریکوں کے مقابلے میں شرک سے سب سے زیادہ بے نیاز ہوں، جو کوئی ایسا عمل کرے جس میں وہ میرے ساتھ میرے علاوہ کسی اور کو شریک کرے تو میں اس کو اس کے شرک سمیت چھوڑ دیتا ہوں۔'' (مسلم، کتاب الزهد، رقم: ٢٩٨٥)

مذکورہ حدیث میں دکھلاوے کو شرک سے تعبیر کیا گیا ہے۔ یہ شرک اصغر ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے تمہارے بارے میں شرک اصغر کا بہت اندیشہ ہے؟'' عرض کیا گیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کیا ہے؟ فرمایا: ''عمل کتنا ہی خوبصورت کیوں نہ ہو، اگر ریا کاری ہے تو وہ برباد ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَ الْاَذٰى كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ۝﴾ (البقرة: ٢٦٤)

''اے ایمان والو! اپنے صدقات اس شخص کی طرح احسان جتلانے اور تکلیف پہنچانے سے ضائع نہ کرو جو اپنا مال لوگوں کے دکھلاوے کے لیے خرچ کرتا ہے ...... اور اللہ، یوم آخرت پر ایمان نہیں، اس کی مثال ایسی ہے جیسے پتھر کی چٹان پر مٹی ہو پھر زور کا مینہ پڑے اور اس کو صاف کر دے، ان لوگوں کو اپنی کمائی میں سے کچھ ہاتھ نہ لگے گا۔ اللہ کافر لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا...... الخ''

---

① مسلم، كتاب الامارة، باب من قاتل للرياء الخ، رقم: ١٩٠٥ـ مسند احمد: ٢/ ٣٢١ـ سنن نسائی، رقم: ٣١٣٧.

لیکن اگر کوئی عمل خلوص سے کیا جائے تو اللہ ذوالجلال اس کی جزا دیتے ہیں۔ جیسا کہ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک تو جو کچھ خرچ کرے اور اس سے تیری نیت اللہ کی رضا حاصل کرنی ہو تو تجھ کو اس کا ثواب ملے گا یہاں تک کہ اس پر بھی جو تو اپنی بیوی کے منہ میں (لقمہ) ڈالے۔''

(بخاری، رقم : ٥٦)

[٥١٧/٣٣٩]...... أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، عَنْ مَيْسَرَةَ الأَشْجَعِيِّ ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، فِي قَوْلِهِ: ﴿كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ﴾ (آل عمران: ١١٠) قَالَ: نَجِيءُ بِهِمْ فِي السَّلَاسِلِ فَنُدْخِلُهُمُ الْإِسْلَامَ . ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اللہ کے فرمان: تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے نکالے گئے ہو۔'' کی تفسیر میں فرمایا: ہم انہیں زنجیروں میں لائیں گے اور ہم انہیں (اسلام میں) داخل کردیں گے۔

فوائد: ...... کفار کی مسلمانوں کے ہاتھوں گرفتاری بسا اوقات ان کے حق میں نعمتِ عظمیٰ ثابت ہوتی ہے کہ وہ مسلمان ہو کر ابدی ثواب جنت حاصل کر لیتے ہیں۔ اس حدیث سے امت محمدیہ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ سورۂ آل عمران کی آیت نمبر ١١٠ میں تین صفات ذکر ہوئی ہیں کہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر یعنی جہاد فی سبیل اللہ اور ایمان باللہ یعنی خالص توحید کا عقیدہ۔ مزید یہ کہ ہمیں امت محمدیہ کو امتِ وسط بنایا گیا۔ (البقرۃ: ١٤٣)

[٥١٨/٣٥٠]...... أَخْبَرَنَا الْمُقْرِئُ ، حَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ كَيْسَانَ ، عَنْ هَارُونَ بْنِ رَاشِدٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَمَّا رَجَعَ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوكَ وَرَاحِلَتُهُ بَيْنَ يَدَيْهِ ، وَقَدْ أَرْجَفَتْ إِذْ مَرَّ أَعْرَابِيٌّ بِجِمَالٍ سِمَانٍ وَهُوَ يَرْتَجِزُ ، فَقَالَ رَجُلٌ: لَوْ كَانَ نَشَاطُ هَذَا وَقُوَّتُهُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنْ كَانَ نَشَاطُهُ وَقُوَّتُهُ رَدًّا عَلَى أَبَوَيْهِ لِيُعِفَّهُمَا وَيَكُفَّهُمَا فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ، وَإِنْ كَانَ رَدًّا عَلَى أَهْلِهِ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، انہوں نے کہا: جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک سے واپس آئے اور آپ کی سواری آپ کے آگے تھی تو اچانک ایک اعرابی موٹے تازے اونٹ کے ساتھ رجزیہ اشعار پڑھتا ہوا گزرا تو آپ کی سواری لرز گئی، ایک آدمی نے کہا: اگر اس کا یہ نشاط اور اس کی قوت اللہ کی راہ میں ہوتی اور اگر وہ اپنے اہل وعیال کے پاس لوٹا دیا گیا تو وہ اللہ کی راہ میں ہے۔ (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر اس کا نشاط اور اس کی قوت اس کے والدین پر لوٹائی جائے

① بخاری، كتاب التفسير ، باب تفسير سورة آل عمران، رقم: ٤٥٥٧ .

وَوَلَدِهِ فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، وَإِنْ كَانَ تَفَاخُرًا وَتَكَاثُرًا فَهُوَ فِي سَبِيلِ الطَّاغُوتِ. ①

تا کہ وہ ان دونوں کو بچائے اور انہیں کفایت کرے تو وہ اللہ کی راہ میں ہے اور اگر وہ اپنے اہل وعیال پر لوٹایا جائے تو وہ اللہ کی راہ میں ہے اور اگر اسے باہمی فخر کرنا اور مال زیادہ کرنا مقصود ہے تو وہ طاغوت کی راہ میں ہے۔''

[۵۱۹/۴۰۵]...... وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَاللّٰهِ لَغَدْوَةٌ أَوْ رَوْحَةٌ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا. ②

اسی اسناد سے ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! اللہ کی راہ میں ایک صبح یا ایک شام گزارنا دنیا اور اس میں جو کچھ ہے اس سے بہتر ہے۔''

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا اللہ ذوالجلال کے راستے میں ایک صبح یا ایک شام گزارنا، دنیا اور جو کچھ اس میں ہے، اس سے بہتر ہے۔ علماء کہتے ہیں: اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا بھر کے جتنے خزانے ہیں اگر وہ سارے اللہ ذوالجلال کے راستے میں خرچ کر دیئے جائیں تو جتنا ثواب ملے گا، اس سے زیادہ ثواب جہاد میں تھوڑا سا وقت لگانے سے ملے گا۔

[۵۲۰/۴۲۴]...... أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ رَجُلٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْمَحْرُومُ مَنْ حُرِمَ غَنِيمَةَ كَلْبٍ. ③

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''محروم تو وہ ہے جو بنوکلب کی غنیمت کی تقسیم سے محروم رہا۔''

[۵۲۱/۴۶۱]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ أَبِي الْأَخْضَرِ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا،

---

① لم اجدهٔ سناده ضعيف، فيه هارون بن راشد وهو مجهول الجرح والتعديل: ۹/ ۸۹.

② بخاری، کتاب الجهاد، باب الغدوة والروحة فى سبيل الله الخ، رقم: ۲۷۹۲۔ مسلم، کتاب الامارة، باب فضل الغدوة والروحة فى سبيل الله، رقم: ۱۸۸۰۔ سنن ترمذی، رقم: ۱٦٤٩۔ سنن نسائی، رقم: ۳۱۱۸۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۲۷۵۵۔ مسند احمد: ۳/ ٤۳۳.

③ مسند احمد: ۲/ ۳۵٦۔ قال شعيب الارناؤط: اسناده ضعيف.

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ خَرَجَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ جَرِيحًا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اللَّوْنُ لَوْنُ دَمٍ وَالرِّيحُ رِيحُ مِسْكٍ . ①

آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کو اللہ کی راہ میں زخم آ جائے تو وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کا رنگ خون کا سا ہوگا، جبکہ اس کی خوشبو کستوری کی ہوگی۔''

فوائد:......معلوم ہوا جہاد میں زخمی ہونا بھی بہت بڑی فضیلت ہے۔ قیامت کے دن جس طرح شہید کی عزت افزائی ہوگی، اسی طرح جہاد میں زخمی ہونے والے کی بھی عزت افزائی ہوگی۔

امام نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: جو شخص باغیوں اور راہزنوں کے ہاتھوں زخمی ہو یا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی اقامت میں وفات پا جائے۔ تو اس شخص کے لیے بھی یہی فضیلت ہے۔ (شرح مسلم للنووی: ص ۱۴۴۸ طبع دار ابن حزم)

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ امام نووی رحمہ اللہ کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں: مشک (کستوری) کے پاک ہونے پر اجماع ہے، بدن اور کپڑوں پر اس کا استعمال جائز ہے۔ نیز اس کی تجارت (بھی) جائز ہے۔ (فتح الباری: ۱/ ۳۴۵)

[۵۲۲/۴۹۴]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ ، حَدَّثَنَا عَوْفٌ ، عَنْ خِلَاسٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلَى رَجُلٍ قَتَلَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَاشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلَى رَجُلٍ تَسَمَّى مَلِكَ الْأَمْلَاكِ ، لَا مَلِكَ إِلَّا اللّٰهُ . ②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ اس شخص پر سخت ناراض ہوتا ہے جسے اللہ کے رسول نے قتل کیا ہو، اور اللہ اس شخص پر بھی سخت ناراض ہوتا ہے جو بادشاہوں کا بادشاہ (شہنشاہ) کا نام رکھتا ہے، اللہ کے سوا کوئی بادشاہ نہیں۔''

فوائد:......(۱) رسول اللہ ﷺ جہان والوں کے لیے رحمت بن کر آئے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۝﴾ (الانبیاء: ۱۰۷)

لوگوں نے آپ کو اذیتیں پہنچائیں لیکن اس کے باوجود رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو معاف کیا۔ اور اپنی امت کے لوگوں کے لیے دعائیں مانگیں۔ لوگوں نے آپ کو طائف کی بستی میں پتھر مارے تو آپ نے ان کی ہدایت کے لیے دعائیں کی اور اسی طرح غزوۂ احد میں آپ کے دندان مبارک شہید ہوئے تو دعاء کی:

---

① بخاری، کتاب الجهاد، باب من یخرج فی سبیل الله عزوجل، رقم: ۲۸۰۳۔ مسلم، کتاب الامارة باب فضل الجهاد والخروج فی سبیل الله، رقم: ۱۸۷۶۔ سنن ابوداود، رقم: ۲۵۴۱۔ سنن ترمذی، رقم: ۱۶۵۷ .

② بخاری، کتاب المغازی، باب ما اصاب النبی ﷺ من الجراح یوم احد، رقم: ۴۰۷۳۔ مسلم، کتاب الجهاد والسیر، باب اشتداد غضب الله علی من قتله رسول الله ﷺ، رقم: ۱۷۹۳، ۲۱۴۳۔مسند احمد: ۲/ ۴۹۲ .

((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِيْ فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ)) (مسلم: ٤٦٤٦) ''اے اللہ! میری قوم کو معاف فرما، یقیناً انہیں علم نہیں۔''

رسول اللہ ﷺ نے مذکورہ بالا بات غزوۂ احد کے بعد بیان کی، جب ابی بن خلف کو قتل کیا۔ ابی بن خلف کہنے لگا: میں محمد ﷺ کو (استغفر اللہ) قتل کروں گا۔ غزوۂ احد کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے اس کو نیزہ مارا، معمولی سی خراش اس کو آئی اور قریش مکہ سے کہنے لگا: محمد ﷺ نے مجھے قتل کر دیا، لوگوں نے کہا: اللہ کی قسم! تم نے دل چھوڑ دیا ہے، ورنہ تمہیں کوئی خاص چوٹ نہیں ہے۔ کہنے لگا: مجھے محمد (ﷺ) نے مکہ میں کہا تھا کہ میں تمہیں قتل کروں گا، اس لیے اللہ کی قسم! اگر وہ مجھ پر تھوک دیتا، تو میری جان چلی جاتی۔ بالآخر اللہ کا یہ دشمن مکہ واپس آتے ہوئے مقام سرف پہنچ کر مر گیا۔ (سیرۃ ابن هشام: ۲/ ۸٤)

(۲)...... معلوم ہوا مخلوق کے لیے شہنشاہ سخت ناپسندیدہ نام ہے، کیونکہ یہ لقب اللہ ذوالجلال کی ذات کے لائق ہے اس کا معنی ہے کہ بادشاہوں کا بھی بادشاہ، اور ایسا نام رکھنے سے اللہ ذوالجلال کے نام کے ساتھ مشابہت ہوتی ہے، جو نص قرآنی ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾ کے سراسر مخالف ہے۔ لہٰذا یہ نام صرف اللہ عزوجل کو ہی زیب دیتا ہے اور اسی کے لیے ہونا چاہیے۔ (بهجة النفوس: ٤/ ١٨٥)

''فتح الباری'' میں ہے کہ شہنشاہ کی طرح دوسرے بعض اسماء بھی جو ذات حق جل جلالہ کے لیے مختص ہیں، کسی اور کو ان اسماء سے موسوم کرنا حرام ہے اور وہ یہ ہیں: (۱) خالق الخلق (۲) احکم الحاکمین (۳) سلطان السلاطین اور امیر الامراء۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے بقول رحمٰن، قدوس اور جبار وغیرہ بھی اسی میں شامل ہیں۔

علامہ عینی، ابو محمد بن ابی جمرہ اور علامہ زمخشری رحمہم اللہ کا کہنا ہے: قاضی القضاہ، کبیر القضاء، اور اقضی الاقضاء جیسے نام بھی نہیں رکھنے چاہئیں، لیکن اقضی اور قاضی القضاۃ جیسے نام رکھنے کی صراحت رسول اللہ ﷺ کے فرمان سے ملتی ہے۔ جیسا کہ انہوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب سے متعلق فرمایا: ''اَقْضَاكُمْ عَلِيٌّ''، البتہ یہ بات واضح رہے کہ جس صاحب کو قاضی القضاۃ یا اقضی القضاۃ جیسے لقب سے ملقب کیا جا رہا ہو تو اس سے مقصود یہ ہو کہ وہ صاحب اپنے زمانے یا ملک یا شہر کے لوگوں میں سب سے زیادہ عادل اور علم والا یا زیادہ بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔ (فتح الباری: ١٠/ ٥٩٠)

[٥٢٣/٥٢٧]...... أَخْبَرَنَا جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ سَالِمٍ مَوْلَى ابْنِ مُطِيعٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: أَهْدَى رِفَاعَةُ بْنُ زَيْدٍ الْجُذَامِيُّ غُلَامًا لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ مَعَهُ إِلَى

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رفاعہ بن زید الجذامی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک غلام بھیجا، آپ اس کے ساتھ خیبر کی طرف روانہ ہوئے، جب نبی

خَيْبَرَ، فَلَمَّا انْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خَيْبَرَ نَزَلَ نَاحِيَةَ الْوَادِي عَشِيَّةً مِنَ الْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ فَقَامَ الْعَبْدُ يَصْنَعُ رَحْلَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَاهُ سَهْمٌ غَرْبٌ فَأَصَابَهُ فَقَتَلَهُ فَقُلْنَا: هَنَا لَكَ الْجَنَّةُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَلَّا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ شَمْلَتَهُ لَتُجْرَفُ عَلَيْهِ فِي النَّارِ، وَكَانَ غَلَّهَا مِنْ فَيْءِ الْمُسْلِمِينَ يَوْمَ خَيْبَرَ، قَالَ: فَجَاءَهُ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فَزِعًا، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَصَبْتُ شِرَاكَيْ نَعْلَيْنِ لِي فَقَالَ: يُعَدُّ لَكَ مِثْلُهَا فِي النَّارِ. ①

کریم ﷺ خیبر سے واپس تشریف لائے تو آپ نے عصر ومغرب کے درمیان وادی عشیہ میں قیام فرمایا، تو وہ غلام کھڑا ہوا اور رسول اللہ ﷺ کی سواری سے پالان/ کجاوہ اتارنے لگا، تو کسی نامعلوم سمت سے ایک تیر اسے آ کر لگا اور وہ مارا گیا، ہم نے کہا: تمہیں جنت مبارک ہو، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہرگز نہیں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! وہ چادر جو اس نے غزوۂ خیبر کے موقع پر مسلمانوں کے مال غنیمت میں سے چوری کر لی تھی وہ اس پر آگ کا شعلہ بن کر بھڑک رہی ہے۔''
راوی نے بیان کیا: آپ کے اصحاب میں سے ایک شخص گھبرائے ہوئے آئے تو عرض کیا: اللہ کے رسول! میں نے جوتوں کے دو تسمے اٹھا لیے تھے، تو آپ نے فرمایا: ''ان دونوں کے مثل تمہارے لیے جہنم میں تیار کیے جائیں گے۔''

فوائد:...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کسی شخص کے بارے میں قطعی جنتی کا حکم لگانا جائز نہیں۔ سوائے ان کے جن کو رسول اللہ ﷺ نے جنت کی بشارت دی۔ اس کے علاوہ کسی کے متعلق حسن ظن کرنا تو درست ہے لیکن قطعی جنتی ہونے کا حکم نہیں لگایا جا سکتا۔ یہ بھی معلوم ہوا کرپشن کبیرہ گناہ ہے ایسا گناہ جو جہنم میں لے جانے کا سبب بن جائے گا۔

ایک دوسری حدیث میں ہے سیدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے خیبر کے روز اصحاب نبی ﷺ میں سے ایک شخص وفات پا گیا، لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو اس کی خبر دی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم لوگ اپنے ساتھی کا جنازہ پڑھ لو''، اس سے لوگوں کے چہرے فق ہوگئے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے اس ساتھی نے اللہ کی راہ میں سوتے ہوئے خیانت (یا چوری) کی ہے''۔ ہم نے اس کے سامان کی تلاشی لی تو ہمیں اس میں ایسے مونگے ملے جو یہودی لوگ استعمال کرتے تھے۔ ان کی قیمت دو درہم بھی نہ تھی۔ (سنن ابوداود، رقم : ۲۷۱۰) معلوم ہوا سرکاری خزانے کی قلیل چوری بھی عام کثیر چوری سے زیادہ سنگین ہے، لہٰذا آج سرکاری مال کو مالِ مفت سمجھ کر کرپشن کرنے والوں کو اس

① بخاری، کتاب الایمان والنذور، باب هل یدخل فی الایمان والنذور الخ، رقم: ٦٧٠٧۔ مسلم، کتاب الایمان، باب غلظ تحریم الغلول الخ، رقم: ١١٥۔ سنن ابوداود، رقم: ٢٧١١۔ صحیح ابن حبان، رقم: ٤٨٥١.

سے سبق حاصل کرنا چاہیے۔

[٥٢٤/٥٣٨]...... أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ بْنِ لَاحِقٍ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ ذَكْوَانَ......

عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَاذِ ابْنِ عَفْرَاءَ قَالَتْ: كُنَّا نَغْزُوا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَسْقِيهِمُ الْمَاءَ وَنَخْدُمُهُمْ وَنَرُدُّ الْقَتْلَى وَالْجَرْحَى إِلَى الْمَدِينَةِ. ①

سیّدہ ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوات میں شریک ہوتی تھیں، تو ہم ان (مجاہدین) کو پانی پلاتیں اور ان کی خدمت کرتی تھیں، اور ہم شہداء اور زخمیوں کو مدینہ منتقل کرتی تھیں۔

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا خواتین حسب ضرورت جہاد میں شریک ہوسکتی ہیں۔ لیکن خواتین کے ساتھ ان کے شوہر یا محرم کے ساتھ پردہ کی پابندی بھی ضروری ہے۔ لیکن افسوس! لوگ عہد نبوی کے ایسے چند واقعات سے استدلال کرتے ہوئے آج بھی خواتین میں جہاد کی ترغیب دلاتے اور حتیٰ کہ خواتین اور مردوں کے اختلاط کو بھی جائز سمجھتے ہیں، حالانکہ یہ استدلال بے بنیاد اور غلط ہے، کیونکہ چند بوڑھی خواتین یا جوان باپردہ عورتیں جو مجاہدین کی مائیں، بہنیں وغیرہ ہوتیں زخمیوں کو مرہم پٹی اور پانی پلایا کرتیں، یہ ایسا موقع نہ ہوتا تھا کہ کسی بے پردگی کا مظاہرہ ہو ورنہ کسی غیر محرم کے ساتھ خلوت ہی کا اندیشہ ہوا کرتا تھا۔ اس سے مخلوط سسٹم کے جواز کا استدلال قطعی طور پر درست نہیں۔

عورتوں پر جہاد فرض نہیں ہے۔ جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاد میں شرکت کی اجازت طلب کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''خواتین کا جہاد حج کرنا ہے۔''

(بخاری، کتاب الجهاد، باب جهاد النساء)

[٥٢٥/٥٤٦]...... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ......

عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّ امْرَأَةً حَدَّثَتْهُ قَالَتْ: نَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ، قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَضَحِكْتَ مِنِّي؟ فَقَالَ: لَا، وَلَكِنْ قَوْمٌ مِنْ أُمَّتِي يَغْزُونَ الْبَحْرَ مَثَلُهُمْ مَثَلُ الْمُلُوكِ عَلَى الأَسِرَّةِ، ثُمَّ نَامَ، ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ قَالَ: قَوْمٌ مِنْ أُمَّتِي يَخْرُجُونَ غُزَاةً فِي الْبَحْرِ قَلِيلَةٌ غَنَائِمُهُمْ،

عطا بن یسار رحمہ اللہ سے روایت ہے، ایک خاتون نے انہیں بیان کیا، انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے، پھر مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے، انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ میری وجہ سے ہنسے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہیں، بلکہ اپنی امت کے کچھ افراد سے کہ وہ سمندری جہاد کریں گے، ان کی مثال اس طرح ہے جس طرح بادشاہ تختوں پر ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پھر سو گئے، پھر مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے، فرمایا: ''میری امت کے

---

① بخاری، کتاب الجهاد، باب مداواة النساء الجرحى فى الغزو، رقم: ٢٨٨٢۔ مسند احمد: ٦/ ٣٥٨.

مَغْفُورٌ لَهُمْ . قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، فَدَعَا لَهَا فَأَخْبَرَنَا عَطَاءُ بْنُ يَسَارٍ أَنَّهُ رَأَى تِلْكَ الْمَرْأَةَ فِي غَزَاةِ الْمُنْذِرِ بْنِ الزُّبَيْرِ فِي أَرْضِ الرُّومِ، كَانَ مَعَهَا فَمَاتَتْ فِي أَرْضِ الرُّومِ. ①

کچھ لوگ سمندری جہاد کے لیے روانہ ہوں گے، انہیں مال غنیمت کم ملے گا لیکن وہ بخش دیئے جائیں گے۔'' انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! اللہ سے دعا فرمائیں کہ وہ مجھے ان میں شامل فرما دے، آپ نے ان کے لیے دعا فرمائی۔ راوی نے بیان کیا: عطاء بن یسار رحمہ اللہ نے ہمیں خبر دی کہ وہ خاتون المنذر بن زبیر کے غزوے میں شامل تھیں جو کہ ارض روم کی طرف تھا، وہ ان کے ساتھ تھے اور انہوں (اس محترمہ) نے سرزمین روم میں وفات پائی۔

[٥٢٦/٥٤٧]...... أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ......

عَنْ أُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ قَالَتْ: نَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ نَحْوَهُ. ②

سیدہ ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ سو گئے، پھر بیدار ہوئے، راوی نے اسی مانند اسے ذکر کیا۔

فوائد:...... مذکورہ حدیث میں جس عورت کا تذکرہ ہے اس سے مراد سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خالہ ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا ہیں۔ (صحیح بخاری، رقم : ٢٧٩٩)

''کرمانی شرح بخاری'' میں ہے: اس کا رسول اللہ ﷺ سے محرم رشتہ تھا، یہ کیا رشتہ تھا؟ اس کے بارے میں حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے کہ وہ آپ کی رضاعی خالہ تھیں اور بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ آپ کے والد یا آپ کے دادا کی خالہ تھیں، اس لیے کہ آپ کے دادا عبدالمطلب کی والدہ قبیلہ بنونجار سے تھیں جو انصار کا ایک قبیلہ تھا۔ مذکورہ بالا حدیث سے بحری جہاد میں شرکت کرنے والوں کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ مسلمانوں کی سب سے پہلی بحری فوج سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے حکم پر آپ کے زمانہ میں تیار کی تھی۔

(فتح الباری، کتاب الجهاد، باب غزوة المراة فی البحر: ٦/ ٩٤)

---

① بخاری، کتاب الجهاد، باب فضل من یصرع فی سبیل الله فمات فهو منهم، رقم : ٢٧٩٩۔ مسلم، کتاب الامارة، باب فضل الغزو فی البحر، رقم: ١٩١٢ ۔ سنن ابوداود، رقم: ٢٤٩٠۔ سنن ترمذی، رقم: ١٦٤٥۔ سنن نسائی، رقم: ٣١٧١۔ مسند احمد: ٦/ ٣٦١.

② انظر ما قبله.

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب مسلمانوں نے سیّدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کی معیت میں پہلا سمندری سفر کیا تو ام حرام رضی اللہ عنہا بھی اپنے شوہر سیّدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے ہمراہ جہاد کے لیے روانہ ہوئیں، جب وہ لوگ جنگ سے واپس آئے تو (سفر کے دوران) شام میں (ایک مقام پر) ٹھہرے (روانگی کے وقت) سوار ہونے کے لیے سواری کا جانور آپ کے قریب لایا گیا تو اس (جانور) نے انہیں گرا دیا اور وہ فوت ہوگئیں۔ (بخاری، رقم: ۲۷۹۹۔ ۲۸۰۰)

مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا عورتیں بھی جہاد میں شریک ہوسکتی ہیں بشرطیکہ ان کے ساتھ محرم ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: عورتوں کا جہاد حج کرنا ہے۔ (بخاری، کتاب الجهاد، باب جهاد النساء)

جو جہاد میں شریک ہوا اگر وہ حادثاتی موت بھی مرجائے تو وہ شہید ہے۔ جیسا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس آیت مبارکہ سے استدلال کیا ہے: ﴿وَ مَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ﴾ (النساء: ۱۰۰)...... ''جو شخص اپنے گھر سے اللہ اور رسول کی طرف ہجرت کی نیت کر کے نکلے اور پھر راستے ہی میں اس کی وفات ہوجائے تو اللہ پر اس کا اجر واجب ہوگیا۔'' آیت میں وَقَعَ کے معنی وَجَبَ کے ہیں۔

(بخاری، کتاب الجهاد، باب فضل من يصرع فى سبيل الله فمات فهو منهم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو پیش گوئی فرمائی وہ اسی طرح پوری ہوئی۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی دلیل ہے۔

[۵۸۷/۵۲۷]...... أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ بَهْرَامَ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ......

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنِ ارْتَبَطَ فَرَسًا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَأَنْفَقَ عَلَيْهِ احْتِسَابًا، فَإِنَّ شِبَعَهُ وَجُوعَهُ وَظَمَأَهُ وَرِيَّهُ وَبَوْلَهُ وَرَوْثَهُ فِي مِيزَانِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. ①

سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے اللہ کی راہ میں (جہاد کے لیے) گھوڑا باندھا، ثواب کی نیت سے اس پر خرچ کیا، تو اس کا سیر ہونا، اس کا بھوکا ہونا، اس کا پیاسا ہونا، اس کا سیراب ہونا اور اس کا بول و براز قیامت کے دن اس کے میزان (ترازو) میں ہوگا۔''

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے مجاہدین کے گھوڑوں کی فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ مذکورہ تمام چیزیں نیکیاں بن کر گھوڑا پالنے والے کے اعمال میں شامل کر کے ترازو میں تولی جائیں گی، ایسے گھوڑوں کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ο فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا ο فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا ο فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا ο فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا ο﴾ (العاديات: ۱۔۵)

---

① بخاری، كتاب الجهاد والسير، باب من احتبس فرسا، رقم: ۲۸۵۳۔ سنن نسائی، كتاب الخيل: باب علف الخيل، رقم: ۳۵۸۲۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۲۷۹۱۔ مسند احمد: ۲/ ۳۷٤.

''قسم ہے ان (گھوڑوں) کی جو پیٹ اور سینے سے آواز نکالتے ہوئے دوڑنے والے ہیں۔ پھر جو سم مار کر چنگاریاں نکالنے والے ہیں، پھر جو صبح کے وقت لوٹ ڈالتے ہیں، پھر اس کے ساتھ غبار اڑاتے ہیں۔''

[٦٦٦/٥٢٨]...... أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ حَفْصَةَ......

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: كُنَّا نَغْدُوا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، غَزَوْتُ مَعَهُ سَبْعَ غَزَوَاتٍ، فَكُنْتُ أَخْلُفُهُمْ فِي رِحَالِهِمْ فَأَصْنَعُ لَهُمُ الطَّعَامَ وَأُدَاوِي لَهُمُ الْجَرْحَى. ①

سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں غزوات میں شرکت کیا کرتی تھیں، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سات غزوات میں شرکت کی، میں ان کے خیموں میں رہتی، ان کے لیے کھانا تیار کرتی اور زخمیوں کا علاج معالجہ کرتی تھی۔

[٦٦٧/٥٢٩]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ عَنْ حَفْصَةَ......

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: غَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَ غَزَوَاتٍ، فَكُنْتُ أَصْنَعُ لَهُمُ الطَّعَامَ، وَأَقُومُ عَلَى الْمَرْضَى، وَأُدَاوِي الْجَرْحَى. ②

سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سات غزوات میں شرکت کی، میں ان (مجاہدین) کے لیے کھانا تیار کرتی، بیماروں کی دیکھ بھال کرتی اور زخمیوں کا علاج معالجہ کرتی تھی۔

فوائد: ...... دیکھئے شرح حدیث نمبر: ۵۲۵/ ۵۳۸۔

[٧٠٢/٥٣٠]...... أَخْبَرَنَا الْمُلَائِيُّ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ جُمَيْعٍ، حَدَّثَتْنِي جَدَّتِي......

عَنْ أُمِّ وَرَقَةَ بِنْتِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ الْأَنْصَارِيِّ، وَكَانَتْ قَدْ جَمَعَتِ الْقُرْآنَ، وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ غَزَا بَدْرًا قَالَتْ لَهُ: أَتَأْذَنُ لِي أَنْ أَخْرُجَ مَعَكَ أُدَاوِي جَرْحَاكُمْ وَأُمَرِّضَ مَرْضَاكُمْ، لَعَلَّ أَنْ تُهْدَى لِي شَهَادَةٌ، قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ مَهَّدَ لَكِ شَهَادَةً، فَكَانَ يُسَمِّيهَا الشَّهِيدَةَ، وَكَانَ أَمَرَهَا أَنْ تَؤُمَّ أَهْلَ دَارِهَا،

سیدہ ام ورقہ بنت عبداللہ بن حارث انصاری رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: انہیں قرآن یاد تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت غزوۂ بدر کے لیے جانے لگے تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں آپ کے ساتھ جاؤں؟ میں تمہارے زخمیوں اور مریضوں کا علاج معالجہ اور تیمارداری کروں گی، ہوسکتا ہے کہ مجھے شہادت نصیب ہو جائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ نے تمہارے لیے شہادت لکھ دی ہے، پس آپ انہیں شہیدہ کہا کرتے

---

① مسلم، كتاب الجهاد، باب النساء الغازيات يرضح لهن الخ، رقم: ١٨١٢ـ سنن ابن ماجه، رقم: ٢٨٥٦.

② انظر ما قبله.

فَكَانَ لَهَا مُؤَذِّنٌ، فَكَانَتْ تَؤُمُّ أَهْلَ دَارِهَا حَتَّى غَمَّتْهَا جَارِيَةٌ لَهَا وَغُلَامٌ لَهَا، كَانَتْ قَدْ دَبَرَتْهُمَا فَقَتَلَاهَا فِي إِمَارَةِ عُمَرَ، فَقِيلَ إِنَّ أُمَّ وَرَقَةَ قُتِلَتْ قَتَلَهَا غُلَامُهَا وَجَارِيَتُهَا، فَقَامَ عُمَرُ فِي النَّاسِ فَقَالَ: إِنَّ أُمَّ وَرَقَةَ غَمَّتْهَا جَارِيَتُهَا وَغُلَامُهَا حَتَّى قَتَلَاهَا، وَإِنَّهُمَا هَرَبَا، فَأَتَى بِهِمَا، فَصَلَبَهُمَا، فَكَانَا أَوَّلَ مَصْلُوبَيْنِ فِي الْمَدِينَةِ، ثُمَّ قَالَ عُمَرُ: صَدَقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ يَقُولُ: انْطَلِقُوا بِنَا نَزُورُ الشَّهِيدَةَ. ①

تھے اور آپ نے انہیں حکم دیا تھا کہ وہ اپنے گھر والوں کی امامت کرائیں، ان کا ایک مؤذن تھا، وہ اپنے گھر والوں کی امامت کراتی رہیں حتیٰ کہ ان کی لونڈی اور ان کے غلام نے ان کا گلا گھونٹ دیا، انہوں نے ان دونوں سے کہہ رکھا تھا کہ میری وفات کے بعد وہ آزاد ہوں گے، ان دونوں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں انہیں قتل کیا تھا، مشہور ہوگیا کہ ام ورقہ کو قتل کر دیا گیا ہے، ان کے غلام اور ان کی لونڈی نے انھیں قتل کیا ہے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں اعلان کیا: ام ورقہ کی لونڈی اور ان کے غلام نے ان کا گلا گھونٹ کر قتل کر دیا ہے اور وہ دونوں بھاگ گئے ہیں، پس انہیں لایا گیا اور انہیں سولی چڑھایا گیا، اور وہ دونوں پہلے ہیں جنہیں مدینہ منورہ میں پھانسی دی گئی۔ پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: ہمارے ساتھ چلو، ہم شہیدہ سے ملیں گے۔''

فوائد:...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو پیش گوئی فرمائی وہ سچ ثابت ہوئی۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا۔ یہ بھی معلوم ہوا عورتیں عورتوں کی امامت کرواسکتی ہیں، لیکن عورت مردوں کی امامت نہیں کرواسکتی۔ کیونکہ شریعت اسلامیہ میں عورت کو مردوں کی امام بنانے کا کہیں ثبوت نہیں اور اللہ ذوالجلال نے مردوں کو عورتوں پر فضیلت دی ہے اور عورتیں دین وعقل کے لحاظ سے بھی ناقص ہیں۔ امام ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: عورت کا مردوں کی امامت کرانا جائز نہیں۔ (المحلی بالاثار: ۳/ ۱۳۵) معلوم ہوا عورت اذان نہیں دے سکتی اس لیے تو انھوں نے ایک مؤذن مرد مقرر کیا تھا نہ کہ خود اذان دیا کرتی تھیں۔

[۷۰۳/۵۳۱]...... أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدٍ الْفَائِشِيِّ......

---

① سنن ابوداود، کتاب الصلاۃ، باب امامة النساء، رقم: ۵۹۱۔ قال الشیخ الالبانی: حسن۔ مسند احمد: ٦/ ٤٠٥۔ معجم طبرانی کبیر: ۲۵/ ۲۴/ ۳۲۶۔ سنن کبری بیهقی: ۳/ ۱۳۰.

عَنْ بِنْتٍ لِخَبَّابٍ قَالَتْ: خَرَجَ أَبِي فِي غَزَاةٍ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَاهَدُنَا حَتَّى نَحْلِبَ عَنْزًا لَنَا، كَانَ يَحْلُبُ فِي جَفْنَةٍ فَيَمْتَلِءُ، فَقَدِمَ خَبَّابُ وَكَانَ يَحْلُبُهَا فَعَادَ حِلَابُهَا. ①

سیدنا خباب رضی اللہ عنہ کی بیٹی نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں میرے والد نے ایک غزوۂ میں شرکت کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری بکری کے دودھ دوہنے کے حوالے سے ہمارا خیال رکھتے تھے، آپ ایک برتن میں دودھ دوہتے تھے اور وہ بھر جاتا تھا، پس خباب رضی اللہ عنہ (غزوہ سے) واپس آئے تو وہ اس کا دودھ دوہتے تھے، پس اس (بکری) کا دودھ لوٹ گیا (کم ہوگیا)۔

[۸۷۸/۵۳۲]...... اَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، نَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنْ مُجَاهِدٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: نُصِرْتُ بِالصَّبَا، وَاُهْلِكَتْ عَادٌ بِالدَّبُوْرِ. ②

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بادِ صبا کے ذریعے میری مدد کی گئی، جبکہ قوم عاد کو جانب مغرب سے آنے والی ہوا کے ذریعے ہلاک کر دیا گیا۔''

[۸۷۹/۵۳۳]...... اَخْبَرَنَا النَّضْرُ، نَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ، قَالَ......

سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ. ③

جناب مجاہد رحمہ اللہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی سابقہ حدیث کی مثل روایت کرتے ہیں۔

فوائد: ......غزوہ خندق میں ہوا کے ذریعے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی گئی جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:
﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا﴾ (الاحزاب: ۹) ......''اے ایمان والو! اللہ نے تم پر جو احسان کیا، اسے یاد کرو کہ جب تم پر لشکروں کے لشکر چڑھ آئے تو ہم نے ان پر ہوا کا طوفان چلا دیا اور ایسے لشکر بھیجے جنہیں تم نے دیکھا ہی نہیں۔'' یہ معجزاتِ نبوی میں شامل ہے۔

قوم عاد کو ہوا کے ذریعے ہلاک کیا۔ جیسا کہ قرآنِ مجید میں ہے: ﴿وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ۝

① مسند احمد: ٦/ ١١١، ٣٧٢۔ قال شعيب الارناؤط: اسناده ضعيف.

② بخاری، كتاب استسقاء، باب قول النبی ﷺ نصرت بالصبا، رقم: ١٠٣٥۔ مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب فی ريح الصبا والدبور، رقم: ٩٠٠۔ مسند احمد: ١/ ٢٢٣۔ صحيح ابن حبان، رقم: ٦٤٣١.

③ انظر ما قبله.

سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمَانِيَةَ اَيَّامٍ حُسُومًا﴾ (الحاقة: ٦،٧)...... ''اور جو عاد تھے وہ سخت ٹھنڈی تند آندھی کے ساتھ ہلاک کردیے گئے جو قابو سے باہر ہونے والی تھی۔ اللہ نے اسے ان پر سات راتیں اور آٹھ دن مسلسل چلائے رکھا۔''

[٩٣٣/٥٣٤]...... اَخْبَرَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ، نَا الْحَجَّاجُ......

عَنْ عَطَاءٍ، اَنَّ نَجْدَةَ الْحَرُوْرِيَّ كَتَبَ اِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ يَسْاَلُهُ عَنْ قَتْلِ الصِّبْيَانِ، وَعَنِ الصَّبِّي مَتٰى يَنْقَطِعُ عَنْهُ الْيَتِيْمِ، وَعَنِ النِّسَاءِ وَهَلْ يَشْهَدْنَ الْقِتَالَ، وَعَنِ الْخُمُسِ، وَعَنِ الْعَبْدِ هَلْ لَهٗ فِي الْمَغْنَمِ نَصِيْبٌ؟ فَكَتَبَ اِلَيَّ: اَمَّا الصِّبْيَانُ، فَاِنْ كُنْتَ الْخَضِرَ تَعْرِفُ الْمُؤْمِنَ مِنَ الْكَافِرِ فَاقْتُلْهُ، وَاَمَّا الصَّبِيُّ، فَاِنَّهٗ يَنْقَطِعُ عَنْهُ الْيُتْمَ اِذَا احْتَلَمَ، وَاَمَّا النِّسَاءُ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُخْرِجُهُنَّ مَعَهٗ، فَيُدَاوِيْنَ الْمَرْضٰى، وَيَقُمْنَ عَلَى الْجَرْحٰى، وَيَشْهَدْنَ الْقِتَالَ، وَاَمَّا الْخُمُسُ، فَاِنَّا قُلْنَا: هُوَ لَنَا، فَاَبٰى ذٰلِكَ عَلَيْنَا قَوْمُنَا، وَاَمَّا الْعَبْدُ فَقَدْ كَانَ يُحْذَا مِنَ الْغَنِيْمَةِ. ①

عطاء رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ نجدہ حروری نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نام خط لکھا جس میں انہوں نے بچوں کے قتل کرنے، بچے سے کس عمر میں یتیمی کے احکام ختم ہوتے ہیں؟ عورتوں کے بارے میں کہ کیا وہ قتال و جہاد میں شریک ہوں گی؟ خمس کے بارے میں اور غلام کے بارے میں کہ کیا اس کے لیے مال غنیمت میں کوئی حصہ ہے؟ (ان امور) کے متعلق پوچھا، تو انہوں نے میرے نام خط لکھا: رہے بچے، اگر تم خضر (علیہ السلام) ہو تو تم مومن کی کافر سے تمیز کر لو گے لہٰذا اسے قتل کر دو، رہا بچہ، پس جب وہ بالغ ہو جائے گا تو اس سے یتیمی والے احکام ختم ہو جائیں گے، جہاں تک خواتین کا تعلق ہے تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قتال کے لیے جایا کرتی تھیں، وہ مریضوں کا علاج معالجہ کرتیں، زخمیوں کی دیکھ بھال کرتیں اور قتال میں شریک ہوتیں، رہا خمس، تو ہم نے کہا کہ وہ ہمارا حق ہے تو ہماری قوم نے ہماری یہ بات نہ مانی، رہا غلام تو اسے مال غنیمت میں سے حصہ دیا جاتا تھا۔

فوائد: ...... مذکورہ حدیث کئی ایک فوائد پر مشتمل ہے۔

(۱)...... میدانِ جنگ میں بچوں کو قتل کرنا جائز نہیں ہے، جیسا کہ دوسری حدیث میں ہے، سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی غزوہ میں ایک عورت کو مقتول پایا تو عورتوں اور بچوں کے قتل سے روک دیا۔ (بخاری، رقم: ٢٠١٤۔ مسلم: ١٧٤٤)

ہاں اگر کوئی سیّدنا خضر علیہ السلام کی طرح تمیز کر سکے کہ بچہ بڑا ہو کر مسلمان ہو گا یا کافر، جبکہ یہ مشکل ہے۔ کیونکہ

① مسلم، كتاب الجهاد والسير، باب النساء الغازيات الخ، رقم: ١٨١٢۔ مسند احمد: ١/ ٢٢٤.

سیّدنا خضر علیہ السلام نے بچے کو قتل کیا تو وہ اللہ ذوالجلال کے حکم سے تھا، جیسا کہ قرآنِ مجید میں ہے: ﴿وَ مَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِيْ﴾ (الکھف: ۸۲) ''میں نے اپنی رائے سے کوئی کام نہیں کیا۔''

(۲)...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا جب آدمی بالغ ہو جائے تو یتیمی والے احکام ختم ہو جاتے ہیں اور بلوغت کی علامات میں سے ازروئے حدیث احتلام آنا، داڑھی یا زیر ناف بال اگنا یا پندرہ سال کا ہو جانا ہیں۔ جیسا کہ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: میں چودہ سال کا تھا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد کے لیے قبول نہ کیا، جب پندرہ سال کا ہوا تو قبول کرلیا۔ (مسلم، کتاب الامارہ، باب بیان سن البلوغ)

(۳)......عورتیں جہاد میں مجاہدین کی خدمت کرنے کے لیے زخمیوں کی دیکھ بھال اور بوقت ضرورت قتال کے لیے بھی شریک ہوسکتی ہیں۔

(۴)......غلام کو مالِ غنیمت میں سے حصہ ملے گا یا نہیں۔ تو سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: عورت اور غلام کے متعلق: ((اِنَّهٗ لَيْسَ لَهُمَا شَيْءٌ اِلَّا اَنْ يَحْذِيَا .)) (مسلم، کتاب الجهاد، رقم: ۱۸۱۲) ......''ان دونوں کو حصہ نہیں ملے گا البتہ انعام مل سکتا ہے۔'' جمہور علماء کا موقف ہے کہ جتنا امام مناسب جانے اتنا حصہ ان دونوں کو دیا جائے گا۔

(۵)......خمس: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى﴾ (الانفال: ۴۱)...... ''جان لو کہ تم جس قسم کی جو کچھ غنیمت حاصل کرو اس میں سے پانچواں حصہ اللہ اور رسول کا اور قرابت داروں کا ہے۔'' ذوالقربی سے مراد بنی ہاشم اور بنی مطلب ہیں۔ اور ''قوم'' سے مراد امرائے بنو اُمیہ ہیں۔ جنہوں نے یہ خمس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عزیزوں کو نہ دیا۔

[۹۴۶/۵۳۵]...... اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ اَيُّوْبَ، عَنْ عِكْرَمَةَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ ذَكَرَ نَاسًا اَحْرَقَهُمْ عَلِيٌّ فَقَالَ: لَوْ كُنْتُ اَنَا لَمْ اُحَرِّقْهُمْ، لِاَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تُعَذِّبُوْا بِعَذَابِ اللّٰهِ، وَلَقَتَلْتُهُمْ، لِاَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهٗ فَاقْتُلُوْهُ. ①

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے کچھ لوگوں کا ذکر کیا جنہیں سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے جلایا تھا، تو انہوں نے فرمایا: اگر میں ہوتا تو میں انہیں نہ جلاتا، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم اللہ کے عذاب کے ساتھ کسی کو عذاب/ سزا نہ دو۔'' اور میں انھیں ضرور قتل کر دیتا، اور اس لیے بھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اپنا دین تبدیل کر لے تو اسے قتل کر دو۔''

---

① بخاری، کتاب الجهاد والسیر، باب لا یعذب بعذاب الله، رقم: ۳۰۱۶۔ سنن ابوداود، رقم: ۴۳۵۱۔ سنن ترمذی، رقم: ۱۴۸۵۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۵۶۰۶.

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا آگ سے عذاب دینا کسی کے لیے جائز نہیں۔ یہ اللہ ذوالجلال کے لیے خاص ہے۔ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کو جب سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی بات پہنچی تو فرمایا: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سچ فرمایا۔ (سنن ترمذی، رقم: ۱٤٥٨)

یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی آدمی قبول اسلام کے بعد دوبارہ کفر میں داخل ہوجائے تو وہ واجب القتل ہے۔ لیکن مرتد کو سزا دینے سے پہلے توبہ کا مطالبہ کرنا چاہیے، توبہ کرلے تو ٹھیک، ورنہ اسے قتل کردیا جائے۔

''سنن ابی داود'' میں ہے کہ سیّدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ہاں ایک آدمی پیش کیا گیا جو اسلام سے مرتد ہوچکا تھا۔ تو آپ رضی اللہ عنہ اسے تقریباً بیس راتیں دعوت دیتے رہے۔ پھر سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے تو انہوں نے بھی اسے دعوت دی مگر اس نے انکار کردیا تو اس کی گردن ماردی گئی۔ (سنن ابوداود، کتاب الحدود، رقم: ٤٣٥٦) معلوم ہوا تبلیغ اسلام کی بھرپور دعوت دے کر حجت قائم ہونے کے بعد مرتد واجب القتل ہے۔

[٩٦١/٥٣٦]...... اَخْبَرَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ اَبِیْ هِنْدٍ، يُحَدِّثُ عَنْ عِكْرِمَةَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ فَعَلَ كَذَا وَكَذَا، اَوْ اَتٰى كَذَا وَكَذَا، فَتَسَارَعَ الشَّبَّانُ اِلٰى ذٰلِكَ، وَثَبَتَ الشُّيُوْخُ تَحْتَ الرَّاْيَاتِ، فَلَمَّا اَنْ فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ جَاءَ الشَّبَّانُ يَطْلُبُوْنَ مَا جَعَلَ لَهُمْ، وَقَالَتِ الشُّيُوْخُ: اِنَّا كُنَّا رِدءًا لَكُمْ، وَكُنَّا تَحْتَ الرَّاْيَاتِ، فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ﴿يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ فَاتَّقُوْا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ﴾ الآية. ①

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے یہ اور یہ کیا، تو نوجوانوں نے اس کی طرف سبقت کی، اور شیوخ (بڑی عمر والے) پرچموں تلے ثابت قدم رہے، جب اللہ نے انہیں فتح عطا فرمائی تو نوجوان آئے اور ان کے لیے جو مقرر کیا گیا تھا، اس کا مطالبہ کرنے لگے اور بڑی عمر والوں نے کہا: ہم تمہارے معاون تھے اور ہم پرچموں تلے تھے، تو اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی: ''وہ تم سے مال غنیمت کے متعلق پوچھتے ہیں، آپ فرمادیجئے: مال غنیمت اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہے، پس اللہ سے ڈرو اور آپس میں معاملات درست رکھو۔''

---

① سنن ابوداود، كتاب الجهاد، باب النفل، رقم: ٢٧٣٧، ٢٧٣٨ قال الالبانى : صحيح ـ مستدرك حاكم: ٢/ ١٤٣ـ سنن كبرى بيهقى: ٦/ ٢٩١.

[۹۶۲/۵۳۷]...... اَخْبَرَنَا عَبْدُالْاَعْلٰی ، نَا دَاوٗدُ بْنُ اَبِیْ هِنْدٍ......

عَنْ عِكْرِمَةَ ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مِثْلَهٗ ، وَزَادَ ، قَالَتْ: اِنَّا كُنَّا رِدءًا لَكُمْ ، وَلَوْ اِنْكَشَفْتُمْ اِنْكَشَفْتُمْ لَنَا . ①

عکرمہ نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی مثل روایت کیا ہے، اور یہ اضافہ نقل کیا: ہم تمہارے معاون تھے اگر تم ظاہر ہوئے تو ہماری خاطر ظاہر ہوئے ہو۔

[۹۶۳/۵۳۸]...... اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ ، نَا ابْنُ اَبِیْ زَائِدَةَ ، عَنْ دَاوٗدَ بْنِ اَبِیْ هِنْدٍ ، عَنْ عِكْرِمَةَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ بَدْرٍ قَالَ: مَنْ صَنَعَ كَذَا وَكَذَا ، فَلَهٗ كَذَا وَكَذَا ، فَذَهَبَ شَبَانُ الرِّجَالِ ، وَثَبَتَ الشُّيُوْخُ تَحْتَ الرَّأْيَاتِ ، فَلَمَّا اَنْ فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ جَاءَ الشَّبَانُ يَطْلُبُوْنَ نَفْلَهُمْ ، وَقَالَتِ الشُّيُوْخُ: اِنَّا كُنَّا تَحْتَ الرَّأْيَاتِ ، وَقَدْ كُنَّا رِدءًا لَكُمْ لَوْ اِنْهَزَمْتُمْ ، (فَلَا) تَسْتَأْثِرُوْا عَلَيْنَا ، فَاَنْزَلَ اللّٰهِ: ﴿يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ﴾ تَلَا حَتّٰى بَلَغَ ﴿كَمَا اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ﴾ فَقَسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمْ بِالسَّوِيَّةِ . ②

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ بدر کے موقع پر فرمایا تھا: ''جو یہ کارنامہ سرانجام دے گا، تو اس کے لیے یہ انعام ہوگا''، پس نوجوان افراد چلے گئے، جبکہ بڑی عمر والے پرچموں تلے جمے رہے، پس جب اللہ نے انہیں فتح عطا فرمائی، تو نوجوان آئے اور مال غنیمت کا مطالبہ کرنے لگے، جبکہ بڑی عمر والوں نے کہا: ہم پرچموں تلے تھے اور ہم تمہارے معاون تھے، اگر تم شکست کھا جاتے، تو پھر تم ہم پر ترجیح نہ دیتے، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ''وہ آپ سے مال غنیمت کے متعلق پوچھتے ہیں، فرما دیجئے مال غنیمت اللہ کے لیے ہے۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (سورۃ الانفال ابتداء سے) تلاوت فرمائی حتیٰ کہ یہاں تک پہنچے: ''جس طرح اللہ نے حق کے ساتھ آپ کو آپ کے گھر سے نکالا، جبکہ مومنوں کا ایک گروہ ناپسند کر رہا تھا۔'' پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے درمیان مال غنیمت برابر برابر تقسیم فرما دیا۔

فوائد: ......معلوم ہوا نیکی کے کاموں میں شوق دلانے کے لیے انعامات رکھنا اور دینا جائز ہے، لیکن ایک مسلمان مومن کو صرف اللہ ذوالجلال کی رضا کے لیے کام کرنا چاہیے۔ اس موقع پر سورہ انفال کی ابتدائی پانچ آیات

① تفسیر طبری: ۹/ ۱۷۲۔ انظر ما قبله .

② سنن ابوداود، کتاب الجهاد، باب النفل، رقم: ۲۷۳۷، ۲۷۳۹ قال الالبانی : صحیح۔ سنن کبری بیهقی: ۶/ ۲۹۲ .

نازل ہوئیں۔

[۹۶۹/۵۳۹]...... اَخْبَرَنا النَّضْرُ، نَا خَالِدُ الْحَذَّاءِ، عَنْ عِكْرِمَةَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُوَ فِي قُبَّةٍ يَوْمَ بَدْرٍ: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَنْشُدُكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ، فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَدْ اَلْحَتَ عَلٰى رَبِّكَ بَعْضِ مَنَاشَدَتِكَ۔ وَهُوَ فِي الدِّرْعِ۔ فَخَرَجَ وَهُوَ يَقُوْلُ: ﴿وَلَهُ الْكِبْرِيَاءُ فِي السَّمٰوٰتِ﴾ وَ ﴿بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ﴾①

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ بدر کے دن جبکہ آپ ایک خیمے میں تھے فرمایا: ''اے اللہ! میں تجھ سے تیرے عہد اور تیرے وعدے کا سوال کر رہا ہوں۔'' تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے اپنے رب سے بڑے الحاح کے ساتھ دعا فرمالی، پس آپ (خیمے سے) باہر تشریف لائے، اور فرما رہے تھے: ''آسمانوں میں اسی کی کبریائی ہے۔'' اور ''بلکہ قیامت ان کے وعدہ کا وقت ہے جبکہ قیامت بڑی آفت اور بڑی ناگوار چیز ہے۔''

فوائد:...... نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی تو اللہ ذوالجلال نے اس دعا کو قبول فرمایا اور فرشتوں کو نازل فرمایا: ﴿اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ○﴾ (الانفال: ۹)...... ''اس وقت کو یاد کرو جب تم اپنے ربّ سے فریاد کر رہے تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے تمہاری سن لی کہ میں تم کو ایک ہزار فرشتوں سے مدد دوں گا جو لگا تار چلے آئیں گے۔''

معلوم ہوا اللہ سے بڑے الحاح وتضرع (گڑگڑاہٹ) اور اس کی صفات اور وعدوں کا واسطہ دے کر مانگنا چاہیے، جس سے دعا جلد قبول ہوگی۔

---

① بخاری، کتاب الجهاد، باب ما قيل فی درع النبی صلی اللہ علیہ وسلم، رقم: ۲۹۱۵۔ مسلم، کتاب الجهاد، باب الامداد بالملائكة فی غزوة بدر الخ، رقم: ۱۷۶۳۔ سنن ترمذی، رقم: ۳۰۸۱۔ مسند احمد: ۱/ ۳۲۹.

17

كتاب الخمس

خمس کی فرضیت اور اس کے مسائل

[۲٦٨/٥٤٠]...... أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ زِيَادٍ، مَوْلَى بَنِي مَخْزُومٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: هَلَكَ كِسْرَى فَلَا كِسْرَى بَعْدَهُ، وَهَلَكَ قَيْصَرُ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهُ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَيُنْفَقَنَّ كُنُوزَهُمَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ[①]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کسریٰ ہلاک ہو جائے گا تو پھر اس کے بعد کوئی کسریٰ نہیں ہوگا اور قیصر ہلاک ہو جائے گا تو پھر اس کے بعد کوئی قیصر نہیں ہوگا، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے! تم ان دونوں کے خزانے اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے۔''

[۲٦٩/٥٤١]...... أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ . [②]

وکیع رحمہ اللہ نے اس اسناد سے اسی حدیثِ سابق کی مثل روایت کیا ہے۔

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیصر وکسریٰ کی ہلاکت کی اور ان دونوں کے خزانے مسلمانوں کے ہاتھ آنے کی پیش گوئی فرمائی، یہ بات پوری ہوئی اور قیصر وکسریٰ کی ہلاکتیں ہوئیں اور مسلمانوں نے ایران وروم پر قبضہ کیا۔

① بخاری، کتاب الخمس، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم احلت لکم الغنائم، رقم: ۳۱۲۰۔ مسلم، کتاب الفتن، باب لا تقوم الساعة حتی یمر الرجل الخ، رقم: ۲۹۱۸، ۲۹۱۹۔ سنن ترمذی، رقم: ۲۲۱٦۔ مسند احمد: ۲/ ۲۳۳ .

② السابق .

(۱) ایران: ایران کے حاکم کو کسریٰ کہہ کر پکارا جاتا اور کسریٰ کی حکومت برصغیر میں سندھ تک پھیلی ہوئی تھی۔ وسط ایشیا میں افغانستان، آذربائیجان اور وادی فرغانہ تک اس کا پھیلاؤ تھا، عرب علاقوں میں عمان، بحرین اور یمن وغیرہ اس کے ماتحت تھے۔ عراق میں دجلہ وفرات تک انہی کا پرچم لہرا رہا تھا۔

(۲) روم: اس کا حاکم قیصر روم کے لقب سے مشہور تھا، رومی سلطنت کے ماتحت موجودہ ترکی، شمالی افریقہ کے ممالک مصر، لیبیا، تیونس، الجزائر، مراکش کے علاوہ شام کا سارا علاقہ جس میں موجودہ اردن، شام، لبنان، فلسطین وغیرہ شامل تھے۔ وہاں تک ان کی حدود کا پھیلاؤ تھا عراق میں دجلہ وفرات تک دونوں ملک ایک دوسرے کا سامنا کرتے تھے یعنی دونوں سپر پاوروں میں سرحد عراق کے دریا تھے اور اکثر یہیں سے دونوں کے مابین جنگ کا آغاز ہوتا تھا۔ صلح حدیبیہ کے بعد رسول اللہ ﷺ نے قیصر وکسریٰ کی طرف دعوتِ اسلام کے خطوط بھیجے تھے۔

مذکورہ بالا حدیث کی شرح بیان کرتے ہوئے امام نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی بدعا سے کسریٰ تباہ وبرباد ہوگیا اور کرہ ارض پر اس کی تمام بادشاہت ومملکت پارہ پارہ ہو کر فنا ہوگئی جب کہ قیصر کی بادشاہت ومملکت ارض شام سے معدوم ہوگئی، اس سے مسلمانوں کو یہ فائدہ پہنچا کہ وہ قیصر وکسریٰ کے شہروں میں داخل ہوئے اور انہیں فتح کیا اور ان حکومتوں کے بیت المال راہِ الٰہی میں خرچ کر دیئے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی پیش گوئی فرمائی تھی۔ اسے رسول اللہ ﷺ کے ظاہری معجزات میں سے ایک معجزہ سمجھا جاتا ہے۔ (شرح مسلم للنووی: ٥/ ٧٦٦)

[٤٧٩/٥٤٢]...... وَبِهَذَا، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا أُوتِيتُكُمْ شَيْئًا وَلَا أَمْنَعُكُمُوهُ إِنْ أَنَا إِلَّا خَازِنٌ أَضَعُ حَيْثُ أُمِرْتُ. ①

اسی سند سے ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں (اپنی طرف سے) تمہیں کوئی چیز دیتا ہوں نہ منع کرتا ہوں، میں تو ایک خزانچی ہوں اور جیسے مجھے حکم ہوتا ہے ویسے ہی عطا کرتا ہوں۔''

فوائد:...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا نبی مکرم ﷺ سیدُ ولدِ آدم ہونے کے باوجود اپنے آپ کو اللہ ذوالجلال کی طرف سے خزانچی باور کروا رہے ہیں، تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ریاست کے وسائل حکمرانوں کی ملکیت نہیں ہوتے، بلکہ تمام باشندوں کا اس میں حق ہوتا ہے۔

مذکورہ بالا حدیث کا تعلق بالخصوص مسئلہ خمس سے ہے اور بالعموم اسلام کے تمام اوامر ونواہی سے۔ یعنی رسول اللہ ﷺ کو کسی معاملہ میں تصرف کا کوئی اختیار نہیں تھا، بلکہ رسول اللہ ﷺ وہی فرماتے جس کا حکم اللہ ذوالجلال کی طرف سے نازل ہوتا، کیونکہ وہی ہستی تمام اموال واختیارات کی مالک اور متصرف فی الامور ہے، وہی دینے والا اور

---

① بخاری، کتاب فرض الخمس، باب قول الله تعالٰی (فان لله خمسه وللرسول) رقم: ٣١١٧۔ سنن ابوداود، کتاب الخراج والفیء، باب فیما یلزم الامام الخ، رقم: ٢٩٤٩۔ مسند احمد: ٢/ ٣١٤.

روکنے والا مختارکل ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ کی ذات مبارکہ کی حیثیت تو نگران خزانہ کی سی ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کیے ہوئے احکامات کو نافذ کرنے والی ہے، اب چاہے کسی کو کم ملے یا وافر مقدار میں، یہ دونوں حکم الٰہی پر محمول ہوں گے۔ علاوہ ازیں اس بات پر تمام اہل علم متفق ہیں کہ جب تک مال غنیمت کی تقسیم اور خمس (۱/۵) (جو مال اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے وقف ہو، اس کو خمس کہتے ہیں) اللہ ذوالجلال کی طرف سے حصہ کا حکم نازل نہیں ہوا تھا۔ اس وقت تک رسول اللہ ﷺ مال غنیمت کی تقسیم اپنے اجتہاد سے کیا کرتے تھے۔ اس پر مستزاد یہ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مال غنیمت اور خمس کے متعلق بڑے جامع انداز کے ساتھ بیان فرمایا ہے، چنانچہ ارشاد باری ہے: ﴿وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَ لِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَ الْیَتٰمٰی وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ ابْنِ السَّبِیْلِ﴾ (الانفال: ٤١) ''اور جان لو کہ جو بھی مال غنیمت تمہارے ہاتھ آئے، اس کا خمس اللہ اور اس کے رسول کے لیے اور (رسول اللہ ﷺ کے) رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہوگا۔''

18

کتاب الفضائل

فضائل کا بیان

[۳/۵۴۳]...... أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ مُهَاجِرٍ أَبِي مَخْلَدٍ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَمَرَاتٍ قَدْ صَفَّيْتُهُنَّ فِي يَدِي، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، ادْعُ اللّٰهَ لِي فِيهِنَّ بِالْبَرَكَةِ، فَدَعَا لِي فِيهِنَّ بِالْبَرَكَةِ، فَقَالَ: إِذَا أَرَدْتَ أَنْ تَأْخُذَ شَيْئًا فَأَدْخِلْ يَدَكَ وَلَا تَنْثُرْهُ نَثْرًا، قَالَ: أَبُو هُرَيْرَةَ: فَحَمَلْتُ مِنْ ذٰلِكَ التَّمْرِ كَذَا وَكَذَا وَسْقًا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، قَالَ: فَكُنَّا نَأْكُلُ مِنْهُ وَنُطْعِمُ، وَكَانَ فِي حِقْوِي حَتَّى انْقَطَعَ مِنِّي لَيَالِيَ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: میں کچھ کھجوریں لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے انہیں اپنے ہاتھ میں ترتیب دے رکھا تھا، میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرے لیے ان میں اللہ سے برکت کی دعا فرمائیں، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے ان میں برکت کی دعا فرمائی، تو فرمایا: ''جب تم کچھ (کھجوریں) لینا چاہو تو اپنا ہاتھ داخل کرنا اور انہیں بکھیرنا نہیں۔'' سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے ان کھجوروں میں سے اتنے اتنے وسق اللہ کی راہ میں دیئے، پس انہوں نے بیان کیا: ہم ان میں سے کھاتے اور کھلاتے تھے اور وہ میری چادر میں تھیں حتیٰ کہ وہ عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے ایام میں ختم ہوئیں۔

---

① سنن ترمذی، ابواب المناقب، باب مناقب لابی هريرة رضی الله عنه، رقم: ۳۸۳۹۔ مسند احمد: ۲/ ۳۵۲۔ قال الشيخ الالبانی، وشعيب الارناؤط: اسناده حسن.

فوائد: ......(۱)......بعض روایات میں ہے، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ پر اسلام میں تین مصیبتیں سب سے سخت پہنچیں: (۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات۔ (۲) سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت۔ (۳) توشہ دان کا جاتے رہنا۔ لوگوں نے پوچھا: توشہ دان کیا ہے؟ پھر توشہ دان کی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے تفصیل بیان کی، بعض روایات میں ہے کہ پچاس وسق میں نے اللہ کے راستے میں صدقہ کیا، بعض روایات میں ہے کہ ۲۱ کھجوریں تھیں۔ اس سے نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزے کا اثبات ہوتا ہے کہ چند کھجوروں میں اللہ ذوالجلال نے برکت ڈال دی۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ معجزات کو ہم باعث برکت سمجھتے تھے اور تم لوگ ان سے ڈرتے ہو۔ ایک مرتبہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے اور پانی تقریباً ختم ہو گیا، نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو بھی پانی بچ گیا ہو اسے تلاش کرو۔'' چنانچہ لوگ ایک برتن میں تھوڑا سا پانی لائے، آپ نے اپنا ہاتھ برتن میں ڈال دیا اور فرمایا: ''برکت والا پانی لو اور برکت تو اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہوتی ہے۔'' میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کے درمیان سے پانی فوارے کی طرح پھوٹ رہا تھا۔ (بخاری، رقم : ۳۵۷۹)

معلوم ہوا معجزات پر ایمان لانا چاہیے، ان کو جھٹلانا نہیں چاہیے۔ کیونکہ یہ نبی کے ہاتھوں اللہ کے اذن سے صادر ہوتے ہیں۔

(۲)...... وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے۔ اور ایک صاع کا وزن پونے تین سیر ہوتا ہے۔ اور ایک وسق چار من پانچ سیر کا ہوتا ہے۔

[٢٤/٥٤٤]...... أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ...... عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كَانَ زَكَرِيَّا نَجَّارًا. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''زکریا (علیہ السلام) بڑھئی تھے۔''

فوائد: ...... ایک دوسری حدیث میں ہے، سیدنا مقداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کسی شخص نے اپنے ہاتھ کی کمائی سے بہتر کبھی کوئی کھانا نہیں کھایا اور اللہ کے پیغمبر سیدنا داود علیہ السلام اپنے ہاتھ سے کما کر کھایا کرتے تھے۔ (بخاری، کتاب البیوع، رقم : ۲۰۷۲) مذکورہ بالا حدیث سے زکریا علیہ السلام کی فضیلت اور پیشہ واضح ہوتا ہے۔

معلوم ہوا محنت سے حاصل ہونے والی کمائی باعث برکت ہے، بشرطیکہ اس میں شرعی احکام کو ملحوظ رکھا گیا ہو اور یہ محنت جسمانی بھی ہو سکتی ہے اور فنی مہارت یا دستکاری بھی ہو سکتی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی پیشے کو حقیر نہیں سمجھنا چاہیے اور نہ ہی ان کے کرنے والوں کو حقیر سمجھا جائے، بلکہ ایسے لوگ معاشرے میں تکریم کے قابل ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ

① مسلم، کتاب الفضائل، باب من فضائل زکریا علیہ السلام، رقم: ۲۳۷۹۔ مسند احمد: ۲/ ۲۹٦.

ہمارے معاشرے میں لوگ ان کو حقیر سمجھتے ہیں، حالانکہ حقارت اور ذلت کا پیشہ وہ ہے جس میں انسان ناجائز طریقے اختیار کرے۔ مذکورہ حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ لکڑی کا کام ایک اچھا پیشہ ہے جس کے ذریعے انسان اپنے ہاتھ کی محنت سے حلال روزی کما سکتا ہے۔

[٢٧/٥٤٥]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا، كَانَ يَزُورُ أَخًا لَهُ فِي قَرْيَةٍ أُخْرَى، وَكَانَ عَلَى مَدْرَجَتِهِ مَلِكٌ، فَقَالَ: لَهُ أَيْنَ تُرِيدُ ؟ فَقَالَ: أَزُورُ أَخًا لِي فِي قَرْيَةٍ أُخْرَى، فَقَالَ لَهُ: فَهَلْ لَهُ عَلَيْكَ مِنْ نِعْمَةٍ تَرُبُّهَا، فَقَالَ: لَا وَلَكِنِّي أَحْبَبْتُهُ لِلَّهِ، فَقَالَ: فَإِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ إِلَيْكَ بِأَنِّي قَدْ أَحْبَبْتُكَ بِمَا أَحْبَبْتَهُ فِيَّ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی کسی دوسری بستی میں اپنے (مسلمان) بھائی کی ملاقات/ زیارت کیا کرتا تھا، اس کے راستے میں ایک فرشتہ تھا، اس نے اسے کہا: کہاں کا ارادہ ہے؟ اس نے کہا: میں دوسری بستی میں اپنے بھائی کی زیارت کروں گا، اس نے اسے کہا: کیا اس کا تم پر کوئی احسان ہے، جس کا تم خیال رکھتے ہو، اس نے کہا: نہیں، لیکن میں اس سے اللہ کی خاطر محبت کرتا ہوں، اس نے کہا: میں تمہاری طرف اللہ کا فرستادہ ہوں (اس نے فرمایا ہے) کہ جس طرح تم میری خاطر اس سے محبت کرتے ہو، اسی طرح میں تم سے محبت کرتا ہوں۔''

فوائد:...... مذکورہ واقعہ پہلی امت کے کسی فرد کا معلوم ہوتا ہے، معلوم ہوا کہ فرشتے کبھی کبھی اللہ کے حکم سے کسی غیر نبی کے پاس بھی آ سکتے ہیں اور اس سے اس طرح کی باتیں کر سکتے ہیں، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے کہ سیدنا جبریل علیہ السلام کو سیدہ مریم علیہا السلام کی طرف بھیجا گیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَأَرْسَلْنَآ إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا﴾ (مریم: ١٧)......''بھیجا ہم نے اس (مریم) کے پاس اپنی روح (جبرائیل علیہ السلام) کو، پس وہ اس کے سامنے پورا آدمی بن کر ظاہر ہوا۔''

مذکورہ حدیث سے محض اللہ ذوالجلال کی رضا کی خاطر محبت کرنے اور ایک دوسرے سے ملاقات کرنے کی فضیلت کا بھی اثبات ہوتا ہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ ذوالجلال کی رضا کی خاطر اپنے مسلمان بھائی کی ملاقات کے لیے سفر کرنا جائز ہے۔

① مسلم، كتاب البر والصلة، باب فى فضل الحب فى الله، رقم: ٢٥٦٧۔ مسند احمد: ٢/ ٤٨٢۔ صحيح ابن حبان: رقم: ٥٧٦.

اور ایسے خوش نصیب لوگوں کو اللہ ذوالجلال اپنے عرش کا سایہ بھی عطا کرے گا، جیسا کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: ''سات قسم کے آدمی ایسے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جب کہ اس کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا، اپنے عرش کے سائے میں جگہ دے گا۔'' ان میں سے ایک ''رَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ اِجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ .'' وہ دو آدمی جو ایک دوسرے سے صرف اللہ کے لیے محبت کرتے ہیں، اسی پر وہ باہم جمع ہوتے اور اسی پر ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہیں۔'' (صحيح بخاري، رقم : ٧٧)

اور حدیث قدسی میں ہے کہ (قیامت کے دن) اللہ ذوالجلال فرمائے گا: ''میری جلالت وعظمت کی خاطر باہم محبت کرنے والے کہاں ہیں؟ ان کے لیے نور کے منبر ہیں۔'' (جس پر وہ بیٹھیں گے)

(سنن ترمذی، رقم : ٢٣٩٠ اسناده صحيح)

[٥٤٦/٤٦]...... أَخْبَرَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ، ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ النَّاجِيِّ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: أَعْطَانِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا مِنْ تَمْرٍ، فَجَعَلْتُهُ فِي مِكْتَلٍ لَنَا، فَعَلَّقْنَاهُ فِي سَقْفِ الْبَيْتِ، فَلَمْ نَزَلْ نَأْكُلُ مِنْهُ حَتَّى كَانَ بِآخِرِهِ أَغَارَ عَلَيْهِ أَهْلُ الشَّامِ زَمَنَ الْحَرَّةِ . ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے کچھ کھجوریں عطا فرمائیں، میں نے انہیں اپنی ایک ٹوکری میں رکھ دیا اور اسے گھر کی چھت میں لٹکا دیا، ہم اس میں سے کھاتے رہے یہاں تک کہ وہ اہل شام کے حرہ پر حملہ آور ہونے کے موقع پر ختم ہوئیں۔

[٥٤٧/٤٧]...... أَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ......

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ: بِآخِرِهِ . ②

اسماعیل بن مسلم نے اس سند کے ساتھ اسی مثل روایت کیا، لیکن انہوں نے بِآخِرِهِ الفاظ کا ذکر نہیں کیا۔

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے نبی مکرم ﷺ کے معجزے کا اثبات ہوتا ہے۔ مزید دیکھئے شرح حدیث نمبر ۳/۵۴۴

واقعہ حرہ یہ ۶۳ ہجری میں پیش آیا، جب یزید کی لوگ بیعت کر رہے تھے اور کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل مدینہ یزید کو دیکھنے کے لیے گئے اور اس وفد نے جائزہ لیا تو یزید کو خلافت کا نااہل پایا اور اس کی حرکات کو دیکھ کر بیزار ہو کر واپس لوٹے اور سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ یزید کو جب خبر ہوئی تو اس نے مسلم بن عقبہ کو سردار بنا کر ایک بڑا لشکر مدینہ کی طرف روانہ کیا اور اس لشکر نے اہل مدینہ پر بہت زیادہ ظلم کیا، سینکڑوں، صحابہ و تابعین اور عوام

---

① مسند احمد: ٢/ ٣٢٤۔ قال شعيب الارناؤط : اسناده على شرط مسلم .

② السابق .

مردوں وعورتوں اور بچوں کو قتل کیا۔ یہ واقعہ مدینہ منورہ کے متصل حرہ نامی میدان میں ہوا تھا۔

[٥٦/٥٤٨]...... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ، قَالَ......

سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَأَذُودَنَّ رِجَالًا عَنْ حَوْضِي كَمَا يُذَادُ الْغَرِيبَةُ مِنَ الْإِبِلِ عَنِ الْحَوْضِ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں کچھ لوگوں کو اپنے حوض (کوثر) سے اس طرح دور ہٹاؤں گا جس طرح اجنبی اونٹ حوض سے دور ہٹا دیئے جاتے ہیں۔''

[٥٧/٥٤٩]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ، قَالَ......

سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ مِثْلَهُ، قَالَ شُعْبَةُ: كَمَا يُذَادُ الْغَرِيبَةُ، أَحْسَبُهُ عَنِ الْحَوْضِ. ②

محمد بن زیاد نے بیان کیا، میں نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے ہوئے سنا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پس انہوں نے حدیث سابق کے مثل روایت کیا، شعبہ رحمہ اللہ نے بیان کیا: ''جس طرح اجنبی اونٹوں کو دور ہٹایا جاتا ہے۔ میرا خیال ہے انہوں نے کہا...... حوض سے۔''

فوائد: ......معلوم ہوا قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حوض کوثر عطا کیا جائے گا جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے لوگوں کو پانی پلائیں گے۔

حوض کوثر کا نقشہ:

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرا حوض ایک مہینے کی مسافت کے برابر ہوگا اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور اس کی خوشبو مشک سے زیادہ اچھی ہوگی اور اس کے پیالے آسمان کے ستاروں کی تعداد کے برابر ہوں گے۔ اور جو شخص ایک مرتبہ پی لے گا، پھر کبھی بھی پیاسا نہ ہوگا۔'' (بخاری، کتاب الرقاق، رقم : ٦٥٧٩)

حوض کوثر سے کون بد بخت محروم ہوں گے؟

(۱) بدعتی:......سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں اپنے حوض پر تم سے پہلے ہی موجود رہوں گا، اور تم میں سے کچھ لوگ میرے سامنے لائے جائیں گے، پھر انہیں میرے سامنے سے ہٹا دیا

---

① بخاری، کتاب المساقاة، باب من رای ان صاحب الحوض الخ، رقم: ٢٣٦٧۔ مسلم، کتاب الفضائل، باب اثبات حوض نبينا صلی اللہ علیہ وسلم وصفاته، رقم: ٢٣٠٢۔ مسند احمد: ٢/ ٢٩٨۔ مسند ابن الجعد: رقم:١١٢٣.

② السابق.

جائے گا تو میں کہوں گا کہ اے میرے رب! یہ میرے ساتھی ہیں، لیکن مجھ سے کہا جائے گا کہ آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد دین میں کیا کیا نئی چیزیں ایجاد کر لی تھیں۔'' (بخاری، کتاب الرقاق، رقم : ٦٥٧٦)

(۲) برے بادشاہ: ......''جامع ترمذی'' میں ہے، سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں تجھے اپنے بعد آنے والے برے بادشاہوں سے اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں جو شخص ان کے دروازوں پر جا کر ان کے جھوٹ کی تصدیق کرے اور ان کے ظلم پر ان کی مدد کرے، وہ مجھ سے نہیں اور میں اس سے نہیں اور وہ میرے حوض پر نہیں آسکے گا۔'' (سنن ترمذی، کتاب الصلاۃ، باب ما ذکر فی فضل الصلاۃ، رقم : ٦١٤ قال الالبانی: صحیح)

(۳) بڑی مونچھیں رکھنے والا: ...... نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ طُوْلُ شَارِبُهٗ وَعُوْقِبُ بِاَرْبَعَةِ اَشْيَاء ، ''جو شخص مونچھیں بڑی رکھتا ہے، اسے چار قسم کا عذاب کیا جائے گا: (۱) منکر نکیر غضب ناک حالت میں آئیں گے۔ (۲) قبر میں ہر قسم کا عذاب دیا جائے گا۔ (۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب نہیں ہوگی۔ (۴) حوض کوثر کا پانی نصیب نہ ہوگا۔ (تاریخ الخمیس فی أحوال أنفس النفیس للحسین الدیار بکری المتوفی ٩٦٦ھـ : ٢/٣٥)

[٥٥٠/٨٤]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ ، قَالَ......

سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ أَنَّ الأَنْصَارَ سَلَكُوا وَادِيًا أَوْ شِعْبًا وَسَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا أَوْ شِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِيَ الأَنْصَارِ ، وَلَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَءً ا مِنَ الأَنْصَارِ ، ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: بِأَبِي وَأُمِّي مَا ظَلَمَ ، لَقَدْ آوَوْهُ وَنَصَرُوهُ . ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر انصار ایک وادی میں چلیں اور دوسرے لوگ کسی دوسری وادی میں چلیں تو میں انصار کی وادی میں چلوں گا، اور اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار کا ایک فرد ہوتا۔'' پھر سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ نے کوئی ظلم نہیں کیا، انہوں (انصار) نے آپ کو پناہ دی اور آپ کی مدد کی۔

[٥٥١/٨٥]...... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ مُحَمَّدٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مِثْلَهُ سَوَاءً . ②

ایک اور سند سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی مثل مروی ہے۔

---

① بخاری، کتاب مناقب الانصار، باب قول النبی ﷺ لولا الهجرة لکنت امرأ من الانصار، رقم: ٣٧٧٩۔ مسند احمد: ٢/ ٤٥٧ .

② انظر الحدیث السابق برقم : (٥٥١/ ٨٤) .

[۸٦/۵۵۲]...... أَخْبَرَنَا شَبَابَةُ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ. ①

شبابہ نے اس اسناد سے اسی سابقہ حدیث کی طرح روایت کیا ہے۔

فوائد: ...... مذکورہ بالا الفاظ نبی مکرم ﷺ نے اس وقت فرمائے جب غزوہ حنین میں مال غنیمت ملا تو آپ ﷺ نے، تالیف قلب کے لیے نئے مسلمان ہونے والوں کو زیادہ حصہ دیا۔ تا کہ وہ اسلام کی طرف پوری طرح مائل ہو جائیں۔

صحیح مسلم میں ہے رسول اللہ ﷺ نے سو سو اونٹ تقسیم فرمائے: سیدنا ابوسفیان بن حرب کو سو اونٹ، عیینہ بن حصن کو سو اونٹ، اقرع بن حابس کو سو اونٹ اور صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہم کو سو اونٹ۔ (مسلم، کتاب الزکاۃ، رقم : ۱۰٦۰)

تو ایسے موقع پر انصار کے کچھ لوگوں نے اپنے رنج کا اظہار کیا، اللہ اپنے رسول ﷺ کو معاف فرمائے، آپ ﷺ قریش کو عطا فرما رہے ہیں اور ہمیں محروم کر رہے ہیں۔ حالانکہ ابھی ہماری تلواروں سے دشمن کا خون ٹپک رہا ہے، اس کے بعد نبی مکرم ﷺ نے انصار کو خطاب کیا۔ دیکھئے مفصل خطاب کے لیے: (بخاری، رقم : ۴۳۳۱۔ ۴۳۳۲)

مذکورہ بالا حدیث سے انصار کی فضیلت وعظمت کا بھی اثبات ہوتا ہے، رسول اللہ ﷺ کا فرمان مبارک کہ ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار کا ایک فرد ہوتا۔ مطلب یہ کہ اگر ہجرت کی نسبت مجھ پر ضروری نہ ہوتی تو میں یقیناً اپنی نسبت تمہارے شہر کی طرف کرتا۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے ننھیالی رشتہ کی مناسبت سے یہ فرمایا ہو۔

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ کے نزدیک یہ ہے کہ اس سے نسبت دینی مراد ہے، اگر ہجرت کی نسبت دینی نہ ہوتی تو میں اپنی نسبت تمہارے شہر کی طرف کرتا۔ امام قرطبی رحمہ اللہ کے نزدیک سبقت ہجرت مراد ہے اگر ہجرت کی نسبت سبقت نہ لے گئی ہوتی تو میں اپنی نسبت تمہاری طرف کرتا۔ (فتح الباری: ۸/ ۵۱)

[۹۳/۵۵۳]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: خَيْرُكُمْ قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، قَالَ: فَلَا أَدْرِي أَذَكَرَ ثَالِثًا أَمْ لَا قَالَ: ثُمَّ يَجِيءُ قَوْمٌ يُحِبُّونَ السَّمَّانَةَ، يَشْهَدُونَ وَلَا يُسْتَشْهَدُونَ. ②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے بہترین (زمانہ) میرا زمانہ ہے، پھر وہ جو ان کے بعد آئیں گے اور پھر وہ جو ان کے بعد آئیں گے۔'' راوی کہتے ہیں مجھے نہیں معلوم انہوں نے تیسری دفعہ زمانہ کا ذکر کیا یا نہیں، فرمایا پھر ایک ایسی قوم آئے گی جو موٹاپے کو پسند کرے گی، وہ گواہی دیں گے جبکہ ان سے گواہی طلب نہیں کی جائے گی۔

---

① انظر الحدیث السابق برقم: (۵۵۱/ ۸۴).

② بخاری، کتاب الشهادات، باب لا یشهد علی شهادة جور، رقم: ۲٦۵۱۔ مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب فضل الصحابة الخ، رقم: ۲۵۳۴۔ مسند احمد: ۲/ ۴۱۰.

فوائد: ......قرن سے مراد ایک زمانے کے لوگ یعنی ایک نسل کے لوگ ہوتے ہیں۔ مذکورہ حدیث میں تین زمانوں کا تذکرہ ہے: ایک عہد رسالت یا عہد صحابہ، دوسرا تابعین اور تیسرا عہد تبع تابعین کا۔ مذکورہ حدیث سے صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کی عظمت کا بھی اثبات ہوتا ہے۔

علامہ سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: پہلا زمانہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کا، یہ بعثت سے لے کر آخری صحابی کی وفات تک یعنی ایک سوبیس سال تک ہے، پھر تابعین کا دور ۱۰۰ ہجری سے ۱۷۰ ہجری تک جاری رہا۔ پھر تبع تابعین کا دور ۲۲۰ ہجری تک جاری رہا۔ (مرقاة المفاتيح: ۱۰/ ۳۶۰)

ان تین زمانوں کے بعد بدعات کا ظہور ہوا اور لوگوں میں دین پر عمل کرنے میں کمی آتی رہی اور دین میں طرح طرح کی لوگوں نے بدعات نکالیں، حقیقت یہ ہے کہ جس طرح پہلا دور زیادہ افضل، پھر دوسرا، پھر اس کے بعد تیسرا، اس کے بعد نیکیوں میں کمی آتی گئی اور برائیاں عروج پر پہنچیں اسی طرح ہر آنے والا دور پہلے سے بدتر واقع ہو رہا ہے۔

[۵۵۴/۱۱۸]...... أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا عَوْفٌ، عَنْ خِلَاسِ بْنِ عَمْرٍو......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: النَّاسُ مَعَادِنُ، خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقُهُوا. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لوگ (معدنی) کان کے مانند ہیں، ان میں سے جو جاہلیت میں اچھے تھے وہ اسلام میں بھی اچھے ہیں، جب انہوں نے (دین میں) سمجھ بوجھ حاصل کی۔''

فوائد: ...... مذکورہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ انسانوں میں اللہ تعالیٰ نے جو صفات رکھی ہیں، وہ صفاتِ خیر اسلام میں بھی باقی رہتی ہیں۔ کیونکہ اسلام خود شرافت وکرامت کا حامل مذہب ہے تو اسلام انسانی صفات کو ختم نہیں کرتا بلکہ ان کا رخ موڑ دیتا ہے، بشرطیکہ اسلام قبول کر کے انہیں دینی سمجھ ہو، کیونکہ جب دینی علم اور دین کی سمجھ ہوگی تب ان کے اعمال میں جان پڑے گی، اخلاص بھی آئے گا اور ان کاموں کے کرنے کے مواقع بھی سمجھ میں آئیں گے اور اللہ کی رضا کے لیے ان کاموں کو انجام دیں گے۔

[۵۵۵/۱۷۳]...... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: لَا أَزَالُ أُحِبُّ بَنِي تَمِيمٍ بَعْدَ ثَلَاثٍ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے جب سے بنوتمیم کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تین صفات سنی ہیں

① بخاری، کتاب الانبياء، باب واتخذ الله ابراهيم خليلا، رقم : ۳۳۵۲۔ مسلم، كتاب الفضائل، باب من فضائل يوسف علیہ السلام، رقم: ۲۳۷۸.

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِمْ قَالَ: هُمْ أَشَدُّ أُمَّتِي عَلَى الدَّجَّالِ، فَكَانَتْ عِنْدَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا سَبْيَةٌ مِنْهُمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْتِقِيهَا فَإِنَّهَا مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ، وَجَاءَتْ صَدَقَاتُ بَنِي تَمِيمٍ فَقَالَ: هَذِهِ صَدَقَاتُ قَوْمِنَا. ①

تب سے میں ان سے محبت کر رہا ہوں (اور یہ محبت جاری رہے گی)، آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ دجال کے بارے میں میری امت میں سے سب سے زیادہ سخت وقوی ہیں۔'' ان کی ایک لونڈی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھی، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسے آزاد کر دو، کیونکہ وہ بنو اسماعیل میں سے ہے۔'' اور بنو تمیم کے صدقات آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ ہماری قوم کے صدقات ہیں۔''

فوائد: ......(۱)...... مذکورہ روایت سے معلوم ہوا اچھی صفات والوں سے محبت کرنا مستحب ہے۔

(۲)...... بنو تمیم عرب قبائل میں سے ایک معزز قبیلہ تھا۔ اور اس قبیلے کو رسول اللہ ﷺ نے اپنا قبیلہ اس لیے فرمایا کیونکہ ان کا نسب نامہ مضر تک پہنچ کر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مل جاتا ہے۔ تمیم بن مرہ بن اد بن طانحہ بن الیاس بن مضر اور بنو تمیم کی عورت کو اولادِ اسماعیل علیہ السلام سے اس لیے کہا، کیونکہ بنو تمیم کا نسب نامہ سیدنا اسماعیل علیہ السلام سے ملتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ معزز خاندان کے افراد کا عزت واحترام بھی کرنا چاہیے بشرطیکہ وہ اچھے لوگ ہوں، اگر وہ نیک نہیں، تو ان کی عزت کرنا جائز نہیں ہے۔

جیسا کہ موجودہ معاشرے میں ہے کہ فلاں آدمی کا تعلق سید خاندان سے ہے، یہ سید ہے، اس کا احترام کرنا چاہیے صورتحال یہ ہوتی ہے کہ وہ آدمی شریعت کا نہ پابند ہوتا ہے اور نہ اس میں اعلیٰ انسانوں جیسی صفتیں ہوتی ہیں، تو ایسے لوگوں کی عزت نہیں کرنی چاہیے۔ جیسا کہ سیدنا نوح علیہ السلام کے بیٹے کے واقعہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے، سیدنا نوح علیہ السلام نے فرمایا: اے اللہ! ﴿إِنَّ ابْنِي مِنْ أَهْلِي﴾ (هود: ٤٥)...... ''میرا بیٹا تو میرے گھر والوں میں سے ہے۔''

اللہ ذوالجلال نے فرمایا: ﴿يٰنُوحُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ﴾ (هود: ٤٦)...... ''اے نوح! وہ تیرے گھرانے سے نہیں ہے، اس کے کام ہی ناشائستہ ہیں۔''

[١٨٥/٥٥٦]...... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: تَجِدُونَ النَّاسَ مَعَادِنَ فَخِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم لوگوں کو کان کی طرح پاؤ گے، پس جو لوگ دور جاہلیت میں بہتر تھے وہ اسلام لانے کے

① بخاري، كتاب المغازي، رقم: ٤٣٦٦ـ مسلم، كتاب فضائل الصحابة رضى الله عنهم، باب من فضائل غفار واسلم وجهينة واشجع الخ، رقم: ٢٥٢٥.

خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقُهُوا، وَتَجِدُونَ خَيْرَ النَّاسِ فِي هَذَا الشَّأْنِ أَشَدَّهُمْ لَهُ كَرَاهِيَةً وَتَجِدُونَ شَرَّ النَّاسِ ذَا الْوَجْهَيْنِ الَّذِي يَأْتِي هَؤُلَاءِ بِوَجْهٍ وَهَؤُلَاءِ بِوَجْهٍ. ①

بعد بھی اچھے ہیں، بشرطیکہ وہ دین کا علم حاصل کریں، تم اس (حکومت) کے لائق سب سے بہتر اسے پاؤ گے جو ان میں سے اسے سخت ناپسند کرتا ہو اور تم دو رخ والے شخص کو سب سے برا پاؤ گے جو کہ ان کے پاس ایک چہرہ لے کر آتا ہے اور ان کے پاس ایک دوسرا چہرہ لے کر آتا ہے۔''

فوائد :...... (۱) اللہ نے جو انسانوں میں اچھی صفات رکھی ہیں وہ اسلام میں بھی صفاتِ خیر باقی رہتی ہیں۔

(۲)...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ جو لوگ عہدہ ومنصب کی خواہش نہیں رکھتے اگر ایسے لوگوں کو عہدہ دے دیا جائے تو وہ لوگ عوام کے لیے بہتر ثابت ہوں گے کیونکہ ان میں خاص استعداد وصلاحیتیں ہوں گی اور ان کے ساتھ اللہ ذوالجلال کی مدد بھی ہوگی۔

جیسا کہ سیدنا ابوسعید عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے عبدالرحمٰن بن سمرہ! تو خود حکومت کے کسی منصب کا سوال نہ کرنا، اس لیے کہ یہ منصب اگر تجھے بغیر سوال کیے مل گیا تو اس پر (اللہ کی طرف سے) تیری مدد ہوگی اور اگر یہ تجھے سوال کرنے سے ملے گا تو یہ تیرے سپرد کر دیا جائے گا۔ (یعنی اللہ کی مدد شامل حال نہیں ہوگی) (بخاری، کتاب الایمان والنذور، رقم : ٦٧٢٢۔ مسلم، رقم : ١٦٥٢)

(۳)...... دو چہرے سے مراد ہر جماعت کو خوش کرتا ہے، ایک کے پاس آیا تو یہ باور کروایا کہ میں تیرا خیر خواہ ہوں اور دوسرے کے پاس گیا تو ان کے ساتھ اس طرح گفتگو کرتا ہے گویا کہ اسی کا ہمدرد ہے، گویا کہ فریق اول سے جو بات کی وہ اس منہ سے کی اور دوسرے فریق کے ساتھ دوسرا منہ لے کر بات کی اور بات میں دوغلا پن اختیار کیا۔ ایسے شخص کے ایک ہی چہرے کو دو چہرے قرار دیا گیا، کیونکہ غیرت مند آدمی اپنی زبان سے جب ایک بات کہہ دیتا ہے تو اس کے خلاف دوسری بات اسی زبان سے کہتے ہوئے شرم محسوس کرتا ہے، جبکہ بے ضمیر اور بے غیرت آدمی ایک زبان سے دو چہروں کا کردار ادا کرتا ہے۔ اس لیے قیامت کے دن اس حرکت بد کی سزا یہ ہوگی کہ ایسے لوگوں کی دو زبانیں ہوں گی جیسا کہ سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس کے دنیا میں دو چہرے ہوں گے (جو آدمی دو رخا ہوا) قیامت کے دن اس کی دو زبانیں آگ کی ہوں گی۔

(سنن ابوداود، رقم : ٤٨٧٣۔ سلسلة صحيحة، رقم : ٨٩٢)

---

① بخاری، کتاب المناقب، رقم: ٣٤٩٣، ٣٤٩٤۔ مسلم، کتاب فضائل الصحابة رضی الله عنهم، باب خيار الناس، رقم: ٢٥٢٦۔ مسند الشهاب، رقم: ٦٠٦.

[۲۱۳/۵۵۷]...... أَخْبَرَنَا الْمُلَائِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي الْجَحَّافِ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَحَبَّهُمَا فَقَدْ أَحَبَّنِي، وَمَنْ أَبْغَضَهُمَا فَقَدْ أَبْغَضَنِي قَالَ: يَعْنِي الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ان دونوں یعنی حسن وحسین رضی اللہ عنہما سے محبت کی تو اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا تو اس نے مجھ سے بغض رکھا۔''

[۲۱۴/۵۵۸]...... أَخْبَرَنَا قَبِيصَةُ، بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ، يَعْنِي الْحَسَنَ، وَالْحُسَيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا. ②

قبصیہ نے اس اسناد سے اسی سابقہ حدیث کی مثل روایت کیا، یعنی حسن وحسین رضی اللہ عنہما۔

فوائد: ......سیدنا حسن رضی اللہ عنہ۔ آپ کا نام: حسن بن علی بن ابو طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف قریشی ہاشمی۔ آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو محمد۔ آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ خاتون جنت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا تھی۔ ۳ ہجری میں رمضان المبارک کے مہینے میں پیدا ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے گیارہ بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کا زیادہ وقت مدینہ منورہ میں گزرا ۵۰ ہجری میں آپ رضی اللہ عنہ تقریباً ۴۷ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا جنازہ سیدنا سعید بن عاص رضی اللہ عنہ نے پڑھایا، آپ رضی اللہ عنہ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ۔ نام: حسین بن علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہما۔ کنیت ابوعبداللہ تھی اور سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے بیٹے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ ۴ ہجری شعبان کے مہینے میں پیدا ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی زندگی مبارک رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت تقریباً ٦ سال تھی اور آپ رضی اللہ عنہ کے چار بیٹے اور ۲ بیٹیاں تھی۔ ملک عراق کی سرزمین میں کربلا کے میدان میں ۱۰ محرم ٦١ ہجری بروز جمعہ کو تقریباً ۵۷ سال کی عمر میں آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا۔

مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوا کہ سیدنا حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سے محبت کرنا ایمان کی علامت ہے۔ کیونکہ ان سے محبت کرنا اسی طرح ہے جس طرح رسول اللہ ﷺ سے محبت کرنا ہے اور جس کے دل میں ان دونوں شہزادوں کی محبت نہیں، اس کے دل میں رسول اللہ ﷺ کی محبت نہیں ہے اور جس کے دل میں رسول اللہ ﷺ کی محبت نہیں، وہ مومن نہیں ہوسکتا۔ جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے، سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

① ابن ماجه، كتاب السنة، باب فضل الحسن والحسين رضي الله عنهما، رقم: ١٤٣۔ مسند احمد: ٢/ ٢٨٨۔ قال الارناؤط: اسناده قوى صحيح الجامع الصغير، رقم: ٥٩٥٤.

② انظر: ٢١٣.

((لا يُوْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ اَهْلِهِ وَمَالِهِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ))

''کوئی بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس کے اہل، مال اور سب لوگوں سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں۔''

ایک دوسری حدیث میں ہے: ((اُحِبُّهُمَا فَاَحِبَّهُمَا وَاَحِبَّ مَنْ يُّحِبُّهُمَا)) ''میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں، اے اللہ! تو بھی ان دونوں سے محبت کر اور جو ان سے محبت رکھے، ان سے تو بھی محبت کر۔''

صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((هُمَا رَيْحَانَتَا يَا مِنَ الدُّنْيَا)) (بخاری، رقم : ۳۷۵۳)

''یہ دونوں دنیا میں میرے دو پھول ہیں۔''

ایک دوسری حدیث میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((اَلْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّهِ.)) (سلسلة الصحيحه، رقم : ۷۹۷۔ مستدرك حاكم: ۳/ ۱٦٦) ''حسن اور حسین جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔''

[۲۲۱/۵۵۹]...... أَخْبَرَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مُنَيْنٍ، وَهُوَ يَزِيدُ بْنُ كَيْسَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَأَدْفَعَنَّ الرَّايَةَ الْيَوْمَ إِلَى رَجُلٍ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ، قَالَ: فَتَطَاوَلَ لَهَا النَّاسُ، فَقَالَ: أَيْنَ عَلِيٌّ، فَقِيلَ: إِنَّهُ يَشْتَكِي عَيْنَيْهِ فَدَعَاهُ فَبَزَقَ فِي كَفِّهِ، ثُمَّ مَسَحَهُ عَلَيْهَا، ثُمَّ أَمَرَهُ أَنْ يَمْضِيَ فَفَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ يَوْمَئِذٍ. قَالَ أَبُوهُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: وَمَا أَشْبَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْلَهُ ثَلَاثًا مِنْ خُبْزِ الْبُرِّ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں آج پرچم ایسے شخص کے حوالے کروں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔'' راوی نے بیان کیا: پس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس (پرچم) کے ملنے کی امید لگائی (اور وہ دیکھنے لگے کہ پرچم کسے ملتا ہے) پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''علی کہاں ہیں؟'' آپ کو بتایا گیا کہ ان کی آنکھ دکھتی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بلایا اور ہاتھ پر لعاب دہن ڈال کر آنکھ پر مل دیا، پھر انہیں حکم فرمایا کہ جاؤ اور لڑو، پس اللہ نے اس دن ان کے ہاتھ پر فتح عطا فرمائی، سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن اپنے اہل کو گندم کی روٹی کھلا کر شکم سیر نہیں کیا۔

① مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل على بن ابى طالب رضى الله عنه، رقم:۲٤۰۵۔ صحيح ابن حبان، رقم: ٦۹۳۳.

فوائد: ......(۱) مذکورہ روایت سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا اثبات ہوتا ہے۔

آپ کا نام: علی بن ابو طالب بن عبدالمطلب بن عبد مناف۔ کنیت: ابوالحسن، والدہ کا نام فاطمہ بنت اسد بن ہاشم۔ آپ رضی اللہ عنہ کی پرورش اور تربیت نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں ہوئی تھی۔ اور بچوں میں سب سے پہلے ایمان لائے۔ مدینہ منورہ آنے کے بعد ۲ ہجری میں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اپنی دامادی کا شرف بخشا۔ اور غزوہ تبوک میں شامل نہ ہو سکے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنا نائب بنا کر مدینہ منورہ میں رہنے کا حکم دیا۔ باقی تمام غزوات میں کارہائے نمایاں دکھائے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے چوتھے خلیفہ بنے۔

۴۰ ہجری رمضان المبارک بروز جمعہ خارجی عبدالرحمٰن بن ملجم نے آپ رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا اور آپ رضی اللہ عنہ تین دن کے بعد شہید ہوگئے اور آپ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے متعلق نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ میرے ساتھ تیری وہ نسبت ہو جو ہارون کی موسیٰ علیہما السلام سے تھی؟''

(بخاری، کتاب الفضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، رقم: ۳۷۰۶)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ: ((اَنْتَ مِنِّيْ وَاَنَا مِنْكَ)) (بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، باب مناقب علی بن ابی طالب القرشی الهاشمی) ''تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔''

مذکورہ بالا حدیث کا واقعہ غزوۂ خیبر کا ہے، غزوۂ خیبر ہجرت کے ساتویں سال ہوا تھا۔ خیبر کا علاقہ مدینہ منورہ کے شمال کی جانب ہے اور یہ یہودیوں کا مرکز تھا، اس علاقے میں بہت زیادہ کھجوریں تھیں۔ یہاں کے رہنے والے یہودیوں کی یہ سازش تھی کہ مسلمانوں کو ملیا میٹ کر دیا جائے اور لگا تار یہ اپنی سازشوں میں مصروف رہے یہاں تک کہ ۷ ھ کو اس علاقے پر حملہ کیا گیا، کئی ہفتوں کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں اللہ ذوالجلال نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی۔

مذکورہ بالا روایت میں ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعاب مبارک لگایا تو ٹھیک ہوگئیں۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی دلیل ہے۔

(۲)...... مذکورہ حدیث کے آخر میں ہے۔ تین دن اپنے اہل کو گندم کی روٹی کھلا کر شکم سیر نہیں کیا۔ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زہد، استغنا اور سادہ زندگی بسر کرنے کا اثبات ہوتا ہے، کیونکہ اس وقت گندم عرب میں بہت زیادہ قیمتی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ تر کھجوروں اور پانی پر ہی گزارہ کرتے تھے۔

[۳۹۵/۵۶۰]...... وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَحْدَثَ حَدَثًا عَلَى نَفْسِهِ أَوْ آوَى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ

اسی سند سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے خود دین میں کوئی نیا کام جاری کیا یا کسی بدعتی (نیا کام جاری کرنے والے) کو پناہ دی تو اس پر اللہ، فرشتوں اور سارے لوگوں کی لعنت ہے۔ اس کا کوئی نفل قبول ہوتا ہے

أَجْمَعِينَ ، لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ . ① نہ کوئی فرض۔''

فوائد: ...... **بدعت کی تعریف:** بدعت کا لغوی مطلب کوئی چیز ایجاد کرنا یا بنانا ہے۔

شرعی اصطلاح:...... ہر وہ کام جس کو دین میں حصول ثواب کے لیے کرنا جس کی صحت کی کوئی دلیل کتاب اللہ سنت رسول اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل سے نہ ہو۔''

لیکن آج کل کچھ کم عقل کہہ دیتے ہیں کہ اسپیکر، لائٹ، گاڑیوں وغیرہ کا استعمال بھی بدعت ہے، جو کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نہ تھیں تو اس کے متعلق مولانا احمد رضا خان صاحب کہتے ہیں:

بدعت وضلالت وہی ہے جو بات دین میں نئی پیدا ہو اور دینوی رسوم وعادات پر حکم بدعت نہیں ہوسکتا مثلاً انگرکھا پہننا، پلاؤ کھانا یا دولہا کو جامہ پہنانا، دلہن کو پالکی میں بٹھانا، اسی طرح سہرا کہ اسے بھی کوئی دینی بات سمجھ کر نہیں کرتا، نہ بغرض ثواب کیا جاتا ہے، بلکہ سب ایک رسم ہی جان کر کرتے ہیں۔ ہاں اگر کوئی جاہل اجہل ایسا ہو کہ اسے دینی بات جانے تو اس کی بیہودہ سمجھ پر اعتراض صحیح ہے۔ (فتاویٰ رضویہ: ۲۳/ ۳۲۰ جامعہ نظامیہ، لاہور)

مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوا بدعتی کا کوئی بھی عمل قابل قبول نہیں ہوتا۔ سیدنا فضیل بن عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب تم بدعتی کو آتے دیکھو تو (وہ راستہ چھوڑ کر) دوسرا راستہ اختیار کرو۔ بدعتی کا کوئی عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول نہیں ہوتا، جس نے بدعتی کی مدد کی، اس نے گویا دین مٹانے میں مدد کی۔ (خصائص اهل السنه : ص ۲۲)

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جس شخص نے اسلام میں کوئی بدعت نکالی، اسے مستحسن جانا تو گویا اس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسالت میں خیانت کا مرتکب قرار دیا، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ﴾ (المآئدة: ۳)...... ''آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا۔''

لہٰذا جو چیز اس دن (حجۃ الوداع کے دن) دین نہیں تھی، وہ آج بھی دین نہیں۔ (كتاب الاعتصام: ص ٦٤)

بخاری ومسلم میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((مَنْ اَحْدَثَ فِيْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ .))...... ''جس نے کوئی ایسا کام کیا جو دین میں نہیں ہے، وہ کام اللہ تعالیٰ کے ہاں مردود ہے۔''

اور بدعتی کی توبہ بھی اللہ ذوالجلال قبول نہیں کرتے، جب تک وہ بدعت کو چھوڑتا نہیں۔ (دیکھئے حدیث نمبر ۳۹۷)

اور اسی طرح بدعتیوں کو حوض کوثر سے بھی محروم رکھا جائے گا۔ (دیکھئے حدیث نمبر ۴۰۲)

[٤٣٩/٥٦١]...... وَبِهٰذَا، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ أَرْسَلَنِي اسی سند سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مجھے رسالت کے ساتھ بھیجا تو

① بخاری، کتاب فضائل المدينه، باب حرم المدينة، رقم: ١٨٦٧ - مسلم، كتاب الحج، باب فضل المدينه الخ، رقم: ١٣٦٦ .

بِرِسَالَةٍ فَضِقْتُ بِهَا ذَرْعًا، وَعَلِمْتُ أَنَّ النَّاسَ مُكَذِّبِيَّ فَأَوْعَدَنِي أَنْ أُبَلِّغَهَا أَوْ يُعَذِّبَنِي. ①

اس سے میرا دل تنگ ہوا اور مجھے معلوم تھا کہ لوگ میری تکذیب کریں گے، تو اللہ نے مجھے ڈرایا کہ میں اسے پہنچا دوں یا وہ مجھے سزا دے گا۔''

[٥٦٢/٤٦٣]...... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بُرْقَانَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَوْ كَانَ الدِّينُ بِالثُّرَيَّا لَذَهَبَ رِجَالٌ مِنْ فَارِسَ أَوْ أَبْنَاءِ فَارِسَ حَتَّى يَتَنَاوَلَهُ. ②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: ''اگر دین ثریا پر بھی ہوتا تو فارس کے لوگ وہاں پہنچ جاتے اور اسے (وہاں سے) حاصل کرتے۔''

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے فارس کے رہنے والوں کی فضیلت ثابت ہوتی ہے اور مذکورہ بالا حدیث کی وضاحت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے والے واقعہ سے ہو جاتی ہے۔ (دیکھئے واقعہ مسند احمد: ٥/ ٤٤١ تا ٤٤٤۔ سيرة ابن هشام: ١/ ٢٤٦ تا ٢٤٨۔ سلسلة صحيحه، رقم: ٨٩٤)

[٥٦٣/٤٧٤]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو مُحَمَّدِ بْنُ مَعْبَدِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ رَجُلٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ كَادَ أَهْلَ الْمَدِينَةِ كَادَهُ اللّٰهُ. قَالَ: وَحَدَّثَنِي عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ قَالَ: وَيَذُوبُ كَمَا يَذُوبُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ. ③

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: ''جو مدینہ والوں سے جنگ کرے گا، اللہ اس سے جنگ کرے گا۔'' سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ اسی طرح پگھل جائے گا جس طرح نمک پانی میں پگھل جاتا ہے۔''

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے مدینہ منورہ کی اور وہاں کے رہنے والوں کی فضیلت کا اثبات ہوتا ہے۔ معلوم ہوا جس طرح حرم مکہ کا احترام کرنا لازمی ہے، اسی طرح مدنی حرم کا بھی احترام کرنا چاہیے۔

---

① مسند الشاميين: ٣/ ٣١٤۔ ٢٣٧٦۔ حلية الاولياء: ٥/ ٢٠٢۔ اسناده ضعيف.

② بخاری، كتاب التفسير، باب قوله: (وآخرين منهم لما يلحقوا بهم)، رقم: ٤٨٩٧۔ مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب فضل فارس، رقم: ٢٥٤٦۔ سنن ترمذی، رقم: ٣٢٦١۔ مسند احمد: ٢/ ٤١٧.

③ بخاری، كتاب فضائل مدينه، باب اثم من كاد اهل المدينة، رقم: ١٨٧٧۔ مسلم، كتاب الحج، باب من الراد اهل المدينة ......، رقم: ١٣٨٧.

[٥٦٤/٤٧٨]...... وَبِهَذَا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: رَأَى عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَجُلًا يَسْرِقُ، فَقَالَ لَهُ: أَسْرَقْتَ ؟ قَالَ: لَا وَالَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ، فَقَالَ عِيسَى: آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَكَذَّبْتُ الْبَصَرَ. ①

اسی سند سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نے ایک آدمی کو چوری کرتے ہوئے دیکھا تو اسے فرمایا: کیا تم نے چوری کی ہے؟ اس نے کہا: نہیں، اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں، تو عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: میں اللہ پر ایمان لاتا ہوں اور نظر کو جھوٹا کہتا ہوں۔“

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا جس کو اللہ ذوالجلال کی قسم کھا کر کچھ بتایا جائے تو اسے تسلیم کر لینا چاہیے، لیکن اگر کوئی جھوٹی قسم اٹھائے گا تو گناہ گار قسم اٹھانے والا ہوگا، اگرچہ دوسرا آدمی دیکھ بھی رہا ہو، پھر بھی قسم اٹھانے والے کی قسم کا اعتبار ہوگا۔

مذکورہ بالا حدیث سے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی عظمت کا اثبات بھی ہوتا ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے اس کو دیکھا، لیکن اللہ ذوالجلال کی قسم کے سبب اپنے مشاہدے اور رؤیت عینی کا انکار کر دیا۔ مذکورہ حدیث کے پیش نظر فقہائے مالکیہ اور حنابلہ یہ رائے دیتے ہیں کہ قاضی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ محض اپنے علم کی بنیاد پر کوئی فیصلہ کرے۔ البتہ فقہائے شافعیہ کے نزدیک سوائے حدود کے بقیہ مقدمات ومعاملات میں قاضی کو فیصلہ کرنے کا اختیار ہے۔ (ارشاد الساری: ٥/ ٤١٧)

[٥٦٥/٤٨٥]...... وَبِهَذَا، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَصَلَاةٌ فِي مَسْجِدِ الْمَدِينَةِ أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ لَيْسَ الْكَعْبَةَ. ②

اسی سند سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! مسجد مدینہ (مسجد نبوی) میں ایک نماز پڑھنا کعبہ (بیت اللہ) کے علاوہ دیگر مساجد میں ایک ہزار نماز پڑھنے سے افضل ہے۔“

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((مَنْ صَلَّى فِيْ مَسْجِدِ اَرْبَعِيْنَ صَلٰوةً لَا تَفُوْتُهٗ صَلٰوةٌ كُتِبَ لَهٗ بَرَاءَةٌ مِّنَ النَّارِ وَ بَرَاءَةٌ مِّنَ الْعَذَابِ وَ بَرَاءَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ.)) (مسند احمد: ٣/ ١٥٥)...... ”جو (مومن موحد) میری اس مسجد میں چالیس نمازیں پے در پے پڑھے کسی ایک نماز کا ناغہ نہ کرے تو وہ جہنم کی آگ اور نفاق سے بری ہو جاتا ہے۔“

---

① بخاری، احادیث الانبیاء، رقم: ٣٤٤٤۔ مسلم، کتاب الفضائل، باب فضائل عیسیٰ علیه السلام، رقم: ٢٣٦٨۔ سنن نسائی، رقم: ٥٤٢٧۔ سنن ابن ماجه، رقم: ٢١٠٢۔ مسند احمد: ٢/ ٣٨٣.

② مسلم، کتاب الحج، باب فضل الصلاة بمسجدی مکة والمدینة، رقم: ١٣٩٤۔ سنن ترمذی، رقم: ٣٢٥۔ سنن نسائی، رقم: ٦٩٤۔ سنن ابن ماجه، رقم: ١٤٠٤.

[٥٢٤/٥٦٦]...... أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْحَارِثِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ الأَسْلَمِيُّ وَهُوَ ابْنُ عَامِرٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلْمَانَ الأَغَرِّ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: صَلاةٌ فِي مَسْجِدِي هَذَا أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: ''میری اس مسجد میں ایک نماز مسجد حرام کے علاوہ دیگر مساجد میں ہزار نمازوں سے افضل ہے۔''

فوائد: ...... مسجد حرام کعبہ میں نماز پڑھنا ایک لاکھ نماز کا ثواب اور مسجد نبوی میں ایک نماز ہزار نماز کا ثواب اور مسجد اقصیٰ بیت المقدس میں ایک نماز کا ۵۰۰ نمازوں کا ثواب ملتا ہے۔

[٥٥٤/٥٦٧]...... وَقَالَ قَيْسٌ......

عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ: لَمَّا قُتِلَ عُمَرُ قَالَتْ أُمُّ أَيْمَنَ: الْيَوْمَ وَهِيَ الْإِسْلَامُ قَالَ: وَكَانَ سُفْيَانُ رُبَّمَا ذُكِرَ فِي حَدِيثِ قَيْسٍ قَالَ: قُلْ لَهَا: لَا تَبْكِينَ، فَقَالَتْ: إِنَّمَا أَبْكِي عَلَى خَبَرِ السَّمَاءِ. قَالَ إِسْحَاقُ: نَرَاهُ وَهْمًا مِنْ سُفْيَانَ. ②

طارق بن شہاب نے بیان کیا، جب عمر رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے، ام ایمن رضی اللہ عنہا نے کہا: ''آج اسلام کمزور ہوگیا۔'' راوی نے کہا: سفیان بسا اوقات حدیث قیس میں کہا کرتے تھے: انہوں نے کہا: ان (ام ایمن رضی اللہ عنہا) سے کہا گیا: آپ نہ روئیں، انہوں نے فرمایا: میں آسمان کی خبر پر روتی ہوں، اسحاق (راوی) نے کہا: ہم اسے سفیان کی طرف سے وہم سمجھتے ہیں۔

فوائد: ...... سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں مشرق ومغرب تک توحید کا پرچم لہرایا اور بہت زیادہ فتوحات ہوئیں۔ اس کے بعد سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا جس کے ابتدائی چھ سالوں میں کافی فتوحات ہوئیں باقی چھ سال فتنوں کی نظر ہو گئے، اس کے بعد اسلام کو اس طرح کی طاقت نہ مل سکی جو سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں تھی۔

[٦٣٧/٥٦٨]...... اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، اَنَا اَبُوْمُعَاوِيَةَ، قَالَ اِسْحَاقُ: وَاَظُنُّنِيْ سَمِعْتُهُ مِنْ اَبِيْ مُعَاوِيَةَ، عَنِ ابْنِ اَبِيْ خَالِدٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْ سَهْلَةَ (مَوْلٰى عُثْمَانَ)......

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا: لَوَدِدْتُ اَنَّ عِنْدِيْ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن فرمایا: ''میں چاہتا ہوں کہ میرے پاس میرا ایک صحابی ہو،

① السابق.

② معجم كبير الطبراني: ٢٥/ ٨٦.

بَعْضِ اَصْحَابِیْ، فَشَكَوْتُ اِلَيْهِ، وَذَكَرْتُ لَهٗ، قَالَتْ: وَظَنَنْتُ اَنَّهٗ يُرِيْدُ اَبَا بَكْرٍ، فَقُلْتُ لَهٗ: اَدْعُوْ لَكَ اَبَا بَكْرٍ؟ فَقَالَ: لَا، فَقُلْتُ: اَدْعُوْ لَكَ عُمَرَ؟ فَقَالَ: لَا، فَقُلْتُ: اَدْعُوْ لَكَ عَلِيًّا؟ فَقَالَ: لَا، فَقُلْتُ: اَدْعُوْ لَكَ عُثْمَانَ؟ فَقَالَ: نَعَمْ. قَالَتْ: فَدَعَوْتُ عُثْمَانَ، فَجَاءَ، فَلَمَّا كَانَ فِی الْبَيْتِ قَالَ لِیْ: تَنَحِّیْ فَتَنَحَّيْتُ، وَاَدْنٰی عُثْمَانَ مِنْ نَفْسِهٖ حَتّٰی مَسَّتْ رُكْبَتُهٗ رُكْبَتَهٗ، قَالَتْ: فَعَجَلَ يُحَدِّثُ عُثْمَانَ وَيَحْمَرَ وَجْهَهٗ، قَالَتْ: وَجَعَلَ يَقُوْلُ لَهٗ: وَيَحْمَرُّ وَجْهُهٗ، ثُمَّ قَالَ لَهٗ، اِنْصَرِفْ، فَانْصَرَفَ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ الدَّارِ، قَالُوْا لِعُثْمَانَ: اَلَا تُقَاتِلُ؟ فَقَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهِدَ اِلَیَّ عَهْدًا سَاَصْبِرُ عَلَيْهِ، قَالَتْ: فَكُنَّا نَرٰی اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهِدَ اِلَيْهِ يَوْمَئِذٍ فِيْمَا يَكُوْنُ مِنْ اَمْرِهٖ. ①

میں اس سے شکایت کروں اور اس سے بات چیت کروں۔'' انہوں نے کہا: میں نے گمان کیا کہ آپ ابوبکر(رضی اللہ عنہ) سے ملنا چاہتے ہوں گے، میں نے عرض کیا: میں آپ کے لیے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بلاؤں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہیں۔'' میں نے عرض کیا: میں آپ کے لیے عمر رضی اللہ عنہ کو بلاؤں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہیں۔'' میں نے عرض کیا: میں آپ کے لیے علی رضی اللہ عنہ کو بلاؤں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہیں۔'' میں نے عرض کیا: میں آپ کے لیے عثمان رضی اللہ عنہ کو بلاؤں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں۔'' انہوں نے کہا: میں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو بلایا، تو وہ تشریف لائے، پس جب وہ گھر میں تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: ''الگ ہو جاؤ۔'' میں الگ ہوگئی اور آپ نے عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنے قریب کر لیا، حتیٰ کہ آپ کا گھٹنا ان کے گھٹنے سے چھونے لگا، انہوں نے بیان کیا، پس آپ عثمان رضی اللہ عنہ سے بات چیت کرنے لگے اور عثمان رضی اللہ عنہ کے چہرے کا رنگ سرخ ہونے لگا، انہوں نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں فرمانے لگے، اور ان کے چہرے کا رنگ سرخ ہونے لگا، پھر آپ نے انہیں فرمایا: ''چلے جاؤ۔'' وہ چلے گئے، جب ان کے گھر کے محاصرے کا دن آیا تو انہوں نے عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا: آپ لڑتے کیوں نہیں؟ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ایک عہد لیا ہے میں اس پر قائم رہوں گا، انہوں (عائشہ رضی اللہ عنہا) نے فرمایا: ہم سمجھتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اس واقعے کے متعلق عہد لیا تھا۔''

---

① سنن ترمذی، ابواب المناقب، باب فی مناقب عثمان بن عفان رضی الله عنه، رقم: ۳۷۱۱۔ سنن ابن ماجه، باب فضل عثمان رضی الله عنه، رقم: ۱۱۳۔ قال الشیخ الالبانی: صحیح.

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی اطاعت رسول ثابت ہوتی ہے کہ اپنی جان دے دی لیکن باغیوں کے سامنے جھکے نہیں۔ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس فوج بھی موجود تھی لیکن اپنے آپ کو شہید کروالیا۔ وجہ یہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر میں خون ریزی نہ ہو اور دوسرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عہد لیا تھا۔ معلوم ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو پیش گوئی فرمائی تھی، وہ اسی طرح پوری ہوئی، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا۔

سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے غلام ابوسہلہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ سرگوشی کرر ہے تھے جبکہ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا رنگ متغیر ہو رہا تھا، جب محاصرے کا دن ہوا تو ہم نے سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا ہم (ان سے) لڑائی نہ کریں؟ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: ''نہ لڑو، اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ایک وعدہ لیا تھا، میں خود کو اس کا پابند بنا رہا ہوں۔''

[٦٤٥/٥٦٩]...... أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، حَدَّثَنَا الْمَسْعُودِيُّ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ......

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّهُ مَرَّ عَلَى أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ فَقَالَ: الْحَبَشِيَّةُ هِيَ، يُرِيدُ الْبَلَدَ الَّذِي كَانُوا عِنْدَ النَّجَاشِيِّ، فَقَالَتْ عُيِّبْتُ عَنْ ذَاكَ بِابْنِ الْخَطَّابِ, فَقَالَ عُمَرُ: نِعْمَ الْفِقْرَةُ أَنْتُمْ، لَوْلَا أَنَّكُمْ سُبِقْتُمْ بِالْهِجْرَةِ، فَقَالَتْ: كُنْتُمْ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُ جَاهِلَكُمْ وَيَحْمِلُ رَاجِلَكُمْ، ثُمَّ دَخَلَتْ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَصَّتْ عَلَيْهِ الْقِصَّةَ فَقَالَ: بَلْ لَكُمُ الْهِجْرَتَيْنِ كِلْتَيْهِمَا، يَعْنِي الْهِجْرَةَ إِلَى أَرْضِ الْحَبَشَةِ وَالْهِجْرَةَ يَعْنِي إِلَى الْمَدِينَةِ. ①

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے پاس سے گزرے تو فرمایا: وہ حبشی ہیں؟ وہ اس سے وہ ملک مراد لیتے تھے جہاں وہ نجاشی کے پاس تھے، انہوں (اسماء رضی اللہ عنہا) نے کہا: ابن خطاب! آپ نے اس کے علاوہ کوئی قصد کیا؟ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم بہترین قوم ہو اگر تم ہجرت میں پیچھے نہ رہ جاتے، انہوں نے فرمایا: تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، وہ تمہارے جاہل ولاعلم کو تعلیم دیتے تھے، تمہارے پیادہ کو سواری فراہم کر رہے تھے، پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپؐ کو وہ قصہ بیان کیا، تو آپؐ نے فرمایا: ''نہیں، بلکہ تمہارے لیے دو ہجرتیں ہیں۔'' یعنی سرزمین حبشہ کی طرف ہجرت اور مدینہ کی طرف ہجرت۔

فوائد: ...... معلوم ہوا مکہ سے حبشہ کی طرف اور پھر حبشہ سے مدینہ منورہ ہجرت کرنے والوں کی دو ہجرتیں ہیں اور مہاجرین کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ الَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَ جٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ

① مسند احمد: ٤/ ٣٩٥، ٤١٦، بخاری، کتاب الخمس رقم: ٢٩٦٧، ٣٦٢٣، مسلم، رقم: ١٦٩.

يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌo ﴾ (البقرة : ٢١٨) ......''البتہ ایمان لانے والے ہجرت کرنے والے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے ہی رحمت الٰہی کے امیدوار ہیں۔ اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا بہت مہربانی کرنے والا ہے۔''

[٨٨٤/٥٧٠]...... اَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ زِيَادٍ......

عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِنَّ مَكَّةَ حَرَمٌ، حَرَّمَهَا اللّٰهُ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ، (وَالشَّمْسَ وَالْقَمَر وَجَعَلَ الْأَخْشَبِيْن) لَا يَحِلُّ فِيْهِ الْقِتَالُ لِاَحَدٍ قَبْلِيْ)، وَلَا يَحِلُّ لِاَحَدٍ بَعْدِيْ، وَلَمْ تَحِلُّ لِيْ اِلَّا سَاعَةَ مِّنْ نَهَارٍ، ثُمَّ عَادَتْ لَا يُخْتَلٰى خَلَاهَا، وَلَا يُعْضَدُ شَجَرَهَا، وَلَا يُخَافُ صَيْدُهَا، وَلَا تُرْفَعُ لُقْطَتُهَا اِلَّا لِمُنْشِدٍ. فَقَالَ الْعَبَّاسُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِلَّا الْاِذْخِرَ، فَاِنَّهٗ لَا غِنَى لِاَهْلِ مَكَّةَ عَنْهُ، قَالَ: اِلَّا الْاِذْخِرِ. قَالَ جَرِيْرٌ: وَمَعْنٰى قَوْلُهٗ: لَا تَرْفَعُ اللُّقْطَةُ اِلَّا لِمَنْ كَانَ سَمِعَ نَاشِدًا قَبْلَ ذٰلِكَ، فَهُوَ يَحْبِسُهَا عَلَيْهِ، وَلَا يَحْكُمُ لِلُقْطَةِ مَكَّةَ كَمَا يَحْكُمُ لِلُّقْطَةِ سَائِرَ الْبَلْدَان. ①

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مکہ حرم ہے، اللہ نے جس دن آسمان وزمین اور سورج وچاند پیدا فرمائے تھے، تب سے اسے حرام قرار دے دیا تھا، مجھ سے پہلے کسی کے لیے اس میں قتال کرنا حلال نہیں کیا گیا، اور نہ ہی میرے بعد کسی کے لیے حلال ہوگا، اور میرے لیے بھی دن کے کچھ ہی وقت کے لیے حلال کیا گیا تھا، اور پھر اپنی حالت پر لوٹ گیا، اس کا گھاس کاٹا جائے گا نہ درخت، اس کے شکار کو ڈرایا جائے گا، نہ وہاں گری پڑی چیز کو اٹھایا جائے گا، سوائے اس کے جو اس کا اعلان کرنے والا ہو۔'' سیدنا عباس رضی اللہ عنہما نے عرض کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! سوائے اذخر (گھاس) کے، کیونکہ مکہ والے اس سے بے نیاز نہیں ہو سکتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سوائے اذخر گھاس کے (اسے کاٹنے کی اجازت ہے)۔''

فوائد: ......دیکھئے شرح حدیث نمبر: ۷۴۸

[٩٣٢/٥٧١]...... اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ، نَا طَلْحَةُ، عَنْ عَطَاءٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ الصِّبْيَانَ كَانُوْا يُصْبِحُوْنَ رَمْصًا وَمُحَمَّدًا يُصْبِحُ صَقِيْلًا دَهِيْنًا.

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: عام بچے جب صبح کو اٹھتے تو ان کی آنکھوں کے گوشوں میں سفید میل آئی ہوتی تھی، جبکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو اٹھتے تو ان کی آنکھیں بالکل صاف چمک دار ہوتی تھیں۔

① تقدم تخريجه انظر، ٧٤٨.

19

كتاب فضائل القرآن

قرآن مجید کے فضائل کا بیان

[۱۲٤/٥٧٢]...... قُلْتُ لِأَبِي أُسَامَةَ: أَحَدَّثَكُمْ شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَبَّاسٍ الْجُشَمِيِّ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ سُورَةً فِي الْقُرْآنِ ثَلَاثُونَ آيَةً شَفَعَتْ لِصَاحِبِهَا حَتَّى غُفِرَ لَهُ تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ فَأَقَرَّ بِهِ أَبُو أُسَامَةَ، وَقَالَ: نَعَمْ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قرآن میں تیس آیات والی ایک سورت ہے، اس نے اپنے پڑھنے والے کے لیے شفاعت کی حتیٰ کہ اسے بخش دیا گیا، وہ سورت، سورۃ الملک ہے۔''

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے سورۂ ملک کی تلاوت کرنے کی فضیلت کا اثبات ہے کہ اپنے قاری کے لیے سفارش کی اور اس کو معاف کر دیا گیا۔ ایک حدیث میں لفظ ہیں: ((تَشْفَعُ لِصَاحِبِهَا))...... ''پڑھنے والے کے لیے سفارش کرے گی۔'' ((حَتّٰی غُفِرَلَهٗ)) ...... ''حتیٰ کہ اسے بخش دیا جائے گا۔'' (سنن ابوداود، رقم : ۱٤۰۰)

ایک دوسری حدیث میں ہے سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ایک تیس آیات والی سورۃ ہے جو اپنے پڑھنے والے کی مغفرت کے لیے قیامت کے روز اللہ تعالیٰ سے جھگڑا کرے گی، یہاں تک کہ اس کو جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔'' (صحيح الجامع الصغير، رقم : ۳٥۳۸)

لہٰذا اس سورت کی روزانہ سونے سے قبل تلاوت کرنی چاہیے، جیسا کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول

① سنن ابوداود، كتاب الصلاة، باب فى عدد الآى، رقم: ۱٤۰۰۔ سنن ترمذى، ابواب فضائل القرآن، باب فضل سورة الملك، رقم : ۲۸۹۱۔ قال الشيخ البانى: حسن۔ مسند احمد: ۲/ ۲۹۹.

اللہ ﷺ اس وقت تک نہ سوتے جب تک سورۂ الم تنزیل اور سورۂ تبارک الذی تلاوت نہ فرما لیتے۔

(سنن ترمذی، ابواب فضائل القرآن، باب ماجاء فی سورة الملك)

[۲۲۲/۵۷۳]...... أَخْبَرَنَا الْمَخْزُومِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ، وَهُوَ ابْنُ كَيْسَانَ الْيَشْكُرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ، قَالَ......

سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ احْشُدُوا يَقُولُ اجْتَمِعُوا، قَالَ: فَخَرَجَ عَلَيْنَا، فَقَالَ: إِنِّي أَقْرَأُ عَلَيْكُمْ ثُلُثَ الْقُرْآنِ، قَالَ: فَقَرَأَ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ (الإخلاص) حَتَّى خَتَمَهَا لَمْ يَزِدْ عَلَيْهَا، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: سَأَقْرَأُ عَلَيْكُمْ ثُلُثَ الْقُرْآنِ فَلَمْ يَزِدْ عَلَيْهَا، مَا هَذَا إِلَّا بِخَبَرٍ مِنَ السَّمَاءِ فَخَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: إِنِّي كُنْتُ قُلْتُ لَكُمْ سَأَقْرَأُ عَلَيْكُمْ ثُلُثَ الْقُرْآنِ فَإِنَّ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ (الإخلاص) تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگو! جمع ہو جاؤ، پس آپ ہمارے ہاں تشریف لائے تو فرمایا: ''میں تمہیں تہائی قرآن سناتا ہوں۔'' پس آپ نے سورۂ اخلاص پڑھی حتیٰ کہ اسے ختم کیا اور اس پر اضافہ نہ کیا، کسی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں عنقریب تمہیں تہائی قرآن سناؤں گا۔'' آپ نے اس پر اضافہ نہ کیا، اور یہ آسمان سے خبر ہے، پس رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے تو فرمایا: ''میں تمہیں کہتا تھا کہ میں عنقریب تمہیں تہائی قرآن سناؤں گا، کیونکہ سورۂ الاخلاص تہائی قرآن کے برابر ہے۔''

فوائد:...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا سورۂ اخلاص پڑھنے کا ثواب ایک تہائی قرآن کے برابر ہے۔ شاید اس لیے کہ اس سورت میں اللہ تعالیٰ کی توحید کا بیان ہے اور یہ توحید ربوبیت، الوہیت اور اسماء وصفات پر مشتمل ہے۔

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مشرکین نے کہا کہ اے محمد ﷺ! ہمارے لیے اپنے رب کا نسب بیان کیجئے۔ تو اللہ ذوالجلال نے ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ نازل فرمائی۔ (مستدرك حاكم: ۲/ ۵٤٠)

قرآن کے مضامین وموضوعات کے اعتبار سے بھی یہ ثلث قرآن ہے چونکہ قرآن میں توحید مکمل اقسام کے ساتھ ہے اور دوسرے نمبر پر احکام ومسائل ہیں اور تیسرے نمبر پر قصص واخبار ہیں انہی تینوں قسموں میں سورۃ اخلاص مکمل توحید پر مشتمل ہے۔ گویا ایک مرتبہ پڑھنے سے دس پارے پڑھنے کا ثواب ملتا ہے اور اس کو معانی ومفہوم سمجھ کر پڑھنا چاہیے۔

---

① مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب فضل قراء ة قل هو الله احد، رقم: ۸۱۲۔ سنن ترمذی، رقم: ۲۹۰۰۔ مسند احمد: ۲/ ٤۲۹۔ مسند ابی يعلى، رقم: ٦۱۸۰.

تا کہ کامل اجر مل سکے۔

مذکورہ سورۃ کی تلاوت کرنے والوں سے اللہ ذوالجلال محبت رکھتا ہے جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو ایک لشکر کا امیر بنا کر بھیجا وہ نماز میں اپنی قراءت کو قل هو الله احد کے ساتھ ختم کرتا تھا، جب وہ لوگ واپس آئے تو انہوں نے نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کا ذکر کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس سے پوچھو کہ وہ ایسا کیوں کرتا ہے؟'' لوگوں نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا: اس لیے کہ یہ رحمان کی صفت ہے اور مجھے اس کے پڑھنے سے محبت ہے تو نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اسے بتا دو کہ اللہ تعالیٰ اس سے محبت رکھتا ہے۔''

(بخاری، کتاب التوحید، باب ماجاء فی دعا النبی صلی اللہ علیہ وسلم امته الی توحید الله تبارك و تعالی)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((اِنَّ حُبَّهَا اَدْخَلَكَ الْجَنَّةَ)) (بخاری، رقم : ۷۷٤۔ سنن ترمذی، رقم : ۲۹۰۱) ''اس کی محبت نے تجھے جنت میں داخل کر دیا۔''

ان تمام احادیث سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ یہ سورۃ کس قدر اہم ہے۔ دس دفعہ یہ سورت پڑھنے سے جنت میں محل کی بشارت ہے۔

[٤٠١/٥٧٤]...... وَبِهَذَا، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ أَصْغَرَ الْبُيُوتِ مِنَ الْخَيْرِ الْبَيْتُ الصَّغِيرُ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ. ①

اسی سند سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بھلائی سے سب سے زیادہ خالی گھر وہ ہے جو اللہ کی کتاب سے خالی ہے۔''

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ جن گھروں میں اللہ ذوالجلال کی کتاب کی تلاوت نہیں ہوتی، وہ خیر و بھلائی سے خالی گھر ہیں۔ بلکہ وہ ایسے ہیں جس طرح قبرستان ہے۔ جیسا کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((لَا تَجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ مَقَابِرَ ، اِنَّ الشَّيْطَانَ يَنفِرُ مِنَ الْبَيْتِ الَّذِىْ تُقْرَأُ فِيهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ)) (مسلم، رقم : ۷۸۰)...... ''تم اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ، بے شک شیطان اس گھر سے بھاگ جاتا ہے جس میں سورۃ البقرہ کی تلاوت کی جاتی رہے۔''

[٤٣٨/٥٧٥]...... وَبِهَذَا، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ حَلَفَ بِسُورَةٍ مِنَ الْقُرْآنِ فَعَلَيْهِ بِكُلِّ آيَةٍ مِنْهَا يَمِينٌ

اسی سند سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص قرآن کی ایک سورت پر حلف اٹھائے، تو اگر وہ فاجر ہو تو اس پر اس کی ہر آیت کے بدلے میں

---

① مستدرك حاكم: ١/ ٥٦٦۔ مجمع الزوائد: ٧/ ١٦٧۔ مسند الحارث، رقم: ٧٣٢۔ مسند الشاميين، رقم: ٢٣٥٥ .

صَبْرَانِ فَجْرٌ . ①

یمین صبر ہے۔''

[٤٨٧/٥٧٦]...... وَبِهَذَا، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كُلُّ مُسْلِمٍ عَلَى مُسْلِمٍ مُحَرَّمٌ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ الشَّيْطَانَ لَيَخْرُجُ مِنَ الْبَيْتِ يَسْمَعُ سُورَةَ الْبَقَرَةِ، تُقْرَأُ فِيهِ، وَقَالَ: التَّأَنِّي مِنَ اللّٰهِ وَالْعَجَلَةُ مِنَ الشَّيْطَانِ . ②

اسی سند سے رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے، آپؐ نے فرمایا: ''ہر مسلمان دوسرے مسلمان پر حرام ہے، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! شیطان اس گھر سے نکل جاتا ہے جس میں وہ سورۃ البقرہ کی تلاوت سنتا ہے۔'' اور فرمایا: ''صبر اللہ کی طرف سے ہے اور عجلت شیطان کی طرف سے ہے۔''

فوائد:...... (۱) مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر خون، عزت اور مال حرام ہے۔ جیسا کہ دوسری حدیث میں ہے: ((كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهُ وَعِرْضُهُ وَمَالُهُ .))...... ''ہر مسلمان کا دوسرے مسلمان پر اس کا خون، اس کی عزت اور اس کا مال حرام ہے۔''

(۲)...... مذکورہ بالا حدیث سے سورہ بقرہ کی بھی فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ جس گھر میں سورۂ بقرہ کی تلاوت کی جائے، شیطان اس گھر سے بھاگ جاتا ہے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ، جس گھر میں سورۂ بقرہ پڑھی جائے، اس گھر میں شیطان داخل نہیں ہوسکتا۔''

(سنن ترمذی، ابواب فضائل القرآن، باب ماجاء فی سورة البقرة وآية الكرسی)

(۳)...... مذکورہ بالا حدیث سے صبر کی فضیلت بھی ثابت ہوتی ہے کہ یہ اللہ ذوالجلال کی طرف سے ہے۔

(۴)......معلوم ہوا جلد بازی شیطان کی طرف سے ہوتی ہے۔ آہستہ اور سوچ سمجھ کر کام کرنا، اس کی بہت زیادہ فضیلت ہے۔ جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن سرجس المزنی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اچھی وضع قطع اور ٹھہر کر کام کرنا اور میانہ روی نبوت کے چوبیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔'' (سنن ترمذی، رقم : ۲۰۱۰)

معلوم ہوا ہر معاملہ میں تحمل، بردباری اور میانہ روی کو اختیار کرنا چاہیے۔

کیونکہ جتنی جلدی ہوگی اتنا ہی شیطان کا دخل زیادہ ہوگا، البتہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم ماننے میں دیر نہیں کرنی چاہیے۔ کیونکہ ان میں دیر کرنا وقت ضائع کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنا ہے، اگر ایسے کاموں میں دیر کرے گا تو خطرہ ہے کہ بعد میں اللہ ذوالجلال توفیق نہ چھین لے۔ جیسا کہ اللہ ذوالجلال نے فرمایا: ﴿فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ﴾ (المآئدة: ٤٨)...... ''نیکیوں کی طرف آگے بڑھو۔''

---

① سنن کبری بیهقی: ١٠/ ٤٣۔ مسند الشاميين ، رقم: ٢٣٧١۔ اسناده ضعيف .

② مسلم، رقم : ٧٨٠۔ سنن ترمذی، رقم: ٨٧٧۔ عمل اليوم والليلة ، رقم: ٩٦٥۔ مسند احمد: ٢/ ٣٧٧، ٣٧٨، ٣٨٨۔ مسند حمیدی: رقم: ٩٩٤ .

20

كتاب التفسير

قرآن مجید کی تفسیر کا بیان

[۵۷۷/۵۷۷]...... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ لَيْثِ بْنِ أَبِي سُلَيْمٍ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ......

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ قَالَتْ: نَزَلَتْ سُورَةُ الْمَائِدَةِ وَأَنَا آخُذُ بِزِمَامِ الْعَضْبَاءِ، وَكَادَ أَنْ يَنْدَقَّ، عَضُدُهَا مِنْ ثِقَلِهَا. ①

سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا: جب سورۃ المائدہ نازل ہوئی تو میں عضباء (اونٹنی) کی لگام تھامے ہوئے تھی، قریب تھا کہ اس کے بوجھ کی وجہ سے (میرا) بازو کٹ جاتا۔

فوائد: ......انبیاء علیہم السلام کی طرف چار طریقوں سے وحی آئی جبکہ قرآنِ مجید میں تین کا تذکرہ ہے:

﴿ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ﴾ (الشوری: ٥١) ''اور یہ کسی بشر کا مقام نہیں کہ اللہ اس سے کلام کرے مگر ہاں یا تو وحی سے یا کسی دوسرے کے پیچھے سے یا کسی (فرشتے) قاصد کو بھیج دے، سو وہ وحی پہنچا دے اللہ کے حکم سے جو اللہ کو منظور ہوتا ہے۔''

بخاری و مسلم میں ہے، سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حارث بن ہشام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! آپ کے پاس وحی کس طرح آتی ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرے پاس وحی گھنٹی کی آواز کی مانند آتی ہے اور وحی کی یہ قسم میرے لیے سخت تکلیف دہ ہوتی ہے۔ جب وحی بند ہوتی ہے تو میں نے وحی کو یاد کرلیا ہوتا ہے اور کبھی فرشتہ میرے سامنے انسان کی شکل میں آتا ہے، وہ مجھ سے ہم کلام ہوتا ہے اور وہ جو کہتا ہے، میں اسے یاد کر لیتا ہوں۔'' سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا سخت سردی کا دن ہوتا، آپ پر وحی اترتی تھی اور جب

① مسند احمد: ٦/ ٤٥٨. قال الأؤط: حسن لغيره و سنده حسن في الشواهد.

فرشتہ وحی پہنچا کر چلا جاتا تو آپ کی پیشانی سے پسینے کے قطرے گرتے۔ (بخاری، رقم: ۲) انبیاء علیہم السلام کے خواب بھی وحی ہوتے ہیں۔

[٦٣١/٥٧٨]...... اَخْبَرَنَا الْمُؤَمَّلُ ، نَا حَمَّادُ بْنُ سَلِمَةَ......

نَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ: قَرَأْتُ فِي مُصْحَفِ عَائِشَةَ: فَمِنْهَا (رَكُوْعَبَتُهُمْ) وَمِنْهَا يَأْكُلُوْنَ .

عروہ رحمہ اللہ نے بیان کیا، میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے مصحف میں سورۂ یٰسین کی آیت نمبر ۷۲ ﴿فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَمِنْهَا يَأْكُلُوْنَ﴾ کو اس طرح پڑھا: ﴿فَمِنْهَا رَكُوْعَبُتُهُمْ وَمِنْهَا يَأْكُلُوْنَ﴾

فوائد :...... مذکورہ حدیث سے قرآن مجید کی مختلف قرآءتوں کا پتہ چلتا ہے۔ یاد رہے کہ یہ قرآءتیں اُس وقت کے قبائل کی زبانیں تھیں جو قبیلہ جس لفظ کو جیسے یا جس لہجے میں ادا کرتا، قرآن مجید میں وارد لفظ کو بھی اُسی طرح پڑھتا۔ قراءاتِ متواترہ ثابت شدہ ہیں جبکہ قراءاتِ شاذہ غیر ثابت شدہ ہیں۔

[٨٤٩/٥٧٩]...... اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، نَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ اَبِىْ مُلَيْكَةَ، يُحَدِّثُ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لَهٗ: مَا بَلَغَ هَمّ يُوْسُفَ؟ قَالَ: فَوَصَفَ شَيْئًا لَمْ نَحْفَظْهُ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: نَظَرَ يُوْسُفُ فِي سُقُفِ الْبَيْتِ، فَرَاٰى يَعْقُوْبَ عَاضًا عَلٰى يَدِهِ، فَقَالَ لَهٗ: اَتُرِيْدُ اَنْ تَعْمَلَ عَمَلَ السُّفَهَاءِ، وَاَنْتَ مَكْتُوْبٌ فِي الْاَنْبِيَاءِ، فَخَرَجَتْ كُلُّ شَهْوَةٍ كَانَتْ فِيْ جَسَدِهِ، وَخَرَجَ يَسْعٰى نَحْوَ الْبَابِ، فَسَعَتْ وَرَاءَهٗ، وَشَقَّتْ قَمِيْصَهٗ. ①

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ایک آدمی نے ان سے کہا: یوسف علیہ السلام کا قصد کیا تھا؟ پس انہوں نے کچھ بیان کیا لیکن ہم نے اسے یاد نہ کیا، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یوسف علیہ السلام نے گھر کی چھت میں دیکھا، تو انہوں نے یعقوب علیہ السلام کو ان کا ہاتھ تھامے ہوئے دیکھا تو فرمایا: کیا تم نادانوں کا سا عمل کرنا چاہتے ہو جبکہ تمہارا نام تو انبیاء علیہم السلام میں لکھا ہوا ہے، پس (یہ کہنا تھا تو) ہر قسم کی شہوت جو ان کے جسم میں تھی، وہ نکل گئی اور وہ دوڑتے ہوئے باہر دروازے کی طرف آئے اور وہ بھی ان کے پیچھے دوڑی اور ان کی قمیض پھاڑ دی۔

[٨٥٠/٥٨٠]...... اَخْبَرَنَا وَكِيْعٌ، نَا رَافِعُ بْنُ الْجُمَحِيّ......

عَنِ ابْنِ اَبِىْ مُلَيْكَةَ قَالَ: سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ

ابن ابی ملیکہ نے بیان کیا، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے

① تفسير طبرى: ١٢/ ١٨٥ ، ١٨٦ ، ١٨٧ . اسناده صحيح .

عَنْ مَا بَلَغَ مِنْ هَمِّ يُوْسُفَ؟ قَالَ: حَلَّ الْهَمْيَانَ فَنُوْدِيَ فَلَمْ يُسْمَعْ، فَقِيْلَ لَهُ: يَا ابْنَ يَعْقُوْبَ: أَتُرِيْدُ اَنْ تَزْنِيَ، فَتَكُوْنَ كَالطَّيْرِ، يَنْتِفُ رِيْشَهُ فَـلَا رِيْشَ لَهُ. ①

یوسف علیہ السلام کے ''قصہ'' کے متعلق پوچھا گیا کہ وہ کیا تھا؟ (کس حد تک پہنچ گیا تھا) انہوں نے فرمایا: انہوں نے ازار بند کھول لیا تھا، تو انہیں آواز دی گئی جو سنی نہیں گئی تھی، تو ان سے کہا گیا: ابن یعقوب! کیا تم زنا کرنے کا ارادہ رکھتے ہو؟ تم اس پرندے کی طرح ہو جاؤ گے جو اپنے بال نوچ لیتا ہے اور پھر اس کا کوئی بال نہیں ہوتا۔''

فوائد: ...... (۱) ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ لَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَ هَمَّ بِهَا لَوْ لَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَ الْفَحْشَآءَ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ﴾ (یوسف: ٢٤) ......''اس عورت نے یوسف کی طرف قصد کیا اور یوسف اس کا قصد کرتے، اگر وہ اپنے پروردگار کی دلیل نہ دیکھتے۔ یونہی ہوا اس واسطے کہ ہم اس سے برائی اور بے حیائی دور کر دیں، بیشک وہ ہمارے چنے ہوئے بندوں میں سے تھا۔''

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے مختلف اقوال نقل کیے ہیں: سیّدنا یوسف علیہ السلام نے اپنے باپ یعقوب علیہ السلام کو اس وقت دیکھا۔

(۲)......اپنے سردار کی خیالی تصویر سامنے آ گئی۔

(۳)......آپ کی نظر چھت کی طرف اٹھی تو دیکھا آیت: ﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا وَسَاءَ سَبِيْلًا﴾ لکھی تھی۔ بہرحال کوئی بھی ایسی چیز اللہ ذوالجلال کی طرف سے دکھائی گئی جس کو دیکھ کر آپ علیہ السلام نفس کے داعیے کو دبانے اور ردّ کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ اللہ ذوالجلال نے حفاظت فرمائی، اسی طرح اللہ ذوالجلال اپنے نبیوں اور ولیوں کی حفاظت فرماتے ہیں۔

[٥٨١/٨٥١]...... اَخْبَرَنَا اَبُوْ الْوَلِيْدِ، نَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ......

عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ قَالَ: سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ الْوَلَدَانِ اَفِي الْجَنَّةِ هُمْ؟ قَالَ: حَسْبُكَ مَا اخْتَصَمَ فِيْهِ مُوْسَى وَالْخَضِرَ. ②

ابن ابی ملیکہ نے بیان کیا، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بچوں کے متعلق پوچھا گیا: کیا وہ جنت میں ہوں گے؟ انہوں نے فرمایا: اس بارے میں موسیٰ وخضر علیہما السلام نے بحث ومباحثہ کیا، وہ تمہارے لیے کافی ہے۔

فوائد: ......سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا اشارہ اس آیت کی طرف تھا: ﴿فَانْطَلَقَا حَتّٰى اِذَا لَقِيَا غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ قَالَ اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ﴾ (الکهف: ٧٤) ......''پھر دونوں (سیّدنا موسیٰ اور سیّدنا خضر علیہما السلام) چلے

---

① اسناده صحيح، تفسير طبرى: ١٢/ ١٨٣۔ تفسير الدر المنثور: ٤/ ٥٢٠.

② مستدرك حاكم: ٢/ ٤٠١۔ اسناده صحيح.

یہاں تک کہ ایک لڑکے کو پایا، اس نے اسے مار ڈالا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ کیا آپ نے ایک پاک جان کو بغیر کسی جان کے عوض مار ڈالا؟'' تو سیّدنا خضر علیہ السلام نے فرمایا: ﴿وَ اَمَّا الْغُلٰمُ فَکَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَیْنِ فَخَشِیْنَآ اَنْ یُّرْهِقَهُمَا طُغْیَانًا وَّ کُفْرًاO﴾ (الکھف: ۸۰) ......''اور اس لڑکے کے ماں باپ ایمان والے تھے، ہمیں خوف ہوا کہ کہیں یہ انہیں اپنی سرکشی اور کفر سے عاجز و پریشان نہ کردے۔''

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ حقیقت تو اللہ ذوالجلال ہی جانتے ہیں کہ بچے نے بڑے ہو کر نیک بننا تھا یا برا، کیونکہ سیّدنا خضر علیہ السلام کو اللہ ذوالجلال کی طرف سے علم دیا گیا تھا۔ صحیح روایت سے ثابت ہے کہ مسلمانوں کے بچے جنت میں جائیں گے۔

[۸۵۲/۵۸۲]...... اَخْبَرَنَا وَکِیْعٌ، نَا سُفْیَانُ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ ابْنِ اَبِی مُلَیْکَةَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: ﴿وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِنْ اَهْلِهَا﴾، قَالَ: کَانَ مِنْ خَاصَّةِ الْمَلِكِ.

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ''اس کے اہل میں سے ایک گواہ نے گواہی دی۔'' کی تفسیر میں فرمایا: وہ بادشاہ کا کوئی خاص شخص تھا۔

[۸۵۳/۵۸۳]...... اَخْبَرَنَا وَکِیْعٌ، نَا اِسْرَائِیْلُ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ عِکْرِمَةِ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: کَانَ ذَا لِحْیَةٍ. ①

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: وہ داڑھی والا تھا۔

[۸۵٤/۵۸٤]...... اَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ، نَا اِسْرَائِیْلُ، بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ. ②

عبدالرزاق نے بیان کیا، اسرائیل (ابن یونس بن ابی اسحٰق) نے اس اسناد سے اسی مثل ہمیں خبر دی۔

[۸۹۲/۵۸۵]...... اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، نَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ مُجَاهِدٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ سَجْدَةِ (صٓ) قَالَ: تَوْبَةُ عَبْدٍ، اَوْ تَوْبَةُ نَبِیٍّ، فَاَمَرَ اللّٰهُ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّقْتَدِیَ بِهٖ. ③

مجاہد رحمہ اللہ نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سورۂ صٓ کے سجدے کے بارے میں روایت کیا، انہوں نے کہا: بندے کی توبہ یا نبی کی توبہ ہے۔ پس اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم فرمایا کہ وہ اس کی اقتدا کریں۔

فوائد: ......سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ: ﴿اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ هَدَی اللّٰهُ فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ﴾ (الانعام: ۹۰) ......''یہی لوگ ایسے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی تھی، سو آپ بھی

---

① اسناده ضعیف۔ درالمنثور: ٤/ ٥٢٦. ② انظر ما قبله.

③ بخاری، کتاب الانبیاء، باب واذکر عبدنا داؤد الخ، رقم: ٣٤٢١۔ سنن ترمذی، ابواب السفر، باب السجده صٓ، رقم: ٥٧٧۔ سنن کبری بیهقی: ٢/ ٣١٩.

ان ہی کے طریق پر چلیے۔'' لہٰذا ہمیں بھی سجدہ کرنا چاہیے۔ جیسا کہ دوسری روایت سے سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے موقف کی وضاحت ہوتی ہے۔ سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، سورہ صٓ کا سجدہ لازم نہیں ہے۔ لیکن میں نے نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں سجدہ کیا کرتے تھے۔ (بخاری، رقم : ۱۰۶۹۔ سنن ابوداود، رقم : ۱۴۰۹)

[۵۸۶/۸۹۸]...... اَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرِ بْنِ حَازِمٍ، حَدَّثَنِیْ اَبِیْ قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْحَاقَ يُحَدِّثُ قَالَ: حَدَّثَنِیْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ اَبِیْ نُجَيْحٍ، عَنْ عَطَاءٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: اِفْتَرَضَ (اللّٰهُ) عَلَيْهِمْ اَنْ يُّقَاتِلَ الْوَاحِدُ الْعَشْرَةَ، فَثَقُلَ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ، وَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ، فَوَضَعَ اللّٰهُ عَنْهُمْ ذٰلِكَ اِلٰی اَنْ يُّقَاتِلَ الْوَاحِدُ الرَّجُلَيْنِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ﴾ تَلَا اِلٰی قَوْلِهٖ اِلٰی آخِرِ الْآيَاتِ ثُمَّ قَالَ: ﴿لَوْ لَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾ يَعْنِیْ غَنَائِمَ بَدْرٍ، يَقُوْلُ: لَوْلَا اِنِّیْ لَا اُعَذِّبُ مَنْ عَصَانِیْ حَتّٰی اَتَقَدَّمَ اِلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّمَنْ فِیْٓ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰٓی اِنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ فِیْ قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا﴾ الآية . قَالَ الْعَبَّاسُ: فِیَّ نَزَلَتْ، حِيْنَ اَخْبَرْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاِسْلَامِیْ، وَسَاَلْتُهٗ اَنْ لَّا يُحَاسِبُنِیْ بِالْعِشْرِيْنَ اَوْقِيَةِ الَّتِیْ اَخَذَتْ مِنِّیْ، فَاَعْطَانِیْ عِشْرِيْنَ عَبْدًا، كُلُّهُمْ قَدْ تَاَجَّرَ بِمَالٍ فِیْ يَدِهٖ، مَعَ مَا اَدَّخَرَهٗ مِنْ مَّغْفِرَةِ اللّٰهِ . ①

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، اللہ نے ان پر فرض کیا کہ ایک دس سے قتال کرے، پس یہ ان پر گراں گزرا اور مشکل ہوگیا، تو اللہ نے اس (مشقت، بوجھ) کو ان سے دور کر دیا اور یہ حکم دیا کہ ایک دو سے قتال و مقابلہ کرے، تو اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی: ''اگر تم میں صبر کرنے والے بیس ہوں گے تو وہ دو سو پر غالب آئیں گے۔'' اور پھر آیات کے آخر تک تلاوت فرمائی۔ پھر فرمایا: ''اگر اللہ کا حکم پہلے سے طے شدہ نہ ہوتا تو جو کچھ تم نے لیا ہے، اس پر تمہیں سخت ترین سزا ملتی۔'' یعنی غزوۂ بدر کے اموال غنیمت، وہ فرماتا ہے: میرا دستور ہے کہ میں اپنی نافرمانی کرنے والے کو سزا نہیں دیتا حتیٰ کہ میں اسے پیشگی انتباہ کرتا ہوں، پھر فرمایا: ''اے نبی! آپ کے قبضے میں جو بھی قیدی ہیں، ان سے کہہ دیجئے کہ اگر اللہ کو معلوم ہوگا کہ تمہارے دلوں میں کوئی نیکی ہے۔'' سیدنا عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ آیت میرے متعلق نازل ہوئی جس وقت میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اسلام کے متعلق خبر دی، اور ان سے درخواست کی کہ آپ نے مجھ سے جو بیس اوقیہ لیے ہیں، ان کے بدلے میں میرا محاسبہ نہ کریں، پس

① بخاری، کتاب التفسیر، باب یا ایها النبی حرض المومنین الخ، رقم: ٤٦٥٢۔ سنن ابوداود، رقم: ٢٦٤٦۔ سنن کبری بیهقی: ٩/ ٧٦۔ صحیح ابن حبان، رقم: ٤٧٧٣ .

آپؐ نے مجھے بیس غلام دے دیئے، ان سب نے اس مال سے تجارت کی جو کہ آپ کے قبضے میں تھا، اور اس کے ساتھ ساتھ اللہ کی طرف سے مغفرت کو ذخیرہ کیا۔

فوائد: ...... مذکورہ روایت کے پہلے حصے کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَاَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ وَ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ يَّغْلِبُوْا اَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَo اَلْئٰنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَ عَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ وَ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَo﴾ (الانفال: ٦٥،٦٦)

''اے نبی! ایمان والوں کو جہاد کا شوق دلاؤ، اگر تم میں بیس صبر کرنے والے ہوں گے تو وہ دوسو پر غالب رہیں گے اور اگر تم میں ایک سو ہوں گے تو ایک ہزار کافروں پر غالب رہیں گے، اس واسطے کہ وہ بے سمجھ لوگ ہیں۔ اب اللہ تمہارا بوجھ ہلکا کرتا ہے، وہ خوب جانتا ہے کہ تم میں ناتوانی ہے۔ پس اگر تم میں سے ایک سو صبر کرنے والے ہوں گے تو وہ دوسو پر غالب رہیں گے۔ اور اگر تم میں ایک ہزار ہوں گے تو وہ اللہ کے حکم سے دو ہزار پر غالب رہیں گے، اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔''

روایت کا دوسرا حصہ: جنگ بدر میں ستر کافر مارے گئے اور ستر ہی قیدی بنا لیے گئے۔ کیونکہ یہ کفر واسلام کا پہلا معرکہ تھا، اس لیے قیدیوں کے بارے میں کیا طرز عمل اختیار کیا جائے؟ ان کی بابت احکام پوری طرح واضح نہیں تھے تو رسول اللہ ﷺ نے ان ستر قیدیوں کے متعلق سیّدنا ابوبکر، سیّدنا عمر اور سیّدنا علی رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا کہ ان قیدیوں کا کیا کیا جائے؟ تو سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے نبی ﷺ! ہم ایک دوسرے کے چچا زاد اور رشتہ دار ہیں۔ لہٰذا میری رائے تو یہ ہے کہ آپ ان سے فدیہ لے لیں، اس سے فائدہ یہ ہوگا کہ اس مال سے کافروں کے مقابلے میں ہماری دفاعی قوت مضبوط ہوگی۔ دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ ممکن ہے اللہ ان قیدیوں کو اسلام کی طرف لا کر ہدایت سے نواز دے۔

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مشورہ لیا تو انہوں نے یہ مشورہ دیا کہ کفر کی قوت وشوکت توڑنے کے لیے ضروری ہے ان قیدیوں کو قتل کر دیا جائے کیونکہ یہ کفر اور کافروں کے سرغنے ہیں۔ یہ آزاد ہو کر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازشیں کریں گے۔ بہرحال رسول اللہ ﷺ نے سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رائے کو پسند فرمایا اور فدیہ لے کر انہیں چھوڑ دیا۔ تو اللہ ذوالجلال نے یہ آیات نازل فرمائیں:

﴿مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌo لَوْ لَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌo﴾

(الانفال: ٦٧،٦٨)

''نبی کے ہاتھ میں قیدی نہیں چاہئیں، جب تک کہ ملک میں اچھی خونریزی کی جنگ نہ ہوجائے تم تو دنیا کا مال چاہتے ہو اور اللہ کا ارادہ آخرت کا ہے۔ اور اللہ زور آور باحکمت ہے۔ اگر پہلے ہی سے اللہ کی طرف سے بات لکھی ہوئی نہ ہوتی تو جو کچھ تم نے لیا ہے، اس بارے میں تمہیں کوئی بڑی سزا ہوتی۔''

یعنی اللہ ذوالجلال چاہتے تھے کہ قیدی بنانے میں جلدی نہ کی جاتی، بلکہ کافروں کو تہ تیغ کر کے خوب خون ریزی کی جاتی تو اس کے بعد ﴿فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً﴾ (محمد: ٤) ''احسان کر کے چھوڑ نا یا فدیہ لے کر چھوڑ نا بعد کی باتیں ہیں۔''

﴿لَوْ لَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾ (الانفال: ٦٨)

مفسرین لکھتے ہیں: اس کا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کے لیے مالِ غنیمت حلال تھا، اگرچہ پہلی امتوں کے لیے حلال نہیں تھا، اگر تمہارے لیے تقدیر میں حلال نہ لکھا ہوتا تو جو تم نے فدیہ لے کر چھوڑا ہے، اس کی وجہ سے تمہیں عذاب عظیم پہنچتا۔ روایت کا تیسرا اور آخری حصہ: سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ مسلمان تھے۔ لیکن مکہ مکرمہ میں رہتے تھے اور ابھی تک انہوں نے اپنے اسلام کا اظہار بھی واضح طور پر نہیں کیا تھا، غزوۂ بدر میں قیدی بن کر آئے۔ تو سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے اسلام کا اظہار کیا تو اللہ ذوالجلال نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِيْٓ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰٓى اِنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّآ اُخِذَ مِنْكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ (الانفال: ٧٠) ......

''اے نبی! اپنے ہاتھ تلے کے قیدیوں سے کہہ دو کہ اگر اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں نیک نیتی دیکھے گا تو جو کچھ تم سے لیا گیا ہے اس سے بہتر تمہیں دے گا اور پھر تمھارے گناہ بھی معاف فرمائے گا۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔''

سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کو اللہ ذوالجلال نے دنیوی مال و دولت سے بعد میں خوب نوازا۔

[٥٨٧/٩٦٤]...... اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ وَيَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَا: نَا اِسْرَائِيْلُ، عَنْ سِمَاكِ ابْنِ حَرْبٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا فَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قِتَالِ بَدْرٍ، قِيْلَ لَهُ: عَلَيْكَ الْعَيْرَ لَيْسَ دُوْنَهَا شَيْءٌ، فَنَادَاهُ الْعَبَّاسُ وَهُوَ فِيْ وِثَاقِهٖ: اِنَّهُ لَا يُصْلِحُ لَكَ، قَالَ: لِمَ؟ قَالَ: لِاَنَّ اللّٰهَ وَعَدَكَ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ، وَقَدْ اَنْجَزَ لَكَ مَا وَعَدَكَ. ①

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قتال بدر سے فارغ ہوئے تو آپ سے کہا گیا: آپ اس تجارتی قافلے کو لازم رکھیں، اس کے سوا کوئی چیز نہیں، تو سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے انہیں آواز دی، جبکہ وہ اپنے بندھن میں تھے (ان کو رسی کے ساتھ باندھا گیا تھا) کہ وہ آپ کے لیے درست نہیں، فرمایا: کس لیے (درست نہیں)؟ فرمایا: کیونکہ اللہ نے آپ سے دو میں سے ایک جماعت کا وعدہ کیا تھا، اس نے آپ سے جو وعدہ کیا تھا، وہ آپ سے پورا فرمایا۔

① سنن ترمذی، ابواب التفسیر، باب ومن سورة الانفال، رقم: ٣٠٨٠۔ قال الشيخ الالبانی: ضعيف.

21

کتاب الانبیاء

انبیاء علیہم السلام کا بیان

[۸۸۰/۵۸۸]...... اَخبرَنَا یَحْیی بْنُ آدَمَ، نَا اِسْرَائِیْلُ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْمُغِیْرَةَ الثَّقَفِیِّ، عَنْ مُجَاهِدٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: رَأَیْتُ اِبْرَاهِیْمَ وَمُوْسٰی وَعِیْسٰی فَاَمَّا عِیْسٰی: فَعَرِیْضُ الصَّدْرِ وَاَمَّا مُوْسٰی: فَآدَمُ سِبْطٌ، کَانَ مِنْ رِجَالِ الزَّطِّ، فَقِیْلَ لَهٗ: فَاِبْرَاهِیْمُ؟ قَالَ: شِبْهُ صَاحِبِکُمْ. ①

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کو دیکھا: عیسیٰ علیہ السلام چوڑے/ کشادہ سینے والے تھے، جبکہ موسیٰ علیہ السلام گندمی رنگت والے دراز قد تھے، اور وہ زط قبیلے کے افراد میں سے تھے۔'' آپ سے عرض کیا گیا: تو ابراہیم علیہ السلام؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ تمہارے ساتھی (آپ صلی اللہ علیہ وسلم) کے مشابہ ہیں۔''

فوائد: ...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج والی رات مختلف انبیاء علیہم السلام سے آسمانوں پر ملاقات کی۔ سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات دوسرے آسمان پر ہوئی۔

(مسلم، کتاب الایمان، باب الاسراء برسول الله، رقم : ۱۶۲)

بخاری شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((رَاَیْتُ عِیْسٰی رَجُلًا مَرْبُوْعًا مَرْبُوْعَ الْخَلْقِ اِلَی الْحُمْرَةِ وَالْبَیَاضِ فِی سَبْطِ الرَّأْسِ.)) (بخاری، کتاب بدء الخلق، رقم : ۳۲۳۹) ...... ''میں نے سیّدنا

① بخاری، کتاب الانبیاء، باب واذکر فی الکتاب مریم الخ۔ مسند احمد: ۱/ ۲۷۷۔ طبرانی کبیر: ۱۱/ ۶۴، رقم: ۱۱۰۵۷.

عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا درمیانہ قد، میانہ جسم، رنگ سرخ اور سفید، سر کے بال سیدھے تھے۔''

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام سے چھٹے آسمان پر ملاقات ہوئی۔ (بخاری: ۳۸۸۷)

نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((لَيْلَةً أُسْرِيَ بِي رَأَيْتُ مُوْسٰى وَإِذَا هُوَ رَجُلٌ ضَرْبُ رَجُلٍ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوْءَةِ.)) (بخاری، کتاب الانبیاء، رقم : ۳۳۹٤۔ ۳۳۹٦) ''معراج کی رات میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا، وہ دبلے پتلے اور سیدھے بالوں والے آدمی تھے جیسا کہ قبیلہ شنوءہ کے آدمی ہوتے ہیں۔''

ساتویں آسمان پر سیّدنا ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات کی۔ (بخاری، کتاب المناقب، رقم: ۳۸۸۷)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((وَأَنَا أَشْبَهُ وُلْدِ إِبْرَاهِيْمَ بِهِ.)) (بخاری، رقم : ۳۳۸٤)

[۵۸۹/۸۸۱]...... أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ......

نَا سُفْيَانُ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ، وَقَالَ: أَمَّا عِيْسٰى: (فَجَعْدٌ) أَحْمَرُ، عَرِيْضُ الصَّدْرِ، وَقَالَ: فَأَشْبَهُ صَاحِبُكُمْ، يَعْنِيْ نَفْسَهُ. ①

سفیان ثوری نے اس اسناد سے اسی مثل روایت کیا ہے، اور فرمایا: عیسیٰ علیہ السلام سرخ رنگت والے میانہ قد تھے، اور فرمایا: وہ (ابراہیم علیہ السلام) تمہارے ساتھی یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہیں۔

[۵۹۰/۸۸۲]...... أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، وَإِسْرَائِيْلُ، عَنْ أَبِيْ يَحْيَى الثِّقَاتِ، عَنْ مُجَاهِدٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخِذَ رَجُلٍ، فَقَالَ لَهُ: غَطِّ فَخِذَكَ فَإِنَّ فَخِذَ الرَّجُلِ مِنْ عَوْرَتِهِ. ②

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کی ران دیکھی تو اسے فرمایا: ''اپنی ران کو ڈھانپو، کیونکہ آدمی کی ران اس کے ستر میں سے ہے۔''

فوائد: ...... بخاری شریف میں ہے سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (جنگ خیبر میں) اپنی ران کھولی۔ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سند کے اعتبار سے زیادہ صحیح ہے۔

(بخاری، کتاب الصلاۃ قبل الحدیث، رقم : ۳۷۱)

پہلی روایت قول ہے اور دوسری فعل، جہاں قول اور فعل میں بظاہر تضاد نظر آئے، وہاں قول کو ترجیح دی جائے گی۔

علامہ شوکانی رحمہ اللہ نے کہا کہ ران کا شرمگاہ میں داخل ہونا صحیح ہے اور دلائل سے ثابت ہے، مگر ناف اور گھٹنا ستر میں داخل نہیں ہیں۔ امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا: اکثر علماء کرام اس کے قائل ہیں کہ ران شرمگاہ میں داخل ہے۔

امام احمد اور امام مالک رحمہما اللہ کا موقف ہے کہ قبل اور دبر شرمگاہ میں داخل ہے۔ ران شرمگاہ میں داخل نہیں ہے۔ اہل ظاہر اور ابن جریر وغیرہ کا یہی مسلک ہے۔ مگر حق یہ ہے کہ ران بھی شرمگاہ میں داخل ہے۔ (نیل الاوطار: ۲/ ٦۲)

راجح یہی معلوم ہوتا ہے کہ ران ستر میں شامل ہے۔ لہٰذا کھیل وغیرہ کے وقت لمبا جانگیا پہنا جائے۔

---

① انظر ما قبله . ② سنن ابوداود، کتاب الحمام، باب النهی عن التعری، رقم: ٤٠١٤ قال الالبانی: صحیح۔ سنن ترمذی، رقم: ۲۷۹٦۔ مسند احمد: ۱/ ۲۷۵ .

22

كتاب النكاح والطلاق

نکاح اور طلاق کے احکام ومسائل

[۹/۵۹۱]...... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا كَانَتِ الْمَرْأَةُ هَاجِرَةً لِفِرَاشِ زَوْجِهَا لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتَّى تَرْجِعَ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: ''جب عورت اپنے شوہر کے بستر سے ناطہ توڑ لیتی ہے، تو فرشتے اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں حتیٰ کہ وہ لوٹ آئے۔''

[۲۰۲/۵۹۲]...... أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، وَوَكِيعٌ، قَالَا حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا دَعَا أَحَدُكُمُ امْرَأَتَهُ عَلَى فِرَاشِهِ فَأَبَتْ فَبَاتَ غَضْبَانًا لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتَّى تُصْبِحَ. ②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی اپنی اہلیہ کو بستر پر بلائے اور وہ انکار کر دے اور وہ الگ (ناراض) رات بسر کرے تو صبح ہونے تک فرشتے اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔''

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا عورت کے لیے خاوند کی اطاعت کرنا ضروری ہے۔ بستر سے ناطہ

① بخاری، کتاب النكاح، باب اذا باتت المرأة ...... ۵۱۸۳۔ مسلم، کتاب النكاح، باب تحريم امتناعها من فراش زوجها: رقم: ١٤٣٦۔ دارمی، رقم: ٢٢٢٨۔ صحيح ابن حبان، رقم: ٤١٧٤.

② بخاری، کتاب بدء الخلق، باب اذا قال احدكم والملائكة الخ، رقم: ٣٢٣٧۔ مسلم، کتاب النكاح، باب تحريم امتناعها من فراش زوجها، رقم: ١٤٣٦.

توڑ لینے کا مطلب یہ ہے کہ رات کو اس کے ساتھ نہ سونا یا ہم بستری کے لیے بلائے تو انکار کر دے۔

تاہم اگر کوئی شرعی عذر ہو تو انکار جائز ہے، خاوند کو بھی اس بات کا خیال رکھنا چاہیے۔ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عورت کا حالت حیض میں ہونا انکار کے لیے شرعی عذر نہیں، کیونکہ ایسی حالت میں مرد کو لباس کے اوپر سے مباشرت کا حق ہے۔ (شرح النووی: ۱۰/ ۸،۷) لیکن اگر شرعی عذر نہ ہو تو انکار کی صورت میں غضب الٰہی کی مستحق قرار پائے گی اور ایسی عورتیں فرشتوں کی لعنت کی بھی مستحق ہوں گی۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو قسم کے لوگوں کی نماز ان کے سروں سے اوپر تجاوز نہیں کرتی، مفرور غلام یہاں تک کہ وہ اپنے مالکوں کے پاس پلٹ کر نہ چلا جائے اور خاوند کی نافرمانی کرنے والی عورت یہاں تک کہ وہ (اس کی طرف) لوٹ آئے۔'' (مجمع الزوائد: ٤/ ٣١٣)

[٥٩٣/٥٨١]...... أَخْبَرَنَا الْمُلَائِيُّ الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي غَنِيَّةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُهَاجِرِ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَسْمَاءَ ابْنَةِ يَزِيدَ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ سِرًّا، فَإِنَّ قَتْلَ الْغَيْلِ يُدْرِكُ الْفَارِسَ فَيُدَعْثِرُهُ عَنْ فَرَسِهِ. ①

سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''اپنی اولاد کو خفیہ طور پر قتل نہ کرو، کیونکہ غیلہ (دودھ پلانے والی عورت سے ہم بستر ہونا) گھڑ سوار پر بھی اثر انداز ہوتا ہے اور اسے گھوڑے سے گرا دیتا ہے۔''

فوائد: ...... صحیح مسلم میں ہے: سیّدہ جدامہ بنت وہب اسدیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ''میں نے چاہا کہ تمہیں غیلہ (دودھ پلانے والی عورت سے ہم بستر ہونے) سے منع کر دوں۔ میں نے دیکھا کہ اہل فارس اور اہل روم غیلہ کرتے ہیں تو ان کے بچے نہیں مرتے (ان کے بچوں کو نقصان نہیں ہوتا۔)'' (مسلم، کتاب النکاح، باب جواز الغیلة)

امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا: غیلہ یہ ہے کہ جس زمانے میں عورت بچے کو دودھ پلاتی ہو، اس کا شوہر اس سے مباشرت کرے۔ (سنن ابوداود، رقم: ۳۸۸۲) معلوم ہوا ایامِ رضاعت میں بیوی سے ہم بستری کرنا جائز ہے۔

[٥٩٤/٦٥٥]...... أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ......

عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ، عَنْ

عمرو بن میمون بن مہران نے اپنے والد سے روایت کیا،

① سنن ابوداود، کتاب الطب، باب فی الغیل، رقم: ۳۸۸۱ قال الالبانی: ضعیف۔ سنن ابن ماجه، کتاب النکاح، باب الغیل، رقم: ۲۰۱۲۔ مسند احمد: ٦/ ٤٥٧.

أَبِيهِ قَالَ: كَانَتْ أُمُّ كُلْثُومٍ بِنْتِ عُقْبَةَ تَحْتَ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ، قَالَ: فَخَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ وَقَدْ ضَرَبَهَا الطَّلْقُ فَكَتَمَتْهُ فَقَالَتْ: طَيِّبْ نَفْسِي بِتَطْلِيقَةٍ فَطَلَّقَهَا، فَرَجَعَ وَقَدْ وَضَعَتْ، فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ، فَقَالَ: بَلَغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ، اخْطِبْهَا إِلَى نَفْسِهَا، فَقَالَ: مَا لَهَا خَدَعَتْنِي خَدَعَهَا اللّٰهُ. ①

انہوں نے کہا: ام کلثوم بنت عقبہ، زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں، وہ نماز کے لیے چلے گئے، اور ان (اہلیہ) کو دردِ زہ شروع ہوگئی اور اسے چھپائے رکھا، انہوں نے کہا: ایک طلاق دے کر میرا دل خوش کر دیجئے، پس انہوں نے ایک طلاق دے دی، وہ (نماز پڑھ کر) واپس آئے تو انہوں نے بچے کو جنم دے دیا تھا، پس وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ سے مسئلہ دریافت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ کے قانون کے مطابق مقررہ وقت پورا ہو چکا، اسے پیغام نکاح دو۔'' انہوں نے کہا: اس نے مجھے دھوکہ دیا، اللہ اسے دھوکہ دے۔

فوائد: ......ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ (الطلاق: ٤) ...... ''حاملہ عورتوں کی عدت وضع حمل ہے۔''

مطلقہ عورت کی عدت تین حیض ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ الْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ﴾ (البقرة: ٢٢٨) ...... ''مطلقہ عورتیں اپنے آپ کو تین حیض تک روکے رکھیں۔''

سیّدنا زبیر رضی اللہ عنہ نے رجعی طلاق دی تھی، کیونکہ پہلی اور دوسری طلاق رجعی ہوتی ہے۔ تیسری میں اختیار ختم ہوجاتا ہے۔ رجعی طلاق کی عدت وضع حمل یا تین حیض ہے۔ اگر ان سے پہلے پہلے رجوع کر لیں تو ٹھیک ہے۔ اگر بعد میں کریں تو دوبارہ نکاح کرنا ہوگا اور وہ بھی اگر عورت پسند کرے گی تو ہوگا ورنہ نہیں ہوگا۔ اسی طرح وضع حمل پر خاوند کی وفات کی عدت بھی ختم ہوجاتی ہے۔

[٥٩٥/٩٩]...... أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ كَانَتْ لَهُ امْرَأَتَانِ فَمَالَ مَعَ إِحْدَاهُمَا عَلَى

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص کی دو بیویاں ہوں اور وہ ان میں سے ایک کو چھوڑ کر دوسری کی طرف میلان رکھے

① سنن ابن ماجه، كتاب الطلاق، باب المطلقة الحامل الخ، رقم: ٢٠٢٦۔ قال الشيخ الالبانی: صحيح۔ سنن كبرى بيهقی: ٧/ ٤٢١.

الْأُخْرَى جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَحَدُ شِقَّيْهِ سَاقِطٌ . ①

تو وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کا ایک پہلو ساقط ہوگا۔“

فوائد: ......شریعت نے ایک آدمی کو چار عورتیں بیک وقت رکھنے کی اجازت دی ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ اِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً﴾ (النسآء: ٣)......”جو بھی تمہیں اچھی لگیں تم ان سے نکاح کر لو، دو دو تین تین چار چار سے لیکن اگر تمہیں برابری نہ کر سکنے کا خوف ہو تو ایک ہی کافی ہے۔“

معلوم ہوا کہ ایک سے زیادہ نکاح کرتے ہیں تو انصاف ضروری ہے، لیکن اگر دل کا میلان ایک کی طرف زیادہ ہو جیسا کہ حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ (اپنی ازواج مطہرات کے مابین) ایام تقسیم کرتے اور عدل کرتے اور فرمایا کرتے ”اے اللہ! یہ میری تقسیم ہے جو میرے بس میں ہے اور اس بات میں مجھے ملامت نہ فرمانا جس کا تو مالک ہے اور میرا اس پر اختیار نہیں۔“ (سنن ابوداؤد، رقم : ٢١٣٤)

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس سے مراد دل (کا میلان) ہے۔ معلوم ہوا کہ قلبی میلان کی کمی بیشی میں گرفت نہیں ہوگی۔ لیکن محبوب بیوی کی محبت کی وجہ سے دوسری بیوی کے حقوق میں کمی کوتاہی کرنا جرم ہے۔ اللہ ذوالجلال کا فرمان ہے: ﴿فَلَا تَمِیْلُوْا کُلَّ الْمَیْلِ فَتَذَرُوْهَا کَالْمُعَلَّقَةِ﴾ (النسآء: ١٢٩)......”ایک کی طرف مائل ہو کر دوسری کو لٹکتی ہوئی نہ چھوڑو۔“

[٥٩٦/١١٧]...... أَخْبَرَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ عَوْفًا الأَعْرَابِيَّ، يُحَدِّثُ عَنْ خِلَاسِ بْنِ عَمْرٍو الْهَجَرِيِّ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَوْلَا بَنُو إِسْرَائِيلَ لَمْ يَخْنَزِ اللَّحْمُ وَلَمْ يَخْبُثِ الطَّعَامُ وَلَوْلَا حَوَّاءُ لَمْ تَخُنْ أُنْثَى زَوْجَهَا . ②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بنی اسرائیل نہ ہوتے تو گوشت سڑا کرتا (بدبودار ہوتا) نہ کھانا خراب ہوا کرتا، اور اگر حواء علیہا السلام نہ ہوتیں تو عورت اپنے شوہر سے بے وفائی (دغا) نہ کرتی۔“

فوائد: ......مطلب یہ ہے کہ (سلویٰ) گوشت جمع کرنے کی عادت بنی اسرائیل میں پیدا ہوئی، اگر وہ یہ

---

① سنن ابوداود، كتاب النكاح، باب فی القسم بين النساء، رقم: ٢١٣٣۔ سنن نسائی، كتاب عشرة النساء، رقم: ٣٩٤٢۔، قال الشيخ الالبانی: صحيح۔ سنن دارمی، رقم: ٢٢٠٦۔ مسند احمد: ٢/ ٢٩٥.

② بخاری، كتاب الانبياء، باب سورة اعراف، رقم: ٣٣٩٩۔ مسلم، كتاب الرضاع، باب لولا حواء لم تخن الخ، رقم: ١٤٧٠۔ مسند احمد: ٢/ ٣٠٤.

عادت نہ اپناتے، بلکہ بروقت کھا لیتے ذخیرہ نہ کرتے تو گوشت سڑنے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا۔ مذکورہ حدیث کا دوسرا حصہ ہے: اگر حواء نہ ہوتیں تو عورت اپنے شوہر سے بے وفائی نہ کرتی۔

مطلب یہ کہ جب شیطان نے سیدہ حواء علیہا السلام کے سامنے ممنوعہ درخت کی فضیلت بیان کی تو سیدہ حواء علیہا السلام نے شیطان ملعون کی بات میں آ کر اس کی بات کو مان لیا اور پھر سیدنا آدم علیہ السلام کو بھی اس درخت کی خوبیاں بیان کیں تو وہ بھی مان گئے۔ اسی کو خیانت سے تعبیر کیا گیا ہے جبکہ ہماری کوئی اور بے وفائی یا دغا مراد نہیں۔

[۱۲٦/۵۹۷]...... أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنِ الطُّفَاوِيِّ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تُبَاشِرِ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ، وَلَا الرَّجُلُ الرَّجُلَ، وَلَا الْوَلَدُ الْوَلَدَ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عورت، عورت کے ساتھ، مرد، مرد کے ساتھ اور بچہ بچے کے ساتھ جسم ملا کر نہ لیٹیں۔

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کا دوسری عورت اور مرد کا دوسرے مرد کے ساتھ بے ستر ہو کر لیٹنا جائز نہیں ہے۔

صحیح مسلم میں ہے سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مرد دوسرے مرد کے ستر کو نہ دیکھے اور نہ عورت دوسری عورت کے ستر کو دیکھے اور مرد دوسرے مرد کے ساتھ ایک کپڑے میں نہ لیٹے اور نہ عورت دوسری عورت کے ساتھ ایک کپڑے میں لیٹے۔'' (مسلم، كتاب الحيض، رقم : ۳۳۸)

[۱۳٦/۵۹۸]...... أَخْبَرَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ الْقَصَّارُ، حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ رُزَيْقٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عِيسَى، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمُرَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ خَبَّبَ خَادِمًا عَلَى أَهْلِهِ فَلَيْسَ مِنَّا، وَمَنْ أَفْسَدَ امْرَأَةً عَلَى زَوْجِهَا فَلَيْسَ مِنَّا. ②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے کسی خادم کو اس کے اہل (مالک) کے خلاف کر دیا، وہ ہم میں سے نہیں اور جس نے کسی عورت کو اس کے شوہر کے خلاف کر دیا تو وہ ہم میں سے نہیں۔''

---

① مسند احمد: ۲/ ٤٤٧، ۳۲٦۔ قال شعيب الارناؤط: صحيح دون قوله ولاالولد الولد.

② سنن ابوداود، كتاب الطلاق، باب فيمن خبب امراة على زوجها، رقم: ۲۱۷۵۔ قال الشيخ الالباني: صحيح۔ صحيح ترغيب وترهيب، رقم: ۲۰۱٤۔ مسند احمد: ۲/ ۳۹۷.

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ غلام کو مالک کے خلاف اور بیوی کو شوہر کے خلاف ابھارنا حرام ہے۔ کیونکہ ایسا کرنے سے ان کے درمیان غلط فہمیاں پیدا ہوں گی جس کا نتیجہ فتنہ فساد ہوگا۔ حالانکہ ایک مومن کی تو یہ صفت ہے کہ وہ لوگوں کے درمیان اصلاح کروائے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ (التوبة: ۷۱)...... ''مومن مرد وعورت آپس میں ایک دوسرے کے (مددگار ومعاون) دوست ہیں، وہ بھلائیوں کا حکم دیتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں۔''

دوسری جگہ پر فرمایا: ﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَo﴾ (الحجرات: ۱۰) ...... ''سارے مسلمان بھائی بھائی ہیں، پس اپنے دو بھائیوں میں ملاپ کرا دیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو، تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔'' اور اسی طرح مالک کو غلام کے خلاف کرنا اور خاوند کو اس کی بیوی کے خلاف ابھارنا بھی جائز نہیں ہے، یہ بھی حرام ہے۔

[۵۹۹/۱۵۶]...... أَخْبَرَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ دَاوُدَ بْنَ أَبِي هِنْدَ، يُحَدِّثُ عَنِ الشَّعْبِيِّ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُنْكَحَ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا، وَالْعَمَّةُ عَلَى ابْنَةِ أَخِيهَا. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا: ''عورت کی کسی ایسے شخص سے شادی کی جائے جس کے نکاح میں اس کی پھوپھی موجود ہو اور (اسی طرح) پھوپھی کی کسی ایسے شخص سے شادی کی جائے جس کے نکاح میں اس کی بھتیجی موجود ہو۔''

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ مذکورہ رشتوں کو ایک مرد کے نکاح میں جمع کرنا حرام ہے جمہور علماء اسی کے قائل ہیں۔ لیکن یہ حرمت عارضی ہے ابدی نہیں، مختلف اوقات میں بعد از طلاق یا وفات نکاح کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ مذکورہ حدیث سے خوارج اور شیعہ کا بھی رد ہوتا ہے جن کا موقف ہے کہ یہ رشتے جمع کیے جا سکتے ہیں۔ (شرح مسلم للنووی: ۵/ ۳۰۹)

[۶۰۰/۱۵۷]...... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الأَعْلَى، حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُنْكَحَ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ عورت کی کسی ایسے شخص سے شادی کی جائے جس

---

① مسلم، كتاب النكاح، باب تحريم الجمع بين المرأة الخ، رقم: ۱۴۰۸ـ سنن ترمذی، رقم: ۱۱۲۶ـ سنن نسائی، رقم: ۳۲۹۰ـ مسند احمد: ۲/ ۱۸۹ـ طبرانی اوسط، رقم: ۵۹۷۳ـ صحيح ابن حبان، رقم: ۴۱۱۴.

الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا، وَالْعَمَّةُ عَلَى ابْنَةِ أَخِيهَا، وَلَا تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلَى خَالَتِهَا، وَلَا الْخَالَةُ عَلَى ابْنَةِ أَخِيهَا، وَلَا تُنْكَحُ الصُّغْرَى عَلَى الْكُبْرَى وَلَا الْكُبْرَى عَلَى الصُّغْرَى. ①

کے نکاح میں اس کی پھوپھی موجود ہو اور اسی طرح کسی عورت کی ایسے شخص سے شادی کی جائے جس کے نکاح میں اس کی بھتیجی موجود ہو، اور کسی عورت کی ایسے شخص سے شادی نہ کی جائے جس کے نکاح میں اس کی خالہ موجود ہو اور خالہ کی ایسے شخص سے شادی نہ کی جائے جس کے نکاح میں اس کی بھانجی موجود ہو۔ اور بڑی کی موجودگی میں چھوٹی کا نکاح کیا جائے، نہ چھوٹی کی موجودگی میں بڑی کا نکاح کیا جائے۔''

[۱۵۸/۶۰۱]...... أَخْبَرَنَا الْمُلَائِيُّ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدَ، حَدَّثَنِي عَامِرٌ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ سَوَاءً. ②

جناب عامر نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی سابقہ حدیث کی مانند روایت کیا ہے۔

فوائد: ...... بڑی سے مراد پھوپھی اور خالہ ہے اور چھوٹی سے مراد بھتیجی اور بھانجی ہیں، عموماً بھتیجی اور بھانجی چھوٹی ہوتی ہیں بنسبت پھوپھی اور خالہ کے۔ اسی طرح رتبے کے لحاظ سے بھی فرق ہے، کیونکہ پھوپھی، خالہ کا بڑے ہونے کی وجہ سے احترام کیا جاتا ہے، جبکہ بھانجی اور بھتیجی چھوٹی بیٹی کی طرح ہوتی ہے۔ شریعت کے احکامات میں یہ حکمت بھی ہے کہ سوکنوں کی آپس میں اکثر عداوت پیدا ہوتی ہے جس کی وجہ سے ان کی آپس کی رشتہ داری بھی ٹوٹ سکتی ہے۔

[۲٦٤/٦٠٢]...... أَخْبَرَنَا الْمَخْزُومِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ، حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ......

سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُلُّ خُطْبَةٍ لَيْسَ فِيهَا تَشَهُّدٌ فَهِيَ كَالْيَدِ الْجَذْمَاءِ. ③

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر وہ خطبہ جس میں تشہد (توحید ورسالت کی گواہی) نہ ہو تو وہ کٹے ہوئے ہاتھ کی طرح ہے۔''

---

① سنن ترمذی، ابواب النکاح، باب لا تنکح المرأة الخ، رقم: ١١٢٦، قال الشیخ الالبانی: صحیح۔ مسند ابی یعلی، رقم: ٦٦٤١.

② السابق.

③ سنن ابوداود، کتاب الادب، باب فی الخطبة، رقم: ٤٨٤١۔ سنن ترمذی، ابواب النکاح، باب ماجاء فی خطبة النکاح، رقم: ١١٠٦۔ قال الشیخ الالبانی: صحیح۔ صحیح ابن حبان، رقم: ٢٧٩٦.

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر خطبہ میں توحید ورسالت ہونی چاہیے، تشہد سے مراد شہادتین کا اقرار کرنا ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کے خطبۂ مبارک سے ثابت ہے:

((اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمُدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ، اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ .))

كَالْيَدِ الْجَزْمَاءِ: جذام زدہ، ناقص اور عیب دار ہاتھ کی طرح، معلوم ہوا جس خطبہ میں حمد وثنا تو حید ورسالت کی گواہی نہیں، وہ ناقص ہے۔

[۶۰۳/۴۱۷]...... أَخْبَرَنَا كُلْثُومٌ، حَدَّثَنَا عَطَاءٌ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا شِغَارَ فِي الْإِسْلَامِ وَهُوَ أَنْ تُنْكَحَ الْمَرْأَةُ بِصَدَاقِ الْأُخْرَى يَقُولُ: أَنْكِحْنِي وَأُنْكِحُكَ بِغَيْرِ صَدَاقٍ فَذَاكَ الشَّغَارُ . ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام میں شغار (نکاح کی قسم) نہیں۔'' اور وہ یہ ہے کہ عورت سے دوسری عورت کے حق مہر کے عوض نکاح کرنا، وہ کہے: مجھے نکاح کر دو میں تمہیں نکاح کر دیتا ہوں اور حق مہر نہیں ہوگا، اسے شغار کہتے ہیں۔

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا بٹے سٹے کا نکاح اسلام میں جائز نہیں ہے۔ اس کی شکل یہ بنتی ہے کہ ایک شخص اپنی بہن یا بیٹی کی اس شرط پر دوسرے شخص سے شادی کرتا ہے کہ وہ شخص بھی اپنی بہن یا بیٹی کی اس شخص سے شادی کرے اور ایک کا مہر دوسرے کا نکاح ہوتا ہے علیحدہ سے مہر ادا نہیں کیا جاتا۔

جمہور علماء امام مالک، امام شافعی، امام احمد رحمہم اللہ اس نکاح کو باطل قرار دیتے ہیں۔ جبکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کہا ہے: اگر مہر مثل ادا کیا جائے تو یہ نکاح درست ہے۔ (فتح الباری: ۱۹۰/ ۲۰۴۔ نیل الاوطار: ۴/ ۲۲۱)

سنن ابی داود میں ہے، عبدالرحمٰن بن ہرمز الاعرج بیان کرتے ہیں کہ عباس بن عبداللہ بن عباس نے عبدالرحمٰن بن حکم سے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا اور عبدالرحمٰن نے اپنی بیٹی کا نکاح ان سے کر دیا اور دونوں نے اس نکاح کو حق مہر ٹھہرایا تھا تو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے مروان کو یہ حکم لکھ بھیجا کہ وہ ان کے مابین تفریق کرا دے۔ انہوں نے اپنے خط میں کہا کہ یہی وہ شغار ہے جس سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ (صحیح ابوداود، رقم: ۱۸۲۶)

اگر چہ مذکورہ بالا روایت میں یہ ہے کہ حق مہر ادا نہیں کیا جاتا، موجودہ زمانہ میں اگر چہ حق مہر ادا تو کیا جاتا ہے،

---

① بخاري، كتاب النكاح، باب الشغار، رقم: ٥١١٢۔ مسلم، كتاب النكاح، باب تحريم نكاح الشغار الخ، رقم: ١٤١٥۔ سنن ترمذي، رقم: ١١٢٤۔ سنن ابن ماجه، رقم: ١٨٨٣ .

لیکن چونکہ یہ نکاح بھی خرابی کا باعث بنتا ہے کہ اگر ایک طرف سے طلاق ہوگی تو دوسری بے قصور کو بھی طلاق مل جاتی ہے۔ اور بھی بہت سارے مسائل کا شکار ہوتے ہیں۔ لہٰذا اس سے اجتناب کرنا ہی بہتر ہے۔

[٤٥١/٦٠٤]...... وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى طَعَامٍ فَلْيُجِبْ فَإِمَّا أَنْ يَأْكُلَ، وَإِمَّا أَنْ يُصَلِّيَ فَإِذَا وَلَجَ الرَّسُولُ قَبْلَهُ فَهُوَ إِذْنُهُ وَإِنْ دَخَلَ هُوَ قَبْلَهُ فَلْيَسْتَأْذِنْ. ①

اسی (سابقہ: ۴۵۰) اسناد سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کو کھانے کی دعوت دی جائے تو وہ اسے قبول کرے، پس وہ یا تو کھانا کھا لے یا پھر (اہل خانہ کے لیے) دعا کرے، اگر قاصد اس سے پہلے داخل ہو جائے تو وہی اس کا اذن ہے، اور اگر وہ اس سے پہلے داخل ہو تو وہ اجازت طلب کرے۔''

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کسی کو کھانے کی دعوت دی جائے تو اس کو قبول کرنی چاہیے۔ اگر کھانا کھانے کو دل نہ چاہے تو وہاں جا کر میزبان کے لیے دعا کر دینی چاہیے۔ لیکن اگر کسی جگہ پر اللہ ذوالجلال کی نافرمانی والا کام ہو رہا ہو تو وہاں جانا درست نہیں ہے۔

جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کو سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے دعوت دی۔ وہ آئے تو گھر کی دیوار پر پردہ پڑا ہوا دیکھا۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: عورتوں نے ہم سے زبردستی یہ کام کرا لیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: کسی اور پر یہ خطرہ تو ممکن ہے، تمہارے متعلق یہ خطرہ نہ تھا۔ اللہ کی قسم! میں تمہارا کھانا نہیں کھاؤں گا۔ چنانچہ واپس چلے گئے۔ (مزید دیکھئے شرح حدیث نمبر ۲۰۶)

[٥٤٣/٦٠٥]...... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ وَهُوَ ابْنُ سَلَمَةَ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ أَبُو الْحَسَنِ......

عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ ابْنِ عَفْرَاءَ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عُرْسِي، فَقَعَدَ عَلَى مَوْضِعِ فِرَاشِي، وَعِنْدِي جَارِيَتَانِ تَضْرِبَانِ بِدُفٍّ وَتَنْدُبَانِ آبَائِي الَّذِينَ قُتِلُوا بِبَدْرٍ، فَقَالَتَا فِيمَا يَقُولَانِ: وَفِينَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِي الْيَوْمِ وَفِي غَدٍ. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

سیدہ ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ میری شادی کے دن میرے ہاں تشریف لائے تو آپ میرے بستر کی جگہ پر بیٹھ گئے، جبکہ دو لڑکیاں میرے پاس دف بجا رہی تھیں، اور وہ (شعروں میں) میرے ان بزرگوں کا ذکر کر رہی تھیں جو غزوۂ بدر میں شہید ہو گئے تھے، انہوں نے اپنے اشعار میں یہ بھی کہا: ہم میں ایک نبی ہیں جو آج اور آنے والے کل کے حالات جانتے

① مسلم، كتاب النكاح، باب الامر باجابة الداعي الى دعوة، رقم: ١٤٣١ ـ سنن ابوداود، رقم: ٢٤٦٠.

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمَّا هَذَا فَلَا تَقُولُوهُ . ①

ہیں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جہاں تک اس بات کا تعلق ہے تو یہ نہ کہو۔''

فوائد :...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا شادی کے موقع پر چھوٹی بچیوں کا گیت گانا اور دف بجانا جائز ہے۔ دف ایک ایسا آلہ ہے۔ جس کی ایک جانب کھلی ہوتی ہے جس پر چوٹ لگائی جائے تو کوئی سُر پیدا نہیں ہوتی، لیکن اس پر قیاس کرتے ہوئے ڈھول ڈھمکے، بینڈ باجوں اور آلات ساز کو مباح قرار دینا جائز نہیں ہے، جن سے سر پیدا ہوتی ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ایک دن نبی معظم ﷺ میرے گھر تشریف لائے اس وقت میرے پاس (انصار کی) دو لڑکیاں جنگ بعاث کے قصوں کی نظمیں پڑھ رہی تھیں۔ آپ ﷺ بستر پر لیٹ گئے اور اپنا چہرہ دوسری طرف پھیر لیا۔ اس کے بعد سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور مجھے ڈانٹا اور فرمایا: یہ شیطانی باجہ نبی مکرم ﷺ کی موجودگی میں! آخر نبی معظم ﷺ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''جانے دو، خاموش رہو'' پھر جب سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ دوسرے کام میں لگ گئے تو میں نے انہیں اشارہ کیا اور وہ چلی گئیں۔ (بخاری، رقم : ۹۴۹)

مذکورہ بالا حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے جرنیلوں کا تذکرہ کرنا مستحب ہے۔ مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا رسول اللہ علیہ السلام کی تعریف، نعت گوئی کرنا مبارک عمل ہے، لیکن مبالغہ آرائی کرنا جائز نہیں ہے۔ مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا رسول اللہ ﷺ کے متعلق علم غیب کی نسبت والا عقیدہ درست نہیں ہے۔

[٦٠٦/٥٤٨]...... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ......

أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَيْسَرَةَ، أَنَّ خَالَتَهُ أَخْبَرَتْهُ، عَنِ امْرَأَةٍ هِيَ مُصَدِّقَةٌ قَالَتْ: بَيْنَمَا أَبِي فِي غَزَاةٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ قَدْ رَمِضُوا، فَقَالَ رَجُلٌ: مَنْ يُعْطِينِي نَعْلَيْنِ وَأُنْكِحُهُ أَوَّلَ بِنْتٍ تُولَدُ لِي، فَخَلَعَ أَبِي نَعْلَيْهِ فَأَلْقَاهَا إِلَيْهِ، فَوُلِدَ لِلرَّجُلِ جَارِيَةٌ، فَبَلَغَتْ، فَقَالَ أَبِي، اجْمَعْ إِلَيَّ أَهْلِي، فَقَالَ: هَلُمَّ الصَّدَاقَ، فَقَالَ أَبِي: وَاللهِ لَا أَزِيدُكَ عَلَى مَا أَعْطَيْتُكَ النَّعْلَيْنِ، فَقَالَ:

ابراہیم بن میسرہ نے بیان کیا: ان کی خالہ نے ایک عورت سے، جو کہ مصدقہ ہیں، بیان کیا کہ اس خاتون نے کہا: میرے والد دور جاہلیت میں ایک جنگ میں تھے، تو تپش کی وجہ سے ان کے پاؤں جلنے لگے، ایک آدمی نے کہا: جو شخص اپنے جوتے مجھے دے گا، میں اپنی پیدا ہونے والی پہلی لڑکی کا اس سے نکاح کر دوں گا۔ پس میرے والد نے اپنے جوتے اتارے اور اس کی طرف پھینک دیئے، اس آدمی کے ہاں ایک لڑکی پیدا ہوئی، وہ بالغ ہوگئی، تو میرے والد نے کہا: میرے گھر والوں کو میرے پاس اکٹھا

① بخاری، كتاب النكاح، باب ضرب الدف فی النكاح والوليمة، رقم: ٥١٤٧- سنن ابوداود، كتاب الادب، باب فی النهی عن الغناء، رقم: ٤٩٢٢- سنن ترمذی، رقم: ١٠٩٠- مسند احمد: ٦/ ٣٥٩ .

وَاللّٰهِ لا أُعْطِيكَهَا إِلَّا بِالصَّدَاقِ، فَأَتَى أَبِي رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ عَنْ ذَلِكَ، فَقَالَ: أَلا أُخْبِرُكَ بِمَا هُوَ خَيْرٌ مِنْ ذَلِكَ، تَدَعُهَا تَدَعُهَا وَلَا تَحْنَثُ وَلَا تُحَنِّثُ صَاحِبَكَ، فَتَرَكَهَا أَبِي. ①

کرو، اور کہا: میرے پاس حق مہر لاؤ، میرے والد نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے دو جوتوں کے بدلے میں جو تمہیں دوں گا اس پر کوئی اضافہ نہیں کروں گا، اس نے کہا: اللہ کی قسم! میں تمہیں حق مہر کے بدلے میں اسے عطا کروں گا، پس میرے والد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو آپ سے اس کے متعلق پوچھا، تو آپؐ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں اس چیز کے متعلق نہ بتاؤں جو کہ اس سے بہتر ہے، تم اسے چھوڑ دو، اور قسم توڑ کر گناہ گار نہ ہو، اور تیرا ساتھی بھی حانث نہیں ہوتا۔'' پس میرے والد نے اسے چھوڑ دیا۔

[٥٤٩/٦٠٧]...... أَخْبَرَنَا الْمُقْرِئُ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الأَشَجِّ......

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّ حَبِيبَةَ بِنْتِ سَهْلٍ، كَانَتْ تَحْتَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ، فَضَرَبَهَا ضَرْبًا شَدِيدًا أَوْ قَالَ: ضَرْبًا فَبَلَغَ مِنْهَا، فَأَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لَهُ، وَقَالَتْ: لا أَنَا وَلا ثَابِتٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا ثَابِتُ، خُذْ مِنْهَا، فَقَالَتْ: عِنْدِي مَا أَعْطَانِي بِعَيْنِهِ، فَأَخَذَ مِنْهَا، وَاعْتَدَّتْ عِنْدَ أَهْلِهَا. ②

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ حبیبہ بنت سہل رضی اللہ عنہا ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی اہلیہ تھیں، پس انہوں نے ان کی خوب پٹائی کی، وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں، تو اس کا آپ سے ذکر کیا اور عرض کیا: میرا اور ثابت کا ایک ساتھ رہنا محال ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ثابت! اس سے (حق مہر) لے لو۔'' انہوں نے عرض کیا: انہوں نے جو مجھے دیا تھا، وہ بالکل اسی طرح میرے پاس موجود ہے، پس وہ ان (حبیبہ رضی اللہ عنہا) سے لے لیا گیا اور انہوں نے اپنے اہل کے ہاں عدت گزاری۔

---

① سنن ابوداود، كتاب النكاح، باب فى تزويج من لم يولد، رقم: ٢١٠٤۔ قال الشيخ الالبانى: ضعيف۔ مصنف عبدالرزاق، رقم: ١٠٤١٨۔ سنن كبرى بيهقى: ٧/ ١٤٥.

② سنن ابوداود، كتاب الطلاق، باب فى الخلع، رقم: ٢٢٢٧۔ سنن نسائى، كتاب الطلاق، باب ماجاء فى الخلع، رقم: ٣٤٦٢۔ قال الشيخ الالبانى: صحيح۔ مسند احمد: ٦/ ٤٣٣.

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا عورت اگر شوہر کو کسی وجہ سے ناپسند کرتی ہو اور اس کے ساتھ نہ رہ سکتی ہو تو اس کا دیا ہوا حق مہر واپس کر کے اس سے خلع لے سکتی ہے، خلع کا جواز کتاب وسنت اور اجماع کے ساتھ ثابت ہے۔ (بداية المجتهد: ٦٦/٢۔ المغنى: ٥١/٧)

اہل علم نے خلع کی چند شرائط ذکر کی ہیں:

ناپسندیدگی کا اظہار عورت کی طرف سے ہو مرد کی طرف سے نہ ہو، کیونکہ اگر مرد عورت کو ناپسند کرتا ہے تو اس عورت کو صبر سے کام لینا چاہیے، اگر نباہ انتہائی مشکل ہو جائے تو پھر وہ اسے طلاق دے کر علیحدہ ہو جائے۔ عورت اس وقت تک خلع کے مطالبے سے گریز کرے، جب تک اس کی ناپسندیدگی اس حد تک نہ پہنچ جائے کہ حقوق زوجیت کی ادائیگی ہی مشکل ہو جائے۔ شوہر عورت کو تکلیف پہنچا کر اس انتظار میں نہ رہے کہ وہ خود طلاق طلب کرے، تاکہ مہر کی رقم حاصل ہو جائے۔ ایسی صورت میں عورت سے مال وصول کرنا حرام ہے۔ عورت کو بلاوجہ شوہر سے طلاق کا مطالبہ نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ فرمانِ نبوی ہے: ''جو عورت بغیر کسی وجہ کے اپنے شوہر سے طلاق کا سوال کرتی ہے، اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔'' (صحيح ابوداود، رقم : ١٩٤٧)

یہ بھی معلوم ہوتا ہے جب عورت خلع طلب کرے تو شوہر کو چاہیے اس کے مطالبے کو قبول کرے اور اپنا مہر وصول کر کے اسے علیحدہ کر دے اور عورت کو دیے ہوئے مہر سے زیادہ کا مطالبہ نہ کرے، جیسا کہ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے اسے (یعنی ثابت رضی اللہ عنہ کو) حکم دیا: ''وہ اس سے اپنا باغ وصول کر لے اور زیادہ کچھ نہ لے۔''

(صحيح ابن ماجه، رقم : ١٦٧٣)

یہ بھی معلوم ہوا عورت عدت اپنے والدین کے گھر گزارے گی۔ اور یہ عدت ایک حیض ہے۔ سنن ابی داود میں ہے سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی بیوی نے ان سے خلع لیا تو نبی ﷺ نے اس کی عدت ایک حیض مقرر فرمائی تھی۔ (سنن ابوداود، رقم : ٢٢٢٩) اس لیے کہ حیض حمل نہ ہونے کی علامت ہے، ورنہ وضع حمل تک عدت گزارے گی۔

[٦٠٨/٥٧٥]...... أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ ابْنِ أَبِي حُسَيْنٍ، قَالَ إِسْحَاقُ: وَهُوَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ......

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ قَالَتْ: مَرَّ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ جُلُوسٌ فِي نِسْوَةٍ فَسَلَّمَ عَلَيْنَا، ثُمَّ قَالَ: إِيَّاكُنَّ وَكُفْرَ الْمُنْعَّمِينَ، قُلْنَا: يَا رَسُولَ

سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس سے گزرے جبکہ ہم خواتین میں بیٹھی ہوئی تھیں، آپ نے ہمیں سلام کیا، پھر فرمایا: ''منعمین (احسان کرنے والوں، شوہروں) کی ناشکری سے بچو۔''

اللّٰهِ، وَمَا كُفْرُ الْمُنَعَّمِينَ ؟ فَقَالَ: لَعَلَّ إِحْدَاكُنَّ تَكُونُ أَيِّمًا بَيْنَ أَبَوَيْهَا فَيَرْزُقُهَا اللّٰهُ زَوْجًا وَيَرْزُقُهَا مِنْهُ مَالًا وَوَلَدًا، فَتَغْضَبُ الْغَضْبَةَ فَتَقُولُ: مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ . قَالَ إِسْحَاقُ: هَكَذَا قَالَ سُفْيَانُ أَوْ نَحْوَهُ①

ہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول! منعمین کی ناشکری سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہوسکتا ہے کہ تم میں سے کوئی شادی سے پہلے اپنے والدین کے ہاں ہو، اللہ اسے شوہر عطا کر دے اور اس سے مال واولاد عطا فرما دے، تو وہ (عورت) ناراض ہو کر کہہ دے، میں نے تجھ سے کبھی کوئی خیر دیکھی ہی نہیں۔''

فوائد:...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا مرد نامحرم عورتوں کو سلام کرسکتا ہے۔ امام ابوداود رحمہ اللہ نے اپنی سنن میں ((بَابٌ فِي السَّلَامِ عَلَى النِّسَاءِ)) باب باندھا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا عورتوں کو علیحدہ سے وعظ ونصیحت کی جاسکتی ہے۔ ایک بزرگ مجھے کہنے لگے: میں نے ایک بوڑھی عورت کو سلام کہا اور اس عورت نے مجھے گالیاں دیں۔ جہاں فتنے کا ڈر ہو وہاں بچنا چاہیے۔ ہاں زیادہ عورتیں ہوں یا زیادہ بوڑھی ہوں فتنے کا ڈر بھی نہیں تو سلام کہنا جائز ہے۔

[۶۰۹/۵۷۶]...... أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَكَمِ بْنِ أَبَانَ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ......

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ أَنَّهَا قَالَتْ: مَرَّ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ فِي نِسْوَةٍ فَسَلَّمَ عَلَيْنَا، قَالَتْ أَسْمَاءُ: فَرَدَدْنَا عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: إِيَّاكُنَّ وَكُفْرَ الْمُنَعَّمِينَ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ، وَقَالَ: فَتَغْضَبُ فَتَحْلِفُ بِاللّٰهِ فَتَقُولُ: مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ . ②

سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس سے گزرے جبکہ ہم خواتین میں موجود تھیں، آپ نے ہمیں سلام کیا، سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا: ہم نے آپ کے سلام کا جواب دیا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''منعمین کی ناشکری سے بچو۔'' پس راوی نے حدیث سابق کے مثل ذکر کیا، اور فرمایا: ''پس تم ناراض ہو کر اللہ کی قسم اٹھا کر کہتی ہو: میں نے تم سے کبھی کوئی خیر نہیں دیکھی۔''

فوائد:...... مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوا بیوی کو اپنے خاوند کی ناشکری نہیں کرنی چاہیے۔ اور ناشکری کس طرح کرتی ہے اس کی وضاحت رسول اللہ ﷺ نے مذکورہ بالا حدیث میں خود کی ہے۔ صحیح بخاری میں ہے سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عید الاضحیٰ یا عید الفطر میں عید گاہ تشریف لے گئے، وہاں آپ ؐ

---

① سنن ترمذی، ابواب الاستيئذان، باب التسليم على النساء، رقم: ۲۶۹۷۔ مسند احمد: ۶/ ۴۵۲۔ مسند حمیدی، رقم: ۳۶۶۔ ادب المفرد، رقم: ۱۰۴۸۔ قال الشيخ الالبانی: صحيح .

② انظر ماقبله .

عورتوں کے پاس سے گزرے اور فرمایا: ''اے عورتوں کی جماعت! صدقہ کرو، کیونکہ میں نے جہنم میں زیادہ تم کو دیکھا ہے۔'' انہوں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ، ایسا کیوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم بہت زیادہ لعن طعن اور شوہر کی ناشکری کرتی ہو۔'' (بخاری، کتاب الحیض: ٣٠٤)

[٥٨٨/٦١٠]...... أَخْبَرَنَا الْمُلَائِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي غَنِيَّةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُهَاجِرٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ قَالَتْ: مَرَّ بِنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ جِوَارُ أَتْرَابٍ، فَقَالَ: إِيَّاكُنَّ وَكُفْرَ الْمُنَعَّمِينَ . فَقُلْتُ: وَمَا كُفْرُ الْمُنَعَّمِينَ ؟ فَقَالَ: لَعَلَّ إِحْدَاكُنَّ تَطُولُ أَيْمَتُهَا حَتَّى تَعْنَسَ فَيُزَوِّجُهَا اللّٰهُ زَوْجًا دَلًّا فَتَغْضَبَ الْغَضْبَةَ فَتَقُولُ: مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ . ①

سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس سے گزرے جبکہ ہم، ہم عمر لڑکیاں تھیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''منعمین کی ناشکری کرنے سے اجتناب کرو۔'' ہم نے عرض کیا: منعمین کی ناشکری سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہوسکتا ہے کہ تم میں سے کسی کا شادی کے بغیر والا عرصہ طویل ہو جائے حتیٰ کہ وہ شادی کیے بغیر بوڑھی ہو جائے، پھر اللہ اسے شوہر اور اولاد عطا فرما دے، اور پھر وہ سخت غصے میں آ کر کہہ دے: میں نے تجھ سے کبھی کوئی بھلائی دیکھی ہی نہیں۔''

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا عورت کے لیے اس کا خاوند اور اس کی اولاد بہت بڑی نعمت ہے۔ اس پر عورت کو اللہ ذوالجلال اور اپنے خاوند کا شکریہ ادا کرنا چاہیے۔ (مزید دیکھئے شرح حدیث نمبر: ۵۷۵)

[٥٩٣/٦١١]...... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ......

عَنْ أَبِي السَّنَابِلِ قَالَ: وَضَعَتْ سُبَيْعَةُ بَعْدَ عِشْرِينَ لَيْلَةٍ أَوْ ثَلَاثَةٍ وَعِشْرِينَ مِنْ وَفَاةِ زَوْجِهَا، فَلَمَّا تَعَلَّتْ تَشَوَّفَتْ لِلأَزْوَاجِ، فَعِيبَ ذَلِكَ عَلَيْهَا، فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا يَمْنَعُهَا وَقَدِ انْقَضَى أَجَلُهَا ؟①

سیدنا ابوالسنابل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: سبیعہ رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر کی وفات سے بیس یا تئیس دن بعد بچے کو جنم دیا، پس جب وہ نفاس سے فارغ ہوگئیں تو انہوں نے شادی کا ارادہ ظاہر کیا تو یہ بات ان کے حق میں معیوب جانی گئی، رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا گیا تو آپ ؐ نے فرمایا: ''جب اس کی عدت گزر چکی ہے تو پھر کون سی چیز اس کو روک سکتی ہے؟''

① معجم طبرانی کبیر: ٢٤/ ١٦٤، ٤١٨۔ اسنادہ حسن.

① سنن ترمذی، کتاب الطلاق، باب الحامل المتوفی عنها زوجها تضع، رقم: ١١٩٣۔ سنن نسائی، کتاب الطلاق، باب عدة الحامل المتوفی عنها زوجها، رقم: ٣٥٠٨۔ قال الشيخ الالبانی: صحيح۔ مسند احمد: ٤/ ٣٠٤.

[٦٢٥/٦١٢]...... اَخْبَرَنَا وَكِيْعٌ، نَا زَكَرِيَّا......

عَنِ الشَّعْبِيِّ، قَالَ: اَفْتٰى اَبُوْ سَلْمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، وَابْنُ عَبَّاسٍ فِي الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا، فَاَرْسِلُوْا اِلٰى اُمِّ سَلِمَةَ فَسَأَلُوْهَا عَنْ ذٰلِكَ، فَقَالَتْ: وَضَعَتْ سُبَيْعَةُ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا شَهْرًا وَنَحْوَهُ، فَلَمَّا وَلَدَتْ وَتَطَهَّرَتْ، قَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: انْكِحِيْ مَنْ شِئْتِ وَلَمْ يَقُلْ: آخِرَ الْاَجَلَيْنِ. ①

شعبی رحمہ اللہ نے فرمایا: ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس عورت کے متعلق جس کا شوہر فوت ہو جائے فتویٰ دیا، تو انہوں نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس پیغام بھیجا اور ان سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا: سبیعہ رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر کی وفات سے تقریباً ایک ماہ بعد بچے کو جنم دیا، پس جب انہوں نے بچے کو جنم دیا اور وہ (نفاس سے) پاک ہوگئیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا: ''تم جس سے چاہو نکاح کرلو۔'' آپؐ نے یہ نہیں کہا: دو میں سے آخری مدت پوری کرو۔

[٥٩٤/٦١٣]...... أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الأَسْوَدِ......

عَنْ أَبِي السَّنَابِلِ بْنِ بَعْكَكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ. ②

ابو السنابل بن بعکک رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی مثل روایت کیا ہے۔

[٥٩٥/٦١٤]...... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الأَعْلَى، حَدَّثَنَا دَاوُدُ وَهُوَ ابْنُ أَبِي هِنْدَ, عَنِ الشَّعْبِيِّ......

عَنْ مَسْرُوقٍ، وَابْنِ عُتْبَةَ أَنَّهُمَا كَتَبَا إِلَى سُبَيْعَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ يَسْأَلَانِهَا عَنْ أَمْرِهَا، فَكَتَبَتْ إِلَيْهِمَا أَنَّهَا وَضَعَتْ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِخَمْسٍ وَعِشْرِينَ لَيْلَةً، فَتَهَيَّأَتْ لِتَطْلُبَ الْخَيْرَ، فَمَرَّ بِهَا أَبُو السَّنَابِلِ، فَقَالَ لَهَا: قَدْ أَسْرَعْتِ، اعْتَدِّي آخِرَ الأَجَلَيْنِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا، فَأَتَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتِ: اسْتَغْفِرْ لِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ، فَقَالَ: وَمِمَّ ذَاكَ ؟ قَالَتْ:

مسروق اور بن عتبہ سے روایت ہے کہ ان دونوں نے سبیعہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کے نام خط لکھا اور ان سے ان کے معاملہ کے متعلق پوچھا، تو انہوں نے انہیں جواب لکھا کہ انہوں نے اپنے شوہر کی وفات سے پچیس دن بعد بچے کو جنم دیا تھا، پس انہوں نے طلب خیر (نکاح) کا قصد کیا، پس ابوالسنابل رضی اللہ عنہ ان کے پاس سے گزرے تو انہوں نے انہیں کہا: تم نے جلد بازی کی ہے، دو میں سے آخری عدت کو مکمل کرو، اور وہ چار ماہ دس دن ہے، پس وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں تو عرض کیا: اللہ کے

① السابق. ② السابق.

فَأَخْبَرْتُهُ الْخَبَرَ، فَقَالَ: إِنْ وَجَدْتِ رَجُلًا صَالِحًا فَتَزَوَّجِی. ①

رسول ﷺ! میرے لیے مغفرت کی دعا فرمائیں، آپؐ نے فرمایا: ''کس وجہ سے؟'' انہوں نے کہا: میں نے آپ کو واقعہ بتایا، تو آپؐ نے فرمایا: ''اگر تمہیں نیک آدمی مل جائے تو شادی کرلو۔''

[۵۹۶/۶۱۵]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ أَبِی الأَخْضَرِ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ......

عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُتْبَةَ كَتَبَ إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الأَرْقَمِ أَنْ يَدْخُلَ عَلَى سُبَيْعَةَ فَيَسْأَلَهَا عَنْ مَا أَفْتَاهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَزَعَمَتْ أَنَّهَا كَانَتْ عِنْدَ زَوْجِهَا سَعْدِ ابْنِ خَوْلَةَ، فَتُوُفِّیَ عَنْهَا عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَهِیَ حُبْلَى، فَوَضَعَتْ حَمْلَهَا بَعْدَ لَيَالٍ، فَلَمَّا وَضَعَتْ تَجَمَّلَتْ، فَمَرَّ بِهَا أَبُو السَّنَابِلِ، فَقَالَ لَهَا: لَعَلَّكِ تَرْجِينَ النِّكَاحَ، لَا وَاللّٰهِ حَتَّى يَمُرَّ بِكِ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَعَشْرٌ مِنْ وَفَاةِ زَوْجِكِ، فَأَتَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ لَهَا: قَدْ حَلَلْتِ. ②

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عتبہ نے عبداللہ بن ارقم کے نام خط لکھا کہ وہ سبیعہ رضی اللہ عنہا کے ہاں جائیں اور ان سے اس فتویٰ کے متعلق پوچھیں جو رسول اللہ ﷺ نے انہیں دیا تھا، انہوں نے چند ہی دنوں بعد بچے کو جنم دیا، جب انہوں نے بچے کو جنم دیا تو بناؤ سنگھار کیا، ابو سنابل رضی اللہ عنہ ان کے پاس سے گزرے تو انہوں نے انہیں کہا: شاید تم نکاح کرنا چاہتی ہو، اللہ کی قسم! نہیں حتیٰ کہ تمہارے شوہر کو فوت ہوئے چار ماہ دس دن گزر جائیں، پس وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور آپؐ سے اس کا تذکرہ کیا، تو آپؐ نے اس سے فرمایا: ''تم عدت پوری کر چکی ہو۔''

[۵۹۷/۶۱۶]...... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِی كَثِيرٍ......

عَنْ أَبِی سَلَمَةَ قَالَ: سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَأَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ امْرَأَةٍ، تُوُفِّیَ عَنْهَا فَوَضَعَتْ قَبْلَ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ وَعَشْرٍ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: تَعْتَدُّ

ابوسلمہ نے بیان کیا، ابن عباس اور ابوہریرہ ﷺ سے اس عورت کے متعلق پوچھا گیا جس کا شوہر فوت ہو جائے اور وہ چار ماہ دس دن سے پہلے بچے کو جنم دے دے، تو ابن

① بخاری، کتاب المغازی، رقم: ۳۹۹۱۔ مسلم، کتاب الطلاق، باب انقضاء عدة المتوفى عنها زوجها الخ، رقم: ۱۴۸۔ سنن ابوداود، رقم: ۲۳۰۶۔ سنن نسائی، رقم: ۳۵۲۰۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۲۰۲۸.

② انظر الحديث السابق.

آخِرَ الأَجَلَيْنِ، فَقَالَ أَبُو سَلَمَةَ: إِذَا وَضَعَتْ مَا فِي بَطْنِهَا فَقَدْ حَلَّتْ، فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: أَنَا مَعُ ابْنِ أَخِي يَعْنِي: أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ فَأَرْسَلُوا إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ وَهِيَ فِي حُجْرَتِهَا فِي الْمَسْجِدِ يَسْأَلُونَهَا عَنْ ذَلِكَ، فَأَخْبَرَتْ أَنَّ سُبَيْعَةَ بِنْتَ الْحَارِثِ وَضَعَتْ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِلَيَالٍ، فَمَرَّ بِهَا أَبُو السَّنَابِلِ بْنُ بَعْكَكٍ حِينَ تَعَلَّتْ مِنْ نِفَاسِهَا وَقَدْ لَبِسَتْ وَاكْتَحَلَتْ، فَقَالَ لَهَا: أَتُرِيدِينَ النِّكَاحَ ؟ لا حَتَّى تَقْضِيَ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا، فَأَتَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لَهُ، فَأَمَرَهَا أَنْ تَنْكِحَ. ①

عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ دو میں سے آخری عدت گزار لے گی، ابوسلمہ نے بیان کیا: جب وہ بچے کو جنم دے لے گی تو اس کی عدت پوری ہو جائے گی، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اپنے بھتیجے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن (کی رائے) کے ساتھ ہوں، پس انہوں نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس پیغام بھیجا جبکہ وہ مسجد میں اپنے حجرے میں تھیں، انہوں نے ان سے اس کے متعلق پوچھا، تو انہوں نے فرمایا: سبیعہ بنت حارث رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر کی وفات کے چند ہی دن بعد بچے کو جنم دیا تھا، جس وقت وہ اپنے نفاس سے فارغ ہوئیں تو انہوں نے اچھا لباس پہنا اور سرمہ لگایا، ابو سنابل رضی اللہ عنہ ان کے پاس سے گزرے تو انہوں نے ان سے کہا: کیا تم نکاح کرنا چاہتی ہو؟ (تو نکاح) نہیں (کر سکتی)، حتیٰ کہ تم چار ماہ اور دس دن گزار لو، پس وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور آپ سے اس کا تذکرہ کیا، تو آپ نے انہیں حکم فرمایا کہ ”وہ نکاح کر لے۔“

[٦١٧/٥٩٨]...... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ......

عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ، أَرْسَلَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُتْبَةَ إِلَى سُبَيْعَةَ يَسْأَلُهَا عَنْ شَأْنِهَا فَذَكَرَ نَحْوًا مِمَّا قَالَ أَبُو سَلَمَةَ فِي شَأْنِهَا. قَالَ الزُّهْرِيُّ: وَكَانَ زَوْجُهَا سَعْدُ ابْنُ خَوْلَةَ تُوُفِّيَ عَامَ الْفَتْحِ وَكَانَ بَدْرِيًّا. ②

عبیداللہ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ مروان بن الحکم نے عبداللہ بن عتبہ کو سبیعہ رضی اللہ عنہا کے ہاں بھیجا کہ وہ ان سے ان کے مسئلے کے متعلق دریافت کرے۔ پس انہوں نے بھی ویسے ہی ذکر کیا جس طرح ابوسلمہ نے ان کے مسئلے میں بیان کیا تھا۔ زہری رحمہ اللہ نے فرمایا: ان کے شوہر سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ تھے، وہ فتح مکہ کے سال فوت ہوئے، انہوں نے

---

① مسلم، كتاب الطلاق، باب انقضاء عدة المتوفى عنها زوجها الخ: ١٤٨٤ـ سنن ترمذى، رقم: ١١٩٤ـ سنن نسائى، رقم: ٣٥١١.

② مسند احمد: ٦/ ٤٣٢ـ مصنف عبدالرزاق، كتاب الطلاق، باب المطلقة يموت عنها زوجها: ٦/ ٤٧٣، رقم: ١١٧٢٢ اسنادهٗ صحيح.

غزوۂ بدر میں شرکت کی تھی۔

فوائد :...... مذکورہ احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بیوہ کی عدت چار ماہ دس دن ہے۔لیکن اگر وہ عورت حاملہ ہو تو وضع حمل ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ (الطلاق : ٤) ......''اور حاملہ عورتوں کی عدت وضع حمل ہے۔''

جمہور علماء بیوہ حاملہ کے لیے اسی عدت کے قائل ہیں۔لیکن چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جن میں سیّدنا ابوسنابل رضی اللہ عنہ بھی ہیں، کہتے ہیں: دونوں میں سے بعد والی عدت پوری کی جائے یعنی اگر حاملہ بیوہ عورت چار ماہ دس دن سے پہلے حمل وضع ہوجائے تو ایسی عورت کو چار ماہ دس دن مکمل کرنے چاہئیں،لیکن اگر چار ماہ دس دن ہوجانے پر وضع حمل نہ ہو تو اس کی عدت وضع حمل ہوگی۔ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سلف کے درمیان پہلے تو بیوہ کی عدت میں اختلاف تھا،لیکن بعد میں اتفاق ہوگیا کہ اس کی عدت وضع حمل ہی ہے۔ (اعلام الموقعين: ٢/ ٨٦)

[٦١٨/٦١٩]...... اَخْبَرَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى، نَا مُوْسٰى بْنُ عُبَيْدَةَ الرَّبَذِيُّ، عَنْ اَيُّوْبَ بْنِ خَالِدٍ......

عَنْ مَيْمُوْنَةَ، عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَثَلُ الرَّافِلَةِ فِي الزِّيْنَةِ فِيْ غَيْرِ اَهْلِهَا، كَالظُّلْمَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، لَا نُوْرَ لَهَا. ①

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنے اہل کے علاوہ دوسروں میں زینت اختیار کرنے والی کی مثال قیامت کے دن تاریکی کی طرح ہے، اس کے لیے کوئی نور نہیں ہوگا۔''

[٦١٩/٦٦٨]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ، عَنْ حَفْصَةَ......

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تُحِدُّ امْرَأَةٌ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ، فَإِنَّهَا تُحِدُّ عَلَيْهِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا، وَلَا تَكْتَحِلُ، وَلَا تَلْبَسُ ثَوْبًا مَصْبُوغًا إِلَّا ثَوْبَ عَصْبٍ، وَلَا تَمَسُّ طِيبًا إِلَّا أَدْنَى الطُّهْرَةِ مِنْ مَحِيضِهَا نُبْذَةً مِنْ قُسْطٍ وَأَظْفَارٍ. ②

سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی عورت کسی (فوت ہونے والے) پر تین دن سے زیادہ سوگ نہ کرے سوائے شوہر پر، کیونکہ وہ اس پر چار ماہ دس دن سوگ کرے گی، وہ سرمہ لگائے، نہ رنگین کپڑا پہنے، البتہ کچھ سفید اور کچھ رنگین کپڑا پہن سکتی ہے اور وہ خوشبو نہ لگائے مگر حیض سے فارغ ہوکر غسل کے موقع پر تھوڑی سی عود ہندی اور اظفار (خوشبو کی

① سنن ترمذی، ابواب الرضاع، باب کراهية خروج النساء فی الزينه، رقم: ١١٦٧ ـ قال الشيخ الالبانی ضعيف.
② بخاری، کتاب الحيض، باب الطيب للمراة عند غسلها من المحيض، رقم: ٣١٣ـ مسلم، كتاب الطلاق، باب وجوب الاحداد فی عدة الوفاة، رقم: ١٤٩١ـ سنن ابوداود، رقم: ٢٣٠٢ـ سنن ابن ماجه، رقم: ٢٠٨٧ـ مسند احمد: ٥/ ٨٥.

قسم) استعمال کر لے۔''

[۶۲۰/۶۶۹]...... أَخْبَرَنَا الْوَلِيدُ بْنُ عُقْبَةَ، حَدَّثَنَا زَائِدَةُ......

عَنْ هِشَامٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ سَوَاءً. ①

ہشام نے اس اسناد سے اسی حدیث سابق کی مثل روایت کیا ہے۔

[۶۲۱/۶۷۰]...... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ......

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: أَمَرَنَا أَنْ لَا نَلْبَسَ فِي الْإِحْدَادِ عَلَى الزَّوْجِ الثِّيَابَ الْمُصَبَّغَةَ إِلَّا ثَوْبَ عَصْبٍ. ②

سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم شوہر پر سوگ کے دوران رنگین کپڑا نہ پہنیں، سوائے ایسے کپڑے کے جو کچھ سفید ہو اور کچھ رنگین ہو۔

فوائد:...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا میت پر تین دن سے زیادہ سوگ نہیں، صحابیات رضی اللہ عنہن نے ان احادیث پہ عمل کر کے لوگوں کے سامنے نمونہ پیش کیا۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے سیّدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر جب ام المؤمنین سیّدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو ملی تو (ام المومنین سیّدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا) نے تیسرے دن صفرہ (خوشبو) منگوا کر اپنے دونوں رخساروں اور بازوؤں پر ملی اور فرمایا کہ اگر میں نے نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ نہ سنا ہوتا کہ ''کوئی عورت جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو، اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ شوہر کے سوا کسی کا سوگ تین دن سے زیادہ منائے اور شوہر کا سوگ چار مہینے دس دن کرے تو مجھے اس وقت اس خوشبو کے استعمال کی ضرورت نہیں تھی۔''

(بخاری، کتاب الجنائز، رقم : ۱۲۸۰)

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے، اس کا سوگ (عدت) چار مہینے دس دن ہے۔ لیکن اگر عورت حاملہ ہے تو اس کی عدت وضع حمل ہے۔ مذکورہ بالا حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا سوگ کی حالت میں عورت کو سرمہ نہیں لگانا چاہیے اور اسی طرح کوئی بھی ایسی چیز جس سے زینت کا اظہار ہوتا ہو وہ منع ہے، مثلاً: مہندی لگانا یا زیورات پہننا وغیرہ۔

[۶۲۲/۶۷۱]...... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ......

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: أُمِرْنَا فِي الْإِحْدَادِ أَنْ لَا نَمَسَّ طِيبًا إِلَّا أَدْنَى الطُّهْرَةِ بِالْكُسْتِ وَالْأَظْفَارِ ①

سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، ہمیں حکم دیا گیا ہم سوگ کے دوران خوشبو نہ لگائیں سوائے (حیض سے فارغ ہو

---

① السابق.

② بخاری، کتاب الجنائز، باب إحداد المرأة على غير زوجها، رقم: ۱۲۷۹۔ مسلم، کتاب الطلاق، باب وجوب الاحداد فی عدة الوفاة، رقم: ۱۴۹۰.

③ انظر ما قبله.

کر) غسل کے موقع پر تھوڑی سی عود ہندی اور اظفار خوشبو استعمال کر لیں۔

فوائد: ...... اس حدیث میں سوگ اور عدت کے احکام کے مسائل کا بیان ہے۔ رنگین کپڑے بھی عدت کے دوران نہیں پہننے چاہئیں، لیکن جو کپڑا زیادہ شوخ رنگ کا نہیں ہوتا وہ پہننا جائز ہے، جیسا کہ مذکورہ حدیث میں ہے۔ ((ثَوْبٌ عَصَبٌ)) یعنی ''کچھ سفید اور کچھ رنگین۔'' کیونکہ یہ کپڑا یمن میں بنتا تھا اور اس میں زیادہ سفید اور کچھ رنگ دار ہوتا تھا۔ مذکورہ حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا عورت جب حیض کا غسل کرے تو وہ اپنی شرمگاہ پر بو کو دور کرنے کے لیے خوشبو کا استعمال کرے اور اس کی اجازت سوگ کی حالت میں بھی ہے۔

[٦٢٣/٦٨٦]...... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْمُغِيرَةِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، قَالَ......

قَالَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ: طَلَّقَنِي زَوْجِي ثَلَاثًا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمْ يَجْعَلْ لِي سُكْنَى وَلَا نَفَقَةً. قَالَ الْمُغِيرَةُ فَأَتَيْتُ إِبْرَاهِيمَ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ لَهَا السُّكْنَى وَالنَّفَقَةُ، فَذَكَرْتُ لَهُ مَا قَالَ الشَّعْبِيُّ: قَالَ: كَانَ عُمَرُ يَجْعَلُ لَهَا ذَلِكَ، فَقَالَ عُمَرُ: لَا نَدَعُ كِتَابَ رَبِّنَا وَسُنَّةَ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَوْلِ امْرَأَةٍ لَا نَدْرِي لَعَلَّهَا حَفِظَتْ أَمْ نَسِيَتْ. ①

سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: میرے شوہر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں مجھے تینوں طلاقیں دے دیں، پس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ نے میرے لیے رہائش مقرر فرمائی نہ خرچ، مغیرہ نے بیان کیا: میں ابراہیم کے پاس آیا، تو ان سے اس کا ذکر کیا، تو انہوں نے کہا: وہ رہائش وخرچ کی حق دار ہے، میں نے انہیں شعبی کا قول بیان کیا، انہوں نے کہا: عمر رضی اللہ عنہ اس (مطلقہ) کے لیے یہ مقرر فرماتے تھے، عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم ایک عورت کے قول کی وجہ سے اپنے رب کی کتاب اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت نہیں چھوڑ سکتے، معلوم نہیں ہو سکتا ہے کہ اس (عورت) نے یاد رکھا یا بھول گئی۔

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا طلاق بائن یعنی تیسری طلاق دینے کے بعد عورت کو خرچ اور رہائش دینے کا مرد حق دار نہیں ہوتا۔ امام احمد اور امام اسحاق رحمہما اللہ اسی کے قائل ہیں۔ جمہور علماء نے کہا ہے کہ اس کے لیے خرچہ نہیں، البتہ رہائش واجب ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اس کے لیے رہائش اور خرچہ دونوں واجب

① مسلم، كتاب الطلاق، باب المطلقة ثلاثا لا نفقة لها، رقم: ١٤٨٠/ ٤٦ـ سنن ترمذی، ابواب الطلاق، باب ماجاء فی المطلقة ثلاثا لا سكنى لها، رقم: ١١٨٠ـ سنن نسائی، رقم: ٣٥٤٨ـ سنن ابن ماجه، رقم: ٢٠٣٦ـ مسند احمد: ٦/ ٤١٦.

ہیں۔(فتح الباری: ١٠/ ٦٠٢۔ نیل الاوطار: ٤/ ٤٠٤)

امام احمد رحمہ اللہ کا قول ہی راجح ہے۔سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی کا بھی یہی فتویٰ ہے۔

(دیکھئے:فتاویٰ اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء: ٢٠/ ٢٢٧)

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کا یہ موقف تھا کہ طلاق بائنہ کے بعد بھی مرد کے ذمے رہائش اور خرچ ہے۔اور سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بھی یہ ہی موقف تھا۔(دیکھئے: حدیث نمبر:۶۹۴)

اوران کی دلیل سورۂ طلاق کی آیت نمبرا ﴿لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ﴾ جب سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تک بات پہنچی تو انہوں نے کہا کہ اس آیت کی وضاحت آیت کے اس حصے سے ہوتی ہے: ﴿لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا﴾ مزید دیکھئے شرح حدیث نمبر:۶۹۸۔

لیکن اگر عورت حاملہ ہے تب خرچ مرد پر لازمی ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَاِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ (الطلاق: ٦) ''اگر وہ حمل سے ہوں تو بچہ پیدا ہونے تک انہیں خرچ دیتے رہو۔''

[٦٨٧/٦٢٤]...... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفُضَيْلِ، حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ......

عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ فَاطِمَةَ ابْنَةِ قَيْسٍ أَنَّهَا طُلِّقَتْ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمْ يَجْعَلْ لَهَا سُكْنَى وَلَا نَفَقَةً، وَإِنَّ عُمَرَ قَالَ: لَا نَدَعُ كِتَابَ اللّٰهِ رَبِّنَا وَسُنَّةَ نَبِيِّنَا لِقَوْلِ امْرَأَةٍ لَا أَدْرِي لَعَلَّهَا نَسِيَتْ. ①

سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں طلاق ہوگئی، تو آپؐ نے اس کے لیے رہائش مقرر فرمائی نہ خرچ، اور یہ کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''ہم ایک عورت کے کہنے پر اپنے رب کی کتاب اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت نہیں چھوڑ سکتے، میں نہیں جانتا ہوسکتا ہے وہ بھول گئی ہو۔''

[٦٨٨/٦٢٥]...... أَخْبَرَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا......

عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: حَدَّثَتْنِي فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ أَنَّ زَوْجَهَا طَلَّقَهَا ثَلَاثًا، وَإِنَّهَا اعْتَدَّتْ عِنْدَ ابْنِ عَمِّهَا ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ. ②

شعبی رحمہ اللہ نے بیان کیا: سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے انہیں بتایا کہ ان کے شوہر نے انہیں تین طلاقیں دے دیں اور انہوں نے اپنے چچازاد، ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے ہاں عدت گزاری۔

---

① انظر ما قبله.

②مسلم، كتاب الطلاق، باب المطلقة ثلاثا لا نفقة لها، رقم: ١٤٨٠/ ٤٢۔ سنن ابوداود، رقم: ٢٢٨٨۔ سنن نسائی، رقم:٣٤١٨۔ مسند احمد: ٦/ ٤١٢.

[٦٨٩/٦٢٦]...... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي تَمِيمٌ أَبُو سَلَمَةَ، مَوْلًى لِفَاطِمَةَ عَنْهَا......

أَوْ حَدَّثَتْنِي فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ قَالَتْ: طَلَّقَنِي زَوْجِي ثَلَاثًا، فَأَتَيْتُ وَكِيلًا لَهُ أَسْأَلُهُ النَّفَقَةَ فَقَالَ: لَا سُكْنَى لَكِ وَلَا نَفَقَةَ، فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ: صَدَقَ. ①

سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، میرے شوہر نے مجھے تینوں طلاقیں دے دیں، میں ان کے وکیل کے ہاں آئی تاکہ اس سے خرچ کا سوال کروں' تو اس نے کہا: تم رہائش کی حق دار ہو نہ خرچ کی، پس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ سے اس کا تذکرہ کیا، تو آپ نے فرمایا: ''اس نے ٹھیک کہا ہے۔''

[٦٩٠/٦٢٧]...... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ......

عَنْ فَاطِمَةَ ابْنَةِ قَيْسٍ أَنَّهَا أَتَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَجْعَلْ لَهَا سُكْنَى وَلَا نَفَقَةً. ②

سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں، تو آپ نے اس کے لیے رہائش مقرر فرمائی نہ خرچ۔

[٦٩١/٦٢٨]...... أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي الْجَهْمِ قَالَ......

سَمِعْتُ فَاطِمَةَ بِنْتَ قَيْسٍ تَقُولُ: طَلَّقَنِي زَوْجِي ثَلَاثًا فَلَمْ يَجْعَلْ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُكْنَى وَلَا نَفَقَةً. ③

سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، میرے شوہر نے مجھے تین طلاقیں دے دیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے رہائش مقرر فرمائی نہ خرچ۔

[٦٩٢/٦٢٩]...... أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو......

حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ قَالَ: كَتَبْتُ مِنْ فَمِهَا كِتَابًا. ④

ابوسلمہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا، انہوں نے کہا: میں نے ان کے منہ سے (سن سن کر) کتاب تحریر کی۔

[٦٩٣/٦٣٠]...... حَدَّثَنَا يَعْلَى أنا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ......

---

① سنن نسائی، کتاب الطلاق، باب ارسال الرجل الى زوجته بالطلاق، رقم: ٣٤١٨ قال الالبانی: صحیح۔ مسند احمد: ٦/ ٤١١.

② السابق.

③ مسلم، کتاب الطلاق، باب المطلقة ثلاثا لا نفقة لها، رقم: ١٤٨٠/ ٥١۔

④ انظر ما بعده.

عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ قَالَتْ: كُنْتُ عِنْدَ رَجُلٍ مِنْ بَنِي مَخْزُومٍ وَطَلَّقَنِي الْبَتَّةَ، فَأَرْسَلْتُ إِلَى أَهْلِهِ أَبْتَغِي النَّفَقَةَ، فَقَالُوا: لَا نَفَقَةَ لَكِ عَلَيْنَا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا نَفَقَةَ لَكِ عَلَيْهِمْ، وَعَلَيْكِ الْعِدَّةُ، فَانْتَقِلِي إِلَى أُمِّ شَرِيكٍ وَلَا تُفَوِّتِينَا بِنَفْسِكِ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ أُمَّ شَرِيكٍ يَدْخُلُ عَلَيْهَا إِخْوَانُهَا مِنَ الْمُهَاجِرِينَ الْأَوَّلِينَ، فَانْتَقِلِي إِلَى ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ فَإِنَّهُ قَدْ ذَهَبَ بَصَرُهُ، فَإِذَا وَضَعْتِ ثِيَابَكِ لَمْ يَرَ مِنْكِ شَيْئًا، وَلَا تُفَوِّتِينَا بِنَفْسِكِ، قَالَتْ: فَلَمَّا حَلَلْتُ خَطَبَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ وَأَبُو جَهْمٍ الْعَدَوِيُّ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمَّا مُعَاوِيَةُ فَعَايِلٌ لَا شَيْءَ لَهُ، وَأَمَّا أَبُو جَهْمٍ فَلَا يَضَعُ عَصَاهُ عَنْ عَاتِقِهِ، فَأَيْنَ أَنْتُمْ مِنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، وَكَانَ أَهْلُهَا كَرِهُوا ذٰلِكَ، فَقَالَتْ: لَا أَنْكِحُ إِلَّا الَّذِي دَعَانِي إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَنَكَحْتُ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ. ①

سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: میں بنومخزوم قبیلے کے ایک آدمی کی اہلیہ تھی، اس نے مجھے طلاق بائن دے دی، میں نے اس کے اہل کے ہاں پیغام بھیجا اور میں خرچ کا مطالبہ کرتی تھی، انہوں نے کہا: تمہارا ہمارے ذمے کوئی خرچ نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمہارے لیے ان کے ذمے کوئی خرچ نہیں اور تمہارے ذمے عدت گزارنا ہے، تم ام شریک کے ہاں چلی جاؤ اور اپنے متعلق فیصلہ کرتے وقت ہمیں نظر انداز نہ کرنا۔'' پھر فرمایا: ''ام شریک کے ہاں تو ان کے شروع میں ہجرت کرنے والے مسلمان بھائی آتے جاتے ہیں، تم ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے ہاں چلی جاؤ کیونکہ وہ نابینا شخص ہے، جب تم کپڑے اتار بھی دو گی تو وہ تمہاری کوئی چیز نہیں دیکھ سکے گا، اور اپنے متعلق فیصلہ کرتے وقت ہمیں نظر انداز نہ کرنا۔'' انہوں (فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا) نے کہا: معاویہ بن ابی سفیان اور ابوجہم العدوی رضی اللہ عنہما نے مجھے پیغام نکاح بھیجا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''رہا معاویہ تو وہ ایک محتاج شخص ہے، اس کے پاس کوئی چیز نہیں، رہا ابوجہم تو وہ اپنی لاٹھی اپنے کندھے سے اتارتا ہی نہیں (سخت مزاج ہے) اسامہ بن زید (رضی اللہ عنہما) کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟'' اس (فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا) کے گھر والے اسے پسند نہیں کرتے تھے، انہوں نے کہا: میں تو اسی سے نکاح کروں گی جس کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دعوت دی ہے، پس میں نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے نکاح کر لیا۔

---

① مسلم، كتاب الطلاق، باب المطلقة ثلاثا لا نفقة لها، رقم: ١٤٨٠/ ٣٦- سنن ابوداود، كتاب الطلاق، باب فى نفقة المبتوتة، رقم: ٢٢٨٤- سنن نسائى، رقم: ٣٢٤٥- مسند احمد: ٦/ ٤١٢.

فوائد: ...... معلوم ہوا کہ جب کوئی شخص کسی کے ساتھ رشتہ کرنے یا امانت رکھنے یا مشارکت کرنے یا ہمسائیگی اختیار کرنے، کاروبار یا کوئی اور معاملہ کرنے کے متعلق مشورہ پوچھے۔ تو صحیح صحیح بات بتا دینی چاہیے، یہ غیبت نہیں ہے۔ (کیونکہ غیبت کی کچھ جائز صورتیں بھی ہیں، مثلاً کسی کو خیرخواہانہ مشورہ دینا، مظلوم کی دادرسی وغیرہ)

مذکورہ حدیث سے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا اطاعت رسول کا جذبہ ثابت ہوتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پسند کو انہوں نے اپنی پسند سمجھا۔ ایک مسلمان کے اندر یہ چیز بھی ہونی چاہیے کہ ایک طرف والدین، عزیز و اقارب کی محبت اور ان کی پسند ہو تو دوسری طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پسند ہو۔ تو ترجیح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پسند کو دینی چاہیے۔

[٦٣١/٦٩٤]...... قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو......

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيُّ: قَالَتْ عَائِشَةُ: يَا فَاطِمَةُ اتَّقِ اللّٰهَ فَقَدْ عَلِمْتُ فَمَا كَانَ ذَاكَ. ①

محمد بن ابراہیم التیمی نے بیان کیا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: فاطمہ! اللہ سے ڈرو، تمہیں معلوم ہے اس کا انجام کیا ہوگا۔

[٦٣٢/٦٩٥]...... زَادَ الْفَضْلِ: وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو: عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ: ﴿لَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ﴾ (الطلاق) قَالَ: الْفَاحِشَةُ الْمُبَيِّنَةُ أَنْ تَسْفَهَ عَلَى أَهْلِهَا، فَإِذَا فَعَلَتْ ذَلِكَ فَقَدْ حَلَّ لَهُمْ إِخْرَاجُهَا. ②

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ''تم انہیں ان کے گھروں سے نہ نکالو، اور نہ ہی وہ نکلیں الا یہ کہ وہ کسی واضح بے حیائی کا ارتکاب کریں۔'' کی تفسیر میں فرمایا: ﴿وَالْفَاحِشَةُ الْمُبَيِّنَةُ﴾ یہ کہ وہ اپنے اہل کے لیے رسوائی کا باعث بنے، پس جب وہ یہ کرے تو اس کا نکالنا ان کے لیے حلال ہوگا۔

[٦٣٣/٦٩٦]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ......

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ③

محمد بن عمرو نے اس اسناد سے اسی (حدیث سابق کے) مانند بیان کیا ہے۔

[٦٣٤/٦٩٧]...... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَاصِمِ بْنِ ثَابِتٍ......

---

① بخاری، كتاب الطلاق، باب قصة فاطمة بنت قيس، رقم: ٥٣٢١۔ مسلم، كتاب الطلاق، باب المطلقة ثلاثا لا نفقة لها، رقم: ١٤٨٠/ ٤١۔ سنن ترمذی، رقم: ١١٨٠۔ سنن نسائی، رقم: ٣٥٤٩.

② انظر الحديث السابق.

③ انظر الحديث السابق.

أَنَّ فَاطِمَةَ ابْنَةَ قَيْسٍ أُخْتَ الضَّحَّاكِ بْنِ قَيْسٍ أَخْبَرَتْهُ وَكَانَتْ، عِنْدَ رَجُلٍ مِنْ بَنِي مَخْزُومٍ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهُ طَلَّقَهَا ثَلَاثًا، وَخَرَجَ فِي بَعْضِ الْمَغَازِي، وَأَمَرَ وَكِيلًا لَهُ أَنْ يُعْطِيَهَا بَعْضَ النَّفَقَةِ، قَالَ: فَاسْتَقَلَّتْهَا، فَانْطَلَقَتْ إِلَى إِحْدَى نِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ عِنْدَهَا فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، هَذِهِ فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ قَدْ طَلَّقَهَا فُلَانٌ ثَلَاثًا، وَأَمَرَ لَهَا بِبَعْضِ النَّفَقَةِ، فَرَدَّتْهَا، وَزَعَمَ أَنَّهُ شَيْءٌ تَطَوَّلَ بِهِ عَلَيْهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صَدَقَ، وَقَالَ لَهَا: انْتَقِلِي إِلَى أُمِّ مَكْتُومٍ فَاعْتَدِّي عِنْدَهَا، ثُمَّ قَالَ: إِنَّهَا امْرَأَةٌ يَكْثُرُ عُوَّادُهَا، فَانْتَقِلِي إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ فَاعْتَدِّي عِنْدَهُ، فَانْتَقَلَتْ إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ فَاعْتَدَّتْ عِنْدَهُ، فَلَمَّا انْقَضَتْ عِدَّتُهَا، خَطَبَهَا أَبُو جَهْمِ بْنُ حُذَيْفَةَ، وَمُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ، فَاسْتَأْمَرَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذَلِكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمَا أَبُو جَهْمِ بْنُ حُذَيْفَةَ، فَرَجُلٌ أَخَافُ عَلَيْكِ قَسْقَاسَتَهُ لِلْعَصَا، وَأَمَّا مُعَاوِيَةُ فَرَجُلٌ أَخَافُ مِنَ الْمَالِ،

ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ کی بہن سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: وہ بنو مخزوم قبیلے کے ایک آدمی کی اہلیہ تھیں، اس نے انہیں تین طلاقیں دے دیں اور خود کسی غزوۂ پر چلا گیا، اور اپنے وکیل سے کہا کہ وہ اسے کچھ خرچ دے دے، پس میں نے اسے کم سمجھا، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک زوجہ محترمہ کے پاس آئی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے جبکہ وہ ان کے پاس تھی، انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یہ فاطمہ بنت قیس ہے، فلاں شخص نے اسے تین طلاقیں دے دی ہیں، اس نے اس کے لیے تھوڑے سے خرچ کا کہا ہے، لیکن اس نے اسے قبول نہیں کیا، اور اس نے کہا ہے کہ اس نے یہ بھی اس پر احسان کیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس نے ٹھیک کہا ہے۔'' اور آپ نے اسے فرمایا: ''تم ام مکتوم کے ہاں چلی جاؤ اور اس کے ہاں عدت گزارو۔'' پھر فرمایا: ''وہ ایسی خاتون ہے کہ اس کے پاس زیادہ افراد کا آنا جانا ہے، تم عبداللہ بن ام مکتوم کے ہاں چلی جاؤ اور اس کے ہاں عدت گزارو۔'' پس میں عبداللہ بن ام مکتوم کے ہاں چلی گئی اور ان کے ہاں عدت گزاری، جب عدت ختم ہوگئی تو ابوجہم بن حذیفہ اور معاویہ بن ابی سفیان (رضی اللہ عنہما) نے مجھے پیغام نکاح بھیجا، میں نے اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ طلب کیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''رہا ابوجہم بن حذیفہ تو وہ ایسا آدمی ہے کہ تم پر لاٹھی کا اندیشہ رکھتا ہے، اور معاویہ تو وہ مال سے تہی دست ہے۔'' پس اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے اس سے نکاح کر لیا۔

فَنكَحَهَا أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ . ①

فوائد: ......فوائد کے لیے دیکھئے، حدیث نمبر ۶۳۱/ ۶۹۳۔

[٦٩٨/٦٣٥]...... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أنا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ......

عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ أَبَا عَمْرِو بْنَ حَفْصِ بْنِ الْمُغِيرَةِ خَرَجَ مَعَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ إِلَى الْيَمَنِ، فَأَرْسَلَ إِلَى فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ بِتَطْلِيقَةٍ، كَانَتْ بَقِيَ مِنْ طَلَاقِهَا، وَأَمَرَ لَهَا الْحَارِثُ بْنُ هِشَامٍ وَعَيَّاشُ بْنُ أَبِي رَبِيعَةَ بِنَفَقَةٍ، فَقَالَا لَهَا: وَاللّٰهِ مَا لَكِ مِنْ نَفَقَةٍ إِلَّا أَنْ تَكُونِي حُبْلَى، فَأَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ: لَا نَفَقَةَ لَكِ، فَاعْتَدِّي عِنْدَ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ، وَهُوَ أَعْمَى تَضَعُ ثِيَابَهَا عِنْدَهُ وَلَا يَرَاهَا، فَلَمَّا انْقَضَتْ عِدَّتُهَا أَنْكَحَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ، فَبَلَغَ ذَلِكَ مَرْوَانَ، فَأَرْسَلَ قَبِيصَةَ بْنَ ذُؤَيْبٍ إِلَيْهَا يَسْأَلُهَا عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ، فَحَدَّثَتْهُ، فَقَالَ مَرْوَانُ: لَمْ نَسْمَعْ بِهَذَا الْحَدِيثِ إِلَّا مِنَ امْرَأَةٍ سَنَأْخُذُ بِالْعِصْمَةِ الَّتِي وَجَدْنَا النَّاسَ عَلَيْهَا، فَبَلَغَ فَاطِمَةُ قَوْلَ مَرْوَانَ، فَقَالَتْ: بَيْنِي وَبَيْنَكُمُ الْقُرْآنُ، قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي كِتَابِهِ: ﴿وَلَا يَخْرُجْنَ﴾ (الطلاق:١) مِنْ بُيُوتِهِنَّ ﴿إِلَّا

عبیداللہ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ ابوعمرو بن حفص بن مغیرہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ یمن کی طرف روانہ ہوئے، تو انہوں نے فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کو آخری طلاق بھی بھیج دی اور حارث بن ہشام اور عیاش بن ابی ربیعہ کو خرچ دینے کے لیے کہا، تو ان دونوں نے اسے کہا: اللہ کی قسم! تم خرچ کی حق دار نہیں الا یہ کہ تم حاملہ ہو، پس وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں تو آپؐ سے اس کا ذکر کیا، تو آپ نے فرمایا: ''تمہارے لیے کوئی خرچ نہیں، پس تم ابن ام مکتوم کے ہاں عدت گزارو جبکہ وہ نابینا ہے، تم اس کے ہاں اپنے کپڑے اتار بھی دو گی تو وہ دیکھ نہیں سکے گا، پس جب اس نے اپنی عدت پوری کر لی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نکاح اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے کر دیا، مروان کو اس کی خبر پہنچی، تو انہوں نے قبیصہ بن ذؤیب کو ان کی طرف بھیجا تاکہ وہ ان سے اس حدیث کے متعلق پوچھے، انہوں نے اسے بیان کیا، تو مروان نے کہا: یہ حدیث صرف ایک عورت ہی سے سنی گئی ہے، ہم تو صرف وہی درست راستہ اختیار کریں گے جس پر ہم نے لوگوں کو پایا ہے، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو مروان کی بات پہنچی تو انہوں نے فرمایا: میرے اور تمہارے درمیان قرآن (دلیل) ہے، اللہ عزوجل نے اپنی کتاب میں فرمایا: ''وہ نہ نکلیں الا یہ کہ

① سنن نسائی، کتاب الطلاق، باب الرخصة فی خروج المبتوعة من بيتها الخ، رقم: ٣٥٤٥۔ مسند احمد: ٦/ ٤١٤۔ مصنف عبدالرزاق، رقم: ١٢٠٢١ اسنادهٗ حسن لغيره.

أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ﴾ (النساء:١٩) حَتَّى بَلَغَ: ﴿لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذَلِكَ أَمْرًا﴾ (الطلاق:١) فَقَالَتْ: هَذَا لِمَنْ كَانَ لَهُ رَجْعَةٌ عَلَيْهَا، فَأَيُّ أَمْرٍ يَحْدُثُ بَعْدَ الثَّلَاثِ ؟ فَكَيْفَ تُنْفِقُونَ عَلَيْهَا إِلَّا أَنْ تَكُونَ حُبْلَى ؟ فَعَلَى مَا يَحْبِسُونَهَا . ①

وہ کسی واضح/کھلی بے حیائی کا ارتکاب کریں'' ...... ''ہوسکتا ہے کہ اس کے بعد اللہ کوئی سبیل پیدا کر دے۔'' تو کہا: یہ اس شخص کے لیے ہے جسے اس پر رجوع کرنے کا حق حاصل ہو، تین طلاقوں کے بعد کون سی سبیل پیدا ہوگی، وہ تجھ پر کسی طرح خرچ کریں الا یہ کہ تم حاملہ ہو تو وہ کس بنیاد پر اسے روکیں گے۔

فوائد: ...... دیکھئے شرح حدیث نمبر:٦٨٦۔

[٦٩٩/٦٣٦] ...... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بُرْقَانَ ......

عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ قَالَ: سَأَلْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيِّبِ عَنِ الْمُطَلَّقَةِ ثَلَاثًا، أَيْنَ تَعْتَدُّ ؟ فَقَالَ: فِي بَيْتِ زَوْجِهَا، فَقُلْتُ لَهُ: فَأَيْنَ حَدِيثُ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ ؟ قَالَ: تِلْكَ امْرَأَةٌ فَتَنَتِ النَّاسَ، كَانَتْ لَسِنَةً أَوْ قَالَ: كَانَتِ امْرَأَةٌ فِي لِسَانِهَا شَيْءٌ عَلَى أَحْمَائِهَا . ②

میمون بن مہران نے بیان کیا: میں نے سعید بن مسیّب رحمہ اللہ سے مطلقہ ثلاثہ کے متعلق پوچھا کہ وہ کہاں عدت گزارے گی؟ انہوں نے کہا: اپنے شوہر کے گھر میں، تو میں نے انہیں کہا: فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی حدیث کہاں گئی؟ انہوں نے کہا: اس خاتون نے تو لوگوں کو آزمائش میں ڈال دیا ہے، وہ تو بداخلاق تھیں یا کہا: وہ ایسی خاتون تھیں کہ ان کا اپنے شوہر کے رشتے داروں سے اچھا سلوک نہیں تھا۔

فوائد: ...... مذکورہ روایت کو بعض محققین نے ضعیف کہا ہے، لیکن اگر صحیح بھی ہو تو جو وجہ بیان کی گئی ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ان کی زبان کی وجہ سے سیدنا ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہا کے گھر منتقل کیا گیا، یہ درست نہیں یہ حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کا اپنا قول ہے۔ صحیح وہ ہے جو حدیث نمبر۶۹۳ میں ہے کہ سیّدنا ابن ام مکتوم نظر سے محروم تھے، اس لیے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو وہاں عدت گزارنے کا کہا گیا تا کہ پردے کی پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

[٧٠٠/٦٣٧] ...... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أنا ابْنُ جُرَيْجٍ ......

---

① مسلم، كتاب الطلاق، باب المطلقة ثلاثا لا نفقة لها، رقم: ١٤٨٠/ ٤١۔ سنن ابوداود، كتاب الطلاق، باب نفقة المبتوته، رقم: ٢٢٩٠۔ مسند احمد: ٦/ ٤١٤۔ مصنف عبدالرزاق، رقم: ١٢٠٢٤ .

② سنن ابوداود، كتاب الطلاق، باب من انكر ذلك على فاطمه، رقم: ٢٢٩٦ قال الالبانى : صيح مقطوع۔ مصنف عبدالرزاق، رقم: ١٢٠٣٧۔ سنن كبرى بيهقى: ٧/ ٣٧٣ .

أَخْبَرَنِی مَیْمُونُ بْنُ مِهْرَانَ قَالَ: ذَاكَرْتُ سَعِیدَ بْنَ الْمُسَیِّبِ حَدِیثَ فَاطِمَةَ ابْنَةِ قَیْسٍ فَقَالَ: تِلْكَ امْرَأَةٌ فَتَنَتِ النَّاسَ. ①

میمون بن مہران نے بیان کیا، میں نے سعید بن مسیّب رحمہ اللہ سے فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی حدیث کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا: اس خاتون نے تو لوگوں کو آزمائش میں ڈال دیا ہے۔

[۷۰۱/۶۳۸]...... أَخْبَرَنَا وَكِیعٌ، حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ......

عَنْ مَیْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ قَالَ: أَتَیْتُ الْمَدِینَةَ، فَسَأَلْتُ عَنْ أَفْقَهِ أَهْلِهَا، فَدُفِعْتُ إِلَی سَعِیدِ بْنِ الْمُسَیِّبِ، فَسَأَلْتُهُ عَنِ الْمُطَلَّقَةِ ثَلَاثًا، أَیْنَ تَعْتَدُّ؟ فَقَالَ: فِی بَیْتِ زَوْجِهَا، قُلْتُ: فَإِنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ قَیْسٍ أُخْتَ الضَّحَّاكِ بْنِ قَیْسٍ طَلَّقَهَا زَوْجُهَا ثَلَاثًا، فَاعْتَدَّتْ فِی بَیْتِ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ، فَقَالَ: تِلْكَ امْرَأَةٌ لَسِنَةٌ، فَوُضِعَتْ عَلَی یَدَیِ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ. ②

میمون بن مہران نے بیان کیا، میں مدینہ منورہ آیا تو میں نے وہاں کے سب سے بڑے فقیہ شخص کے متعلق دریافت کیا، تو مجھے سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کے پاس بھیجا گیا، میں نے ان سے تین طلاقوں والی عورت کے متعلق پوچھا کہ وہ عدت کہاں گزارے گی؟ انہوں نے کہا: اپنے شوہر کے گھر میں، میں نے کہا: فاطمہ بنت قیس، ضحاک بن قیس (رضی اللہ عنہما) کی بہن کو ان کے شوہر نے تین طلاقیں دے دیں، تو انہوں نے ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے ہاں عدت گزاری، انہوں نے فرمایا: وہ خاتون بداخلاق تھیں، اس لیے انہیں ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے ہاں ٹھہرایا گیا۔

[۷۷۳/۶۳۹]...... اَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ نُمَیْرٍ، عَنْ اِسْمَاعِیْلَ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِیْنَارٍ، عَنْ طَاوُوْسٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَجُلًا ظَاهَرَ مِنْ اِمْرَأَتِهٖ، ثُمَّ رَاٰهَا فِی الْقَمَرِ، فَاَعْجَبَتْهُ فَوَقَعَ عَلَیْهَا، فَاَتَی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَاَخْبَرَهٗ فَقَالَ: اَلَیْسَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ﴿مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَاسَّا﴾ فَقَالَ: رَاَیْتُهَا فَاَعْجَبَتْنِیْ، فَقَالَ: اَمْسِكْ حَتّٰی تُكَفِّرَ. ③

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی (سلمہ بن صخر) نے اپنی اہلیہ سے ظہار کر لیا (اسے کہا کہ تو مجھ پر میری ماں کی پشت کی طرح ہے) پھر اس نے چاند کی چاندنی میں اسے دیکھ لیا، وہ اسے اچھی لگی تو اس نے اس سے جماع کر لیا، پس وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو بتایا، تو آپ نے فرمایا: ''کیا اللہ

---

① السابق. ② تقدم تخریجه: ٦٩٩.

③ سنن ابوداود، كتاب الطلاق، باب المظاهر يواقع قبل ان يكفر، رقم: ١١٩٩ـ قال الشيخ الالبانى: حسن۔ سنن نسائى، رقم: ٣٤٥٧ـ سنن ابن ماجه، رقم: ٢٠٦٥.

عزوجل نے یہ نہیں فرمایا: ''اس سے پہلے کہ وہ دونوں جماع کریں۔'' اس نے عرض کیا: میں نے اسے دیکھا تو وہ مجھے اچھی لگی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''باز رہو حتیٰ کہ تم کفارہ ادا کرو۔''

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا ظہار میں کفارہ ادا کرنے سے قبل ہم بستری جائز نہیں ہے۔ ظہار یہ ہے: ((اَنْتَ عَلَیَّ كَظَهْرِ اُمِّیْ)) (القاموس المحيط، ص: ۳۹۲) ''تو مجھ پر میری ماں کی پشت کی مانند ہے۔''

امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کفارہ ادا کرنے سے پہلے شوہر پر ہم بستری حرام ہے اور اس پر اجماع ہے اس پر کفارہ بھی واجب ہے اور کفارہ ادا کرنے سے پہلے ہم بستری کرنے سے کفارہ ساقط نہیں ہوتا۔

[۷۷٤/٦٤٠]...... اَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ اِدْرِيْسَ قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْحَاقَ يُحَدِّثُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ (سُلَيْمَانَ) بْنِ يَسَارٍ......

عَنْ سَلْمَةَ بْنِ صَخْرٍ قَالَ: ظَاهَرْتُ مِنْ اِمْرَأَتِیْ، ثُمَّ وَاقَعْتُهَا، فَاَتَيْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاَمَرَنِیْ اَنْ اُطْعِمَ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا. ①

سیدنا سلمہ بن صخر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: میں نے اپنی اہلیہ سے ظہار کیا، پھر اس سے جماع کر لیا، پس میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے مجھے حکم فرمایا: ''میں ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤں۔''

فوائد: ...... مذکورہ حدیث میں ظہار کا کفارہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے، یہ تب ہے جب غلام آزاد نہ کر سکے یا دو ماہ کے روزے نہ رکھ سکے۔ جیسا کہ قرآنِ مجید میں ہے:

﴿اَلَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآئِهِمْ مَا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـِٔىْ وَلَدْنَهُمْ وَاِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا وَّاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ۝ وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝﴾ (المجادله: ۲)

''تم میں سے جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں (یعنی انہیں ماں کہہ بیٹھتے ہیں) وہ دراصل ان کی مائیں نہیں بن جاتیں۔ ان کی مائیں تو وہی ہیں جن کے بطن سے وہ پیدا ہوئے، یقیناً یہ لوگ ایک نامعقول

① سنن ابوداود، کتاب الطلاق، باب فی الظهار، رقم: ۲۲۱۳۔ قال الشيخ الالبانی: حسن۔ سنن ترمذی، رقم: ۳۲۹۹۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۲۰٦٤۔ مسند احمد: ٤/ ۳۷.

اور جھوٹی بات کہتے ہیں۔ بیشک اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔ جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کریں پھر اپنی کہی ہوئی بات سے رجوع کر لیں تو ان کے ذمہ آپس میں ایک دوسرے کو ہاتھ لگانے سے پہلے ایک غلام آزاد کرنا ہے۔ اس کے ذریعہ تم نصیحت کیے جاتے ہو اور اللہ تعالیٰ تمہارے تمام اعمال سے باخبر ہے۔ ہاں جو شخص نہ پائے اس کے ذمہ دو مہینوں کے لگاتار روزے ہیں۔ اس سے پہلے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں اور جس شخص کو یہ طاقت بھی نہ ہو، اس پر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے۔''

[۷۷۵/٦٤١]...... اَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ، نَا مَعْمَرٌ، عَنِ ابْنِ طَاؤُوْسٍ......

عَنْ اَبِيْهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ الطَّلَاقُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَنَتَيْنِ مِنْ اَمَارَةِ عُمَرَ، طَلَاقُ الثَّلَاثِ وَاحِدَةٌ، فَقَالَ عُمَرُ: قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اَنَاةٍ فِى الطَّلَاقِ، فَقَدِ اسْتَعْجَلْتُمْ اَنَاةَ لَكُمْ (أناتكم)، وَقَدْ اَجَزْنَا عَلَيْكُمْ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ. ①

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی امارت/ خلافت کے دو سال تک تین طلاقیں ایک طلاق ہی شمار ہوتی تھیں، پس سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''طلاق کے بارے میں تمہارے لیے حلم وبردباری کا حکم تھا، پس تم نے اپنی بردباری پر جلدی مچائی، لہٰذا ہم نے تمہاری جلد بازی کو تم پر نافذ قرار دے دیا۔''

[۷۷٦/٦٤٢]...... اَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ اَيُّوْبَ السَّخْتِيَانِيِّ، عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مَسْيَرَةَ......

عَنْ طَاؤُوْسٍ، اَنَّ اَبَا الصَّهْبَاءِ، قَالَ لِاِبْنِ عَبَّاسٍ: هَاتِ مِنْ هَنَاتِكَ، اَلَمْ يَكُنْ طَلَاقُ الثَّلَاثِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَاَبِىْ بَكْرٍ وَاحِدَةً، قَدْ كَانَ ذَاكَ، فَلَمَّا كَانَ فِىْ عَهْدِ عُمَرَ تَتَابَعَ النَّاسُ فِى الطَّلَاقِ، فَاَجَازَهٗ عَلَيْهِمْ. ②

طاؤس رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ابو الصہباء نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا: اپنے کلمات میں سے کوئی بات پیش کریں، کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد میں تین طلاقیں ایک ہی شمار نہیں ہوتی تھیں، معاملہ اسی طرح ہی تھا، جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا دور خلافت آیا تو لوگوں نے بلا سوچے سمجھے طلاق دینا شروع کر دی، تو انہوں نے اسے ان پر نافذ کر دیا۔

① مسلم، كتاب الطلاق، باب طلاق الثلاث، رقم: ١٤٧٢ـ مسند احمد: ١/ ٣١٤ـ طبرانى كبير: ١١/ ٢٣: ١٩١٦ـ مصنف عبدالرزاق، رقم: ١٣٣٦.

② مسلم، كتاب الطلاق، باب طلاق الثلاث، رقم: ١٤٧٢ـ سنن كبرى بيهقى: ٧/ ٣٣٦ـ طبرانى كبير: ١١/ ٤٠.

[٦٤٣/٧٧٧]...... اَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، نَا ابْنُ جُرَيْجٍ......

اَخْبَرَنِی ابْنُ طَاؤُوْسٍ، عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ اَبَا الصَّهْبَاءِ، قَالَ لِابْنِ عَبَّاسٍ: اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ طَلَاقَ الثَّلَاثِ كَانَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِیْ بَكْرٍ، وَثَلَاثًا مِنْ اَمَارَةِ عُمَرَ وَاحِدَةً، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: نَعَمْ. ①

طاؤس رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ابوالصہباء نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا: کیا آپ کو معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کی خلافت کے تین سال تک تین طلاق ایک ہی شمار ہوتی تھیں؟ تو سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہاں۔

فوائد:...... معلوم ہوا عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ،سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دو سالوں تک تین طلاقیں ایک شمار ہوا کرتی تھیں اور سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جو بعد میں موقف اختیار کیا وہ اپنے اجتہاد سے تھا نہ کہ کسی نص سے تھا۔ اس کی مثال یوں سمجھئے کہ جس طرح نماز اپنے اپنے ٹائم پر ادا ہوتی ہے یعنی ظہر اپنے وقت پر، عصر اپنے وقت پر اور مغرب اپنے وقت پر لیکن اگر کوئی کہے کہ ظہر، عصر، مغرب اور عشاء یہ تمام ظہر کے وقت میں ادا کرلیں تو ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ ان نمازوں کو اپنے اپنے وقت پر ادا کیا جائے گا، اسی طرح ہر طلاق اپنے اپنے وقت پر ہے، لیکن اگر کوئی ایک ہی وقت میں تینوں دے دیتا ہے تو درست نہیں ہے۔ اکٹھی تین طلاقوں کے متعلق اہل علم کے چار مختلف اقوال ہیں:

(۱)...... جمہور اور ائمہ اربعہ کا موقف ہے: تین طلاقیں واقع ہوجائیں گی۔

(۲)...... علامہ ابن حزم رحمہ اللہ کا موقف ہے: ایک طلاق بھی واقع نہیں ہوگی۔

(۳)...... سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا موقف ہے: عورت سے دخول نہ کیا گیا ہو تو تینوں واقع ہوجائیں گی، اگر کرلیا تو ایک ہی واقع ہوگی۔ (دیکھئے روایت نمبر: ۷۷۸)

(۴)...... صرف ایک رجعی طلاق ہی واقع ہوگی۔ آخری موقف ہی زیادہ راجح ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ ،علامہ ابن قیم رحمہ اللہ اور شیخ ابن باز رحمہ اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔

(فتاویٰ ابن تیمیہ: ۱۶/۳۔ اعلام الموقعین: ۳۰/۳۔ فتاویٰ اسلامیہ: ۴۹/۳)

اور امت کے لیے بھی حجت شرعیہ صرف اور صرف نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ سیّدنا ابورکانہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو ایک ہی مجلس میں تین طلاقیں دی تھیں۔ پھر اس پر نادم وپشیمان ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

① مسلم، كتاب الطلاق، باب طلاق الثلاث، رقم: ١٤٧٢/ ١٦- سنن ابوداود، كتاب الطلاق، باب نسخ المراجعة الخ، رقم: ٢٢٠٠- سنن نسائی، رقم: ٣٤٠٦- مسند احمد: ١/ ٣١٤.

ابورکانہ سے فرمایا: ((اِنَّهَا وَاحِدَةٌ)) (مسند احمد: ۱/ ۲٦٥ اسناده حسن) ''وہ تینوں طلاقیں ایک ہی ہیں۔''

[۷۷۸/٦٤٤]...... اَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ، نَا ابْنُ جُرَيْجٍ، اَخْبَرَنِی الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ قَالَ: اَلَّتِیْ لَمْ يَدْخُلْ بِهَا، اِذَا جُمِعَ الثَّـلَاثُ عَلَيْهَا، وَقَعْنَ عَلَيْهَا. ①

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: ''جس عورت سے شوہر تعلق قائم نہ کرے اور اسے تین طلاقیں اکٹھی دے دی جائیں تو وہ اس پر واقع ہو جائیں گی۔''

فوائد: ...... مذکورہ روایت سے ثابت ہوا سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا موقف یہ تھا کہ اگر دخول نہ ہوا ہو اور تین طلاقیں اکٹھی دی گئیں تو واقع ہو جائیں گی۔ روایت نمبر: ۷۸۰ میں ہے کہ دخول ہوا ہو یا کہ نہ تین برابر ہیں۔ امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں: سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول کہ عورت تین طلاق سے اپنے شوہر سے جدا ہو جاتی ہے خواہ شوہر نے اس سے مباشرت کی ہو یا نہ کی ہو وہ اس کے لیے حلال نہیں رہتی، جب تک کسی اور سے نکاح نہ کرے، ان کا یہ فتویٰ ایسے ہی ہے جیسے انہوں نے بیع صرف (سونے چاندی کی بیع) کے بارے میں فتویٰ دیا تھا۔ پھر ابن عباسؓ نے اپنے اس فتویٰ سے رجوع کر لیا تھا۔ (سنن ابوداود، رقم: ۲۱۹۸)

[۷۷۹/٦٤٥]...... قَالَ الْحَسَنُ: فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِطَاوُوْسٍ، فَقَالَ: اَشْهَدُ اَنِّیْ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَجْعَلُهَا وَاحِدَةً، قَالَ: وَقَالَ عُمَرُ: وَاحِدَةً، وَاِنْ جَمَعَهُنَّ. ②

حسن رحمہ اللہ نے بیان کیا: میں نے طاوس رحمہ اللہ سے اس کا ذکر کیا، تو انہوں نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کو انہیں ایک قرار دیتے ہوئے سنا، راوی نے بیان کیا اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک ہی ہے، اگرچہ اس نے انہیں جمع کیا ہو۔

فوائد: ...... مذکورہ روایت سے معلوم ہوا سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما تین طلاقوں کو ایک ہی شمار کرتے تھے۔

[۷۸۰/٦٤٦]...... قَالَ ابْنُ جَرِيْجٍ: اَخْبَرَنِیْ دَاوٗدُ بْنُ اَبِیْ هِنْدٍ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِیْ مَرْيَمَ، عَنْ اَبِیْ عَيَاضٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ قَالَ: اَلَّتِیْ لَمْ يَدْخُلْ بِهَا، وَالَّتِیْ قَدْ دَخَلَ بِهَا، فِی الثَّـلَاثِ سَوَاءٌ. ③

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: جس عورت سے تعلق زن وشو قائم ہوا یا قائم نہ ہوا ہو تو

① سنن ابی داود، کتاب الطلاق، باب نسخ المراجعة الخ، رقم: ۲۱۹۸ قال الالبانی : صحیح۔ مصنف عبدالرزاق، رقم: ۲۱۹۸۔ سنن کبری بیهقی: ۷/ ۳٥٤.

② انظر ماقبله. ③ مصنف عبدالرزاق: ۱۱۰۷۹.

تین طلاقوں کے بارے میں وہ برابر ہیں۔

[٦٤٧/٧٨١]...... اَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ اِدْرِيْسَ قَالَ......

سَمِعْتُ عُبَيْدَاللّٰهِ بْنِ الْوَلِيْدِ يُحَدِّثُ عَنْ داؤد بن ابراهيم، عن (بن) عبادة بن الصامت قال: طلق رجل من أجدادى امرأتهٗ ألفًا نأنغذه رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: اِنَّ اَبَاكُمْ لَمْ (يَتَّقِ) اللّٰهَ فَيَجعَلُ لَهٗ مَخْرَجًا، بَانَتْ مِنْهُ ثَلَاثًا وَسَائِرُهُنَّ عُدْوَان، اِتَّخَذَ آيَاتِ اللّٰهِ هُزُوًا.

سیدنا عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: ”میرے اجداد میں سے ایک آدمی نے اپنی اہلیہ کو ہزار طلاق دی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نافذ کر دیا۔“ اور فرمایا: ”تمہارے باپ نے تقویٰ اختیار نہ کیا تو اس نے اس کے لیے کوئی راہ نہ بنائی، اس کی طرف سے تین تو نافذ ہوگئیں اور ان میں سے جو باقی ہیں وہ زیادتی ہیں، اس نے اللہ کی آیات کا مذاق بنایا۔“

[٦٤٨/٨٧٦]...... اَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى، عَنِ ابْنِ الْحَارِثِ۔ وَهُوَ جَابِرٌ۔ عَنْ مُجَاهِدٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: (خَيْرُ كُنَّ اَيْسَرُكُنَّ) صِدَاقًا. قَالَ: فَكَانَ مُجَاهِدٌ يَقُوْلُ: اِنْ كَانَ دِرْهَمًا فَهُوَ حَلَالٌ.

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم (خواتین) میں سے بہتر وہ ہے جس کا تم میں سے حق مہر آسان تر ہو۔“ مجاہد رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے: اگر وہ ایک درہم بھی ہو تو وہ حلال ہے۔

فوائد: ...... صحیح حدیث میں ہے سیّدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((خَيْرُ الصِّدَاقِ اَيْسَرُهٗ.)) (سنن ابوداود، رقم: ٢١١٧۔ حاكم: ٢/ ١٨١۔ صحيح الجامع الصغير، رقم: ٣٢٧٩) ”بہترین مہر وہ ہے جس کی ادائیگی آسان ہو۔“

گویا بہترین حق مہر وہ ہی ہے جس کا ادا کرنا شوہر پر آسان ہو۔ یعنی کم مہر مقرر کرنا ہی بہتر ہے۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا عورتوں کا مہر بہت زیادہ قیمتی مت کرو۔ کیونکہ یہ اگر دنیا میں عزت اور اللہ کے ہاں تقویٰ کا باعث ہوتا تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کے تم سب سے زیادہ مستحق تھے۔

[٦٤٩/٩٢٦]...... اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ، نَا ابْنُ جُرَيْجٍ......

اَخْبَرَنِىْ عَطَاءٌ، قَالَ: حَضَرْنَا مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ جَنَازَةَ مَيْمُوْنَةَ بِسَرَفٍ، فَقَالَ: هٰذِهِ زَوْجَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاِذَا رَفَعْتُمْ نَعْشَهَا فَلَا تَزَعْزَعُوْا بِهَا، وَلَا

عطاء رحمہ اللہ نے بیان کیا: ہم نے سرف کے مقام پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ میمونہ کے جنازے میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ شرکت کی، تو انہوں نے فرمایا: ”یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ ہیں، پس تم جب ان کی

تَزَلْزَلُوْا، وَارْفِقُوْا، فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ بِتِسْعِ نِسْوَةٍ، وَكَانَ يَقْسِمُ لِثَمَانِيَةٍ وَلَا يَقْسِمُ لِوَاحِدَةٍ، قَالَ عَطَاءٌ: وَالَّتِيْ لَا يَقْسِمُ لَهَا، بَلَغَنَا أَنَّهَا صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيِّ بْنِ أَخْطَبَ. ①

میت اٹھاؤ تو اسے ہلانا، نہ جھٹکے دینا، اور نرمی کرنا۔ رسول اللہ ﷺ کی نو ازواج مطہرات تھیں، آپ نے آٹھ کی باری مقرر فرمائی تھی جبکہ ایک کی باری مقرر نہیں فرمائی تھی۔ عطاء رحمہ اللہ نے فرمایا: آپ ﷺ نے جس کی باری مقرر نہیں فرمائی تھی، ہمیں پتہ چلا کہ وہ صفیہ بنت حیی بن اخطب رضی اللہ عنہا تھیں۔

فوائد: ......ام المومنین سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے ۵۱ ہجری میں وفات پائی۔ معلوم ہوا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں میں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا بہت زیادہ احترام تھا۔ مذکورہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر ایک سے زیادہ بیویاں ہوں تو ان میں باری مقرر کرنی چاہیے۔ ایک آدمی بیک وقت زیادہ سے زیادہ چار بیویاں رکھ سکتا ہے۔

نبی معظم ﷺ کے نکاح میں بیک وقت نو بیویاں تھیں اور یہ رسول اللہ ﷺ کے لیے خاص تھا۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کی آل کے لیے صدقہ حلال نہیں جبکہ باقی ساری امت کے لیے حلال ہے۔

نبی معظم ﷺ کی میراث ناقابل تقسیم تھی جبکہ باقی ساری امت کی میراث قابل تقسیم ہے۔

نبی مکرم ﷺ کی وفات کے بعد ازواج مطہرات کے لیے کسی دوسرے مرد سے نکاح کرنا جائز نہیں جبکہ امت کے کسی دوسرے فرد کی بیوی کے لیے ایسا حکم نہیں ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی کل گیارہ بیویاں تھیں:

(۱)......سیّدہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا۔ نکاح کے وقت ان کی عمر مبارک ۴۰ سال تھی اور ۶۵ سال کی عمر میں وفات پائی۔

(۲)......سیّدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک نکاح کے وقت ۵۰ سال تھی ۷۲ سال کی عمر میں وفات پائی۔

(۳)......سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک رخصتی کے وقت ۹ سال تھی۔ ۶۶ سال کی عمر میں وفات پائی۔

(۴)......سیّدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک نکاح کے وقت ۲۲ سال۔

(۵)......سیّدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا۔ کی نکاح کے وقت عمر مبارک ۳۰ سال۔ نکاح کے بعد صرف ۸ ماہ زندہ رہیں۔

(۶)......سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک نکاح کے وقت ۲۶ سال تھی۔ ۸۴ سال کی عمر میں وفات پائی۔

(۷)......سیّدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی نکاح کے وقت عمر مبارک ۳۶ سال تھی، ۵۲ سال کی عمر میں وفات پائی۔

(۸)......سیّدہ جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کی نکاح کے وقت عمر مبارک ۲۰ سال تھی۔ ۶۵ سال کی عمر میں وفات پائی۔

---

① بخاري، كتاب النكاح، باب كثره النساء، رقم: ٥٠٦٧ـ مسلم، كتاب الرضاع، باب جواز هبتها نوبتها لضرتها، رقم: ١٤٦٥ـ مسند احمد: ١/ ٢٣١ـ سنن كبرى بيهقي: ٧/ ٧٣.

(۹)......سیّدہ ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا کا آپؐ سے ۳۶ سال کی عمر میں نکاح ہوا۔۷۳ سال کی عمر پائی۔

(۱۰)......سیّدہ صفیہ بنت حی رضی اللہ عنہا کی ۱۷ سال نکاح کے وقت عمر تھی۔۶۰ سال کی عمر میں فوت ہوئیں۔

(۱۱)......سیّدہ میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کا آپؐ سے ۳۶ سال کی عمر میں نکاح ہوا۔۸۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ باقی ازواج مطہرات بیوہ تھیں، سیّدہ خدیجہ کبریٰ رضی اللہ عنہا اور سیّدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ باقی نو بیویوں میں باریاں تقسیم کیں۔ کیونکہ سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا جب تک زندہ رہیں آپ نے دوسرا نکاح نہیں کیا۔ جبکہ سیّدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ آپ نے پانچواں نکاح ۴ ہجری میں ۵۵ سال کی عمر میں کیا تھا اور آپ رضی اللہ عنہا نکاح کے بعد صرف ۸ ماہ تک زندہ رہیں۔

مذکورہ بالا حدیث میں ہے کہ جن کی باری مقرر نہیں کی گئی تھی وہ سیّدہ صفیہ رضی اللہ عنہا تھی۔ لیکن یہ عطاء (راوی) کو وہم ہوا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ سیّدہ سودہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ جیسا کہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سیّدہ سودہ رضی اللہ عنہا نے اپنا (باری کا) دن عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ کردیا تھا۔ اور نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ کے لیے ان کا اپنا دن بھی اور سودہ رضی اللہ عنہا کا دن بھی تقسیم کرتے تھے۔ (بخاری، رقم : ۵۲۱۲۔ مسلم، رقم : ۱٤٦٣)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا نے (عمر رسیدہ ہونے کی وجہ سے) طلاق کے اندیشے سے اپنی باری (عائشہ رضی اللہ عنہا کو) ہبہ کردی تھی۔ (فتح الباری: ۱۰/ ۳۹۱)

[٦٥٠/٩٥٧]...... اَخْبَرَنَا یَزِیْدُ بْنُ هَارُوْنَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحَاقَ، عَنْ دَاوٗدَ بْنِ الْحُصَیْنِ، عَنْ عِكْرِمَةَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَدَّ ابْنَتَهٗ زَیْنَبَ عَلٰی اَبِی الْعَاصِ بْنِ الرَّبِیْعِ زَوْجِهَا بَعْدَ سَنَتَیْنِ بِالنِّكَاحِ الْاَوَّلِ. ①

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا کو ان کے شوہر ابوالعاص بن الربیع رضی اللہ عنہ کے پاس نکاح اول کے ساتھ دو سال بعد لوٹایا تھا۔

فوائد: ...... مذکورہ روایت کو بعض محققین نے ضعیف کہا ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے دو سال کے ذکر کے علاوہ باقی حدیث کو صحیح کہا ہے۔ معلوم ہوا اگر عورت اپنے خاوند سے پہلے مسلمان ہوجائے تو وہ آپس میں تعلقات قائم نہیں کرسکتے، اگر عورت ایک حیض کے بعد دوسرے کسی مرد سے نکاح کرنا چاہے تو کرسکتی ہے۔

(بخاری، کتاب الطلاق، رقم : ۵۲۸۲)

---

① سنن ترمذی، ابواب النکاح، باب ماجاء فی الزوجین المشرکین یسلم احدھما، رقم: ۱۱۴۳۔ سنن ابن ماجه، کتاب النکاح، باب الزوجین یسلم احدهما قبل الاخر، رقم: ۲۰۰۹۔ مسند احمد: ۱/ ۲۱۷.

لیکن اگر پہلے خاوند کا انتظار کرنا چاہے تو یہ بھی درست ہے۔ اور جب وہ مسلمان ہوجائے تو زمانہ کفر میں جو نکاح تھا وہ برقرار رہے گا۔ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: احادیث میں تو کہیں عدت کا اعتبار مذکور نہیں اور نہ ہی نبی ﷺ نے کسی خاتون سے دریافت کیا کہ کیا اس کی عدت ختم ہوچکی ہے یا نہیں؟ ہمارے علم میں ایک بھی آدمی ایسا نہیں جس نے اسلام لانے کی وجہ سے لازماً تجدید نکاح کیا ہو، بلکہ دونوں میں جدائی ہوگی اور اس خاتون کا دوسرے مرد سے نکاح ہوجائے گا یا پھر دونوں کا (پہلا) نکاح برقرار رہے گا۔ خواہ عورت پہلے اسلام لائی ہو یا مرد، اور رہا جدائی کی تکمیل اور عدت کا لحاظ تو ہمیں معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں میں سے کسی ایک کی وجہ سے بھی فیصلہ فرمایا ہو، حالانکہ آپ ﷺ کے عہد مبارک میں بکثرت مرد اور ان کی بیویوں نے اسلام قبول کیا۔

[۹۵۸/۶۵۱]...... اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ وَاضِحٍ......

نَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحَاقَ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهٗ، وَزَادَ قَالَ: وَلَمْ يُحْدِثْ شَيْئًا، وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ ضَمَّهَا اِلَيْهِ قَبْلَ ذٰلِكَ. ①

محمد بن اسحاق نے اس اسناد سے اسی مثل روایت کیا ہے، اور یہ اضافہ نقل کیا، فرمایا: کوئی نیا کام نہ کیا، (یعنی نیا نکاح نہ نیا حق مہر وغیرہ) اور رسول اللہ ﷺ نے اس سے پہلے انہیں اپنے ہاں رکھ لیا تھا۔

[۹۵۹/۶۵۲]...... اَخْبَرَنَا عَبْدُالْاَعْلٰى، نَا دَاوٗدَ۔ وَهُوَ ابْنُ اَبِي هِنْدٍ۔ عَنْ عِكْرِمَةَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَ قَتِيلَةَ اُخْتِ الْاَشْعَثَ بْنَ قَيْسٍ، فَمَاتَ قَبْلَ اَنْ يُّخَيِّرَهَا، فَبَرَّأَهَا اللّٰهُ مِنْهُ. ②

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ کی بہن قتیلہ سے شادی کی، پس وہ اسے اختیار کرنے سے پہلے فوت ہوگیا تو اللہ نے اس کو اس سے بری کر دیا۔

[۹۶۰/۶۵۳]...... اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، نَا ابْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِي كَثِيْرٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِمَاعِزٍ حِيْنَ قَالَ اِنِّيْ زَنَيْتُ: لَعَلَّكَ غَمَزْتَ اَوْ نَظَرْتَ اَوْ قَبَّلْتَ قَالَ: كَاَنَّهٗ خَافَ اَنْ لَّا يَدْرِيْ مَا الزِّنَا. ③

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ماعز رضی اللہ عنہ نے جس وقت کہا تھا کہ میں نے زنا کیا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: ''ہوسکتا ہے تم نے ہاتھ لگایا ہو، یا دیکھا ہو یا بوسہ لیا ہو۔'' راوی نے بیان کیا گویا کہ آپ کو اندیشہ ہوا

---

① انظر ما قبله.　② طبقات ابن سعد: ۸/ ۱۴۷۔ اسناده صحيح.

③ بخاری، كتاب الطلاق، باب الطلاق فی الاغلاق الخ، رقم: ۵۲۷۱۔ مسلم، كتاب الحدود، باب من اعترف على نفسه بالزنى، رقم: ۱۶۹۲۔ سنن ابوداود، رقم: ۴۴۲۱، ۴۴۲۷۔ مسند احمد: ۱/ ۲۳۸.

کہ اسے معلوم ہی نہ ہو کہ زنا کیا ہے؟

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ قاضی کو چاہیے کہ ہر قسم کے شکوک وشبہات کا ازالہ کر لے اور جب یقین ہو جائے تو اس کے بعد فیصلہ کرے۔ بخاری شریف میں ہے ماعز اسلمی رضی اللہ عنہ نے اقرار کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ موڑ لیا، لیکن وہ آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس رخ کی طرف مڑ گیا جدھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرہ مبارک پھیر لیا تھا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے زنا کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اپنا رخ پھیر لیا۔ اس طرح اس شخص نے چار مرتبہ سامنے آ کر اقرار کیا، یوں اس نے جب اپنے آپ پر چار مرتبہ گواہیاں دے دیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے پاس بلایا اور پوچھا: ''کیا تو پاگل ہے؟'' وہ بولا: نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر پوچھا: ''کیا تو شادی شدہ ہے؟'' اس نے کہا: ہاں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اسے لے جاؤ اور رجم کر دو۔'' (بخاری، رقم : ٥٢٧١۔ مسلم، رقم : ١٦٩١)

[٩٧٠/٦٥٤]...... اَخْبَرَنَا وَكِيْعٌ ، نَا اِسْرَائِيْلُ ، عَنْ سِمَاكٍ......

عَنْ عِكْرِمَةَ ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ اِمْرَاَةً تَزَوَّجَتْ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَكَانَتْ قَدْ اَسْلَمَتْ ، فَجَاءَ زَوْجُهَا فَقَالَ: اِنِّيْ كُنْتُ اَسْلَمْتُ مَعَهَا ، فَانْتَزَعَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ زَوْجِهَا الْاٰخِرِ وَرَدَّهَا اِلٰى زَوْجِهَا الْاَوَّلِ . ①

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں شادی کی، وہ اسلام قبول کر چکی تھی، پس اس کا (پہلا) شوہر آیا تو اس نے کہا: میں تو اس کے ساتھ ہی اسلام قبول کر چکا تھا، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اس کے زوج اول (بعد والے) سے الگ کر کے اس کے پہلے شوہر کے پاس لوٹا دیا۔

[٩٧١/٦٥٥]...... اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ ، نَا اِسْرَائِيْلُ ، بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ . ②

اسرائیل (ابن یونس بن ابی اسحاق) رحمہ اللہ نے اس اسناد سے اسی سابقہ حدیث کی مثل روایت کیا ہے۔

فوائد: ...... اگر عورت پہلے مسلمان ہو جائے تو ایک حیض کے بعد وہ چاہے تو کسی اور مسلمان مرد کے ساتھ نکاح کر سکتی ہے۔ لیکن اگر نکاح نہیں کیا یا عدت کے دوران اس عورت کا خاوند بھی مسلمان ہو جائے تو زمانہ کفر والا نکاح ہی برقرار رہے گا۔ (دیکھئے حدیث وشرح نمبر: ۶۵۱/ ۹۵۷)

---

① سنن ابوداود، كتاب الطلاق، باب اذا اسلم احد الزوجين، رقم: ٢٢٣٩۔ سنن ترمذى، ابواب النكاح، باب ماجاء فى الزوجين المشركين الخ، رقم: ١١٤٤ قال الشيخ الالبانى : ضعيف .

② السابق .

23

کتاب الاضاحی

قربانی کے احکام ومسائل

[٦٥٦/٣٠٧]...... أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ وَاقِدٍ ، عَنْ كِدَامِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ......

عَنْ أَبِي كِبَاشٍ ، قَالَ: جَلَبْتُ غَنَمًا جُذْعَانًا بِالْمَدِينَةِ فَكَسَدَتْ عَلَيَّ ، فَأَتَيْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ ، فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: نِعْمَتِ الْأُضْحِيَّةُ الْجَذَعُ مِنَ الضَّأْنِ ، قَالَ: فَانْتَهَبَهَا النَّاسُ . ①

ابو کباش نے بیان کیا: میں مدینے میں بکری کا چھ ماہ کا بچہ لایا تو مجھے نقصان ہوا، پس میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو میں نے اس کا ان سے تذکرہ کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ”بھیڑ کا آٹھ یا نو ماہ کا بچہ بہترین قربانی ہے۔“

[٦٥٧/٥٥٧]...... أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ رَجُلٍ......

عَنْ أُمِّ كُرْزٍ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي الْعَقِيقَةِ: عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ ، وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ لَا يَضُرُّكَ ذُكْرَانًا أَمْ إِنَاثًا . ②

سیدہ ام کرز رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عقیقے کے بارے میں فرماتے ہوئے سنا: ”لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری (ذبح کی جائے گی) ان کا نر یا مادہ ہونا تمہارے لیے مضر نہیں۔“

---

① سنن ترمذی، ابواب الاضاحی، باب الجذع من الضان فی الاضاحی، رقم: ١٤٩٩۔ مسند احمد: ٢/ ٤٤٤۔ قال الشیخ الالبانی، وشعیب الارناؤط: اسناده ضعیف.

② سنن ابوداود، کتاب الاضحی، باب فی العقیقة، رقم: ٢٨٣٦۔ سنن ترمذی: ابواب الاضاحی، باب الاذان فی اذن المولود، رقم: ١٥١٦۔ قال الشیخ الالبانی: صحیح۔ سنن نسائی، رقم: ٤٢١٦۔ سنن ابن ماجه، رقم: ٣١٦٢۔ مسند احمد: ٦/ ٤٢٢.

[۶۵۸/۵۵۸]...... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أنا ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِی عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِی يَزِيدَ، عَنْ سِبَاعِ بْنِ ثَابِتٍ، أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ ثَابِتٍ أَخْبَرَهُ......

أَنَّ أُمَّ كُرْزٍ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا سَأَلَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْعَقِيقَةِ، فَقَالَ: عَنِ الْغُلَامِ ثِنْتَان، وَعَنِ الْجَارِيَةِ وَاحِدَةٌ، لَا يَضُرُّكَ ذُكْرَانًا أَوْ إِنَاثًا. ①

سیدہ ام کرز رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیقے کے متعلق پوچھا تو آپ ؐ نے فرمایا: ''لڑکے کی طرف سے دو بکریاں، اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری اور ان (بکریوں) کا نر یا مادہ ہونا تمہارے لیے نقصان دہ نہیں۔''

[۶۵۹/۵۵۹]...... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِی عَطَاءٌ، عَنْ حَبِيبَةَ بِنْتِ مَيْسَرَةَ بْنِ أَبِی خُثَيْمٍ......

عَنْ أُمِّ بَنِی كُرْزٍ الْكَعْبِيِّينَ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِی الْعَقِيقَةِ: عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُكَافِئَتَانِ، وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ, فَقُلْتُ لَهُ يَعْنِی عَطَاءً: فَمَا الْمُكَافِئَتَانِ؟ قَالَ: مِثْلَانِ ذُكْرَانُهَا أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ إِنَاثِهَا رَأْيًا مِنْهُ. ②

سیدہ ام بنی کرز کعبیین رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: میں نے عقیقے کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''لڑکے کی طرف سے برابر برابر (ایک جیسی) دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری (ذبح کی جائے گی)۔''

فوائد:...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا بچی یا بچے کی پیدائش پر عقیقہ کرنا سنت ہے۔ کیونکہ اولاد اللہ ذوالجلال کی بہت بڑی نعمت ہے اور ہر نعمت کا شکر ادا کرنا چاہیے۔

شیخ عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''بچے کا عقیقہ ایسی قربانی ہے جسے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لیے اور نعمت اولاد پر اس کا شکر ادا کرنے کے لیے جاتا ہے۔'' (فتاویٰ اسلامیه: ۲/ ۳۲٤)

سنن ابن ماجہ میں ہے: سیّدنا سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر لڑکا اپنے عقیقے کے بدلے گروی ہے، ساتویں دن اس کی طرف سے (عقیقے کا جانور) ذبح کیا جائے اور اس کے سر کے بال اتارے جائیں اور اس کا نام رکھا جائے۔'' (سنن ابن ماجه، ابواب الذبائح، رقم: ۳۱٦٥)

لیکن اگر طاقت نہ ہو تو اس سے یہ عبادت یعنی عقیقہ کی ادائیگی ساقط ہے جیسا کہ شیخ عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں: اگر انسان اپنی اولاد کی پیدائش کے وقت فقیر ہو تو اس پر عقیقہ لازم نہیں ہے، کیونکہ وہ عاجز ہے اور عاجز ہونے کی وجہ سے

---

① تقدم تخريجه: ۵۵۰۷.
② انظر ما قبله: ۵۵۷.

عبادات ساقط ہوجاتی ہیں۔(فتاوی اسلامیہ : ۲/ ۳۲۶)

مذکورہ بالا احادیث سے معلوم ہوا نر، مادہ دونوں ہی جائز ہیں۔ اور عقیقہ کے جانور کے لیے قربانی کے جانور کی طرح شرائط ضروری نہیں ہیں، جیسا کہ علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ کہتے ہیں: کسی صحیح یا ضعیف حدیث سے (قربانی والی) شرائط عائد کرنا ثابت نہیں ہے۔(تحفة الاحوذی : ۵/ ۹۹)

حدیث میں لفظ (مکافتان) ہے۔ امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے امام احمد رحمہ اللہ سے سنا کہتے تھے کہ (مکافتان) کے معنی ہیں: دونوں بکریاں برابر برابر ہوں یا قریب قریب ہوں۔(سنن ابو داود، رقم : ۲۸۳۴)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''فتح الباری'' میں مختلف اقوال پیش کیے ہیں:

(۱)...... ہم عمر اور ہم جنس ۔ (۲)...... ذبح ہونے میں برابر (یعنی دونوں ایک وقت میں ذبح ہوں یہ نہ ہو کہ ایک صبح، دوسرا دوپہر یا شام) (۳)......قربانی کے جانور کے برابر۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے دوسرے قول کو اچھا قرار دیا ہے۔(فتح الباری: ۹/ ۷۳۳)

[۶۶۰/۵۶۰]...... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ لَيْثِ بْنِ أَبِي سُلَيْمٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ......

عَنْ أُمِّ كُرْزٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: عَلَى الْغُلَامِ عَقِيقَتَانِ، وَعَنِ الْجَارِيَةِ عَقِيقَةٌ.

سیدہ ام کرز رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: ''لڑکے کی طرف سے دو عقیقے (دو جانور) اور لڑکی کی طرف سے ایک عقیقہ ہے۔''

[۶۶۱/۵۶۵]...... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ لَيْثِ بْنِ أَبِي سُلَيْمٍ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ......

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ قَالَتْ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ فَأُتِيَ بِإِنَاءٍ فِيهِ مَاءٌ فَشَرِبَ، ثُمَّ أَمَرَهُمْ فَشَرِبُوا، فَمَرَّ الْإِنَاءُ عَلَى قَوْمٍ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ: إِنِّي صَائِمٌ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: إِنَّهُ يَصُومُ كُلَّ يَوْمٍ وَلَا يُفْطِرُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لَا صَامَ وَلَا آلَ مَنْ صَامَ الْأَبَدَ. قَالَ إِسْحَاقُ: قَالَ جَرِيرٌ: وَلَا آلَ يَعْنِي: وَلَا رَجَعَ. ①

سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: ہم ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے، تو پانی کا ایک برتن آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا، آپ نے نوش فرمایا، پھر انہیں حکم فرمایا تو انہوں نے پیا، وہ برتن تمام حاضرین کے پاس پہنچایا گیا، حاضرین میں سے ایک آدمی نے کہا: میں روزہ دار ہوں۔ ان میں سے ایک شخص نے کہا: یہ روزانہ روزہ رکھتا ہے بالکل ناغہ نہیں کرتا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو ہمیشہ روزہ رکھتا ہے تو (شرعی طور پر) وہ روزہ رکھتا

① بخاری، کتاب الصوم، باب حق الاهل فی الصوم، رقم: ۱۹۷۷۔ مسلم، کتاب الصیام، باب النهی عن صوم الدهر الخ، رقم: ۱۱۵۹۔ سنن نسائی، رقم: ۲۳۷۳۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۱۷۰۶۔ مسند احمد: ۴/ ۴۲۶.

ہے نہ رجوع کرتا ہے۔''

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا ہمیشہ روزہ رکھنا خلاف سنت ہے۔ حدیث میں موجود ہے: ((لَا صَامَ وَلَا آلَ مَنْ صَامَ الْاَبَدَ)) ...... ''نہ اس کو روزے رکھنے کا ثواب ملتا ہے نہ اس کو چھوڑنے کا ثواب ملتا ہے۔'' ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں (نفلی) روزے رکھتا بھی ہوں اور چھوڑتا بھی ہوں اور جو میری سنت سے بے رغبتی اختیار کرے گا، اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔'' (بخاری، کتاب النکاح، رقم: ٥٠٦٣)

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے ہمیشہ روزے رکھنے شروع کیے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں اس سے منع فرما دیا، ان کی بار بار کی درخواست پر زیادہ سے زیادہ جو اجازت دی وہ سیّدنا داود علیہ السلام والے روزے کی تھے، یعنی ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن نہ رکھنا۔ جب سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس سے افضل عمل کی طاقت رکھتا ہوں، یعنی اس سے زیادہ روزے رکھ سکتا ہوں تو نبی مکرم ﷺ نے فرمایا تھا: ((لَا اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ)) ''اس سے کوئی افضل نہیں۔''
(بخاری، کتاب الصوم، رقم: ١٩٦٧)

معلوم ہوا کہ جو زیادہ سے زیادہ نفلی روزے رکھنا چاہے تو وہ ایک دن چھوڑ کر ایک دن روزہ رکھے، یہی سب سے افضل روزہ ہے۔ لیکن جب سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ بڑھاپے میں کمزور ہو گئے تو کہا کرتے تھے: کاش میں نے رسول اللہ ﷺ کے فرمائے ہوئے تین دن قبول کر لیے ہوتے، وہ مجھے میرے اہل اور مال سے زیادہ محبوب تھے۔

(مسلم، کتاب الصیام، رقم: ١١٥٩)

24

كتاب الصيد والذبائح

شکار اور ذبح کرنے کے احکام ومسائل

[٦٦٢/١٨٠]...... أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْهِرُّ سَبُعٌ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بلا درندہ (کے ضمن میں سے) ہے۔''

[٦٦٣/٤٢٦]...... أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الْحَكَمِ النَّخَعِيُّ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ شَيْخٍ مِنَ الأَنْصَارِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ بَدَا جَفَا، وَمَنِ اتَّبَعَ الصَّيْدَ غَفَلَ، وَمَنْ أَتَى أَبْوَابَ السُّلْطَانِ افْتُتِنَ، وَمَا ازْدَادَ عَبْدٌ مِنْ سُلْطَانٍ قُرْبًا إِلَّا ازْدَادَ مِنَ اللّٰهِ بُعْدًا. ②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص جنگل میں سکونت اختیار کر لے گا تو وہ سخت مزاج بن جائے گا، جو شکار کے پیچھے لگا رہے گا تو وہ غفلت کا شکار ہو جائے گا، جو بادشاہوں کے دروازوں پر آئے گا تو وہ فتنوں میں مبتلا ہو جائے گا، اور جو شخص جتنا کسی بادشاہ کے قریب ہو جاتا ہے اتنا ہی وہ اللہ سے دور ہوتا جاتا ہے۔''

---

① مسند احمد: ٢/ ٤٤٢۔ سلسلة ضعيفه، رقم: ٥٣٤۔ مسند ابى يعلى، رقم: ٦٠٩٠ اسناده ضعيف فيه عيسى بن المسيب ضعيف.

② سنن ابوداود، باب فى اتباع الصيد، رقم: ٢٨٦٠۔ قال الشيخ الالبانى: ضعيف۔ مسند احمد: ٢/ ٤٤٠.

[٤٢٧/٦٦٤]...... أَخْبَرَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ، وَقَالَ: مَنْ لَزِمَ أَبْوَابَ السُّلْطَانِ. ①

یعلی بن عبید سے اسی سند سے روایت مروی ہے، اُس میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے بادشاہوں کے دروازوں کو لازم پکڑ لیا۔''

---

① انظر ما قبله.

25

كتاب المرضى والطب

مریضوں اوران کے علاج کا بیان

[٢٨/٦٦٥]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَقُولُ اللّٰهُ (عَزَّ وَجَلَّ) يَا ابْنَ آدَمَ اسْتَطْعَمْتُكَ فَلَمْ تُطْعِمْنِي قَالَ: فَيَقُولُ: يَا رَبِّ وَكَيْفَ اسْتَطْعَمْتَنِي وَلَمْ أُطْعِمْكَ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ ؟ فَقَالَ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ عَبْدِي فُلَانًا اسْتَطْعَمَكَ فَلَمْ تُطْعِمْهُ، أَمَا عَلِمْتَ أَنَّكَ لَوْ أَطْعَمْتَهُ لَوَجَدْتَ ذَلِكَ عِنْدِي يَا ابْنَ آدَمَ اسْتَسْقَيْتُكَ فَلَمْ تَسْقِنِي، فَقَالَ: يَا رَبِّ، وَكَيْفَ أَسْقِيكَ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ ؟ فَقَالَ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ عَبْدِي فُلَانًا اسْتَسْقَاكَ فَلَمْ تَسْقِهِ، أَمَا عَلِمْتَ أَنَّكَ لَوْ كُنْتَ سَقَيْتَهُ لَوَجَدْتَ ذَلِكَ عِنْدِي، يَا ابْنَ آدَمَ مَرِضْتُ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپؐ نے فرمایا: ''اللہ فرمائے گا: ابن آدم! میں نے تم سے کھانا طلب کیا تھا تم نے مجھے کھانا نہ کھلایا۔'' فرمایا: 'وہ عرض کرے گا: پروردگار! تم نے کس طرح مجھ سے کھانا طلب کیا، میں نے تمہیں نہ کھلایا جبکہ تو پروردگار عالم ہے؟'' فرمایا: کیا تمہیں علم نہیں کہ میرے فلاں بندے نے تم سے کھانا طلب کیا تھا تو تم نے اسے کھانا نہ کھلایا؟ کیا تجھے علم نہیں کہ اگر تو اسے کھانا کھلاتا تو تُو اسے میرے ہاں پاتا۔ ابن آدم! میں نے تم سے پانی طلب کیا تو تم نے مجھے پانی نہ پلایا، وہ عرض کرے گا: پروردگار! میں تجھے کس طرح پلاتا جبکہ تو رب العالمین ہے؟ فرمایا: کیا تجھے علم نہیں کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی طلب کیا تھا، کیا تجھے علم نہیں کہ اگر تم اسے پانی پلا دیتے تو اسے میرے

فَلَمْ تَعُدْنِی ، فَقَالَ: يَا رَبِّ وَكَيْفَ أَعُودُكَ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ ؟ فَقَالَ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ عَبْدِی فُلَانًا مَرِضَ فَلَوْ كُنْتَ عُدْتَهُ لَوَجَدْتَ ذٰلِكَ عِنْدِی أَوْ وَجَدْتَنِی عِنْدَهُ . ①

ہاں پاتے؟ ابن آدم! میں بیمار ہوگیا تھا تو تو نے میری عیادت نہیں کی؟ وہ کہے گا: رب جی! میں کس طرح تیری عیادت کرتا جبکہ تو رب العالمین ہے تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کیا تجھے علم نہیں کہ میرا فلاں بندہ بیمار تھا اگر تو اس کی عیادت کرتا تو اسے میرے ہاں پاتا۔'' یا ''مجھے اس کے ہاں پاتا۔''

[٢٩/٦٦٦]...... أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ ، عَنْ أَبِی رَافِعٍ......

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ ، وَقَالَ: لَوْ عُدْتَهُ لَوَجَدْتَنِی عِنْدَهُ . ②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے اسی سابقہ حدیث کی مثل روایت کیا اور اس طرح بیان کیا: ''اگر تم اس کی عیادت کرتے تو مجھے اس کے پاس پاتے۔''

فوائد:...... مذکورہ حدیث میں بھوکوں، پیاسوں کو کھلانے پلانے اور بیماروں کی عیادت کی ترغیب دی گئی ہے۔ اس سے اس بات کا بھی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی تعلیم وہدایت میں ان معاشرتی اعمال اور حاجت مندوں کی خدمت واعانت کی کس قدر اہمیت ہے۔

(۱)...... مذکورہ حدیث سے کھانا کھلانے کی فضیلت کا اثبات ہوتا ہے۔

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا، اسلام کی کون سی بات زیادہ بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تم (بھوکے کو) کھلاؤ اور ہر شخص کو سلام کہو چاہے تم اسے پہچانو یا نہ پہچانو۔''

(بخاری، رقم : ١٢ـ مسلم، رقم : ٣٩)

(۲)...... مذکورہ حدیث سے پانی پلانے والوں کی بھی فضیلت ثابت ہوتی ہے، ایک دوسری حدیث میں ہے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک آدمی جا رہا تھا، اسے شدید پیاس لگی، اس نے ایک کنویں میں اتر کر پانی پیا، پھر باہر آیا تو دیکھا کہ ایک کتا ہانپ رہا ہے اور (شدت) پیاس کی وجہ سے کیچڑ چاٹ رہا ہے اس نے کہا: یہ بھی اس وقت ایسی پیاس میں مبتلا ہے جیسے ابھی مجھے لگی ہوئی تھی، اپنے چمڑے کے موزے کو (پانی سے) بھرا اور (اس) کتے کو پانی پلایا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کے اس عمل کو قبول کیا اور مغفرت فرما دی۔'' (بخاری،

① مسلم، كتاب البر والصلة، باب فضل عيادة المريض، رقم: ٢٥٦٩ـ صحيح ابن حبان: رقم:٩٤٤ .

② تقديم تخريجه: ٢٨ .

رقم : ٢٣٦٣) ایک کتے کو پانی پلانے والے کی مغفرت ہوسکتی ہے تو کیا انسان کو پلانے والے کی نہیں ہوسکتی؟

(۳)...... بیمار پرسی کی بھی فضیلت کا اثبات ہوتا ہے۔ بیمار پرسی کرنا ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق بھی ہے۔(صحیح مسلم، کتاب السلام باب من حق المسلم للمسلم، رقم : ٢١٦٢)

تیمارداری کرنے والوں کے متعلق نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بیمار کا حال پوچھنے والا اس کے مکان پر جا کر جنت کے باغ میں ہے، جب تک وہ نہ لوٹے۔'' (مسلم، کتاب البر والصلة، باب فضل عيادة المريض، رقم: ٢٥٦٨)

مذکورہ بالا حدیث میں ہے کہ میں کیسے تجھے کھلاتا، پلاتا یا تیمارداری کرتا، مطلب یہ ہے کہ کھانا کھانا، پانی پینا، بیمار ہونا یہ تو ضرورت اور عاجزی کی علامات ہیں جبکہ تو ضرورت منداور عاجز نہیں، بلکہ تو قادر، قاہر، قوی، متین ہے۔

[١٢٥/٦٦٧]...... أَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ هِلَالَ بْنَ يَزِيدَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فِي الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ شِفَاءٌ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ إِلَّا السَّامَ، وَالسَّامُ: الْمَوْتُ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کلونجی میں السام کے علاوہ ہر چیز سے شفا ہے، اور السام موت ہے۔''

فوائد :...... مذکورہ حدیث سے کلونجی کے فائدے ثابت ہوتے ہیں کہ اس میں موت کے علاوہ ہر بیماری کا علاج ہے کیونکہ موت کا وقت تو مقرر ہے، اگر چہ انسان ہزاروں دوائیاں استعمال کر لے، لیکن موت کا وقت مقرر ہے دوائیاں موت کو ٹال نہیں سکیں گی۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا﴾ (المنافقون : ١١)...... ''اور جب کسی کا مقررہ وقت آ جاتا ہے، پھر اسے اللہ تعالیٰ ہرگز مہلت نہیں دیتا۔''

کلونجی کے بہت زیادہ فوائد حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے ''زاد المعاد'' میں بیان کیے ہیں۔ لہٰذا کلونجی کو اپنے کھانوں میں اور اس کے علاوہ بھی استعمال کرنا چاہیے۔ اہل طب نے لکھا ہے کہ کلونجی سانس کی تکلیف، زکام، فالج، لقوہ، دردشقیقہ اور شوگر کے علاج میں بڑی مفید ہے، اگر کسی کو باؤلا کتا کاٹ لے تو کلونجی لگاتار اس کو استعمال کروائی جائے تو زہر کا اثر ختم ہو جاتا ہے۔

[١٥٠/٦٦٨]...... أَخْبَرَنَا الثَّقَفِيُّ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا،

① بخاری، کتاب الطب، باب الحبة السوداء، رقم: ٥٦٨٨۔ مسلم، کتاب السلام، باب التداوی بالحبة السوداء، رقم: ٢٢١٥۔ مسند احمد: ٢/ ٢٤١۔ صحیح ابن حبان، رقم: ٦٠٧١.

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْكَمْأَةُ بَقِيَّةٌ مِنَ الْمَنِّ مَاؤُهَا شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ، قَالَ خَالِدٌ: وَأُنْبِئْتُ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ أَنَّهُ قَالَ فِيهِ: وَالْعَجْوَةُ مِنَ الْجَنَّةِ وَفِيهِ شِفَاءٌ مِنَ السُّمِّ. ①

آپؐ نے فرمایا: ''کھمبی، مَنْ (بنی اسرائیل پر نازل ہونے والے کھانے) کا بقیہ ہے، اس کا پانی آنکھ کے لیے شفا ہے۔''

خالد نے بیان کیا، مجھے شہر بن حوشب کے حوالے سے بتایا گیا کہ انہوں نے اس کے متعلق بتایا: ''عجوہ (کھجور) جنت میں سے ہے اور اس میں زہر کا تریاق ہے۔''

فوائد: ...... مَنْ اس قدرتی خوراک کا نام ہے جو بنی اسرائیل پر نازل کی گئی تھی، یہ شہد کی طرح میٹھی ہوتی اور خشک ہو کر گوند کی طرح ہو جاتی۔ کھمبی کو مَنْ اس لیے فرمایا گیا ہے، کیونکہ مَنْ کی طرح یہ بھی بلا مشقت حاصل ہو جاتی ہے۔ اور اس کا پانی آنکھوں کے لیے بڑا مفید ہے جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث سے ثابت ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: اس کا مجرد پانی فی الواقع شفاء ہے۔ اور کہتے ہیں کہ میں نے خود اس کا تجربہ کیا ہے اور ہمارے زمانے میں بعض نابینا حضرات نے بھی اس کا تجربہ کیا جس سے اللہ تعالیٰ نے ان کی بینائی درست فرما دی۔

اور کہتے ہیں کہ شیخ کمال دمشقی جو حدیث کے استاد ہیں انہوں نے سچے اعتقاد سے کھمبی کا پانی آنکھوں میں ڈالا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی بینائی بحال کر دی۔ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے بھی ''زاد المعاد'' میں اس کے بہت سارے فوائد بتائے ہیں۔

مذکورہ بالا حدیث میں ہے کہ عجوہ کھجور جنت میں سے ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کھجور کی یہ قسم جنت سے زمین پر آئی جس طرح حجر اسود جنت سے زمین پر بھیجا گیا ہے۔ اس میں زہر کا تریاق بھی ہے، ایک دوسری حدیث میں ہے سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص نے صبح سات عجوہ کھجوریں کھا لیں اس پر زہر اور جادو کا اثر نہیں ہو سکتا۔'' (بخاري، كتاب الطب، رقم: ٥٧٦٨ـ ٥٧٦٩)

ابن طولون لکھتے ہیں کہ عجوہ مدینہ کی کھجوروں میں سے ایک کھجور ہے جو یمنی سے بڑی اور سیاہی مائل ہے، اس کھجور کو نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود لگایا تھا اور شاید یہ اتنے سارے فوائد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لگانے کی برکت کی وجہ سے ہیں، جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو قبروں پر دو شاخیں رکھیں تھیں جنہیں عذاب دیا جا رہا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ''شاید یہ ان شاخوں کے خشک ہونے تک عذاب سے بچ جائیں تو یہ عذاب رک جانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت کی وجہ سے تھا۔''

(المنهل الروى فى الطب النبوى لابن طولون: ١٩٠)

امام خطابی رحمہ اللہ نے کہا ہے: عجوہ کی وجہ سے زہر اور جادو کا اثر نہ کرنا، یہ مدینہ کی کھجور کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی

---

① بخاري، رقم: ٥٧٠٨ـ مسلم، كتاب الاشربة، باب فضل الكماة الخ: رقم: ٢٠٤٩ـ سنن ترمذي، كتاب الطب، باب الكماة والعجوة: رقم:٢٠٦٦، ٢٠٦٨ـ مسند ابى يعلى: رقم:٦٤٠٠.

دعا کی برکت کی وجہ سے ہے، کھجور کی خاصیت نہیں ہے۔(فتح الباری: ۱۰/ ۲۵۰)

[۱۹۵/٦٦٩]...... أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى ، أنا هُشَيْمٌ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شُبْرُمَةَ ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا عَدْوَى وَلَا طِيَرَةَ وَلَا هَامَةَ وَلَا صَفَرَ . ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''چھوت کی بیماری، بدشگونی، اورصفر کی نحوست کی کوئی حقیقت نہیں۔''

فوائد: ......(۱) عدوی:...... مرض لگنے کو کہتے ہیں، نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں لوگوں کا یہ عقیدہ تھا کہ ایک کو دوسرے کا مرض لگ جاتا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے اس عقیدہ کی تردید کی۔ ایک صحابی نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: ہم کھجلی والے اونٹ کو بے کھجلی والے اونٹوں میں باندھ دیتے ہیں تو اچھے اونٹ کو بھی کھجلی لگ جاتی ہے۔ اس کے جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سب سے پہلے اونٹ کو کھجلی والا کس نے بنایا۔''

(صحيح مسلم، رقم: ۲۲۲۰)

معلوم ہوا جس طرح پہلے انسان کو اللہ ذوالجلال کی مشیت سے بیماری لگتی ہے، اسی طرح باقی انسانوں یا جانوروں کو بھی اللہ ذوالجلال کی مشیت سے ہی بیماری لگتی ہے، بذاتہ کوئی بیماری بھی متعدی نہیں ہے۔

(۲) طیرہ:...... بدشگونی۔ دور جاہلیت میں لوگ کسی لمبے سفر یا اہم کام کے شروع میں پرندے کو اڑاتے اگر وہ پرندہ دائیں جانب جاتا تو اس کو بابرکت اور کامیاب سمجھتے اور اپنا سفر یا کام جاری کر دیتے۔ اور اگر وہ بائیں جانب پرواز کرتا تو اپنے پروگرام کو ترک کر دیتے، اس لیے کہ وہ اس کو منحوس سمجھتے ،شریعت اسلامیہ نے اس کام کی مذمت کی ہے اور اس کو شرک کہا ہے۔ جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا: ((اَلطِّيَرَةُ شِرْكٌ اَلطِّيْرَةُ شِرْكٌ...... الخ)) (سنن ابوداود، رقم : ۳۹۱۰) ''بدشگونی شرک ہے، بدشگونی شرک ہے۔''

موجودعہد میں اس سلسلہ کی بے شمار رسوم مروج ہیں مثلاً بلی کے راستہ کاٹنے کو منحوس تصور کرنا، اسی طرح ماہِ صفر میں کسی خیر کا آغاز نہ کرنا وغیرہ۔

(۳) هامه:...... لوگوں کا زمانہ جاہلیت میں یہ عقیدہ تھا کہ اگر مقتول کا بدلہ نہ لیا جائے تو اس کی روح الو کی شکل اختیار کر کے بھٹکتی اور چیختی پھرتی ہے اور بدلہ لینے کا مطالبہ کرتی ہے اور اس جاہلانہ تصور کی وجہ سے لوگوں کی لڑائیاں ہوتیں اور یہ لڑائی کا سلسلہ نسل درنسل چلتا، شریعت اسلامیہ نے اس تصور کو غلط قرار دیا ہے۔

---

① بخاری، کتاب الطب، باب لاهامة، رقم: ۵۷۵۷- مسلم، کتاب السلام، باب لاعدوی ولاطیرة الخ، رقم: ۲۲۲۰- سنن ابوداود، رقم: ۳۹۱۱- مسند احمد: ۲/ ۲٦۷ .

(۴) صفر:...... دور جاہلیت کے شرکیہ عقائد میں سے صفر بھی تھا، صفر کے متعلق ان کا گمان تھا کہ صفر پیٹ کا ایک کیڑا ہے جو بھوک کے وقت پیٹ کو نوچتا ہے، کبھی آدمی اس کی وجہ سے مرجاتا ہے۔ عرب لوگ اس بیماری کو متعدی سمجھتے تھے۔ امام مسلم رحمہ اللہ نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے صفر کے یہی معنی نقل کیے ہیں۔ (مسلم، کتاب السلام، رقم : ۵۷۹۷)

بعض نے اس سے صفر کا مہینہ مراد لیا ہے۔ کیونکہ مشرکین ماہ محرم کو حلال کرنے کے لیے اس کے بدلے ماہ صفر کو حرمت والا مہینہ بنا لیا کرتے تھے۔ اور یہ بھی بعض نے کہا ہے کہ ماہ صفر کو زمانہ جاہلیت میں منحوس سمجھتے، اب بھی یہ جاہلانہ رسم مسلمانوں کے اندر موجود ہے کہ لوگ اس مہینے میں شادی کرنا منحوس خیال کرتے ہیں۔

[۶۷۰/۲۵۰]...... أَخْبَرَنَا زَكَرِيَا بْنُ عَدِيٍّ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ وَهُوَ ابْنُ عَمْرٍو الرَّقِّيُّ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ قَيْسٍ، قَالَ سَمِعْتُ ......

أَبَا الْحَكَمِ الْبَجَلِيَّ، يَقُولُ: دَخَلْتُ عَلَى أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَهُوَ يَحْتَجِمُ فَقَالَ: يَا أَبَا الْحَكَمِ، احْتَجِمْ، فَقَالَ: مَا احْتَجَمْتُ قَطُّ، فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّ جِبْرِيلَ أَخْبَرَهُ أَنَّ الْحَجْمَ أَنْفَعُ مَا يَتَدَاوَى بِهِ النَّاسُ. ①

ابوالحکم البجلی بیان کرتے ہیں، میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا جبکہ وہ پچھنے لگوا رہے تھے، تو انہوں نے فرمایا: ابوالحکم! کیا تم نے پچھنے لگوائے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: میں نے کبھی بھی پچھنے نہیں لگوائے، تو سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا کہ جبریل علیہ السلام نے انہیں بتایا کہ لوگ جن چیزوں کے ذریعے علاج معالجہ کرتے ہیں، ان میں سے پچھنے لگوانا سب سے زیادہ مفید ہے۔''

فوائد:...... سینگی یا پچھنے لگانا ایک بہترین طریقۂ علاج ہے جس میں ایک خاص طریقے سے جسم سے خون نکالا جاتا ہے، جب جسم کے کسی حصے میں خون کا دباؤ بڑھ جائے یا اس میں جوش آ جائے، تو کسی تیز دھار آلے سے اس جگہ سے خون چوسا جاتا ہے۔ اور عربوں کے ہاں یہ ایک بہترین طریقہ علاج تھا۔

ایک دوسری روایت میں ہے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''شفا تین چیزوں میں ہے سینگی لگوانے میں، شہد پینے میں اور آگ سے داغنے میں۔ لیکن میں اپنی امت کو آگ سے داغنے سے منع کرتا ہوں۔'' (بخاری، رقم : ۵۶۸۰۔ سنن ابن ماجه، رقم : ۳۴۹۱)

سینگی کا بہترین وقت مہینے کی سترہ، انیس اور اکیس تاریخ ہے۔ جیسا کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگی لگوانے کے لیے مفید وقت کی نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا: ''جس نے مہینے کی سترہ، انیس اور اکیس تاریخ کو پچھنا لگوایا، تو وہ تمام بیماریوں سے شفایاب ہو جائے گا۔'' (ابوداود : ۳۸۶۱۔ سلسلة صحيحه : ۶۲۲)

---

① مستدرك حاكم: ۴/ ۲۳۲۔ اسناده صحيح.

[۳۷۰/۶۷۱]...... قُلْتُ لِأَبِی أُسَامَةَ: أَحَدَّثَكُمْ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ أَبِی صَالِحٍ الأَشْعَرِیِّ......

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: يَقُولُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِلْحُمَّى: أَنْتِ نَارِی أُسَلِّطُكِ عَلَى عَبْدِی الْمُؤْمِنِ فِی الدُّنْيَا كَیْ يَكُونَ حَطَبُهُ مِنَ النَّارِ، فَأَقَرَّ بِهِ، وَقَالَ: نَعَمْ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ عزوجل بخار سے فرماتا ہے: تم میری آگ ہو، میں تمہیں دنیا میں اپنے مومن بندے پر مسلط کرتا ہوں تاکہ وہ اس کا جہنم کی آگ میں سے حصہ ہو جائے۔''

فوائد:...... مذکورہ حدیث میں مومنوں کے لیے بہت بڑی خوشخبری ہے کہ اگر مومن بیمار ہو جائے تو اس کے عوض اللہ ذوالجلال اس کو جہنم کی آگ سے بچا لے گا۔ اللہ ذوالجلال سے تکلیف مانگنی نہیں چاہیے، لیکن اگر تکلیف آئے تو بشاشت سے صبر کرنا چاہیے۔ اور عافیت کی دعا بھی کرتے رہنا چاہیے۔

ایک دوسری حدیث میں ہے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی آیا، نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس سے) سوال ''کیا تجھے (کبھی) بخار ہوا؟ اس نے کہا: بخار کیا ہوتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جلد اور گوشت کے درمیان گرمی (پیدا ہو جانا)'' اس نے کہا: نہیں (کبھی ایسا نہیں ہوا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کہ تجھے صداع یعنی (سر میں درد) ہوا ہے''؟ اس نے کہا: صداع کیا ہوتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک ہوا ہے جو سر میں گھس جاتی ہے اور رگوں پر ضرب لگاتی ہے۔'' اس نے کہا: نہیں۔ (ایسا کبھی نہیں ہوا) راوی کہتے ہیں کہ جب وہ شخص وہاں سے کھڑا ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کو یہ پسند ہو کہ دوزخ والوں میں سے کسی شخص کو دیکھے تو اس کو چاہیے کہ اس شخص کو دیکھ لے۔'' (ادب المفرد للبخاری، رقم: ۴۹۵) شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس کو حسن صحیح کہا ہے۔

[۴۹۶/۶۷۲]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا عَوْفٌ، عَنْ خِلَاسٍ......

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنْ أَتَى عَرَّافًا أَوْ كَاهِنًا فَسَأَلَهُ فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: ''جو شخص کسی قیافہ شناس یا کسی کاہن کے پاس آئے اور وہ اس کی بات کی تصدیق کرے (اسے سچا جانے) تو اس نے اس چیز کا انکار کر دیا جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل کی گئی۔''

---

① سنن ابن ماجه، كتاب الطب، باب الحمى، رقم: ۳٤۷۰، قال الالبانی: صحيح۔ مسند احمد: ۲/ ٤٤۰۔ طبرانی اوسط، رقم: ۱۰.

② سنن ابوداود، كتاب الطب، باب فی الكهان، رقم: ۳۹۰٤، قال الالبانی: صحيح۔ سنن ترمذی، رقم: ۱۳۵۔ سنن ابن ماجه، رقم: ٦۳۹۔ مسند احمد: ۲/ ٤۲۹۔ قال الشيخ الالبانی: صحيح.

فوائد: ......عربی زبان میں نجومی کو العراف کہتے ہیں جس کے لغوی معنی کاہن کے بھی ہیں۔ عروہ بن حزام کا قول ہے: ((فَقُلْتُ لِعَرَّافِ الْيَمَامَةِ دَاوِنِيْ فَاِنَّكَ اِنْ اَبْدَأْتَنِيْ لَطَبِيْبٌ.)) ''میں نے یمامہ کے کاہن ونجومی سے کہا کہ میرا علاج کر اگر تو نے مجھے شفا دے دی تو بلاشبہ تو حکیم ہے۔'' (لسان العرب: ۹/ ۲۳۸)

لیکن مذکورہ بالا حدیث میں عراف سے مراد نجومی یا حازی یعنی قیافہ شناس ہے جو علم غیب کا دعویٰ کرتا ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے علم میں خاص کر رکھا ہے، کتاب التوحید میں ہے۔ بغوی رحمہ اللہ نے کہا: کاہن یا عراف اس شخص کو کہتے ہیں جو بعض مقدمات وتمہیدات کے ذریعے معاملات کے جاننے کا دعویٰ کرتا ہے جن سے وہ مسروقہ وگم شدہ مال کے موقع ومحل وغیرہ پر استدلال کرتا ہے۔

اور اس کے حاشیہ میں کہا: کاہن یا عراف وہ شخص ہے جو مختلف واقعات کی اطلاع دیتا ہے چوری کے مال اور چور کے بارے میں خبر دیتا ہے اسی طرح گم شدہ چیز اور اس کی جگہ کے متعلق بتاتا ہے، وہ کچھ اسباب ومقدمات باطل قیاسات اور شیطانی خیالات کے سہارے ان چیزوں کے جاننے کا دعویٰ کرتا ہے، بعض اوقات ان کے پاس شیطان بھی آتے ہیں اور نجومی کی خبیث سانسیں اپنے شیطان بھائیوں کی خبیث سانسوں کے ساتھ مل کر چلتی ہیں۔

(حاشیه كتاب التوحيد لعبدالرحمن بن قاسم: ص ٢٠٦ـ

[٦٧٣/ ٥٠٠]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ جَعْفَرٍ، وَهُوَ ابْنُ أَبِي وَحْشِيَّةَ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: تَنَازَعَنَا أَصْحَابَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي هَذِهِ الْآيَةِ فِي ﴿كَشَجَرَةٍ خَبِيثَةٍ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الأَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ﴾ (إبراهيم) فَقُلْنَا: نَحْسَبُهَا الْكَمْأَةُ، فَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: مَاذَا تَذَاكَرُونَ ؟ فَقُلْنَا: هَذِهِ الْآيَةَ فِي الشَّجَرَةِ الَّتِي ذَكَرَهَا اللّٰهُ، فَقُلْنَا: نَحْسَبُهَا الْكَمْأَةُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ وَمَاؤُهَا شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ، وَالْعَجْوَةُ مِنَ الْجَنَّةِ وَهِيَ شِفَاءٌ مِنَ السُّمِّ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم (اصحاب رسول) نے اس آیت: ''شجر خبیث کی طرح جسے زمین کے اوپر ہی سے اکھاڑ لیا جائے اسے ثبات نہ ہو۔'' (کی تفہیم) میں اختلاف کیا، ہم نے کہا: ہم اسے کھمبی خیال کرتے ہیں، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو فرمایا: ''تم کس چیز کا تذکرہ کر رہے ہو؟'' ہم نے عرض کیا: اس آیت میں اس درخت کے بارے میں جس کا اللہ نے ذکر کیا ہے، ہم نے کہا: ہم اس سے کھمبی مراد لیتے ہیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کھمبی، (بنی اسرائیل پر نازل ہونے والے) مَنْ میں سے ہے، اس کا پانی آنکھ کے لیے باعث شفاء

① مسند احمد: ۲/ ۳۰۱، ٤٨٨ـ قال شعيب الارناؤط: اسناده حسن.

ہے اور عجوہ (کھجور) جنت میں سے ہے اور وہ زہر کا تریاق ہے۔''

[٦٧٤/٥٥٦]...... أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سِبَاعِ بْنِ ثَابِتٍ......

عَنْ أُمِّ كُرْزٍ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَقِرُّوا الطَّيْرَ عَلَى مَكِنَاتِهَا. ①

سیدہ ام کرز رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: ''پرندے کو اپنے مسکن (گھونسلے) میں رہنے دو۔'' (انہیں فال لینے کے لیے نہ اڑاؤ)

فوائد: ...... مذکورہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ برا شگون یا اچھا شگون لینے کے لیے ان کو نہ اڑاؤ جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں ہوتا تھا۔

[٦٧٥/٦٣٠]...... اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيدٍ، نَا عَبْدُاللّٰهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ سَائِبَةَ......

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ قَتْلِ الْحَيَّاتِ الَّتِىْ تَكُوْنُ فِى الْبُيُوْتِ، اِلَّا الْاَبْتَرِ، وَذَا الطَّفِيْتَيْنِ، فَاِنَّهُمَا يَخْطِفَانِ الْبَصَرَ، وَيَطْرِحَانِ اَوْلَادَ النِّسَاءِ، فَمَنْ تَرَكَهُمَا فَلَيْسَ مِنَّا. ②

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دم کٹے اور دو لکیروں والے سانپ کے علاوہ ان سانپوں کو مار ڈالنے سے منع فرمایا جو کہ گھروں میں ہوتے ہیں، کیونکہ وہ دونوں بینائی ضائع کر دیتے ہیں اور خواتین کا حمل گرا دیتے ہیں، پس جس نے ان دونوں کو (مارے بغیر) چھوڑ دیا تو وہ ہم میں سے نہیں۔''

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا دو لکیروں والے اور دم کٹے سانپ کو قتل کر دینا چاہیے، کیونکہ یہ دونوں بڑے زہریلے ہیں۔ دُم کٹے سے مراد وہ سانپ ہے جس کی دم دوسرے سانپوں کی طرح مخروطی نہیں ہوتی بلکہ اس طرح معلوم ہوتی ہے جیسا کہ اس کی دم کاٹ دی گئی ہو۔ اور دو لکیروں والے سانپ سے مراد ایک خاص قسم کا سانپ ہے جس کی پیٹھ پر دو لکیریں ہوتی ہیں۔ سانپوں کی بہت سی قسمیں ہیں اور بڑے بڑے زہریلے سانپ ہیں۔ جنوب مغربی فرانس میں واقع سانپوں کے مرکز سے ایک زہریلے سانپ کے بارے میں بعض معلومات شائع ہوئی ہیں جن کے مطابق

---

① سنن ابوداود، کتاب الاضحی، باب فی العقیقه، رقم: ٢٨٣٥۔ قال الشیخ الالبانی: صحیح۔ مسند احمد: ٦/ ٣٨١۔ صحیح ابن حبان، رقم: ٦١٢٦.

② بخاری، کتاب بدء الخلق، باب قوله تعالی (وبث فیها من کل دابه) رقم: ٣٢٩٧۔ مسلم، کتاب السلام، باب قتل الحیات وغیرها۔ سنن ابوداود، رقم: ٥٣٥٢۔ سنن ترمذی، رقم: ١٤٨٣۔ سنن ابن ماجه، رقم: ٣٥٣٥.

یہ ڈیڑھ میٹر لمبا سانپ اپنے زہر سے بیک وقت پانچ آدمیوں کو ہلاک کرسکتا ہے۔ (اردو نیوز جدہ، ۱۷راگست ۱۹۹۹ء)

کہتے ہیں: انڈونیشیا کا تھوک پھینکنے والا زہریلا سانپ ۲ میٹر لمبا ہوتا ہے اور یہ تین میٹر کے فاصلے سے انسان کی آنکھ میں پچکاری کی طرح زہر پھینکتا ہے جس سے انسان فوراً مر جاتا ہے۔

گھر میں اگر سانپ نظر آئے تو اس کو تین مرتبہ تنبیہ کرے یعنی اس کو کہنا چاہیے: چلا جا، اگر نہ جائے، تو تیسری مرتبہ کہنے کے بعد قتل کر دیں۔ (مسلم، رقم : ٢٢٣٦ـ سنن ابوداود، رقم : ٥٢٥٧)

اس روایت کی حکمت کی سمجھ اس حدیث سے معلوم ہوتی ہے۔ سیدنا ابوسائب بیان کرتے ہیں میں سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا۔ میں ان کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ میں نے ان کی چارپائی کے نیچے کسی چیز کی سرسراہٹ محسوس کی، میں نے دیکھا تو وہ سانپ تھا۔ چنانچہ میں اٹھ کر کھڑا ہوگیا تو سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیا ہے؟ میں نے کہا کہ یہاں سانپ ہے۔ انہوں نے کہا: تو کیا چاہتے ہو؟ میں نے کہا کہ اسے مارتا ہوں، تو انہوں نے اپنے گھر کے سامنے ایک مکان کی طرف اشارہ کیا اور کہا: بے شک میرا چچا زاد اسی مکان میں رہتا تھا۔ جنگ احزاب کے دن اس نے اپنے گھر آنے کی اجازت مانگی جب کہ اس کی نئی نئی شادی ہوئی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اجازت دے دی اور فرمایا کہ مسلح ہوکر جانا، وہ اپنے گھر آیا تو دیکھا کہ اس کی بیوی گھر کے دروازے پر کھڑی ہے۔ چنانچہ اس نے نیزے سے اس کی طرف اشارہ کیا (مارنے لگا) تو اس نے کہا: جلدی مت کرو۔ پہلے دیکھ لو کہ مجھے کس چیز نے باہر نکالا ہے؟ چنانچہ وہ گھر کے اندر گیا تو دیکھا کہ وہاں ایک بدصورت سانپ تھا۔ چنانچہ اس نے اپنا نیزہ اسی میں چبھو دیا اور اسی طرح چبھوئے ہوئے باہر لے آیا اور سانپ نیزے کے ساتھ تڑپ رہا تھا۔ انہوں نے کہا: مجھے نہیں معلوم کہ ان میں سے پہلے کون مرا وہ آدمی یا سانپ۔ چنانچہ اس کی قوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی اور انہوں نے کہا: دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اس آدمی کو واپس (زندہ) کردے۔ آپ نے فرمایا: ''اپنے ساتھی کے لیے بخشش کی دعا کرو۔'' پھر فرمایا: ''مدینہ میں کچھ جن مسلمان ہوئے ہیں، جب تم ان میں سے کسی کو دیکھو تو اسے تین بار خبردار کرو، اس کے بعد اگر مار دینے کا خیال ہو تو تیسری بار کے بعد مار ڈالو۔''

(مسلم، کتاب السلام، رقم : ٢٢٣٦ـ سنن ابوداود، رقم : ٥٢٥٧)

[٦٤٣/٦٧٦]...... اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، نَا اِسمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرِ الْمَدَنِيّ، عَنْ شَرِيْكِ بْنِ اَبِىْ نَمْرٍ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِىْ عَتِيْقٍ......

عَنْ عَائِشَةَ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ: فِى الْعَجْوَةِ الْعَالِيَةِ شِفَاءٌ اَوْ اِنَّهَا تَرْيَاقٌ اَوْ الْبَكْرَةُ . قَالَ اِسْحَاقُ:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: ''بالائی علاقے (نجد) کی عجوہ (کھجور) شفا ہے، یا وہ زہر کا تریاق ہے۔''

اَلْعَالِيَةُ مُوْضِعٌ مَالَهُ بِالْعَالِيَةِ (خَيْبَرَ) . ①

[٦٤٧/٦٧٧]...... أَخْبَرَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ، حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ صَعْصَعَةَ الأَنْصَارِيِّ، عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ أَبِي يَعْقُوبَ......

عَنْ أُمِّ الْمُنْذِرِ بِنْتِ قَيْسٍ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا وَعَلِيٌّ مَعَهُ، وَعَلِيٌّ نَاقِهٌ مِنْ مَرَضٍ، وَلَنَا دَوَالِي مُعَلَّقَةٌ، فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ وَعَلِيٌّ يَأْكُلُ مِنْهَا، فَطَفِقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لِعَلِيٍّ: مَهْ، إِنَّكَ نَاقِهٌ، حَتَّى كَفَّ عَلِيٌّ، قَالَتْ: فَصَنَعْتُ شَعِيرًا وَسِلْقًا، ثُمَّ جِئْتُ بِهِ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا عَلِيُّ مِنْ هَذَا فَأَصِبْ، فَإِنَّهُ أَنْفَعُ لَكَ . ②

سیدہ ام منذر بنت قیس رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: ایک دن رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ تھے اور وہ مرض سے صحت یاب ہوئے تھے جس وجہ سے کمزور تھے، ہمارے ہاں نیم پختہ کھجوروں کے خوشے لٹک رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ اور علی رضی اللہ عنہ ان میں سے کھانے لگے، تو رسول اللہ ﷺ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمانے لگے: ''ٹھہرو، تم (بیماری سے صحت یاب ہوئے اور) کمزور ہو۔'' حتیٰ کہ علی رضی اللہ عنہ رک گئے، انہوں (ام منذر رضی اللہ عنہا) نے فرمایا: میں نے جو اور چقندر پکائے، پھر میں اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے کر آئی، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''علی! اس میں سے لو (کھاؤ) کیونکہ وہ تمہارے لیے زیادہ مفید ہے۔''

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا بیمار آدمی کو یا جس کی نئی نئی بیماری ختم ہوئی ہے، ابھی کمزور ہے تو کھانے پینے میں احتیاط سے کام لینا چاہیے اور جس سے ڈاکٹر، حکیم منع کردے تو مریض کو ان چیزوں سے پرہیز کرنا چاہیے۔ اور معلوم ہوا کہ بیماری یا اس کے ختم ہونے کے بعد نرم غذا کھانی چاہیے۔

[٦٧٨/٦٥٠]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ أَبِي الأَخْضَرِ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ......

عَنْ أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ أَنَّهَا دَخَلَتْ عَلَى

سیدہ ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ اپنے

---

① بخاری، كتاب الطب، باب الدواء بالعجوة للسحر، رقم: ٥٧٦٩ـ مسلم، كتاب الاشربة، باب فضل تمر المدينة، رقم: ٢٠٤٨ـ مسند احمد: ٦ / ٧٧ .

② سنن ابوداود، كتاب الطب، باب في الحمية، رقم : ٣٨٥٦ـ سنن ترمذى، ابواب الطب، باب ماجاء في الحمية، رقم: ٢٠٣٧ـ قال الشيخ الالبانى: حسن. سنن ابن ماجه، رقم: ٣٤٤٢ـ مسند احمد: ٦/ ٣٦٣ .

رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِابْنٍ لَهَا قَدْ عَلَّقَتْ عَلَيْهِ عَلَاقَاتٍ تَخَافُ أَنْ يَكُونَ بِهِ الْعُذْرَةُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَلَامَ تَدْغَرُونَ أَوْلَادَكُمْ بِهَذِهِ الْعَلَائِقِ , عَلَيْكُمْ بِهَذَا الْعُودِ الْهِنْدِيِّ، فَنَاوَلَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنُهَا، فَبَالَ عَلَيْهِ، فَدَعَا بِمَاءٍ فَصَبَّهُ عَلَيْهِ أَوْ نَضَحَهُ قَالَ: فَمَضَتِ السُّنَّةُ بِنَضْحِ بَوْلِ مَا لَا يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَغَسْلِ بَوْلِ مَا يَأْكُلُ الطَّعَامَ قَالَ النَّضْرُ: وَالْعُذْرَةُ: رِيحٌ يَكُونُ مِنَ الْجِنِّ وَيَدْغَرُونَ هُوَ عَمْدًا نَلْهَاهُ. ①

بیٹے کو لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں، میں نے اسے حلق کی بیماری کے اندیشے کے پیش نظر انگلی سے اس کا حلق دبایا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنے بچوں کے حلق اس طرح انگلی سے کیوں دباتے ہو، تم یہ عود ہندی (قسط) استعمال کرو۔'' رسول اللہ ﷺ نے ان کے بیٹے کو پکڑ لیا، تو اس نے آپ پر پیشاب کر دیا، آپ نے پانی منگوایا اور اسے اس پر بہا دیا یا اس پر چھڑک دیا۔ راوی نے کہا: پس اس سے یہ طریقہ رائج ہوگیا کہ جو بچہ کھانا نہ کھاتا ہو اس کے پیشاب پر پانی چھڑکا جائے گا اور جو کھانا کھاتا ہو اس کے پیشاب کو دھویا جائے گا۔

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا بچوں کی حلق کی تکلیف کا علاج انگلی سے دبانا نہیں، بلکہ عود ہندی کا استعمال ہے۔ عود ہندی بہت سی بیماریوں کا علاج ہے۔ صحیح بخاری میں ہے سیّدہ ام قیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے نبی معظم ﷺ سے سنا کہ آپ نے فرمایا: ''تم لوگ اس عود ہندی کا استعمال کیا کرو، کیونکہ اس میں سات بیماریوں کا علاج ہے۔ حلق کے درد میں اسے ناک میں ڈالا جاتا ہے۔ پسلی کے درد میں چبائی جاتی ہے۔'' (بخاری، رقم : ٥٦٩٢)

[٧٣١/٦٧٩]...... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ الْعَبْدِيُّ، حَدَّثَنِي مِسْعَرٌ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ......

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَاطِبٍ قَالَ: ذَهَبَتْ بِي أُمِّي إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ صَنَعَتْ مُرَيْقَةً، فَأَصَابَتْ بَدَنِي، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلًا لَا أَدْرِي مَا هُوَ، فَلَمَّا كَانَ فِي زَمَنِ عُثْمَانَ قَالَتْ أُمِّي: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ

محمد بن حاطب نے بیان کیا: میری والدہ مجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے کر گئیں، انہوں نے شوربہ بنایا تھا اور وہ میرے بدن پر گر گیا تھا، رسول اللہ ﷺ نے کچھ فرمایا، لیکن مجھے معلوم نہیں کہ وہ کیا تھا، جب عثمان رضی اللہ عنہ کا دور آیا تو میری والدہ نے بتایا، رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا پڑھی تھی: ''لوگوں کے رب! بیماری دور فرما، تو ہی شفا دینے والا ہے شفا عطا فرما، تیرے سوا کوئی شفا دینے والا نہیں۔''

① بخاری، کتاب الطب، باب السعوط بالقسط الخ، رقم: ٥٦٩٢۔ مسلم، کتاب السلام، باب التداوی بالعود الهندی، رقم: ٢٢١٤۔ سنن ابوداود، رقم: ٣٨٧٧۔ سنن ترمذی، رقم: ٧١۔ سنن نسائی، رقم: ٣٠٢.

وَأَنْتَ الشَّافِي لَا شَافِيَ إِلَّا أَنْتَ . ①

فوائد :...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کوئی بیمار ہوجائے یا کسی کا جسم جل جائے یا کسی کا ایکسیڈنٹ ہوجائے تو ایسے آدمی کی تیمار داری کرنی چاہیے اور اس کے لیے شفا کی اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہیے۔ کیونکہ وہ ہی شفا دیتا اور تکلیف دور کرتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ اِنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ وَ اِنْ یُّرِدْكَ بِخَیْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ یُصِیْبُ بِهٖ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ۝﴾ (یونس: ۱۰۷) ......''اور اگر اللہ تعالیٰ تم کو کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا اس تکلیف کا کوئی دور کرنے والا نہیں ہے اور اگر وہ تم سے بھلائی کرنا چاہے۔ تو اس کے فضل کو کوئی روکنے والا نہیں، وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے فائدہ پہنچاتا ہے اور وہ بخشنے والا مہربان ہے۔'' مریض آدمی کے لیے دعا کرنی چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی مسلمان کسی مسلمان کی بیمار پرسی کرے اور سات مرتبہ یہ کلمات کہے تو اسے عافیت دی جاتی ہے۔ سوائے اس کے کہ اس کی موت کا وقت آ پہنچا ہو۔

((أَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَنْ يَّشْفِيكَ .)) (صحيح ترمذی، رقم : ١٦٩٨)

''میں اللہ سے سوال کرتا ہوں جو عظمت والا ہے عرش عظیم کا رب ہے کہ تجھے شفا دے۔''

[٨٠٦/٦٨٠]...... اَخْبَرَنَا الْمَخْزُوْمِيُّ، نَا وُهَيْبٌ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ طَاوُوْسٍ، عَنْ اَبِيْهِ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِحْتَجَمَ، وَاَعْطَى الْحَجَامَ اَجْرَهٗ . ②

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پچھنے لگوائے اور پچھنے لگانے والے کو اس کی اجرت دی۔

فوائد :...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا سینگی لگوانا جائز ہے اور لگانے والے کو اجرت دینا بھی جائز ہے۔

[٨٠٨/٦٨١]...... اَخْبَرَنَا الْمَخْزُوْمِيُّ، نَا وُهَيْبٌ، نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ طَاوُوْسٍ، عَنْ اَبِيْهِ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِحْتَجَمَ، وَاَعْطَى الْحِجَامَ اَجْرَهٗ . ③

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے پچھنے لگوائے اور پچھنے لگانے والے کو اس کی اجرت عطا فرمائی۔

---

① بخاری، کتاب المرضی، باب دعاء العائد للمريض، رقم: ٥٦٧٥۔ مسلم، کتاب السلام، باب استحباب رقيه الخ، رقم: ٢١٩١۔ سنن ابوداود، رقم: ٣٨٩٠۔ سنن ترمذی، رقم: ٩٧٣۔ سنن ابن ماجه، رقم: ٣٥٢٠ .

③ بخاری، مسلم، کتاب المساقاة، باب حل اجرة الحجامة، رقم: ١٥٧٧۔ سنن ابوداود، رقم: ٣٤٢٣۔ سنن ترمذی، رقم: ١٢٧٨۔ سنن ابن ماجه، رقم: ٢١٦٣ .

③ السابق .

فوائد: ...... دیکھئے شرح حدیث نمبر: ۸۰۶

[۸۰۹/۶۸۲]...... اَخْبَرَنَا الْمَخْزُوْمِیُّ، نَا وُهَیْبٌ، نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ طَاؤُوْسٍ، عَنْ اَبِیْهِ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِحْتَجَمَ، وَاسْتَعُطَ. ①

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے اور ناک میں دوائی ڈلوائی۔

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا ناک میں دوا ڈالنا جائز ہے۔ بیماری کا علاج کروانا توکل کے منافی نہیں ہے۔ مذکورہ روایت سے ان لوگوں کا بھی رد ہوتا ہے جو کہتے ہیں کہ بیماری تو تقدیر میں لکھی تھی تو دوا کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ فاعل اللہ کی ذات ہے دوا کرنا بھی تقدیر سے ہے۔

[۸۱۰/۶۸۳]...... اَخْبَرَنَا وَكِیْعٌ، نَا سُفْیَانُ، عَنْ جَابِرٍ......

عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِسْتَعْطَ بِالسَّمْسَمِ. ②

ابوجعفر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیل کی دوائی ناک میں ڈالی۔

[۹۲۱/۶۸۴]...... اَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰی، نَا طَلْحَةَ......

عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ: اَیُّهَا النَّاسُ: تَدَاوُوْا، فَاِنَّ اللّٰهَ لَمْ یَخْلُقْ دَاءً اِلَّا خَلَقَ لَهٗ شِفَاءًا، اِلَّا السَّامَ وَالسَّامُ: اَلْمَوْتُ. ③

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”لوگو! علاج معالجہ کیا کرو، کیونکہ اللہ نے جو بھی بیماری پیدا کی تو اس کے لیے شفا بھی پیدا فرمائی ہے، سوائے ”السام“ کے اور ”السام“ سے مراد موت ہے۔“

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا بیماری کا علاج کروانا درست ہے۔ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علاج کروانے کی ترغیب دی ہے اور علاج کروانا توکل کے منافی نہیں، بلکہ مسنون عمل ہے۔ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اسباب اور مسببات کا ثبوت موجود ہے۔ اور ان کا انکار کرنے والے پر رد اور علاج معالجہ کا حکم ہے اور یہ توکل کے خلاف نہیں ہے جیسا کہ بھوک و پیاس اور گرمی و سردی کو ان اضداد سے دور کرنا توکل کے منافی نہیں ہے۔

(تیسیر العزیز الحمید فی شرح کتاب التوحید، ص:۱۱۱)

---

① بخاری، کتاب الطب، باب السعوط، رقم: ۵۶۹۱.

② اسناده مرسل، ضعیف، فیه جابر الجعفی: ضعیف۔ المطالب العالیه: ۲/ ۳۳۶.

③ بخاری، کتاب الطب، باب ما انزل الله داء الا انزل له شفاء، رقم: ۵۶۷۸۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۳۴۳۹۔ مستدرك حاكم: ٤/ ٤٠١۔ سنن كبرى بيهقى: ۹/ ۳۴۳.

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک بیمار کی تیمار داری کے لیے تشریف لے گئے اور فرمایا: تم لوگ اس کے لیے کوئی طبیب کیوں نہیں بلاتے؟ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ بھی ہم کو یہ حکم دے رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے جو بیماری اتاری ہے، اس کی دوا بھی نازل کی ہے۔''

(سلسلة الصحيحه، رقم : ٢٨٧٣)

یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر بیماری کا علاج موجود ہے۔ آگے علاج کرنے والے کو سمجھ آئے یا نہ آئے، جیسا کہ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی معظم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے جو بیماری نازل کی اس کی دوا بھی اتاری، کسی کو اس کا علم ہوگیا اور کسی کو نہ ہوسکا۔ (سلسلة الصحيحه، رقم : ٤٥١) البتہ موت اٹل حقیقت اور لا علاج مرض ہے۔

[٩٢٢/٦٨٥]...... اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ زِيَادِ بْنِ عَلَاقَةَ اَنَّهٗ سَمِعَهٗ مِنْ ......

اُسَامَةَ بْنِ شَرِيْكٍ، وَشَهِدْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْاَعْرَابُ يَسْأَلُوْنَهٗ: هَلْ عَلَيْنَا جُنَاحٌ فِيْ كَذَا؟ هَلْ عَلَيْنَا جُنَاحٌ فِيْ كَذَا؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِبَادَ اللّٰهِ، رَفَعَ اللّٰهُ الْحَرَجَ، اِلَّا اِمْرَءًا اِقْتَرَضَ مِنْ عِرْضِ اَخِيْهِ شَيْئًا، فَذٰلِكَ الَّذِيْ خَرَجَ وَهَلَكَ. فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اَنَتَدَاوَى؟ قَالَ: تَدَاوُوْا، فَاِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَنْزِلْ دَاءً اِلَّا اَنْزَلَ لَهٗ دَوَاءً اِلَّا الْمَوْتَ، قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَمَا اَفْضَلُ مَا اُعْطِيَ الْعَبْدُ؟ فَقَالَ: خُلُقٌ حَسَنٌ. ①

سیدنا اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: جب اعرابی نبی کریم ﷺ سے سوالات کر رہے تھے میں اس وقت موجود تھا: کیا فلاں کام کرنے میں ہم پر کوئی حرج ہے؟ کیا فلاں کام کرنے میں ہم پر کوئی گناہ ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے بندو! اللہ نے حرج/تنگی کو دور کر دیا ہے مگر جس نے اپنے بھائی کی عزت میں سے کوئی حصہ کاٹ لیا، پس یہی شخص ہے جس نے گناہ کیا اور وہ ہلاک ہوا۔'' انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! کیا ہم علاج معالجہ کرلیا کریں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''علاج معالجہ کیا کرو، اللہ نے جو بھی بیماری اتاری، اس کے لیے دوائی بھی اتاری ہے، سوائے موت کے۔'' انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! بندے کو سب سے بہتر کیا چیز عطا ہوئی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اچھا اخلاق۔''

---

① سنن ابوداود، كتاب الطب، باب الرجل يتداوى، رقم: ٣٨٥٥۔ سنن ترمذى، ابواب الطب، باب ماجاء فى الدواء والحث عليه، رقم: ٢٠٣٨۔ سنن ابن ماجه، رقم: ٣٤٣٦۔ قال الشيخ الالبانى: صحيح۔ مسند احمد: ٤/ ٢٧٨۔ صحيح ابن حبان، رقم: ٦٠٦١.

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے رسول اللہ ﷺ کا حسن اخلاق ثابت ہوتا ہے۔ علماء کو بھی چاہیے کہ جاہل، کم علم لوگ اگر عجیب وغریب سوال کریں تو خندہ پیشانی سے برداشت کریں۔ اور نہایت ہی اچھے انداز سے ان کے سوالوں کا جواب دیں۔ معلوم ہوا دین اسلام کے احکامات آسان اور انسانی فطرت کے مطابق ہیں۔

معلوم ہوا کسی کو اچھا اخلاق مل جانا بہت بڑا اللہ ذوالجلال کا انعام ہے، کیونکہ ایسا خوش نصیب قیامت کے دن رسول اللہ ﷺ کے سب سے زیادہ قریبی ہوگا، جیسا کہ سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے تم میں سے سب سے زیادہ محبوب اور روز قیامت مجلس کے لحاظ سے میرے سب سے زیادہ قریبی وہ لوگ ہوں گے جو تم میں سے اخلاق کے لحاظ سے بہت عمدہ ہوں گے۔'' (سلسلة الصحيحه، رقم : ٧٩١)

[٦٨٦/٩٢٣]...... اَخْبَرَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَامِرٍ الضَّبْعِيِّ ، نَا شُعْبَةُ ، عَنْ زِيَادِ بْنِ عَلَاقَةَ......

عَنْ أُسَامَةَ ابْنِ شَرِيْكٍ قَالَ: شَهِدْتُ الْاَعَارِبَ يَسْأَلُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ مِثْلَهٗ. وَزَادَ فِيْهِ، قَالَ: فَلَمَّا قَامُوْا مِنْ عِنْدِهٖ جَعَلُوْا يُقَبِّلُوْنَ يَدَهٗ قَالَ: فَضَمَمْتُ اِلٰى يَدِهٖ فَاِذَا هُوَ اَطْيَبُ مِنَ الْمِسْكِ .①

سیدنا اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: میں اعرابیوں کے پاس موجود تھا جب وہ رسول اللہ ﷺ سے سوالات کر رہے تھے، پس راوی نے اسی مثل ذکر کیا، اور اس میں یہ اضافہ نقل کیا: جب وہ آپ کے پاس سے کھڑے ہوئے تو وہ آپ کا دست مبارک چومنے لگے، راوی نے بیان کیا: میں نے آپ کا دست مبارک اپنے ساتھ ملایا، تو وہ کستوری سے بھی زیادہ خوشبودار تھا۔

فوائد: ......معلوم ہوا کہ اکابرین کے ہاتھوں کو احتراماً چومنا درست ہے جیسا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کیا اور رسول اللہ ﷺ کا دست مبارک کستوری سے بھی زیادہ خوشبو دار تھا۔ سیّدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی۔ پھر آپ اپنے گھر کی طرف گئے۔ میں بھی آپ کے ساتھ گیا، سامنے سے کچھ بچے آئے۔ آپ ﷺ نے ان میں سے ہر ایک کے رخسار پر ہاتھ پھیرا، اور میرے رخسار پر بھی ہاتھ پھیرا۔ میں نے آپ ﷺ کے دست اقدس کی ٹھنڈک اور خوشبو یوں محسوس کی جیسے آپ نے عطار کے ڈبہ سے ہاتھ باہر نکالا ہو۔ (سنن ترمذی، ابواب المناقب، رقم : ٦٣٤٧)

آپ ﷺ جب اپنی چہیتی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں جاتے یا وہ آپ ﷺ کے ہاں آتیں تو آپ ﷺ ان کی پیشانی پر بوسہ دیتے اور وہ آپ ﷺ کے ہاتھ پر بوسہ دیتیں تھیں۔

---

① سنن ابوداود، كتاب الطب، باب فى الرجل يتداوى، رقم: ٣٨٥٥۔ قال الشيخ الالبانى: صحيح۔ سنن كبرى بيهقى، رقم: ٣٤٣٩ .

[۹۲۵/۶۸۷]...... اَخْبَرَنَا الْفَضْلُ، نَا طَلْحَةُ، عَنْ عَطَاءٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِنْ كَانَ فِيْ شَيْءٍ مِمَّا تَصْنَعُوْنَ خَيْرٌ، فَفِيْ بُزْغَةِ الْحَجَّامِ. ①

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''(علاج کی غرض سے) تم جو کرتے ہو اگر ان میں سے کسی میں کوئی بھلائی ہے تو وہ پچھنے لگانے والے کے خون بہانے میں ہے۔''

فوائد: ......معلوم ہوا سینگی میں اللہ ذوالجلال نے بہت زیادہ فوائد رکھے ہیں۔ بشرطیکہ سینگی لگانے والا سمجھ دار ہو۔

---

① سنن ابوداود، كتاب الطب، باب الحجامة، رقم: ۳۸۵۷۔ سنن ابن ماجه، ابواب الطب، باب الحجامة، رقم: ۳٤٧٦۔ اسناده صحيح.

26

كتاب اللباس والزينة

لباس اور زینت اختیار کرنے کا بیان

[٦٨٨/٦٩]...... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ......

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ، قَالَ: كَانَ مَرْوَانُ يَسْتَعْمِلُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَلَى الْمَدِينَةِ، قَالَ: فَكَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ إِذَا رَأَى رَجُلًا يَجُرُّ إِزَارَهُ أَنْ يَضْرِبَ بِرِجْلِهِ الأَرْضَ، ثُمَّ يَقُولُ: قَدْ جَاءَ الأَمْرُ، ثُمَّ يَقُولُ: قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ إِلَى رَجُلٍ جَرَّ إِزَارَهُ بَطَرًا. ①

محمد بن زیاد نے بیان کیا، مروان، سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ کا گورنر بنایا کرتا تھا، سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جب کسی آدمی کو اپنا ازار گھسیٹتے ہوئے یا زمین پر پاؤں مارتے ہوئے دیکھتے تو فرماتے: امر آچکا ہے، پھر فرماتے کہ ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ اس شخص کی طرف (نظر رحمت سے) نہیں دیکھتا جو اتراتا ہوا اپنا ازار گھسیٹتا ہے۔''

[٦٨٩/٧٠]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ، قَالَ: كَانَ مَرْوَانُ يَسْتَعْمِلُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَلَى الْمَدِينَةِ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ سَوَاءً. ②

محمد بن زیاد نے بیان کیا: مرواان، سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ پر گورنر بنایا کرتے تھا، پس انہوں نے حدیث سابق کے مثل روایت کیا۔

[٦٩٠/٧١]...... أَخْبَرَنَا شَبَابَةُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ......

---

① بخاری، کتاب اللباس، باب من جر ثوبه من الخیلاء، رقم: ٥٧٩١۔ مسلم، کتاب اللباس والزینة، باب تحریم جر الثوب خیلاء الخ، رقم: ٢٠٨٧۔ مسند احمد: ٢/ ٤٣٠۔ سنن ابن ماجه، رقم: ٣٥٧١.

② السابق.

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا یَنْظُرُ اللّٰهُ إِلَی مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ بَطَرًا. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ ؐ نے فرمایا: ''جو شخص از راہِ تکبر اپنا ازار گھسیٹتا ہے، اللہ اس کی طرف (نظر رحمت سے) نہیں دیکھتا۔''

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ کپڑا ٹخنوں سے نیچے رکھنا تکبر اور غرور کی علامت ہے اور ایسا کرنا حرام ہے۔ اور ایسے لوگوں کی طرف اللہ ذوالجلال رحمت اور محبت کی نظر سے نہیں دیکھے گا، کیونکہ اللہ ذوالجلال کی نظر سے کوئی چیز غائب تو ہو نہیں سکتی، لیکن عاجزی اختیار کرنے والا مہربانی کی نظر کا حق دار ہوتا ہے۔ اور متکبر ومغرور اللہ ذوالجلال کے قہر کی نظر کا حقدار ہوتا ہے جیسا کہ فرمان الٰہی ہے: ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا﴾ (النسآء: ٣٦) ''بے شک اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والے شیخی خور کو پسند نہیں فرماتا۔''

احادیث پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ کوئی لباس بھی فخر وغرور اور تکبر کی بنا پر لٹکانا غلط اور ناجائز ہے۔

جیسا کہ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص ازار، قمیص اور عمامہ میں سے کوئی ایک بھی تکبر سے لٹکائے گا، قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اسے نگاہ رحمت سے نہیں دیکھے گا۔'' (صحیح الجامع الصغیر، رقم: ٢٧٧٠)

قمیص لٹکانے سے مراد یہ ہے کہ اس کے بازو کھول کر ہاتھوں سے تجاوز کیا جائے۔ اور پگڑی لٹکانے سے مراد وہ لٹکانا ہے کہ اس کے پلو کو دائیں اور بائیں جانب میں بطور فخر وغرور لٹکایا جائے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کپڑا کہاں تک رکھنا چاہیے؟ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری پنڈلی یا اپنی پنڈلی کا عضہ (موٹا حصہ) پکڑ کر فرمایا: چادر کی جگہ یہ ہے، اگر نہ مانو تو اس سے کچھ نیچے، اگر یہ بھی نہ مانو تو چادر کا ٹخنوں میں کوئی حق نہیں۔''

(صحیح ترمذی، رقم: ١٤٥٧)

لیکن اگر کوئی کہے کہ میں تکبر کی وجہ سے نہیں لٹکاتا، ویسے ہی لٹکاتا ہوں تو اس کی یہ بات درست نہیں، کیونکہ کپڑا ٹخنوں سے نیچے رکھنا ہی تکبر ہے۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''چادر کا جو حصہ ٹخنوں سے نیچے ہے وہ آگ میں ہے'' اور اسی طرح کوئی آدمی جسم کے نقص کی وجہ سے چادر لٹکائے تو اس کا یہ عذر بھی قابل قبول نہیں ہوگا۔ جیسا کہ سیدنا شرید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو دیکھا جو اپنی چادر کھینچتا ہوا جا رہا تھا۔ آپ ؐ اس کی طرف جلدی سے گئے یا دوڑ کر گئے اور فرمایا: ''اپنی چادر اوپر اٹھاؤ اور اللہ سے ڈرو'' اس نے کہا: میرے پاؤں ٹیڑھے ہیں، میرے گھٹنے آپس میں رگڑ کھاتے ہیں، آپ ؐ نے فرمایا: ''اپنی چادر اوپر اٹھاؤ، کیونکہ اللہ عزوجل کی پیدا کی ہوئی ہر چیز خوبصورت ہے۔'' تو اس کے بعد اس آدمی کو جب بھی دیکھا گیا، اس کی چادر نصف پنڈلی پر ہوتی تھی۔ (مسند احمد: ٤/ ٣٩٠۔ سلسلة الصحيحه، رقم: ١٤٤١)

---

① انظر ما قبله.

معلوم ہوا کہ اس صحابی کا چادر لٹکانا تکبر کی وجہ سے نہیں تھا مگر رسول اللہ ﷺ نے اس لیے منع فرمایا کہ اس میں تکبر پائے جانے کا گمان ہوسکتا ہے۔

[٧٢/٦٩١]...... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ، قَالَ: سَمِعْتُ...... أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْفِهِمَا جَمِيعًا أَوْ أَنْعِلْهُمَا جَمِيعًا فَإِذَا لَبِسْتَ فَابْدَأْ بِالْيُمْنَى وَإِذَا خَلَعْتَ فَابْدَأْ بِالْيُسْرَى ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ان دونوں (جوتوں) کو اکٹھے پہنو یا ان دونوں کو اکٹھے اتار دو، جب تم جوتے پہنو تو دائیں سے شروع کرو اور جب اتارو تو بائیں سے شروع کرو۔''

[٧٣/٦٩٢]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، قَالَ: سَمِعْتُ...... أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَذَكَرَهُ مِثْلَهُ سَوَاءً. ②

ایک دوسری سند سے رسول اللہ ﷺ سے حدیث سابق کے مانند مروی ہے۔

[٧٤/٦٩٣]...... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ، قَالَ: سَمِعْتُ...... أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا انْتَعَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِالْيُمْنَى، وَإِذَا خَلَعَ فَلْيَبْدَأْ بِالْيُسْرَى، أَنْعِلْهُمَا جَمِيعًا أَوْ أَحْفِهِمَا جَمِيعًا. ③

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی جوتے پہنے تو وہ دائیں سے شروع کرے اور جب اتارے تو بائیں سے شروع کرے، وہ دونوں جوتے اکٹھے پہنے یا دونوں پاؤں ننگے رکھے۔''

فوائد:...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ ایک جوتا پہن کر چلنا جائز نہیں یا دونوں پہنے ہوں یا پھر دونوں اتار دیں۔ کیونکہ جوتے کا مقصود پاؤں کو تکلیف دہ چیزوں مثلاً کانٹے وغیرہ سے بچانا ہوتا ہے، معمول کی چال بھی برقرار نہیں رہتی، نہ ہی جسم کا توازن درست رہتا ہے۔ اسی طرح جوتا پہنتے وقت پہلے دایاں پہننا اور اتارتے وقت پہلے بایاں اتارنا مسنون ہے۔ علاوہ ازیں ایک دوسری حدیث میں ہے، سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اِنَّ الشَّيْطَانَ يَمْشِيْ فِي النَّعْلِ الْوَاحِدَةِ، (سلسلة الصحيحه، رقم : ٣٤٨) ''بیشک شیطان ایک جوتا پہن کر چلتا ہے۔''

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی شخص کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ

---

① مسلم، كتاب اللباس والزينة، باب استحباب لبس النعل الخ، رقم: ٢٠٩٧ـ مسند احمد: ٢/ ٤٣٠ـ صحيح ابن حبان، رقم: ٥٤٦١ـ سنن ترمذی، رقم: ١٧٧٤.

② السابق. ③ انظر ما قبله.

جائے تو وہ ایک جوتا پہن کر نہ چلے، یہاں تک کہ اپنا تسمہ درست کر لے اور نہ ہی ایک موزہ پہن کر چلے۔

(مسلم، کتاب اللباس)

معلوم ہوا پاؤں میں ایک موزہ یا جراب پہن کر چلنا پھرنا بھی جائز نہیں ہے، مذکورہ بالا احادیث میں جوتے پہننے اور اتارنے کے آداب بھی بتلائے گئے ہیں۔ علماء کہتے ہیں: ہر زینت والا، عزت یا شرف کا باعث بننے والے کام کو دائیں طرف سے شروع کرنا چاہیے۔ مثلاً شلوار پہننا، مسجد میں پاؤں رکھنا، سرمہ لگانا اور اسی طرح وضو کرنا، کھانا کھانا وغیرہ۔

جیسا کہ بخاری ومسلم میں ہے نبی مکرم ﷺ کو دائیں جانب سے شروع کرنا پسند تھا، آپ کے جوتا پہننے میں کنگھی کرنے میں وضوء میں اور اپنے تمام کاموں میں۔

[٧٩/٦٩٤]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ ، قَالَ: سَمِعْتُ......

أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي فِي حُلَّةٍ مُرَجِّلَ جُمَّتِهِ يُعْجِبُهُ نَفْسُهُ، إِذْ خُسِفَتْ بِهِ الأَرْضُ فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِيهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ . ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کہ (بنی اسرائیل میں) ایک آدمی جوڑا پہن کر زلفوں میں کنگھی کیے ہوئے اتراتا ہوا چل رہا تھا کہ اسے زمین میں دھنسا دیا گیا، پس وہ قیامت کے دن تک اس میں دھنستا جائے گا۔''

[٨٠/٦٩٥]...... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ مُحَمَّدٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ سَوَاءً . ②

ایک دوسری سند سے نبی کریم ﷺ سے اسی سابقہ حدیث کی مانند مروی ہے۔

[٨١/٦٩٦]...... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ مَوْلَى بَنِي جُمَحٍ أَنَّهُ سَمِعَ ......

أَبَا هُرَيْرَةَ ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ . ③

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کہ ایک آدمی چل رہا تھا۔'' پس حدیث سابق کے مانند ذکر کیا۔

فوائد: ...... ایک دوسری حدیث میں ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: ''ایک آدمی اپنے تہبند کو گھسیٹ رہا تھا

---

① بخاری، کتاب اللباس، باب من جرثوبه من الخیلاء، رقم: ٥٧٨٩۔ مسلم، کتاب اللباس، باب تحریم التبختر فی المشی الخ، رقم: ٢٠٨٨۔ مسند احمد: ٢/ ٢٦٧۔ سنن دارمی، رقم: ٤٣٧۔ طبرانی اوسط، رقم: ٧٧٢٠ .

② السابق . ③ انظر ما قبله .

کہ اللہ نے اسے دھنسا دیا، پس وہ قیامت تک زمین کی گہرائی میں نیچے جاتا رہے گا۔'' (بخاری، رقم : ۵۷۹۰)

معلوم ہوا انسان کو تکبر وغرور جیسے گھٹیا اور مذموم عمل سے اجتناب کرنا چاہیے۔ خوبصورتی اگر ملے یا خوبصورت لباس، یا سر کے بال خوبصورت ہوں یا خوبصورت جوتی ہو تو ان پر اللہ تعالیٰ کا شکر کرنا چاہیے اور تکبر وغرور اختیار کرتے ہوئے لوگوں کو حقیر نہیں جاننا چاہیے، کیونکہ متکبر قسم کے لوگ اللہ ذوالجلال کو پسند نہیں ہیں۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے:

﴿وَ لَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَ لَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ﴾ (لقمان : ۱۸)

''اور لوگوں (کو حقیر سمجھتے ہوئے اور اپنے آپ کو بڑا تصور کرتے ہوئے) ان سے منہ نہ موڑنا اور زمین پر اکڑ کر نہ چلنا، کیونکہ اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والے اور فخر کرنے والے شخص کو پسند نہیں کرتا۔''

مذکورہ بالا حدیث میں جس کا تذکرہ ہے، اس سے مراد امم سابقہ کا کوئی شخص ہے۔ اور بعض نے اس شخص سے مراد قارون لیا ہے۔ یا کہا ہے کہ یہ ہیزن فارس کا رہنے والا آدمی تھا۔ لیکن حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس سے کوئی خاص آدمی مراد نہیں، بلکہ متعدد واقعات واشخاص کا احتمال ہے۔

[۶۹۷/۴۹۳]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا عَوْفٌ، عَنْ خِلَاسٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: بَيْنَمَا شَابٌّ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ يَمْشِي فِي حُلَّةٍ مُخْتَالًا فَخُورًا ابْتَلَعَتْهُ الأَرْضُ فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِيهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ أَنْ تَقُومَ السَّاعَةُ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: ''تم سے پہلے لوگوں (بنی اسرائیل) میں سے ایک نوجوان جوڑا پہنے ہوئے کبر وغرور میں اتراتا ہوا چل رہا تھا تو زمین نے اسے نگل لیا، پس وہ قیام قیامت تک اس میں دھنستا چلا جائے گا۔''

فوائد: ...... مذکورہ روایت کی سند کمزور ہے، تاہم اس کے شواہد صحیح ہیں۔ (دیکھئے شرح حدیث نمبر ۷۹)

[۶۹۸/۹۵]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَيْرِ بْنِ كَثِيرٍ الأَسِيدِيُّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ، قَالَ: أَحْسَبُهُ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَرِيرِ أَشَدَّ النَّهْيِ، فَقَالَ رَجُلٌ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ: إِنَّ هَذَا عَلَيْكَ حَرِيرٌ، قَالَ: فَقَالَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشم (پہننے) سے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے، ایک آدمی نے عبداللہ بن شقیق سے کہا: یہ آپ نے بھی تو ریشم پہن رکھا ہے، انہوں نے فرمایا: سبحان اللہ! یہ ریشم نہیں، اس نے

---

① انظر ما قبله: ۷۹.

لَيْسَ هَذَا حَرِيرٌ، فَقَالَ: إِنَّ سَدَاهُ حَرِيرٌ، قَالَ: فَقَالَ: عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ شَقِيقٍ: مَا شَعَرْتُ. ①

کہا: اس کا تانا ریشم کا ہے، عبداللہ بن شقیق نے کہا: مجھے پتہ نہیں چلا۔

فوائد: ......ایک دوسری حدیث میں ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بلا شبہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دائیں ہاتھ میں ریشم اور بائیں ہاتھ میں سونا پکڑ کر کہا ''یہ دونوں اشیاء میری امت کے مردوں پر حرام ہیں۔''

(صحيح ابو داود، رقم : ٢٤٢٢)

لیکن کپڑے میں تھوڑا بہت ریشم ہو تو جائز ہے، وہ کڑھائی کی صورت میں ہو یا ریشمی کپڑے کے ٹکڑے کی صورت میں لیکن چار انگلیوں سے زیادہ نہ ہو۔

جیسا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: وہ باریک اور موٹے ریشم (کا کپڑا پہننے) سے منع کرتے تھے، مگر جو اتنا سا ہو پھر (سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے) ایک انگلی سے اشارہ کیا۔ پھر دوسری سے، پھر تیسری سے، پھر چوتھی سے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اس سے منع فرمایا کرتے تھے۔ (سنن ابن ماجه، رقم : ٣٥٩٣)

جمہور کا یہ موقف ہے کہ ریشم اگر چار انگلیوں سے زیادہ نہ ہو تو جائز ہے۔ (تحفۃ الاحوذی: ۵/۳۸۴)

[٦٩٩/١١٥]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ. ②

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی سے منع فرمایا ہے۔

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا سونے کی انگوٹھی پہننا جائز نہیں ہے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سونا اور ریشم میری امت کی عورتوں کے لیے حلال ہے۔ لیکن مردوں کے لیے حرام ہے۔'' (طبرانی کبیر، رقم : ٥١٢٥ اسناده صحيح)

معلوم ہوا کہ عورتیں سونا پہن سکتی ہیں، لیکن مردوں کے لیے یہ حرام ہے۔ مجبوری کے طور پر سونے کے دانت یا ناک لگوائی جاسکتی ہے، جیسا کہ عبدالرحمٰن بن طرفہ نے بیان کیا کہ معرکہ کلاب میں میرے دادا عرفجہ بن اسعد کی ناک کٹ گئی تھی تو انہوں نے چاندی کی بنوائی مگر اس میں بو پڑ گئی، نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا تو انہوں نے سونے کی

---

① لم اجدة لكن اسنادة صحيحٌ .

② بخاری، كتاب اللباس، باب خواتيم الذهب، رقم: ٥٨٦٤ ـ مسلم، كتاب اللباس والزينة، باب تحريم خاتم الذهب الخ، رقم: ٢٠٨٩ ـ صحيح ابن حبان، رقم: ٥٤٨٧ ـ مسند احمد: ٢/ ٤٦٨ .

ناک بنوالی۔ (سنن ابوداود، رقم : ٤٢٣٢) **امام ابوداؤد** رحمہ اللہ **نے اس حدیث پر یہ باب باندھا ہے۔** (باب ماجاء فی ربط الاسنان بالذهب) **دانتوں کو سونے سے بندھوانا بھی جائز ہے۔**

[١٨٨/٧٠٠]...... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: أُتِيَ عُمَرُ بِامْرَأَةٍ تَشِمُ قَالَ: أُنْشِدُكُمُ اللّٰهَ هَلْ سَمِعَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: أَبُو هُرَيْرَةَ: فَقُمْتُ، فَقُلْتُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، أَنَا سَمِعْتُهُ قَالَ: فَمَا سَمِعْتَهُ، فَقُلْتُ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ: لَا تَشِمْنَ وَلَا تَسْتَوْشِمْنَ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: **سیدنا عمر** رضی اللہ عنہ کے پاس ایک عورت لائی گئی جو کہ گودنے کا کام کرتی تھی، انہوں نے فرمایا: میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں، کیا تم میں سے کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (اس کے متعلق) سنا ہے؟ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں کھڑا ہوا تو عرض کیا: امیرالمومنین! میں نے آپ ؐ کو سنا ہے، انہوں نے فرمایا: تم نے آپ سے کیا سنا ہے؟ میں نے کہا: میں نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو فرماتے ہوئے سنا: ''تم گودنے کا کام کرو، اور نہ گدواؤ۔'' (سوئی کے ساتھ جسم پر نشان لگا کر رنگ بھرنا)

فوائد :...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ گودنے اور گدوانے والا کام نہیں کرنا چاہیے، گودنے کا مطلب یہ ہے کہ جلد میں سوئی وغیرہ چبھو کر خون نکالنا، پھر اس جگہ پر سرمہ یا نیل وغیرہ بھر دینا، تا کہ وہ جگہ سبز یا سیاہ ہو جائے۔ اور عرب میں عہد رسالت کے وقت یہ طریقہ عام تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرما دیا۔ ایک دوسری حدیث میں ہے، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے مصنوعی بال لگانے والی اور لگوانے والی، گودنے والی اور گدوانے والی پر لعنت بھیجی ہے۔ (بخاری، رقم : ٥٩٤٦)

[٢٤١/٧٠١]...... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ أَبِي الْجَهْمِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَتْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَسِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَسِوَارَانِ مِنْ نَارٍ، قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا کہ ایک عورت آپ کے پاس آئی، اس نے عرض کیا: اللہ کے رسول! سونے کے دو کنگن ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آگ کے دو کنگن ہیں۔'' اس نے عرض کیا: اللہ کے رسول! سونے کی دو بالیاں ہیں؟ رسول

① بخاری، کتاب اللباس، باب المستوشمة، رقم: ٥٩٤٦۔ سنن نسائی، کتاب الزینة، باب الموتشمات الخ، رقم: ٥١٠٦.

قُرْطَانِ مِنْ ذَهَبٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قُرْطَانِ مِنْ نَارٍ، قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا لَمْ تَزَيَّنْ لِزَوْجِهَا صَلِفَتْ عِنْدَهُ، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَمَا يَمْنَعُكُنَّ أَنْ تَجْعَلَ قُرْطَيْنِ مِنْ فِضَّةٍ وَتُصَفِّرِيهِ بِعَبِيرٍ أَوْ زَعْفَرَانٍ فَيَكُونَ كَأَنَّهُ ذَهَبٌ. ①

اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آگ کی دو بالیاں ہیں۔'' اس نے عرض کیا: اللہ کے رسول! اگر عورت اپنے شوہر کے لیے زیب وزیبائش نہ کرے تو وہ اپنے شوہر کے ہاں ناپسندیدہ ہو جائے گی، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمہیں کس نے منع کیا ہے کہ تم چاندی کی بالیاں بنا لو اور عبیر (مرکب خوشبو) یا زعفران کے ساتھ انہیں زرد رنگ چڑھا لو تو وہ سونے کی طرح ہو جائیں گی۔''

[۲۸۰/۷۰۲]...... أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، وَحَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَصْحَبُ الْمَلَائِكَةُ رُفْقَةً فِيهَا جَرَسٌ. ②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس قافلے میں گھنٹی ہو، وہ رحمت کے فرشتوں کی رفاقت سے محروم ہوتا ہے۔''

فوائد:...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا جس جگہ گھنٹی ہو، وہاں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ ڈھول ڈھمکے، باجے گاجے، طبلے سرنگی وغیرہ اسی میں شامل ہیں۔

لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ گھنٹی کی آواز دور حاضر میں انسان کی ضرورت بن چکی ہے مثلاً گھروں میں داخل ہونے کے لیے گھنٹی کی ضرورت مدارس، سکول وکالج میں پیریڈ تبدیل کرتے وقت گھنٹی کی ضرورت، ٹیلی فون کے لیے گھنٹی کی ضرورت تو آخر ان تمام ضرورتوں میں گھنٹی کا استعمال ترک کر دیا جائے؟ ایسا کرنے میں ان گنت مشکلات بلکہ نقصان ہے اور اگر اسے استعمال میں رکھا جائے تو پھر رحمت کے فرشتے نہیں آتے؟ تو اس صورت حال میں کیا کیا جائے؟ دراصل گھنٹی دو طرح کی ہوتی ہے: ایک وہ جس میں آواز کا ساز یا نغمہ پیدا ہوتا ہے۔ اور ایک وہ ہوتی ہے جس میں نغمہ اور ساز پیدا نہیں ہوتا۔ مذکورہ حدیث میں جس گھنٹی کی مذمت کی گئی ہے، اس سے مراد وہ گھنٹی ہے جس میں نغمہ اور ساز کی آواز پیدا ہوتی ہے۔ جبکہ وہ گھنٹیاں جن میں آواز کا نغمہ پیدا نہیں ہوتا، وہ اس مذمت میں شامل نہیں۔ لیکن موجودہ زمانہ میں گھڑیوں، ٹیلی فون اور دیگر الیکٹرونکس اشیاء میں موسیقی، ساز اور نغمے داخل کیے جا رہے ہیں۔ مسلمانوں

① سنن نسائی، کتاب الزینة، باب الکراهیة للنساء الخ، رقم: ۵۱۴۲۔ مسند احمد: ۲/ ۴۴۰۔ قال الشیخ الالبانی وشعیب الارناؤط: اسناده ضعیف.

② مسلم، کتاب اللباس، باب کراهة الکلب والجرس فی السفر، رقم: ۲۱۱۳۔ سنن ابوداود، کتاب الجهاد، باب فی تعلیق الاجراس، رقم: ۲۵۵۵۔ سنن ترمذی: ۱۷۰۳۔ مسند احمد: ۲/ ۴۱۴.

کو چاہیے کہ ان چیزوں سے بچ کر ان کی جگہ بسم اللہ، الحمد اللہ، اللہ اکبر کے کلمات استعمال کریں۔

[٥٤٤/٧٠٣]...... أَخْبَرَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ قَالَ: سَمِعْتُ......

الرُّبَيِّعَ بِنْتَ مُعَوِّذِ ابْنِ عَفْرَاءَ قَالَتْ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَاعٍ مِنْ رَطْبٍ وَأَجْرًا مِنْ زُغْبٍ، فَجَعَلَ فِي كَفِّي حُلِيًّا أَوْ ذَهَبًا فَقَالَ: تَحَلِّي. ①

سیدہ ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں تازہ کھجوروں کا ایک طباق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر آئی اور آپ کو چھوٹی چھوٹی ککڑیاں جن پر خفیف سا رواں تھا ہدیہ کی گئیں، تو آپ نے میرے ہاتھ میں سونے کا زیور رکھ دیا اور فرمایا: ''اسے پہن لینا۔''

[٥٥٥/٧٠٤]...... أَخْبَرَنَا الْمُلَائِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ......

عَنْ مُجَاهِدٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: غَطِّي عَنَّا قِنَاعَكِ يَا أُمَّ أَيْمَنَ. ②

مجاہد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ام ایمن! اپنی اوڑھنی/آنچل ہم سے چھپا کر رکھیں۔''

[٥٦١/٧٠٥]...... أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ أَبِي حُسَيْنٍ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ......

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ بْنِ السَّكَنِ قَالَتْ: رَأَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى امْرَأَةٍ سِوَارَيْنِ مِنْ نَارٍ فَرَقَّتْ بِهِ، فَمَا رَأَيْنَاهُ بَعْدُ. ③

سیدہ اسماء بنت یزید بن السکن رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت کو سونے کے دو کنگن پہنے ہوئے دیکھا تو اسے فرمایا: ''کیا تمہیں پسند ہے کہ اللہ تمہیں آگ کے دو کنگن پہنائے؟'' پس اس نے وہ پھینک دیئے اور پھر ہم نے اس کے بعد انہیں نہ دیکھا۔

[٥٦٢/٧٠٦]...... أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ صَاحِبُ الدَّسْتُوَائِيِّ حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ بُدَيْلِ بْنِ مَيْسَرَةَ الْعُقَيْلِيِّ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ......

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ قَالَتْ: كَانَتْ يَدُ كُمِّ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الرُّصْغِ. ④

سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آستین کلائی تک تھے۔

---

① مسند احمد: ٦/ ٣٥٩۔ قال شعیب الارناؤط: اسناده ضعیف.

② مجمع الزوائد: ٩/ ٨١ باب وفاة عمر رضی الله عنه. ③ انظر: ٥٧٩.

④ سنن ابوداود، کتاب اللباس، باب ماجاء فی القمیص، رقم: ٤٠٢٧ قال الالبانی: ضعیف۔ سنن ترمذی، ابواب اللباس، باب ماجاء فی القمیص، رقم: ١٧٦٥.

[۵٦٣/٧٠٧]...... قَالَ: وَقَالَ أَبِی: عَنِ أَبِی صَالِحٍ، عَنْ سَلْمَانَ مِثْلَهُ. ①

ابوصالح نے سلمان سے اسی مثل روایت کیا ہے۔

[۵٦٤/٧٠٨]...... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَوَاءٍ أَبُو الْخَطَّابِ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ ثَرْوَانَ الْمُعَلِّمُ...... عَنْ بُدَيْلِ بْنِ مَيْسَرَةَ الْعُقَيْلِيِّ قَالَ: كَانَ كُمُّ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الرُّصْغِ. ②

بدیل بن میسرہ العقیلی نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ کے آستین کلائی تک تھے۔

فوائد:...... مذکورہ حدیث میں قمیص کی آستین کی لمبائی کی حد بیان کی گئی ہے۔ رصغ، رسغ دونوں طرح حدیث میں الفاظ آتے ہیں۔ یہ بازو اور ہتھیلی کے درمیان کے جوڑ کو کہتے ہیں۔ لہٰذا میانہ روی ہی بہترین طریقہ ہے اور یہی طریقہ نبوی ہے۔

[۵٦٧/٧٠٩]...... أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ صَاحِبُ الدَّسْتُوَائِيِّ، حَدَّثَنِی أَبِیعَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِی كَثِيرٍ، عَنْ مَحْمُودِ بْنِ عَمْرٍو......

أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ يَزِيدَ حَدَّثَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَيُّمَا امْرَأَةٍ تَحَلَّتْ قِلَادَةً مِنْ ذَهَبٍ جُعِلَ فِی عُنُقِهَا مِثْلُهَا مِنَ النَّارِ، وَأَيُّمَا امْرَأَةٍ جَعَلَتْ فِی أُذُنِهَا خُرْصًا مِنْ ذَهَبٍ جُعِلَ فِی أُذُنِهَا مِثْلَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ النَّارِ. ③

سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو عورت گلے میں سونے کا ہار پہنتی ہے اسے اس کے مثل آگ کا ہار پہنایا جائے گا، اور جو عورت اپنے کان میں سونے کی بالی پہنتی ہے قیامت کے دن اس کے کان میں اس کے مثل آگ کی بالی پہنائی جائے گی۔''

[٦١١/٧١٠]...... أَخْبَرَنَا عَبْدُالصَّمَدِ بْنُ عَبْدِالْوَارِثِ، نَا حَبِيْبُ بْنُ الشَّهِيْدِ، نَا يَزِيْدُ أَبُو الْمُهْزَمِ، عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ......

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ ذُيُوْلِ النِّسَاءِ شِبْرًا،

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کے دامن کے متعلق فرمایا: ''ایک بالشت'' میں

---

① السابق.

② السابق.

③ سنن ابوداود، كتاب الخاتم، باب ماجاء فی الذهب للنساء، رقم: ٤٢٣٨۔ سنن نسائی، كتاب الزينة، باب الكراهية للنساء فی اظهار الحلی والذهب، رقم: ٥١٣٩۔ قال الشيخ الالبانی: ضعيف۔ ضعيف ترغيب وترهيب، رقم: ٤٧٣١۔ مسند احمد: ٦/ ٤٥٧.

قُلْتُ: اِذَا تَخْرُجُ سُوْقُهُنَّ ، قَالَ: فَذِرَاعٌ . ①

نے عرض کیا: تب تو ان کی پنڈلیاں ظاہر ہو جائیں گی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر ایک ہاتھ (کافی ہے)۔''

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا عورتوں کو شلوار ٹخنوں سے نیچی رکھنی چاہیے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مرد کی دو حالتیں ہیں: مستحب حالت یہ ہے کہ تہبند آدھی پنڈلی تک اونچا رکھے اور جائز حالت یہ ہے کہ ٹخنوں (سے اوپر) تک رکھے اور عورتوں کی بھی دو حالتیں ہیں۔

مستحب یہ ہے کہ مردوں کی جائز حالت سے ایک بالشت زیادہ ہو اور جائز حالت ایک ہاتھ یعنی مردوں کی جائز حالت سے دو بالشت زیادہ۔ (فتح الباری: ١٠/ ٣٢٠)

لیکن افسوس موجودہ دور میں عورتیں اپنی شلواریں ٹخنوں سے اوپر رکھتی ہیں اور مرد نیچے۔ حالانکہ مردوں کو ٹخنوں سے اوپر اور عورتوں کو نیچے رکھنے کا حکم ہے، ایسے لوگوں کو ڈرنا چاہیے۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے اس عورت پر لعنت فرمائی جو مرد کی طرح کا لباس پہنے اور اس مرد پر لعنت فرمائی جو عورت کا لباس پہنے۔ (حاکم: ٤/ ١٩٤)

امام حاکم رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔ لیکن اگر ہاتھ سے زیادہ عورت کپڑا لٹکائے گی، تو ایسی عورتیں بھی اس وعید میں شامل ہیں جو حدیث میں آئی ہیں۔

[٧٠٦/٧١١]...... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، عَنِ امْرَأَتِهِ...... عَنْ أُخْتٍ لِحُذَيْفَةَ قَالَتْ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ، أَمَا لَكُنَّ فِي الْفِضَّةِ مَا تَحَلَّيْنَ بِهِ، إِنَّهُ لَيْسَ مِنَ امْرَأَةٍ تَحَلَّى ذَهَبًا تُظْهِرُهُ إِلَّا عُذِّبَتْ بِهِ . ②

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کی بہن (فاطمہ بنت الیمان رضی اللہ عنہا) نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا، تو فرمایا: ''خواتین کی جماعت! کیا تمہارے زیور پہننے کے لیے چاندی میں کوئی رغبت نہیں، کیونکہ جو بھی عورت سونے کے زیورات نمائش کے لیے پہنتی ہے اسے اس وجہ سے عذاب دیا جائے گا۔''

[٧٠٧/٧١٢]...... أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عُبَيْدٍ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ......

---

① سنن ابوداود، كتاب اللباس، باب فى قدر الذيل، رقم: ٤١١٧، ٤١١٩ـ سنن ترمذى، ابواب اللباس، باب جر ذيول النساء، رقم: ١٧٣١ـ سنن ابن ماجه، رقم: ٣٥٨١ـ مسند احمد: ٢/ ٥ـ قال الشيخ الالبانى: صحيح .

② سنن ابوداود، كتاب الخاتم، باب ماجاء فى الذهب للنساء، رقم: ٤٢٣٧ـ سنن نسائى، كتاب الزينة، باب الكراهية للنساء فى اظهار الحلى والذهب، رقم: ٥١٣٨ـ قال الشيخ الالبانى: ضعيف ـ مسند احمد: ٥/ ٣٩٨ .

عَنْ أُخْتٍ لِحُذَيْفَةَ قَالَتْ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ. ①

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کی بہن (فاطمہ بنت الیمان رضی اللہ عنہا) نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا، راوی نے حدیث سابق کے مثل ذکر کیا۔

[۷۱۳/۷۲۰]...... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْأَشَجِّ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ......

عَنْ زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَتْ: قَالَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِذَا شَهِدَتْ إِحْدَاكُنَّ الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ فَلَا تَمَسَّ طِيبًا. ②

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کی اہلیہ زینب رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی نماز عشاء پڑھنے آئے تو وہ خوشبو نہ لگائے۔''

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا جو عورت مسجد میں جا کر نماز پڑھنا چاہتی ہے، اس کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ خوشبو لگا کر نہ جائے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس عورت نے خوشبو کی دھونی لی، سو وہ ہمارے ساتھ عشاء کی نماز میں شریک نہ ہو۔''

(سنن ابوداو، کتاب الترجل، رقم: ٤١٧٥)

بلکہ ایسی عورت کی نماز ہی قبول نہیں ہوتی جو خوشبو لگا کر مسجد کی طرف جاتی ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو ایک عورت ملی جو خوشبو لگا کر مسجد کی طرف جا رہی تھی۔ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جبار کی بندی! کہاں جا رہی ہو؟ اس نے کہا مسجد میں، فرمایا: اسی لیے خوشبو لگائی ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں، سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے: ''جو عورت خوشبو لگا کر مسجد کی طرف چلے، اس کی نماز قبول نہیں ہوتی جب تک غسل نہ کرے۔'' (سنن ابن ماجه، ابواب الفتن، رقم: ٤٠٠٢)

جب مسجد کی طرف جاتے ہوئے خوشبو لگانا جائز نہیں تو بازار کی طرف جاتے ہوئے خوشبو لگانا بالاولیٰ منع ہے۔ بلکہ جو خوشبو لگا کر عورتیں نکلتی ہیں۔ حدیث میں ان عورتوں کو زانیہ بدکارہ کہا گیا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے:

((أَيُّمَا امْرَأَةٍ إِذَا اسْتَعْطَرَتْ ثُمَّ خَرَجَتْ عَلَى قَوْمٍ فَيُوْجَدُ رِيحُهَا فَهِيَ زَانِيَةٌ))

''جو عورت گھر سے خوشبو لگا کر نکلے اور اس سے خوشبو آ رہی ہو تو وہ زانیہ ہے۔''

(سنن نسائی، کتاب الزاینة، باب ما یکره للنساء من الطیب، رقم: ٥١٢٦)

---

① انظر ما قبله.

② مسلم، كتاب الصلاة، باب خروج النساء الى المساجد الخ، رقم: ٤٤٣، ٤٤- سنن نسائی، کتاب الزینة، باب النهی للمراة ان تشهد الصلاة الخ، رقم: ٥١٢٩- مسند احمد: ٦/ ٣٦٣- صحيح ابن خزيمه، رقم: ١٦٨٠- صحيح الجامع الصغير رقم: ٦٣٤.

[٧٩٧/٧١٤]...... اَخْبَرَنَا اَبُوْ عَامِرِ الْعَقَدِیُّ ـ عَبْدُالْمَلِكِ بْنِ عَمْرٍو۔ نَا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ وَهْبٍ، عَنِ ابْنِ طَاوُوْسٍ، عَنْ اِبْرَاهِيْمَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِرَجُلٍ قَدْ خَضَبَ بِالْحِنَّاءِ، فَقَالَ: مَا اَحْسَنَ هٰذَا، ثُمَّ مَرَّ بِاٰخَرَ قَدْ خَضَبَ بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتْمِ، فَقَالَ: هٰذَا اَحْسَنُ مِنْ هَذَا؟ ثُمَّ مَرَّ بِاٰخَرَ قَدْ خَضَبَ بِالصُّفْرَةِ، فَقَالَ: هٰذَا اَحْسَنُ مِنْ هَذَا كُلِّهٖ . قَالَ: فَكَانَ طَاوُوْسٌ يَخْضِبُ (بالصفرة) . ①

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک آدمی کے پاس سے گزرے جس نے مہندی کا خضاب کیا ہوا تھا (بالوں کو مہندی لگائی ہوئی تھی) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ کتنا اچھا ہے۔'' پھر آپ ایک دوسرے شخص کے پاس سے گزرے جس نے مہندی اور وسمہ کا خضاب کیا ہوا تھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ اس سے زیادہ اچھا ہے۔'' پھر آپ ایک اور آدمی کے پاس سے گزرے جس نے زرد خضاب کیا ہوا تھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ ان سب سے اچھا ہے۔'' راوی نے بیان کیا: طاؤس رحمہ اللہ زرد خضاب کیا کرتے تھے۔

[٨٨٢/٧١٥]...... اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، وَاِسْرَائِيْلُ، عَنْ اَبِيْ يَحْيَى الثِّقَاتِ، عَنْ مُجَاهِدٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخِذَ رَجُلٍ، فَقَالَ لَهٗ: غَطِّ فَخِذَكَ فَاِنَّ فَخِذَ الرَّجُلِ مِنْ عَوْرَتِهٖ . ②

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کی ران دیکھی تو اسے فرمایا: ''اپنی ران کو ڈھانپو، کیونکہ آدمی کی ران اس کے ستر میں سے ہے۔''

فوائد: ...... بخاری شریف میں ہے سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (جنگ خیبر میں) اپنی ران کھولی۔ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سند کے اعتبار سے زیادہ صحیح ہے۔

(بخاری، کتاب الصلاۃ قبل الحدیث، رقم : ٣٧١)

پہلی روایت قول ہے دوسری فعل، جہاں قول اور فعل میں بظاہر تضاد نظر آئے، وہاں قول کو ترجیح دی جائے گی۔

---

① سنن ابوداود، کتاب الترجل، باب ماجاء فی خضاب الصفرة، رقم: ٤٢١١۔ سنن ابن ماجه، کتاب اللباس، باب الخضاب بالصفرة، رقم: ٣٦٢٧۔ قال الشیخ الالبانی: ضعیف .

② سنن ابوداود، کتاب الحمام، باب النهی عن التعری، رقم: ٤٠١٤ قال الالبانی: صحیح ـ سنن ترمذی، رقم: ٢٧٩٦۔ مسند احمد: ١/ ٢٧٥ .

علامہ شوکانی رحمہ اللہ نے کہا کہ ران کا شرمگاہ میں داخل ہونا صحیح ہے اور دلائل سے ثابت ہے مگر ناف اور گھٹنا ستر میں داخل نہیں ہیں۔ امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا: اکثر علماء کرام اس کے قائل ہیں کہ ران شرمگاہ میں داخل ہے۔

امام احمد اور امام مالک رحمہما اللہ کا موقف ہے کہ قبل اور دبر شرمگاہ میں داخل ہے۔ ران شرمگاہ میں داخل نہیں ہے۔ اہل ظاہر اور ابن جریر وغیرہ کا یہی مسلک ہے۔ مگر حق یہ ہے کہ ران بھی شرمگاہ میں داخل ہے۔ (نیل الاوطار: ۲/ ٦٢)

راجح یہی معلوم ہوتا ہے کہ ران ستر میں شامل ہے۔ لہٰذا کھیل وغیرہ کے وقت لمبا جانگیا پہنا جائے۔

27

كتاب الاطعمة

کھانے سے متعلق احکام ومسائل

[۱۲۷/۷۱۶]...... أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ ، عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَنَسٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِي إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْمِسْهُ فَإِنَّ فِي أَحَدِ جَنَاحَيْهِ دَاءً وَفِي الْآخَرِ دَوَاءً . ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب مکھی تم میں سے کسی کے برتن میں گر جائے تو وہ اسے ڈبوئے، کیونکہ اس کے ایک پر میں بیماری ہے اور دوسرے میں دوا (شفاء) ہے۔''

فوائد:...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا مکھی پانی یا کسی بھی مائع چیز میں گر کر مر جائے تو پانی ناپاک نہیں ہوتا لہٰذا اس دودھ، چائے یا پانی کو ضائع نہیں کرنا چاہیے، اگر طبیعت چاہے تو پی لے، طبیعت نہ مانے تو اس کو پینا واجب نہیں۔ اہل علم نے مکھی کے علاوہ ہر اس جانور کو بھی مکھی پر ہی قیاس کیا ہے جس کا خون بہنے والا نہیں اور کہا ہے کہ شہد کی مکھی، بھڑ، مکڑی وغیرہ کا بھی یہی حکم ہے، یعنی ان میں سے کوئی بھی جانور پانی میں گر کر مر جائے تو پانی پاک ہی رہتا ہے۔ مکھی ڈبونے کی حکمت مذکورہ بالا حدیث سے ثابت ہے۔ آج کی سائنس بھی اس چیز کو تسلیم کرتی ہے کہ مکھی کے ایک پر میں خطرناک وائرس ہوتے ہیں اور یہ فوری اثر پذیر ہوتے ہیں جب مکھی کسی کھانے پینے کی چیز میں گرتی ہے تو وہ پر جس میں وائرس ہوتا ہے کھانے کی چیز میں ڈال دیتی ہے، جبکہ اس کے دوسرے پر میں دافع وائرس یا اینٹی وائرس جراثیم ہوتے ہیں۔

---

① بخاری، کتاب بدء الخلق، باب اذا وقع الذباب فی شراب، رقم: ۳۳۲۰۔ سنن ابوداود، کتاب الاطعمة، باب فی الذباب یقع فی الطعام، رقم: ۳۸٤٤۔ مسند احمد: ۲/ ۳۸۸۔ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۸۳۵ .

اگر مکھی کو ڈبو دیں تو دافع وائرس جراثیم کھانے میں مل کر فوراً ان خطرناک جراثیموں کو ختم کر دیتے ہیں۔ اور غذائی صحت اور تندرستی کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔ ورنہ یہی غذا جراثیمی امراض کا ذریعہ بن کر انسان کی ہلاکت کا ذریعہ بن جائے گی۔

[۱۴۲/۷۱۷]...... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الأَعْلَى، حَدَّثَنَا يُونُسُ وَهُوَ ابْنُ عُبَيْدٍ، عَنِ الصَّلْتِ بْنِ غَالِبٍ الْهُجَيْمِيِّ......

عَنْ مُسْلِمٍ، أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ الشُّرْبِ قَائِمًا وَشُرْبَ النَّاسِ قِيَامًا. ①

مسلم سے روایت ہے کہ انہوں نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کھڑے ہو کر پینے کے متعلق پوچھا...... اور لوگوں نے کھڑے ہو کر پیا۔

[۱۴٤/۷۱۸]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ فَرَاهِيجَ، قَالَ: سَمِعْتُ ......

أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ: مَا كَانَ لَنَا طَعَامٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا الْأَسْوَدَانِ التَّمْرُ وَالْمَاءُ. ②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں دو ہی چیزیں کھجور اور پانی ہمارا کھانا ہوتی تھیں۔

[۱٤٥/۷۱۹]...... أَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ......

عَنْ دَاوُدَ بْنِ فَرَاهِيجَ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ مِثْلَهُ سَوَاءً. ③

داود بن فراہیج سے روایت ہے کہ انہوں نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو اسی طرح بیان کرتے ہوئے سنا ہے۔

فوائد: ...... معلوم ہوا نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ابتداء میں بڑی بڑی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا، لیکن پھر بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دین اسلام پر پابندی اور استقامت اختیار کی حتیٰ کہ بعض اوقات ایسی بھی نوبت آ جاتی کہ کھجور کھانی بھی میسر نہ ہوتی جیسا کہ سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے دنیا کے اس مال واسباب کا ذکر کیا جو لوگوں کو (پہلے کے مقابلے میں زیادہ) حاصل ہوگیا تھا اور پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ سارا دن بھوک کی وجہ سے اپنے پیٹ پر جھکے رہتے (تاکہ بھوک کی شدت کم محسوس ہو) آپ ؐ کو ردی کھجور بھی میسر نہ ہوتی جس سے آپ اپنا پیٹ بھر لیتے۔ (مسلم، رقم : ۲۹۷۸)

[۱٥۹/۷۲۰]...... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ......

---

① اسناده ضعيف لا نقطاعه رواة يونس بن عبيد عن الصلت مرسلا، انظر التاريخ الكبير: ٤/ ٢٩٩.

② مسند احمد: ٢/ ٤١٦ـ قال شعيب الارناؤط: صحيح۔ صحيح ابن حبان، رقم: ٦٣٤٥.

③ انظر الحديث السابق.

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ، قَالَ: كُنْتُ فِی أَصْحَابِ الصُّفَّةِ، فَبَعَثَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَمْرِ عَجْوَةٍ، فَجَعَلْنَا نَأْكُلُ السِّنِينَ مِنَ الْجُوعِ، وَجَعَلَ أَصْحَابُنَا إِذَا قَرَنَ أَحَدُهُمْ قَالَ لِصَاحِبِهِ: إِنِّی قَرَنْتُ فَاقْرِنُوا. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: میں اصحاب صفہ میں تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف عجوہ کھجور بھیجی، اسے ہمارے درمیان جھکا دیا گیا، ہم بھوک کی وجہ سے دو دو کھجوریں کھانے لگے، جب ہم میں سے کوئی دو کھجوریں ملا کر کھاتا تو وہ اپنے ساتھی سے کہتا: میں نے دو کھجوریں ملا ئی ہیں پس تم بھی ملاؤ۔

[۲۱۱/۷۲۱]...... أَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَدِیِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِی حَازِمٍ......

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: أَسْلَمَ رَجُلٌ وَكَانَ يَأْكُلُ أَكْلًا كَثِيرًا، فَلَمَّا أَسْلَمَ جَعَلَ يَأْكُلُ أَكْلًا قَلِيلًا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الْكَافِرَ يَأْكُلُ فِی سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ، وَإِنَّ الْمُؤْمِنَ يَأْكُلُ فِی مِعَاءٍ وَاحِدٍ. ②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: ایک آدمی نے اسلام قبول کیا جبکہ وہ بہت زیادہ کھایا کرتا تھا، پس جب اس نے اسلام قبول کر لیا تو وہ کم کھانے لگا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے، جبکہ مومن ایک آنت میں کھاتا ہے۔''

[۲۱۲/۷۲۲]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا عَدِیٌّ وَهُوَ ابْنُ ثَابِتٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حَازِمٍ، يُحَدِّثُ......

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْكَافِرُ يَأْكُلُ فِی سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ وَالْمُؤْمِنُ يَأْكُلُ فِی مِعَاءٍ وَاحِدٍ. ③

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے، جبکہ مومن ایک آنت میں کھاتا ہے۔''

فوائد: ...... اہل علم نے مذکورہ، حدیث کی مختلف توجیہات بیان فرمائی ہیں: کیا واقعتاً ہی اہل کفر زیادہ کھاتے ہیں اور مومن کم؟ یا اس سے مراد جملہ حیاتیاتی امور ہیں جن میں عملی طور پر صاحب ایمان اور ایک صاحب کفر

---

① ابن حبان: ۵۲۳۳۔ قال شعيب الارناؤط، اسناده ضعيف.

② بخاری، كتاب الاطعمة، باب المومن ياكل فی معی واحد، رقم: ۵۳۹۷۔ مسلم، كتاب الاشربة، باب المومن ياكل فی معی واحد الخ، رقم: ۳۰۶۰۔ سنن ترمذی، رقم: ۱۸۱۸۔ مسند احمد: ۲/ ۴۱۵ .

③ انظر: ۲۱۱ .

کے درمیان زمین وآسمان کا تفاوت نظر آتا ہے۔ اس کی مختلف توجیہات اہل علم نے بیان کی ہیں:

اول: کافر کی سات آنتوں سے مراد اس کی سات خصلتیں ہیں: (۱) حرص (۲) لالچ (۳) لمبی امید (۴) طمع (۵) بدتمیز طبع (۶) حسد (۷) بھاری جسم والا ہونا۔

ثانی: یہ حکم بعض مومنوں اور بعض کفار کے لیے ہے، اس سے جنس مومن اور جنس کافر مراد نہیں ہے۔

ثالث: حدیث میں مومن سے مراد کامل مومن ہے جو (دنیا میں) نفس پرستی سے اعراض کرتے ہوئے اپنی ضرورت کے مطابق خوراک استعمال کرتا ہے۔

رابع: بعض مومن ایک آنت میں کھاتے ہیں اور اکثر اہل کفر سات آنتوں میں کھاتے ہیں۔

خامس: مولانا داود راز، شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے حوالہ سے اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں اس کے معنی یہ ہیں کہ کافر کی تمام تر حرص پیٹ ہوتا ہے اور مومن کا اصل مقصود آخرت ہوا کرتی ہے۔ لہٰذا مومن کی شان یہی ہے کہ کم کھانا ایمان کی عمدہ سے عمدہ خصلت ہے اور زیادہ کھانے کی حرص کفر کی خصلت ہے۔

(صحيح بخاری، محمد داود راز: ۷/ ۱۳۰)

علامہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مذکورہ حدیث کا ماحاصل یہ ہے کہ دنیا میں تھوڑا کچھ حاصل کر کے اس پر قناعت کرنا اور دنیا میں زہد کی طرف راغب ہونا چاہیے۔ (شرح مسلم للنووی: ص ۱۵۶۱)

[۲۱۸/۷۲۳]...... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: مَا عَابَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا قَطُّ، كَانَ إِذَا اشْتَهَاهُ أَكَلَهُ وَإِنْ كَرِهَهُ تَرَكَهُ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کھانے میں عیب نہیں نکالا جب اسے پسند فرمایا تو اسے کھا لیا، اور جب ناپسند فرمایا تو اسے چھوڑ دیا۔

[۲۱۹/۷۲٤]...... أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي يَحْيَى مَوْلَى جَعْدَةَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ. ②

جعدہ کے آزاد کردہ غلام ابویحییٰ نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی مثل روایت کیا ہے۔

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کھانے میں عیب نہیں نکالنا چاہیے، اگر پسند ہو تو کھا لیں اگر پسند

---

① بخاری، كتاب الاطعمة، باب ما عار النبی صلی اللہ علیہ وسلم طعاما، رقم: ٥٤٠٩۔ مسلم، كتاب الاشربة، باب لا يعيب الطعام، رقم: ٢٠٦٤۔ سنن ابوداود، رقم: ٣٧٦٣۔ سنن ترمذی، رقم: ٢٠٣١.

② السابق.

نہ ہو طبیعت نہ مانتی ہو تو نہ کھائیں، علمائے کرام اور عوام الناس کو بھی نبی مکرم ﷺ کے اس اسوۂ حسنہ سے سبق حاصل کرنا چاہیے۔

[۲۵۳/۷۲۵]...... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ أَبِي سِنَانٍ ضِرَارِ بْنِ مُرَّةَ......

عَنْ أَبِي الْمَعَايِكِ الْهُجَيْمِيِّ، قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ الشُّرْبِ قَائِمًا قَالَ: كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آخِذًا بِخِطَامِ الْعَضْبَاءِ بِيَدِي وَهُوَ عَلَى ظَهْرِهَا وَقَدَمَايَ عَلَى ذِرَاعَيْهَا فَدَعَا بِشَرَابٍ فشَرِبَ، ثُمَّ نَاوَلَ فُلَانًا وَفُلَانًا وَهُمَا عَنْ يَمِينِهِ وَتَرَكَنِي بِتِلْكَ الْمَنْزِلَةِ، فَإِنْ رَأَيْتُمْ أَثَرَةً بَعْدِي فَلَا تُنْكِرُوا ذَلِكَ. قَالَ أَبُو الْمَعَازِكِ: وَسَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: مَنْ كَانَ عَلَيْهِ دَيْنٌ فَأَيْسَرَ وَلَمْ يَقْضِهِ فَهُوَ كَآكِلِ السُّحْتِ. ①

ابوالمعایک ہجیمی نے بیان کیا: میں نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کھڑے ہو کر پینے کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا، میں اونٹنی کی لگام اپنے ہاتھ میں تھامے ہوئے تھا، جبکہ آپؐ اس پر سوار تھے، میرے پاؤں اس کے بازوؤں پر تھے، پس آپؐ نے مشروب منگوایا اور نوش فرمایا، پھر آپؐ نے فلاں فلاں کو دیا جو کہ آپؐ کی دائیں جانب تھے، اور آپؐ نے اس مقام پر مجھے چھوڑ دیا، پس اگر تم میرے بعد دوسروں کو ترجیح دیا جانا نہ دیکھو، تو اسے معیوب نہ جاننا۔ ابوالمعارک نے کہا: میں نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا: جس شخص کے ذمے قرض ہو اور وہ خوش حال ہو، اس کے باوجود وہ اسے ادا نہ کرے تو وہ حرام کھانے والے کے مانند ہے۔

[۳۶۷/۷۲۶]...... أَخْبَرَنَا بَقِيَّةُ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مِهْرَانَ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَكَلَ الطِّينَ فَقَدْ أَعَانَ عَلَى قَتْلِ نَفْسِهِ. ②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص مٹی کھاتا ہے، وہ اپنے آپ کو ہلاک کرنے میں اعانت کرتا ہے۔''

[۴۲۲/۷۲۷]...... أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّا، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ جَدِّهِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا،

---

① مسند احمد: ۲/ ۲۶۰ قال شعیب الارناؤط: اسناده ضعیف.

② معجم طبرانی کبیر، رقم: ۶۱۳۸۔ سلسلة ضعیفه، رقم: ۴۵۶۰۔ ضعیف الجامع الصغیر، رقم: ۵۴۷۴.

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ادَّهِنُوا بِالزَّيْتِ وَائْتَدِمُوا بِهِ فَإِنَّهُ مُبَارَكٌ . ①

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''زیتون کا تیل لگاؤ اور اس کا سالن بناؤ، کیونکہ وہ بابرکت ہے۔''

فوائد :...... مذکورہ حدیث سے زیتون کے تیل کی فضیلت کا اثبات ہوتا ہے۔ زیتون کے درخت کو اللہ ذوالجلال نے قرآن مجید میں مبارک درخت قرار دیا ہے: ﴿يُوقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُبٰرَكَةٍ زَيْتُونَةٍ لَا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ﴾ (النور: ٣٥)...... ''(وہ چراغ) ایک بابرکت درخت زیتون کے تیل سے جلایا جاتا ہو جو درخت نہ مشرقی ہے نہ مغربی، خود وہ تیل قریب ہے کہ آپ ہی روشنی دینے لگے، اگرچہ اسے آگ نہ بھی چھوئے۔''

زیتون کے بہت زیادہ فوائد ہیں، نباتاتی تیلوں میں سب سے زیادہ مفید زیتون ہے، اسے کھایا بھی جاتا ہے، اس کا تیل استعمال بھی ہوتا ہے اور مختلف دواؤں میں اہم ترین جزء کے طور پر ڈالا جاتا ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ ''وَالزَّيْتُوْنِ'' کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: کعب الاحبار، قتادہ اور ابن زید رحمہم اللہ کا کہنا ہے کہ زیتون بیت المقدس کا درخت ہے۔ (تفسیر ابن کثیر: ٤/ ٥٢٦)

اور بیت المقدس کی سرزمین کو اللہ ذوالجلال نے برکت والی زمین کہا ہے۔ فرمایا: ﴿سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِيْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ﴾ (الاسراء: ١) ''پاک ہے اللہ جو اپنے بندے کو رات ہی رات میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا جس کے آس پاس ہم نے برکت دے رکھی ہے۔''

روغن زیتون گرم وتر ہے، اس کی یہ دونوں خاصیتیں اسے معتدل رکھتی ہیں۔ زہر کے لیے تریاق اور مسہل ہوتا ہے۔ پیٹ کے کیڑوں کو نکالتا اور بڑھاپے کو جلد آنے سے روکتا ہے، مسوڑوں کو مضبوط بناتا ہے۔ اس کا استعمال بالوں اور دیگر اعضا کو قوت بخشتا ہے، سوائے روغن زیتون کے دیگر تمام روغن معدہ کو کمزور کرتے ہیں۔

(الاطعمة القرانية غذاء ودواء محمد كمال عبدالعزيز: ٧/ ٢٢٥)

[٤٧٠/٧٢٨]...... أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْحَارِثِ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ رَاشِدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَأْكُلْ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپؐ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی کھائے تو اپنے

① سنن ترمذی، ابواب الاطعمة، باب اكل الزيت، رقم: ١٨٥١ـ سنن ابن ماجه، كتاب الاطعمة، باب الزيت، رقم: ٣٣١٩ـ قال الشيخ الالباني: صحيح.

بِيَمِينِهِ وَيَشْرَبْ بِيَمِينِهِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ وَيَشْرَبُ بِشِمَالِهِ. ①

دائیں ہاتھ سے کھائے اور دائیں ہاتھ سے پیئے، کیونکہ شیطان اپنے بائیں سے کھاتا اور بائیں سے پیتا ہے۔''

[٤٧١/٧٢٩]...... أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ ......

أَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، يُخْبِرُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ. ②

ابوبکر بن عبداللہ بن عمر، ابن عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی سابقہ حدیث کی مثل روایت کرتے ہیں۔

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا دائیں ہاتھ سے کھانا اور پینا چاہیے، بائیں ہاتھ سے نہیں، کیونکہ ایسا کرنا ممنوع ہے اور اس میں شیطان کے ساتھ مشابہت پائی جاتی ہے۔ جب فاسق و فاجر لوگوں کی مشابہت ممنوع ہے تو شیطان کی مشابہت تو بدرجہ اولیٰ جائز نہیں۔

صحیح بخاری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ((يَا غُلَامُ سَمِّ اللّٰهَ وَكُلْ بِيَمِيْنِكَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ)) (بخاری، رقم: ٥٣٧٦۔ مسلم رقم: ٢٠٢٢)...... ''لڑکے بسم اللہ پڑھ اور اپنے دائیں ہاتھ سے کھا اور اپنے سامنے سے کھا۔''

[٥٠٩/٧٣٠]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو الْمُهَزِّمِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُتِيَ سَبْعَةَ أَضْبُبٍ فِي حِقْبَةٍ قَدْ صَبَّ عَلَيْهَا سَمْنًا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنِّي أَعَافُهَا فَكُلُوهَا.

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا: آپ کی خدمت میں سات سانڈے ایک برتن میں پیش کیے گئے، ان پر گھی ڈالا گیا تھا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں اس سے اجتناب کرتا ہوں، پس تم اسے کھاؤ۔''

[٦٠١/٧٣١]...... أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أُمِّ أَيُّوبَ قَالَتْ: نَزَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَكَلَّفْنَا لَهُ طَعَامًا فِيهِ مِنْ بَعْضِ الْبُقُولِ، فَلَمَّا أَتَيْنَاهُ بِهِ كَرِهَهُ

سیدہ ام ایوب رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں مہمان ٹھہرے تو ہم نے آپ کے لیے کھانا تیار کیا، اس میں کوئی (ناگوار بُو والی) سبزی تھی، جب ہم نے وہ

---

① مسلم، كتاب الاشربة، باب اداب الطعام والشراب واحكامها، رقم: ٢٠٢٠۔ سنن ابوداود، رقم: ٣٧٧٦۔ سنن ترمذی، رقم: ١٨٠٠۔ مسند احمد: ٢/ ٣٢٥.

② انظر ماقبله.

فَقَالَ: كُلُوهُ فَإِنِّي لَسْتُ كَأَحَدِكُمْ إِنِّي أَخَافُ أَنْ أُوذِي صَاحِبِيَّ. ①

آپ کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے اسے ناپسند فرمایا، اور فرمایا: ''اسے کھاؤ، کیونکہ میں تم میں تمہاری طرح نہیں ہوں، مجھے اندیشہ ہے کہیں میں اپنے ساتھی (جبریل علیہ السلام) کو تکلیف نہ پہنچاؤں۔''

فوائد:...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا فرشتے بدبو سے نفرت کرتے ہیں۔ لہسن، پیاز، مولی اور گندنا یہ چیزیں حرام نہیں ہیں، جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے کہ سیّدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (میرے ہاں قیام کے دوران) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جب کھانا پیش کیا جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم (حسب خواہش) اس سے تناول فرما لیتے اور باقی کھانا میرے پاس بھیج دیتے۔ ایک روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا کھائے بغیر واپس بھیج دیا، کیونکہ اس کھانے میں لہسن تھا۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: کیا لہسن حرام ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''حرام تو نہیں، میں اس کی ناگوار بو کی وجہ سے اسے ناپسند کرتا ہوں۔'' حلال چیزوں کی بو کے متعلق اگر اس قدر شرع میں کراہت موجود ہے، تو وہ لوگ جو حقہ اور سگریٹ استعمال کرتے ہیں جن کی وجہ سے ان کے منہ اور کپڑوں سے متواتر آتی رہتی ہے، انہیں سوچنا چاہیے۔

حضرت معدان بن ابوطلحہ یعمری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن خطبہ دینے کھڑے ہوئے اور آپؓ نے اللہ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا: اے لوگو! تم دو پودے کھاتے ہو، میں تو انہیں برا ہی سمجھتا ہوں، یعنی یہ لہسن اور پیاز۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں دیکھا ہے اگر کسی آدمی سے اس (لہسن یا پیاز) کی بو محسوس ہوتی تو اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے بقیع (کے میدان) کی طرف نکال دیا جاتا تھا۔ اس لیے جس نے ضرور انہیں کھانا ہو، وہ انہیں پکا کر (ان کی بو) ختم کر دے۔ (سنن ابن ماجہ، رقم: ۳۳۶۳)

[۶۱۲/۷۳۲]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا مٰلِكٌ وَهُوَ ابْنُ عَرْفَطَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ خَيْرٍ يُحَدِّثُ......

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَنْتَمِ وَالدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ. ②

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روغنی گھڑے، کدو سے بنے ہوئے برتن اور تارکول لگے برتن (کے استعمال) سے منع فرمایا ہے۔

---

① سنن ترمذی، ابواب الاطعمة، باب الرخصة فی الثوم مطبوخا، رقم: ۱۸۱۰۔ سنن ابن ماجه، كتاب الاطعمة، باب اكل الثوم والبصل والكراث، رقم: ۳۳٦٤۔ قال الشيخ الالبانی: حسن۔ مسند احمد: ٦/ ٤٣٣۔ صحيح ابن خزيمه، رقم: ۱٦۷۱.

② بخاری، كتاب الاشربة، باب ترخيص النبیﷺ فی الاوعية الخ، رقم: ٥٥٩٤۔ مسلم، كتاب الاشربة، باب النهی عن الانتباذ فی المزفت الخ، رقم: ۱۹۹۷۔ سنن ابوداود، رقم: ۳٦۹۰۔ سنن ترمذی، رقم: ۱۸٦۸۔ سنن نسائی، رقم: ٥٦۳٤۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۳٤۰۱۔ مسند احمد: ۳/ ۲۳.

فوائد :...... جن برتنوں کا تذکرہ مذکورہ حدیث میں آیا ہے، ان کی ممانعت کی وجہ یہ تھی کہ عرب کے لوگ ان برتنوں میں شراب بناتے تھے تو جب شراب کی حرمت ہوئی، شریعت نے ساتھ ہی ان برتنوں سے بھی منع کر دیا تا کہ ان برتنوں کی وجہ سے شراب کی خواہش پیدا نہ ہو۔ لیکن جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں میں شراب کی نفرت اچھی طرح بیٹھ گئی تو ان برتنوں کو استعمال کرنے کی اجازت دے دی گئی۔

جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے سیّدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے تمہیں چند برتنوں کے استعمال سے منع کیا تھا، اب ان میں نبیذ بنا لیا کرو اور ہر نشہ آور مشروب سے پرہیز کرو۔''

(مسلم، کتاب الجنائز، رقم : ۹۷۷۔ سنن ابن ماجه، رقم : ۳٤۰۵)

نشہ آور مشروب خواہ سفید مٹکے میں ہو یا سبز میں، اس کا پینا حرام ہے اور اگر نبیذ نشہ آور نہ ہو تو وہ کسی بھی برتن میں ہو اس کا پینا جائز ہے۔ (تنقیح الرواۃ : ۳/ ۲۲۲)

[۷۳۳/٦٤۰]...... اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَيُّوْبَ، عَنْ اَبِی حَمْزَةَ السُّكَّرِيِّ، عَنْ جَابِرٍ......

عَنْ اَبِی النَّضْرَةَ، اَنَّ امْرَاَةً سَاَلَتْ عَائِشَةَ: كَيْفَ كُنْتُمْ تَنْبِذُوْنَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَتْ: كُنَّا نَمْرِسَ لَهٗ تَمَرَاتٍ مِّنَ اللَّيْلِ، فَيَشْرِبهٗ فِی الْغَدِ. ①

ابونضرہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کس طرح نبیذ بنایا کرتی تھیں؟ انہوں نے فرمایا: ہم رات کے وقت آپ کے لیے کھجوریں بھگو دیا کرتی تھیں، تو آپ اگلے روز صبح کے وقت اسے پی لیتے تھے۔

فوائد :...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا نبیذ اگر صبح کو بنائے تو رات کو پی لینی چاہیے، اگر رات کو بنائے تو صبح پی لینی چاہیے۔ صحیح مسلم کی دوسری روایت میں ہے، سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے نبیذ تیار کی جاتی تھی۔ آپ اسے اس دن بھی نوش فرماتے اور دوسرے تیسرے دن بھی، پھر اگر اس میں سے کچھ بچ جاتی تو اسے گرا دیتے۔ (مسلم، رقم : ۲۰۰٤۔ ابوداود، رقم : ۳۷۱۳)

[۷۳٤/۹۰۰]...... اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ عَطَاءٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِذَا اَكَلَ اَحَدُكُمْ طَعَامًا،

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے

---

① مسلم، کتاب الاشربة، باب اباحة النبيذ الذی ...... رقم: ۲۰۰۵۔ سنن ابوداود، کتاب الاشربة، باب فی صفة النبيذ، رقم: ۳۷۱۱۔ سنن ترمذی، رقم: ۱۸۷۱.

فَـلَا يَمْسَحْ يَدَهُ حَتَّى يَلْعَقَهَا ، اَوْ يُلْعِقَهَا .① تو وہ ہاتھ صاف نہ کرے حتیٰ کہ وہ اسے چاٹ لے یا چٹوا لے۔''

فوائد: ......معلوم ہوا کھانا کھانے کے بعد انگلیوں کو چاٹنا چاہیے، جیسا کہ سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((وَلَا يَمْسَحُ يَدَهُ بِالْمِنْدِيْلِ حَتّٰى يَلْعَقَ اَصَابِعَهُ .)) ......''اپنا ہاتھ تولیے کے ساتھ صاف نہ کرے، یہاں تک کہ اپنی انگلیاں چاٹے۔''

ہاتھ چاٹنے میں حکمت کیا ہے؟ اس کی وضاحت خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی: ((فَاِنَّهُ لَا يَدْرِيْ فِي اَيِّ طَعَامِهِ الْبَرَكَةُ .))(مسلم، کتاب الاشربة، رقم : ۲۰۳۳) ...... ''کیونکہ اسے معلوم نہیں کہ کھانے کے کس حصے میں برکت ہے۔''

ایک دوسری حدیث میں ہے سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کا نوالہ گر پڑے تو اس کو اٹھا لے، اگر مٹی وغیرہ لگ جائے تو اس کو صاف کرے اور کھا لے، شیطان کے لیے نہ چھوڑے اور اپنا ہاتھ رومال سے نہ پونچھے جب تک انگلیاں نہ چاٹ لے، کیونکہ اس کو معلوم نہیں کون سے کھانے میں برکت ہے۔

(مسلم، کتاب الاشربة، باب استحباب لعق الاصابع، رقم : ۲۰۳۱)

علامہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: برکت کا مطلب یہ ہے کہ وہ آسانی سے ہضم ہوجائے اور پوری طرح جزو بدن بنے۔ کسی بیماری کا باعث نہ بنے اور اللہ کی اطاعت میں مددگار بنے۔

بعض اوقات آدمی بہت سا کھانا کھا لیتا ہے، لیکن سیر نہیں ہوتا۔ بھوک اور حرص باقی رہتی ہے، یہ بے برکتی کی علامت ہے اور بعض اوقات چند لقمے کھاتا ہے تو سیر ہوجاتا ہے تو یہ کھانے کی برکت کی تاثیر کی وجہ سے ہوتا ہے۔

---

① بخاری، کتاب الاطعمة، باب لعق الاصابع ومصها قبل ان تمسح بالمنديل، رقم: ٥٤٥٦۔ مسلم، کتاب الاشربة، باب استحباب لعق الاصابع الخ، رقم: ٢٠٣١۔ سنن ابوداود، رقم: ٣٨٤٧۔ سنن ابن ماجه، رقم: ٣٢٦٩۔ سنن دارمی، رقم: ٢٠٢٦۔ مسند احمد: ١/ ٢٩٣.

28

كتاب الفرائض

وراثت کے احکام ومسائل

[۵۳/۷۳۵]...... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ، قَالَ: سَمِعْتُ ...... أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ: رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْوَلَدُ لِصَاحِبِ الْفِرَاشِ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بچہ اس کا جس کے بستر پر پیدا ہوا ہو۔''

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا بچے کو اسی کے ساتھ ملحق کیا جائے گا جس کے بستر پر وہ پیدا ہوا ہو وہ بچے کا باپ ہے، خواہ اس کی ماں سے کسی نے زنا ہی کیوں نہ کیا ہو اور زنا کی وجہ سے وہ باپ کے علاوہ کسی اور کے مشابہ ہی کیوں نہ ہو اور خواہ کوئی اور اس بچے کا باپ ہونے کا دعویٰ ہی کیوں نہ کر دے، لیکن اگر باپ ہی اس بچے کا انکار کر دے تو پھر اسے ماں کے ساتھ ملحق کر دیا جائے گا۔ باپ کے ساتھ ملحق ومنسوب کرنے کا معنی یہ ہے کہ باپ بیٹے کے باہمی جو احکام ہیں مثلاً وراثت وغیرہ وہ ان کے درمیان جاری ہوں گے۔

جمہور اہل علم نے بچے کو باپ کے ساتھ ملانے کے لیے ایک شرط لگائی ہے کہ باپ نے بچے کی ماں کے ساتھ مجامعت کی ہو، جبکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے محض عقد نکاح کے ثبوت پر ہی بچے کو باپ کے ساتھ ملانے کا موقف اپنایا ہے خواہ انہوں نے صحبت کی ہو یا نہ۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ بچے کو باپ کے ساتھ ملانے کے لیے عورت کے ساتھ صحبت ثابت ہونا

① بخاری، کتاب الفرائض، باب الولد للفراش الخ، رقم: ٦٧٥٠/ ٦٨١٨۔ مسلم، کتاب الرضاع، باب الولد للفراش وتوفی الشبهات، رقم: ١٤٥٨.

ضروری ہے۔ (سبل السلام: ۳/ ۵۲۱) آگے حدیث آ رہی ہے جس میں مزید وضاحت ہوگی۔ ان شاء اللہ

[۷۳٦/۲۸٦]...... أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ، وَيَحْيَى بْنُ آدَمَ، قَالَا: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ أَبِي هُبَيْرَةَ، وَهُوَ يَحْيَى بْنُ عَبَّادٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْخَالُ وَارِثٌ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ماموں وارث ہوتا ہے۔''

فوائد: ...... ایک دوسری حدیث میں ہے کہ ((اَلْخَالُ وَارِثُ مَّنْ لَا وَارِثَ لَهٗ))...... ''یعنی جس کا وارث (اصحاب الفروض یا عصبات میں سے) نہ ہو، ماموں اس کا وارث ہوگا۔''

مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا ذوالارحام بھی وارث بنتے ہیں، ورثا کی تین اقسام ہیں:

(۱) اصحاب الفروض۔ (۲) عصبہ رشتہ دار۔ (۳) ذوالارحام۔ اصحاب الفروض وہ ورثاء جن کا حصہ قرآن وحدیث میں مقرر کر دیا گیا ہے، یہ کل بارہ افراد ہیں: چار مرد اور آٹھ عورتیں: (۱) خاوند۔ (۲) باپ۔ (۳) دادا۔ (۴) مادری بھائی۔ (۱) بیوی۔ (۲) ماں۔ (۳) دادی ونانی۔ (۴) بیٹی۔ (۵) پوتی، پڑپوتی۔ (٦) حقیقی بہن۔ (۷) پدری بہن، (۸) مادری بہن وغیرہ۔

عصبہ: میت کے وہ قریبی رشتہ دار جن کے حصے متعین نہیں ہیں، بلکہ اصحاب الفروض سے بچا ہوا ترکہ لیتے ہیں، نیز ان کا تعلق میت سے کسی عورت کے واسطے سے نہیں ہوتا۔ مثلاً چچا، بھتیجا، چچا زاد بھائی۔

ذوی الارحام: میت کے وہ قریبی رشتے دار جو اصحاب الفروض یا عصبات میں سے نہ ہوں اور ان کا تعلق عورت کے واسطے سے ہو مثلاً ماموں، بھانجا، نواسا۔ اور عصبہ کی عدم موجودگی میں یہ وارث بنیں گے۔ اہل علم کے مابین ذوی الارحام کی وراثت کے متعلق اختلاف ہے۔

امام ابوحنیفہ اور امام احمد رحمہما اللہ نے کہا ہے کہ اصحاب الفروض اور عصبہ رشتہ داروں کی غیر موجودگی میں ذوالارحام وارث بنیں گے۔ سیدنا عمر، سیدنا علی، سیدنا ابن مسعود، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہم کا بھی یہی موقف ہے۔

امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ نے کہا ہے کہ اصحاب الفروض اور عصبہ رشتہ داروں کی عدم موجودگی میں ذوی الارحام وارث نہیں بنیں گے۔ (کتاب الام: ٤/ ٧٤۔ المغنى: ٧/ ٨٢۔ المحلى: ٩/ ٣٢٢)

تاہم حدیث کی روشنی میں راجح موقف پہلا ہے۔

---

① سنن ترمذی، ابواب الفرائض، باب ميراث الخال، رقم: ٢١٠٤ قال الالبانى: صحيح ـ سنن ابن ماجه، رقم: ٢٧٣٧ـ سلسلة صحيحه، رقم: ١٨٤٨ـ مسند احمد: ١/ ٢٨ـ صحيح ابن حبان، رقم: ٦٠٣٧.

[۷۹۸/۷۳۷]...... اَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ، نَا مَعْمَرٌ، عَنِ ابْنِ طَاوُوْسٍ، عَنْ اَبِیْهِ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اقْسِمِ الْمَالَ بَیْنَ اَهْلِ الْفَرَائِضِ عَلٰی کِتَابِ اللّٰهِ فَمَا بَقِیَ فَلِاَوْلٰی ذَکَرٍ. ①

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مال کو اہل فرائض کے درمیان اللہ کی کتاب کے مطابق تقسیم کرو اور جو بچ جائے تو وہ اس مرد کا ہے جو میت کے زیادہ قریب ہے۔''

[۷۴٤/۷۳۸]...... أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَیُّوبَ الضَّبِّیُّ، عَنْ أَبِی حَمْزَةَ السُّکَّرِیِّ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ عُبَیْدٍ......

عَنْ جَمِیلَةَ ابْنَةِ سَعْدِ بْنِ رَبِیعٍ قَالَتْ: قُتِلَ أَبِی وَعَمِّی یَوْمَ أُحُدٍ، فَدُفِنَا فِی قَبْرٍ وَاحِدٍ، وَمَا أَخَذْتُ مِنْ مِیرَاثِهِمَا شَیْئًا، أَخَذَتْهُ الْحُلَفَاءُ. ②

سیدہ جمیلہ بنت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: میرے والد اور میرے چچا غزوۂ احد میں شہید کر دیئے گئے اور وہ ایک ہی قبر میں دفن کر دیئے گئے، میں نے ان دونوں کی میراث سے کوئی چیز نہ لی، حلفاء نے اسے حاصل کیا۔

فوائد:...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا حسب ضرورت ایک ہی قبر میں دو یا تین آدمی دفن کیے جا سکتے ہیں۔ صحیح بخاری میں ہے سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احد کے شہداء میں سے دو دو تین تین آدمیوں کو ایک ہی کپڑے سے ڈھانپ دیتے تھے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ''ان میں سے کس کو قرآن زیادہ یاد ہے؟'' جب ان میں سے کسی ایک کی طرف اشارہ کیا جاتا، تو لحد میں اسے آگے رکھتے اور فرماتے: ''میں ان کے حق میں گواہ ہوں۔'' (بخاری، کتاب الجنائز، رقم: ۱۳٤۳)

شیخ البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: حسب ضرورت ایک قبر میں ایک سے زیادہ افراد کو بھی دفن کیا جا سکتا ہے۔

(احکام الجنائز، ص: ۱۸۱)

[۷۹۹/۷۳۹]...... اَخْبَرَنَا الْمَخْزُوْمِیُّ، نَاوُهَیْبٌ، نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ طَاوُوْسٍ، عَنْ اَبِیْهِ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلْحِقُوْا الْفَرَائِضَ اَهْلِهَا،

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مقرر حصے ان کے حق داروں کو دو،

---

① مسلم، کتاب الفرائض، باب الحقوا الفرائض باھلھا۔ الخ، رقم: ١٦١٥۔ سنن ابوداود، رقم: ٢٨٩٨۔ سنن ترمذی، رقم: ٢٠٩٨۔ سنن ابن ماجه، رقم: ٢٧٤٠.

② اسناده ضعیف، فیه جابر الجعفی: ضعیف۔ انظر تهذیب: ٢/ ٤١۔ تقریب: ٨٧٨۔ وللدفن فی قبر واحد شواهد انظر بخاری، رقم: ١٣٤٣۔ سنن ابوداود، رقم: ٣٢١٥۔ سنن ابن ماجه، رقم: ١٥١٤.

فَمَا تَرَكَتِ الْفَرَائِضُ، فَهُوَ لِاَوْلٰى رَجُلٍ ذَكَرٍ. ①

پس جو اہل فرائض سے بچ جائے تو وہ (میت کے) قریب ترین مرد (رشتے دار) کا حصہ ہے۔"

[۸۰۰/۷٤۰]...... اَخْبَرَنا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ شَيْرَوَيْهِ، نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُمَحِيُّ......

نَا وُهَيْبٌ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ، قَالَ اِسْحَاقُ: يَعْنِيْ مِنْ قَبْلِ الذَّكَرِ، لِاَنَّ الْعَصَبَةَ لَا تَكُوْنُ مِنْهُمْ. ②

وہیب نے اس اسناد سے اسی مانند روایت کیا ہے، اسحاق رحمہ اللہ نے بیان کیا، یعنی مرد کی طرف سے، کیونکہ عصبہ ان میں سے نہیں ہوگا۔

فوائد:...... ورثاء کی تین اقسام ہیں:

(۱)...... اصحاب الفروض۔ (۲)...... عصبہ۔ (۳)...... ذوی الارحام۔

اصحاب الفروض: وہ ہیں جن کا حصہ قرآن وحدیث میں مقرر کر دیا گیا ہے۔ اور یہ کل بارہ افراد ہیں۔ چار مردوں میں سے خاوند، باپ، دادا، مادری بھائی۔ آٹھ عورتوں میں سے: (۱) بیوی۔ (۲) ماں۔ (۳) دادی ونانی (صحیحہ)۔ (۴) بیٹی۔ (۵) پوتی/ پڑپوتی۔ (۶) حقیقی بہن۔ (۷) پدری بہن۔ (۸) مادری بہن۔

لِاَوْلٰى ذَكَرٍ سے مراد قریب ترین رشتے دار، مراد عصبہ رشتہ دار ہیں۔ جیسا کہ علامہ خطابی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے۔ (معالم السنن: ٤/ ٩٧)

اور عصبہ سے مراد میت کے وہ رشتہ دار ہیں جن کا حصہ مقرر نہ ہو بلکہ اصحاب الفرائض سے بچا ہوا ترکہ لیتے ہیں اور ان کی عدم موجودگی میں تمام ترکہ کے وارث بنتے ہیں۔ (الفرائض، ص: ٣٦)

اور ان میں پہلے تو بیٹے، پھر پوتے اور پڑپوتے وغیرہ، پھر باپ، دادا اوپر تک۔ پھر بھائی، پھر بھتیجے اور پھر چچا اور ان کی اولاد آتی ہے۔

---

① بخاری، كتاب الفرائض، باب ميراث الولد من ابيه وامه، رقم: ٦٧٣٢۔ مسلم، كتاب الفرائض، باب الحقوا الفرائض باهلها الخ: رقم: ١٦١٥۔ سنن ترمذی، رقم: ٢٠٩٨۔ مسند احمد: ١/ ٢٩٢.

② سنن دارقطنی: ٤/ ٧٢ و ابن منصور فی سننه ١/ ٩٧، رقم: ٢٨٩ رجاله ثقات.

29

کتاب الوصایا

وصیت کے احکام ومسائل

[۱٤٩/٧٤١]...... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الأَشْعَثِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ......

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ الرَّجُلَ لَیَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ سَبْعِینَ سَنَةً، حَتَّی إِذَا کَانَ فِی آخِرِ عُمُرِهِ أَوْصَی فَحَافَ فِی وَصِیَّتِهِ، فَیُخْتَمُ لَهُ بِعَمَلِ أَهْلِ الشَّرِّ فَیَدْخُلُ النَّارَ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَیَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الشَّرِّ سَبْعِینَ سَنَةً حَتَّی إِذَا کَانَ فِی آخِرِ عُمُرِهِ أَوْصَی فَیَعْدِلُ فِی وَصِیَّتِهِ فَیَخْتِمُ اللّٰهُ لَهُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَیَدْخُلُ الْجَنَّةَ، ثُمَّ قَرَأَ أَبُو هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: ﴿وَمَنْ یُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ﴾ إِلَی قَوْلِهِ: ﴿وَلَهُ عَذَابٌ مُهِینٌ﴾ (النساء)[1]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”آدمی ستر سال تک جنتیوں والے عمل کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ جب وہ اپنی عمر کے آخری حصے میں ہوتا ہے اور وصیت کرتا ہے تو اپنی وصیت میں برابری کو ملحوظ نہیں رکھتا تو اس کا خاتمہ اہل شر کے عمل سے ہوتا ہے اور وہ جہنم میں داخل ہو جاتا ہے۔ آدمی ستر سال تک اہل شر کے سے عمل کرتا ہے حتیٰ کہ جب وہ اپنی عمر کے آخری حصے میں ہوتا ہے تو وہ وصیت کرتا ہے اور اپنی وصیت میں انصاف کرتا ہے، اللہ اس کا جنتیوں کے عمل سے خاتمہ کرتا ہے تو وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔“ پھر سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی: ”جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا وہ اسے جنت میں داخل فرمائے

[1] طبرانی اوسط، رقم: ٢٤٤٨۔ ظلال الجنة: رقم:٢١٧۔ قال الشیخ البانی: صحیح.

گا اس کے نیچے نہریں جاری ہوں گی...... آیت کے آخر
تک کہ اس کے لیے رسوا کن عذاب ہے۔''

فوائد : ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ انسان کو نیک عمل کرتے ہوئے اللہ ذوالجلال سے ڈرتے رہنا چاہیے اور نیکیاں کر کے فخر محسوس نہیں کرنا چاہیے اور نہ ہی کسی وقت اپنی زبان سے غلط جملے کہے، بلکہ استقامت کی اللہ ذوالجلال سے توفیق مانگتا رہے اور یہ دعائیں پڑھتا رہے۔

((اَللّٰهُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوبِ صَرِّفْ قَلْبِيْ عَلٰى طَاعَتِكَ)) (مسلم، کتاب القدر: ٢٦٥٤)

﴿رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَ هَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ٥﴾

(آل عمران : ٨)

''اے ہمارے رب! ہمیں ہدایت دینے کے بعد ہمارے دل ٹیڑھے نہ کر دے اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا فرما یقیناً تو ہی بہت بڑی عطا دینے والا ہے۔''

((يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ)) (سنن ترمذی، رقم : ٣٥٢٢) ''اے دلوں کو پھیرنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھ۔''

معلوم ہوا کہ انسان نیک عمل کر کے اپنے آپ کو دھوکہ نہ دے کہ میں بخشا گیا ہوں، بلکہ دعا کرتے رہنا چاہیے جیسا کہ سیدنا یوسف علیہ السلام نے کی تھی : ﴿فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ٥﴾ (یوسف : ١٠١)......''اے آسمان وزمین کے پیدا کرنے والے تو ہی دنیا وآخرت میں میرا ولی (دوست) اور کارساز ہے تو مجھے اسلام کی حالت میں فوت کر اور نیکوکاروں سے ملا دے۔''

اور اسی طرح اگر کوئی گناہ گار ہے تو اس کو مایوس نہیں ہونا چاہیے، بلکہ اللہ ذوالجلال کی طرف رجوع کرے اور اپنے گناہوں کی معافی مانگے۔ معلوم ہوا کہ مرتے وقت تک انسان کو نیک عمل کرتے رہنا چاہیے اور کوشش کرے کوئی ایسا کام نہ کرے جس سے اللہ ذوالجلال کی نافرمانی ہوتی ہے۔

[٥٦٦/٧٤٢]...... أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ الْيَمَان، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ...... عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ أَنَّهَا رَفَعَتْهُ، قَالَ: لَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ. ①

سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا نے مرفوعاً بیان کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''وارث کے لیے وصیت جائز نہیں۔''

---

① سنن ابوداود، کتاب الوصایا، باب ماجاء فی الوصیة للوارث، رقم: ٢٨٧٠۔ سنن ترمذی، ابواب الوصایا، باب الاوصیة لوارث، رقم : ٢١٢٠۔ سنن نسائی، رقم: ٣٦٤١۔ سنن ابن ماجه، رقم: ٢٧١٣۔ قال الشیخ الالبانی: صحیح۔ مسند احمد: ٤/ ٤٢٦۔ مستدرك حاكم: ١/ ٤٣٥ .

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا وارث کے حق میں وصیت جائز نہیں ہے، اس لیے کہ اگر وہ وصیت قرآن وسنت کے مطابق ہو تو وصیت کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ ان کو شرعاً وہ حصہ ملے گا جو قرآن وسنت میں ہے، جیسا کہ سیّدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ہر حق دار کو اس کا حق دے دیا ہے، پس وارث کے لیے کوئی وصیت نہیں۔'' (سنن ابوداود، رقم : ۲۸۷۰)

لیکن ورثا اجازت دے دیں تو جائز ہے۔ جیسا کہ سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ((اِلَّا اَنْ یَّشَاءَ الْوَرَثَةُ)) ......''الا کہ ورثاء چاہیں۔'' (سنن دارقطني : ٤/ ٩٧۔ بیهقي : ٦/ ٢٦٣)

معلوم ہوا دوسرے ورثاء چاہیں تو وارث کے لیے بھی وصیت درست ہے۔ جمہور علماء اسی کے قائل ہیں۔ امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر دوسرے ورثاء راضی ہوں تو وصیت درست ہوگی۔ اور یہ ایسے ہی ہے جیسے عام سے خاص کی صورت ہوتی ہے۔ (نیل الاوطار: ٤/ ١٠٦)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر ان الفاظ کی زیادتی ''الا کہ ورثاء چاہیں'' صحیح ہے تو یہ واضح دلیل ہے اور اہل علم نے معنوی اعتبار سے بھی اس سے حجت پکڑی ہے کہ دراصل ممانعت دوسرے ورثاء کے حق کی وجہ سے ہے، اگر وہی جازت دے دیتے ہیں تو پھر ممانعت نہیں۔ (فتح الباري: ٦/ ٢٥)

نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ کا موقف ہے کہ ورثاء کے لیے وصیت جائز نہیں ہے، لیکن میت کے ورثاء اجازت دے دیں تو جائز ہے۔ (روضة الندیه: ٢/ ٦٧٩)

[٩٧٤/٧٤٣]...... اَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ اِسْحَاقَ الْمَكِّيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ......

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنَّ أُمَّهُ تُوُفِّيَتْ، فَهَلْ يَنْفَعُهَا اِنْ اَتَصَدَّقَ عَنْهَا؟ فَقَالَ: نَعَمْ . قَالَ: فَاِنَّ لِيْ مَخْرَفَةً، فَأُشْهِدُكَ اَنِّيْ تَصَدَّقْتُ بِهَا عَنْهَا. قَالَ رَوْحٌ: وَالْمَخْرَفَةَ: النَّخْلُ. ①

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: اس کی والدہ وفات پا گئی ہیں، اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا انہیں فائدہ دے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں۔'' اس نے عرض کیا: میرا کھجوروں کا باغ ہے، میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اسے ان کی طرف سے صدقہ کر دیا۔ روح فرماتے

① بخاري، كتاب الوصايا، باب اذا وقف ارضا الخ، رقم: ٢٧٧٠۔ مسلم، كتاب الوصية، باب وصول ثواب الصدقات الى الميت، رقم: ١٠٠٤۔ سنن ابوداود، رقم: ٢٨٨٢۔ سنن ترمذي، رقم: ٦٦٩۔ سنن نسائي، رقم: ٣٦٥٥۔ سنن ابن ماجه، رقم: ٢٧١٧.

ہیں: "مخرفة" کا معنی کھجوروں کا باغ ہے۔

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا فوت شدگان کو ان کے مرنے کے بعد ان کی طرف سے جو صدقہ کیا جائے، اس کا ثواب ملتا ہے، خواہ مرنے والے نے وصیت کی ہو یا نہ کی ہو۔ اسی طرح والدین کی طرف سے حج کیا جائے تو اس کا بھی ثواب والدین کو ملے گا۔

ایک دوسری روایت میں ہے سیّدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میری والدہ کی وفات ہوگئی ہے کون سا صدقہ افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پانی۔'' معلوم ہوا کہ ایسا صدقہ کرنا چاہیے جس کی وجہ سے مستقل طور پر ثواب پہنچتا رہے، مثلاً باغ ہے یا پانی کا انتظام کر دینا، پہلے زمانہ میں کنوئیں کی اہمیت بہت تھی۔

مسجد، مدرسہ، مسافر خانہ میں پانی کی ٹنکی بنوا دی جائے یا پانی کا بل ادا کرنے کا انتظام کر دینا یہ بھی چیزیں بہت بڑے ثواب کا باعث ہیں۔

30

کتاب تعبیر الرؤیا

خوابوں کی تعبیر کا بیان

[۲۴۸/۷۴۴]...... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ الْهَجَرِيِّ، عَنْ أَبِي عِيَاضٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَمْ يَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ إِلَّا رُؤْيَا الْعَبْدِ الصَّالِحِ، وَهُوَ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نبوت میں سے صرف نیک بندے کے خواب باقی رہ گئے ہیں اور وہ نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا اچھا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے اور اچھے خواب کی بڑی شان ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ بندے کی زندگی میں بشارت اور قلب کی انسیت اور اطمینان کے لیے دکھاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْاٰخِرَةِ﴾ (یونس: ٦٤)...... ''ان کے لیے دنیا اور آخرت میں خوشخبری ہے۔'' خواب کی تین اقسام ہوتی ہیں:

(۱)...... اچھے خواب: یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت ہیں، اس شخص کے لیے جو خواب دیکھتا ہے یا جس کے بارے میں دکھایا گیا ہے۔

(۲)...... وہ خواب جو شیطان کی طرف سے ہے، اس سے مراد وہ ہولناکی اور دہشت ہے جو کہ شیطان، انسان کو نیند میں دکھلاتا ہے یا وہ ناپسندیدہ مثالیں جو کہ انسان کو تشویش، غم اور بے قراری میں مبتلا کرنے کے لیے لاتا ہے۔

---

① بخاری، کتاب التعبیر، باب الرویا الصالحة الخ، رقم: ٦٩٨٧۔ مسلم، کتاب الرویا، رقم: ٢٢٦٣۔ سنن ابوداود، رقم: ٥٠١٨۔ سنن ترمذی، رقم: ٢٢٧١۔ مسند احمد: ٢/ ٢١٩.

(۳)......نفسیاتی خواب: جو انسان دیکھتا ہے اور جن کے بارے میں وہ دن کو سوچتا ہے، جیسے دن کو سوچتا ہے، ویسے ہی نیند میں دیکھتا ہے۔ اور چھیالیسواں حصہ نبوت کا۔ یہ اس طرح ہے کہ نبی معظم ﷺ کا نبوت کا زمانہ تئیس سالہ ہے اور اس کی ۴۶ ششماہیاں بنتی ہیں۔ ۲۳ سال کے پہلے چھ ماہ نبی مکرم ﷺ کو سچے خواب آتے تھے اور وہ حقیقت ہوتے۔ امام مالک رحمہ اللہ سے پوچھا گیا: کیا ہر کوئی خواب کی تعبیر بتانے کا اہل ہے؟ تو انہوں نے جواباً فرمایا: کیا نبوت سے کھیلا جا سکتا ہے؟ ہاں سچا خواب نبوت کا حصہ ہے۔ لیکن اس سے کھیلا نہیں جائے گا۔

امام مالک رحمہ اللہ کا یہ مطلب ہرگز نہیں تھا کہ سچا خواب نبوت کی باقیات میں سے ہے۔ بلکہ جزء من النبوہ سے امام مالک رحمہ اللہ کا مطلب یہ تھا کہ جیسے نبوت بعض امور غیب کی خبر دینے پر منحصر ہوتی ہے۔ اسی طرح سچا خواب بھی بعض امور غیب کی خبر دینے میں نبوت سے مشابہت رکھتا ہے، لہٰذا کوئی صاحب بغیر کسی علم کے اس بارے میں تعبیریں بتانا شروع نہ کرے بلکہ وہ خاموشی اختیار کرے۔ (ارشاد الساری: ۱۰/ ۱۲۳، ۱۲٤)

[٧٤٥/٢٦٠]...... أَخْبَرَنَا الْمَخْزُومِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ، حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ، حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّهُ سَمِعَ ......

أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِي؛ لِأَنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ بِي، قَالَ أَبِي: فَحَدَّثْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا بِذَلِكَ وَقُلْتُ: إِنِّي قَدْ رَأَيْتُهُ، قَالَ: أَفَذَكَرْتَ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، فَقُلْتُ: إِي وَاللّٰهِ وَنَفْسَهُ فِي مَشْيِهِ، فَقَالَ: إِنَّهُ كَانَ يُشْبِهُهُ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے مجھے خواب میں دیکھا تو بلا شبہ اس نے مجھے ہی دیکھا، کیونکہ شیطان میری صورت میں نہیں آ سکتا۔'' کلیب کہتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کو بیان کی اور میں نے کہا: بے شک میں نے آپ ﷺ کو خواب میں دیکھا ہے تو انہوں نے کہا کیا تمہیں حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی شہادت یاد ہے۔ میں نے کہا، ہاں۔ اللہ کی قسم! ان کی چال بھی مجھے یاد ہے پس انہوں نے فرمایا: یقیناً حسن رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے مشابہ تھے۔

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا خواب میں آپ ﷺ کا دیدار ممکن ہے اور جو آپ ﷺ کا دیدار کرتا ہے وہ حقیقت میں آپ ہی کا دیدار کرتا ہے نہ کہ کسی اور کا، بشرطیکہ اس کو رسول اللہ ﷺ کا حلیہ مبارک یاد ہو یا اگر خواب میں دیکھا ہے تو پھر حدیث کی کتابوں میں دیکھے، وہی حلیہ ہو تو خواب سچا ہے۔ عالم دین جو رسول اللہ ﷺ کے

① بخاری، کتاب العلم، باب اثم من کذب علی النبی ﷺ، رقم: ۱۱۰۔ مسلم، کتاب الرویا، باب قول النبی ﷺ من رانی فی المنام فقد رانی، رقم: ٢٢٦٦۔ سنن ترمذی، رقم: ٢٢٧٦۔ سنن ابن ماجه، رقم: ٣٩٠٠۔ مسند احمد: ٢/ ٤١١.

حلیہ مبارک کو جانتا ہے اس کو بتائیے۔ جیسا کہ روایات میں ہے کہ نذیر فارسی کہتے ہیں: میں نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے زمانے میں نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور ان کو یہ خواب بیان کیا۔ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک شیطان میری مشابہت اختیار کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا، اس لیے جس نے مجھے خواب میں دیکھا پس اس نے مجھے دیکھا۔'' پھر سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آدمی سے کہا: تو نے جس آدمی کو خواب میں دیکھا ہے کیا اس کی صفات بیان کرسکتا ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں! میں نے دیکھا کہ دو آدمیوں کے درمیان ایک آدمی تھا، اس کا جسم اور گوشت سفیدی کی طرف مائل گندمی رنگ کا تھا، اس کی آنکھیں سرگیں تھیں، حسین انداز میں مسکراتا تھا، اس کا چہرہ خوبصورت گولائی لیے ہوئے تھا، سینے کے بالائی حصے کو بھرنے والی بڑی اور گھنی داڑھی تھی۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: اگر تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری کی حالت میں دیکھتا تو آپ کی صفات اس سے زیادہ بیان نہ کرسکتا۔ (مسند احمد: ۱/ ۳٦۱۔ مختصر شمائل ترمذی، رقم : ۳٤۷)

مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل شیطان اختیار نہیں کرسکتا، لیکن بزرگانہ شکل اختیار کر کے شیطان لوگوں کو مغالطے میں ڈال سکتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں، لہٰذا ہر مسلمان کو نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک یاد کرنا چاہیے۔

[٢٦٣/٧٤٦]...... أَخْبَرَنَا الْمَخْزُومِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ، حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ ......

أَبَا هُرَيْرَةَ، يَبْتَدِءُ حَدِيثَهُ بِأَنْ يَقُولَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ، قَالَ: فَذَكَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ذَلِكَ فَقَالَ: رُؤْيَا الرَّجُلِ الصَّالِحِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو عمداً مجھ پر جھوٹ بولتا ہے وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ذکر کیا تو فرمایا: ''نیک آدمی کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔''

فوائد:...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جان بوجھ کر جھوٹ بولنے والوں کا انجام جہنم ہے۔ جھوٹ باندھنے کا مطلب یہ ہے کہ اپنے پاس سے کوئی بات بنا کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر دے اور اسے حدیث کے طور پر پیش کرے۔

مذکورہ حدیث کی شرح میں علامہ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھنے کے بارے میں سختی کی

---

① بخاری، کتاب العلم، باب اثم من كذب على النبی صلی اللہ علیہ وسلم، رقم: ١١٠۔ مسلم، فی المقدمة۔ سنن ترمذی، رقم: ٢٦٥٩.

حکمت واضح ہے، کیونکہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے باتیں نقل فرماتے ہیں، تو اس طرح آپ ﷺ کی طرف جھوٹی بات منسوب کرنا گویا اللہ تعالیٰ کی طرف جھوٹی بات کی نسبت کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے والے کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰیٰتِهٖ﴾ (الانعام: ۲۱)

''اور اس سے بڑا ظالم کون ہے جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھے یا اس کی آیات کو جھٹلائے۔''

ایک دوسری آیت میں ہے: ﴿وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ تَرَی الَّذِیْنَ كَذَبُوْا عَلَی اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ﴾ (الزمر: ۶۰)...... ''اور روز قیامت آپ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے والوں کو دیکھیں گے کہ ان کے چہرے سیاہ ہوں گے۔''

(فتح الباری: ٦/ ٥٤١)

ایک دوسری حدیث میں ہے اسے امام طبرانی نے سیدنا اوس بن اوس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے اپنے نبی ﷺ پر یا اپنی دونوں آنکھوں پر یا اپنے والدین پر جھوٹ بولا، وہ جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھے گا۔'' (مجمع الزوائد: ١/ ١٤٨)

علامہ قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (فَلْيَتَبَوَّأ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ) میں صیغہ امر ہے اور اس سے مراد تہدید اور وعید ہے، اس کے معنی کے بارے میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ ایسے شخص کے لیے نبی معظم ﷺ کی بددعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا ٹھکانا دوزخ کی آگ بنا دے۔ اس کے معنی کے بارے میں ایک قول یہ بھی ہے کہ اس کو جہنم کی آگ میں عذاب دیا جائے گا۔ (المفهم: ١/ ١٤٤۔ فتح الباری: ١/ ٢٠٠)

[٤٧٣/٧٤٧]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ أَبِي الأَخْضَرِ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حَنِيفٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الرُّؤْيَا مِنَ اللّٰهِ وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ مَا يَكْرَهُهُ فَلْيَبْزُقْ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثًا، وَلَا يُحَدِّثْ بِهَا فَإِنَّهَا الَّتِي تَضُرُّهُ.①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپؐ نے فرمایا: ''اچھا خواب اللہ کی طرف سے ہوتا ہے، جبکہ برا خواب شیطان کی طرف سے، جب تم میں سے کوئی ایسی چیز دیکھے جو اسے ناگوار گزرے تو وہ اپنی بائیں جانب تین بار تھوک دے اور اسے بیان نہ کرے، کیونکہ وہ اسے نقصان نہیں پہنچا سکتا۔''

---

① بخاری، کتاب الطب، باب النفث فی الرقیة، رقم: ٤٧٤٧۔ مسلم، کتاب الرویا، رقم: ٢٢٦١۔ سنن ابوداود، رقم: ٥٠٢١۔ سنن ترمذی، رقم: ٢٢٧٧۔ سنن ابن ماجه، رقم: ٣٩٠٩.

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا اچھا خواب اللہ ذوالجلال کی طرف سے ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ مسلمان مومن کو اس کی زندگی میں بشارت اور قلب کے اطمینان کے لیے دکھاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لَهُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَةِ﴾ (یونس : ٦٤)...... ''ان کے لیے دنیا اور آخرت میں خوشخبری ہے۔''

بعض سلف صالحین نے کہا ہے کہ اس سے مراد نیک صالح انسان کا خواب ہے جو وہ دیکھتا ہے۔ یا اس کے متعلق دکھایا جاتا ہے۔ معلوم ہوا ناپسندیدہ خواب شیطان کی طرف سے ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ مومن کو پریشان کرنا اور دہشت دلانا چاہتا ہے، لہٰذا اسے شیطان کے مکر کی طرف التفات نہیں کرنا چاہیے اور اس پر دھیان نہیں دینا چاہیے۔ اور اس خواب کے شر اور شیطان مردود کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے اور تعوذ، اللہ تعالیٰ کی طرف جھکنے اور اس سے بچاؤ اور سہارا حاصل کرنے کو کہتے ہیں۔ فرمان الٰہی ہے: ﴿وَ مَنْ یَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِیَ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ﴾ (ال عمران : ١٠١)...... ''جو اللہ تعالیٰ سے مضبوط تعلق جوڑے تو اسے صراط مستقیم کی ہدایت مل گئی۔''

بائیں طرف تین مرتبہ تھوکنے کا مقصد یہ ہے کہ شیطان انسان کو اس کے بائیں جانب سے آتا ہے تاکہ وہ اس کے دل میں وسوسہ ڈالے، دل چونکہ بائیں طرف ہوتا ہے۔ اس لیے شیطان اس کی قریبی جہت سے آتا ہے۔ مذکورہ بالا حدیث میں ہے برا خواب کسی کو نہ بتایا جائے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خواب پرندے کے پاؤں پر ہے جب تک کہ اس کی تعبیر نہ بیان کر دی جائے، چنانچہ جب تعبیر بیان کر دی جاتی ہے تو (وہ اسی طرح) ہو جاتی ہے۔''

(سنن ابوداود، رقم : ٥٠٢٠)

مطلب یہ کہ پرندے کے پاؤں کے اوپر کوئی چیز ہو تو پرندہ معمولی حرکت کرے تو وہ گر جاتی ہے، اسی طرح تعبیر کی جائے تو وہ واقع ہو جائے گی۔ یا بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ پرندے کے پنجے میں پکڑی ہوئی چیز گر بھی سکتی ہے اور یہ بھی ہے کہ نہ گرے، اسی طرح خواب کی تعبیر جو کی گئی، اسی طرح بھی ہو سکتا ہے اور نہیں بھی ہو سکتا۔

[٨٢٩/٧٤٨]...... اَخْبَرَنَا سُفْیَانُ، عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ سُحَیْمٍ، عَنْ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَعْبَدٍ، عَنْ اَبِیْهِ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَشَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ السَّتَّارَةَ وَالنَّاسُ صُفُوْفٌ خَلْفَ اَبِیْ بَكْرٍ، فَقَالَ: اِنَّهٗ لَمْ یَبْقَ مِنْ مُبَشِّرَاتِ النُّبُوَّةِ اِلَّا الرُّؤْیَا الصَّالِحَةِ، یَرَاهَا الْمُسْلِمُ اَوْ تُرٰی لَهٗ ثُمَّ قَالَ: اَ لَا اِنِّیْ نُهِیْتُ اَنْ اَقْرَاَ رَاكِعًا وَسَاجِدًا، اَمَّا الرُّكُوْعُ

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے پردہ ہٹایا، جبکہ لوگ (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے صفیں بنائے ہوئے تھے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''مبشرات نبوت میں سے صرف نیک/ اچھے خواب ہی باقی رہ گئے ہیں، جو مسلمان شخص دیکھتا ہے یا وہ اسے دکھایا جاتا ہے۔'' پھر فرمایا: ''سنو! مجھے منع کیا گیا ہے کہ میں

فَعَظِّمُوْا فِيْهِ الرَّبَّ ، وَاَمَّا السُّجُوْدُ فَاجْتَهِدُوْا فِي الدُّعَاءِ ، فَقَمِنَ اَنْ يُّسْتَجَابَ لَكُمْ . ①

رکوع یا سجدے کی حالت میں قرآن پڑھوں، رہا رکوع تو اس میں رب تعالیٰ کی عظمت بیان کرو، رہے سجود تو ان میں خوب دعا کرو، لائق تر ہے کہ تمہاری دعائیں قبول کی جائیں۔''

فوائد: ......(۱) مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا مصلے پہ کھڑا ہونا نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اطمینان کا باعث بنا۔

(۲)......معلوم ہوا کہ اچھا خواب مسلمانوں کے لیے خوشخبری کا باعث ہوتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ﴾ (یونس : ٦٤)...... ''ان کے لیے دنیا کی زندگی میں بھی خوشخبری ہے اور آخرت میں بھی۔''

(۳)......معلوم ہوا کہ رکوع وسجود میں قرآنِ پاک کی تلاوت کرنا جائز نہیں ہے۔ بلکہ رکوع میں زیادہ سے زیادہ اللہ ذوالجلال کی عظمت بیان کرنی چاہیے اور سجدے میں بہت زیادہ دعا کرنی چاہیے، کیونکہ انسان سجدے میں اللہ ذوالجلال کے قریب ہوتا ہے۔ جیسا کہ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بندہ حالت سجدہ میں اپنے رب کے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ لہٰذا (سجدے میں) کثرت سے دعا کیا کرو۔''

(مسلم، کتاب الصلاة، رقم : ١٠٨٣)

حدیث سے ثابت ہے کہ رکوع میں ''سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ'' اور سجدے میں ''سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى'' کہنا ہے۔ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: رکوع کرنے والے کے لیے مشروع کیا گیا ہے کہ بندہ جھکنے اور اطمینان وخضوع کے دوران اپنے رب کی عظمت بیان کرے اور اللہ ذوالجلال کی یہ صفت بیان کی گئی ہے کہ وہ ہر اس چیز سے عظیم اور بڑا ہے جو اس کی کبریائی، جلال اور عظمت سے متضاد ہے۔ اس لیے رکوع کرنے والے کے لیے یہ دعا ''سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ'' علی الاطلاق افضل ہے۔ کیونکہ رب تعالیٰ نے بندوں کو اسی کا حکم فرمایا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حکم کا یہی محل تعین فرمایا ہے۔ جب یہ آیت ﴿فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ﴾ (واقعہ : ٧٤) نازل ہوئی تو فرمایا: ''اس آیت پر رکوع میں عمل کرو۔'' (کتاب الصلاة لابن القیم، ص: ١٨١)

بخاری ومسلم میں ہے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رکوع اور سجدے میں اکثر کہا کرتے

---

① بخاری، کتاب التعبیر، باب المبشرات، رقم: ٦٩٩٠۔ مسلم، کتاب الصلاة، باب النهی عن قراء ة القرآن فی الرکوع والسجود، رقم: ٤٧٩۔ سنن ابوداود، رقم: ٨٧٦۔ سنن نسائی، رقم: ١٠٤٥۔ سنن ابن ماجه، رقم: ٣٨٩٩.

تھے: ((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ .)) ...... ''یا اللہ تو پاک ہے اے ہمارے رب اپنی حمد کے ساتھ، یا اللہ! مجھے بخش دے۔''

آپ ﷺ قرآن کی عملی تفسیر فرماتے تھے۔قرآن کی تفسیر سے سورہ النصر میں اس فرمان الٰہی پر عمل کرنا مراد ہے:

﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا﴾

(النصر: ٣۔ بخاری، کتاب التفسیر، رقم: ٤٩٦٨۔ مسلم: ٤٨٤)

معلوم ہوتا ہے کہ رکوع میں تسبیح وتحمید کے ساتھ ساتھ دعا کرنا بھی جائز ہے اور اسی طرح سجدے میں دعا کے ساتھ ساتھ تسبیح وتحمید جائز ہے۔اور سجدہ میں دعا زیادہ قبول ہوتی ہے۔کیونکہ حالتِ سجدہ میں محتاجی وتذلل کی انتہاء ہوتی ہے۔

31

كتاب البر والصلة

نیکی اور صلہ رحمی کا بیان

[۱۷/۷۴۹]...... أَخْبَرَنَا رَوْحٌ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا جَاءَ الرَّجُلُ مَعَ الرَّسُولِ فَهُوَ إِذْنُهُ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپؐ نے فرمایا: ''جب آدمی قاصد کے ساتھ آئے تو وہی اس کا اذن ہے۔''

فوائد: ......کسی کے گھر میں بغیر اجازت داخل ہونا بہت بڑا جرم ہے، جب بھی جانا ہے تو اجازت لے کر، جیسا کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا، آپؐ فرماتے تھے: ''جس نے کسی کے گھر میں ان کی اجازت کے بغیر جھانکا اور انہوں نے اس کی آنکھ پھوڑ دی تو یہ ضائع ہے۔ (اس میں کوئی قصاص نہیں)۔
(مسلم، کتاب الادب، رقم : ۲۱۵۸)

لیکن اگر کسی کو بلانے کے لیے آدمی بھیج دیا جائے، تو اندر آنے کے لیے مزید اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔ بلانا ہی اجازت دینا ہے جس نے بلایا آگے اس کی ذمہ داری ہے کہ پہلے سے ہر طرح کے پردے وغیرہ کا انتظام کرے تاکہ جسے بلایا ہے، اس کی نظر بے جا نہ پڑے۔

[۲۵/۷۵۰]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ أَبِي مَيْمُونَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا رَافِعٍ، يُحَدِّثُ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: كَانَ اسْمُ زَيْنَبَ بَرَّةَ، فَقَالُوا: تُزَكِّي نَفْسَهَا، فَسَمَّاهَا رَسُولُ اللّٰهِ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: زینب رضی اللہ عنہا کا نام برہ تھا، تو انہوں نے کہا: وہ خود ستائی کرتی ہیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

① مسند احمد: ۲/ ۵۳۳۔ قال شعیب الارناؤط: اسناده قوی۔ طبرانی اوسط، رقم: ۶۶۳۰۔ ادب المفرد، رقم: ۱۰۷۵.

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنَبَ. ① نے ان کا نام زینب رکھ دیا۔

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ نام تبدیل کیا جا سکتا ہے، برہ کا مطلب یہ ہے کہ نیکی یا نیک صالح، تو اس نام میں کیونکہ خود پسندی کی جھلک آتی تھی اور لوگ بھی کہتے تھے اس لیے نبی مکرم ﷺ نے ان کا نام تبدیل کر دیا، حالانکہ اچھے ناموں میں تعریف کا پہلو تو ہوتا ہی ہے، لیکن اس نام میں زیادہ تھا۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کا (اصل) نام برہ تھا، آپ ﷺ نے تبدیل کر کے جویریہ رکھا۔ آپ ﷺ ناپسند کرتے تھے کہ یہ کہا جائے: آپ برہ کے پاس سے نکلے ہیں۔(سلسلة الصحيحه، رقم: : ٢١٢)

زینب ایک قسم کی خوشبودار جڑی بوٹی کا نام ہے۔

[٢٦/٧٥١]...... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا رَافِعٍ، يُحَدِّثُ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: كَانَ اسْمُ زَيْنَبَ أَوْ مَيْمُونَةَ بَرَّةً، فَسَمَّاهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنَبَ أَوْ مَيْمُونَةَ. ②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: زینب یا میمونہ کا نام برہ تھا، تو رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام زینب یا میمونہ رکھ دیا۔

فوائد: ......معلوم ہوا کہ مذکورہ روایت میں راوی کو شک ہے کہ سیدہ زینب یا سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا نام برہ تھا۔ ''ادب المفرد للبخاری'' میں ہے سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا نام برہ تھا، شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ روایت شاذ ہے۔

[٧٤٦/٧٥٢]...... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ......

عَنْ مَكْحُولٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَسْرَعُ الْخَيْرِ ثَوَابًا صِلَةُ الرَّحِمِ، وَأَسْرَعُ الشَّرِّ عُقُوبَةً الْبَغْيُ وَيَمِينُ الصَّبْرِ الْفَاجِرَةُ تَدَعُ الدِّيَارَ بَلَاقِعَ. ③

مکحول رحمہ اللہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خیر و بھلائی میں سے سب سے جلدی ثواب نیکی اور صلہ رحمی کا ملتا ہے اور شر میں، سب سے جلدی سزا زیادتی اور فاجر جبری قسم کی ملتی ہے، وہ گھروں کو خالی چھوڑ دیتی ہے۔''

[٣٢/٧٥٣]...... أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ......

---

① بخاری، كتاب الادب، باب تحويل الاسم الى اسم احسن منه، رقم: ٦١٩٢ـ مسلم، كتاب الاداب، باب استحباب تغيير الاسم الخ، رقم: ٢١٤١ـ مسند احمد: ٢/ ٤٣٠ .

② ادب المفرد، رقم: ٨٣٢ـ قال الشيخ الالبانی: شاذ .

③ تقدم تخريجه: ٦٤٢ .

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كَانَتْ شَجَرَةٌ تُؤْذِي النَّاسَ عَلَى الطَّرِيقِ فَقَطَعَهَا رَجُلٌ فَنَحَّاهَا فَغُفِرَ لَهُ بِهَا وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپؐ نے فرمایا: ''راستے پر ایک درخت تھا جو لوگوں کے لیے باعث تکلیف تھا، پس ایک آدمی نے اسے کاٹ کر راستے سے ہٹا دیا، تو اس وجہ سے اس کی بخشش ہوگئی اور وہ جنت میں داخل کر دیا گیا۔''

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ لوگوں کو فائدہ دینا اور ان کی تکلیف کو ختم کرنا بہت بڑا ثواب ہے اور ایسے لوگ اللہ ذوالجلال کو بہت پسند ہیں، جیسا کہ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((وَاللّٰهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ اَخِيْهِ)) (صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، رقم:)...... ''اللہ تعالیٰ بندے کی مدد میں (رہتا) ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں (رہتا) ہے۔''

مذکورہ بالا حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عوام کو معمولی فائدہ پہنچانا بھی جنت میں داخلے کا باعث بن سکتا ہے۔

ایک دوسری حدیث میں ہے سیدنا ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے ایسا عمل بتایئے جو مجھے جنت میں داخل کر دے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لوگوں کے راستہ سے تکلیف دینے والی چیز ہٹا دیا کرو۔'' (ادب المفرد للبخاری: ۲۲۸ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس کو صحیح کہا ہے)

معلوم ہوا راستہ میں تکلیف دینے والی چیزیں نہ ڈالی جائیں، مثلاً کوڑا کرکٹ راستے میں پھینکنا، قضائے حاجت کرنا یا راستوں کو تنگ کرنا، یہ چیزیں لوگوں کے لیے باعث تکلیف ہیں، اس لیے ان سے بچنا چاہیے۔

[٦١٣/٧٥٤]...... اَخبَرَنَا جَرِيْرٌ، عَنْ لَيْثٍ......

عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَائِشَةَ نَحْوَهٗ. وَزَادَ، قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قُلْتَ مَا قُلْتَ ثُمَّ اَكْرَمْتَهٗ، فَقَالَ: اِنَّ شَرَّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُكْرَمُوْنَ اتِّقَاءِ شَرِّهِمْ. ②

مجاہد رحمہ اللہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اسی مثل روایت کیا اور یہ اضافہ نقل کیا، انہوں (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا) نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے جو کہنا تھا وہ کہا، پھر اس کی تکریم فرمائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ کے ہاں وہ لوگ بدترین ہیں جن کی ان کے شر سے بچنے کے لیے تکریم کی جائے۔''

---

① بخاری، کتاب الاذان، باب فضل التهجير إلى الظهر الخ، رقم: ٦٥٢۔ مسلم، کتاب البر، باب فضل ازالة الاذى عن الطريق، رقم: ١٩١٤.

② مصنف عبدالرزاق: ٢/ ٣١٠، ٣/ ٦٢٢، مسند أحمد: ٦/ ١١١، اسنادهٗ حسن لغيره.

فوائد: ...... مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا بدترین لوگ وہ ہیں جن کے شر سے بچنے کے لیے ان کی تکریم جائے۔ یہ بھی معلوم ہوا بعض اوقات کسی کی غیبت کرنا جائز ہوتی ہے، تاکہ لوگ ان کی ظاہری حالت سے دھوکہ نہ کھائیں۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے اس کا تذکرہ کیا، تاکہ لوگ اس کے کردار سے آگاہ ہوجائیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس روایت کو "بَابٌ مَا يَجُوْزُ مِنَ اغْتِيَابَ اَهْلَ الْفَسَادِ وَالرَّيْبِ" مفسد اور شریر لوگوں کی یا جن پر گمان غالب برائی کا ہوا ان کی غیبت درست ہونا۔'' کے تحت نقل کیا ہے۔

یہ بھی معلوم ہوا کسی کا برا ہونا اپنی جگہ لیکن برے شخص سے بھی خوش اخلاقی سے پیش آنا چاہیے، تاکہ اس کے شر سے بچنے کے ساتھ اس کو خوش اخلاقی کی تلقین اور تعلیم بھی ہوجائے۔

[۸۲/۷۵۵]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، قَالَ: سَمِعْتُ...... أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: دَخَلَتِ امْرَأَةٌ النَّارَ فِي هِرَّةٍ، رَبَطَتْهَا فَلَمْ تُطْعِمْهَا وَلَمْ تَسْقِهَا وَلَمْ تَدَعْهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الأَرْضِ حَتَّى مَاتَتْ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک عورت ایک بلی کی وجہ سے جہنم میں گئی، اس نے اسے باندھ رکھا، پس اس نے اسے کھلایا نہ پلایا اور نہ ہی اسے چھوڑا کہ وہ حشرات الارض کھا لیتی۔''

[۸۳/۷۵۶]...... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، بِهٰذَا الْإِسْنَادِ، قَالَ: دَخَلَتِ امْرَأَةٌ النَّارَ فِي هِرَّةٍ رَبَطَتْهَا، فَلَمْ تَدَعْهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الأَرْضِ. ②

محمد بن جعفر نے اس اسناد سے روایت کیا، انہوں نے کہا: ایک عورت بلی کی وجہ سے جہنم میں گئی، اس نے اسے باندھ رکھا اور اسے نہ چھوڑا کہ وہ حشرات الارض کھا لیتی۔''

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جانوروں کی ضروریات کا خیال رکھنا فرض ہے، بلکہ ایسے جانور جو کسی کے پالتو نہیں، ان پر رحم کرنے سے اللہ کی رحمت حاصل ہوتی ہے، جیسا کہ کتے کو پانی پلانے کی وجہ سے گناہ گار کی بخشش ہوئی۔ (دیکھئے شرح حدیث ۲۸)

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جانوروں کے ساتھ بے دردی اور بے رحمی کا معاملہ اللہ تعالیٰ کو سخت ناراض کرنے والا اور جہنم میں لے جانے والا عمل ہے۔ اللهم حفظنا ''اے اللہ! ہمیں محفوظ فرما''

لہٰذا کسی بھی جانور پر ظلم کرنا درست نہیں، وہ موذی ہی جانور کیوں نہ ہو، صحیح بخاری میں ہے: ((فِيْ كُلِّ كَبِدٍ

---

① بخاری، کتاب الشرب، باب سقی الماء، رقم: ۲۳٦۵۔ مسلم، کتاب البروالصلة، باب تحریم تعذیب الهرة الخ، رقم: ۲٦۱۹۔ سنن دارمی، رقم: ۲۸۱٤۔ مسند احمد: ۲/ ٤۲٤.

② تقدم تخریجه: ۸۲.

رَطْبَةَ اَجْرٌ)).....''ہر تر جگر (کے ساتھ بھلائی کرنے) میں اجر ہے'' اور یہ عموم پر دلالت کرتا ہیں۔

مولانا داؤد راز رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مذکورہ حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے یوں ہے کہ بلی کو پانی نہ پلانے سے عذاب ہوا۔ تو معلوم ہوا کہ پانی پلانا ثواب ہے۔ ابن منیر رحمہ اللہ نے کہا اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ بلی کا قتل کرنا درست نہیں۔ (شرح صحیح بخاری، داود راز: ۳/ ۵۰۵)

[۱۳۳/۷۵۷]..... أَخْبَرَنَا أَزْهَرُ بْنُ الْقَاسِمِ الْمَكِّيُّ، حَدَّثَنَا الْمُثَنَّى بْنُ سَعِيدٍ الضُّبَعِيُّ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا قَاتَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَجْتَنِبِ الْوَجْهَ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی لڑے تو وہ چہرے (پر مارنے) سے اجتناب کرے۔''

[۳۷۵/۷۵۸]..... أَخْبَرَنَا مُبَشِّرُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْكَلْبِيُّ، عَنْ شُعَيْبِ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا قَاتَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَجْتَنِبِ الْوَجْهَ. ②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی قتال کرے تو وہ چہرے سے اجتناب کرے۔''

فوائد: مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمان کو چہرے پر مارنا جائز نہیں ہے۔ خواہ وہ غلام، خادم، شاگرد، کوئی قریبی رشتے دار ہی کیوں نہ ہو۔ جیسا کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک مرفوع روایت میں یہ لفظ آئے ہیں:

((اِذَا ضَرَبَ اَحَدُكُمْ خَادِمَهٗ فَلْيَجْتَنِبِ الْوَجْهِ)) (صحیح ادب المفرد، رقم : ۱۳۰۔ ادب المفرد: ۱۷٤)

''جب تم میں سے کوئی اپنے خادم کو مارے تو چہرے سے بچے۔''

اور کسی کو سزا دیتے وقت بھی نہیں مارنا چاہیے۔ جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے: ((اِذَا ضَرَبَ اَحَدُكُمْ)) کے الفاظ ہیں: اگرچہ جانور ہی کیوں نہ ہو۔

جیسا کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جانور کے پاس سے گزرے جس کے چہرے کو گرم لوہے

---

① بخاری، رقم: ۲۵۵۹۔ مسلم، کتاب البر والصلة، باب النهی عن ضرب الوجه، رقم : ۲٦۱۲۔ سنن ابوداود، رقم: ٤٤۹۳.

② السابق.

سے داغ لگا دیا گیا تھا، اس کے نتھنوں میں دھونی دی جا رہی تھی، آپؐ نے فرمایا: ''اللہ لعنت کرے اس پر جس نے یہ کیا، کوئی شخص چہرے پر داغ نہ دے اور نہ چہرے پر مارے۔'' (ادب المفرد، رقم : ۱۷۵) شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس کو صحیح کہا ہے۔

چہرے پر مارنا کیوں منع ہے؟

(۱)...... ایک تو وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ چہرہ انسانی حسن وجمال کا مظہر ہے اور آدمی کے اکثر حواس مثلاً دیکھنا، سننا چکھنا اور سونگھنا چہرے میں ہی پائے جاتے ہیں تو چہرے پر مارنے کی وجہ سے ان تمام حس یا ایک کے ختم ہونے کا خدشہ ہے اور شکل بگڑنے کا بھی خدشہ ہے۔

(۲)...... ''مسند احمد'' کی روایت میں ہے، جب تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی سے لڑے تو چہرے سے بچے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا فرمایا۔ (مسند احمد : ۲/ ۲٤٤)

ایک دوسری حدیث میں ہے:

((مَنْ قَاتَلَ فَلْيَجْتَنِبِ الْوَجْهَ فَإِنَّ صُوْرَةَ وَجْهِ الْإِنْسَانِ عَلٰى صُوْرَةِ وَجْهِ الرَّحْمٰنِ))

(كتاب السنة لابن ابى عاصم، رقم : ٥١٦، ٥٢١)

[۱۳٥/۷٥۹]...... أَخْبَرَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ، حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي إِذَا رَأَيْتُكَ طَابَتْ نَفْسِي وَقَرَّتْ عَيْنِي فَأَنْبِئْنِي عَنْ كُلِّ شَيْءٍ، فَقَالَ: كُلُّ شَيْءٍ خُلِقَ مِنَ الْمَاءِ، فَقُلْتُ لَهُ: أَخْبِرْنِي بِشَيْءٍ إِذَا عَمِلْتُ بِهِ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ، فَقَالَ: أَفْشِ السَّلَامَ وَأَطْعِمِ الطَّعَامَ، وَصِلِ الْأَرْحَامَ وَقُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ وَادْخُلِ الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! جب میں آپ کی زیارت کرتا ہوں تو میرا دل خوش ہو جاتا ہے اور آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتی ہیں، آپ مجھے ہر چیز کے متعلق بتا دیں، آپؐ نے فرمایا: ''ہر چیز پانی سے پیدا کی گئی ہے۔'' میں نے عرض کیا: آپ مجھے کسی ایسی چیز (عمل) کے متعلق بتا دیں کہ جب میں اسے بجا لاؤں تو میں جنت میں داخل ہو جاؤں، آپؐ نے فرمایا: ''سلام کو عام کرو، کھانا کھلاؤ، صلہ رحمی کرو، رات کو قیام کرو (تہجد پڑھو) جبکہ لوگ سو رہے ہوں تو سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ۔''

① مسند احمد: ۲/ ۲۹٥۔ قال الشيخ شعيب الارناؤط: اسناده صحيح۔ مستدرك حاكم: ٤/ ١٤٤ .

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کر کے خوشی محسوس کرتے تھے۔

(۱)...... مذکورہ حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر چیز کو اللہ ذوالجلال نے پانی سے پیدا کیا ہے۔قرآن مجید میں ہے: ﴿وَ جَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ﴾ (الانبیاء: ۳۰)...... ''ہر زندہ چیز کو ہم نے پانی سے پیدا کیا۔''

تو اس سے مراد اگر بارش اور چشموں کا پانی ہے، تب بھی واضح ہے کہ اس سے روئیدگی ہوتی اور ہر ذی روح کو حیات نو ملتی ہے۔

(۲)...... اور اگر مراد نطفہ ہے تو اس میں بھی کوئی اشکال نہیں کہ ہر زندہ چیز کے وجود کا باعث وہ قطرہ آب ہے جو نر کی صلب سے نکلتا اور مادہ کے رحم میں جا کر قرار پکڑتا ہے۔ (تفسیر احسن البیان)

جنت میں لے جانے والے اعمال:

(۱) سلام کو عام کرنا:...... سلام پھیلانے کا مطلب یہ ہے کہ ہر شخص کو سلام کرے خواہ پہچانتا ہو یا نہ پہچانتا ہو۔ جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا۔ "اَیُّ الْاِسْلَامِ خَیْرٌ"، اسلام کی کون سی چیزیں سب سے اچھی ہیں؟ فرمایا ''یہ کہ تو کھانا کھلائے اور سلام کو عام کہے اس کو جس کو تو پہچانتا ہے اور جس کو تو نہیں پہچانتا۔'' (بخاری، کتاب الایمان، رقم : ۱۲)

اسی طرح سلام اتنی آواز سے کہے کہ دوسرا اس کو سن لے۔ جیسا کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے : ((اِذَا سَلَّمْت فَاسْمَعْ فَاِنَّهَا تَحِيَّةٌ مِّنْ عِنْدَ اللّٰهِ))...... ''جب سلام کہو تو سنا کر کہو، کیونکہ یہ اللہ کی طرف سے تحفہ ہے۔''

(۲) کھانا کھلانا:...... سب سے پہلے ان کو جن کی کفالت اس کے ذمے ہے، جیسا کہ نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((وَابْدَاْ بِمَنْ تَعُوْلُ))...... ''ابتدا ان کے ساتھ کرو جو تمہارے عیال ہیں۔''

اور فرمایا: ((كَفٰى بِالْمَرْءِ اِثْمًا اَنْ يَّضِيْعَ مَنْ يَّقُوْتُ))...... ''آدمی کو گناہ گار ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ ان افراد کو ضائع کرے جن کی خوراک اس کے ذمے ہے۔''

علاوہ ازیں مہمان، سائل، مسکین، یتیم اور قیدی وغیرہ کو کھانا کھلانا بھی آدمی کے ذمے ان لوگوں کا حق ہے۔

(۳) صلہ رحمی سے مراد: رشتہ داروں سے اچھا سلوک ہے اور رشتہ داری کے کئی مراتب ہیں۔

(۱)...... پہلا یہ کہ آپس میں ایسی رشتہ داری ہو جس سے باہمی نکاح حرام ہو جاتا ہے۔

(۲)...... دوسرا یہ کہ وہ ایک دوسرے کے وارث بنتے ہوں، صاف ظاہر ہے کہ جو قرابت وارث کو حاصل ہوتی ہے غیر وارث کو حاصل نہیں ہوتی۔

(۳)...... تیسرا یہ کہ ان دونوں کے علاوہ کسی وجہ سے بھی قرابت حاصل ہو تو صلہ رحمی کا کم از کم درجہ یہ ہے کہ آپس

میں سلام وکلام کا سلسلہ قائم رہے، اگر یہ بھی نہیں تو صلہ رحمی نہیں ہے۔ تو ایسے لوگوں کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَدْخُلَ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ يَعْنِي قَاطِعَ رَحِمٍ)) (بخاری، رقم : ٥٩٨٤)

''جنت میں کاٹنے والا داخل نہیں ہوگا یعنی رشتہ داری کو کاٹنے والا۔''

(۴) رات کو نماز پڑھنا:...... اس سے مراد عشاء کی نماز ہے، کیونکہ اس وقت عموماً لوگ سو جاتے ہیں اور رات (تہجد) کے نوافل بھی اسی میں شامل ہیں اور اللہ ذوالجلال نے جنت میں جانے والے متقیوں کی صفتوں کا تذکرہ کیا ہے:

﴿كَانُوْا قَلِيْلًا مِنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ○ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ○﴾ (الذاریات: ١٧۔ ١٨)

اور فرمایا:

﴿تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا﴾ (السجدة: ١٦) ''وہ اپنے پہلوؤں کو بستروں سے الگ رکھتے ہیں اور اپنے رب کو خوف وطمع کرتے ہوئے پکارتے ہیں۔''

جنت میں سلامتی سے داخل ہونے سے کیا مراد ہے؟

ظاہر تو یہ ہے کہ مذکورہ بالا اعمال جنت میں داخلے کے اسباب میں سے چند اسباب ہیں، ان کے علاوہ اور بھی کئی چیزیں جنت میں داخلے کے لیے ضروری ہیں۔ مطلب یہ کہ مذکورہ اعمال کرنے والوں کو اللہ ذوالجلال کی طرف سے دوسرے اعمال صالحہ کرنے کی اور برے اعمال سے بچنے کی توفیق ملتی ہے اور اس کا خاتمہ ایمان اور عمل صالح پر ہوتا ہے۔ جس سے وہ عذاب سے محفوظ رہ کر شروع میں ہی جنت میں داخل ہونے کا حق دار بن جاتا ہے۔

[١٤٣/٧٦٠]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ فَرَاهِيجَ، قَالَ: سَمِعْتُ ......

أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا زَالَ جِبْرِيلُ يُوصِينِي بِالْجَارِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَوْ حَسِبْتُ أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جبریل علیہ السلام ہمسائے کے بارے میں مجھے وصیت کرتے رہے حتیٰ کہ میں نے گمان کیا کہ وہ اسے وراثت میں حصہ دار بنا دیں گے۔''

فوائد: ...... مذکورہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ پڑوسی کے حق اور اس کے ساتھ اکرام ورعایت کا رویہ رکھنے کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے سیدنا جبریل علیہ السلام مسلسل تاکیدی احکام لاتے رہے، حتی کہ رسول اللہ ﷺ کو خیال ہوا کہ شاید اس کو وارث بنا دیا جائے گا۔ یعنی حکم آ جائے گا کہ کسی کے مرجانے کے بعد جس طرح اس کے ماں

---

① بخاری، کتاب الادب، باب الوصية بالجار، رقم: ٦٠١٤، ٦٠١٥۔ مسلم، کتاب البروالصلة، باب الوصية بالجار والاحسان اليه، رقم: ٢٦٢٤۔ سنن ابوداود، رقم: ٥١٥١۔ سنن ترمذی، رقم: ١٩٤٢.

باپ، اس کی اولاد اور دوسرے اقارب اس کے ترکہ کے وارث ہوتے ہیں، اس طرح پڑوسی کا بھی اس میں حصہ ہوگا۔ ظاہر ہے کہ اس ارشاد کا مقصد ایک واقعہ کا بیان نہیں ہے۔ بلکہ پڑوسیوں کے حق کی اہمیت کو بتانے کے لیے یہ ایک بہت اہم فرمان ہے، اس طرح ایک دوسری حدیث میں ہے کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ قِيْلَ مَنْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ .))

''اللہ کی قسم وہ مومن نہیں، اللہ کی قسم وہ مومن نہیں، اللہ کی قسم وہ مومن نہیں، عرض کیا گیا: اللہ کے رسول! کون؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((اَلَّذِیْ لَا يَأْمَنُ جَارُهٗ بَوَائِقَهٗ))...... ''جس شخص کی شرارتوں سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو۔'' (بخاری، رقم : ٦٠١٦)

اور پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا اللہ ذوالجلال نے بھی حکم دیا ہے۔

﴿وَ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ لَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّ بِذِی الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ الْجَارِ ذِی الْقُرْبٰى وَ الْجَارِ الْجُنُبِ﴾ (النسآء: ٣٦)

''تم اللہ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ نیز رشتے داروں، یتیموں، مساکین سے اور قرابت دار ہمسایہ سے اور اجنبی ہمسایہ سے۔''

معلوم ہوا رشتہ دار اور غیر رشتہ دار ہمسائیوں سے بھی حسن سلوک کرنا چاہیے۔ لیکن اگر حسن سلوک نہ کرے گا اور ان کو اذیتیں پہنچائے گا تو ایسا شخص جنت سے محروم ہو جائے گا۔ جیسا کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ آدمی جنت میں داخل نہ ہو سکے گا جس کی شرارتوں اور ایذا رسانیوں سے اس کا پڑوسی مطمئن نہ ہو۔'' (ادب المفرد، رقم : ١٢١)

ہمسایہ کی تین قسمیں ہیں: ① رشتہ دار ہمسایہ۔ ② غیر رشتہ دار ہمسایہ (غیر مسلم) ③ جس سے عارضی ہمسائیگی کا تعلق ہو جیسے ہم جماعت، ہم سفر اور ہم پیشہ وغیرہ ہر قسم کے ہمسائے سے حسنِ سلوک کا حکم ہے۔

[١٤٦/٧٦١]...... أَخْبَرَنَا الْمَخْزُومِيُّ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، حَدَّثَنَا أَبُو مَسْعُودٍ وَهُوَ سَعِيدُ بْنُ إِيَاسٍ الْجُرَيْرِيُّ......

عَنْ خَالِدٍ الْقَيْسِيِّ، قَالَ: قُلْتُ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، هَلْ سَمِعْتَ مِنْ خَلِيلِكَ شَيْئًا تُطِيبُ بِهِ أَنْفُسَنَا ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، سَمِعْتُهُ يَقُولُ: صِغَارُكُمْ دَعَامِيصُ الْجَنَّةِ، قَالَ الْمَخْزُومِيُّ: الصِّغَارُ الأَطْفَالُ، وَالدَّعَامِيصُ

خالد قیسی نے بیان کیا، میں نے کہا: اے ابوہریرہ! کیا آپ نے اپنے خلیل (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کوئی ایسی چیز سنی ہے جس کے ذریعے ہم اپنے جی خوش کر لیں؟ انہوں نے فرمایا: ''ہاں! میں نے آپؐ کو فرماتے ہوئے سنا: ''تمہارے چھوٹے بچے جنت کے کیڑے ہیں۔''

شَیْءٌ یَکُونَ فِیَ أَسْفَلِ الْحَبِّ . ①

فوائد: ...... مذکورہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح دنیا میں تتلیاں ادھر ادھر اڑتی پھرتی ہیں، اسی طرح مسلمانوں کے چھوٹے نابالغ بچے بھی جنت میں تتلیوں کی طرح ادھر ادھر گھومتے پھرتے ہوں گے اور جنت میں جہاں چاہیں گے سیر کرتے ہوئے داخل ہوں گے۔

ایک دوسری حدیث میں ہے سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''جس شخص کے تین بچے مر جائیں اور وہ ان پر صبر کرے تو جنت میں داخل ہوگا۔'' ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! جس کے دو بچے مر جائیں؟ تو آپؐ نے فرمایا: ''جس کے دو بچے مر جائیں (وہ بھی جنت میں جائے گا)'' راوی نے کہا کہ میں نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: اللہ کی قسم! اگر آپ لوگ ایک بچہ (بھی) کہہ دیتے تو نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم ایک بچے پر بھی فرما دیتے، سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم میں بھی یہی گمان کرتا ہوں۔''

(ادب المفرد للبخاری: اسنادہ حسن)

[۱۷۱/۷٦۲]...... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، حَدَّثَنِی الطَّلْقُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، وَأَخْبَرَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، حَدَّثَنِی جَدِّی طَلْقُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، عَنْ أَبِی زُرْعَةَ......

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ، قَالَ: جَاءَ تِ امْرَأَةٌ بِابْنٍ لَهَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْتَكِی، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَخَافُ عَلَيْهِ وَقَدْ قَدَّمْتُ ثَلَاثَةً، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَقَدِ احْتَظَرْتِ بِحَظَارَةٍ شَدِيدَةٍ مِنَ النَّارِ . ②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: ایک عورت اپنے بیٹے کو لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی، اس نے عرض کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے اس کے متعلق اندیشہ ہے جبکہ میں تین بچے آگے بھیج چکی ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم نے تو جہنم سے بہت ہی مضبوط باڑ بنا لی ہے۔''

فوائد: ...... مذکورہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ان بچوں کے مرنے کی وجہ سے تم اب جہنم میں نہیں جاؤ گی یہ تمہارے بچے تمہارے لیے جہنم سے بچاؤ کا ذریعہ بن گئے ہیں۔

---

① مسلم، کتاب البر والصلة، باب فضل من یموت له ولد فیحتسبه، رقم: ۲٦۳۵۔ مسند احمد: ۲/ ٤۸۸۔ صحیح ترغیب وترهیب، رقم: ۱۹۹۸ .

② مسلم، کتاب البر والصلة، باب فضل من یموت له ولد ، رقم : ۲٦۳٦۔ سنن نسائی، رقم: ۱۸۷۷۔ مسند احمد، رقم: ۹٤۲۷ .

[۱۷۴/۷۶۳]...... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَحَقُّ بِحُسْنِ صَحَابَتِي؟ فَقَالَ: أُمُّكَ، قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ أُمُّكَ، قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ أُمُّكَ، قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: أَبُوكَ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے عرض کیا: میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمہاری ماں۔'' اس نے عرض کیا، پھر کون؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پھر تمہاری ماں۔'' اس نے عرض کیا: پھر کون؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پھر بھی تمہاری ماں۔'' اس نے عرض کیا: پھر کون؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمہارا باپ۔''

[۱۷۵/۷۶۴]...... أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ. ②

جناب ابوزرعہ نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی سابقہ حدیث کی مانند روایت کیا ہے۔

فوائد:...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا حسن سلوک کی باپ کی نسبت ماں زیادہ حق دار ہے۔ اس لیے کہ ماں بچے کی خدمت کرنے میں سب سے زیادہ مشقت برداشت کرتی ہے اور ضعیف ہونے کی وجہ سے بھی حسن سلوک کی زیادہ مستحق ہے اور پھر باپ کی نسبت زیادہ نرم دل اور زیادہ حساس ہوتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ وَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّ فِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْلِيْ وَ لِوَالِدَيْكَ﴾ (لقمان: ۱۴)

''اور ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے متعلق وصیت کی، اس کی ماں نے کمزوری پر کمزوری کی حالت میں اسے اٹھایا اور اس کا دودھ چھڑانا دو سال میں ہے کہ میرا اور اپنے ماں باپ کا شکر ادا کر۔''

صحیح بخاری میں ہے کہ نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوْقَ الْاُمَّهَاتِ)) (بخاری، کتاب الاخلاق، رقم: ۵۹۷۵)...... ''اللہ نے تم پر ماؤں کی نافرمانی حرام قرار دی ہے۔''

اس میں بھی والدہ کا خصوصی تذکرہ ہوا ہے کہ اس کا دل دکھانا حرام ہے، حالانکہ والد کا دل دکھانا بھی حرام ہے۔

---

① بخاری، کتاب الاخلاق، باب من احق الناس بحسن الصحبة: ۵۹۷۱۔ مسلم، کتاب البروالصلة، باب برالوالدين وانهما احق به: ۲۵۴۸۔ سنن ابن ماجه: ۲۷۰۶۔ مسند احمد: ۲/ ۳۲۷۔ معجم صغير: ۱۱۴۰.

② السابق.

لیکن ماں کا حق زیادہ ہے، اس لیے نبی علیہ السلام نے والدہ کا خصوصی تذکرہ کیا، تین دفعہ حسن سلوک کی تاکید والدہ کے لیے فرمائی اور والد کے لیے ایک دفعہ تاکید فرمائی۔

علماء کرام کہتے ہیں کہ اولاد کے لیے ماں تین مشقتیں برداشت کرتی ہے۔

(۱) حمل کی (۲) جننے کی (۳) اور دودھ پلانے کی۔ اس وجہ سے فقہاء نے تشریح کی ہے کہ احسان اور سلوک میں ماں کا حق باپ پر مقدم ہے۔ اگر کوئی شخص ایسا ہو کہ وہ اپنی ناداری کی وجہ سے دونوں کے ساتھ سلوک نہیں کر سکتا تو ماں کے ساتھ سلوک کرنا مقدم ہے البتہ اعزاز اور ادب وتعظیم میں باپ کا حق ماں پر مقدم ہے۔

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ باپ کے بعد نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((ثُمَّ الْاَقْرَبُ فَالْاَقْرَب .)) ''اس کے بعد جو تمہارے قریبی رشتہ دار ہوں، پھر جو ان کے بعد قریبی رشتہ دار ہوں۔'' (ادب المفرد، رقم : ۳)

شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس کو حسن کہا ہے۔

معلوم ہوا والد کے بعد باقی رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا۔ اور اس میں بھی رشتہ داری کی حیثیت کو معیار بنایا کہ جس سے رشتہ داری جس قدر قریب تر ہو، اس کے ساتھ حسن سلوک کا اسی قدر اہتمام کیا جائے۔

[۱۸۳/۷۶۵]...... أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ سَلْمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ النَّخَعِيِّ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ تَسَمَّى بِاسْمِي فَلَا يُكَنِّي بِكُنْيَتِي، وَمَنِ اكْتَنَى بِكُنْيَتِي فَلَا يَتَسَمَّ بِاسْمِي . ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو میرے نام پر نام رکھے، تو وہ میری کنیت پر کنیت نہ رکھے اور جو میری کنیت پر کنیت رکھے، تو وہ میرے نام پر نام نہ رکھے۔''

فوائد: ...... ایک دوسری حدیث میں ہے سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم بازار میں تھے کہ ایک صاحب کی آواز آئی، یا ابوالقاسم! آپؐ ان کی طرف متوجہ ہوئے (معلوم ہوا کہ انہوں نے کسی اور کو پکارا ہے) اس پر آپؐ نے فرمایا: ''میرے نام پر نام رکھو، لیکن میری کنیت مت رکھو۔'' (بخاری، رقم : ۳۵۳۷)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے 'فتح الباری' میں علماء کے مختلف اقوال نقل کیے ہیں: (۱) بعض کے نزدیک مطلقاً ممانعت ہے۔ (۲) بعض نے کہا ہے کہ جمع کرنا منع ہے۔ (۳) بعض نے کہا ہے: یہ ممانعت زندگی تک تھی۔ راجح قول یہ ہے کہ ممانعت زندگی تک ہی تھی۔ اب نام بھی اور کنیت دونوں رکھنا جائز ہے۔ (فتح الباری: ۱۰/ ۶۹۹۔ شرح حدیث ۶۱۸۷، ۶۱۸۸، ۶۱۸۹ مطبوعه قديمى كتب خانه كراچى)

---

① سنن ابوداود، كتاب الادب، باب فيمن راى ان لا يجمع بينهما، رقم: ٤٩٦٦، اسنادهٗ حسنٌ لغيره.

راجح قول کی مؤید یہ روایت بھی کہ سیدنا محمد ابن حنفیہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے) یہ اجازت حاصل تھی (جس کی تفصیل یہ ہے) انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آپ کے بعد میرے ہاں لڑکا پیدا ہوتو اس کا نام آپ کے نام پر اور اس کی کنیت آپ کی کنیت پر رکھ سکتا ہوں؟ آپ ؐ نے فرمایا: ''ہاں۔'' (ادب المفرد، رقم: ۸٤۳۔ سلسلة صحيحه ، رقم: ۲۹٤٦)

[٢١٦/٧٦٦]...... أَخْبَرَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ الْجُعْفِيُّ، حَدَّثَنَا زَائِدَةُ، عَنْ مَيْسَرَةَ الأَشْجَعِيِّ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُحْسِنْ قِرَى ضَيْفِهِ، فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَمَا حَقُّ الضَّيْفِ ؟ قَالَ: ثَلَاثٌ فَمَا كَانَ فَوْقَهُنَّ أَوْ بَعْدَهُنَّ فَهُوَ صَدَقَةٌ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ شَهِدَ أَمْرًا فَلْيَتَكَلَّمْ بِخَيْرٍ أَوْ لِيَسْكُتْ، اسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ فَإِنَّهُنَّ خُلِقْنَ مِنْ ضِلْعٍ، وَإِنَّ أَعْوَجَ شَيْءٍ فِي الضِّلْعِ أَعْلَاهُ فَإِنْ أَرَدْتَ إِقَامَتَهُ كَسَرْتَهُ وَإِنْ تَرَكْتَهُ لَمْ يَزَلْ أَعْوَجَ، فَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جوشخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہوتو وہ اپنے ہم سائے کو ایذا نہ پہنچائے، اور جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہوتو وہ اپنے مہمان کی خوب ضیافت کرے۔'' عرض کیا گیا: اللہ کے رسول! مہمان کا حق کیا ہے؟ آپ ؐ نے فرمایا: ''تین (دن حق ضیافت) پس جو ان (تین دنوں) سے زیادہ ہو یا ان کے بعد ہوتو وہ صدقہ ہے۔ اور جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو، اسے کوئی معاملہ پیش آئے تو وہ خیر و بھلائی کی بات کرے یا پھر خاموش رہے، عورتوں کے بارے میں خیر و بھلائی کی وصیت قبول کرو، کیونکہ وہ پسلی سے پیدا کی گئی ہیں اور پسلی میں بھی سب سے زیادہ ٹیڑھا اس کے اوپر کا حصہ ہے، اگر تم نے اسے سیدھا کرنا چاہا تو اسے توڑ ڈالو گے، اور اگر تم اسے چھوڑ دو گے تو وہ ٹیڑھی ہی رہے گی، پس تم عورتوں کے بارے میں خیر و بھلائی کی وصیت قبول کرو۔''

فوائد: ......(۱)...... مذکورہ حدیث میں پڑوسی کے حقوق کی نگہداشت کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔

(۲)...... اکرام ضیف: مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ مہمان کی مہمان نوازی کرنی چاہیے اور تین دن تک مہمان کو کھلانا اور ٹھہرانا اس کا حق ہے اور مہمان کو بھی چاہیے کہ زیادہ دیر تک میزبان کے ہاں نہ ٹھہرے، ہاں اگر میزبان

① مسلم، كتاب الرضاع، باب الوصية بالنساء، رقم: ١٤٦٨.

مجبور کرے یا قریبی تعلق ہو تو کوئی حرج نہیں کہ تین دنوں سے زیادہ ٹھہر سکتا ہے۔

(۳)...... زبان کی حفاظت کرنا: مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا انسان کو اچھی بات کرنی چاہیے وگرنہ خاموش ہو جانا چاہیے۔ کیونکہ قرآن مجید میں ہے: ﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ﴾ (قٓ : ۱۸)...... ''آدمی جو بات بھی منہ سے بولتا ہے، اس کے پاس ایک تیار نگہبان موجود ہوتا ہے۔'' ایک حدیث میں ہے: ((مَنْ صَمَتَ نَجَا)) (سلسلة الصحيحه، رقم : ٥٣٦) ''جو خاموش رہا نجات پا گیا۔'' سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا نجات کیا ہے؟ فرمایا: ((اَمْسِكَ عَلَيْكَ لِسَانَكَ .)) (صحيح ترمذى، رقم : ١٩٦١)...... ''اپنی زبان اپنے آپ پر روک کر رکھ۔''

اور خاموشی جو نجات کا باعث ہے، یہ حرام، مکروہ، بے کار اور بے فائدہ باتوں سے خاموش رہے۔ ورنہ زبان اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ ایمان وسلام کا اظہار بھی زبان سے ہوتا ہے۔ تلاوت و ذکر، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اس کے ذریعے سرانجام پاتے ہیں۔

(۴)...... استوصوء بالنساء کے معنی ہیں: عورتوں کے متعلق میری وصیت قبول کرو اور اس پر عمل کرو یعنی ہر صورت میں عورتوں سے حسن سلوک سے پیش آؤ، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّ يَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا﴾ (النسآء: ١٩) ''اور ان کے ساتھ اچھے طریقے سے بودوباش رکھو گو تم انہیں ناپسند کرو لیکن بہت ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو برا جانو اور اللہ تعالیٰ اس میں بہت ہی بھلائی کر دے۔''

صحیح مسلم میں حدیث ہے: ''مومن مرد (شوہر) مومنہ عورت (بیوی) سے بغض نہ رکھے، اگر اس کی ایک عادت اسے ناپسند ہے تو اس کی دوسری عادت پسندیدہ بھی ہوگی۔'' (صحيح مسلم، رقم: ١٤٦٩)

کیونکہ عورت فطری طور پر کمزور ہے تو زیادہ عقل والے اور بلند حوصلے والے مرد کو چاہیے کہ تحمل اور عفو و درگزر سے کام لے۔

[٧٦٧/٢٤٤]...... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُسْلِمٍ الْهَجَرِيِّ، عَنْ أَبِي عِيَاضٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ صَدَقَةٌ، قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَمَنْ يُطِيقُ ذَلِكَ ؟ قَالَ: إِمَاطَتُكَ الأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ، وَإِرْشَادُكَ الرَّجُلَ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر مسلمان پر ہر روز صدقہ کرنا ضروری ہے۔'' انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اس کی کون طاقت رکھتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمہارا راستے سے تکلیف دہ چیز کو دور کر دینا صدقہ ہے، تمہارا

الْمُسْلِمَ الطَّرِيقَ صَدَقَةٌ، وَعِيَادَتُكَ الرَّجُلَ الْمُسْلِمَ صَدَقَةٌ، وَاتِّبَاعُكَ جِنَازَتَهُ صَدَقَةٌ، وَرَدُّكَ السَّلَامَ عَلَى الْمُسْلِمِ صَدَقَةٌ. ①

مسلمان شخص کو راستہ بتا دینا صدقہ ہے، تمہارا مسلمان شخص کی عیادت کرنا صدقہ ہے، تمہارا جنازے میں شریک ہونا صدقہ ہے، تمہارا مسلمان کو سلام کا جواب دینا صدقہ ہے۔''

[۲۴۵/۷۶۸]...... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلِ بْنِ غَزْوَانَ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ، قَالَ: فَقَالُوا: وَمَنْ يُطِيقُ ذَلِكَ؟ قَالَ: إِمَاطَتُكَ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ، وَعِيَادَتُكَ الْمَرِيضَ صَدَقَةٌ، وَاتِّبَاعُكَ جِنَازَتَهُ صَدَقَةٌ، وَأَمْرُكَ بِالْمَعْرُوفِ صَدَقَةٌ وَنَهْيُكَ، وَرَدُّكَ السَّلَامَ عَلَى الْمُسْلِمِ صَدَقَةٌ. ②

محمد بن فضیل بن غزوان نے اس اسناد سے اسی مثل روایت کیا ہے، راوی نے بیان کیا، انہوں نے کہا: اس کی کون طاقت رکھتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ''تمہارا راستے سے تکلیف دہ چیز کو دور کر دینا صدقہ ہے، تمہارا مریض کی عیادت کرنا صدقہ ہے، تمہارا جنازے میں شریک ہونا صدقہ ہے، تمہارا نیکی کا حکم کرنا اور برائی سے روکنا صدقہ ہے، تمہارا مسلمان کو سلام کا جواب دینا صدقہ ہے۔''

[۲۹۰/۷۶۹]...... أَخْبَرَنَا جَعْفَرٌ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ الْهَجَرِيُّ، عَنْ أَبِي عِيَاضٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ صَدَقَةٌ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَمَنْ يُطِيقُ ذَلِكَ؟ فَقَالَ: إِرْشَادُكَ الْمُسْلِمَ عَلَى الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ وَرَدُّكَ السَّلَامَ عَلَى الْمُسْلِمِ صَدَقَةٌ، وَأَمْرُكَ بِالْمَعْرُوفِ وَنَهْيُكَ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ. ③

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر مسلمان پر روزانہ صدقہ کرنا واجب ہے۔'' انہوں نے عرض کیا، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اس کی کون طاقت رکھتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمہارا مسلمان کو راستہ بتا دینا صدقہ ہے، تمہارا مسلمان کو سلام کا جواب دینا صدقہ ہے، تمہارا نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا صدقہ ہے۔''

فوائد:...... ایک دوسری حدیث میں ہے: ((كُلُّ مَعْرُوْفٍ صَدَقَةٌ)) (بخاری، رقم: ۶۰۲۱) ''ہر اچھا کام صدقہ ہے۔''

صدقہ کا اصل تو یہ ہے کہ آدمی خوشی سے اپنے مال سے کچھ اللہ کو خوش کرنے کے لیے دے۔ لیکن مذکورہ بالا

---

① بخاری، کتاب الجهاد، باب من اخذ بالركاب ونحوه، رقم: ۲۹۸۹۔ مسلم، کتاب الزکاة، باب بيان ان اسم الصدقة الخ، رقم: ۱۰۰۹۔ مسند احمد: ۲/ ۳۲۸.

② السابق.

③ انظر ما قبله.

احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ صدقہ کے لیے ضروری نہیں کہ مال ہی دیا جائے، بلکہ دوسری خداداد صلاحیتوں کو خرچ کرنے سے بھی صدقہ کا ثواب حاصل کیا جا سکتا ہے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ تمہارا اپنے بھائی کے سامنے مسکرا دینا تمہارے لیے صدقہ ہے۔ (صحيح ترمذی، رقم : ١٥٩٤)

ایک اور حدیث میں ہے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بنو آدم میں سے ہر انسان کی تخلیق تین سو ساٹھ جوڑوں پر ہوئی، پس جس نے اللہ اکبر کہا، الحمد للہ کہا، لا الہ الا اللہ کہا، سبحان اللہ کہا، استغفر اللہ کہا، راستے سے کوئی پتھر ہٹایا یا کوئی کانٹا یا ہڈی، راستے سے دور کر دی یا کسی نیکی کا حکم دیا یا کسی برائی سے روکا (یعنی) تین سو ساٹھ جوڑوں کی تعداد میں (ایسے) مذکورہ اعمال کرے تو وہ اس دن اس حال میں شام کرتا ہے کہ اس نے اپنے نفس کو جہنم کی آگ سے دور کر لیا ہوتا ہے۔'' (سلسلة صحيحه، رقم : ١٧١٧)

[٢٤٦/٧٧٠]...... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ الْهَجَرِيِّ، عَنْ أَبِي عِيَاضٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أَغْضَبُ كَمَا يَغْضَبُ الْبَشَرُ، وَأَلْعَنُ كَمَا يَلْعَنُ الْبَشَرُ، فَأَيُّمَا عَبْدٍ سَبَبْتُهُ أَوْ لَعَنْتُهُ فِي غَيْرِ كُنْهِهِ فَاجْعَلْهُ لَهُ رَحْمَةً. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں ایک انسان ہوں، جس طرح انسان ناراض ہوتا ہے میں بھی اسی طرح ناراض ہوتا ہوں، میں بھی لعنت کرتا ہوں جس طرح انسان لعنت کرتا ہے، پس میں نے جس بھی شخص/ غلام کو برا بھلا کہا ہو یا اس پر لعن طعن کی ہو جس کا وہ مستحق نہ تھا تو (اے اللہ) اسے اس کے لیے رحمت بنا دے۔''

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ثابت ہوتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعائیں بھی اپنی امت کے لیے باعث رحمت وتزکیہ بن جاتی ہیں، اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو جہان والوں کے لیے رحمت بن کر آئے تھے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۝﴾ (الانبياء: ١٠٧) ''اور ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر مبعوث کیا۔''

دوسرے مقام پر فرمایا: ﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۝﴾ (التوبة: ١٢٨) ''تمہارے پاس ایک ایسے پیغمبر تشریف لائے ہیں، جو تمہاری جنس سے ہیں جن کو تمہاری تکلیف نہایت گراں گزرتی ہے، جو تمہاری منفعت کے بڑے خواہشمند رہتے ہیں۔ ایمان والوں کے ساتھ بڑے

① مسلم، كتاب البر والصلة، باب من لعنه النبی صلی اللہ علیہ وسلم الخ، رقم: ٢٦٠١۔ سنن دارمی، رقم: ٢٧٦٥۔ مسند احمد: ٢/ ٣٩٠.

ہی شفیق اور مہربان ہیں۔''

ایسی عظیم ہستی کے متعلق کون یہ گمان کر سکتا ہے کہ آپ ﷺ نے کسی کو برا بھلا کہا ہو یا لعنت بھیجی ہو بلکہ آپ ﷺ تو اپنے دشمنوں کو بددعا کی بجائے دعائیں دیا کرتے تھے۔ جیسا کہ شاعر کہتا ہے:

کھا کے اغیار سے پتھر وہ دعا دیتے ہیں
رحمت عام کا پیغام سنا دیتے ہیں

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان احادیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی امت پر کس قدر مشفق اور ان کی مصلحت وخیر خواہی کے لیے کس قدر کوشاں تھے۔ نیز ان کے لیے جو چیز نفع بخش ہوتی اس کی خواہش کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کا کسی مسلمان کے حق میں نقصان کی دعا کرنا جو اس کا اہل و مستحق نہ ہو، آپ کی یہی نقصان کی دعا مسلمان کے حق میں رحمت و پاکیزگی اور کفارے کا ذریعہ بن جائے گی۔ جب کہ رسول اللہ ﷺ نے کفار ومنافقین کے حق میں جو بددعا کی وہ ان کے لیے رحمت نہیں ہوئی۔ اگر کوئی یہ کہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غیر اہل و مستحق شخص کے لیے دعاء ضرر کیوں فرمائی؟ تو علامہ نووی رحمہ اللہ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے رقمطراز ہیں: رسول اللہ ﷺ نے کلمات زجر جو بیان فرمائے ہیں تو ان سے حقیقت مقصود نہیں ہے۔ بلکہ وہ اہل عرب کے ان کلمات کی طرح ہیں جنہیں وہ بغیر معنی کی نیت کے بول دیتے ہیں۔ جیسے "تَرِبَتْ يَمِيْنُكَ"، تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں وغیرہ۔ اور ایسے کلمات کا صدور رسول اللہ ﷺ سے بہت کم ہوا۔ کیونکہ آپ ﷺ فاحش و متفحش نہ تھے، نہ (خواہ مخواہ) لعنت کرنے والے تھے۔ اور نہ ہی اپنی ذات کے لیے کسی سے انتقام لینے والے تھے۔ (جیسا کہ حدیث میں آتا ہے) صحابہ رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: قبیلہ دوس پر لعنت کریں، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! دوس کو ہدایت دے۔'' اور فرمایا: ''اے اللہ! میری قوم کو بخش دے، کیونکہ وہ (میری حیثیت کو) نہیں جانتے۔'' (شرح مسلم، للنووی: ص ١٨٥٤، ١٨٥٣ طبع اولى دارابن حزم)

[٢٨٣/٧٧١]...... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ صَفِيِّي وَخَلِيلِي أَبُو الْقَاسِمِ صَاحِبُ الْحُجْرَةِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا نُزِعَتِ الرَّحْمَةُ إِلَّا مِنْ شَقِيٍّ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: میرے جگری دوست، حجرے والے ابوالقاسم ﷺ نے فرمایا: ''بدنصیب شخص سے رحمت چھین لی جاتی ہے۔''

① سنن ابوداود، كتاب الادب، باب فى الرحمة، رقم: ٤٩٤٢۔ سنن ترمذى، رقم: ١٩٢٣۔ مسند احمد: ٢/ ٣٠١۔ صحيح ابن حبان، رقم: ٤٦٢۔ مستدرك حاكم: ٤/ ٢٧٧۔ صحيح الجامع الصغير، رقم: ٧٤٦٧۔ صحيح ترغيب وترهيب، رقم: ٢٢٦١.

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ صفت رحمت کا مل جانا بڑی سعادت کی بات ہے، لیکن صفت رحمت کا نہ ملنا بڑی بدبختی کی علامت ہے، کیونکہ سخت دل اور بد بخت لوگوں کے دلوں سے رحمت نکال لی جاتی ہے۔ نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہیں فرماتے۔''

(ادب المفرد، رقم : ٣٧٥۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس کو صحیح کہا ہے)

ایک دوسری حدیث میں ہے، سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نبی مکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں: ''رحم کرنے والوں پر رحمان رحم فرمائے گا، تم اہل زمین پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔'' (سنن ابو داود، رقم : ٤٩٤١)

[٢٩٣/٧٧٢]...... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي يَحْيَى، مَوْلَى جَعْدَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ...... أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ قِيلَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ فُلَانَةَ تُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ وَتَصُومُ النَّهَارَ وَتُؤْذِي جِيرَانَهَا سَلِيطَةً، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هِيَ فِي النَّارِ، وَقِيلَ لَهُ: إِنَّ فُلَانَةَ تُصَلِّي الْمَكْتُوبَةَ وَتَصُومُ رَمَضَانَ وَتَصَدَّقُ بِالأَثْوَارِ مِنَ الأَقِطِ، لَيْسَ لَهَا شَيْءٌ غَيْرُهُ وَلَا تُؤْذِي أَحَدًا، فَقَالَ: هِيَ فِي الْجَنَّةِ. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا: فلاں عورت رات کے وقت تہجد پڑھتی ہے اور دن کو روزہ رکھتی ہے، جبکہ وہ اپنی پڑوسن کو اذیت پہنچاتی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ جہنمی ہے۔'' آپ سے عرض کیا گیا: فلاں عورت فرض نماز پڑھتی ہے، رمضان کے روزے رکھتی ہے، پنیر کے چند ٹکڑے صدقہ کرتی ہے اور اس کے پاس اس کے علاوہ کچھ نہیں، وہ کسی کو تکلیف نہیں پہنچاتی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ جنتی ہے۔''

[٢٩٤/٧٧٣]...... قُلْتُ لِأَبِي أُسَامَةَ أَحَدَّثَكُمُ الأَعْمَشُ، حَدَّثَنَا أَبُو يَحْيَى مَوْلَى جَعْدَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ ...... أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قِيلَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ فُلَانَةُ تُصَلِّي بِاللَّيْلِ فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ كَمَا حَدَّثَنَا جَرِيرٌ فَأَقَرَّ بِهِ أَبُو أُسَامَةَ وَقَالَ: نَعَمْ. ②

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! فلاں عورت تہجد پڑھتی ہے، راوی نے بیان کیا، پس میں نے انہیں اسی طرح سنایا جس طرح جریر نے ہمیں بیان کیا تھا، تو ابو اسامہ نے اسے درست قرار دیا اور کہا: ہاں۔

فوائد: ...... تکلیف دینا تو کسی کو بھی جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ مسلمان کی شان کے خلاف ہے۔ رسول

① انظر: ٢٩١.

② انظر ما قبله.

اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ)) (بخاری، رقم : ١٠)......''مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے (دوسرے) مسلمان محفوظ رہیں۔''

لیکن ہمسائے کو تکلیف دینا تو بہت بڑا جرم ہے، اس سے بچنا چاہیے، کیونکہ اس کا وبال بہت زیادہ ہے۔ جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے لوگوں کے نیک اعمال ختم ہو جاتے ہیں اور ہمسائے کو اذیت پہنچانا، کسی اور کو اذیت پہنچانے سے زیادہ گناہ ہے۔

جیسا کہ حدیث میں ہے کہ جو شخص دس عورتوں سے زنا کرے تو اس کا گناہ اس سے کم ہے کہ اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرے۔ اور فرمایا: کوئی شخص دس گھروں سے چوری کرے تو اس کا گناہ اس سے کم ہے کہ اپنے پڑوسی کے گھر سے چوری کرے۔ (ادب المفرد، رقم : ١٠٣)

[٣٢٤/٧٧٤]...... أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ ابْنِ عَتِيقٍ، رَجُلٌ مِنْ مَلِيكَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ......

قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: أَنْ يَمْتَلِءَ جَوْفُ أَحَدِكُمْ قَيْحًا خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَمْتَلِءَ شِعْرًا. قَالَ ابْنُ عَتِيقٍ: فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِيَزِيدَ بْنِ الأَصَمِّ، فَقَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَذْكُرُ مِثْلَ ذَلِكَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ①

عبداللہ نے بیان کیا: تم میں سے کسی کا پیٹ پیپ سے بھر جائے تو یہ اس کے لیے اس سے بہتر ہے کہ وہ شعروں سے بھرا ہو۔ ابن عتیق نے بیان کیا، میں نے یزید بن الاصم سے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا: میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو اسی مثل رسول اللہ ﷺ سے ذکر کرتے ہوئے سنا ہے۔

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا رسول اللہ ﷺ نے شعروں میں زیادہ مشغول رہنا پسند نہیں کیا مذکورہ بالا حدیث کے متعلق ابوعلی لولوی رحمہ اللہ نے کہا کہ حضرت ابوعبید کا یہ قول ہمیں پہنچا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص شعر وشاعری میں اس قدر منہمک ہو جائے کہ قرآن اور اللہ کے ذکر ہی سے غافل ہو جائے (تو یہ انتہائی مذموم ہے) لیکن قرآن کریم اور مشغلہ علم غالب رہے تو ایسا آدمی ہمارے خیال میں اس کا مصداق نہیں بنتا کہ اس کا پیٹ شعروں سے بھرا ہو۔ (سنن ابوداود، رقم : ٥٠٠٩)

اس سے برے شعر بھی مراد ہیں، اچھے اشعار پڑھنے اور سننے میں کوئی حرج نہیں وہ جائز ہیں۔ جیسا کہ سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ شعر پڑھتے تھے اور بخاری شریف میں ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے حسان! اللہ کے رسول کی

---

① بخاری، کتاب الادب، باب ما یکرہ ان یکون الغالب الخ، رقم: ٦١٥٥۔ مسلم، کتاب الشعر، رقم: ٢٢٥٧، ٢٢٥٨۔ سنن ابوداود، رقم: ٥٠٠٩۔ سنن ترمذی، رقم: ٢٨٥١۔ سنن ابن ماجه، رقم: ٣٧٥٩۔ مسند احمد: ٢/ ٢٨٨ .

طرف سے مشرکوں کو جواب دو، اے اللہ! روح القدس کے ذریعہ ان کی مدد کر۔'' (بخاری، رقم : ٦١٥٢)

[٣٢٨/٧٧٥]...... أَخْبَرَنَا الْمُقْرِئُ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ، حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْوَلِيدِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُجَيْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ أَنْ يُسَلِّمَ عَلَيْهِ إِذَا لَقِيَهُ، وَيُشَمِّتَهُ أَوْ يُسَمِّتَهُ إِذَا عَطِسَ، وَيُجِيبَهُ إِذَا دَعَاهُ، وَيَعُودُهُ إِذَا مَرِضَ، وَيَشْهَدَهُ إِذَا مَاتَ، وَيَنْصَحَ لَهُ إِذَا غَابَ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق ہے کہ جب وہ اس سے ملاقات کرے تو اسے سلام کرے، جب وہ چھینک مار کر الحمد للہ کہے تو یہ اسے ''یرحمک اللہ'' کہہ کر جواب دے، جب اسے دعوت دے تو وہ اسے قبول کرے، جب بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کرے، جب فوت ہو جائے تو اس کے جنازے میں شرکت کرے اور اس کی غیر موجودگی میں اس کے لیے خیر خواہی کرے۔''

فوائد:...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا ایک مسلمان کو دوسرے کے حقوق ادا کرنے چاہئیں تا کہ معاشرے میں امن قائم رہ سکے، چند حقوق کا ذکر مذکورہ بالا حدیث میں ہوا ہے۔

(۱) ملاقات کے وقت سلام کرنا:

لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ جدا ہوتے وقت سلام نہیں کہنا، ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص مجلس میں پہنچے تو سلام کہے، اگر اس کا ارادہ بیٹھنے کا ہے تو بیٹھ جائے، پھر جب اٹھے تو سلام کہے کیونکہ پہلے سلام کا حق دوسرے سے زیادہ نہیں۔'' (صحيح الجامع الصغير، رقم : ٤٠٠)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب تھوڑی دیر کے بعد دوبارہ ملنے پر بھی سلام کہتے اور وہ اس حدیث پر عمل کرتے نظر آتے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی سے ملے تو سلام کہے پھر اگر ان کے درمیان کوئی درخت یا دیوار یا پتھر حائل ہو جائے تو دوبارہ ملنے پر پھر اسے سلام کہے۔'' (سنن ابوداود، رقم : ٥٢٠٠)

سلام سننے والے کو سلام کا جواب دینا چاہیے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَإِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا﴾ (النسآء : ٨٦)...... ''اور جب تمہیں سلام کیا جائے تو تم اس سے اچھا جواب دو یا انہی الفاظ کو لوٹا دو۔''

---

① بخاری، رقم : ١٢٣٩، ٢٤٤٥، ٥١٧٥، ٦٢٢٢۔ مسلم، کتاب السلام، باب من حق المسلم للمسلم رد السلام، رقم : ...... ، سنن ابوداود، رقم : ٥٠٣٠۔ سنن ترمذی، رقم : ٢٧٣٦.

اچھا جواب کا مطلب یہ ہے کہ زیادہ الفاظ کے ساتھ، جیسا کہ سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں سلام دیتے تو ہم جواباً کہتے: ((وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ وَمَغْفِرَتُهٗ)) (سلسلة الصحیحه، رقم : ۱٤٤۹)......''اور آپ پر سلامتی ہو، اللہ کی رحمت ہو، اس کی برکتیں ہوں اور اس کی مغفرت ہو۔''

(۲)...... جب کسی مسلمان کو چھینک آئے تو دوسرے کو یرحمك اللّٰه کہنا چاہیے۔ لیکن یہ اس وقت ہے جب چھینک لینے والا ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ'' کہے اگر چھینکنے والا ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ'' نہیں کہتا تو سننے والے کو یرحمك اللّٰه نہیں کہنا چاہیے۔ (بخاری، باب لا یشمت العاطس اذا لم یحمد الله۔ حدیث : ۳٦۰)

اسی طرح اگر غیر مسلم کو چھینک آئے اور وہ الحمد للّٰه کہے تو اس کو بھی یرحمك اللّٰه نہیں کہنا چاہیے۔

(صحیح سنن ابی داود، رقم : ٤۲۱۳)

جس کو چھینک آئے اس کو الحمد للہ کہنا چاہیے۔ ترمذی شریف میں (اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ) (صحیح ترمذی، رقم : ۲۲۰۲) کے الفاظ بھی ثابت ہیں۔ اور سننے والے کو ((يَرْحَمُكَ اللّٰه)) کہنا چاہیے اور پھر چھینکنے والے کو چاہیے، ((يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ)) (بخاری، کتاب الادب، رقم : ٦۲۲٤) کہے۔

(۳)...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا ایک مسلمان کا دوسرے پر حق ہے کہ جب وہ دعوت دے تو دوسرا قبول کرے۔ دوسری حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے بکری کے پائے کی بھی دعوت دی جائے تو میں اس کو قبول کروں گا۔''

(۴)...... بیمار کی بیمار پرسی کرنا مسلمان کا ایک دوسرے پر حق ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں باب باندھا ہے: ((بَابُ وُجُوْبِ عِيَادَةِ الْمَرِيْضِ)) معلوم ہوا مسلمان مریض کی تیمارداری کرنی چاہیے، اس کے بہت سے فوائد ہیں۔

تیماردار بیمار کے لیے مسنون دعائیہ کلمات کہے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی مسلمان کسی مسلمان کی بیمار پرسی کرے اور سات مرتبہ یہ کلمات کہے تو اسے عافیت دی جاتی ہے۔ سوائے اس کے اس کی موت کا وقت آ پہنچا ہو۔

((اَسْاَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَنْ يَّشْفِيَكَ)) (صحیح ترمذی، رقم : ۱٦۹۸)

(۵)...... ایک مسلمان کا دوسرے پر حق ہے، اگر وہ فوت ہو جائے تو دوسرا اس کے جنازے میں شرکت کرے۔

(٦)...... جب مسلمان غائب ہو تو دوسرے کو اس کی خیر خواہی کرنی چاہیے۔ جامع ترمذی میں ہے: ((وَيَنْصَحُ لَهٗ اِذَا غَابَ أَوْ شَهِدَ.)) (سنن ترمذی، رقم : ۲۷۳۷)......''وہ حاضر ہو یا غائب، اس کی خیر خواہی کرے۔'' یعنی حاضر ہے تو اس کی جھوٹی تعریف، چاپلوسی اور منافقت نہ کرے غلط مشورہ نہ دے، نہ دھوکا دے۔ اگر غائب ہے تو اس کی غیبت، چغلی اور بدخواہی نہ کرے۔

[۳٤۱/۷۷٦]...... أَخْبَرَنَا الْمُقْرِئُ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَلِيِّ بْنِ رَبَاحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ مَرْوَانَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: شَرُّ مَا فِي الرَّجُلِ شُحٌّ هَالِعٌ وَجُبْنٌ خَالِعٌ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کسی شخص کی بری صفات جو ہوسکتی ہیں وہ حرص، بخل اور خوف زدہ بزدل ہونا ہے۔''

[۳٤۲/۷۷۷]...... أَخْبَرَنَا الْمُلَائِيُّ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ. ②

راوی نے بیان کیا: الملائی نے اس اسناد سے اسی مثل ہمیں بیان کیا۔

فوائد:...... مذکورہ روایت سے معلوم ہوا کہ انسان کی بری صفات میں سے حرص اور بزدلی ہے۔ کسی انسان میں حرص اور بزدلی جمع ہوں تو اس کو شح کہتے ہیں۔

ایک دوسری حدیث میں ہے، ''شح سے بچو، اس نے ہی پہلے لوگوں کو ہلاک کیا، اس نے انہیں خون ریزی پر آمادہ کیا اور انہوں نے محارم کو حلال کرلیا۔ (مسلم، کتاب البر، باب تحریم الظلم، رقم : ۲۵۷۸)

اور ارشاد ربانی ہے: ﴿وَمَنْ يُّوقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ (الحشر: ۹)......''اور جو اپنے نفس کے بخل سے بچایا گیا وہی کامیاب (اور بامراد) ہے۔''

ہالع: سخت حریص اور بہت جزع فزع کرنے والے کو ہالع کہتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا﴾ (المعارج : ۱۹)......''بیشک انسان بڑے کچے دل والا بنایا گیا ہے۔''

کیونکہ حریص وبخیل آدمی ہی دل کا کچا اور جزع فزع کرتا ہے۔ آگے اللہ ذوالجلال نے فرمایا:

﴿اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا وَاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا﴾ (المعارج: ۲۰۔۲۱)

''جب اسے مصیبت پہنچتی ہے تو بڑبڑا اٹھتا ہے۔ اور جب راحت ملتی ہے تو بخل کرنے لگتا ہے۔''

[۳٥۱/۷۷۸]...... أَخْبَرَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ وَرْدَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ ......

أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْمَرْءُ عَلَى دِينِ خَلِيلِهِ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آدمی اپنے خلیل (دوست) کے

---

① سنن ابوداود، کتاب الجهاد، باب فی الجراة والجبن، رقم: ۲۵۱۱۔ مسند احمد: ۲/ ۳۰۲۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۳۲۵۰۔ قال الشيخ الالبانی وشعيب الارناؤط: اسناده صحيح.

② السابق.

فَلْيَنْظُرْ أَحَدُكُمْ مَنْ يُخَالِلُ . ① دین پر ہوتا ہے، پس تم میں سے کوئی دیکھے کہ وہ کس کو دوست بناتا ہے؟

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ دوستی کا اثر انسان کی شخصیت پر ہوتا ہے، اگر دوست اچھا ہوگا تو اپنے دوست پر بھی اچھا اثر ڈالے گا اگر دوست برا ہوگا، تو اثر بھی برا ڈالے گا۔

آج کی جدید سائنس بھی مذکورہ بالا فرمان نبوی کو تسلیم کرتی ہے۔ ایک ماہر معاشرت اور ماہر نفسیات نے دوستی کے اثر کو مندرجہ ذیل طریقے پر پیش کیا ہے کہ بڑوں کی دوستی آدمی کو بڑا بنا دیتی ہے جبکہ بروں کی دوستی آدمی کو برا بنا دیتی ہے، کیونکہ دوست اپنے دوست کی تقلید کرتا ہے جس نے نمازیوں سے دوستی کی وہ نمازی بن گیا اور جس نے بادشاہوں سے دوستی کی وہ بادشاہ بن گیا۔ لہٰذا دوستی لگاتے وقت دیکھنا چاہیے کہ کیا یہ دیندار ہے یا نہیں؟ کیونکہ اگر نیک ہوگا تو نیکوں کی صحبت اس کو نیک اور بروں کی صحبت برا بنا دے گی۔

جیسا کہ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بے شک نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نیک ساتھی کی اور برے ساتھی کی مثال ایسی ہے جیسے کستوری اٹھانے والا اور آگ کی بھٹی دھونکنے والا۔ پس کستوری اٹھانے والا یا تو تجھے (کستوری) عطیہ دے دے گا یا تو خود اس سے خریدے گا۔ (یہ دونوں صورتیں نہ ہوں تب بھی) یا یہ کہ تو اس سے پاکیزہ خوشبو پائے گا۔ اور بھٹی دھونکنے والا یا تو تیرے کپڑے جلا دے گا یا پھر تو اس سے بدبودار بو پائے گا۔''
(بخاری، کتاب الذبائح، رقم : ٥٥٣٤ـ مسلم، کتاب البر والصلة، رقم : ٢٦٢٨)

شاعر نے حدیث کو اپنے الفاظ میں یوں بیان کیا:

جہاں عطر کھنچتا ہے جاؤ وہاں گر
تو آؤ گے ایک روز کپڑے بسا کر
جہاں آگ جلتی ہے جاؤ وہاں گر
تو آؤ گے ایک روز کپڑے جلا کر
مانا کہ کپڑے بچاتے رہے تم
مگر آگ کی سینک کھاتے رہے تم

[٣٥٤/٧٧٩]...... أَخْبَرَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ، حَدَّثَنِي أَرْطَاةُ بْنُ الْمُنْذِرِ......

عَنْ أَبِي عَوْنِ الأَعْوَرِ، وَكَانَ مِنْ جُلَسَاءِ أَبِي عَمْرٍو سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، قَالَ: مَا ابوعون الاعور نے بیان کیا، مومن جو بھی اچھی بات کرتا ہے تو اس کے بعد والی بات اس سے بھی زیادہ نرم ہوتی ہے۔

① سنن ابوداود، کتاب الادب، باب من یومر ان یجالس، رقم: ٤٨٣٣ـ سنن ترمذی، کتاب الزهد، رقم: ٢٣٧٨ـ مسند احمد: ٢/ ٣٠٣ـ قال الشیخ الالبانی: اسناده حسن.

تَكَلَّمَ الْمُؤْمِنُ كَلِمَةً حَسَنَةً إِلَّا وَدُونَهَا أَلْيَنُ مِنْهَا تَجْرِي مَجْرَاهَا .①

فوائد :...... معلوم ہوا مؤمن نرم گفتار اور اعلیٰ کردار کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اندر نرمی وحلم جیسے اوصاف حمیدہ پیدا فرمائیں۔ جو شخص نرمی سے محروم رہا وہ بہت سی بھلائیوں سے محروم رہے گا۔

[۳۶۰/۷۸۰]...... أَخْبَرَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مُنَيْنٍ وَهُوَ يَزِيدُ بْنُ كَيْسَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَعَطِسَ رَجُلٌ فَحَمِدَ اللّٰهَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُ: يَرْحَمُكَ اللّٰهُ، ثُمَّ عَطِسَ آخَرُ فَلَمْ يَقُلْ لَهُ شَيْئًا، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ رَدَدْتَ عَلَى الْآخَرِ وَلَمْ تَقُلْ لِي شَيْئًا، فَقَالَ لَهُ: إِنَّهُ حَمِدَ اللّٰهَ، وَسَكَتَّ .②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو ایک آدمی نے چھینک مار کر کہا: الحمد للہ، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یرحمک اللہ'' پھر دوسرے آدمی نے چھینک ماری تو آپ نے اسے کچھ بھی نہ کہا، تو اس نے عرض کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے اس آدمی کو تو جواب دیا تھا، جبکہ مجھے آپ نے کچھ بھی نہیں کہا، تو آپ نے اسے فرمایا: ''اس نے تو اللہ کی حمد بیان کی تھی، جبکہ تم خاموش رہے۔''

فوائد :...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا جس کو چھینک آئے اور وہ الحمد للہ نہ کہے تو اس کو یرحمک اللہ نہیں کہنا چاہیے۔

[۳۷۳/۷۸۱]...... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ، قَالَ: قَالَ......

أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: السَّاعِي عَلَى الْأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِينِ كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَأَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ هَكَذَا، وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطَى .③

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بیواؤں اور مسکینوں کی سرپرستی کرنے والا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے، میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا (جنت میں) اس طرح ہوں گے۔'' آپ نے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی سے اشارہ فرمایا۔

---

① اسناده حسن .

② بخاری، کتاب الادب، باب الحمد للعاطس، رقم: ۵۸٦۷۔ مسلم، کتاب الزهد، باب تشميت العاطس الخ، رقم: ۲۹۹۱۔ سنن ابوداود، رقم: ۵۰۳۹۔ ادب المفرد، رقم: ۹۳۰ .

③ بخاری، کتاب الطلاق، باب اللعان، رقم: ۵۳۰٤۔ مسلم، کتاب الزهد، باب لا تدخلوا مساكن الزين الخ، رقم: ۲۹۸۲۔ سنن ترمذی، رقم: ۱۹٦۹۔ سنن نسائی، رقم: ۲۵۷۷۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۲۱٤۰ .

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا معاشرے کے ضرورت مند، نادار بیوہ ویتیم اور معذور لوگوں کی کفالت اور خبر گیری کرنا بہت عظیم عمل ہے، اسلام نے اس کو جہاد فی سبیل اللہ جیسے عظیم عمل کے برابر کہا ہے، اس سے اس کی اہمیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ لیکن افسوس مسلمانوں نے ان عظیم کاموں کو چھوڑ دیا اور عیسائیوں، مرزائیوں نے نادار لوگوں کی مجبوریوں سے فائدہ اٹھایا اور آج انہیں اپنے اپنے دین میں داخل کر رہے ہیں۔

(۱)...... ایک دوسری حدیث میں ہے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں: ''بیواؤں اور مسکینوں (کی خدمت) کے لیے کمانے والا اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والوں کی طرح ہے اور اس شخص کی طرح ہے جو تمام دن روزے رکھے اور ساری رات نمازیں پڑھے۔'' (سلسلة الصحيحه، رقم : ۲۸۸۱۔ ادب المفرد: ۱۳۱)

(۲)...... مذکورہ حدیث سے یتیم کی کفالت کرنے والے کی بھی فضیلت واضح ہوتی ہے۔ جیسا کہ یہ دونوں انگلیاں قریب قریب ہیں، ایسے ہی میں (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) اور یتیم کی پرورش کرنے والا جنت میں قریب قریب ہوں گے۔ لیکن درجے میں فرق ہوگا جس کا اظہار خود انگلیوں کے چھوٹے اور بڑے ہونے سے ہو رہا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فتح الباری میں لکھتے ہیں کہ اس میں دونوں درجوں کے فرق کی طرف اشارہ ہے۔

[۷۸۲/۳۷٤]...... أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْحَارِثِ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ إِذَا أَحَبَّ عَبْدًا نَادَى جِبْرِيلَ فَيَقُولُ: إِنَّ اللّٰهَ أَحَبَّ فُلَانًا فَأَحِبُّوهُ، ثُمَّ يُنَادِي جِبْرِيلُ أَهْلَ السَّمَاءِ إِنَّ اللّٰهَ أَحَبَّ فُلَانًا فَأَحِبُّوهُ، ثُمَّ يُوضَعُ لَهُ الْقَبُولُ فِي الْأَرْضِ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو وہ جبریل علیہ السلام کو بلاتا ہے تو فرماتا ہے: اللہ فلاں شخص سے محبت کرتا ہے، پس اس سے محبت کرو، پھر جبریل علیہ السلام آسمان والوں کو آواز دیتے ہیں کہ اللہ فلاں شخص سے محبت کرتا ہے، پس تم اس سے محبت کرو، پھر زمین والوں میں اس کے لیے قبولیت رکھ دی جاتی ہے۔''

فوائد: ...... صحیح مسلم کی روایت میں ہے: ''جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے دشمنی کرتا ہے تو جبریل کو بلا کر فرماتا ہے: میں فلاں سے دشمنی کرتا ہوں تو بھی اس سے دشمنی کر، پس جبریل بھی اس سے دشمنی کرنے لگ جاتا ہے۔ پھر وہ آسمان والوں میں نداء کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں سے دشمنی کرتا ہے، تم بھی اس سے دشمنی کرو، پھر اس کے لیے زمین

---

① بخاري، كتاب بدء الخلق، باب ذكر الملائكة، رقم: ۳۲۰۹۔ مسلم، كتاب البر والصلة، باب اذا احب الله عبد حببه الى عباده، رقم: ۲٦۳۷۔ مسند احمد: ۲/ ۲٦۷.

میں دشمنی رکھ دی جاتی ہے۔ (یعنی اہل زمین بھی اس سے بغض وعناد رکھتے ہیں)‘‘

(مسلم، کتاب البر والصلة : ۲۷۳۷)

مذکورہ بالا حدیث سے اللہ ذوالجلال کے کلام کرنے کا اثبات ہوتا ہے اور ان لوگوں کا رد بھی ہوتا ہے جو کہتے ہیں کہ اللہ ذوالجلال کے کلام میں حروف نہیں ہیں۔ اللہ ذوالجلال کلام کرتے ہیں، لیکن کس طرح کرتے ہیں ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ﴾ اور مذکورہ بالا حدیث میں عنداللہ محبوبیت کا صلہ بیان کیا گیا ہے، صرف عنداللہ محبوب نہیں، بلکہ آسمان اور زمین میں رہنے والوں کا ایسا آدمی محبوب بن جاتا ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ ذوالجلال کا محبوب کیسے بنا جاسکتا ہے اس کی وضاحت قرآن مجید میں ہے: ﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ﴾ (آل عمران : ۳۱)...... ’’کہہ دیجیے! اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو خود اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرمادے گا۔‘‘

معلوم ہوا اللہ ذوالجلال کی محبت حاصل کرنے کا ذریعہ اتباع رسول ہے اور ایک دوسری حدیث میں ہے: سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو ایک لشکر پر (امیر بنا کر) بھیجا۔ پس وہ اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھاتا اور اپنی قراءت (ہر رکعت میں) قل ھو اللہ احد پر ختم کرتا۔ جب یہ (لشکر والے) لوٹ کر آئے تو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلایا، آپ نے فرمایا: ’’اس سے پوچھو: یہ ایسا کیوں کرتا ہے؟‘‘ چنانچہ انھوں نے پوچھا تو اس نے کہا کہ (اس میں) رحمٰن کی صفت ہے، اس لیے میں اسے (زیادہ) پڑھنا پسند کرتا ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (سن کر) فرمایا: ’’اس کو بتلادو کہ اللہ تعالیٰ بھی اس سے محبت فرماتا ہے۔‘‘

(بخاری، رقم : ۷۳۷۵' مسلم، رقم : ۸۱۳)

معلوم ہوا کہ مذکورہ بالا سورت کی کثرت سے تلاوت کرنے سے بھی اللہ ذوالجلال کی محبت حاصل ہوتی ہے۔

[۳۷۷/۷۸۳]...... أَخْبَرَنَا كُلْثُومٌ ، حَدَّثَنَا عَطَاءٌ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: بِحَسْبِ امْرِءٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يُشَارَ إِلَيْهِ فِي دِينِهِ أَوْ دُنْيَاهُ إِلَّا مَنْ عَصَمَهُ اللّٰهُ . ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’کسی شخص کے برا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ اس کے دین یا اس کی دنیا کے بارے میں اس کی طرف اشارہ کیا جائے، سوائے اس کے جسے اللہ بچائے۔‘‘

---

① سلسلة ضعيفه، رقم: ۱۶۷۰۔ مسند الشاميين، رقم: ۲۳۳۳ .

[۳۷۸/۷۸٤]...... وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَنْظُرُ إِلَى صُوَرِكُمْ وَلَا إِلَى أَمْوَالِكُمْ وَلٰكِنْ يَنْظُرُ إِلَى قُلُوبِكُمْ وَأَعْمَالِكُمْ. ①

اسی اسناد سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تمہاری صورتوں کی طرف دیکھتا ہے نہ تمہارے اموال کی طرف، لیکن وہ تمہارے دلوں اور اعمال کی طرف دیکھتا ہے۔''

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ ذوالجلال کسی کی صورتوں اور مالوں کی طرف نہیں دیکھتا، بلکہ اللہ کے ہاں معیار دلوں کا تقویٰ، نیکی اور ایمان ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ﴾ (الحجرات: ۱۳)

''اے لوگو! ہم نے تم سب کو ایک (ہی) مرد وعورت سے پیدا کیا ہے اور تمہارے کنبے اور قبیلے بنا دیے تا کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو پہچانو، اللہ کے نزدیک تم سب میں سے زیادہ باعزت وہ ہے جو سب سے زیادہ ڈرنے والا ہے۔''

[۳۸۰/۷۸۵]...... وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْمَكْرُ وَالْخَدِيعَةُ فِي النَّارِ. ②

اسی (سابقہ ۳۷۹) سند سے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''مکرو فریب اور دھوکہ دہی کا انجام جہنم ہے۔''

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا مکروفریب کا انجام جہنم ہے۔ اگر چہ ہمارے ہاں وہ آدمی چالاک ہوشیار ہے جو زبان دراز، جھوٹ اور دروغ گوئی کا ماہر ہو اور ہر انسان کو جھوٹ بول کر ڈیل کر لیتا ہے۔ لیکن ایسے انسان اللہ ذوالجلال کے نزدیک ذلیل ترین ہیں۔

ایک حدیث میں ہے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مومن بھولا بھالا ہوتا ہے۔ اور بدکار دھوکے باز اور کمینہ ہوتا ہے۔'' (ادب المفرد للبخاری، رقم: ٤١٨)

[۳۹۳/۷۸٦]...... وَبِهَذَا، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ مِنَ الْكِبْرِ

اسی (سابقہ ۳۹۲) سند سے ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حق کا انکار کرنا اور دوسرے لوگوں کو حقیر جاننا تکبر

---

① مسلم، کتاب البروالصلة، باب تحريم ظلم المسلم الخ، رقم: ٢٥٦٤۔ مسند احمد: ٢/ ٥٣٩۔ صحیح ابن حبان، رقم: ٣٩٤.

② بخاری، کتاب البیوع، باب النجش ومن قال لا یجوز ذلك البیع۔ طبرانی صغیر، رقم: ٧٣٨۔ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ٦٧٢٥.

مَنْ بَطَرَ الْحَقَّ وَغَمَصَ النَّاسَ . ① کے ضمن سے ہے۔''

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا حق کو ٹھکرانے اور لوگوں کو حقیر جاننے کا نام تکبر ہے۔

[۳۹۸/۷۸۷]...... أَخْبَرَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ، حَدَّثَنِي الْمُتَوَكِّلُ بْنُ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ الْقُشَيْرِيُّ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ الْعَلَاءِ......

عَنْ أَنَسٍ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ قَضَى لِأَخِيهِ الْمُؤْمِنِ حَاجَةً كَانَ كَمَنْ خَدَمَ اللّٰهَ تَعَالَى عُمُرَهُ . ②

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے اپنے مومن بھائی کی ضرورت پوری کی تو وہ اس شخص کی طرح ہے جس نے اپنی زندگی اللہ کی خدمت میں صرف کر دی۔''

[۳۹۹/۷۸۸]...... أَخْبَرَنَا كُلْثُومٌ، حَدَّثَنَا عَطَاءٌ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ . ③

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسلمان کو گالی دینا فسق اور اسے قتل کرنا کفر ہے۔''

فوائد: ...... (۱) مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا مسلمان کو گالی دینا اور اس سے لڑائی کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ شریعت کو مسلمانوں کے باہمی تعلقات کا خوش گوار ہونا مطلوب ہے۔ اس لیے شریعت نے ان کاموں سے روکا ہے جن کی وجہ سے آپس کے تعلقات خراب ہوتے ہیں۔

معلوم ہوا مسلمان کو گالی دینا فسق ہے۔ فسق کا مطلب ہے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے نکلنا، شرع میں عصیان سے سخت ہے۔ ﴿وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ﴾ (الحجرات: ۷)...... ''اور اس نے کفر، فسوق اور عصیان کو تمہارے لیے ناپسند بنا دیا۔''

اگر کوئی صبر کرے اور جواب نہ دے بلکہ معاف کر دے تو یہ زیادہ بہتر ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

---

① سنن ابوداود، کتاب اللباس، باب ماجاء فی الکبر، رقم: ٤٠٩٢۔ سنن ترمذی، ابواب البروالصلة، باب الکبر، رقم: ١٩٩٩۔ قال الشیخ البانی: صحیح۔ ابن حبان، رقم: ٥٤٦٦۔ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ٤٦٠٨ .

② سلسلة ضعیفه، رقم: ٧٥٣۔ ضعیف الجامع الصغیر، رقم: ٥٧٩٢۔ قال الشیخ الالبانی: موضوع .

③ بخاری، کتاب الادب، باب ما ینهی من السباب واللعن، رقم: ٦٠٤٤۔ مسلم، کتاب الایمان، باب بیان قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم سباب المسلم فسوق و قتاله کفر، رقم: ٦٤۔ سنن ترمذی، رقم: ١٩٨٣۔ سنن نسائی، رقم: ٤٠١٥۔ سنن ابن ماجه، رقم: ٦٩ .

﴿وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ﴾ (الشوریٰ: ٤٣)...... ''اور جو شخص صبر کرے اور معاف کر دے تو یقیناً یہ پختہ عزم کا کام ہے۔''

اگر بدلہ بھی لینا ہے تو اس میں شرط یہ ہے کہ اتنی گالی دے جتنی اسے دی گئی ہے، زیادتی نہ کرے اور نہ وہ بات کرے جو جھوٹ ہو۔ اس صورت میں دونوں کا گناہ گالی کی ابتداء کرنے والے پر ہوگا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو گالی گلوچ کرنے والے جو کچھ بھی کہیں اس کا گناہ پہل کرنے والے پر ہے، جب تک مظلوم زیادتی نہ کرے۔''

(مسلم، رقم : ٢٥٨٧)

(۲)...... مسلمان سے لڑائی کرنا کفر ہے۔ وہ کفر مراد نہیں جس کی وجہ سے آدمی دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ بلکہ علماء نے کفر کی دو اقسام بیان کی ہیں: ایک وہ جس سے انسان اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ یہ بڑا کفر ہے۔ دوسرا (كُفْرٌ دُوْنَ كُفْرٍ) یعنی بڑے کفر سے کم تر کفر۔ اس کی وجہ سے انسان دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَاِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا﴾ (الحجرات: ٩)...... ''اگر مومنوں کی دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو ان دونوں کے درمیان صلح کروا دو۔''

اس کے بعد والی آیت میں فرمایا: ﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ﴾ (الحجرات: ١٠) ''مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں، اپنے بھائیوں کے درمیان اصلاح کروا دو۔''

معلوم ہوا مسلمان آپس میں لڑائی کے باوجود مومن ہیں، ان کی ایمانی اخوت ختم نہیں ہوئی کہ وہ ملت اسلام سے خارج ہو جائیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَ اَدَآءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ﴾ (البقرة: ١٧٨)...... ''تو جس شخص کو اپنے بھائی کی طرف سے کوئی چیز معاف کر دی جائے تو پیچھا کرنا ہے اچھے طریقے سے اور اس کی طرف ادا کرنا ہے احسان کے ساتھ۔''

معلوم ہوا قتل کے باوجود قاتل مسلمان ہے اور مقتول کے وارثوں کا دینی اور ایمانی بھائی ہے۔

[٧٨٩/٤٠٠]...... وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ لَيَضَعُ رَحْمَتَهُ عَلَى كُلِّ رَحِيمٍ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ كُلُّنَا يَرْحَمُ نَفْسَهُ، فَقَالَ: لَيْسَ يَرْحَمُ أَحَدُكُمْ نَفْسَهُ خَاصَّةً حَتَّى يَرْحَمَ النَّاسَ. ①

اسی سند (سابقہ) سے ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ ہر رحیم شخص پر اپنی رحمت کرتا ہے۔'' صحابہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! ہم میں سے ہر شخص اپنی جان پر رحم کرتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی خصوصی طور پر اپنی ذات پر رحم نہیں کرتا حتیٰ کہ وہ لوگوں پر رحم کرے۔''

فوائد:...... مذکورہ روایت ضعیف ہے، تاہم دوسری صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ

① مسند ابى يعلى، رقم: ٤٢٥٨ـ سلسلة ضعيفه، رقم: ٤٨١٦.

سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اللہ تعالیٰ صرف رحم دل بندے پر اپنی رحمت نچھاور کرتا ہے۔'' اس نے کہا: ہم میں سے ہر کوئی رحم کرتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''(میرا یہ مطلب) نہیں کہ اپنے دوست کے حق میں رحمدل بن جاؤ۔ بلکہ تمام لوگوں پر رحم کرنا ہوگا۔'' (سلسلة الصحيحه، رقم : ١٦٧)

معلوم ہوا حقیقی رحم یہ ہے کہ اپنے، پرائے، دوست اور دشمن سب پر رحم کیا جائے۔

[٧٩٠/٤٠٤]...... وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ أَوْحَى إِلَيَّ أَنْ تَوَاضَعُوا وَلَا يَبْغِي بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ. ①

اسی (سابقہ ۴۰۳) اسناد سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ نے میری طرف وحی کی ہے کہ تم تواضع اختیار کرو، تم ایک دوسرے پر زیادتی نہ کرو۔''

فوائد:...... (۱) مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا عاجزی وانکساری اختیار کرنی چاہیے، آپس میں رحمدلی، محبت اور الفت سے پیش آنا چاہیے۔

اگر اللہ ذوالجلال نے کسی کو مال و دولت سے نوازا ہے تو اس کو اللہ ذوالجلال کا شکر ادا کرنا چاہیے، نہ کہ اس کی وجہ سے تکبر غرور کرتے ہوئے لوگوں کو حقیر جانے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ ذوالجلال نے سب سے زیادہ عظمت عطا فرمائی، لیکن اس کے باوجود اللہ ذوالجلال نے فرمایا: ﴿وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (الشعراء: ٢١٥) ...... ''(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے پیروکار مومنوں سے نرمی سے پیش آؤ۔''

(۲)...... مذکورہ بالا حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک دوسرے پر زیادتی کرنا جائز نہیں ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَيَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ (الشوریٰ: ٤٢)...... ''بے شک ملامت کے لائق وہ لوگ ہیں جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور زمین میں ناحق سرکشی کرتے ہیں، یہی لوگ ہیں جن کے لیے دردناک عذاب ہے۔''

اگر کوئی آدمی کسی پر ظلم کرتا ہے تو اس سے بدلہ لینا جائز ہے، بشرطیکہ مظلوم ظالم پر زیادتی نہ کرے۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے: ﴿وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ﴾ (الشوریٰ: ٤١)...... ''جو شخص ظلم کیے جانے کے بعد بدلہ لے لے، تو ان لوگوں پر کوئی گرفت نہیں۔''

[٧٩١/٤٢٨]...... أَخْبَرَنَا عَتَّابُ بْنُ بَشِيرٍ الْجَزَرِيُّ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ رَاشِدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ...... عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ

سعید بن مسیّب رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

① مسلم، كتاب الجنة وصفة، باب الصفات التي يعرف بها الخ، رقم: ٢٨٦٥ـ سنن ابوداود، كتاب الادب، باب في التواضع، رقم: ٤٨٩٥ـ صحيح ترغيب و ترهيب، رقم: ٢٨٩٠.

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ مَرَّتَيْنِ . ①

نے فرمایا: ''مؤمن ایک سوراخ سے دو دفعہ نہیں ڈسا جاتا۔''

[٤٢٩/٧٩٢]...... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَمْرٍو، حَدَّثَنَا يُونُسُ......

عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ. قَالَ إِسْحَاقُ وَذَكَرَ عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ. ②

سعید رحمہ اللہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی مثل روایت کیا ہے۔

فوائد: ......امام بخاری رحمہ اللہ نے مذکورہ بالا حدیث سے قبل سیدنا معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہما کا قول نقل کیا ہے:

((لَا حَكِيْمَ اِلَّا ذُوْ تَجْرِبَةٍ .))...... ''آدمی تجربہ اٹھا کر دانا بنتا ہے۔''

غلطی تو ہر انسان سے ہو جاتی ہے اور کسی موقع پر لوگ کسی کے دھوکے میں آ جاتے ہیں، لیکن پہلی بار دھوکہ جس نے دیا پھر اسی شخص سے دوبارہ دھوکہ کھانا شان مومن کے خلاف ہے۔ بار بار دھوکہ کھاتے رہنا اور یہ سمجھنا کہ ہم سادہ اور نیک لوگ ہیں یہ کوئی دینداری نہیں۔ شاعر کہتا ہے:

آدمی بنتا ہے لاکھوں ٹھوکریں کھانے کے بعد
رنگ لاتی ہے حنا پتھر پہ گھس جانے کے بعد

[٤٤٧/٧٩٣]...... وَبِهَذَا، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ رَفِيقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ وَيُعْطِي عَلَى الرِّفْقِ مَا لَا يُعْطِي عَلَى الْعُنْفِ . ③

اسی (سابقہ ۴۴۶) سند سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے، آپ نے فرمایا: ''بے شک اللہ نرمی والا ہے، وہ نرمی پسند کرتا ہے اور وہ نرمی پر وہ کچھ عطا فرماتا ہے جو وہ سختی پر عطا نہیں فرماتا۔''

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے نرمی کی عظمت اور رفعت ثابت ہوتی ہے، کیونکہ یہ اللہ ذوالجلال کی صفت

① بخاری، کتاب الادب، باب لا یلدغ المومن من جحر مرتین، رقم: ٦١٣٣۔ مسلم، کتاب الزهد والرقائق، باب لا یلدغ المومن من جحر مرتین، رقم: ٢٩٩٨۔ سنن ابوداود، رقم: ٤٨٦٢۔ سنن ابن ماجه، رقم: ٣٩٨٢۔ مسند احمد: ٣٧٩.

② انظر ما قبله.

③ مسلم، کتاب البر والصلة، باب فضل الرفق، رقم: ٢٥٩٣۔ سنن ابوداود، کتاب الادب، باب فی الرفق، رقم: ٤٨٠٧۔ سنن ابن ماجه، رقم: ٣٦٨٨۔ مسند احمد: ١/ ١١٢.

ہے جو اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہے کہ اس کے بندے آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کریں اور اللہ ذوالجلال اتنا سختی پر نہیں دیتا جتنا نرمی پر دیتا ہے۔ منافع اور مصالح کے نقطہ نظر سے بھی اپنے تعلقات اور معاملات میں آدمی کو نرمی اور مہربانی ہی کا رویہ اختیار کرنا چاہیے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس چیز میں بھی نرمی ہوتی ہے، وہ اسے زینت دار بنا دیتی ہے۔ اور جس سے یہ نکال لی جاتی ہے، اسے عیب دار کر دیتی ہے۔ (مسلم، کتاب البر، رقم : ٢٥٩٤)

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ ((مَنْ يُّحْرِمُ الرِّفْقَ يُحْرِمُ الْخَيْرَ)) (مسلم، کتاب البر والصلة، رقم : ٢٥٩٢۔ سنن ابن ماجه، رقم : ٣٦٨٧)...... ''جو شخص نرمی سے محروم رہا، وہ (ہر قسم کی) خیر سے محروم رہا۔''

[٤٥٦/٧٩٤]...... أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ مُحَيْصِنٍ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ أَنَّهُ سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ قَيْسِ بْنِ مَخْرَمَةَ، قَالَ سُفْيَانُ: نَرَاهُ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿مَنْ يَعْمَلْ سُوءً ا يُجْزَ بِهِ﴾ (النساء:١٢٣) شَقَّتْ عَلَى الْمُسْلِمِينَ وَبَلَغَتْ مِنْهُمْ مَبْلَغًا شَدِيدًا، فَشَكَوْا ذٰلِكَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: قَارِبُوا وَسَدِّدُوا فِي كُلِّ مَا يُصَابُ الْمُؤْمِنُ كَفَّارَةٌ حَتَّى الشَّوْكَةِ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: جب یہ آیت: ''جو شخص برائی کرے گا وہ اس کا بدلہ پائے گا۔'' نازل ہوئی تو مسلمانوں پر گراں گزرا اور انہیں سخت تکلیف پہنچی، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی شکایت کی تو آپؐ نے فرمایا: ''قریب رہو اور میانہ روی اختیار کرو، مومن کو جو بھی تکلیف پہنچتی ہے، اس میں اس کے لیے کفارہ ہے حتیٰ کہ اسے کانٹا بھی چبھ جائے (تو یہ بھی باعث کفارہ ہے)۔''

فوائد:...... مذکورہ حدیث میں اس چیز کا بیان ہے کہ اللہ ذوالجلال کا مومن کے ساتھ فضل وکرم کا جو معاملہ ہے کہ اس کو معمولی سی بھی تکلیف پہنچتی ہے تو اللہ ذوالجلال اس کی وجہ سے بھی ثواب عطا کرتا ہے۔ بشرطیکہ تکلیف پر صبر کیا جائے اگر صبر نہیں کرے گا تو ثواب سے محروم رہے گا۔

[٤٦٩/٧٩٥]...... أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْحَارِثِ الْمَخْزُومِيُّ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، أَنَّ زِيَادًا أَخْبَرَهُ أَنَّ ثَابِتًا مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ ......

أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِي،

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سوار شخص پیدل چلنے والے کو، پیدل چلنے والا بیٹھے

---

① مسلم، کتاب البر والصلة، باب ثواب المومن فيما يصيبه من مرض او حزن الخ، رقم: ٢٥٧٤۔ سنن ترمذی، رقم: ٣٠٣٨۔ مسند حمیدی، رقم: ١١٤٨.

وَالْمَاشِي عَلَى الْقَاعِدِ وَالْأَقَلُّ عَلَى الْأَكْثَرِ. ① ہوئے کو اور کم افراد زیادہ افراد کو سلام کریں گے۔''

فوائد: ...... مذکورہ حدیث میں سلام کے آداب بتائے گئے ہیں، سلام میں ابتداء کی مذکورہ ترتیب میں جو حکمتیں ہیں، اہل علم نے اپنی اپنی دانست کے مطابق وہ بیان فرمائی ہیں، اصل حکمت اللہ ہی کے پاس ہے۔ اور اسی کا علم کامل ہے۔

(۱)......سوار پیدل چلنے والے کو: اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے سواری کی نعمت عطا فرمائی ہے تو اس کا حق ہے کہ وہ تواضع اختیار کرے، اگر پیدل کو حکم ہوتا کہ وہ سوار کو پہلے سلام کہے تو خطرہ تھا کہ سوار کے دل میں تکبر پیدا نہ ہو جائے۔

(۲)...... چلنے والا بیٹھے ہوئے کو: اس لیے کہ بیٹھے ہوئے شخص کا ہر گزرنے والے کی طرف بار بار از خود متوجہ ہو کر سلام کہنا مشکل ہے۔ جب کہ گزرنے والے کو ایسی کوئی مشکل نہیں۔

(۳)......کم زیادہ کو: اس لیے کہ کثیر لوگوں کا تھوڑے لوگوں پر زیادہ حق ہے، اور اس لیے بھی کہ زیادہ لوگ تھوڑے لوگوں کو یا اکیلے شخص کو پہلے سلام کہیں تا کہ میں خود بینی اور کبر نہ پیدا ہو جائے۔

صحیح بخاری میں ہے ((يُسَلِّمُ الصَّغِيْرُ عَلَى الْكَبِيْرِ)) (بخاری، رقم : ٦٢٣٤) ''چھوٹا بڑے کو سلام کرے۔''

(۴)...... چھوٹے کو سلام میں پہل کرنے کا حکم اس لیے ہے کہ بڑے کا حق چھوٹے پر زیادہ ہے، کیونکہ چھوٹے کو حکم ہے کہ بڑے کی توقیر کرے اور اس کے ساتھ باادب رہے۔

لیکن جس شخص کو سلام کہنے کا حکم ہے وہ سلام نہیں کہتا تو دوسرے کو سلام کہہ دینا چاہیے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے سلام پھیلانے کی بہت تاکید کی ہے۔ اور حدیث سے ثابت ہے کہ نبی معظم ﷺ چھوٹے بچوں کو بھی سلام کہتے۔

[٧٩٦/٥١٠]...... أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَيْسَ الشَّدِيدُ مَنْ غَلَبَ النَّاسَ وَلٰكِنَّ الشَّدِيدَ مَنْ غَلَبَ نَفْسَهُ. ②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''طاقت ور وہ نہیں جو لوگوں پر غالب آ جائے، طاقت ور وہ ہے جو اپنے نفس پر قابو رکھے۔''

---

① بخاری، کتاب الاستئذان، باب تسلیم الراکب علی الماشی، رقم: ٦٢٣٢۔ مسلم، کتاب السلام، باب یسلم الراکب علی الماشی الخ، رقم: ٢١٦٠۔ سنن ابوداود، رقم: ٥١٩٩۔ سنن ترمذی، رقم: ٢٧٠٣۔ ادب المفرد رقم: ٩٩٣.

② بخاری، کتاب الادب، باب الحذر من الغضب، رقم : ٦١١٤۔ مسلم، کتاب البروالصلة، باب فضل من یملك نفسه الخ، رقم: ٢٦٠٩.

فوائد: ...... سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پہلوان وہ نہیں ہے۔ جو کشتی لڑنے میں غالب ہو جائے، بلکہ اصلی پہلوان وہ ہے جو غصہ کی حالت میں اپنے آپ پر قابو پائے۔

(بخاری، رقم : ٦١١٤)

معلوم ہوا طاقتور، پہلوان وہ ہی ہے جو اپنے غصے پر قابو پائے۔ قرآن مجید میں غصے پر قابو پانے والوں کی تعریف ہوئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبَائِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ۝﴾ (الشوریٰ : ٣٧)...... ''وہ لوگ جو بڑے گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے بچتے ہیں اور جب غصے میں آتے ہیں تو معاف کر دیتے ہیں۔''

اور فرمایا: ﴿الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ الْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ﴾ (ال عمران : ١٣٤)...... ''وہ لوگ جو خوشی اور تکلیف میں خرچ کرتے ہیں اور غصے کو پی جانے والے ہیں۔''

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے جو پتھر اٹھا رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟'' لوگوں نے کہا: یہ پتھر اٹھا رہے ہیں۔ ان کی مراد لوگوں کی مضبوطی (اور طاقت) بیان کرنا تھا۔ نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں ایسے شخص کے بارے میں نہ بتاؤں جو اس سے بھی زیادہ مضبوط ہے؟ یہ وہ شخص ہے جو غصے کے وقت اپنے نفس پر کنٹرول رکھتا ہے۔''

ایک روایت میں ہے کہ نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم ایسے لوگوں کے پاس سے گزرے جو کشتی کر رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''یہ کیا ہے؟'' لوگوں نے کہا: یہ فلاں پہلوان ہے جو کشتی میں ہر ایک کو پچھاڑ دیتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں ایسا شخص نہ بتاؤں جو اس سے بھی زیادہ طاقتور ہے، یہ وہ آدمی ہے جس پر کسی شخص نے زیادتی کی ہو۔ لیکن وہ اپنا غصہ پی گیا ہو اور اس طرح (ظالم) پر اپنے شیطان پر اور اپنے مقابل کے شیطان پر غالب آ گیا ہو۔ (یعنی اس نے تینوں کو پچھاڑ دیا)۔'' (سلسلة الصحيحه، رقم : ٣٢٩٥)

غصے پر قابو پانے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی طریقے سکھائے ہیں:

(۱)...... سیدنا سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا، دو آدمی آپس میں گالی گلوچ کر رہے تھے، ان میں سے ایک کا چہرہ سرخ ہو گیا اور گلے کی رگیں پھول گئیں تو نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے ایک ایسا کلمہ معلوم ہے۔ کہ اگر یہ وہ کلمہ کہے تو اس کی یہ حالت ختم ہو جائے، اگر یہ ((اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ)) (بخاری، رقم : ٣٢٨٢) کہے تو جو کچھ اس پر گزر رہی ہے، وہ ختم ہو جائے۔

(۲)...... سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((اِذَا غَضِبَ اَحَدُكُمْ فَلْيَسْكُتْ)) (صحيح الجامع الصغير، رقم : ٦٩٣)...... ''جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو وہ خاموش ہو جائے۔''

(۳)...... سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے اور وہ کھڑا ہو تو بیٹھ جائے، اگر غصہ ختم ہو جائے تو بہتر، ورنہ لیٹ جائے۔'' (صحيح الجامع الصغير، رقم : ٦٩٤)

اور غصہ پی جانے والوں کو کیا انعام ملے گا۔ سیدنا معاذ بن انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص غصہ پی جائے، جبکہ وہ اس پر عمل درآمد کی قدرت رکھتا ہو تو اللہ اسے قیامت کے دن برسر مخلوق بلائے گا اور اسے اختیار دے گا کہ جنت کی حورعین میں سے جسے چاہے منتخب کرے۔ (سنن ابوداود، كتاب الادب، رقم : ٤٧٧٧)

[٥١٥/٧٩٧]...... أَخْبَرَنَا كُلْثُومٌ، عَنْ عَطَاءٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يَخْذُلُهُ، ثُمَّ أَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى صَدْرِهِ فَقَالَ: التَّقْوَى هَاهُنَا. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، وہ اس پر ظلم کرتا ہے نہ اسے رسوا کرتا ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے اپنے سینے کی طرف اشارہ فرمایا: ''تقویٰ یہاں ہے۔''

فوائد: ......(۱)...... معلوم ہوا کوئی مسلمان نہ کسی مسلمان پر ظلم کرے اور نہ ہی ظالم کو اس پر ظلم کرنے دے کیونکہ ظلم کا انجام برا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے ((اَلظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) (بخاری، رقم : ٢٤٤٧) ...... ''ظلم کی وجہ سے روزِ قیامت اندھیرے ہی اندھیرے ہوں گے۔''

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص نے اپنے بھائی پر کوئی ظلم کیا ہو وہ اس سے معاف کروا لے، کیونکہ وہاں درہم و دینار نہیں۔ اس سے پہلے کہ اس کے بھائی کے لیے اس کی نیکیاں لے لی جائیں، اگر نیکیاں نہ ہوئیں تو اس کے بھائی کی برائیاں لے کر اس پر ڈال دی جائیں۔'' (بخاری، رقم : ٢٤٤٩ـ ٦٥٣٤)

(۲)...... ایک دوسری حدیث میں ہے، سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلٰى اَجْسَادِكُمْ وَلَا اِلٰى صُوَرِكُمْ وَاَمْوَالِكُمْ وَلٰكِنْ اِنَّمَا يَنْظُرُ اِلٰى قُلُوْبِكُمْ وَاَشَارَ بِاَصَابِعِهِ اِلٰى صَدْرِهِ وَاَعْمَالِكُمْ))

(مسلم، رقم : ٢٥٦٤ـ سلسلة الصحيحه، رقم : ٢٦٥٦)

''بیشک اللہ تعالیٰ تمہارے جسموں، شکلوں اور مالوں کی طرف نہیں دیکھتا، وہ تو صرف تمہارے دلوں اور عملوں کو دیکھتا ہے اور آپ ﷺ نے اپنی انگلی سے اپنے سینے کی طرف اشارہ فرمایا۔''

خوبصورتی یا بدصورتی، مال کا ہونا یا نہ ہونا، یہ بندے کے اختیار میں نہیں۔ بلکہ اللہ ذوالجلال جسے چاہے دے، اصل

---

① بخاری، كتاب الظلم، باب لا يظلم المسلم المسلم ولا يخذله...... رقم: ٢٤٤٢ـ مسلم، كتاب البر والصلة، باب تحريم الظلم، رقم: ٢٥٨٠ـ سنن ابوداود، رقم: ٤٨٩٣ـ سنن ترمذى، رقم: ١٤٢٦ـ مسند احمد: ٢/ ٦٨.

دل کی طہارت اور اعمال صالحہ ہیں۔ قرآن مجید میں ہے کہ اللہ ذوالجلال نے ارشاد فرمایا: ﴿اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ﴾ (الحجرات: ۱۳)...... ''بے شک تم میں سب سے باعزت اللہ کے ہاں تم میں سے زیادہ تقویٰ والا ہے۔''

دل پاک نہ ہو تو انساں پاک ہو نہیں سکتا
ابلیس کو بھی آتے تھے وضو کے فرائض بہت

[۵۱٦/۷۹۸]...... وَبِهَذَا، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ مِنْ أَكْمَلِ النَّاسِ إِيمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا. ①

اسی سند سے رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے، آپؐ نے فرمایا: ''لوگوں میں سب سے زیادہ کامل ایمان والا وہ شخص ہے جس کا اخلاق ان میں سے سب سے زیادہ اچھا ہے۔''

فوائد:...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا جتنا انسان اخلاق میں کامل ہوگا اتنا ہی ایمان میں کامل ہوگا۔ معلوم ہوا ایمان کے لیے اچھا اخلاق ضروری ہے، ایک اچھے اخلاق والا روزے اور نماز والے شخص کے درجے کو پہنچ جاتا ہے۔ جیسا کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایمان کے لحاظ سے سب سے مکمل مومن وہ ہے جو ان میں سے اخلاق کے اعتبار سے سب سے اچھا ہو۔ اور بے شک حسن اخلاق (والا)، روزے اور نماز کے درجہ کو پہنچ جاتا ہے۔'' (سلسلة الصحيحه، رقم: ۱۵۹۰)

اللہ ذوالجلال نے رسول اللہ ﷺ کے متعلق فرمایا ہے: ﴿وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ﴾ (القلم: ٤)...... ''آپ خلق عظیم کے مالک ہیں۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کے خلق کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: ((كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰنُ)) (مسند احمد: ٦/ ۹۱)...... ''آپ کا خلق قرآن تھا۔'' یعنی قرآن مجید میں مذکورہ تمام اوصاف وخصال آپ کی عادت اور طبیعت بن چکے تھے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو چیز سب سے زیادہ جنت میں داخل کرے گی، وہ اللہ کا ڈر اور اچھا اخلاق ہے۔''

(سنن ترمذی، رقم: ۲۰۰٤۔ سلسلة الصحيحه، رقم: ۹۷۷)

سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: 'ترازو میں کوئی چیز اچھے اخلاق سے زیادہ بھاری نہیں ہے۔'' (سنن ابوداود، رقم: ٤۷۹۹۔ مسند احمد: ٦/ ٤٤٦)

[۵۲۸/۷۹۹]...... أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَزْهَرَ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ......

---

① سنن ابوداود، كتاب السنة، باب الدليل على زيادة الايمان ونقصانه، رقم: ٤٦٨٢۔ سنن ترمذی، ابواب الرضاع، باب حق المرأة على زوجها، رقم: ۱۱٦۲۔ قال الشيخ الالبانی: حسن صحيح۔ مسند احمد: ۲/ ۲۵۰.

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ حَتَّى تُؤْمِنُوا وَلَا تُؤْمِنُوا حَتَّى تَحَابُّوا إِنْ شِئْتُمْ أَدُلُّكُمْ عَلَى مَا إِنْ فَعَلْتُمُوهُ تَحَابَبْتُمْ، قَالُوا: نَعَمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: أَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم جنت میں داخل نہیں ہو سکتے حتیٰ کہ تم ایمان دار بن جاؤ، اورتم ایمان دار نہیں بن سکتے حتیٰ کہ تم باہم محبت کرو، اگر تم چاہو تو میں تمہیں ایک ایسی چیز بتائے دیتا ہوں اگر تم اس پر عمل کرلو تو تمہاری آپس میں محبت پیدا ہو جائے گی'' انہوں نے عرض کیا: جی ہاں، اللہ کے رسول! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آپس میں سلام کو عام کرو۔''

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا جنت میں جانے کے لیے ایمان ضروری ہے۔ بے ایمان، مشرک و کافر جنت میں نہیں جا سکیں گے۔ ایمان کا تقاضا ہے کہ مؤمن ومسلمان آپس میں محبت و پیار پیدا کریں۔ سلام کرنا باہمی محبت و پیار میں اضافے کا باعث بنتا ہے۔

[۵۳۰/۸۰۰]...... أَخْبَرَنَا الْمُؤَمَّلُ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ الْمَقْبُرِيِّ، يُقَالُ لَهُ أَبُو عَبَّادٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّكُمْ لَا تَسَعُونَ النَّاسَ بِأَمْوَالِكُمْ فَلْيَسَعْهُمْ مِنْكُمْ بَسْطُ وَجْهٍ وَحُسْنُ الْخُلُقِ. ②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم اپنے اموال کے ذریعے لوگوں پر حکمرانی نہیں کر سکتے، تم میں خندہ پیشانی اور حسن خلق والا ان پر حکمرانی کر سکتا ہے۔''

[۵۷۲/۸۰۱]...... أَخْبَرَنَا قَبِيصَةُ بْنُ عُقْبَةَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ......

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا يَصْلُحُ الْكَذِبُ إِلَّا فِي ثَلَاثَةٍ: الرَّجُلُ يَكْذِبُ امْرَأَتَهُ لِتَرْضَى عَنْهُ، وَالرَّجُلُ

سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''صرف تین امور میں جھوٹ بولنا درست ہے: آدمی اپنی اہلیہ سے جھوٹ بولتا ہے تا کہ وہ اس سے خوش ہو جائے، آدمی لوگوں کے

---

① مسند احمد: ۲/ ۳۹۱، الادب المفرد للبخاری، رقم: ۲۶۰ و صحیحه ابن حبان، رقم: ۲۳٦.

② مسند ابی یعلی، رقم: ٦٥٥٠ـ قال حسين سليم اسد: اسناده ضعيف.

يَكْذِبُ لِيُصْلِحَ بَيْنَ النَّاسِ، وَالْكَذِبُ فِي الْحَرْبِ. ① درمیان صلح کرانے کے لیے جھوٹ بولتا ہے اور لڑائی میں جھوٹ بولتا ہے۔''

فوائد: ......شریعت نے جھوٹ بولنے کو حرام قرار دیا ہے اور جھوٹ بولنے والوں کو رسول اللہ ﷺ نے منافق کہا ہے اور ایسے لوگوں پر اللہ ذوالجلال کی لعنت برستی ہے، لیکن چند مواقع پر جھوٹ بولنے کی اجازت دی ہے۔ مذکورہ بالا حدیث میں ہے کہ تین مواقع پر جھوٹ بولنا جائز ہے:

۱- میاں بیوی کا جھوٹ: ......میاں بیوی کا رشتہ عظیم ترین رشتہ ہے۔ دونوں میں محبت برقرار رہے تو زندگی کا مزہ ہوتا ہے۔ اگر ناچاقی ہوجائے تو گھر ویران ہوجاتے ہیں۔ اس مقدس رشتے کو بحال اور قائم ودائم رکھنے کے لیے اسلام نے بے شمار احکام وضع کیے ہیں اور ہر قسم کی ناچاقی سے دور رہنے کے لیے جھوٹ بولنے تک کی اجازت دے دی ہے۔ لیکن زوجین کے درمیان جواز جھوٹ سے مراد دھوکا دہی نہیں۔ جیسا کہ امام نووی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ شوہر کا بیوی کے لیے اور بیوی کا اس کے لیے جھوٹ بولنے سے مراد یہ ہے کہ وہ ایک دوسرے کے لیے باہمی محبت و پیار کے لیے ایسا کریں، البتہ اپنے ذمہ واجبات کی ادائیگی میں مکر وفریب کرنے یا ناجائز حق کے حصول کی خاطر ایسا کرنے کی حرمت پر اہل اسلام کا اجماع ہے۔ (شرح مسلم للنووی: ٦/ ١٥٨)

شیخ البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: جائز جھوٹ میں سے یہ نہیں کہ اس (بیوی) کے ساتھ کسی ایسی چیز کا وعدہ کرے جس کو پورا کرنے کا اس کا ارادہ ہی نہ ہو اور نہ ہی یہ مراد ہے کہ اس کو خوش کرنے کی خاطر یہ کہے کہ میں نے فلاں چیز تمہارے لیے اس قیمت سے خریدی ہے جو کہ اصل قیمت سے زیادہ ہو۔ کیونکہ اگر کبھی اصل صورت حال کا انکشاف ہوجائے تو پھر یہی بات شوہر کے بارے میں بدگمانی کا سبب بن جاتی ہے اور یہ بات خرابی کی ہے، اصلاح کی نہیں۔

(سلسلة الصحيحه، رقم : ٤٩٨)

علامہ ابن الملک کا کہنا ہے میاں بیوی کے درمیان بولے جانے والے جھوٹ کے متعلق یہ ہے کہ آپس میں کہے مجھے آپ سے زیادہ کوئی عزیز نہیں (تو یہ جھوٹ نہیں ہوگا۔) (مرقاة المفاتيح: ٨/ ٧٦٦)

۲- صلح کے لیے جھوٹ: ......مسلمانوں میں افتراق وانتشار اسلام نے کبھی برداشت نہیں کیا اور صلح کرانے کی اللہ تعالیٰ نے خود ترغیب دی اور یہاں تک اجازت دے دی کہ اگر صلح کے لیے جھوٹ بولنا پڑے تو اس کی بھی اجازت ہے لیکن صلح کرانا ضروری ہے۔

امام خطابی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: دو (آدمیوں) کے درمیان صلح کرواتے وقت جھوٹ سے مراد یہ ہے کہ ایک شخص کی

① مسلم، كتاب البر والصلة، باب تحريم الكذب وبيان المباح منه، رقم: ٢٦٠٥- سنن ابوداود، رقم: ٤٩٢١- سنن ترمذی، رقم: ١٩٣٩.

طرف سے دوسرے تک خیر کی بات پہنچائے، عمدہ خبر سنائے، اگر چہ اس نے وہ خبر سنی نہ ہو اور اس سے مقصود اصلاح ہو۔

۳- جنگ میں جھوٹ: ...... اللہ ذوالجلال نے اس دین متین کی حفاظت کے لیے قتال فی سبیل اللہ کا حکم دیا، کیونکہ ((اَلْإِسْلَامُ يَعْلُو وَلَا يُعْلٰى عَلَيْهِ)) اور جنگ میں رازداری کی بڑی اہمیت ہے اور جب تک راز کو راز نہ رکھا جائے راز نہیں رہتا۔ اس ضرورت کے پیش نظر اور دشمن کو دھوکا دینے کے لیے جھوٹ بولنے کی بھی اجازت دی ہے۔ کیونکہ ((اَلْحَرْبُ خُدْعَةٌ))...... ''جنگ دھوکا کا نام ہے۔'' اور دھوکا جھوٹ یا شبہ جھوٹ کے بغیر ممکن ہی نہیں۔

علامہ ابن الملک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جنگ میں جھوٹ یہ ہے کہ مثال کے طور پر کہے: لشکر اسلام کثیر تعداد میں ہے۔ انہیں بہت مدد پہنچ چکی ہے۔ یا یہ کہے: پیچھے دیکھ کہ فلاں شخص تجھے پیچھے سے مارنے کے لیے آ چکا ہے۔

(مرقاة المفاتيح: ٨/ ٧٦٦)

۴- جان و مال کے خوف سے جھوٹ بولنا: ...... علماء اس کی بھی اجازت دیتے ہیں۔ استدلال اس آیت مبارکہ سے کرتے ہیں: ﴿مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ﴾ (النحل: ١٠٦) ......''جو شخص اپنے ایمان کے بعد اللہ سے کفر کرے بجز اس کے جس پر جبر کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر برقرار ہو۔''

قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا ہے: اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں کہ اگر کسی شخص کے ہاں ایک آدمی چھپا ہو اور کوئی ظالم اس کو (ناحق) قتل کرنا چاہے تو اس شخص پر واجب ہے کہ وہ اس کے بارے میں جھوٹ بولتے ہوئے لاعلمی ظاہر کرے۔ (شرح مسلم للنووی)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر اس پر قسم بھی کھائے تو اس کو گناہ نہ ہوگا۔ (فتح الباری: ٥/ ٣٠٠)

[٥٨٩/٨٠٢]...... أَخْبَرَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ بَهْرَامَ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ......

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ قَالَتْ: دَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَاءَ الْمُؤْمِنِينَ إِلَى الْبَيْعَةِ، فَقَالَتْ أَسْمَاءُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَلَا تَحْسِرُ لَنَا عَنْ يَدِكَ؟ فَقَالَ: إِنِّي لَا أُصَافِحُ النِّسَاءَ. ①

سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مومنوں کی خواتین کو بیعت کے بلایا، تو اسماء رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ اپنا ہاتھ ہمارے لیے ظاہر نہیں فرمائیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔''

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے عورتوں کی بیعت لینے کا طریقہ ثابت ہوتا ہے۔ معلوم ہوا کہ مرد کا غیر محرم عورت سے مصافحہ کرنا جائز نہیں ہے۔ احادیث میں غیر محرم عورتوں سے مصافحہ کرنے پر سخت وعید آئی ہے۔ جیسا کہ سیّدنا

---

① سنن نسائی، کتاب البیعة، باب بیعة النساء، رقم: ٤١٨١۔ سنن ابن ماجه، رقم: ٢٨٧٤۔ مسند احمد: ٦/ ٣٥٧۔ قال الشیخ الالبانی: صحیح .

معقل بن یسار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((لَاَنْ يُّطَعْنَ فِيْ رَأْسِ رَجُلٍ بِمِخْيَطٍ مِنْ حَدِيْدٍ خَيْرٌ لَهُ مِنْ اَنْ يَّمَسَّ امْرَأَةً لَا تَحِلُّ لَهُ .)) (سلسلة الصحيحه، رقم : ۲۲٦) ......''کسی مرد کے سر میں لوہے کی سوئی کا ٹھونس دیا جانا، اس سے بہتر ہے کہ وہ ایسی عورت کو چھوئے جو اس کے لیے حلال نہ ہو (یعنی غیر محرم ہو)۔''

چھونے میں غیر محرم عورت سے مصافحہ کرنا یا بوسہ لینا شامل ہے۔ صحیح بخاری میں ہے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: اللہ کی قسم! بیعت کے دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ نے کسی عورت کے ہاتھ کو مس نہیں کیا۔ آپ عورت سے بیعت لیتے وقت یہ کہہ دیتے تھے کہ میں نے تجھ سے اس چیز پر بیعت لے لی ہے۔

شیخ البانی رحمہ اللہ نے کہا ہے: کسی صحیح اور صریح حدیث سے ثابت نہیں ہوتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی عورت سے مصافحہ کیا ہو۔ بیعت کا معاملہ ہو یا ملاقات کا۔ (سلسلة الصحيحه شرح حديث نمبر: ۵۲۹)

[۵۹۱/۸۰۳]...... قَالَتْ: وَسَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ ذَبَّ عَنْ عِرْضِ أَخِيهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ يُعْتِقَهُ مِنَ النَّارِ . ①

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''جس نے اپنے (مسلمان) بھائی کا اس کی غیر موجودگی میں دفاع کیا، تو اللہ پر حق ہے کہ وہ اسے جہنم سے آزاد کردے۔''

فوائد:...... مذکورہ حدیث سے مسلم بھائی کی عزت کا دفاع کرنے کی فضیلت واضح ہوتی ہے۔ دفاع کا مطلب کیا ہے؟ کسی مجلس میں کوئی کسی کی عیب جوئی کر رہا ہو، تو سننے والوں کو چاہیے کہ غیبت یا عیب جوئی کرنے والے کو منع کریں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایسی کئی مثالیں ملتی ہیں، جیسا کہ سیّدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے جنگ تبوک کے موقعہ پر ان کی آزمائش اور توبہ کی طویل حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک میں بیٹھے تھے تو آپ نے پوچھا: کعب بن مالک نے کیا کیا؟ بنوسلمہ کا ایک آدمی کہنے لگا: یا رسول اللہ! اسے اس کی دو چادروں (کی خوبصورتی) نے اور اپنے کندھوں کو دیکھنے نے یہاں آنے نہیں دیا۔ سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہنے لگے: تم نے جو کہا برا کہا، اللہ کی قسم! یا رسول اللہ! ہم تو اس کے متعلق بھلائی کے علاوہ کچھ نہیں جانتے۔ (بخاری، كتاب المغازی، رقم : ۴۴۱۸ ـ مسلم، رقم : ۲۷٦۹)

ایسی مجلس جہاں کسی مسلمان کی غیبت ہو اگر ممکن ہو تو ان لوگوں کو روکنا چاہیے، اگر روکنے کی طاقت نہیں تو مجلس سے اٹھ جانا بہتر ہے۔

---

① سنن ترمذی، ابواب البر والصلة، باب الذب عن عرض المسلم، رقم: ۱۹۳۱ ـ قال الشيخ الالبانی: صحيح۔ مسند احمد: ٦/ ۴۴۹ .

[٦١٠/٨٠٤]...... أَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ، عَنْ مَنْصُوْرٍ......

عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: سَمَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَيْمُوْنَةَ بَرَّةَ، وَذَاكَ اِنَّهُ قَالَ يَوْمًا: ((اَثَمَّ مَيْمُوْنَةَ؟)) فَقَالُوْا: لَا. ①

مجاہد رحمہ اللہ نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میمونہ رضی اللہ عنہا کا نام برہ رکھا، اور یہ اس لیے کہ آپ نے ایک دن فرمایا: ''کیا یہاں میمونہ ہے؟'' تو انہوں نے عرض کیا: نہیں۔''

فوائد: ...... ادب المفرد میں ہے سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا نام برہ تھا نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام میمونہ رکھ دیا۔ (ادب المفرد، رقم : ٨٣٢)

شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس کو شاذ کہا ہے۔ صحیح روایت میں ہے سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سیّدہ جویریہ کا (اصل) نام برہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبدیل کر کے جویریہ رکھا۔ آپ ناپسند کرتے تھے کہ یہ کہا جائے آپ برہ کے پاس سے نکلے ہیں۔ (سلسلة الصحيحه، رقم : ٢١٢۔ ادب المفرد، رقم : ٨٣١)

اسی طرح ایک دوسری حدیث میں ہے سیّدہ زینب کا نام برہ تھا۔ کہا جاتا تھا کہ یہ اپنے آپ کو پاک ثابت کرتی ہے نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدل کر اس کا نام زینب رکھ دیا۔ (بخاری، رقم : ٦١٩٢۔ سنن ابن ماجه، رقم : ٣٧٣٢)

[٦١٣/٨٠٥]...... اَخْبَرَنَا عَبْدُالصَّمَدِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مَيْمُوْنٍ، عَنْ اَبِى الْاَحْوَصِ، عَنْ مَسْرُوْقٍ......

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رُجُلًا ذَكَرَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: بِئْسَ عَبْدُاللّٰهِ اَخُو الْعَشِيْرَةِ، ثُمَّ دَخَلَ عَلَيْهِ فَكَلَّمَهَ، فَرَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُقْبِلًا عَلَيْهِ بِوَجْهِهٖ حَتَّى ظَنَنْتُ اَنَّ لَهٗ عِنْدَهٗ مَنْزِلَةَ. ②

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا گیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قبیلے کا برا بندہ ہے'' پھر وہ آپ کے پاس آیا تو آپ نے اس سے گفتگو فرمائی، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اسے پوری توجہ دے رہے ہیں، حتیٰ کہ میں نے گمان کیا کہ اس کا آپ کے ہاں مقام ومرتبہ ہے۔

[٦٣٢/٨٠٦]...... اَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ، عَنِ الْمُجَالِدِ بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ مَّنْ حَدَّثَهٗ......

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: اَصَابَ وَجْهِ اُسَامَةَ شَيْءٌ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''اسامہ رضی اللہ عنہ کے چہرے پر

---

① اسناده مرسل صحيح.

② بخاری، کتاب الادب، باب ما يجوز من اغتياب اهل الفساد الخ، رقم : ٦٠٥٤۔ مسلم، کتاب البروالصلة، باب مداراة من يتقى فح فحشه، رقم : ٢٥٩١۔ سنن ابوداود، رقم: ٤٧٩١۔ سنن ترمذى، رقم: ١٩٩٦۔ مسند احمد: ٦/ ٣٨۔ مسند حميدى، رقم: ٢٤٩.

فَدَمٰی ، فَغَسَلَتْ وَجْهَهٗ ، فَمَسَحَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَمِيْصِهٖ ، فَقَالَ: اَحْسِنْ بِنَا اِذَا لَمْ يَكُنْ جَارِيَةٍ ، قَالَ: وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا نَظَرَ اِلٰى وَجْهِ اُسَامَةَ بَعْدَ مَوْتِ اَبِيْهِ بَكٰى . ①

کوئی چیز لگ گئی تو خون بہنے لگا، میں نے ان کا چہرہ دھویا اور رسول اللہ ﷺ نے اپنے قمیض کے ساتھ اسے صاف کیا، اور فرمایا: ''ہمارے ساتھ اچھا سلوک کر جبکہ وہ لڑکی نہیں۔'' راوی نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ جب اسامہ رضی اللہ عنہ کے والد (زید رضی اللہ عنہ) کی وفات کے بعد ان (اسامہ رضی اللہ عنہ) کے چہرے کی طرف دیکھتے تو رو پڑتے تھے۔

فوائد:......سیّدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے ساتھ رسول اللہ کو گہری محبت تھی جس کا اظہار مذکورہ بالا حدیث سے بھی ہوتا ہے۔ اور یہ دونوں باپ بیٹا نبی مکرم ﷺ کے محبوب تھے۔ سیّدنا زید رضی اللہ عنہ کو لوگ زید بن محمد ﷺ کہتے تھے جو جنگ موتہ میں شہید ہوئے اور آپ ؐ کے متبنیٰ تھے۔ اور سیّدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ ام ایمن رضی اللہ عنہا ہیں، جس کی گود میں رسول اللہ ﷺ کی پرورش ہوئی اور یہ رسول اللہ ﷺ کے والد محترم جناب عبداللہ کی لونڈی تھیں جس کو بعد میں رسول اللہ ﷺ نے آزاد کر دیا تھا۔

معلوم ہوا بچوں کو اگر تکلیف پہنچے تو ان کو بہلانا چاہیے نہ کہ ڈانٹنا چاہیے۔ بچیوں کو زیور پہنانا اور اچھے کپڑے پہننانا جائز ہے۔

[٦٤٩/٨٠٧]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ ، حَدَّثَنَا صَالِحٌ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ......

عَنْ أُمِّهِ أُمِّ كُلْثُومٍ بِنْتِ عُقْبَةَ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَيْسَ بِالْكَاذِبِ مَنْ أَصْلَحَ بَيْنَ النَّاسِ فَقَالَ خَيْرًا أَوْ نَمَا خَيْرًا . ②

سیدہ ام کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''یہ جھوٹ نہیں جو کوئی شخص لوگوں کے درمیان صلح کراتا ہے تو (اس سے) خیر و بھلائی کی بات کرتا ہے یا خیر و بھلائی کی بات آگے پہنچاتا ہے۔''

[٦٥٤/٨٠٨]...... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، وَابْنُ عُلَيَّةَ أَخْبَرَنَا أَيْضًا ، عَنْ مَعْمَرٍ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، عَنْ أُمِّهِ......

---

① سنن ابن ماجه ، ابواب النكاح ، باب الشفاعة فى التزويج ، رقم: ١٩٧٦ ـ قال الشيخ الالبانى: صحيح .

② مسلم ، كتاب البر والصلة ، باب تحريم الكذب الخ ، رقم: ٢٦٠٥ ـ سنن ابوداود ، رقم: ٣٩٢٠ ـ سنن ترمذى ، رقم: ١٩٣٨ .

وَهِيَ أُمّ كُلْثُومٍ بِنْتِ عُقْبَةَ وَكَانَتْ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ الأَوَّلِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَيْسَ بِالْكَاذِبِ مَنْ أَصْلَحَ بَيْنَ اثْنَيْنِ فَقَالَ خيرًا أَوْ نَمَا خَيْرًا . ①

سیدہ ام کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ شخص جھوٹا نہیں جو دو افراد کے درمیان صلح کراتا ہے، وہ خیر و بھلائی کی بات کرتا ہے یا خیر و بھلائی کی بات آگے پہنچاتا ہے''

فوائد: ...... دو مسلمانوں میں صلح کروانے کا حکم ہے خواہ اس دوران جھوٹ ہی کا سہارا لینا پڑے دونوں میں نفرت کم کرنے کی غرض سے یا محبت و الفت ڈالنے کی وجہ سے صریح جھوٹ بولا جا سکتا ہے جبکہ آج ہم ایسے موقع پر جب جھوٹ جائز ہے، سچ کا مظاہرہ کر کے صلح کی کوشش کو بھی ناکام بنا دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم فرمائے۔ آمین۔

[۷۰۵/۸۰۹]...... أَخْبَرَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ......

عَنْ أُمّ طَارِقٍ مَوْلَاةِ سَعْدٍ قَالَتْ: جَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَعْدًا فَاسْتَأْذَنَ، فَسَكَتَ سَعْدٌ، ثُمَّ أَعَادَ فَسَكَتَ، ثُمَّ أَعَادَ فَسَكَتَ، فَانْصَرَفَ، قَالَتْ: فَأَرْسَلَنِي سَعْدٌ إِلَيْهِ، فَأَتَيْتُهُ، فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّمَا أَرَدْنَا أَنْ تَزِيدَنَا، فَسَمِعْتُ صَوْتًا بِالْبَابِ يَسْتَأْذِنُ وَلَا أَرَى شَيْئًا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَنْتِ ؟ فَقَالَتْ: أَنَا أُمُّ مُلْدَمٍ، فَقَالَ: لَا مَرْحَبًا بِكِ، وَلَا أَهْلًا أَتَهْدِينَ إِلَىَّ قُبَاءَ ؟، قَالَتْ: نَعَمْ، فَقَالَ: ائْتِيهِمْ . ②

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کی آزاد کردہ لونڈی ام طارق نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سعد رضی اللہ عنہ کے ہاں آئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اندر جانے کے لیے اجازت طلب کی، سیدنا سعد رضی اللہ عنہ خاموش رہے، پھر اجازت طلب کی، وہ پھر خاموش رہے، پھر اجازت طلب کی، وہ پھر خاموش رہے، اور واپس مڑ گئے، تو سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے مجھے آپ کی طرف بھیجا، میں آپؐ کی خدمت میں پہنچی تو آپؐ سے عرض کیا: ہم نے تو صرف یہی ارادہ کیا کہ آپ ہمیں (سلامتی کی دعا کے حوالے سے) بڑھائیں، انہوں نے کہا: میں نے دروازے پر اجازت طلب کرنے کی آواز سنی، میں نے کوئی چیز نہ دیکھی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم کون ہو؟'' اس نے کہا: میں ام ملدم ہوں، آپؐ نے فرمایا: ''تمہارے لیے کوئی خوش آمدید نہیں، کیا تم قباء کی طرف راہنمائی کر سکتی ہو؟'' اس نے کہا: جی ہاں، آپ نے فرمایا: ''انہیں لے آ۔''

---

① انظر الحديث السابق برقم: ۸۰۸/ ٦٤٩ .

② مسند احمد: ٦/ ۳۷۸۔ قال شعيب الارناؤط: اسناده ضعيف .

[۷۳۸/۸۱۰]...... أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ يَعْلَى بْنِ مَمْلَكٍ......

عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ، تَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أُعْطِي حَظَّهُ مِنَ الرِّفْقِ أُعْطِي حَظَّهُ مِنَ الْخَيْرِ، وَمَنْ حُرِمَ حَظَّهُ مِنَ الرِّفْقِ حُرِمَ حَظَّهُ مِنَ الْخَيْرِ. ①

سیدہ ام درداء رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً روایت کرتی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جسے نرمی میں سے اس کا حصہ عطا کر دیا گیا تو اسے خیر و بھلائی میں سے حصہ عطا کر دیا گیا اور جو نرمی سے محروم کر دیا گیا تو وہ اتنا ہی خیر و بھلائی سے محروم کر دیا گیا۔''

فوائد:...... مذکورہ حدیث سے نرمی کی فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ جس کو صفت نرمی سے نوازا گیا تو وہ اچھائی اور بھلائی سے نوازا گیا اور جو شخص اس سے محروم رہا، وہ اچھائی اور بھلائی سے یکسر محروم اور خالی ہاتھ رہا۔ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا میں تم کو ایسے شخص کے بارے میں نہ بتلاؤں جو آگ پر حرام ہو یا آگ جس پر حرام ہو؟ وہ ہر دلعزیز، نرمی کرنے والا اور آسانی کرنے والا ہے۔''

(سلسلة الصحيحه، رقم: ۹۳۸)

نرمی کرنا اللہ ذوالجلال کی صفتوں میں سے ہے اور وہ پسند کرتا ہے کہ اس کے بندے بھی نرمی کریں، جیسا کہ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اکھڑ پن جس چیز میں ہوگا اسے بدنما کر دے گا۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نرمی والا ہے اور نرمی کو پسند فرماتا ہے۔'' (ادب المفرد، رقم: ٤٦٦) شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس کو صحیح کہا ہے۔

[۷۳۹/۸۱۱]...... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ......

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، أَنَّ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ مَرْوَانَ، كَانَ رُبَّمَا بَعَثَ إِلَى أُمِّ الدَّرْدَاءِ، فَتَكُونُ عِنْدَهُ، قَالَتْ: فَدَعَا خَادِمًا لَهُ، فَأَبْطَأَ، فَلَعَنَهُ، فَقَالَتْ أُمُّ الدَّرْدَاءِ: لَا تَلْعَنْهُ، فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اللَّعَّانُونَ لَا يَكُونُونَ شُفَعَاءَ وَلَا شُهَدَاءَ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. ②

زید بن اسلم سے روایت ہے کہ عبدالملک بن مروان نے سیدہ ام درداء رضی اللہ عنہا کی طرف پیغام بھیجا تا کہ وہ اس کے ہاں ہوں، پس اس نے اپنے خادم کو بلایا، تو اس نے (آنے میں) تاخیر کی، اس نے اس پر لعنت کی، تو سیدہ ام درداء رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اس پر لعنت نہ کرو، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بہت زیادہ لعنت کرنے والے قیامت کے دن اللہ کے ہاں سفارش کر سکیں گے نہ گواہی دے سکیں گے۔''

---

① سنن ترمذی، ابواب البر والصلة، باب ماجاء فی الرفق، رقم: ۲۰۱۳ قال الالبانی: صحیح۔ مسند احمد: ٦/ ۱۵۹۔ سنن کبری بیهقی: ۱۰/ ۱۹۳۔ ادب المفرد، رقم: ٤٦٤۔ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ٦٠٥٥.

② مسلم، کتاب البر والصلة، باب النهی عن لعن الدواب وغیرها، رقم: ۲۵۹۷۔ سنن ابوداود، کتاب الادب، باب فی اللاعن، رقم: ٤٩٠٧۔ سنن کبری بیهقی: ۱۰/ ۱۹۳۔ ادب المفرد، رقم: ۳۱۷.

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا لعنت کرنا بہت بڑا جرم ہے۔ اور اس کی وجہ سے انسان بہت بڑی خیر سے محروم ہو جائے گا کہ امت محمدیہ کو اللہ ذوالجلال نے یہ اعزاز دیا ہے کہ یہ دوسری امتوں کی گواہی دے گی اور آپس میں ایک دوسرے کی شفاعت کرے گی۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَ يَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا﴾ (البقرة: ۱۴۳) ...... ''اور اسی طرح ہم نے تم کو درمیانی اُمت بنایا ہے کہ تم لوگوں پر گواہ ہو جاؤ اور رسول تم پر گواہ بن جائیں۔''

لیکن یہ اعزاز لعنت کرنے والے لوگوں کو نہیں ملے گا۔ ایک حدیث میں ہے: ((لَيْس الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ وَلَا اللَّعَّانِ .)) (سنن ترمذی، رقم: ۱۹۷۷۔ سلسلة الصحيحه، رقم: ۳۲۰) ...... ''مومن بہت طعنے دینے والا بہت لعنت کرنے والا نہیں ہوتا۔''

حدیث کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ بہت زیادلعنت کرنے والا کافر ہے۔ دراصل کفار پر تعریض اور چوٹ ہے کہ مومن نہیں، بلکہ کافر لعن وطعن کرنے والے ہوتے ہیں۔ کفار، ظالمین اور کبائر کا ارتکاب کرنے والوں پر لعنت کرنا جائز ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ﴾ (البقرة: ۸۹) ...... ''پس اللہ کی لعنت ہو کفر کرنے والوں پر۔'' ﴿اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ﴾ (هود: ۱۸) ...... ''خبردار اللہ کی لعنت ہو ظلم کرنے والوں پر۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَعَنَ اللّٰهُ الْخَمْرَ وَشَارِبَهَا وَسَاقِيْهَا .)) ...... ''پس اللہ کی لعنت ہو شراب پر اور شراب پینے اور پلانے والے پر۔''

اور صحیح بخاری میں ہے: ((لَعَنَ اللّٰهُ السَّارِقَ يَسْرِقُ الْبَيْضَةَ فَتُقْطَعُ يَدَهٗ وَيَسْرِقُ الْحَبْلَ فَتُقْطَعُ يَدَهٗ .)) ...... ''پس اللہ کی لعنت ہو چوری کرنے والے پر، وہ انڈہ چوری کرتا ہے اُس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے اور ایسے ہی رسّی چوری کرتا ہے تو اُس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے۔'' (صحيح بخاری، رقم: ٦٧٨٣)

معلوم ہوا جس وصفِ بد پر لعنت کا حکم ہوا ہے اُس پر لعنت جائز ہے، لیکن کسی غیر مستحق شخص پر لعنت کرنا جائز نہیں ہے۔

[۷۵۹/۸۱۲] ...... اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، نَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ ......

عَنْ طَاوُوْسٍ قَالَ: سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ هَذِهِ الْاٰيَةِ: ﴿قُلْ لَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى﴾ (الشورىٰ: ۲۳)، فَقَالَ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ: قُرْبٰى آلِ مُحَمَّدٍ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: عَجِلْتَ عَجِلْتَ، اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ بَطْنٌ مِنْ

طاؤس رحمہ اللہ نے بیان کیا: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت: ''میں تم سے اس (دعوت وتبلیغ) پر کسی اجر کا سوال نہیں کرتا سوائے رشتے داری کی محبت کے'' کی تفسیر پوچھی گئی تو سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے کہا: رشتے داروں سے آل محمد ﷺ مراد ہیں۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تم نے جلدی کی، تم نے جلدی کی، کیونکہ رسول اللہ ﷺ قریش

بُطُوْنِ قُرَيْشٍ اِلَّا كَانَتْ لَهٗ فِيْهَا قَرَابَةٌ ، فَقَالَ: اَنْ تَصِلُوْا مَا بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ مِنَ الْقَرَابَةِ . ①

کی اولاد میں سے نہیں تھے الا یہ کہ آپ کی اس میں قرابت داری تھی، تو آپ نے فرمایا: ''میرے اور ان کے درمیان جو قرابت ہے تم اسے ملاؤ۔''

فوائد: ...... آیت کا مطلب یہ ہے کہ میں وعظ ونصیحت اور تبلیغ ودعوت کی کوئی اجرت تم سے نہیں مانگتا، البتہ ایک چیز کا سوال ضرور ہے کہ میرے اور تمہارے درمیان جو رشتے داری ہے، اس کا لحاظ کرو، تم میری دعوت کو نہیں مانتے تو نہ مانو تمہاری مرضی لیکن مجھے نقصان پہنچانے سے تو باز رہو۔ تم میرے دست وبازو نہیں بن سکتے تو رشتہ داری وقرابت کے ناطے مجھے ایذا تو نہ پہنچاؤ اور میرے راستے کا روڑہ تو نہ بنو کہ میں فریضہ رسالت ادا نہ کرسکوں۔ (احسن البیان، تحت الآیۃ)

[۸۱۳/۷۶۰]...... اَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ اِدْرِيْسَ ، قَالَ: سَمِعْتُ لَيْثًا يُحَدِّثُ عَنْ طَاؤُوْسٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا ، وَاَيْسِرُوْا وَلَا تَعْسِرُوْا ، فَاِذَا غَضِبْتَ فَاسْكُتْ ، وَاِذَا غَضِبْتَ فَاسْكُتْ . ②

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آسانی پیدا کرو، تنگی پیدا نہ کرو، آسانی پیدا کرو، تم پر تنگی نہیں کی جائے گی، پس جب تمہیں غصہ آئے تو خاموش ہوجاؤ، اور جب تمہیں غصہ آئے تو خاموشی اختیار کرو۔''

[۸۱۴/۷۶۱]...... اَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ ، عَنْ لَيْثٍ ، عَنْ طَاؤُوْسٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: عَلِّمُوْا وَيَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا ، عَلِّمُوْا وَيَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا ، عَلِّمُوْا وَيَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا ، ثُمَّ قَالَ: وَاِذَا غَضِبْتَ فَاسْكُتْ ، وَاِذَا غَضِبْتَ فَاسْكُتْ ، وَاِذَا غَضِبْتَ فَاسْكُتْ . ③

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تعلیم دو، آسانی پیدا کرو اور تنگی پیدا نہ کرو، سکھاؤ، آسانی پیدا کرو، تنگی پیدا نہ کرو، تعلیم دو، آسانی پیدا کرو اور تنگی پیدا نہ کرو۔'' پھر فرمایا: ''جب تمہیں غصہ آئے تو خاموش ہوجاؤ، جب تمہیں غصہ آئے تو خاموش ہو جاؤ اور جب تمہیں غصہ آئے تو خاموش ہوجاؤ۔''

---

① بخاری، کتاب التفسیر، باب سورة حم عسق، رقم: ٤٨١٨۔ سنن ترمذی، ابواب التفسیر، باب ومن سورة حم عسق رقم: ٣٢٥١۔ مسند احمد: ١/ ٢٨٦ .

② مسلم، کتاب الجهاد والسير، باب فی الامر بالتيسير الخ، رقم: ١٧٣٢۔ الأدب المفرد، رقم: ٢٤٥۔ مسند احمد: ١/ ٢٩٣ .

③ انظر ماقبله .

فوائد: ......(۱) مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا لوگوں کے ساتھ نرمی کرنی چاہیے، سختی سے بچنا چاہیے، ایسا نہ ہو کہ لوگ دینی کاموں کو سختی کی وجہ سے چھوڑ دیں۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا: "یَسِّرُوْا" میں آسانی کا حکم دیا گیا ہے۔ مرادی معنی یہ ہے کہ کبھی سکون کا لحاظ رکھا جائے اور کبھی آسانی کا۔ مشقت طلب امور کا حکم نہ دیا جائے، تاکہ عمل کرنے والا اکتا نہ جائے۔ مجبور لوگوں پر ان کو دی گئی رخصتوں کی وضاحت کردی جائے، مثلاً: بیٹھ کر نماز پڑھنا، مسافر اور مریض کا روزہ نہ رکھنا۔ اسی طرح "اَخَفُّ الضَّرَرَیْنِ" اور "اَخَفُّ الْمُفْسِدِیْنِ" کے قانون کو بھی ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں بدو کے پیشاب کرنے کے موقع پر کیا تھا۔ (فتح الباری: ۱۰/ ٦٤٤)

امام نووی رحمہ اللہ نے شرح مسلم میں مختلف روایات جمع کر کے کہا: ان احادیث میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم، اجر وثواب اور اس کی وسعت رحمت کا ذکر کر کے لوگوں کو خوشخبریاں سنائی جائیں اور محض تخویف ووعید کا ذکر کر کے سامعین کو متنفر نہ کیا جائے۔ (شرح مسلم للنووی: ۲/ ۸۳)

(۲)......معلوم ہوا غصے کے وقت خاموشی اختیار کرنی چاہیے، کیونکہ غصہ آنے کے بعد اگر خاموشی اختیار کی جائے تو تھوڑی دیر کے بعد نفس کی بھڑاس ختم ہوجاتی ہے۔ اور جس پر غصہ آیا تھا اس سے مواخذہ کرنے کا جذبہ ختم ہوجائے گا اور یہ معافی کی ایک صورت ہے۔

[۹۰۲/۸۱۵]...... اَخْبَرَنَا الْمُقْرِئُ، نَا نُوْحُ بْنُ (جَعُوْنَۃَ) الْخُرَاسَانِیْ، عَنْ مُقَاتِلِ بْنِ حَیَّانَ، عَنْ عَطَاءٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا اِلَى الْمَسْجِدِ، وَهُوَ يَقُوْلُ بِيَدِهٖ هٰكَذَا، فَنَكَسَ الْمُقْرِئُ، بِيَدِهٖ هٰكَذَا، وَهُوَ يَقُوْلُ: مَنْ اَنْظَرَ مُعَسِّرًا، اَوْ وَضَعَ عَنْهُ وَقَاهُ اللّٰهُ فَيْحِ جَهَنَّمَ، اِلَّا اَنَّ عَمَلَ الْجَنَّةِ حَزَنٌ بِرَبْوَةٍ ثَـلَاثًا، اَلَّا وَاِنَّ عَمَلَ النَّارِ سَهْلٌ بِسَهْوَةٍ، وَالسَّعِيْدُ مَنْ وَقٰى نَفْسَهٗ، وَمَا مِنْ جُرْعَةٍ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ جَرْعَةِ غَيْظٍ يَكْظِمُهَا عَبْدُاللّٰهِ، مَا كَظَمَهَا عَبْدُاللّٰهِ، اِلَّا مَلَاَ اللّٰهُ جَوْفَهٗ اِيْمَانًا. ①

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن مسجد کی طرف تشریف لائے، جبکہ آپ اپنے ہاتھ سے اس طرح اشارہ فرما رہے تھے، مقری (راوی) نے اپنے ہاتھ کے ساتھ اس طرح الٹ دیا، اور آپ فرما رہے تھے: ''جس نے کسی تنگ دست کو (قرض کی ادائیگی میں) مہلت دی، یا اسے معاف کردیا، اللہ اسے جہنم کی بھاپ/ شدت سے بچائے گا، سنو! جنت کا عمل ٹیلے پر سخت جگہ (کی مانند) ہے، سنو! جہنم کا عمل نرم زمین میں سہل ہے اور سعادت مند شخص وہ ہے جس نے اپنے نفس کو بچایا، اللہ کا بندہ غصے کے جس گھونٹ کو پیتا ہے وہ اللہ کے ہاں محبوب ترین گھونٹ ہے، جو اللہ کا بندہ اس (غصے) کو ضبط کرتا ہے تو اللہ اس کے پیٹ کو ایمان سے بھر دیتا ہے۔''

① مسند احمد: ۱/ ۳۲۷۔ ضعیف ترغیب و ترهیب، رقم: ٥٤٠.

[۹۰۸/۸۱۶]...... اَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ عَنْ مُوْسٰى، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ عَطَاءٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: خِيَارُكُمْ، اَحَاسِنُكُمْ اَخْلَاقًا. ①

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جس کے تم میں سے اخلاق بہترین ہیں۔''

فوائد:...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا لوگوں میں سے بہترین وہ انسان ہے جو اخلاق کے لحاظ سے بہتر ہے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا.)) (سنن ترمذی، ابواب الرضاعة، رقم : ۱۱۶۲) ......''سب سے زیادہ کامل ایمان والے وہ لوگ ہیں جو مسلمانوں میں سب سے زیادہ اچھے اخلاق والے ہیں۔'' ایسے لوگوں کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((اِنَّ مِنْ اَحَبِّكُمْ اِلَيَّ وَأَقْرَبِكُمْ مِنِّيْ مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَحَاسِنُكُمْ اَخْلَاقًا.)) (سنن ترمذی، ابواب البر والصلة، رقم : ۲۰۱۸) ......''تم میں سے مجھے سب سے زیادہ محبوب اور قیامت والے دن میرے سب سے زیادہ قریب وہ لوگ ہوں گے، جو تم میں سے اخلاق میں سب سے زیادہ اچھے ہوں گے۔''

[۹۶۵/۸۱۷]...... اَخْبَرَنَا اَبُوْ عَامِرِ الْعَقَدِيُّ، نَا زُهَيْرٌ۔ وَهُوَ ابْنُ مُحَمَّدِ الْعَنْبَرِيِّ۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ ابْنِ عَمْرٍو، عَنْ عِكْرِمَةَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ، وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ غَيَّرَ تُخُوْمَ الْاَرْضِ، وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ كَمَهَ الْاَعْمٰى عَنِ السَّبِيْلِ، وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ سَبَّ وَالِدَهٗ، وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ تَوَلّٰى غَيْرَ مَوَالِيْهِ، وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمَ لُوْطٍ، وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ. ②

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ اس شخص پر لعنت فرمائے جو غیر اللہ کے نام پر ذبح کرتا ہے، اللہ اس شخص پر لعنت فرمائے جو زمین کی حدود بدلتا ہے، اللہ اس شخص پر لعنت فرمائے جو نابینے شخص کو راستہ بھٹکا دیتا ہے، اللہ اس شخص پر لعنت فرمائے جو اپنے والد کو برا بھلا کہتا ہے، اللہ اس شخص پر لعنت فرمائے جو اپنے مالکوں کے علاوہ کسی اور کو اپنا مالک قرار دیتا ہے، اللہ قوم لوط کا سا عمل کرنے والے پر لعنت فرمائے اور اللہ اس شخص پر لعنت فرمائے جو قوم لوط کا سا فعل کرتا ہے۔''

---

① بخاری، کتاب الادب، باب حسن الخلق الخ، رقم: ۶۰۳۵۔ مسلم، کتاب الفضائل، باب کثرة حیائه صلی اللہ علیہ وسلم، رقم: ۲۳۲۱۔ سنن ترمذی، رقم: ۱۹۷۵.

② مسند احمد: ۱/ ۲۱۷ قال الارناؤط: اسناده حسن ۔ صحیح ترغیب وترهیب، رقم: ۲۴۲۱۔ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۵۸۹۱.

فوائد: …… (۱) مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا جو غیر اللہ کے نام پر ذبح کرتے ہیں وہ معلون ہیں یعنی جس طرح اللہ کی خوشنودی کے لیے قربانی کرتے ہیں یا حج میں جانور ذبح کرتے ہیں، اسی طرح بت، قبر یا پیر فقیر کے نام پر ذبح کرنا، تاکہ وہ خوش ہوں یہ لعنت والا عمل اور شرک جلی ہے۔ جیسے ہمارے ہاں جاہل لوگ اپنے نومولود بچے کو کسی بزرگ کی قبر پر لے جاتے ہیں وہاں جا کر بچے کے سر کے بال منڈواتے ہیں، بکرا ذبح کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے اس قبر والے سے یہ منت مانی ہوئی تھی کہ اگر ہمارے ہاں بچہ پیدا ہوتو ہم تیری قبر پر آ کر بکرا ذبح کریں گے اور ساتھ ہی یہ بھی عقیدہ رکھتے ہیں کہ ہم کو اس قبر والے بزرگ نے بیٹا دیا اور بعض جاہل لوگ بچے کا نام ''پیراں دتہ'' رکھتے ہیں یعنی یہ لڑکا نعوذ باللہ پیر نے دیا، اللہ نے نہیں دیا، تو یہ مشرکانہ عقیدہ ہے۔

(۲)…… زمین کی حدود بدلنے والا: ایک حدیث کے لفظ ہیں: ((سَرَقَ مَنَارَ الْاَرْضِ)) زمین کی حدود کو بدل دینا یہ کام زیادہ تر دیہاتی کاشتکار کیا کرتے ہیں۔ کھیتوں کے درمیان موجود مینڈھ کو کاٹ کر دوسرے کا کھیت اپنے کھیت میں ملانے کی کوشش کرتے ہیں کھیتوں اور زمینوں کے درمیان فاصلہ قائم کرنے کے لیے جو نشانیاں مقرر کر دی جاتی ہیں ان کو چرا کر ضائع کر دیتے ہیں یا ان کو جگہ سے ہٹا دیتے ہیں تاکہ پتہ نہ چلے کہ کس کی زمین کہاں تک ہے؟ پھر موقع پا کر راتوں رات دوسرے کی زمین اپنی زمین میں ملا لیتے ہیں۔ کاشت کی زمینوں کے علاوہ شہری اور رہائشی جائیدادوں میں خورد برد کرنے کے لیے غلط نقشے بنا کر پاس کرا لینا، پٹواری کو کچھ لے دے کر دوسرے کی زمین اپنے نام کروا لینا، یہ سب اسی لعنت کے کام میں شامل ہے۔

(۳)…… کسی آدمی کو راستہ بتا دینا بہت بڑا اجر ہے۔ جیسا کہ نبی معظم ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے کسی کو دودھ پینے کے لیے جانور دے دیا یا کسی (پوچھنے والے کو) گلی بتا دی، یا فرمایا: راستہ سمجھا دیا تو اس کو ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا۔'' (ادب المفرد، رقم: ۸۹۰)

لیکن اگر کوئی آدمی کسی کو راستے سے بھٹکا دے یا غلط راستہ بتائے تو ثواب سے بھی محروم اور لعنت کا مستحق ٹھہرے گا۔

(۴)…… معلوم ہوا جو اپنے والدین پر لعنت بھیجتا ہے، اس پر اللہ کی لعنت برستی ہے۔ شریعت نے تو اف کہنے کی گنجائش نہیں رکھی، لعنت اور گالی کی گنجائش کیسے ہوسکتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّ لَا تَنْهَرْهُمَا وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا﴾ (بنی اسرائیل: ۲۳) …… ''تم ان کو اف نہ کہو اور نہ ان کو جھڑکو اور ان کو عزت سے مخاطب کرو۔'' کسی کے والدین کو گالی دینا گویا اپنے والدین کو گالی دینا ہے، کیونکہ پہل آپ نے کی اور جواباً اس نے آپ کے والدین کو گالی دی تو گویا آپ خود اپنے والدین کو گالی دلوانے کا سبب بنے۔

(۵)…… معلوم ہوا اپنے مالک کو چھوڑ کر کسی اور کی طرف نسبت کرنا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔

(۶) قوم لوط سا عمل (ہم جنس پرستی) کرنے والے ملعون ہیں۔

32

كتاب الدعوات

دُعاؤں کے فضائل ومسائل

[٦٧/٨١٨]...... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ فِي أُمَّتِهِ مُسْتَجَابٌ لَهُ وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أَدَّخِرَ دَعْوَتِي إِنْ شَاءَ اللّٰهُ شَفَاعَةً لِأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپؐ نے فرمایا: ''ہر نبی کے حق میں اپنی امت کے لیے ایک دعا، مستجاب ہے، میں چاہتا ہوں کہ اگر اللہ نے چاہا تو میں اپنی دعا اپنی امت کے لیے یوم قیامت شفاعت کرنے کے لیے مؤخر کر دوں۔''

[٦٨/٨١٩]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، قَالَ: سَمِعْتُ......

أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَذَكَرَ مِثْلَهُ سَوَاءً. ②

ایک دوسری سند سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی سابقہ حدیث کی مانند مروی ہے۔

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا ہر نبی کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تمہاری ایک دعا لازماً قبول ہوگی اور یہی وعدہ نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بھی ہے ہر نبی نے دنیا میں کسی نہ کسی موقع پر دعا کی: یا اللہ! میری فلاں خواہش کو پورا کر دے، دعا کی اور وہ خواہش پوری ہوگئی، لیکن نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دعا کو آخرت کے لیے مؤخر کیا۔ آپ کو روزِ قیامت شفاعت عطا کی جائے گی۔ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مذکورہ حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے امت پر کمال

① بخاری، كتاب الدعوات، باب قوله تعالى ادعونى استجب لكم الخ، رقم: ٦٣٠٤۔ مسلم، كتاب الايمان، باب اختباء النبى ﷺ دعوة الشفاعة لامته، رقم: ١٩٩۔ سنن ترمذى، رقم: ٣٦٠٢۔ مسند احمد: ٢/ ٢٧٥.

② السابق.

شفقت کا اظہار ہے کہ آپ ﷺ نے یہ مقبول دعا امت کی شفاعت کے لیے قیامت کی مشکل گھڑیوں تک ملتوی کر رکھی ہے۔ اس میں ان پر بھی دلیل ہے کہ اہل سنت میں سے جو شخص خالص توحید پر مرا اور اللہ کے ساتھ شرک نہ کیا، وہ دوزخ میں ہمیشہ نہیں رہے گا، اگرچہ وہ کبائر پر اصرار کرتا ہوا مر جائے۔ (شرح مسلم للنووی: ۳/ ٦٣)

[۸۲۰/۱٦۰]...... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِءٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ أَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهُ، وَمَنْ أَبْغَضَ لِقَاءَ اللّٰهِ أَبْغَضَ اللّٰهُ لِقَاءَهُ، قَالَ: فَأَتَيْتُ عَائِشَةَ فَقُلْتُ لَهَا: لَئِنْ كَانَ مَا يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقًّا لَقَدْ هَلَكْنَا، فَقَالَتْ: إِنَّ الْهَالِكَ لَمَنْ يَهْلِكُ فِي قَوْلِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: وَمَا ذَاكَ ؟ قُلْتُ: يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ أَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهُ وَمَنْ أَبْغَضَ لِقَاءَ اللّٰهِ أَبْغَضَ اللّٰهُ لِقَاءَهُ، فَقَالَتْ: وَأَنَا قَدْ سَمِعْتُهُ، هَلْ تَدْرِي مَتَى يَكُونَ ذَاكَ ؟ ذَاكَ إِذَا طَمَحَ الْبَصَرُ وَحُشْرِجَتِ الصُّدُورُ وَانْشَجَبَتِ الأَصَابِعُ وَاقْشَعَرَّ الْجِلْدُ، فَحِينَئِذٍ، مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ أَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهُ، وَمَنْ أَبْغَضَ لِقَاءَ اللّٰهِ أَبْغَضَ اللّٰهُ لِقَاءَهُ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو اللہ سے ملاقات کرنا پسند کرتا ہے اللہ اس سے ملاقات کرنا پسند کرتا ہے، جو اللہ سے ملاقات کرنا ناپسند کرتا ہے، اللہ اس سے ملاقات کرنا ناپسند کرتا ہے۔'' راوی نے بیان کیا: میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا تو میں نے ان سے کہا: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے حوالے سے جو بیان کرتے ہیں اگر تو وہ حق ہے تو پھر ہم ہلاک ہوگئے، انہوں نے فرمایا: ہلاک ہونے والا تو وہ ہے جو رسول اللہ ﷺ کے فرمان میں ہلاک ہوتا ہے، پس انہوں نے فرمایا: وہ کیا بیان کرتے ہیں؟ میں نے کہا: وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو اللہ سے ملاقات کرنا پسند کرتا ہے اللہ اس سے ملاقات کرنا پسند فرماتا ہے اور جو اللہ سے ملاقات کرنا ناپسند کرتا ہے تو اللہ اس سے ملاقات کرنا ناپسند کرتا ہے۔'' انہوں نے فرمایا: میں نے اسے آپ ﷺ سے سنا ہے، کیا تم جانتے ہو کہ یہ کب ہوگا؟ یہ تب ہوگا جب نزع کے وقت نگاہ اٹھ جائے گی، جب سینوں میں سانس گھٹ/ رک جائے گی، انگلیاں زخمی ہو جائیں گی اور رونگٹے کھڑے ہو جائیں گے، پس اس وقت جو اللہ سے ملاقات کرنا پسند کرے گا تو اللہ اس سے

---

① مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب من احب لقاء الله الخ، رقم: ٢٦٨٥۔ سنن ترمذى، رقم: ١٠٦٧۔ سنن نسائى، رقم: ١٨٣٤۔ مسند احمد: ٢/ ٣٤٦۔ صحيح ابن حبان، رقم: ٣٠١٠.

ملاقات کرنا پسند کرے گا، اور جو اس سے ملاقات کرنا ناپسند کرے گا تو اللہ اس سے ملاقات کرنا ناپسند کرے گا۔''

فوائد : ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا موت کے وقت اللہ ذوالجلال کی ملاقات کا شوق ہونا چاہیے اور دنیا کو چھوڑنے کا غم نہ ہو۔ اور اسی طرح ہر وقت ان لوگوں کو اللہ ذوالجلال کی عبادت میں مشغول رہنا چاہیے جو اللہ ذوالجلال کی ملاقات کی خواہش رکھتے ہیں اور اللہ ذوالجلال کی عبادت میں کسی اور کو شریک نہیں کرتے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّ لَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا٥﴾ (الكهف : ١١٠) ......''جو شخص اپنے رب سے ملنے کا یقین رکھتا ہے، اسے چاہیے کہ نیک عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بنائے۔''

صحیح مسلم میں ہے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اللہ سے ملاقات پسند کرتا ہے اللہ بھی اس سے ملنا پسند کرتا ہے۔ اور جو شخص اللہ سے ملاقات ناپسند کرتا ہے اللہ بھی اس سے ملاقات ناپسند کرتا ہے۔'' عرض کیا گیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! موت کو ناپسند کرنے میں اللہ کی ملاقات سے ناپسندیدگی کا اظہار ہے اور ہم سب (طبعی طور پر) موت کو ناپسند کرتے ہیں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ بات نہیں، اس سے موت کے وقت کی کیفیت مراد ہے جب (بندے کو) اللہ کی رحمت اور مغفرت کی خوشخبری دی جاتی ہے وہ اللہ سے ملاقات کرنا پسند کرتا ہے، تب اللہ بھی اس سے ملاقات کرنا پسند کرتا ہے اور جب اللہ کے عذاب کی بشارت دی جائے تو وہ اللہ سے ملاقات کرنا پسند نہیں کرتا (مرنے سے گھبراتا ہے) اللہ ذوالجلال بھی اس سے ملاقات کرنا پسند نہیں کرتا۔''

(مسلم، كتاب الذكر والدعاء، رقم : ٢٦٨٤)

کیونکہ مومن کو موت کے وقت جنت کی خوشخبری اور کافر کو اللہ کے عذاب کی وعید سنا دی جاتی ہے۔ جس سے مومن کا شوق اللہ ذوالجلال کی ملاقات کا ہوتا ہے اور کافر کو ہلاکت نظر آ رہی ہوتی ہے جس سے اس کے دل کی حسرت ہوتی ہے کہ کاش مجھے موت نہ آئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ سے ملاقات کا کتنا شوق تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اختیار دیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے موت کو چنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان کے آخری الفاظ یہ ادا ہوئے: اللهم بالرفيق الأعلى۔

[٥٣٥/٨٢١]...... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ رَافِعٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ قَالَ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ كَانَتْ لَهُ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپؐ نے فرمایا: ''جو ((لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ)) پڑھتا ہے تو یہ اس کے لیے ننانوے بیماریوں

دَوَاءً مِنْ تِسْعَةٍ وَتِسْعِينَ دَاءً أَيْسَرُهَا الْهَمُّ . ①

کے لیے دوا ہے، ان میں سے سب سے آسان/معمولی بیماری غم ہے۔''

[۱۹۳/۸۲۲]...... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ ، عَنْ عُمَارَةَ ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةً مُسْتَجَابَةً يَدْعُو بِهَا فَيُسْتَجَابُ لَهُ ، فَيُؤْتَاهَا وَإِنِّي خَبَّأْتُ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ . ②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر نبی کی ایک مقبول دعا ہے، وہ دعا کرتے تو ان کی دعا قبول ہو جاتی اور وہ جو مانگتے انہیں وہی دیا جاتا، جبکہ میں نے قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لیے اپنی دعا کو (محفوظ کر رکھا ہے)۔''

فوائد: ......اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت بیان ہوئی ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام رسولوں پر حاصل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مخصوص دعا کے لیے ساری امت کی خاطر اپنے نفس اور اپنے اہل بیت کے لیے ایثار فرمایا۔ (شرح صحیح بخاری لابن بطال: ۱۰/۷۵)

اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے امت پر کمال شفقت کا اظہار ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مقبول دعا امت کی شفاعت کے لیے قیامت کی مشکل گھڑیوں تک ملتوی کر رکھی ہے...... اس میں ان پر بھی دلیل ہے کہ اہل سنت میں سے جو شخص خالص توحید پر مرا اور اللہ کے ساتھ شرک نہ کیا، وہ دوزخ میں ہمیشہ رہے گا، اگرچہ وہ کبائر پر اصرار کرتا ہوا مر جائے۔ (شرح صحیح مسلم للنووی: ۳/۶۳)

[۲۰۱/۸۲۳]...... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ مَرْزُوقٍ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ، وَلَا يَقْبَلُ إِلَّا الطَّيِّبَ، وَإِنَّ اللّٰهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِينَ فِيمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِينَ قَالَ: ﴿يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ﴾ (المؤمنون) إِلَى آخِرِ الْآيَةِ، وَقَالَ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ﴾ (البقرة)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ پاک ذات ہے اور وہ پاکیزہ چیز ہی قبول فرماتا ہے، اللہ نے جس چیز کا رسولوں کو حکم فرمایا، اس کا مومنوں کو حکم فرمایا، فرمایا: رسولوں کی جماعت! پاکیزہ چیزیں کھاؤ'' اور فرمایا: ''ایمان دارو! ہم نے جو تمہیں رزق عطا فرمایا ہے اس میں سے پاکیزہ چیزیں کھاؤ۔'' پھر آپ نے اس آدمی کا ذکر کیا جو دور دراز کا

① مستدرك حاكم: ۱/ ۷۲۷۔ ضعيف الجامع الصغير ، رقم: ٦٢٨٦۔ ضعيف ترغيب وترهيب ، رقم: ۹۷۰ .
② تقدم تخريجه: ٦٧ .

ثُمَّ ذَکَرَ الرَّجُلَ يُطِيلُ السَّفَرَ أَشْعَثَ أَغْبَرَ يَمُدُّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ ِ وَمَطْعَمُهُ وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ، وَقَدْ غُذِّيَ فِي الْحَرَامِ فَأَنَّى يُسْتَجَابُ لَهُ . ①

سفر کرتا ہے، بال بکھرے ہوئے ہیں اور پاؤں غبار آلود ہیں، وہ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھاتا (دعا کرتا) ہے، جبکہ اس کا کھانا، پینا اور لباس حرام (کی کمائی سے) ہے، اور اس کی نشوونما بھی حرام سے ہوئی ہے، تو اس کی دعا کہاں سے قبول ہوگی؟''

فوائد :...... تفسیر ''احسن البیان'' میں ہے کہ طیبات سے مراد پاکیزہ اور لذت بخش چیزیں ہیں، بعض نے اس کا ترجمہ حلال چیزیں کیا ہے۔ دونوں ہی اپنی جگہ صحیح ہیں، کیونکہ ہر پاکیزہ چیز اللہ نے حلال قرار دی ہے، اور ہر حلال چیز پاکیزہ اور لذت بخش ہے۔

خبائث کو اللہ نے اسی لیے حرام کیا ہے کہ وہ اثرات ونتائج کے لحاظ سے پاکیزہ نہیں ہیں گو خبائث خور قوموں کو اپنے ماحول اور عادت کی وجہ سے ان میں ایک گونہ لذت محسوس ہوتی ہو۔ عمل صالح وہ ہے جو شریعت یعنی قرآن وحدیث کے موافق ہو نہ کہ وہ جسے لوگ اچھا سمجھیں، کیونکہ لوگوں کو تو بدعات بھی بہت اچھی لگتی ہیں، بلکہ اہل بدعت کے ہاں جتنا اہتمام بدعات کا ہے اتنا فرائض اسلام اور سنن ومستحبات کا نہیں ہے۔ اکل حلال کے ساتھ عمل صالح کی تاکید سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا آپس میں گہرا تعلق ہے اور یہ ایک دوسرے کے معاون ہیں، حلال کھانے سے عمل صالح آسان اور عمل صالح انسان کو حلال کھانے پر آمادہ اور اسی پر قناعت کرنے کا سبق دیتا ہے۔

اس لیے تو حدیث میں سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کی نماز سے سلام پھیرتے تو فرماتے تھے: ((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَرِزْقًا طَيِّبًا وَعَمَلًا مُّتَقَبَّلًا))

(صحیح ابن ماجه، رقم : ۷۵۳۔ مسند احمد: ۶/۳۰۵)

''اے اللہ! میں تجھ سے نفع دینے والے علم، حلال رزق اور قبول ہونے والے عمل کا سوال کرتا ہوں۔''

یہ بھی معلوم ہوا کہ پاکیزہ چیز ہی اللہ ذوالجلال قبول کرتے ہیں۔ صدقہ اللہ ذوالجلال کے راستے میں کیا جائے لیکن وہ حرام مال کا ہو تو وہ اللہ ذوالجلال کی عدالت میں قبول نہیں ہوتا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حرام روزی کی وجہ سے نیک عمل بھی برباد ہو جاتے ہیں اور ایسے لوگوں کی دعائیں بھی قبول نہیں ہوتی۔ مستجاب الدعوات ہونے کے لیے لقمہ حلال ناگزیر ہے۔

[۲۳۴/۸۲۴]...... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ......

---

① مسلم، کتاب الزکاة، باب قبول الصدقة من الکسب الخ، رقم: ۱۰۱۵۔ سنن ترمذی، ابواب تفسیر القرآن، باب سورة البقره، رقم: ۲۹۸۹۔ مسند احمد: ۲/ ۳۲۸.

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ ذَكَرَ اللّٰهَ فِى نَفْسِهِ ذَكَرَهُ اللّٰهُ فِى نَفْسِهِ، وَمَنْ ذَكَرَ اللّٰهَ فِى مَلَإٍ ذَكَرَهُ اللّٰهُ فِى مَلَإٍ هُمْ خَيْرٌ مِنَ الْمَلَإِ الَّذِى ذَكَرَهُ فِيهِمْ، وَمَنْ تَقَرَّبَ إِلَيْهِ شِبْرًا تَقَرَّبَ إِلَيْهِ ذِرَاعًا، وَمَنْ تَقَرَّبَ إِلَيْهِ ذِرَاعًا تَقَرَّبَ مِنْهُ بَاعًا، وَمَنْ أَتَاهُ يَمْشِى أَتَاهُ هَرْوَلَةً، وَمَنْ أَتَاهُ هَرْوَلَةً أَتَاهُ سَعْيًا. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو اللہ کو اپنے نفس میں یاد کرتا ہے تو اللہ اسے اپنے نفس میں یاد کرتا ہے، جو اللہ کو کسی جماعت میں یاد کرتا ہے تو اللہ اسے اپنے ہاں جماعت میں یاد کرتا ہے جو کہ اس جماعت سے بہتر ہے جس جماعت میں اس نے اسے یاد کیا تھا، جو ایک بالشت اس کے قریب آتا ہے تو وہ ایک ہاتھ اس کے قریب ہوتا ہے، جو ایک ہاتھ اس کے قریب ہوتا ہے تو وہ دو ہاتھ کے برابر اس کے قریب ہوتا ہے، جو چل کر اس کی طرف آتا ہے تو وہ تیز چل کر اس کی طرف آتا ہے، اور جو تیز چل کر اس کی طرف آتا ہے تو وہ دوڑ کر اس کی طرف آتا ہے۔“

فوائد:...... (۱)...... مذکورہ حدیث سے ذکر الٰہی کرنے والوں کی فضیلت واضح ہے کہ ایسے لوگوں کو اللہ ذوالجلال یاد کرتا ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ﴾ (البقرۃ: ۱۵۲)...... ”تم میرا ذکر کرو میں بھی تمہیں یاد کروں گا۔“

جماعت میں ذکر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ، نماز کے بعد مسنون اذکار یا پھر ایک وعظ ونصیحت کر رہا ہے اور دوسرے سن رہے ہیں، نہ کہ مروجہ مجالس ذکر جو آج کل بعض لوگوں نے رائج کر رکھی ہیں اور حلقہ بنا کر لوگوں کو تلقین کی جاتی ہے کہ سبحان اللہ اتنی دفعہ پڑھو اور فلاں کلمہ اتنی دفعہ پڑھو، یہ درست نہیں ہے۔

جیسا کہ ایک روایت میں ہے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مسجد میں گئے، دیکھا ایک آدمی (سربراہ) ہے اور ان کے ہاتھوں میں کنکریاں ہیں۔ (ہر حلقے میں موجود لوگوں کو کہتا ہے) سو دفعہ لا الہ الا اللہ کہو، تو وہ سو دفعہ لا الہ الا اللہ کہتے ہیں اور وہ کہتا ہے: سو دفعہ سبحان اللہ کہو تو وہ سو دفعہ سبحان اللہ کہتے ہیں۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی سے پوچھا: یہ کیا ہے؟ جو میں تمہیں کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ انہوں نے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! یہ کنکریاں ہیں جن کے ساتھ ہم تکبیر، تہلیل اور تسبیح شمار کر رہے ہیں۔ فرمایا: تو تم اپنی برائیاں شمار کرو۔ میں ضامن ہوں کہ تمہاری نیکیوں میں سے کوئی چیز ضائع نہیں ہوگی۔ (سنن دارمی، باب فی کراهية اخذ الرای، رقم: ۲۰۴)

---

① بخاری، کتاب التوحید، باب قول الله تعالیٰ ﴿ويحذركم الله نفسه﴾ رقم: ۷۴۰۵۔ مسلم، کتاب الذكر والدعاء، باب الحث علی ذكر الله تعالی، رقم: ۲۶۷۵۔ مسند احمد: ۲/ ۴۳۵۔ صحيح ابن حبان، رقم: ۳۷۶.

(۲)...... قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عمل سب کا ایک (ہی) ہوتا ہے مگر قبولیت کی زیادتی مومن شخص کے خلوص نیت کے مطابق ہوتی ہے۔ نیز ((مَنْ تَقَرَّبَ اِلَیْهِ شِبْرًا)) کا معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: جو شخص نیت کے اعتبار سے ایک بالشت میرے قریب ہوگا تو میں اسے ایک ہاتھ بڑھنے کی توفیق دوں گا۔ اور اگر عزم واجتہاد (کوشش) کے ذریعہ وہ ایک ہاتھ میرے قریب ہوتا ہے تو میں اسے ہدایت ورعایت کے ذریعہ دو ہاتھ اپنے قریب کر لوں گا۔ اور اگر وہ سب سے اعراض کر کے میری طرف آتا ہے تو میں اس کے راہ حق کی ہر رکاوٹ کو دور کر دوں گا، یہ رب کا اپنے بندے کی طرف دوڑ کر آنے کا معنی ہے۔ جیسا کہ بعض روایات میں آیا ہے: ((وَمَنْ اَتَانِیْ یَمْشِیْ اَتَیْتُهٗ هَرْوَلَةً)) (مسلم، کتاب الدعوات والاذکار، رقم: ٦٨٣٣)...... ''جب میرا بندہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔'' اس حدیث کے آخری الفاظ کا ایک معنی یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو ایسے عمل کرنے کی توفیق بخشتا ہے جس سے اس کی قرابت حاصل ہو۔ (طرح التثریب: ٨/ ٢٢٥)

[٢٥١/٨٢٥]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ، حَدَّثَنَا أَبُو بَلْجٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ مَيْمُونٍ، يُحَدِّثُ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى كَنْزٍ مِنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ مِنْ تَحْتِ الْعَرْشِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ يَقُولُ اللّٰهُ تَعَالَى: أَسْلَمَ عَبْدِي وَاسْتَسْلَمَ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں عرش کے نیچے جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ نہ بتاؤں؟ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ، اللہ فرماتا ہے: میرا بندہ اسلام لایا اور اس نے میری مکمل اطاعت کر لی۔

فوائد:...... مذکورہ حدیث سے لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہنے کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ کلمہ فرمانبردار ہونے، سر جھکانے اور معاملات اللہ کے سپرد کرنے پر مشتمل ہے، انسان اپنے معاملے میں کسی چیز کا مالک نہیں ہے۔ اسے اللہ کی مشیت کے بغیر شر کو دفع کرنے کی طاقت ہے اور نہ خیر کو حاصل کرنے کی قوت، کلمہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ سے مدد الٰہی حاصل کی جاتی ہے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے موسیدنا قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے اور فرمایا: ''کیا میں تمہیں جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازے کے بارے میں نہ بتلاؤں؟'' میں نے عرض کیا: کیوں نہیں'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ)) (سنن ترمذی، رقم: ٣٨١٦۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس کو صحیح کہا ہے)

---

① مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب استحباب خفض الصوت بالذکر، رقم: ٢٧٠٤۔ سنن ابن ماجه، کتاب الادب، باب ماجاء فی لاحول ولا قوة الا بالله، رقم: ٣٨٢٥۔ مسند احمد: ٢/ ٢٩٨.

[۳۰۱/۸۲٦]...... وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ثَلَاثٌ لَا يُرَدُّ لَهُمْ دَعْوَةٌ: الصَّائِمُ حَتَّى يُفْطِرَ، وَإِمَامٌ عَادِلٌ، وَدَعْوَةُ الْمَظْلُومِ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ فَوْقَ الْغَمَامِ وَيَفْتَحُ لَهَا أَبْوَابَ السَّمَوَاتِ، فَيَقُولُ الرَّبُّ: وَعِزَّتِي لَأَنْصُرَنَّكِ بَعْدَ حِينٍ. ①

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین قسم کے اشخاص ہیں ان کی دعا رد نہیں کی جاتی: روزہ دار حتیٰ کہ افطار کر لے، عادل حکمران اور مظلوم کی دعا، اللہ اسے بادلوں کے اوپر اٹھا لیتا ہے، آسمانوں کے دروازے اس کے لیے کھول دیئے جاتے ہیں' تو رب تعالیٰ فرماتا ہے: مجھے میری عزت کی قسم! میں تمہاری ضرور مدد کروں گا خواہ کچھ مدت بعد ہی سہی۔

[۳۰۳/۸۲۷]...... أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا سَعْدَانُ الْجُهَنِيُّ، عَنْ أَبِي مُجَاهِدٍ، عَنْ أَبِي مُدِلَّةِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْإِمَامُ الْعَادِلُ لَا تُرَدُّ دَعْوَتُهُ. ②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''منصف بادشاہ کی دعا رد نہیں کی جاتی۔''

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ عادل حکمران کی دعا اللہ ذوالجلال قبول کرتا ہے۔

یوں تو اللہ رب العزت ہر ایک کی دعا قبول فرماتے ہیں، لیکن چند ایک افراد کی دعا ان کی نیکیوں اور اللہ سے تعلق کی بنا پر خاص طور پر قبول ہوتی ہے جبکہ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جن کی دعائیں اللہ ذوالجلال قبول نہیں کرتا۔ مثلاً رزق حرام کھانے والے (۲) زانی (۳) زبردستی ٹیکس وصول کرنے والا۔ وغیرہ

[۳۰٦/۸۲۸]...... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ زِيَادٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: حَقُّ الضِّيَافَةِ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ فَمَا فَوْقَ ذٰلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ، وَلَا يَحِلُّ لِلضَّيْفِ أَنْ يُقِيمَ بَعْدَ ذٰلِكَ حَتَّى يُؤْذِيَ صَاحِبَ الْمَنْزِلِ. وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: مَا مِنْ أَحَدٍ يَدْعُو اللّٰهَ بِشَيْءٍ إِلَّا اسْتَجَابَ لَهُ إِمَّا أَنْ يُعَجِّلَه، وَإِمَّا أَنْ يُكَفِّرَ عَنْهُ مِنْ خَطَايَاهُ بِمِثْلِ مَا دَعَا مَا لَمْ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''حق ضیافت تین دن ہے، پس اس سے زیادہ ہو تو وہ صدقہ ہے، اور مہمان کے لیے حلال نہیں کہ وہ اس کے بعد قیام کرے کہ وہ گھر والے کو ایذا پہنچائے۔'' اور میں نے آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جو بھی اللہ سے دعا کرتا ہے وہ اس کی دعا قبول فرماتا ہے، یا تو وہ اسے جلد ہی وہی چیز عطا کر دیتا ہے یا پھر اس کی دعا کے حساب سے اس کے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔

① سلسلة الضعيفه، رقم: ١٣٥٨۔ ضعيف ترغيب وترهيب، رقم: ١٣١٧، ١٣٤٩.

② مسند احمد: ٢/ ٤٤٣۔ قال شعيب الارناؤط: حسن.

يَدْعُ بِإِثْمٍ أَوْ قَطِيعَةِ رَحِمٍ أَوْ يَسْتَعْجِلْ قِيلَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَكَيْفَ يَسْتَعْجِلُ ؟ قَالَ: يَقُولُ دَعَوْتُ رَبِّي فَلَمْ يَسْتَجِبْ لِي، أَوْ مَا أَغْنَيْتُ شَيْئًا. ①

بشرطیکہ وہ گناہ کی یا قطع رحمی کی دعا نہ کرے اور وہ جلد بازی نہ کرے۔'' عرض کیا گیا: اللہ کے رسول ﷺ! وہ کس طرح جلد بازی کرتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ کہتا ہے کہ میں نے اپنے رب سے دعا کی، لیکن اس نے میری دعا قبول نہیں فرمائی، یا میں کسی چیز سے بے نیاز نہیں۔''

فوائد :...... (۱) مہمان نوازی تین دنوں تک حق ہے۔ اس کے بعد صدقہ ہے مہمان کو خود میزبان کا لحاظ رکھنا چاہیے۔ کسی کو تنگی میں نہ ڈالے۔

(۲)...... مذکورہ بالا حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو بھی دعا کرتا ہے اس کی دعا قبول کی جاتی ہے، لیکن اس کی مختلف صورتیں ہیں یا تو فوراً قبول ہو جاتی ہے یا اس کے حساب سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ بشرطیکہ وہ گناہ یا قطع رحمی کی دعا نہ ہو۔

ایک دوسری حدیث میں ہے، سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی مسلمان دعا کرتا ہے جس میں گناہ یا قطع رحمی کی بات نہ ہو تو اللہ تعالیٰ تین باتوں میں سے ایک اسے ضرور عطا فرماتا ہے:

(۱) یا دعا کے مطابق اس کی خواہش پوری کر دی جاتی ہے۔ (۲) یا اس کی دعا کو آخرت کے لیے ذخیرہ اجر بنا دیتا ہے۔ (۳) یا دعا کے برابر اس سے کوئی مصیبت ٹال دیتا ہے۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے (یہ سن کر) عرض کیا: تب تو ہم کثرت سے دعا کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے خزانے بہت زیادہ ہیں۔''

(مشكوٰة المصابيح للالبانی، رقم : ۲۲۵۹)

معلوم ہوا کہ ہمیشہ دعا کرتے رہنا چاہیے کیونکہ مسلمان کی ہر جائز دعا ضرور بہ ضرور قبول ہوتی ہے۔ اللہ ذوالجلال کی جب اور جیسی حکمت ہوگی اس کے مطابق دعا کا اثر دنیا یا آخرت میں ظاہر ہوگا۔

[۸۲۹/۳۰۸]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ، حَدَّثَنَا الْمَسْعُودِيُّ، حَدَّثَنَا عَلْقَمَةُ بْنُ مَرْثَدٍ، عَنْ أَبِي الرَّبِيعِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: كَانَ مِنْ دُعَاءِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَقُولَ: اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدْ قَدَّمْتُ، وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ یہ دعا بھی کیا کرتے تھے: ''اے اللہ! میری اگلی پچھلی، ظاہری و باطنی لغزشیں اور میرا حد سے بڑھنا جسے تیرے سوا کوئی نہیں

① سنن ترمذی، ابواب الدعوات، باب ان دعوة المسلم مستجابة، رقم: ۳۳۸۱۔ قال الشيخ الالبانی: حسن۔ مسند احمد: ۳/ ۳۶۰۔۵/ ۳۲۹۔ مسند ابی یعلی، رقم: ۱۰۱۹.

أَسْرَرْتُ، وَمَا أَعْلَنْتُ وَإِسْرَافِي مَا لَا يَعْلَمُهُ غَيْرُكَ أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَالْمُؤَخِّرُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ. ①

جانتا، بخش دے، تو ہی آگے بڑھانے والا اور تو ہی پیچھے کر دینے والا ہے، تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں۔''

فوائد: ......'صحیح مسلم' میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشہد اور سلام کے درمیان آخر میں یہ دعا پڑھتے تھے۔

((اَللّٰهُمَّ فَاغْفِرْلِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ، وَمَا اَسْرَفْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهِ مِنِّیْ أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ)) (مسلم، رقم: ۷۷۱)

'سنن ابی داوَد' میں ہے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے سلام پھیرتے تو یہ دعا پڑھا کرتے تھے: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ......الخ

امام داوَد رحمہ اللہ نے اس پر یہ باب باندھا "بَابٌ مَا يَقُوْلُ الرَّجُلُ اِذَا سَلَّمَ" ......''آدمی سلام پھیرنے کے بعد کون سے اذکار بجا لائے۔''

مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام گناہوں کی معافی کے باوجود جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ﴾ (الفتح: ۲) پھر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معافی مانگتے اس کے علاوہ بھی دوسری احادیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزانہ ستر مرتبہ بعض روایات میں سو کا تذکرہ ہے استغفار کرتے تو اس میں امت کے لیے بڑا سبق ہے کہ امت کو توبہ و استغفار سے غفلت نہیں برتنی چاہیے۔

[۸۳۰/۳۲۷]...... أَخْبَرَنَا الْمُقْرِئُ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ، حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْوَلِيدِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حُجَيْرَةَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْصَى سَلْمَانَ الْخَيْرَ، فَقَالَ: إِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَمْنَحَكَ كَلِمَاتٍ تَرْغَبُ فِيهِنَّ، وَتَسْأَلُ اللّٰهَ الرَّحْمَنَ وَتَدْعُو بِهِنَّ فِي اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، تَقُولُ: اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ صِحَّةً فِي إِيمَانٍ،

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان (رضی اللہ عنہ) کو خیر کی وصیت فرمائی تو فرمایا: ''میں پسند کرتا ہوں کہ میں تمہیں چند کلمات عنایت کروں، تم ان میں ترغیب رکھو اور اللہ الرحمٰن سے سوال کرو اور رات دن ان کے ساتھ دعا کرو، تم کہو: اے اللہ! میں تجھ سے ایمان کی حالت میں صحت، خلق حسن میں ایمان اور نجات کا سوال

---

① مسلم، کتاب صلاة المسافرین، باب الدعا فی صلاة اللیل وقیامه، رقم: ۷۷۱۔ سنن ابوداود، کتاب سجود القران، باب ما یقول الرجل اذا سلم، رقم: ۱۵۰۹۔ مسند احمد: ۲/ ۵۱۴.

وَإِيمَانًا فِي خُلُقٍ حَسَنٍ، وَنَجَاحًا يَتْبَعُهُ فَلَاحٌ، وَرَحْمَةً مِنْكَ وَعَفْوًا، وَمَغْفِرَةً مِنْكَ وَرِضْوَانًا. ①

کرتا ہوں، جس کے پیچھے تیری طرف سے فلاح ورحمت ہو اور تیری طرف سے عفو ومغفرت اور رضا مندی ہو۔''

[۸۳۱/۳٤۰]...... أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقْرِئُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زِيَادِ بْنِ أَنْعَمٍ، حَدَّثَنِي أَبُو عَلْقَمَةَ مَوْلَى بَنِي هَاشِمٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: التَّسْبِيحُ نِصْفُ الْمِيزَانِ، وَالتَّكْبِيرُ يَمْلَأُ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ لَيْسَ دُونَهَا سِتْرٌ وَلَا حِجَابٌ حَتَّى تَخْلُصَ إِلَى رَبِّهَا. ②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سبحان اللہ کہنا نصف میزان ہے، اللہ اکبر زمین وآسمان کو بھر دیتا ہے اور لا الہ الا اللہ کسی ستر وحجاب اور آڑ کے بغیر اپنے رب تک پہنچ جاتا ہے۔''

[۸۳۲/٤٤٦]...... أَخْبَرَنَا كُلْثُومٌ، حَدَّثَنَا عَطَاءٌ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ أَخَذَ لَكُمْ أَفْضَلَ الْكَلَامِ لَيْسَ مِنَ الْقُرْآنِ وَهُوَ مِنَ الْقُرْآنِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ. ③

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپؐ نے فرمایا: ''اللہ نے تمہارے لیے افضل کلام پسند فرمایا ہے، قرآن میں سے نہیں جبکہ وہ قرآن کا حصہ ہے، ((لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ))

فوائد:...... مذکورہ روایت ضعیف ہے۔ تاہم دوسری صحیح احادیث میں الگ الگ مذکورہ بالا کلمات کی فضیلت ثابت ہے۔ جیسا کہ سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''چار کلمات سب سے

---

① مسند احمد: ۲/ ۳۲۱۔ قال شعيب الارناؤط: اسناده ضعيف۔ معجم الاوسط، رقم: ۹۳۳۳۔ مستدرك حاكم: ۱/ ۷۰٤.

② سنن ترمذى، ابواب الدعوات، رقم: ۳۵۱۸ قال الالبانى: ضعيف۔ ضعيف الجامع الصغير، رقم: ۳۲۲۹.

③ عمل اليوم والليلة، رقم: ۹٤۱۔ ابن خزيمه، رقم: ۱۱٤۲۔ صححه ابن خزيمه، رقم ۱۱٤۲ و ابن حبان ، رقم: ۸۳۳ اسنادهٔ مرسل صحيحٌ لغيره.

افضل ہیں۔ جس کلمہ سے بھی شروع کرو کوئی حرج نہیں۔ ((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ.)) (سنن ابن ماجه، رقم : ۳۸۱۱)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص نے ایک دن میں سومرتبہ ''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ'' کہا، اس کی خطاؤں کو معاف کر دیا جاتا ہے، اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔''

(بخاری، كتاب الدعوات، باب فضل التسبيح، رقم : ٦٤٠٥)

[٥٥٣/٨٣٣]...... أَخْبَرَنَا قَبِيصَةُ بْنُ عُقْبَةَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ......

عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَتْ أُمُّ أَيْمَنَ جَارِيَةً لِأُمِّ إِبْرَاهِيمَ بْنِ النَّبِيِّ ﷺ، فَكَانَتْ إِذَا دَخَلَتْ قَالَتْ: السَّلَامُ لَا عَلَيْكُمُ، فَرَخَّصَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَقُولَ: السَّلَامُ. ①

جعفر بن محمد نے اپنے باپ سے روایت کیا، انہوں نے کہا: ام ایمن رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ابراہیم کی ماں کی لونڈی تھیں، پس جب وہ آتیں تو کہتیں: السلام لاعلیکم، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں (صرف) السلام کہنے کی رخصت عنایت فرمائی۔

[٥٩٠/٨٣٤]...... قَالَ إِسْحَاقُ: ذُكِرَ لَنَا عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي زِيَادٍ الْقِدَاحِ الْمَكِّيِّ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ......

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اسْمُ اللّٰهِ الْأَعْظَمُ فِي هَاتَيْنِ الْآيَتَيْنِ: ﴿وَإِلَهُكُمْ إِلَهٌ وَاحِدٌ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ﴾ (البقرة:١٦٣) وَأَوَّلِ آلِ عِمْرَانَ: ﴿الم اللّٰهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ﴾ (آل عمران: ١-٢). ②

سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ کا اسم اعظم ان دو آیتوں ﴿وَإِلَهُكُمْ إِلَهٌ وَاحِدٌ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ﴾ اور سورۂ آل عمران کے شروع کی آیت میں ہے۔

فوائد: ......معلوم ہوا اللہ ذوالجلال کے عظیم ترین نام اسم اعظم کی بہت زیادہ فضیلت ہے۔ جیسا کہ قاسم بن عبدالرحمٰن دمشقی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: اللہ کا عظیم ترین نام (اسم اعظم) جس کے ساتھ اللہ ذوالجلال سے دعا کی جائے تو وہ قبول فرماتا ہے، تین سورتوں میں ہے: سورہ بقرہ، سورۃ آلِ عمران اور سورۃ طٰہٰ۔ (سنن ابن ماجه، رقم : ٣٨٥٦)

① طبقات ابن سعد: ٨/ ٢٢٤۔ الاصابة فى تمييز الصحابه: ٨/ ١٧٣.

② سنن ابوداود، كتاب الصلاة، باب الدعاء، رقم: ١٤٩٦۔ سنن ترمذى، كتاب الدعوات، رقم: ٣٤٧٨۔ قال الشيخ الالبانى: حسن۔ سنن ابن ماجه، رقم: ٣٨٥٥۔ صحيح الجامع الصغير، رقم: ٩٨٠.

لیکن دوسری سند سے نبی مکرم ﷺ سے مرفوعاً بھی اسی طرح ثابت ہے۔ جیسا کہ سیّدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم قرآنِ مجید کی ان تین سورتوں میں ہے: سورۃ بقرہ، آلِ عمران اور سورۃ طٰہٰ۔'' (سلسلة الصحيحه، رقم : ٧٤٦)

شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سورۃ طہ کی ابتدائی ﴿إِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا﴾ میں اسم اعظم ہے۔

(سلسلة الصحيحه، شرح حديث نمبر: ٧٤٦)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے اسم اعظم کے تعین میں چودہ اقوال پیش کیے ہیں: (١) هُوَ (٢) اَللّٰهُ (٣) اَللّٰهُ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمِ (٤) اَلرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ (٥) اَلْحَيُّ الْقَيُّوْم (٦) اَلْحَنَّانُ اَلْمَنَّانُ بَدِيْعُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ ذُوْالْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ (٧) بَدِيْعُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ ذُوْالْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ (٨) ذُوْالْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ (٩) اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِيْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ (١٠) رَبِّ رَبِّ مَا اسْمُ اللّٰهِ الْاَكْبَرُ رَبِّ رَبِّ (١١) لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِيْنَ (١٢) هُوَ اللّٰهُ اَلَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ (١٣) هُوَ مَخْفِيٌّ فِي الْاَسْمَاءِ الْحُسْنٰى (١٤) كَلِمَةُ التَّوْحِيْدِ. (فتح الباری: ١١/ ٢٦٨، ٢٦٩، حديث: ٦٤١٠، مطبوعه قديمى كتب خانه كراچى)

[٥٩٢/٨٣٥]...... أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ إِدْرِيسَ، قَالَ: سَمِعْتُ مَالِكَ بْنَ مِغْوَلٍ يُحَدِّثُ ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ قَالَ: خَرَجَ بُرَيْدَةُ عِشَاءً فَلَقِيَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَ بِيَدِهِ، فَأَدْخَلَهُ الْمَسْجِدَ وَإِذَا بِرَجُلٍ يَدْعُو وَهُوَ يَقُولُ: اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِأَنِّي أَشْهَدُ أَنَّكَ حَيٌّ أَنْتَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الأَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَكَ كُفُوًا أَحَدٌ . فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَقَدْ دَعَا اللّٰهَ بِاسْمِهِ الأَعْظَمِ الَّذِي إِذَا دُعِيَ بِهِ أَجَابَ، وَإِذَا سُئِلَ بِهِ أَعْطَى . ①

عبداللہ بن بریدہ نے بیان کیا: بریدہ رضی اللہ عنہ عشاء کے وقت باہر نکلے تو رسول اللہ ﷺ سے ملاقات ہوگئی، آپؐ نے ان کا ہاتھ پکڑا اور انہیں مسجد میں داخل کر دیا، وہاں ایک آدمی ان الفاظ کے ساتھ دعا کر رہا تھا: ''اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں میں گواہی دیتا ہوں کہ تو اللہ واحد یکتا ہے، بے نیاز ہے، جس کی اولاد ہے نہ والدین اور نہ ہی کوئی اس کی برابری کرنے والا ہے۔'' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس نے اللہ کے اسم اعظم کے ساتھ دعا کی ہے کہ جب اس کے ساتھ دعا کی جائے تو وہ قبول فرماتا ہے اور

① سنن ابوداود، كتاب الصلاة، باب الدعاء، رقم: ١٤٩٣ ـ سنن ترمذى، ابواب الدعوات، باب جامع الدعوات الخ، رقم: ٣٤٣٥ ـ سنن ابن ماجه، رقم: ٣٨٥٧ ـ سنن نسائى، رقم: ٢٤٩٣ ـ قال الشيخ الالبانى: صحيح .

جب اس کے ساتھ سوال کیا جائے تو وہ عطا فرماتا ہے۔''

فوائد:...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا اسم اعظم کے ساتھ دعا کی جائے تو قبول ہوتی ہے۔ بشرطیکہ قبولیت دعا کے لیے کوئی چیز مانع نہ ہو، جیسا کہ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ حرام کھانے والے اور خالی دل سے دعا کرنے والوں کی دعائیں قبول نہیں ہوتی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا﴾ (الاعراف: ۱۸۰) ......''اور اچھے اچھے نام اللہ ہی کے لیے ہیں، سو ان ناموں سے اللہ کو پکارا کرو۔''

مذکورہ بالا حدیث میں جو الفاظ آئے ہیں، وہ سورہ اخلاص میں ذکر کردہ صفات ہیں جن میں توحید کا جامع بیان ہے:

(۱)اِنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ (۲)اَلْاَحَدُ (۳)اَلصَّمَدُ (۴)لَمْ يَلِدْ (۵)وَلَمْ يُوْلَدْ (۶)وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ.

سورہ اخلاص کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ قرآن کے تہائی کے برابر ہے۔'' حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اسم اعظم کے متعلق سند کے لحاظ سے یہ حدیث سب سے راجح ہے۔

مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا ہمیں اپنی دعائیں اس عظیم الشان کلمہ کے ساتھ آراستہ کرنی چاہئیں، تاکہ انہیں قبولیت کا شرف حاصل ہو جائے۔

[٦٤٦/٨٣٦]...... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ الْعَبْدِيُّ، حَدَّثَنَا هَانِئُ بْنُ عُثْمَانَ، عَنْ أُمِّهِ حُمَيْضَةَ بِنْتِ يَاسِرٍ......

عَنْ جَدَّتِهَا يَسِيرَةَ، وَكَانَتْ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ قَالَتْ: قَالَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَلَيْكُنَّ بِالتَّسْبِيحِ وَالتَّهْلِيلِ وَالتَّقْدِيسِ، وَاعْقِدْنَ بِالأَنَامِلِ، فَإِنَّهُنَّ مَسْؤُولَاتٌ مُسْتَنْطَقَاتٌ، فَلَا تَغْفُلْنَ فَتَنْسَيْنَ الرَّحْمَةَ. ①

سیدہ یسیرہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا: ''تم تسبیح وتہلیل اور تقدیس کیا کرو، اور انگلیوں کے پوروں پر شمار کیا کرو، کیونکہ ان سے پوچھا جائے گا اور انہیں بلوایا جائے گا، پس غفلت کا شکار نہ ہونا، ورنہ تم رحمت سے بھلا دی جاؤ گی۔''

فوائد:...... سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ((رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَعْقِدُ التَّسْبِيْحَ بِيَمِيْنِهٖ.)) (سنن ابوداود، کتاب الوتر، رقم: ۱۵۰۲) ''میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ اپنے دائیں ہاتھ کے ساتھ تسبیح کرتے تھے۔''

① سنن ابوداود، كتاب الصلاة، باب التسبيح بالحصى، رقم: ١٥٠١ـ سنن ترمذى، ابواب الدعوات، باب فى فضل التسبيح والتهليل الخ، رقم: ٣٥٨٣ـ قال الشيخ الالبانى: حسن۔ مسند احمد: ٦/ ٣٧٠.

[۸۳۷/۸۴۲]...... اَخْبَرَنَا شَبَابَةُ ، نَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِیْ مُلَیْکَةَ ، عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْکَةَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: دَعْوَتَانِ یُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ فِیْهِمَا ، دَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ ، وَدَعْوَةُ الْمُسْلِمِ لِاَخِیْهِ بِظَهْرِ الْغَیْبِ . ①

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دو دعائیں ہیں جو بندے کی قبول ہوتی ہیں: مظلوم کی دعا اور مسلمان کی اپنے دوسرے (مسلمان) بھائی کے لیے اس کی عدم موجودگی میں کی گئی دعا۔''

فوائد:...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا قبولیت دعا کی جتنی صورتیں قرآن وحدیث میں ہیں، ان میں سے دو یہ ہیں:

(۱) مظلوم کی دعا: جس آدمی پر ظلم کیا جاتا ہے جب وہ بددعا کرتا ہے تو اس وقت اس کی بددعا اور اللہ ذوالجلال کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں ہوتا۔

(۲) قبولیت دعا کی دوسری شکل یہ ہے کہ کسی مسلمان کی عدم موجودگی میں اس کے لیے دعا کرنا۔ دعا کی اہمیت و فضیلت کا اندازا درج ذیل روایت سے کیا جا سکتا ہے۔

صحیح مسلم میں ہے سیّدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((دَعْوَةُ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ لِاَخِیْهِ بِظَهْرِ الْغَیْبِ مُسْتَجَابَةٌ عِنْدَ رَأْسِهٖ مَلَكٌ مُوَكَّلٌ كُلَّمَا دَعَا لِاَخِیْهِ بِخَیْرٍ قَالَ الْمَلِكُ الْمُوَكَّلُ بِهٖ: آمِیْنَ وَلَكَ بِمِثْلٍ))

''مسلمان کی اپنے بھائی کے حق میں اس کی عدم موجودگی میں کی گئی دعا مقبول ہوتی ہے۔ ایسی صورت میں اس کے سر کے پاس ایک فرشتہ مقرر کیا جاتا ہے، جب بھی وہ اپنے بھائی کے لیے خیر وبھلائی کی دعا کرتا ہے تو وہ فرشتہ آمین کہہ کر کہتا ہے: اور تجھے بھی ایسی ہی (خیر وبھلائی) نصیب ہو۔'' (صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب فضل الدعاء المسلمین بظهر الغیب، رقم: ۲۷۳۲)

---

① مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل الدعاء للمسلمین الخ، رقم: ۲۷۳۲۔ سنن ابوداود، رقم: ۱۵۳٤۔ سنن ترمذی، رقم: ۱۹۸۰۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۲۸۹۵ .

33

كتاب الفتن

فتنوں کا بیان

[٤٣/٨٣٨]...... أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ آدَمَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الأَنْبِيَاءُ إِخْوَةٌ لِعِلَّاتٍ وَأُمَّهَاتُهُمْ شَتَّى، وَأَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ؛ لأَنَّهُ لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ نَبِيٌّ، وَإِنَّهُ نَازِلٌ فَاعْرِفُوهُ فَإِنَّهُ رَجُلٌ مَرْبُوعٌ إِلَى الْحُمْرَةِ وَالْبَيَاضِ، كَأَنَّ رَأْسَهُ يَقْطُرُ وَإِنْ لَمْ يُصِبْهُ بَلَلٌ، وَإِنَّهُ يَدُقُّ الصَّلِيبَ وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيرَ وَيَفِيضُ الْمَالُ وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ، وَإِنَّ اللّٰهَ يُهْلِكُ فِي زَمَانِهِ الْمِلَلَ كُلَّهَا غَيْرَ الْإِسْلَامِ، وَيُهْلِكُ اللّٰهُ الْمَسِيحَ الأَعْوَرَ الْكَذَّابَ، وَيُلْقِي اللّٰهُ الْأُمَّةَ حَتَّى يُرْعَى الْأُسُودُ مَعَ الْإِبِلِ، وَالنَّمِرُ مَعَ الْبَقَرِ، وَالذِّئَابُ مَعَ الْغَنَمِ، وَيَلْعَبَ الصِّبْيَانُ بِالْحَيَّاتِ، لَا يَضُرُّ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''انبیاء علیہم السلام علاتی بھائی ہیں، ان کی مائیں مختلف ہیں، میں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا سب سے زیادہ حق دار ہوں، اس لیے کہ میرے اور ان کے درمیان کوئی نبی نہیں، وہ نازل ہوں گے پس انہیں پہچان لو کہ وہ درمیانے قد اور سرخ و سفید رنگت والے ہوں گے، ان کے سر سے قطرے ٹپکتے ہوں گے خواہ اس پر پانی نہ لگا ہو، وہ صلیب توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، مال قبضے میں لے کر جزیہ ختم کر دیں گے، اللہ ان کے زمانے میں اسلام کے علاوہ باقی تمام ادیان ختم کر دے گا اور اللہ جھوٹے کانے مسیح کو ہلاک کر دے گا، اللہ امن سے زمین بھر دے گا حتیٰ کہ شیر اونٹوں کے ساتھ، چیتے گائیوں کے ساتھ اور بھیڑیے بکریوں کے ساتھ چریں گے، بچے سانپوں کے ساتھ کھیلیں گے، وہ ایک

بَعْضُهُمْ بَعْضًا . ① دوسرے کو نقصان نہیں پہنچائیں گے۔"

[۸۳۹/٤٤]...... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ ، ......

عَنْ قَتَادَةَ ، عَنْ رَجُلٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ وَنَقَصَ مِنْهُ شَيْءٌ . ②

قتادہ نے ایک آدمی کے حوالے سے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مانند روایت کیا ہے اور اس میں سے کچھ کم روایت کیا ہے۔

فوائد: ......معلوم ہوا کہ تمام انبیاء بھائی ہیں، امام بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس سے مراد یہ ہے کہ ان کی مائیں تو مختلف ہیں، لیکن ان کا دین ایک ہی ہے نیز اعیانی، علاتی اور اخیافی بہن بھائی کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اعیانی: ......جن کے ماں باپ ایک ہی ہوں، انہیں عینی (سگے) بہن بھائی کہا جاتا ہے۔

علاتی: ......جن کا باپ ایک اور ماں جدا جدا ہو، انہیں علاتی بہن بھائی کہا جاتا ہے۔

اخیافی: ......اور جن کا باپ جدا اور ماں ایک ہو، اخیافی بہن بھائی کہا جاتا ہے۔

بہرحال اس جملہ سے مراد یہ ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام کا اصل دین ایک ہی ہے، اگرچہ ان کی شریعتیں مختلف ہیں، جیسا کہ علاتی اولاد کا باپ ایک ہی ہوتا ہے مگر ان کی مائیں جدا جدا ہوتی ہیں۔ (شرح السنة : ۱۳/ ۲۰۰) سابقہ تمام انبیاء و رسل کی شرعی تعلیمات میں تین باتیں مشترک رہی ہیں: ۱- توحید، ۲- رسالت، ۳- آخرت۔

معلوم ہوا سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کوئی نبی نہیں آیا۔

حافظ ابو زرعہ عراقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مذکورہ حدیث میں ان لوگوں پر کھلا رد ہے جو کہتے ہیں: سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بعد انبیاء و رسل علیہم السلام آئے تھے۔ اور اکثر نصاریٰ کا کہنا ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بعد جنہیں لوگوں کی طرف بھیجا گیا تھا، وہ عیسیٰ علیہ السلام کے حواری تھے۔ لیکن یہ ان نصاریٰ کا قول ہے جن کے بارے میں ہے لَعَنَهُمُ اللّٰه کے الفاظ ہیں۔

(طرح التثريب: ٦/ ٢٤٥)

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام دمشق کے مشرقی حصہ میں مسجد کے سفید مینار کے پاس اپنے دونوں ہاتھ فرشتوں کے کندھوں پر رکھے ہوئے نازل ہوں گے اور نزول کے وقت ان کے سر کے بالوں سے پانی کے قطرے موتیوں کی طرح ڈھلکتے نظر آئیں گے، جب آپ سر جھکائیں گے تو ایسا محسوس ہوگا کہ پانی کے قطرے ٹپک رہے ہیں اور عیسائیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں۔ اور انہوں نے صلیب پر جان دے کر سارے انسانوں کے گناہوں کا کفارہ ادا کر دیا ہے، دوسرا عقیدہ یہ ہے کہ ان کی شریعت میں سور حلال ہے۔

---

① سنن ابى داود، كتاب الملاحم، باب ذكر خروج الدجال، رقم: ٤٣٢٤ـ مسند احمد: ٢/ ٤٣٧ـ صحيح ابن حبان، رقم: ٦٨١٤ـ اسناده صحيح . ② انظر ما قبله .

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہونے کے بعد اعلان فرمائیں گے: میں نہ اللہ کا بیٹا ہوں، نہ صلیب پر جان دی، نہ کسی کے گناہ کا کفارہ بنا، نہ سور کو حلال کیا۔

اور مذکورہ حدیث میں صلیب توڑنے اور خنزیر کو قتل کرنے کا یہی مطلب ہے۔

جزیہ ختم:...... چونکہ جزیہ غیر مسلموں سے لیا جاتا ہے اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں اسلام کے علاوہ باقی تمام ادیان مٹ جائیں گے۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام دجال کو بھی ہلاک کریں گے۔ معلوم ہوا سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ مبارک نہایت ہی امن وامان والا ہوگا۔ دولت کی بھی فراوانی ہوگی لوگ آپس میں پیار ومحبت سے رہیں گے اور حسد وبغض بھی نہیں ہوگا۔

[٨٤٠/٣٦٢]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، أنا عَاصِمٌ وَهُوَ ابْنُ أَبِي النَّجُودِ قَالَ: أنا يَزِيدُ بْنُ شَرِيكٍ، أَنَّ الضَّحَّاكَ بنَ قَيْسٍ، بَعَثَ مَعَهُ بِكِسْوَةٍ إِلَى مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ، فَقَالَ: انْظُرْ مَنْ بِالْبَابِ، فَقَالَ......

أَبُو هُرَيْرَةَ، فَقَالَ: ائْذَنْ لَهُ، فَدَخَلَ، فَقَالَ لَهُ مَرْوَانُ: حَدِّثْنَا حَدِيثًا سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَيَتَمَنَّيَنَّ أَقْوَامٌ وُلُّوا هَذَا الأَمْرَ أَنَّهُمْ خَرُّوا مِنَ الثُّرَيَّا وَلَمْ يَلُوا مِنْ هَذَا الأَمْرِ شَيْئًا، فَقَالَ: زِدْنَا، فَقَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ: فَنَاءُ هَذِهِ الْأُمَّةِ عَلَى يَدِ أُغَيْلِمَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''حکمرانی کرنے والے خواہش کریں گے کہ وہ ثریا سے گر جاتے لیکن وہ اس حکمرانی میں سے کچھ بھی قبول نہ کرتے۔'' مروان نے کہا: آپ مزید بیان فرمائیں، آپؓ نے فرمایا کہ میں نے آپؐ کو فرماتے ہوئے سنا: ''اس امت کا فنا قریش کے چند نوعمر لڑکوں کے ہاتھوں ہوگا۔''

فوائد:...... عہدہ، منصب اور حکمرانی ایک اہم ذمہ داری ہے اور اس کی اسی اہمیت کے باعث اس کا حساب وکتاب بھی سخت ہے۔ روزِ قیامت حکمران حسرت وندامت کا اظہار کریں گے کہ کاش ہم نے ان مناصب کو قبول نہ کیا ہوتا۔ کم عمر اور نااہل لوگوں کو منصب حکومت پر بٹھانے سے معاشرے میں فساد پیدا ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ نااہل حکمرانوں کو علاماتِ قیامت میں سے شمار کیا گیا ہے۔

[٨٤١/٤٢١]...... أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْمُتَوَكِّلِ، عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا،

① مسند احمد: ٢/ ٥٢٠۔ قال شعیب الارناؤط: حسن.

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يُوشِكُ أَنْ تَظْهَرَ فِتْنَةٌ لَا يُنَجِّى إِلَّا اللّٰهُ أَوْ مَنْ دَعَا بِدُعَاءٍ كَدُعَاءِ الْغَرْقَى.

آپ ﷺ نے فرمایا: ''قریب ہے کہ فتنہ ظاہر ہو اللہ کے سوا کوئی نہیں بچے گا یا پھر وہ جس نے دعاء غرق کی طرح دعا کی۔''

[۱۵۲/۸۴۲]...... أَخْبَرَنَا مُعَاوِيَةُ، حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدَ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي قَيْسٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يُخَيَّرُ الرَّجُلُ بَيْنَ الْعَجْزِ وَالْفُجُورِ، قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَإِنْ أَدْرَكْتَ ذَلِكَ فَاخْتَرِ الْعَجْزَ عَلَى الْفُجُورِ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں پر ایک ایسا وقت آئے گا، آدمی کو عجز و فجور کے درمیان اختیار دیا جائے گا۔'' سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر یہ وقت تمہاری زندگی میں آ جائے تو عجز کو فجور پر ترجیح دو۔

[۲۲۸/۸۴۳]...... أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ، قَالَ: زَعَمَ سَعْدُ بْنُ طَارِقٍ، وَهُوَ أَبُو مَالِكٍ الأَشْجَعِيُّ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَيْسَ عَلَى هَذِهِ الْأُمَّةِ عَذَابٌ، إِنَّمَا عَذَابُهَا بِأَيْدِيهِمْ، فَقِيلَ: وَكَيْفَ يَكُونَ عَذَابُهَا بِأَيْدِيهِمْ؟ فَقَالَ: أَلَيْسَ صَفِّينُ كَانَ عَذَابًا؟ أَلَيْسَ النَّهْرَوَانُ كَانَ عَذَابًا؟ أَلَيْسَ الْجَمَلُ كَانَ عَذَابًا؟ قُلْتُ لِأَبِي دَاوُدَ: مَنْ ذَكَرَهُ عَنْ سَعْدٍ؟ قَالَ: يَحْيَى بْنُ أَبِي زَائِدَةَ.

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: اس امت پر عذاب نہیں، اس کا عذاب اس کے ہاتھوں میں ہے، ان سے کہا گیا، اس کا عذاب ان کے ہاتھوں میں کس طرح ہو سکتا ہے؟ انہوں نے فرمایا: کیا جنگ صفین عذاب نہیں تھا، کیا جنگ نہروان عذاب نہیں تھا؟ کیا جنگ جمل عذاب نہیں تھا؟ راوی نے بیان کیا کہ میں نے ابوداود رحمہ اللہ سے کہا: اسے سعد سے کس نے روایت کیا ہے؟ انہوں نے کہا، یحییٰ بن ابی زائدہ نے۔

فوائد: ...... ایک دوسری حدیث میں ہے، سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری اس امت پر اللہ کی رحمت ہے، آخرت میں اس پر عذاب نہیں، اس کا عذاب دنیا میں فتنوں، زلزلوں اور قتل کی صورت میں ہے۔'' (ابوداود، رقم: ۴۲۷۸)

جنگ صفین: ۳۷ ہجری میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان ہوئی، اس جنگ میں سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی فوج سے ۴۵ ہزار اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی فوج سے ۲۵ ہزار قتل ہوئے۔

---

① مسند احمد: ۲/ ۲۷۸۔ سلسلة ضعيفه: رقم:۳۸۱۱۔ ضعيف الجامع الصغير: رقم:۳۲۹٤.

جنگ نہروان: یہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور خارجیوں کے مابین ۳۷ ہجری میں نہروان کے مقام پر ہوئی۔ نہروان دریائے دجلہ کے مشرقی کنارے پر واقع ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اسی ہزار کی فوج کے ساتھ خارجیوں پر حملہ کیا اور خارجیوں کو شکست دی۔

جنگ جمل: ۳۶ ہجری میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے مابین ہوئی، اس جنگ میں ہزاروں مسلمان خاک وخون میں مل گئے۔

[۸۴۴/۴۹۲]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا عَوْفٌ، عَنْ خِلَاسِ بْنِ عَمْرٍو......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا قَوْمًا يَنْتَعِلُونَ الشَّعْرَ، وَحَتَّى تُقَاتِلُوا قَوْمًا عِرَاضَ الْوُجُوهِ خُنْسَ الْأُنُوفِ كَأَنَّ وُجُوهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: ''قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ تم ایسے لوگوں سے قتال کرو گے جن کے جوتے بالوں کے بنے ہوں گے، اور تم ایسے لوگوں سے قتال کرو گے جن کے چہرے چوڑے اور ناک چپٹی ہوگی گویا کہ ان کے چہرے تہہ بہ تہہ ڈھالوں کی طرح ہوں گے۔''

[۸۴۵/۲۳۶]...... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ......

أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَقَالَ رَجُلٌ: إِنَّ هَؤُلَاءِ أَقْرِبَائِي يُسَلِّمُونَ عَلَيْكَ وَيَسْأَلُونَكَ أَنْ تُحَدِّثَهُمْ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: صَحِبْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثَ سِنِينَ وَلَمْ أَكُنْ سَنَوَاتٍ أَعْقَلَ مِنِّي فِيهِنَّ وَلَا أَجْدَرَ أَنْ أَعِيَ مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنِّي فِيهِنَّ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: تُقَاتِلُونَ قَوْمًا قُرَيْبَ السَّاعَةِ نِعَالُهُمُ الشَّعْرُ وَتُقَاتِلُونَ قَوْمًا خُلُسَ الْوُجُوهِ صِغَارَ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''تم قیامت کے قریب ایک ایسی قوم سے قتال کرو گے جن کے جوتے بالوں کے ہوں گے، تم ایک ایسی قوم سے قتال کرو گے ان کے چہرے چپٹے ہوں گے، آنکھیں چھوٹی ہوں گی، گویا کہ ان کے چہرے تہہ شدہ ڈھالوں جیسے ہوں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے! اگر تم میں سے کوئی شخص اپنی پیٹھ پر لکڑیوں کا گٹھا لا کر فروخت کرے اور وہ اس کے ذریعے بے نیاز ہو جائے اور اس میں سے

① بخاری، کتاب الجهاد، باب قتال الذین ینتعلون الشعر، رقم: ۲۹۲۹۔ مسلم، کتاب الفتن، باب لا تقوم الساعة یمر الرجل الخ، رقم: ۲۹۱۲۔ سنن ابوداود، رقم: ۴۳۰۳۔ سنن ترمذی، رقم: ۲۲۱۵.

الأَعْيُنِ، كَأَنَّ وَجُوهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَأَنْ يَحْتَطِبَ أَحَدُكُمْ عَلَى ظَهْرِهِ فَيَبِيعَهُ فَيَسْتَغْنِي بِهِ وَيَتَصَدَّقَ مِنْهُ وَيَأْكُلَ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَأْتِيَ رَجُلًا فَيَسْأَلَهُ لَعَلَّهُ أَنْ يُؤْتِيَهُ أَوْ يَمْنَعَهُ ذَلِكَ فَإِنَّ الْيَدَ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى، وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُولُ، وَلَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ. ①

صدقہ کرے اور کھائے تو وہ اس کے لیے اس سے بہتر ہے کہ وہ کسی آدمی کے پاس آئے اور اس سے سوال کرے اور وہ اسے دے یا نہ دے، اوپر والا ہاتھ نچلے ہاتھ سے بہتر ہے، اور اپنے زیر کفالت افراد سے خرچ کی ابتدا کرو، روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے بہتر ہے۔''

[۲۳۷/۸۴٦]...... أَخْبَرَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ......

عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، قَالَ: لَمَّا قَدِمَ أَبُو هُرَيْرَةَ مَعَ مُعَاوِيَةَ أَتَيْنَاهُ فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ، فَقَالُوا لَهُ: إِنَّ هَؤُلَاءِ أَتَوْكَ يَسْأَلُونَكَ أَنْ تُحَدِّثَهُمْ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ مِثْلَهُ، وَقَالَ: حُمْرُ الْوُجُوهِ صِغَارُ الأَعْيُنِ، وَقَالَ: خِلْفَةُ فَمِ الصَّائِمِ. ②

قیس بن ابو حازم نے بیان کیا: جب سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ آئے تو ہم ان کی خدمت میں حاضر ہوئے، پس ہم ان کے پاس گئے تو انہوں نے انہیں کہا: یہ آپ کے پاس اس لیے آئے ہیں کہ آپ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کریں، پس انہوں نے اسی سابقہ حدیث کی مثل ذکر کیا، اور یہ بیان کیا: ''سرخ چہروں والے، چھوٹی آنکھوں والے۔'' اور فرمایا: ''روزہ دار کے منہ کی بو۔''

فوائد: ...... (۱) مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ قیامت کے نزدیک مسلمانوں کی ایسی عجمی قوم سے لڑائی ہوگی۔
"كَانَ وُجُوهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ"...... ''گویا کہ ان کے چہرے تہہ شدہ ڈھال کی طرح ہوں گے۔''

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: المجان جمع ہے مجن کی اور مجن کے معنی الترس یعنی ڈھال کے ہیں اور ڈھال سے اپنے پورے بدن کو تیر (وغیرہ) سے محفوظ رکھا جاتا ہے، لہٰذا ان کے چہروں کو اس معنی میں تشبیہ دی گئی کہ جو چوڑے اور ڈھال کی طرح گول ہوں گے۔ اور مطرقہ سے ان کے چہروں کو اس معنی میں تشبیہ دی گئی کہ وہ بہت زیادہ موٹے اور گوشت والے ہوں گے۔ (فتح الباری: ٦/ ٧٤٣۔ شرح مسلم للنووی: ص٢٠٠٩)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان سے مراد اہل بارز یعنی کرد ہیں۔ (بخاری، رقم: ٣٥٩١)

---

① السابق. ② السابق.

بعض نے اس سے قوم ترک کو مراد لیا ہے۔ جیسا کہ حافظ عراقی ؒ لکھتے ہیں: یہ رسول اللہ ﷺ کا معجزہ ہے اور انہوں نے جس قوم کی یہ صفات بیان فرمائی ہیں، وہ ساری کی ساری صفات ترک قوم میں پائی جاتی ہیں یعنی سرخ چہرے والے، چھوٹی آنکھوں والے، چپٹی ناک والے، بال کے جوتے پہننے والے اور ان کے چہرے ایسے ہیں جیسے کوئی ڈھال ہوتی ہے اور اس قوم سے مسلمانوں نے کئی مرتبہ لڑائی کی ہے۔

(طرح التثریب: ۷/ ۲۲٤۔ شرح مسلم للنووی: ص ۲۰۱۰)

(۲)...... مذکورہ حدیث میں ہاتھ سے کمانے کی ترغیب دی گئی ہے اور لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے کی حوصلہ شکنی کی گئی ہے۔ معلوم ہوا محنت کرنا اور کوئی پیشہ اختیار کرنا، یہ سوال کرنے کی ذلت سے بہتر ہے، اگرچہ وہ پیشہ لوگوں کی نظروں میں حقیر ہی کیوں نہ ہو۔ انبیاء کرام نے ذریعہ معاش کے طور پر مختلف پیشے اختیار کیے جسے داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی کھایا کرتے تھے، لوہے کی زرہیں بنایا کرتے تھے۔

(۳)......معلوم ہوا کہ آدمی کو سب سے پہلے اپنی جان اور اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنا چاہیے۔ کیونکہ یہ اس کی ذمہ داری ہے۔ جیسا کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ میرے پاس ایک دینار ہے، آپ نے فرمایا: ''اپنے اوپر خرچ کر''، پھر اس نے کہا: میرے پاس ایک اور دینار بھی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اپنے خادم پر خرچ کر'' یا فرمایا: ''اپنی اولاد پر خرچ کر۔'' (ادب المفرد: ۷۵۰)

(۴)...... مذکورہ حدیث سے روزے دار کی فضیلت کا بھی اثبات ہوتا ہے۔ خالی معدہ ہونے کی وجہ سے پیدا ہونے والے بو کستوری سے بڑھ کر ہے۔

[۲٦۱/۸٤۷]...... أَخْبَرَنَا الْمَخْزُومِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ......

حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ، حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي مَسْجِدِ الْكُوفَةِ: فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: أَأَنْتَ الْقَائِلُ تُصَلِّي مَعَ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ، قَالَ: يَا أَهْلَ الْعِرَاقِ إِنِّي قَدْ عَلِمْتُ أَنْ سَيُكَذِّبُونِي وَلَا يَمْنَعُنِي ذَلِكَ أَنْ أُحَدِّثَ بِمَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَدَّثَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوقُ أَنَّ الدَّجَّالَ يَخْرُجُ

عاصم بن کلیب نے بیان کیا: میرے والد نے مجھے بتایا کہ میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد کوفہ میں بیٹھا ہوا تھا، ایک آدمی ان کے پاس آیا، اس نے کہا: آپ کہتے ہیں، آپ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے ساتھ نماز پڑھیں گے؟ انہوں نے فرمایا: عراق والو! مجھے معلوم تھا کہ تم مجھے اچھا نہیں سمجھو گے، لیکن یہ چیز مجھے اس بات سے منع نہیں کرے گی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے جو سنا ہے اسے بیان کروں، رسول اللہ ﷺ الصادق المصدوق نے ہمیں بیان فرمایا: ''دجال مشرق سے لوگوں کے ایک گروہ کے درمیان ظاہر

مِنَ الْمَشْرِقِ فِي حِينِ فُرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ فَيَبْلُغُ كُلَّ مَبْلَغٍ فِي أَرْبَعِينَ يَوْمًا فَيُزِلُ الْمُؤْمِنِينَ مِنْهُ أَزَلًا شَدِيدًا، وَتَأْخُذُ الْمُؤْمِنِينَ فِيهِ شِدَّةٌ شَدِيدَةٌ، فَيَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ فَيُصَلِّي بِهِمْ فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ أَهْلَكَ اللّٰهُ الدَّجَّالَ وَمَنْ مَعَهُ، فَأَمَّا قَوْلِي إِنَّهُ حَقٌّ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَهُوَ الْحَقُّ وَأَمَّا قَوْلِي: إِنِّي أَطْمَعُ أَنْ أُدْرِكَ ذَلِكَ فَلَعَلِّي أَنْ أُدْرِكَهُ عَلَى مَا يُرَى مِنْ بَيَاضِ شَعْرِي وَرِقَّةِ جِلْدِي وَقَدْحِ مَوْلِدِي فَيَرْحَمُنِي اللّٰهُ تَعَالَى فَأُدْرِكُهُ فَأُصَلِّي مَعَهُ، ارْجِعْ إِلَى أَهْلِكَ فَأَخْبِرْهُمْ بِمَا أَخْبَرَكَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَقَالَ الرَّجُلُ: أَيْنَ يَكُونُ ذَلِكَ ؟ قَالَ: فَأَخَذَ حَصًى مِنْ مَسْجِدٍ، فَقَالَ: مِنْ هَاهُنَا وَأَعَادَ الرَّجُلُ عَلَيْهِ، فَقَالَ: أَتُرِيدُ أَنْ أَقُولَ مِنْ مَسْجِدِ الْكُوفَةِ، هُوَ يَخْرُجُ مِنَ الْأَرْضِ قَبْلَ أَنْ تُبَدَّلَ، يَجْعَلُهُ اللّٰهُ حَيْثُ شَاءَ. ①

ہوگا اور وہ چالیس دن میں ہر جگہ پہنچ جائے گا، وہ مومنوں کو قابو میں لانے کی انتہائی کوشش کرے گا، اس دور میں مومن قحط سالی کا شکار ہو جائیں گے، پس عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے تو وہ انہیں نماز پڑھائیں گے، جب وہ رکوع سے سر اٹھائیں گے تو اللہ تعالیٰ دجال اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر دے گا۔'' رہا میرا کہنا کہ وہ حق ہے، تو وہ اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ حق ہے۔'' رہا میرا کہنا: مجھے امید ہے کہ میں وہ زمانہ پالوں گا، تو ہوسکتا ہے کہ میں اسے پالوں، جو تم میرے بالوں کی سفیدی اور جسم میں کمزوری اور پیرانہ سالی دیکھ رہے ہو، تو اللہ مجھ پر رحم فرمائے، میں انہیں پالوں اور ان (عیسیٰ علیہ السلام) کے ساتھ نماز پڑھوں، تم اپنے اہل کے پاس واپس جاؤ اور ابوہریرہ نے تمہیں جو بتایا ہے، اس کے متعلق انہیں بتاؤ۔ اس آدمی نے کہا: یہ کہاں ہوگا؟ پس انہوں نے مسجد میں سے کنکریاں پکڑیں، تو فرمایا: یہاں سے، اس آدمی نے بات دہرائی، تو انہوں نے فرمایا: کیا تم چاہتے ہو کہ میں کہوں کوفہ کی مسجد سے؟ وہ زمین سے نکلے گا، اس سے پہلے کہ اس کو بدل دیا جائے (یعنی قیامت سے پہلے) اللہ جہاں چاہے گا اسے بنا دے گا۔

فوائد:...... دجال کا ظہور اور عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا نزول قیامت کی بڑی علامات میں سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ سے قبل آنے والے ہر نبی نے اپنی اپنی قوم کو فتنہ دجال سے خبردار کیا، آپ علیہ السلام ہر نماز کے بعد اس فتنہ سے پناہ طلب کرتے تھے اور آپ نے اپنی امت کو بھی یہی تعلیم دی ہے۔ اللہ ہمیں دجال اور دیگر ہر قسم کے فتنوں سے محفوظ فرمائے۔ آمین

---

① مسند بزار، رقم: ٣٣٩٦.

[٣٤٣/٨٤٨]...... أَخْبَرَنَا الْمُقْرِئُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زِيَادٍ، عَنْ سَلَامَانَ بْنِ عَامِرٍ الشَّعْبَانِيِّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ الأَصْبَحِيِّ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اتُّهِمَ الأَمِينُ وَأُمِّنَ غَيْرُ الأَمِينِ، فَصُدِّقَ الْكَاذِبُ وَكُذِّبَ الصَّادِقُ، وَأَشْرَفَ عَلَيْكُمُ الشَّرْفُ الْجَوْرُ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَمَا شَرْفُ الْجَوْرِ؟ قَالَ: فِتَنٌ كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''امانت دار پر (خیانت کی) تہمت لگائی جائے گی، غیر امانت دار کو امانت دار کہا جائے گا، جھوٹے کو سچا اور سچے کو جھوٹا سمجھا جائے گا اور ''شرف جور'' تم پر نازل ہوں گے۔'' انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ''شرف جور'' سے کیا مراد ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ''تاریک رات کے ٹکڑوں کی طرح فتنے (نازل ہوں گے)۔''

فوائد: ......بعض محققین نے اس کو شواہد کی بنا پر حسن کہا ہے۔ مذکورہ بالا روایت نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی موجودہ زمانے میں حرف بحرف پوری ہو چکی ہے چونکہ آج یہ یہی صورت حال ہے کہ خائن کو امانت دار اور جھوٹے کو سچا سمجھا جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے معاشرے میں بگاڑ ہے اور دن بدن فتنے اور فساد بڑھتے ہی چلے جا رہے ہیں۔

[٣٤٤/٨٤٩]...... أَخْبَرَنَا الْمُقْرِئُ......

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَلِيٍّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: خَرَجْتُ حَاجًّا فَأَوْصَانِي سُلَيْمُ بْنُ عَتَرَ، وَكَانَ قَاضِيًا لِأَهْلِ مِصْرَ فِي وَلَايَةِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ وَمَنْ بَعْدَهُ إِلَى أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ السَّلَامُ، وَقَالَ: إِنِّي اسْتَغْفَرْتُ الْغَدَاةَ لِأَبِيهِ وَلِأُمِّهِ، فَلَقِيتُ أَبَا هُرَيْرَةَ بِالْمَدِينَةِ فَأَبْلَغْتُهُ، فَقَالَ: وَأَنَا اسْتَغْفَرْتُ الْغَدَاةَ لَهُ وَلِأَهْلِهِ، ثُمَّ قَالَ: كَيْفَ تَرَكْتَ أُمَّ خَنُّورٍ؟ تُرِيدُ مِصْرَ، فَدَنَوْتُ مِنْ رِفَاعِيَّتِهَا وَحَالِهَا، فَقَالَ: أَمَا إِنَّهَا مِنْ أَوَّلِ الأَرْضِينَ خَرَابًا، ثُمَّ عَلَى

موسیٰ بن علی نے اپنے والد سے روایت کیا، انہوں نے کہا: میں حج کے لیے روانہ ہوا تو سلیم بن عتر جو کہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں اور ان کے بعد تک اہل مصر کے قاضی تھے، نے مجھے وصیت کی کہ میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو سلام پہنچاؤں، اور انہوں نے کہا: میں نے کل اس کے والد اور والدہ کے لیے مغفرت کی دعا کی ہے، پس میں مدینہ میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ملا تو میں نے انہیں سلام پہنچا دیا، تو انہوں نے کہا: میں نے کل ان کے لیے اور ان کے اہل کے لیے مغفرت کی دعا کی ہے، پھر انہوں نے کہا: تم نے ام خنور (مصر) کو کس طرح چھوڑا ہے، ہمیں اس کے حال واحوال بتائے جائیں، فرمایا: سب سے پہلے اس

① انظر ما قبله.

إِثْرِهَا أَرْمِينِيَّةُ قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: سَمِعْتَ ذَلِكَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؟ قَالَ: أَوْ مِنْ كَعْبٍ ذُو الْكِتَابَيْنِ . ①

سرزمین پر فساد برپا ہوگا، پھر اس کے بعد آرمینیا، انہوں نے بیان کیا، میں نے انہیں کہا: کیا آپ نے اسے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے؟ انہوں نے کہا: تو اور کیا کعب دو کتابوں والے سے؟

[۳۵۹/۸۵۰]...... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الأَشْعَثِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، وَهُوَ الْحَدَّانِيُّ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ ذِئْبٌ إِلَى رَاعِي غَنَمٍ فَأَخَذَ مِنْهَا شَاةً فَطَلَبَهُ الرَّاعِي فَانْتَزَعَهَا مِنْهُ فَصَعِدَ الذِّئْبُ عَلَى تَلٍّ فَأَقْعَى وَاسْتَنْفَرَ وَقَالَ: عَمِدْتُ إِلَى رِزْقٍ رَزَقَنِيهِ اللّٰهُ أَخَذْتَهُ فَانْتَزَعْتَهُ مِنِّي، فَقَالَ الرَّجُلُ: بِاللّٰهِ إِنْ رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ ذِئْبًا يَتَكَلَّمُ، فَقَالَ الذِّئْبُ: أَوْ أَعْجَبُ مِنْ ذَلِكَ رَجُلٌ بَيْنَ النَّخَلَاتِ بَيْنَ الْحَرَّتَيْنِ يُخْبِرُكُمْ بِمَا مَضَى وَمَا هُوَ كَائِنٌ بَعْدَكُمْ، قَالَ: وَكَانَ الرَّجُلُ يَهُودِيًّا، فَأَتَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ فَأَسْلَمَ فَصَدَّقَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّهَا أَمَارَةٌ مِنْ أَمَارَاتٍ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ قَدْ أَوْشَكَ الرَّجُلُ أَنْ يَخْرُجَ، ثُمَّ يَرْجِعَ فَيُحَدِّثَهُ نَعْلَاهُ وَسَوْطُهُ بِمَا أَحْدَثَ أَهْلُهُ بَعْدَهُ . ②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: ایک بھیڑیا بکریوں کے چرواہے کے پاس آیا، اس نے ریوڑ میں سے ایک بکری پکڑ لی، پس چرواہا اس کے پیچھے گیا اور بکری کو اس سے چھڑا لیا، بھیڑیا ایک ٹیلے پر چڑھ کر بیٹھ گیا اور کہا: میں نے ایک رزق/ روزی کا ارادہ کیا تھا جو اللہ نے مجھے عطا کی، پس تو نے اسے مجھ سے چھین لیا، اس آدمی نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے آج کی طرح بھیڑیے کو کلام کرتے ہوئے نہیں دیکھا، اس بھیڑیے نے کہا: کیا اس سے زیادہ عجیب وہ آدمی نہیں جو دو پہاڑی میدانوں کے درمیان نخلستانوں کے درمیان ہے جو تمہیں گزرے ہوئے اور پیش آمدہ واقعات کے متعلق بتاتا ہے، راوی نے بیان کیا: وہ آدمی یہودی تھا، پس وہ رسول اللہ ﷺ کے ہاں آیا اور آپ کو بتایا تو اسلام قبول کرلیا، رسول اللہ ﷺ نے اس کی تصدیق کی اور فرمایا: ''یہ قیامت کے وقوع ہونے سے پہلے کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے، قریب ہے کہ آدمی گھر سے نکلے اور پھر وہ واپس آئے، تو اس کے جوتے اسے

---

① سلسلة ضعيفه، رقم: ٤٣٥٤ـ ضعيف الجامع الصغير، رقم: ٤٨١٥ .

② مسند احمد: ٢/ ٣٠٦ قال الارناؤط: اسناده ضعيف لضعف شهر بن حوشب۔ دلائل النبوة لأبى نعيم، رقم: ٢٧١، لبغوى، رقم : ٤٢٨٢ .

باتیں بتائیں اور اس کا کوڑا اسے بتائے کہ اس کے بعد
اس کے گھر والوں نے کیا کام کیا ہے۔''

فوائد: ...... مذکورہ روایت سند کے لحاظ سے کمزور ہے، اس میں شہر بن حوشب صُدُوْقٌ كَثِيْرُ الْاَرْسَالِ وَالْاَوْهَامِ :ہے (تقریب تہذیب: ۲۸۳۰) لیکن اس کے شواہد صحیحین میں ہیں۔

جیسا کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک چرواہا اپنی بکریاں چرا رہا تھا کہ بھیڑیا آ گیا اور ریوڑ سے ایک بکری اٹھا کر لے جانے لگا، چرواہے نے اس سے بکری چھڑانی چاہی تو بھیڑیا بول پڑا: درندوں والے دن میں اس کی رکھوالی کرنے والا کون ہوگا جس دن میرے سوا اور کوئی چرواہا نہ ہوگا۔'' (صحیح بخاری، رقم : ٣٦٦٣۔ مسلم، رقم : ٢٣٨٨)

معلوم ہوا اللہ ذوالجلال قادر ہے وہ چاہے تو جانوروں کو بھی بولنے کی طاقت دے۔ درندوں کے راج کا مطلب یہ ہے کہ اس دنیا میں ایک دن ایسا آئے گا کہ بکریوں کے چرواہے اور ان کی نگرانی کرنے والے ختم ہو جائیں گے تو پھر درندے ہوں گے یا پھر بکریاں ہوں گی اور ان بکریوں کو درندے جیسے چاہیں گے چیر پھاڑ کریں گے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے لکھا ہے: یہ اس وقت ہوگا جب لوگ بہت سے فتنوں میں مشغول ہوں گے۔ جانوروں کی حفاظت چھوڑ کر اپنی جانوں کی فکر میں پڑے ہوں گے، اس وقت درندے چیر پھاڑ کریں گے۔ اور بھیڑیئے ان پر مسلط ہو جائیں گے۔ (فتح الباری: ٧/ ٢٧)

[٨٥١/٣٦١]...... أَخْبَرَنَا أَبُو أُسَامَةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ ظَالِمٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَرْفَعُهُ، قَالَ: يَكُونُ هَلَاكُ أُمَّتِي عَلَى إِمْرَةِ أُغَيْلِمَةٍ سُفَهَاءَ مِنْ قُرَيْشٍ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس امت کی ہلاکت اور تباہی قریش کے نوعمر نادان لڑکوں کے ہاتھوں ہوگی۔''

فوائد: ...... صحیح بخاری میں ہے: عمرو بن یحییٰ بن سعید نے کہا کہ مجھ سے میرے دادا (سعید) نے بیان کیا: میں مسجد نبوی میں مدینہ میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا اور مروان بھی وہیں تھا۔ اتنے میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے سچے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اور اللہ نے ان کو سچا کہا تھا، آپؐ فرماتے تھے: ''قریش کے چند بدقماش لوگوں کے ہاتھوں میری امت تباہ ہوگی'' مروان نے کہا: اللہ ان پر لعنت کرے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر میں ان کے خاندان

① بخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوة فی الاسلام، رقم: ٣٦٠٥۔ مسند احمد: ٢/ ٢٨٨۔ صحیح ابن حبان، رقم: ٦٧١٢.

کے نام لے کر بتلانا چاہوں تو بتلا سکتا ہوں۔ پھر جب بنی مروان شام کی حکومت پر قابض ہوگیا تو میں اپنے دادا کے ساتھ ان کی طرف جاتا تھا۔ جب وہاں انہوں نے نوجوان لڑکوں کو دیکھا تو کہا کہ شاید یہ انہی میں سے ہوں۔ہم نے کہا کہ آپ کو زیادہ علم ہے۔(صحیح بخاری، رقم : ۷۰۵۸)

علامہ وحید الزماں رحمہ اللہ مذکورہ حدیث کی شرح میں ''تیسر الباری'' میں لکھتے ہیں: آپ کے فرمانے کا مطلب ہے بدقماش لوگوں کی حکومت خرابی اور بربادی کی جڑ ہے، آخر مسلمانوں پر وہ تباہی آئی جب مسلمانوں کے سردار سیدنا حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔جن سے اسلام کی زینت تھی اور مدینہ منورہ کی بے حرمتی ہوئی بہت سے صحابہ اور تابعین کو مدینہ میں شہید کر دیا گیا۔

[۸۵۲/۳۸۷]...... وَبِهَذَا، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: بَادِرُوا بِالْعَمَلِ قَبْلَ سِتٍ، الدَّابَّةِ وَطُلُوعِ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا، وَالدَّجَّالِ وَالدُّخَانِ، وَخُوَيْصَةِ أَحَدِكُمْ، وَأَمْرِ الْعَامَّةِ، قَالَ كُلْثُومٌ: وَخُوَيْصَةُ أَحَدِكُمُ الْمَوْتُ وَأَمْرُ الْعَامَّةِ الْفِتْنَةُ. ①

اسی سند سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''چھ چیزوں کے وقوع پذیر ہونے سے پہلے پہلے نیک اعمال کرنے میں جلدی کرلو: جانور کا نکلنا، سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، دجال اور دھوئیں کا نکلنا اور موت آنے سے پہلے اور فتنوں کے ظہور سے پہلے پہلے۔''

فوائد:...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا مذکورہ چھ چیزوں کے آنے سے قبل انسان کو نیک عمل کر لینے چاہیے۔ دابۃ الارض، سورج کا مغرب کی جانب سے طلوع ہونا، دجال کا نکلنا اس کے متعلق دیکھئے شرح حدیث نمبر ۲۲۰۔

دھواں: دھوئیں کے نکلنے کے بعد کسی کا نیک عمل یا ایمان لانا یا توبہ کرنا فائدہ نہیں دے گا۔ اور یہ دھواں پوری زمین کو اپنی لپیٹ میں لے گا، مسلمانوں کو صرف گھٹن، نزلہ اور زکام کی تکلیف ہوگی جبکہ کفار بے ہوش ہو جائیں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍo يَغْشَى النَّاسَ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌo رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَo﴾ (الدخان : ۱۰۔ ۱۱۔۱۲) ......''پس انتظار کرو اس دن کا جب آسمان صریح دھواں لیے ہوئے آئے گا اور وہ لوگوں پر چھا جائے گا یہ دردناک عذاب ہے......''

موت سے قبل توبہ:...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا موت آنے سے قبل انسان کو نیک عمل کر لینے چاہئیں، کیونکہ بعد کا پچھتاوا کام نہیں آئے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

---

① مسلم، کتاب الفتن، باب فی بقية من احاديث الدجال، رقم: ۲۹۴۷۔ مسند احمد: ۲/ ۳۲۴۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۶۷۹۰ .

﴿وَاَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنَاكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَا اَخَّرْتَنِي اِلٰى اَجَلٍ قَرِيْبٍ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِنَ الصَّالِحِيْنَo وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَاءَ اَجَلُهَا وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَo﴾ (المنافقون: ۱۰۔۱۱)

''اور جو کچھ ہم نے تمہیں دے رکھا ہے اس میں سے (ہماری راہ میں) اس سے پہلے خرچ کرو کہ تم میں سے کسی کو موت آ جائے تو کہنے لگے: اے میرے پروردگار! مجھے تو تھوڑی دیر کی مہلت کیوں نہیں دیتا؟ اور جب کسی کا مقررہ وقت آ جاتا ہے، پھر اسے اللہ تعالیٰ ہرگز مہلت نہیں دیتا۔''

ڈوبتے وقت تو فرعون نے بھی ایمان لانے کا اقرار کیا۔ اللہ ذوالجلال نے فرمایا: ﴿آٰلْئٰنَ وَ قَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَ كُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَo﴾ (یونس: ۹۱)...... ''اب ایمان لاتا ہے؟ اور پہلے سرکشی کرتا رہا اور مفسدوں میں داخل رہا۔''

فتنوں کے ظہور کے وقت:...... معلوم ہوا فتنوں کے ظہور سے قبل نیکیاں کر لینی چاہئیں، کیونکہ فتنوں کے بعد نیکیاں کرنا مشکل ہو جاتی ہیں۔

[۳۸۵/۸۵۳]...... وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ إِلَّا عَلَى شِرَارِ النَّاسِ. ①

اسی سند سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت بدترین لوگوں پر قائم ہوگی۔''

فوائد:...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا قیامت بدترین لوگوں پر قائم ہوگی۔ نیک لوگ ایک ایک کر کے اٹھا لیے جائیں گے۔ جیسا کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم لوگ اسی طرح چھانٹے جاؤ گے۔ جس طرح اچھی کھجوریں ردی کھجوروں سے چھانٹی جاتی ہیں، تم میں سے نیک لوگ اٹھا لیے جائیں گے اور بدترین لوگ باقی رہ جائیں گے (اس وقت) اگر مرسکو تو مر جانا۔'' (سنن ابن ماجه، كتاب الفتن، رقم: ۴۰۳۸) فتنوں سے پناہ مانگنے کی رسول اللہ ﷺ نے دعائیں سکھائی ہیں، انہیں یاد کرنا چاہیے۔ اور پڑھتے رہنا چاہیے۔

[۴۱۸/۸۵۴]...... أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ الْمَدَنِيِّ عَنْ أَبِيهِ، ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ أَجَارَكُمْ مِنْ ثَلَاثٍ: أَنْ تَسْتَجْمِعُوا

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ نے تمہیں تین چیزوں سے بچا لیا ہے: یہ کہ تم سب گمراہی پر جمع نہیں ہو گے، یہ کہ اہل

① مسلم، كتاب الفتن، باب قرب الساعة، رقم: ۲۹۴۹۔ صحيح الجامع الصغير، رقم: ۷۴۰۷.

كُلُّكُمْ عَلَى الضَّلَالَةِ، وَأَنْ يَظْهَرَ أَهْلُ الْبَاطِلِ عَلَى أَهْلِ الْحَقِّ، وَأَنْ أَدْعُوَ دَعْوَةً عَلَيْكُمْ فَيُهْلِكَكُمْ، وَأَبْدَلَكُمْ بِهِنَّ الدُّخَانَ، وَالدَّجَّالَ، وَدَابَّةَ الْأَرْضِ. ①

باطل اہل حق پر غالب نہیں آئیں گے اور یہ کہ میں نے تمہارے لیے دعا کی کہ وہ تمہیں ہلاک نہ کر دے، اور اس نے ان کے بدلے میں تمہیں تین چیزیں دے دیں، دھواں، دجال اور دابۃ الارض (زمین سے نکلنے والا جانور)۔''

[٤١٩/٨٥٥]...... أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يُرَى النَّعْلُ مُلْقَاةً، فَيَقُولُ الرَّجُلُ كَأَنَّهَا نَعْلُ قُرَشِيٍّ. ②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ تم جوتا پھینکا ہوا دیکھو، تو آدمی کہے گا: گویا کہ وہ قرشی جوتا ہے۔''

[٤٢٠/٨٥٦]...... أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَتْبَعَ الرَّجُلَ قَرِيبٌ مِنْ ثَلَاثِينَ امْرَأَةً، كُلُّهُنَّ يَقُولُ: أَنْكِحْنِي أَنْكِحْنِي أَنْكِحْنِي. ③

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ تقریباً تیس عورتیں ایک آدمی کا پیچھا کریں گی، وہ سب یہی کہیں گی: مجھ سے شادی کر لو، مجھ سے شادی کر لو، مجھ سے شادی کر لو۔''

[٤٣٧/٨٥٧]...... وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ

اسی سند سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت سے پہلے تاریک رات کے ٹکڑوں کی طرح فتنے ہوں گے، ان فتنوں میں آدمی صبح کو مومن ہوگا

---

① سنن ابوداود، كتاب الفتن والملاحم، باب ذكر الفتن ودلائلها، رقم: ٤٢٥٣ـ قال الشيخ الالبانی: ضعيف لكن الجملة الثالثة صحيح.

② الاحاد والمثاني: ٤/ ١٣٥، رقم: ٢١١٥ـ اسناده ضعيف.

③ مسند الحارث: ٧٩٣ـ اسناده ضعيف.

يُصْبِحُ الرَّجُلُ فِيهَا مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا وَيُمْسِي مُؤْمِنًا وَيُصْبِحُ كَافِرًا، يَبِيعُ فِيهَا أَقْوَامٌ دِينَهُمْ بِعَرَضٍ مِنَ الدُّنْيَا قَلِيلٍ. ①

تو شام کو کافر، اگر شام کو مومن ہو گا تو صبح کو کافر، ان میں لوگ دنیا کے قلیل مال ومتاع کے عوض اپنا دین بیچ دیں گے۔''

فوائد: ...... مذکورہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ صبح کو ایمان سے متصف اور اعمال صالحہ سے مزین، لیکن شام کو کفر کی دلدل میں پھنسا ہوا اور کفریہ اعمال کرتا ہوا نظر آئے گا۔ اور یہ بھی معنی کیا گیا ہے کہ صبح کو اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کو حرام سمجھے گا لیکن شام کو ان کو حلال تصور کرے گا۔

مطلب یہ کہ حالات ایسا رخ اختیار کریں گے کہ انسان کو اپنے بدل جانے کی کوئی سمجھ نہیں آئے گی وہ لاشعور سا لگ رہا ہوگا۔ لہٰذا کثرت سے یہ دعا پڑھتے رہنا چاہیے: ((اَللّٰهُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ صَرِّفْ قُلُوْبَنَا اِلَى طَاعَتِكَ))......''اے اللہ! دلوں کے پھیرنے والے! ہمارے دلوں کو اپنی اطاعت کی طرف پھیر دے۔''

[٤٤٢/٨٥٨]...... وَبِهَذَا، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّمَا هُمَا النَّجْدَانِ نَجْدُ الْخَيْرِ وَنَجْدُ الشَّرِّ، فَلَا يَكُنْ نَجْدُ الشَّرِّ أَحَبَّ إِلَى أَحَدِكُمْ مِنْ نَجْدِ الْخَيْرِ. ②

اسی سند سے رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بلندیاں تو صرف دو ہیں: خیر کی بلندی اور شر کی بلندی، پس شر کی بلندی تم میں سے کسی کو خیر کی بلندی سے زیادہ پسندیدہ نہ ہو۔''

[٤٤٣/٨٥٩]...... وَبِهَذَا، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ أَجَارَكُمْ مِنْ ثَلَاثٍ: لَنْ تُجْمِعُوا كُلُّكُمْ عَلَى الضَّلَالَةِ، وَأَنْ يَظْهَرَ فِيكُمُ الْبَاطِلُ، وَأَنْ تَدْعُوا بِدَعْوَةٍ فَتُهْلَكُوا جَمِيعًا وَلَا بُدَّ لَكُمْ مِنَ الدَّجَّالِ وَالدُّخَانِ وَالدَّابَّةِ. ③

اسی سند سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ نے تمہیں تین چیزوں سے پناہ دی ہے: یہ کہ تم سب کے سب گمراہی پر جمع نہیں ہو گے، تم پر باطل غالب نہیں آئے گا اور تم ایسی دعا نہیں کرو گے کہ تم سب ہلاک ہو جاؤ، لیکن تمہارے لیے دجال، دھواں اور زمین کا جانور ضروری ہے۔''

فوائد: ...... دیگر احادیث میں ہے کہ میری امت ساری کی ساری کبھی گمراہی پر جمع نہیں ہو گی۔ اور آپ ؐ

---

① مسلم، كتاب الايمان، باب الحث على المبادرة بالاعمال قبل تظاهر الفتن، رقم: ١١٨۔ سنن ترمذی، رقم: ٢١٩٥ـ٢١٩٧.

② ضعيف ترغيب وترهيب، رقم: ١٨٧٩۔ طبرانی اوسط، رقم: ٢٥٤١.

③ سنن أبی داؤد، كتاب الفتن، باب ذكر الفتن و دلائلها، رقم : ٤٢٥٣۔ قال الشيخ الالبانی ضعيف و لكن الجملة الثالثة صحيح .

نے اپنی امت کے لیے دعا کی ہے کہ ساری امت ہلاک یکلخت ہرگز نہ ہوگی۔ یہ صحیح احادیث سے ثابت ہے جبکہ اس مذکورہ روایت کا آخری جملہ صحیح ثابت ہے۔

[٨٦٠/٤٤٩]...... وَبِهَذَا، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: رَأْسُ الْكُفْرِ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ. ①

اسی سند سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کفر کا سرچشمہ/ سرغنہ مشرق کی جانب سے ہے۔''

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے اہل مشرق کی مذمت ثابت ہوتی ہے، علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں: مذکورہ حدیث میں مجوسیوں کے کفر کی طرف اشارہ ہے، کیونکہ اس وقت فارس (موجودہ ایران) کی حکومت اور ان کی اطاعت کرنے والے عرب لوگ مدینہ منورہ سے مشرق کی جانب تھے، اس کے باشندے انتہائی قوی اور جابر تھے ان کے بادشاہ نے رسول اللہ ﷺ کا خط پھاڑ دیا تھا اور یہ علاقے ہمیشہ فتنوں کی آماج گاہ رہے۔ (تحفة الاحوذی: ٣/ ٢٣٩)

[٨٦١/٤٥٠]...... وَبِهَذَا، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَزَالُ مِنْ أُمَّتِي أُمَّةٌ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ لَا يَضُرُّهُمْ خِلَافُ مَنْ خَالَفَهُمْ حَتَّى يَجِيءَ أَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ ظَاهِرُونَ. ②

اسی سند سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت میں سے ایک جہادی گروہ موجود رہے گا، وہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتا رہے گا، ان کی مخالفت کرنے والا انہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا حتیٰ کہ اللہ کا امر آجائے گا جبکہ وہ غالب ہی رہیں گے۔''

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے امت محمد یہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ یہ سابقہ امتوں کی طرح ساری کی ساری گمراہ نہیں ہوگی جیسا کہ پہلی امتیں سب کی سب گمراہ ہوگئیں۔ (إِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ)

مذکورہ حدیث سے جہاد کی بھی فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ یہ ہمیشہ جاری رہے گا اور اس کی مخالفت کرنے والے اس کو نقصان نہیں پہنچا سکیں گے، جیسا کہ مرزا احمد قادیانی کا مشن مسلمانوں کو اسلامی تعلیمات سے روکنا اور نبوی منہج سے دور ہٹانا تھا، لیکن وہ اپنے مشن میں کامیاب نہ ہو سکا۔ اور اللہ نے اسے عبرت کا نشان بنا دیا۔

[٨٦٢/٤٦٨]...... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلِ بْنِ غَزْوَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو إِسْمَاعِيلَ وَهُوَ بَشِيرُ بْنُ سَلْمَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا،

---

① بخاری، کتاب بدء الخلق، باب خیر مال المسلم الخ، رقم: ٣٣٠١۔ مسلم، رقم: ٨٥۔ مسند احمد: ٢/ ٢٥٢.

② بخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة، رقم: ٧٣١١۔ مسلم، کتاب الامارة، باب قوله ﷺ (لا تزال طائفة من امتی ظاهرین علی الحق، رقم: ١٩٢٠۔ سنن ترمذی، رقم: ٢٢٢٩.

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَالَّذِى نَفْسِى بِيَدِهِ لَنْ تَذْهَبَ الدُّنْيَا حَتَّى يَتَمَرَّغَ الرَّجُلُ عَلَى الْقَبْرِ فَيَقُولَ: يَا لَيْتَنِى كُنْتُ صَاحِبَ هَذَا الْقَبْرِ لَيْسَ بِهِ الدِّيْنُ إِلَّا الْبَلَاءُ. ①

آپؐ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! دنیا ختم نہیں ہوگی حتیٰ کہ آدمی کسی قبر کے پاس سے گزرے گا اور کہے گا: کاش یہ قبر میری ہوتی، وہ دین کی وجہ سے ایسے نہیں کہے گا، بلکہ وہ صرف (دنیوی) مشکلات کی وجہ سے ایسے کہے گا۔''

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا دنیا میں شر وفساد بہت زیادہ ہو جائیں گے کہ لوگ زندگی پر مرنے کو ترجیح دیں گے۔ موجودہ زمانے میں بعض لوگ ایسی ایسی آزمائشوں میں گھرے ہوئے ہیں جن کی وجہ سے وہ موت کی تمنا کرتے ہیں۔ ایک دوسری حدیث میں ہے:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک ایسا نہ ہو کہ آدمی کسی قبر کے پاس سے گزرے اور اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنے کے شوق کی بنا پر کہے گا: کاش! میں اس کی جگہ ہوتا۔'' (سلسلة الصحيحه، رقم : ۵۷۸)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا: سلف کی ایک جماعت کے نزدیک فساد دین کے وقت موت کی تمنا کرنا ثابت ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ نے کہا: ایسے وقت میں موت کی تمنا کرنا مکروہ نہیں ہے، کیونکہ سلف صالحین نے ایسے کیا ہے۔ جیسا کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا۔ (سلسلة الصحيحه، : رقم ۵۷۸)

[۸۶۳/۵۰۵]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ، حَدَّثَنَا أَوْسُ بْنُ خَالِدٍ......

عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: تَخْرُجُ الدَّابَّةُ مَعَهَا عَصَا مُوسَى وَخَاتَمُ سُلَيْمَانَ فَتَجْلُو وَجْهَ الْمُؤْمِنِ بِالْعَصَا وَتَخْتِمُ أَنْفَ الْكَافِرِ بِالْخَاتَمِ، وَإِنَّ النَّاسَ لَيَجْتَمِعُونَ عَلَى الْخُوَانِ فَيَقُولُ: هَذَا يَا مُؤْمِنُ، وَيَقُولُ: هَذَا يَا كَافِرُ. ②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپؐ نے فرمایا: ''زمین کا جانور نکلے گا اس کے ساتھ موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی اور سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی ہوگی، عصا سے مومن کا چہرہ منور ہو جائے گا اور انگوٹھی کے ساتھ کافر کی ناک پر مہر لگا دی جائے گی، لوگ دستر خوان پر جمع ہوں گے، تو یہ کہے گا: یہ مومن اور کہے گا: یہ کافر ہے۔''

---

① مسلم، كتاب الفتن، باب لا تقوم الساعة حتى يمر الرجل الخ، رقم: ١٥٧۔ صحيح ترغيب وترهيب، رقم: ٣٩١.

② سنن ترمذى، ابواب تفسير القران، باب سورة النمل، رقم: ٣١٨٧۔ سنن ابن ماجه، كتاب الفتن، باب جيش البيداء، رقم: ٤٠٦٦۔ قال الشيخ الالبانى: ضعيف.

[۵۰۷/۸۶۴]...... أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي فَرْوَةَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي عَتَّابٍ، أَنَّهُ سَمِعَ......

أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خَمْسُ سُنَنٍ إِنَّهُنَّ أَوَّلُ مِنَ الْآيَاتِ وَأَيَّتُهُنَّ وَقَعَتْ قَبْلُ لَمْ يَنْفَعْ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ: طُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَالدَّجَّالُ، وَيَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ وَالدُّخَانُ، وَالدَّابَّةُ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: ''پانچ چیزیں ظاہر ہوں گی، ان نشانیوں میں سے کون سی پہلے واقع ہوگئی جبکہ کسی نفس کا ایمان لانا اس کے لیے نفع مند نہیں ہوگا جو پہلے ایمان نہیں لایا ہوگا: (وہ نشانیاں یہ ہیں) سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، دجال، یاجوج وماجوج، دھواں اور جانور کا ظاہر ہونا۔''

[۵۲۵/۸۶۵]...... أَخْبَرَنَا الْمُؤَمَّلُ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، عَنِ ابْنِ طَاؤسٍ عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ هَكَذَا وَعَقَدَ الْمُؤَمَّلُ بِيَدِهِ عَشْرًا. ②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: ''آج یاجوج ماجوج کے بند میں اس طرح سوراخ ہوگیا ہے۔'' راوی مومل نے اپنے ہاتھ سے دس کی گرہ لگائی۔

فوائد: ...... یاجوج ماجوج ایک فسادی قوم ہے جن کے شر سے بچانے کے لے وہاں کے لوگوں کی خواہش پر سیدنا ذوالقرنین نے ایک بہت بڑا بند تعمیر کر کے انہیں مقید کر دیا، جس کا تذکرہ (سورۂ کہف کی آیت نمبر۹۳۔۹۹) میں ہے اور قرب قیامت ان کو نکالا جائے گا اور یہ پوری دنیا پر یورش کریں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿حَتّٰى إِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَ مَاْجُوْجُ وَ هُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ○ وَ اقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَإِذَاهِيَ شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يٰوَيْلَنَا قَدْ كُنَّا فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا بَلْ كُنَّا ظٰلِمِيْنَ○﴾

(الانبياء: ۹۶-۹۷)

''یہاں تک کہ یاجوج اور ماجوج کھول دیئے جائیں گے اور وہ ہر بلندی سے دوڑتے ہوئے آئیں گے اور سچا وعدہ قریب آ لگے گا، اس وقت کافروں کی نگاہیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی۔ کہ ہائے افسوس! ہم اس

---

① اسناده ضعيف۔ والحديث بغير هذا اللفظ يصح من وجوه عن ابى هريرة فقد رواه بلفظ لا تقوم الساعة حتى تطلع الشمس من مغربها الخ انظر: ۱۷۸۔ ثلاثه اذا خرجن لم ينفع نفسا ايمانها الدابة الخ انظر: ۲۲۰.

② بخارى، كتاب الانبياء، باب قصة ياجوج وماجوج، رقم: ۳۳۴۷۔ مسلم، كتاب الفتن، باب اقتران الفتن وفتح ردم ياجوج وماجوج، رقم: ۲۸۸۱.

حال سے غافل تھے، بلکہ فی الواقع ہم قصور وار تھے۔''

صحیح مسلم میں ہے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی موجودگی میں یاجوج ماجوج نکل آئے گی۔ دس کا اشارہ انگوٹھے کا سرا شہادت کی انگلی کے سرے پر رکھ کر ہوتا ہے۔ مطلب یہ کہ انگلی پر انگوٹھا رکھنے سے جتنا بڑا حلقہ بنتا ہے، اس دیوار میں اتنا بڑا سوراخ ہو چکا ہے۔ جب ایک بار سوراخ ہو جائے تو پھر یہی خطرہ ہوتا ہے یہ سوراخ بڑا ہو جائے گا، اور آخر کار وہ دیوار ٹوٹ جائے گی۔

[٥٢٦/٨٦٦]...... أَخْبَرَنَا الْمُؤَمَّلُ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ أَبِي عُثْمَانَ الصَّوَّافِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنِ الْعَبْدِيِّ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: إِنِّي لَأَعْلَمُ فِتْنَةً تَكُونُ وَلَا أَعْلَمُ الْمَخْرَجَ مِنْهَا، قَالَ: فَقِيلَ لَهُ: مَا الْمَخْرَجُ ؟ فَقَالَ: أُمْسِكُ بِيَدَي هَكَذَا حَتَّى يَأْتِيَنِي رَجُلٌ فَيَقْتُلَنِي. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: میں ہونے والے ایک فتنے کے متعلق جانتا ہوں لیکن میں اس میں سے نکلنے کی راہ نہیں جانتا، ان سے پوچھا گیا: اس سے نکلنے کی راہ کیا ہے؟ فرمایا: میرے ہاتھ کے ساتھ اس طرح پکڑے حتیٰ کہ ایک آدمی میرے پاس آئے اور مجھے قتل کر دے۔

[٥٣١/٨٦٧]...... أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَمْرٍو السَّكْسَكِيِّ، عَنْ شَيْخٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: ذَكَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا الْهِنْدَ، فَقَالَ: لَيَغْزُوَنَّ جَيْشٌ لَكُمُ الْهِنْدَ فَيَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ حَتَّى يَأْتُوا بِمُلُوكِ السِّنْدِ مُغَلْغَلِينَ فِي السَّلَاسِلِ فَيَغْفِرُ اللّٰهُ لَهُمْ ذُنُوبَهُمْ فَيَنْصَرِفُونَ حِينَ يَنْصَرِفُونَ فَيَجِدُونَ الْمَسِيحَ ابنَ مَرْيَمَ بِالشَّامِ قَالَ: أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَإِنْ أَنَا أَدْرَكْتُ تِلْكَ الْغَزْوَةَ بِعْتُ كُلَّ طَارِدٍ وَتَالِدٍ لِي وَغَزَوتُهَا فَإِذَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْنَا انْصَرَفْنَا فَأَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن ہند کا ذکر کیا تو فرمایا: ''تمہارا ایک لشکر ہند پر حملہ کرے گا تو اللہ ان پر فتح عطا فرمائے گا حتیٰ کہ وہ سندھ کے بادشاہوں کو زنجیروں میں جکڑ کر لائیں گے، اللہ ان کے گناہ بخش دے گا، جس وقت وہ واپس جائیں گے تو وہ مسیح ابن مریم کو شام میں پائیں گے۔'' ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر میں نے اس غزوۂ کو پا لیا تو میں اپنے جانور اور جائیداد فروخت کر دوں گا اور اس غزوۂ میں شرکت کروں گا، جب اللہ ہمیں فتح عطا فرمائے گا تو ہم واپس جائیں گے تو میں جہنم سے آزاد کیا ہوا ابو ہریرہ شام واپس آنے

① مستدرك حاكم: ٤/ ٤٧١۔ اسناده ضعيف.

الْمُحَرِّرُ يَقْدَمُ الشَّامَ فَيَلْقَى الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ، فَلَأَحْرِصَنَّ أَنْ أَدْنُوَ مِنْهُ فَأُخْبِرَهُ أَنِّي صَحِبْتُكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَاحِكًا، وَقَالَ: إِنَّ جَنَّةَ الْآخِرَةِ لَيْسَتْ كَجَنَّةِ الْأُولَى يُلْقَى عَلَيْهِ مَهَابَةٌ مِثْلَ مَهَابَةِ الْمَوْتِ يَمْسَحُ وَجْهَ الرِّجَالِ وَيُبَشِّرُهُمْ بِدَرَجَاتِ الْجَنَّةِ. ①

والا ہوں گا، وہ مسیح ابن مریم علیہ السلام سے ملاقات کرے گا، پس میں بہت ہی کوشش کروں گا کہ میں ان سے قریب ہو جاؤں اور انہیں بتاؤں کہ میں اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ رہا ہوں، راوی نے بیان کیا: پس رسول اللہ ﷺ مسکرا دیئے، اور فرمایا: ''اس کا دوسری بار آنا پہلی بار آنے کی طرح نہیں ہوگا، اس پر موت کی سی ہیبت ڈالے گا، وہ مردوں کے چہروں پر ہاتھ پھیرے گا اور جنت کے درجات کے متعلق انہیں بتائے گا۔''

[٨٦٨/٥٦٨]...... أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، صَاحِبُ الدَّسْتُوَائِيِّ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ......

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي بَيْتِهَا وَأَسْمَاءُ تَعْجِنُ عَجِينَهَا، إِذْ ذَكَرُوا الدَّجَّالَ فَقَالَ: إِنَّ قَبْلَ خُرُوجِهِ عَامًا يُمْسِكُ السَّمَاءُ فِيهِ ثُلُثَ قَطْرِهَا، وَالأَرْضُ ثُلُثَ نَبَاتِهَا، وَالْعَامُ الثَّانِي يُمْسِكُ السَّمَاءُ ثُلُثَيْ قَطْرِهَا، وَالأَرْضُ ثُلُثَيْ نَبَاتِهَا، وَالْعَامُ الثَّالِثُ يُمْسِكُ السَّمَاءُ قَطْرَهَا كُلَّهُ، وَالأَرْضُ نَبَاتَهَا كُلَّهُ، حَتَّى لَا يَبْقَى ذَاتُ ظِلْفٍ وَلَا ذَاتُ ظُفُرٍ، وَإِنَّ أَعْظَمَ فِتْنَةٍ أَنْ يَقُولَ لِلرَّجُلِ: أَرَأَيْتَ إِنْ أَحْيَيْتُ لَكَ أَبَاكَ أَوْ أَخَاكَ، أَتَعْلَمُ أَنِّي رَبُّكَ؟ فَيَقُولُ: نَعَمْ، وَيَقُولُ لِلأَعْرَابِيِّ: أَرَأَيْتَ إِنْ أَحْيَيْتُ لَكَ

سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کے گھر تشریف فرما تھے اور اسماء آٹا گوندھ رہی تھیں، کہ انہوں نے دجال کا ذکر کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کے خروج سے ایک سال پہلے آسمان سے تہائی بارش رک جائے گی، زمین تہائی نباتات نہیں اگائے گی، دوسرے سال آسمان دو تہائی بارش روک لے گا اور زمین دو تہائی نباتات نہیں اگائے گی، اور تیسرے سال آسمان ساری بارش روک لے گا اور زمین ہر قسم کی نباتات نہیں اگائے گی، حتیٰ کہ کوئی گائے وغیرہ نہیں رہے گی، سب سے بڑا فتنہ یہ ہوگا کہ وہ کسی آدمی سے کہے گا: مجھے بتاؤ کہ اگر میں تمہاری خاطر تمہارے باپ یا تمہارے بھائی کو زندہ کردوں، تو کیا تم جان لو گے کہ میں تمہارا رب ہوں؟ وہ کہے گا: ہاں، وہ اعرابی سے کہے گا: مجھے بتاؤ اگر

① اسناده ضعيف لجهاله الشيخ عن ابى هريرة

إِبِلَكَ أَطْوَلَ مَا كَانَتْ أَسْنِمَةً، وَأَعْظَمَهَا ضُرُوعًا، أَتَعْلَمُ أَنِّي رَبُّكَ ؟ فَيَقُولُ: نَعَمْ، فَيُخَيَّلُ لَهُمُ الشَّيَاطِينُ، أَمَا إِنَّهُ لَا يُحْيِي الْمَوْتَى، ثُمَّ خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبَعْضِ حَاجَتِهِ ثُمَّ جَاءَ وَأَصْحَابُهُ يَبْكُونَ، فَأَخَذَ بِلَحْيَيِ الْبَابِ وَقَالَ: مَهْيَمْ ؟ فَقَالَتْ أَسْمَاءُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، حَدَّثْتَهُمْ عَنِ الدَّجَّالِ مَا يَشُقُّ عَلَيْهِمْ، فَوَاللّٰهِ إِنَّا لَنَجْزَعُ وَهَذَا عِنْدَنَا، فَكَيْفَ إِذْ ذَاكَ ؟ فَقَالَ: إِنْ يَخْرُجْ وَأَنَا فِيكُمْ فَأَنَا حَجِيجُهُ، وَإِنْ يَخْرُجْ بَعْدِي فَاللّٰهُ خَلِيفَتِي عَلَى كُلِّ مُؤْمِنٍ . قَالَتْ أَسْمَاءُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، فَمَا يُجْزِءُ مِنَ الطَّعَامِ يَوْمَئِذٍ ؟ قَالَ: مَا يُجْزِءُ أَهْلَ السَّمَاءِ: التَّسْبِيحُ وَالتَّقْدِيسُ. ①

میں تمہارا اونٹ جو پہلے سے بھی زیادہ لمبی کوہان والا اور پہلے سے زیادہ بڑے تھنوں والا ہو زندہ کردوں، تو کیا تم جان لو گے کہ میں تمہارا رب ہوں؟ وہ کہے گا: ہاں، پس وہ شیاطین کو ان کی صورت میں بنائے گا، جبکہ وہ تو مردوں کو زندہ نہیں کر سکتا۔'' پھر رسول اللہ ﷺ اپنے کسی کام کی خاطر باہر تشریف لے گئے، پھر آپ آئے تو آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رو رہے تھے، آپ نے دروازے کی چوکھٹ پکڑ کر فرمایا: ''خاموش ہو جاؤ۔'' سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اللہ کے رسول! دجال کا ان سے ذکر ہوا ہے، جو ان پر گراں گزرا ہے، اللہ کی قسم! ہم گھبرا رہے ہیں جبکہ آپ ہمارے پاس ہیں، جب آپ نہیں ہوں گے تو پھر کیا حالت ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر وہ (دجال) اس وقت نکلتا ہے کہ میں تم میں موجود ہوں تو میں اس کے خلاف بحث ومباحثہ کر لوں گا، اور اگر وہ میرے بعد نکلتا ہے تو اللہ ہر مومن پر میرا خلیفہ ہے۔'' سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اللہ کے رسول! اس دن کھانے کے حوالے سے کیا چیز کفایت کرے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو آسمان والوں کو تسبیح وتقدیس میں کفایت کرتی ہے۔''

[۸۶۹/۵۶۹]...... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ......

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ الْأَنْصَارِيَّةِ قَالَتْ: دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيَّ بَيْتِي وَأَنَا أَعْجِنُ فَقَالَ: بَيْنَ يَدَيِ الدَّجَّالِ ثَلَاثُ سِنِينَ، يُمْسِكُ السَّنَةَ

سیدہ اسماء بنت یزید انصاریہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ میرے گھر تشریف لائے جبکہ میں آٹا گوندھ رہی تھی، آپؐ نے فرمایا: دجال سے پہلے تین سال ہوں گے، پہلے سال آسمان اپنی تہائی بارش روک لے گا، زمین اپنی

① مسند احمد: ٦/ ٤٥٣۔ اسناده ضعيف۔ فيه شهر بن حوشب ضعيف۔ انظر التاريخ الكبير: ٤/ ٢٧٤٠۔ ميزان الاعتدال: ٢/ ٢٨٣.

الْأُولَى السَّمَاءُ ثُلُثَ قَطْرِهَا، وَالأَرْضُ ثُلُثَ نَبَاتِهَا، فَذَكَرَ مِثْلَهُ وَقَالَ فِي الْإِبِلِ: يُمَثِّلُ لَهُمْ شَيَاطِينَ عَلَى نَحْوِ إِبِلِهِمْ أَحْسَنَ مَا كَانَتْ وَأَعْظَمَهَا ضُرُوعًا، وَتُمِثِّلَ كَنَحْوِ الْآبَاءِ وَالأَبْنَاءِ، وَقَالَ: لَا يَبْقَى ذَاتُ ظِلْفٍ وَلَا ذَاتُ ضِرْسٍ إِلَّا هَلَكَتْ، وَقَالَتْ أَسْمَاءُ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّا لَنَعْجِنُ عَجِينَنَا، فَمَا نَخْبِزُ حَتَّى نَجُوعَ، فَكَيْفَ بِالْمُؤْمِنِينَ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: يُجْزِءُ بِهِمْ مَا يُجْزِءُ أَهْلَ السَّمَاءِ: التَّسْبِيحُ وَالتَّقْدِيسُ. ①

تہائی روئیدگی روک لے گی۔'' پس حدیث سابق کے مثل روایت کیا، اور اونٹوں کے بارے میں فرمایا: ''شیاطین ان کے اونٹوں کے مثل ان کے لیے صورت بنا لیں گے، ان کی پہلی حالت سے بھی زیادہ بہتر اور ان کے تھن بھی پہلے سے بہت بڑے ہوں گے، اور فرمایا: '' وہ آباء اور ابناء (بیٹوں) کی صورت اختیار کرے گا، اور فرمایا: ''تمام گائیں اور اونٹ ختم ہو جائیں گے۔'' سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم آٹا گوندھتی ہیں تو ہم روٹی نہیں پکاتیں حتیٰ کہ ہمیں بھوک لگے، اس دن مومنوں کی کیا حالت ہوگی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''انہیں وہ چیز کفایت کرے گی جو آسمان والوں کو تسبیح و تقدیس کفایت کرتی ہے۔''

[۸۷۰/۵۷۰]...... أَخْبَرَنَا مُوسَى الْقَارِءُ، عَنْ زَائِدَةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ خُثَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنِي شَهْرُ بْنُ حَوْشَبٍ......

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ الأَشْعَرِيَّةِ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بَيْنَ أَظْهَرِ أَصْحَابِهِ، وَهُوَ يَقُولُ: إِنِّي أُحَذِّرُكُمُ الْمَسِيحَ وَأُنْذِرُكُمُوهُ، وَكُلُّ نَبِيٍّ قَدْ أَنْذَرَهُ قَوْمَهُ، وَإِنَّهُ فِيكُمْ أَيَّتُهَا الْأُمَّةُ، وَإِنِّي أَجْلِيهِ بِصِفَةٍ لَمْ يُجْلِهَا أَحَدٌ مِنَ الأَنْبِيَاءِ قَبْلِي، يَكُونُ قَبْلَ خُرُوجِهِ سِنِينَ خَمْسٍ جَدْبَةٌ حَتَّى يَهْلِكُ فِيهَا كُلُّ ذَاتِ حَافِرٍ، فَنَادَاهُ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَا يُجْزِءُ الْمُؤْمِنِينَ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: مَا يُجْزِءُ

سیدہ اسماء بنت یزید اشعریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا جبکہ آپ اپنے اصحاب کے سامنے تھے: ''میں تمہیں مسیح دجال سے بچاتا اور آگاہ کرتا ہوں، اور ہر نبی نے اپنی قوم کو آگاہ کیا ہے، اور اے امت! وہ تم میں ہوگا، میں تمہیں اس کے متعلق اس واضح انداز سے بیان کرتا ہوں کہ کسی نبی نے ویسے اس کے متعلق نہیں بتایا، اس کے نکلنے سے پہلے پانچ سال قحط کے ہوں گے، حتیٰ کہ ان میں تمام چوپائے ہلاک ہو جائیں گے۔'' ایک آدمی نے آپ کو پکارا تو عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اس دن (کھانے کے حوالے

① انظر ما قبله.

الْمَلَائِكَةَ، ثُمَّ يَخْرُجُ وَهُوَ أَعْوَرُ، وَإِنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِأَعْوَرَ، بَيْنَ عَيْنَيْهِ مَكْتُوبٌ كَافِرٌ، يَقْرَأُهُ كُلُّ أُمِّيٍّ وَكَاتِبٍ، أَكْثَرُ مَنْ يَتَّبِعُهُ الْيَهُودُ وَالأَعْرَابُ وَالنِّسَاءُ، تَرَى السَّمَاءَ تُمْطِرُ وَلَا تُمْطِرُ، وَالأَرْضُ تُنْبِتُ وَهِيَ لَا تُنْبِتُ، وَيَقُولُ لِلأَعْرَابِ: مَا تَبْغُونَ مِنِّي؟ أَلَمْ أُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا، أَلَمْ أُرْجِءْ لَكُمْ أَنْعَامَكُمْ شَاخِصَةً دُرَاهَا خَارِجَةٌ خَوَاصِرُهَا دَارَّةٌ أَلْبَانُهَا، قَالَ: فَتَمَثَّلَ لَهُمْ شَيَاطِينُ عَلَى صُورَةِ الْآبَاءِ وَالإِخْوَانِ وَالْمَعَارِفِ، فَيَأْتِي الرَّجُلُ إِلَى أَبِيهِ أَوْ أَخِيهِ أَوْ ذِي رَحِمِهِ فَيَقُولُ لَهُ: أَلَسْتَ فُلَانُ أَلَسْتَ تُصَدِّقُنِي، هُوَ رَبُّكَ فَاتَّبِعْهُ، فَيَمْكُثُ أَرْبَعِينَ سَنَةً، السَّنَةُ كَالشَّهْرِ، وَالشَّهْرُ كَالْجُمُعَةِ، وَالْجُمُعَةُ كَالْيَوْمِ، وَالْيَوْمُ كَاحْتِرَاقِ السَّعَفَةِ فِي النَّارِ، يَرِدُ كُلَّ مَنْهَلٍ إِلَّا الْمَسْجِدَيْنِ، ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ فَسَمِعَ بُكَاءَ أَصْحَابِهِ وَشَهِيقَهُمْ، فَرَجَعَ وَقَالَ: أَبْشِرُوا، فَإِنَّهُ إِنْ يَخْرُجْ وَأَنَا فِيكُمْ فَاللّٰهُ كَافِيكُمْ وَرَسُولُهُ، وَإِنْ يَخْرُجْ بَعْدِي فَاللّٰهُ خَلِيفَتِي فِيكُمْ. ①

سے) مومنوں کے لیے کیا چیز کافی ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو چیز فرشتوں کے لیے کافی ہوتی ہے، پھر وہ نکلے گا جبکہ وہ کانا ہے، اور اللہ کانا نہیں ہے۔ اس کی پیشانی پر کافر لکھا ہوگا، اسے ہر پڑھا لکھا اور ان پڑھ شخص پڑھ لے گا، اس کی پیروی کرنے والے زیادہ تر یہودی، اعرابی اور عورتیں ہوں گی، آسمان سے بارش برستی دیکھو گے جبکہ وہ بارش نہیں برسائے گا، زمین کو اگاتا ہوا دیکھو گے لیکن وہ نہیں اگائے گی، وہ اعراب سے کہے گا: تم مجھ سے کیا چاہتے ہو؟ کیا میں نے موسلادھار بارش نہیں برسائی، کیا میں نے تمہارے لیے تمہارے مویشی زندہ نہیں کر دیئے جو کہ موٹے تازے ہیں اور ان کے کوکھ باہر نکلے ہوئے، تھن دودھ سے بھرے ہوئے ہیں؟'' فرمایا: ''وہ شیطان ان کے لیے ان کے آباء، بھائیوں اور دوستوں کی تصویریں بن جائیں گے، پس آدمی اپنے باپ، اپنے بھائی یا اپنے رشتے دار کے پاس آئے گا تو اسے کہے گا: کیا تم فلاں نہیں ہو؟ کیا تم میری تصدیق نہیں کرتے؟ وہ تمہارا رب ہے اس کی اتباع کرو، وہ چالیس سال تک رہے گا، سال مہینے کی طرح، مہینہ جمعہ کی طرح، جمعہ دن کی طرح اور دن آگ میں چنگاری کی طرح، وہ دو مسجدوں (مکہ و مدینہ) کے علاوہ ہر گھاٹ پر جائے گا۔'' پھر رسول اللہ ﷺ وضو کرنے کے لیے کھڑے ہوئے، تو آپ نے اپنے صحابہ کرام ﷺ کی آہ و بکا سنی تو واپس آ گئے اور فرمایا: ''خوش ہو جاؤ! اگر وہ اس وقت نکلتا ہے کہ میں تم میں موجود ہوں، تو اللہ اور اس کا رسول تمہارے لیے

① معجم طبرانی کبیر: ٢٤/ ١٦٩: مجمع زوائد: باب ماجاء في الدجال: ٧/ ٦٦٥.

کافی ہے اور اگر وہ میرے بعد ظاہر ہوتا ہے تو پھر اللہ تم میں میرا خلیفہ ہے۔“

[۸۷۱/۵۷۱]...... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ ابْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ......

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَمْكُثُ الدَّجَّالُ فِي الْأَرْضِ أَرْبَعِينَ سَنَةً، السَّنَةُ كَالشَّهْرِ، وَالشَّهْرُ كَالْجُمُعَةِ، وَالْجُمُعَةُ كَالْيَوْمِ، وَالْيَوْمُ كَاضْطِرَامِ السَّعَفَةِ فِي النَّارِ. ①

سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”دجال زمین پر چالیس سال رہے گا، سال مہینے کی طرح، مہینہ جمعہ کی طرح، جمعہ دن کی طرح اور دن آگ میں شعلے کی مانند ہوگا۔“

فوائد:...... مذکورہ روایات ضعیف ہیں، البتہ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ چالیس دن رہے گا، جیسا کہ سیّدنا نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کا ذکر فرمایا اور نصیحت فرمائی: ”اے اللہ کے بندو! ثابت قدم رہنا“ ہم نے عرض کیا: دجال کتنی مدت تک زمین میں رہے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”چالیس روز جن میں سے پہلا دن ایک سال کے برابر ہوگا۔ دوسرا دن ایک مہینہ کے برابر ہوگا اور تیسرا روزہ ہفتہ کے برابر ہوگا اور اس کے بعد ۳۷ روز تمہارے شب و روز کے برابر ہوں گے۔“

ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! پہلا دن جو سال کے برابر ہوگا اس میں ایک دن کی (پانچ) نمازیں ہی کافی ہوں گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”نہیں، اپنے روز و شب کا اندازہ کر کے (سال بھر کی) نمازیں پڑھنا۔“

(مسلم، کتاب الفتن، باب ذکر الدجال، رقم: ۲۹۳۷۔ سنن ابوداود، کتاب الملاحم، رقم: ٤٣٢١)

[۸۷۲/۶۰۶]...... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ طَاوُسٍ......

عَنْ أُمِّ مَالِكٍ الْبَهْزِيَّةِ قَالَتْ: ذَكَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفِتَنَ فَقَالَ: خَيْرُكُمْ فِيهَا أَوْ خَيْرُ النَّاسِ رَجُلٌ يَعْزِلُ فِي مَالِهِ يَعْبُدُ رَبَّهُ وَيُعْطِي حَقَّهُ، وَرَجُلٌ يُخِيفُهُ الْعَدُوُّ وَيُخِيفُهُمْ. ②

ام مالک البہزیہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنوں کا ذکر کیا، تو فرمایا: ”ان فتنوں میں تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو اپنا مال لے کر الگ ہو جاتا ہے اور وہ اپنے رب کی عبادت کرتا ہے اور اس کا حق ادا کرتا ہے اور دوسرا وہ شخص دشمن جس سے پوشیدہ رہے اور وہ ان سے پوشیدہ رہے۔“

---

① مسند احمد: ٦/ ٤٥٤۔ قال شعیب الارناؤط: اسنادہ ضعیف.

② مسند احمد: ١/ ٥٦١ قال الارناؤط: صحیح لغیرہ۔ مستدرک حاکم: ٤/ ٤٩٣۔ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ٣٢٩٢.

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا فتنوں کے زمانہ میں بہترین لوگ وہ ہیں جو لوگوں سے الگ تھلگ ہو کر اللہ ذوالجلال کی عبادت کریں، جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قریب ہے کہ مسلمان کا بہترین مال چند بھیڑ بکریاں ہوں جنہیں لے کر وہ پہاڑوں کی چوٹیوں اور بارش کے مقامات میں پھرتا رہے، اپنا دین لے کر فتنوں سے بچنے کے لیے بھاگتا پھرے۔'' (بخاری، رقم : ١٩)

یہ اس وقت فتنوں کی بات ہے جب دین بچانا مشکل ہو جائے، حرام میں مبتلا ہونے کا خدشہ ہو، تب الگ تھلگ ہونا بہتر ہے۔ وگرنہ اسلام رہبانیت کی اجازت نہیں دیتا، بلکہ لوگوں سے مل جل کر رہنے کا حکم دیتا ہے۔ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ مومن جو لوگوں کے ساتھ مل جل کر رہتا ہے اور ان کی تکلیف پر صبر کرتا ہے، اس سے بہتر ہے جو لوگوں کے ساتھ مل جل کر نہیں رہتا، نہ ان کی تکلیف پر صبر کرتا ہے۔''

(سنن ابن ماجه، رقم : ٤٠٣٢۔ سلسلة الصحيحه، رقم : ٩٣٩)

[٦١٧/٨٧٣]...... اَخْبَرَنَا اَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ، نَا هِشَامُ وَهُوَ ابْنُ سَعْدٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ هَانِيءٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ......

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَعَرَفْتُ اَنَّهُ قَدْ حَفَزَهُ شَيْءٌ، فَلَمْ يُكَلِّمْ اَحَدًا فَتَوَضَّأَ وَخَرَجَ، فَسَمِعْتُ مِنَ الْحُجُرَاتِ يَقُوْلُ: اِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ: يَا اَيُّهَا النَّاسُ مُرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ، وَانْهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ، قَبْلَ اَنْ تَدْعُوَا اللّٰهَ فَلَا يُجِيْبُكُمْ، وَتَسْاَلُوْهُ فَلَا يُعْطِيْكُمْ، وَتَسْتَنْصِرُوْهُ فَلَا يَنْصُرْكُمْ))①

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں تشریف لائے، تو میں نے پہچان لیا کہ کسی چیز نے آپ کو جلدی کرنے پر آمادہ کیا ہے، پس آپ نے کسی سے کلام نہ کیا، بس وضو کیا اور باہر تشریف لے گئے، میں نے حجروں میں سے آپ کو فرماتے ہوئے سنا: ''اللہ فرماتا ہے: لوگو! نیکی کا حکم دو اور برائی سے منع کرو، اس سے پہلے کہ تم اللہ سے دعائیں کرو اور وہ قبول نہ فرمائے، تم اس سے سوال کرو اور وہ تمہیں عطا نہ کرے اور تم اس سے مدد طلب کرو اور وہ تمہاری مدد نہ کرے۔''

فوائد: ...... مذکورہ حدیث میں نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کی ترغیب کے ساتھ ساتھ اس فریضہ کی عدم ادائیگی کے نقصانات کا بھی ذکر ہے۔ اور اللہ ذوالجلال نے امت محمدیہ کو بہترین امت کہا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے ہیں، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ

① سنن ابن ماجه، كتاب الفتن، باب الامر بالمعروف والنهى عن المنكر، رقم: ٤٠٠٤۔ قال الشيخ الالبانى: حسن۔ مسند احمد: ٦/ ١٥٩.

تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ (آلِ عمران: ۱۱۰) ......''تم بہترین امت ہو جنہیں لوگوں کی (ہدایت) کے لیے نکالا گیا ہے تم نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے ہو۔''

اللہ ذوالجلال نے مومن مردوں اور مومنہ عورتوں کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا: ﴿وَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ (التوبة: ۷۱)......''مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہیں، نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے ہیں۔''

ایک حدیث میں ہے سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سنا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: ''جو شخص تم میں سے کسی برائی کو دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ سے بدل (روک) دے، اگر (ہاتھ سے روکنے کی) طاقت نہیں ہے تو زبان سے (اس کی برائی کو واضح کرے) اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو دل سے (اسے برا جانے) اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔'' (مسلم، کتاب الایمان، رقم: ٤٩)

[٨٧٤/٦٨٠]...... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْمُغِيرَةِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ......

عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّهُ لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ قَطُّ إِلَّا وَقَدْ حَذَّرَ أُمَّتَهُ الدَّجَّالَ، وَإِنَّهُ فِيكُمْ أَيَّتُهَا الْأُمَّةُ وَإِنَّهُ يَطَأُ الْأَرْضَ كُلَّهَا غَيْرَ طَيْبَةَ. يَعْنِي الْمَدِينَةَ. ①

سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر نبی نے (اپنی امت کو) دجال کے فتنے سے خبردار کیا ہے، اے امت! وہ تم میں ظاہر ہوگا، لیکن وہ طیبہ (مدینہ منورہ) کے علاوہ ساری زمین پر چکر لگائے گا۔''

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا دجال کا فتنہ بہت بڑا فتنہ ہوگا۔ سیّدنا ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ''آدم سے لے کر قیامت تک اللہ کی مخلوق میں سے دجال سے بڑا اور کوئی (فتنہ) نہیں ہوگا۔'' (مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعة، باب فی بقية من احاديث الدجال، رقم: ٢٩٤٦)

معلوم ہوا کہ مدینہ منورہ کا نام طیبہ بھی ہے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى سَمَّاهَا طَيْبَةَ.)) (مسند احمد: ٣/ ٩٦) ......''کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا نام طیبہ رکھا ہے۔''

مذکورہ حدیث سے مدینہ منورہ کی فضیلت کا بھی اثبات ہوتا ہے کہ اس میں دجال داخل نہیں ہوگا۔

دوسری حدیث میں ہے سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی ایسا شہر نہیں ملے گا جسے دجال پامال نہ کرے گا، سوائے مکہ اور مدینہ کے ان کے۔ ہر راستے پر صف بستہ فرشتے کھڑے ہوں گے جو

① بخاری، کتاب الفتن، باب لا يدخل الدجال المدينه، رقم: ٧١٣٣.

ان کی حفاظت کریں گے۔ پھر مدینہ کی زمین تین مرتبہ کانپے گی جس سے ایک ایک کافر اور منافق کو اللہ تعالیٰ اس میں سے باہر کردے گا۔ (بخاری، کتاب فضائل المدینه، رقم : ۱۸۸۱)

[٦٨١/٨٧٥]...... أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ......

عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ قَالَتْ: صَعِدَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمِنْبَرَ ذَاتَ يَوْمٍ وَهُوَ يَضْحَكُ فَقَالَ: إِنَّ تَمِيمَ الدَّارِيَّ حَدَّثَنِي بِحَدِيثٍ فَرِحْتُ بِهِ، فَأَحْبَبْتُ أَنْ أُحَدِّثَكُمُوهُ لِتَفْرَحُوا بِمَا فَرِحَ بِهِ نَبِيُّكُمْ، حَدَّثَ أَنَّ أُنَاسًا مِنْ فِلَسْطِينَ رَكِبُوا السَّفِينَةَ فِي الْبَحْرِ فَجَالَتْ بِهِمْ حَتَّى قَرَّقَتْهُمْ فِي جَزِيرَةٍ مِنْ جَزَائِرِ الْبَحْرِ، فَإِذَا هُمْ بِدَابَّةٍ لَبَّاسَةٍ شَعْرِهِ، فَقَالُوا: مَا أَنْتِ ؟ قَالَتْ: أَنَا الْجَسَّاسَةُ، قَالُوا: فَأَخْبَرَنَا بِشَيْءٍ، قَالَ: مَا أَنَا مُخْبِرَكُمُ وَلَا مُسْتَخْبِرَكُمْ شَيْئًا، وَلَكِنِ ائْتُوا أَقْصَى الْقَرْيَةِ، فَثَمَّ مَنْ يُخْبِرُكُمْ وَيَسْتَخْبِرُكُمْ، فَأَتَيْنَا أَقْصَى الْقَرْيَةِ فَإِذَا رَجُلٌ مُوثَقٌ بِسِلْسِلَةٍ، فَقَالَ: أَخْبِرُونِي عَنْ عَيْنِ زُغَرٍ، فَقُلْنَا: مَلأَى يَتَدَفَّقُ، قَالَ: فَأَخْبِرُونِي عَنْ بُحَيْرَةِ الطَّبَرِيَّةِ، قُلْنَا: مَلأَى يَتَدَفَّقُ، قَالَ: فَأَخْبِرُونِي عَنْ نَخْلِ بَيْسَانَ الَّذِي بَيْنَ فِلَسْطِينَ وَالْأُرْدُنِ هَلْ أُطْعَمَ ؟ فَقُلْنَا: نَعَمْ، قَالَ: فَأَخْبِرُونِي عَنِ النَّبِيِّ الْعَرَبِيِّ الْأُمِّيِّ، هَلْ خَرَجَ فِيكُمْ ؟ فَقُلْنَا: نَعَمْ، قَالَ: فَهَلْ دَخَلَ النَّاسُ ؟ فَقُلْنَا: هُمْ إِلَيْهِ سِرَاعٌ، قَالَ: فَنَزَّ نَزْوَةً كَادَ أَنْ تَنْقَطِعَ

سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن منبر پر تشریف فرما ہوئے، آپ مسکرا رہے تھے، تو فرمایا: ”تمیم داری (رضی اللہ عنہ) نے مجھے ایک بات بتائی ہے جس سے میں خوش ہوا ہوں، پس میں نے پسند کیا کہ میں تمہیں بھی بتاؤں تا کہ تم بھی اس چیز سے خوش ہو جاؤ جس کے ساتھ تمہارے نبی خوش ہوئے ہیں، اس نے مجھے بتایا کہ فلسطین کے کچھ لوگ سمندر میں سفینے میں سوار ہوئے، پس وہ انہیں بحری جزیروں میں سے ایک جزیرے میں لے گئی اور وہاں جا اتارا، وہاں انہوں نے ایک جانور دیکھا اس کا لباس بالوں کا بنا ہوا تھا، انہوں نے کہا: تم کون ہو؟ اس نے کہا: میں جساسہ ہوں، انہوں نے کہا: ہمیں کسی چیز کے متعلق بتاؤ؟ اس نے کہا: میں تمہیں کچھ بتاؤں گی نہ تم سے کچھ پوچھوں گی، لیکن تم اس بستی کے آخری کنارے پر چلے جاؤ، وہاں کوئی ہے جو تمہیں بتائے گا اور تم سے پوچھے گا، ہم بستی کے آخری کنارے پر پہنچے تو وہاں زنجیر کے ساتھ بندھا ہوا ایک آدمی تھا، اس نے کہا: مجھے زغر کے چشمے کے متعلق بتاؤ؟ ہم نے کہا: بھرا پڑا ہے اور اچھل رہا ہے، اس نے کہا: بحیرہ طبریہ کے متعلق بتاؤ؟ ہم نے کہا: بھرا ہوا ہے اچھل رہا ہے، اس نے کہا: مجھے بیسان کے نخلستان کے متعلق بتاؤ جو کہ فلسطین اور اردن کے درمیان ہے کیا وہ پھل دے رہا ہے؟ ہم نے کہا: ہاں، اس نے کہا: مجھے اس عربی اُمّی نبی کے متعلق بتاؤ، کیا وہ تم

السِّلْسِلَةُ فَقُلْنَا: مَنْ أَنْتَ ؟ فَقَالَ: أَنَا الدَّجَّالُ , وَإِنَّهُ يَدْخُلُ الأَمْصَارَ كُلَّهَا غَيْرَ طَيْبَةَ، وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَهَذِهِ طَيْبَةُ ثَلَاثًا يَعْنِي الْمَدِينَةَ . ①

میں ظاہر ہو چکے ہیں؟ ہم نے کہا: ہاں، اس نے کہا: کیا لوگ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں؟ ہم نے کہا: تیزی کے ساتھ، وہ اس طرح زور سے کودا، قریب تھا کہ وہ زنجیر توڑ دیتا، ہم نے کہا: تم کون ہو؟ اس نے کہا: میں دجال ہوں، وہ طیبہ کے علاوہ تمام شہروں میں داخل ہوگا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ طیبہ ہے۔'' تین بار فرمایا: یعنی مدینہ منورہ۔

[٦٨٢/٨٧٦]...... أَخْبَرَنَا أَبُو أُسَامَةَ، حَدَّثَنَا الْمُجَالِدُ، حَدَّثَنَا الشَّعْبِيُّ......

حَدَّثَتْنِي فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ قَالَتْ: خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فِي الْهَاجِرَةِ، وَذَلِكَ فِي وَقْتٍ لَمْ يَكُنْ يَخْرُجُ فِيهِ، فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ، إِنِّي لَمْ أَقُمْ مَقَامِي هَذَا الْفَزَعَ لِرَغْبَةٍ وَلَا لِرَهْبَةٍ وَلَكِنَّ تَمِيمَ الدَّارِيَّ أَتَانِي فَأَخْبَرَنِي خَبَرًا مَنَعَنِي الْقَيْلُولَةَ مِنَ الْفَرَحِ وَقُرَّةِ الْعَيْنِ، فَأَحْبَبْتُ أَنْ أَنْشُرَ عَلَيْكُمْ فَرَحَ نَبِيِّكُمْ، أَتَانِي فَأَخْبَرَنِي أَنَّ رَهْطًا مِنْ بَنِي عَمِّهِ رَكِبُوا الْبَحْرَ فَأَصَابَتْهُمْ عَاصِفٌ مِنَ الرِّيحِ، فَأَلْجَأَتْهُمْ إِلَى جَزِيرَةٍ لَا يَعْرِفُونَهَا، فَقَعَدُوا فِي قُوَيْرِبِ السَّفِينَةِ حَتَّى خَرَجُوا مِنَ الْبَحْرِ فَإِذَا هُمْ بِشَيْءٍ أَسْوَدَ وَأَهْدَبَ كَثِيرِ الشَّعْرِ لَا يَدْرُونَ أَرَجُلٌ أَمِ امْرَأَةٌ، فَقَالُوا لَهَا: مَنْ أَنْتِ ؟ قَالَتْ: أَنَا

سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ ایک دن دوپہر کے وقت تشریف لائے اور یہ وہ وقت تھا کہ آپ اس وقت تشریف نہیں لایا کرتے تھے، آپ منبر پر تشریف فرما ہوئے، تو فرمایا: ''لوگو! میں اس وقت اس جگہ کوئی ترغیب وترہیب کی بات بتانے کھڑا نہیں ہوا، لیکن تمیم داری میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھے ایک ایسی خبر بتائی کہ میں خوشی اور آنکھوں کی ٹھنڈک کی وجہ سے قیلولہ بھی نہیں کر سکا، میں نے چاہا کہ میں تمہارے نبی کی خوشی کو تم تک بھی پہنچاؤں، وہ میرے پاس آئے اور مجھے بتایا کہ میرے کچھ چچا زادوں نے بحری سفر کیا، انہیں طوفان نے اپنی لپیٹ میں لے لیا، اور انہیں ایک غیر معروف جزیرے تک پہنچا دیا، وہ چھوٹی کشتیوں میں بیٹھ کر سفر کرتے ہوئے کنارے پر پہنچے، وہاں انہوں نے بڑی بڑی پلکوں والی، گھنے بالوں والی، سیاہ فام چیز دیکھی، وہ نہیں جانتے تھے کہ وہ آدمی ہے یا عورت، انہوں نے

---

① سنن ابوداود، كتاب الملاحم، باب فى خبر الجساسة، رقم: ٤٣٢٦۔ سنن ابن ماجه، كتاب الفتن، باب فتنة الدجال، رقم: ٤٠٧٤۔ قال الشيخ الالبانى: صحيح۔ مسند احمد: ٦/ ٣٧٤۔ طبرانى كبير، رقم: ٢٤/ ٢٩٣: ٩٦١ .

الْجَسَّاسَةُ، فَقَالُوا لَهَا: أَلَا تُخْبِرُنَا بِشَيْءٍ؟ فَقَالَتْ: مَا بِمُخْبِرُكُمْ وَلَا مُسْتَخْبِرِكُمْ شَيْئًا وَلَكِنَّ هَذَا الدَّيْرَ قَدْ رَأَيْتُمُوهُ فَفِيهِ مَنْ هُوَ إِلَى خَبَرِكُمْ بِالأَشْوَاقِ أَنْ يُخْبِرَكُمْ وَيَسْتَخْبِرَكُمْ، فَأَتَوْا الدَّيْرَ فَإِذَا هُمْ بِشَيْءٍ مُوثَقٍ شَدِيدِ الْوَثَاقِ مُظْهِرِ الْحُزْنَ كَثِيرِ التَّشَكِّي، فَسَلَّمُوا عَلَيْهِ، فَرَدَّ السَّلَامَ ثُمَّ قَالَ لَهُمْ: مِنْ أَيْنَ أَنْتُمْ؟ فَقُلْنَا: مِنَ الشَّامِ، قَالَ: فَمَا فَعَلَتِ الْعَرَبُ؟ أَخْرَجَ نَبِيُّهِمْ بَعْدُ؟ فَقَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: فَمَا فَعَلَ؟ قَالَ: نَاوَءَهُ قَوْمٌ فَأَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ فَهُمُ الْيَوْمَ جَمْعٌ، قَالَ: ذَاكَ خَيْرٌ لَهُمْ، قَالَ: فَالْعَرَبُ الْيَوْمَ إِلَهُهُمْ وَاحِدٌ وَكَلِمَتُهُمْ وَاحِدَةٌ؟ قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: ذَاكَ خَيْرٌ لَهُمْ، قَالَ: فَمَا فَعَلَ نَخْلٌ بَيْنَ عُمَانَ وَبَيْسَانَ؟ قَالُوا: هِيَ صَالِحَةٌ يُطْعَمُ جَنَاهُ كُلَّ عَامٍ، قَالَ: فَمَا فَعَلَ عَيْنُ زُغَرٍ؟ قَالُوا: هِيَ صَالِحَةٌ يَشْرَبُ مِنْهَا أَهْلُهَا لِسَقْيِهِمْ وَيَسْقُونَ مِنْهَا زَرْعَهُمْ وَنَخْلَهُمْ، قَالَ: فَمَا فِعْلُ بُحَيْرَةِ الطَّبَرِيَّةِ؟ قَالُوا: هِيَ مَلأَى يَتَدَفَّقُ جَانِبَاهَا, ثُمَّ قَالَ: فَزَفَرَ زَفْرَةً ثُمَّ حَلَفَ لَوْ قَدِ انْفَلَتُّ مِنْ وَثَاقِي هَذَا مَا تَرَكْتُ أَرْضًا لِلَّهِ إِلَّا وَطِئْتُهُ بِرِجْلِيَّ هَاتَيْنِ غَيْرَ طَيْبَةَ لَيْسَ لِي عَلَيْهَا سَبِيلٌ وَلَا سُلْطَانٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِلَى هَذِهِ انْتَهَى فَرَحِي،

اسے کہا: تم کون ہو؟ اس نے کہا: میں جساسہ ہوں، انہوں نے اسے کہا: کیا تم ہمیں کسی چیز کے متعلق نہیں بتاؤ گی؟ اس نے کہا: میں تمہیں کسی چیز کے متعلق بتاؤں گی نہ تم سے پوچھوں گی، لیکن یہ مندر جس کے تم قریب ہو وہاں ایک ہے جسے شوق ہے کہ وہ تمہیں کچھ بتائے اور تم سے کچھ پوچھے، (تو وہ وہاں جائے) وہ مندر میں گئے تو انہوں نے وہاں ایک چیز کو خوب جکڑے ہوئے دیکھا، اس سے بہت رنج وغم ظاہر ہو رہا ہے اور بہت ہائے ہائے کر رہا ہے، انہوں نے اسے سلام کیا اور اس نے سلام کا جواب دیا، پھر انہیں کہا: تم کہاں سے ہو؟ ہم نے کہا: شام سے، اس نے کہا: عربوں کا کیا حال ہے؟ کیا ان کا نبی ظاہر ہو چکا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں، اس نے کہا: اس کا کیا حال ہے؟ قوم نے اس کا مقابلہ کیا تو اللہ نے اسے ان پر غلبہ عطا فرمایا۔ اس نے کہا: عربوں کی آج یہ حالت ہے کہ ان کا معبود ایک ہے، ان کا کلمہ ایک ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ اس نے کہا: یہ ان کے لیے بہتر ہے، اس نے کہا: عمان اور بیسان کے درمیان نخلستان کا کیا حال ہے؟ انہوں نے کہا: وہ ٹھیک ہے ہر سال پھل دیتا ہے، اس نے کہا: زغر چشمے کا کیا حال ہے؟ انہوں نے کہا: وہ ٹھیک ہے، وہاں کے باشندے خود بھی پانی پیتے ہیں اور اس میں سے اپنی کھیتیاں اور نخلستان سیراب کرتے ہیں، اس نے کہا: بحیرہ طبریہ کا کیا حال ہے؟ انہوں نے کہا: وہ بھرا ہوا ہے۔ دونوں کناروں سے کثرت آب کی وجہ سے اچھل رہا ہے، اس نے ٹھنڈی سانس لی، پھر قسم اٹھا کر کہا: اگر مجھے اس قید سے رہائی مل گئی تو میں ساری زمین اپنے

هَذِهِ طَيْبَةُ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، إِنَّ هَذِهِ لَطَيْبَةُ، وَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ حَرَمِي عَلَى الدَّجَّالِ ثُمَّ حَلَفَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بِهَا طَرِيقٌ ضَيِّقٌ وَلَا وَاسِعٌ فِي سَهْلٍ وَلَا جَبَلٍ إِلَّا عَلَيْهِ مَلَكٌ شَاهِرُ السَّيْفِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَلَا يَسْتَطِيعُ الدَّجَّالُ أَنْ يَدْخُلَهَا①

قدموں تلے روند ڈالوں گا، پھر ٹھنڈی سانس لی اور کہا: سوائے طیبہ (مدینہ منورہ) کے، اس پر میرا کوئی بس نہیں چلے گا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ سن کر میری خوشی کی انتہا ہوگئی، یہ طیبہ ہے، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یہی طیبہ ہے، اللہ نے میرے حرم کو دجال پر حرام قرار دے دیا ہے، پھر آپ ﷺ نے قسم اٹھائی، قیامت تک کے لیے فرشتہ تلوار سونتے کھڑا ہے، دجال اس میں داخل نہیں ہوسکتا۔''

[٦٨٣/٨٧٧]...... قَالَ الشَّعْبِيُّ، فَلَقِيتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ فَقَالَ: أَشْهَدُ عَلَى...... عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: الْحَرَمَانِ عَلَيْهِ حَرَامٌ: مَكَّةُ وَالْمَدِينَةُ. ②

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: دو حرم: مکہ اور مدینہ اس (دجال) پر حرام ہیں۔

[٦٨٤/٨٧٨]...... قَالَ الشَّعْبِيُّ: فَلَقِيتُ الْمُحَرَّرَ بْنَ أَبِي هُرَيْرَةَ فَحَدَّثْتُهُ حَدِيثَ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ فَقَالَ: أَشْهَدُ عَلَى أَبِي أَنَّهُ حَدَّثَنِي بِهَذَا الْحَدِيثِ، كَمَا حَدَّثَتْكَ فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ، مَا نَقَصَتْ حَرْفًا وَاحِدًا عَنْهُ، إِنَّ أَبِي زَادَ فِيهِ بَابًا وَاحِدًا قَالَ: فَحَنَطَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ مِنْ نَحْوِ الْمَشْرِقِ مِمَّا هُوَ قَرِيبٌ مِنْ عِشْرِينَ مَرَّةً. ③

شعبی رحمہ اللہ نے بیان کیا: میں المحرر بن ابی ہریرہ سے ملا تو میں نے انہیں سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی روایت بیان کی، تو انہوں نے کہا: میں اپنے والد کے پاس تھا کہ انہوں نے مجھے یہ حدیث اس طرح بیان کی جس طرح فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے تمہیں بیان کی، انہوں نے اس میں سے ایک حرف کی بھی کمی نہیں کی، میرے والد نے اس میں ایک باب کا اضافہ کیا، انہوں نے کہا: نبی کریم ﷺ نے اپنے ہاتھ سے مشرق کی جانب تقریباً بیس بار لکیر کھینچی۔

[٦٨٥/٨٧٩]...... قَالَ أَبُو أُسَامَةَ: فَحَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ عَامِرًا، زَادَ فِي الْحَدِيثِ أَنَّهُ سَأَلَهُمْ: هَلْ بَنَى النَّاسُ بِالْأَجْرِ بَعْدُ، وَفِيهِ

ابواسامہ نے کہا: جس شخص نے عامر سے سنا اس نے مجھے حدیث بیان کی، اس نے حدیث میں اضافہ نقل کیا، کہ انہوں نے ان سے پوچھا: کیا بعد میں لوگوں نے اجر تیار

---

① انظر ماقبله.

② مسند احمد: ٦/ ٣٧٣۔ قال شعيب الارناؤط: حديث صحيح.

③ السابق.

أَنَّهُ ضَرَبَ قَدَمَهُ بَاطِنَ قَدَمِهِ، وَفِيهِ أَنَّهُ قَالَ: مِنْ قِبَلِ الْيَمَنِ مَا هُوَ ثُمَّ قَالَ: لَا بَلْ مِنْ قِبَلِ الْعَنَانِ.

کیا، اور اس میں ہے کہ اس نے اپنے قدم کے اندرونی حصے سے اس کے قدم کو مارا، اور اس میں ہے کہ اس نے کہا: یمن کی جانب سے کیا وہ ہے، پھر کہا: نہیں، بلکہ العنان کی جانب سے۔

[۷۰۸/۸۸۰]...... أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَتْنِي أُمُّ غُرَابٍ جَدَّةُ عَلِيِّ بْنِ غُرَابٍ، عَنِ امْرَأَةٍ يُقَالُ لَهَا عَقِيلَةُ......

عَنْ سَلَامَةَ بِنْتِ الْحُرِّ أُخْتِ خَرَشَةَ بِنْتِ الْحُرِّ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَمْكُثُونَ سَاعَةً لَا يَجِدُونَ إِمَامًا يُصَلِّي بِهِمْ. ①

سیدہ سلامہ بنت الحر رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''لوگوں پر ایک ایسا وقت بھی آئے گا کہ وہ ایک وقت تک کھڑے رہیں گے لیکن وہ کوئی امام نہیں پائیں گے کہ وہ انہیں نماز پڑھائے۔''

[۷۰۹/۸۸۱]...... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ بْنُ هَمَّامِ بْنِ نَافِعٍ الصَّنْعَانِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ، عَنْ بَعْضِ الْعُلَمَاءِ قَالَ: أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَتَدَافَعَ قَوْمٌ الْإِمَامَةَ، فَلَمْ يَزَلْ يَقُولُ هَذَا لِهَذَا تَقَدَّمْ، وَهَذَا لِهَذَا تَقَدَّمْ حَتَّى خُسِفَ بِهِمْ. ②

عبدالرزاق بن ہمام بن نافع الصنعانی نے بیان کیا: میں نے اپنے والد کو بعض علماء سے بیان کرتے ہوئے سنا، انہوں نے کہا: نماز کے لیے اقامت ہو جائے گی، لوگ ایک دوسرے کو امامت کے لیے آگے بڑھائیں گے، پس یہ اسے کہے گا: آگے بڑھو اور وہ اسے کہے گا کہ آگے بڑھو، حتیٰ کہ انہیں زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔

فوائد: ...... مذکورہ بالا قول سے معلوم ہوا ایسا وقت بھی آئے گا کہ امامت کروانے والا کوئی نہیں ہوگا، ایسا قرب قیامت کے نزدیک ہوگا کہ دین کا علم اٹھ جائے گا اور جہالت عام ہوجائے گی۔ صحیح بخاری میں ہے، سیّدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت سے پہلے ایسے دن آئیں گے جن میں جہالت چھا جائے گی، علم اٹھ جائے گا اور ہرج یعنی خون ریزی عام ہوجائے گی''۔ (بخاری، کتاب الفتن، باب ظهور الفتن، رقم: ۷۰۶۱)

جب جہالت ہوگی علم نہیں ہوگا تو امامت کا اہل بھی کوئی نہیں ہوگا۔ موجودہ زمانہ میں بھی لوگوں کے یہ ذہن بن رہے ہیں کہ شرعی علم پڑھانے کا کوئی فائدہ نہیں۔ آہستہ آہستہ لوگ دینی علم سے ہٹ کر دنیاوی علم کی طرف راغب ہورہے ہیں۔

---

① سنن ابوداود، كتاب الصلاة، باب كراهية التدافع على الامامة، رقم: ۵۸۱۔ سنن ابن ماجه، كتاب الاقامة، باب ما يجب على الامام، رقم: ۹۸۲۔ قال الشيخ الالباني: ضعيف۔ مسند احمد: ۶/ ۳۸۱.

② الاحاد والمثاني: ۶/ ۱۸۹: ۳۴۱۸.

34

كتاب الامارة

امارت کے احکام ومسائل

[۸۸۲/۱۱٦]...... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدُ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ...... عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلَيْنِ، ادَّعَيَا دَابَّةً فَأَقَامَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا شَاهِدَيْنِ، فَقَضَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمَا نِصْفَيْنِ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو آدمیوں نے ایک چوپائے کے (مالک ہونے کے) متعلق دعویٰ کیا اور دونوں نے دو گواہ بھی پیش کر دیئے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کے درمیان نصف نصف کا فیصلہ فرمایا۔

فوائد:...... ایک دوسری حدیث میں ہے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: ایک سودے میں دو آدمیوں کا جھگڑا ہوگیا، ان میں سے کسی کے پاس ثبوت نہیں تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ قرعہ ڈال کر قسم کھالیں خواہ انہیں پسند ہو یا ناپسند ہو۔ (دیکھئے شرح حدیث نمبر: ۲۳)

لیکن مذکورہ بالا حدیث میں ہے نصف نصف تقسیم کرنے کا فیصلہ فرمایا، اکثر محققین اس روایت کو ضعیف کہتے ہیں۔ تاہم شیخ حازم علی قاضی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ تو اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ وہ جانور دونوں کے قبضہ وتصرف میں تھا، اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجرد دونوں کے دعووں کی بنیاد پر ہی وہ جانور ان کے درمیان تقسیم کرنے کا فیصلہ فرما دیا۔ دوسری بات یہ ہے کہ مدعی اگر گواہ پیش نہیں کرتا اور مدعی علیہ قسم نہیں کھانا چاہتا تو قاضی دونوں کی رضا مندی سے صلح کرا سکتا ہے، اس صلح میں متنازع مال آدھا آدھا تقسیم ہوسکتا ہے۔ اگر وہ صلح پر تیار نہ ہو تو قاضی قسم لے گا، اگر وہ دونوں قسم کھانے سے انکار کریں تو قاضی قرعہ ڈالے جس کے نام قرعہ نکل آئے یا وہ قسم اٹھائے گا یا پھر اس مال سے دستبردار ہوگا۔

① سنن ابن ماجه، كتاب الاحكام، باب الرجلان يدعيان الخ، رقم: ۲۳۳۰۔ قال الشيخ حازم: اسناده صحيح.

[۱۴۷/۸۸۳]...... أَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ غَيْلَانَ بْنَ جَرِيرٍ، يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي قَيْسِ بْنِ رَبَاحٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ خَرَجَ مِنَ الطَّاعَةِ وَفَارَقَ الْجَمَاعَةَ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً، وَمَنْ قَاتَلَ تَحْتَ رَايَةٍ عِمِّيَّةٍ يَغْضَبُ لِلْعَصَبِيَّةِ وَيَدْعُو لِلْعَصَبِيَّةِ فَمَاتَ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً، وَمَنْ خَرَجَ عَلَى أُمَّتِي يَضْرِبُ بَرَّهَا وَفَاجِرَهَا لَا يَتَحَاشَى عَنْ مُؤْمِنِهَا وَلَا يَفِي لِأَهْلِ عَهْدِهَا فَلَيْسُوا مِنِّي وَلَسْتُ مِنْهُمْ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''جو شخص اطاعت سے نکل جائے اور جماعت سے الگ ہو جائے تو وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے، جس شخص نے اندھے جھنڈے تلے قتال کیا اور وہ عصبیت کی خاطر غصے میں آتا ہے اور عصبیت کی دعوت دیتا ہے پس وہ مر جاتا ہے تو وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے اور جو شخص میری امت کے خلاف خروج کرتا ہے اور وہ اس کے نیک و بد کو مارتا اور قتل کرتا ہے، وہ کسی مومن کو اس کے ایمان کی وجہ سے بچاتا ہے نہ کسی عہد والے سے اس کے عہد کا پاس ولحاظ رکھتا ہے تو وہ مجھ سے نہیں، اور میں اس سے نہیں۔''

[۱۴۸/۸۸۴]...... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ غَيْلَانَ بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ زِيَادِ بْنِ رَبَاحٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ خَرَجَ مِنَ الطَّاعَةِ، وَفَارَقَ الْجَمَاعَةَ، فَمَاتَ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً، وَمَنْ خَرَجَ عَلَى أُمَّتِي بِسَيْفِهِ يَضْرِبُ بَرَّهَا وَفَاجِرَهَا لَا يَتَحَاشَى مُؤْمِنًا لِإِيمَانِهِ وَلَا يَفِي لِذِي عَهْدٍ بِعَهْدِهِ فَلَيْسَ مِنْ أُمَّتِي، وَمَنْ قُتِلَ تَحْتَ رَايَةٍ عِمِّيَّةٍ يَغْضَبُ لِلْعَصَبِيَّةِ وَيُقَاتِلُ لِلْعَصَبِيَّةِ وَيَدْعُو لِلْعَصَبِيَّةِ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اطاعت سے نکل کر جماعت سے الگ ہو جائے تو وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے اور جو شخص تلوار لے کر میری امت کے خلاف خروج کرتا ہے کہ اس کے نیک و بدسب کو قتل کرتا ہے۔ وہ کسی مؤمن کو نہ اس کے ایمان کی وجہ سے بچاتا ہے اور نہ کسی عہد والے کے عہد کی پاسداری کرتا ہے۔ وہ میری امت سے نہیں ہے، اور جو اندھے جھنڈے تلے قتل ہو جاتا ہے کہ وہ عصبیت کی خاطر

① مسلم، کتاب الامارة، باب وجوب ملازمة جماعة المسلمين الخ: رقم:۱۸۴۸۔ سنن نسائی، کتاب تحریم الدم، باب التغليظ فيمن قاتل تحت راية عميه: رقم:۴۱۱۴۔ مسند احمد: ۲/ ۲۹۶.

فَمَاتَ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً . ①

غصہ دکھاتا ہے اور عصبیت کی خاطر قتال کرتا ہے اور عصبیت کی دعوت دیتا ہے، پس وہ مر جاتا ہے تو وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے۔''

فوائد: ...... (۱)...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا مسلمان حکمرانوں کی اطاعت ترک نہیں کرنی چاہیے، بلکہ ان کی اطاعت میں زندگی بسر کرنی چاہیے اور جو بندہ جاہلیت کی طرح اطاعت امیر سے فرار اختیار کرتے ہوئے مر گیا تو گویا وہ جاہلیت کی موت مرا۔

ایک دوسری حدیث میں ہے، سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''(حکمرانوں کی بات) سنو اور اطاعت کرو اگرچہ تم پر کسی حبشی غلام ہی کو حاکم مقرر کر دیا جائے، گویا کہ اس کا سر انگور ہے (یعنی انگور کی طرح چھوٹا سا ہے جس سے انسان بڑا عجیب سا لگتا ہے)۔'' (بخاری، کتاب الاحکام، باب السمع والطاعة للامام، رقم : ۷۱۵۲)

(۲)...... معلوم ہوا مسلمانوں کی جماعت سے الگ رہنا بھی بہت بڑا جرم ہے اور جماعت سے مراد اہل السنۃ والجماعۃ ہیں۔ جن کا عقیدہ توحید ہے اور وہ سنت کے پیروکار ہیں۔ ایک دوسری حدیث میں ہے، سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے جماعت سے بالشت بھر بھی علیحدگی اختیار کی، اس نے اسلام کی رسی کو اپنے گلے سے اتار پھینکا۔'' (سنن ابوداود، رقم : ٤٧٥٨)

(۳)...... معلوم ہوا گمراہی کے جھنڈے کے نیچے لڑنا بہت بڑا جرم ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بغیر تحقیق کیے ہوئے کسی جماعت کے ساتھ ہو کر دوسری جماعت سے لڑنا یا آدمی صرف اپنے خاندان یا دوستی یا اپنی پارٹی کی وجہ سے لڑ رہا ہے تو ایسا گروہ اگر حق پر بھی ہو، پھر بھی مرنے والا جاہلیت کی موت مرے گا، کیونکہ اس کی نیت حق کا ساتھ دینا نہ تھا بلکہ اپنی پارٹی کا ساتھ دینا تھا۔ کیونکہ اسلام سے قبل لوگ اپنی برادریوں قبیلوں کی خاطر لڑتے تھے حق ناحق کی پہچان نہیں کرتے تھے اسلام نے ایسی لڑائیوں کو ناجائز قرار دیا ہے۔

[۸۸۵/۲۲۳]...... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدُ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ، عَنِ الْفُرَاتِ الْقَزَّازِ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَانَتْ تَسُوسُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ ُإِذَا مَاتَ نَبِيٌّ قَامَ نَبِيٌّ مَكَانَهُ، وَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي،

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بنی اسرائیل کے انبیاء ان کی سیاسی راہنمائی بھی کیا کرتے تھے، جب ایک نبی وفات پا جاتے تو دوسرے نبی ان کی جگہ آ جاتے، لیکن میرے بعد کوئی نبی

① السابق.

قَالُوا: فَمَا يَكُونُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ: خُلَفَاءُ وَيَكْثُرُوَا فَأَدُّوا إِلَيْهِمْ حَقَّهُمْ وَسَلُوا اللّٰهَ الَّذِي لَكُمْ. ①

نہیں آئے گا۔'' انہوں نے عرض کیا: ''اللہ کے رسول! تو پھر کیا ہوگا؟ فرمایا: ''خلفاء (نائب) ہوں گے اور بہت ہوں گے، ان کا حق انہیں ادا کرو، اور اپنے حق کے متعلق اللہ سے سوال کرو۔''

[۸۸۶/۲۲٤]...... أَخْبَرَنَا الْمُصْعَبُ بْنُ الْمِقْدَامِ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، حَدَّثَنَا فُرَاتٌ الْقَزَّازُ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ: لَا نَبِيَّ بَعْدِي، قَالُوا: فَمَا يَكُونُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: يَكُونُ خُلَفَاءُ، بَعْضُهُمْ عَلَى أَثَرِ بَعْضٍ، فَمَنِ اسْتَقَامَ مِنْهُمْ فَفُوا لَهُمْ بَيْعَتَهُمْ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَقِمْ فَأَدُّوا إِلَيْهِمْ حَقَّهُمْ وَسَلُوا اللّٰهَ الَّذِي لَكُمْ. ②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔'' انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! پھر کیا ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا: ''ایک کے بعد ایک نائب ہوگا، پس ان میں سے جو سیدھا رہے تو ان کی بیعت کی وفاداری کرو، اور جو سیدھا نہ رہے تو انہیں ان کا حق ادا کرو، اور جو تمہارا حق ہے اس کے متعلق اللہ سے سوال کرو۔''

فوائد: ...... (۱)...... مذکورہ حدیث سے سیاست کا اثبات ہوتا ہے۔ معلوم ہوا سیاست کوئی بری چیز نہیں ہے اگر بری ہوتی تو انبیاء علیہم السلام نہ کرتے اور انبیاء علیہم السلام کی سیاست کا یہ مطلب ہے وہ ان کے دین اور دنیا دونوں کے ذمے دار تھے، کیونکہ انبیاء علیہم السلام کے مشن میں یہ چیزیں شامل تھیں کہ لوگوں کی اصلاح، دیکھ بھال اور اسلامی سلطنت کا انتظام کریں۔ اس لیے اگر ایک نبی فوت ہو جاتا تو دوسرا اس کا جانشین بن جاتا۔ جیسا کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے جانشین سیدنا یوشع علیہ السلام بنے۔

(۲)...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی مکرم ﷺ آخری نبی ہیں، ان کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ جیسا کہ اللہ ذوالجلال نے فرمایا: ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا﴾ (الاحزاب: ٤٠)...... ''(لوگو!) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ محمد (ﷺ) نہیں، لیکن آپ اللہ تعالیٰ کے رسول اور تمام نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا بخوبی جاننے والا ہے۔''

---

① بخاري، كتاب الانبياء، باب ما ذكر عن بني اسرائيل، رقم: ۳٤٥٥۔ مسلم، رقم: ۱۸٤۲۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۲۸۷۱۔ مسند احمد: ۲/ ۲۹۷.

② انظر ما قبله.

(۳)......معلوم ہوا نبی مکرم ﷺ کے بعد خلفاء ہوں گے اور اس چیز کی وضاحت بھی کی کہ ایک خلیفہ کے بعد دوسرے خلیفہ کی بیعت کرنا جائز نہیں ہے۔ اور نہ ہی شرعی امیر کے خلاف بغاوت کرنا جائز ہے۔ اگر امیر اپنے فرائض سے کوتاہی کرتا ہے تو وہ عنداللہ مجرم ہوگا اور عوام کو چاہیے کہ وہ اپنے فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کریں۔ کیونکہ ہر آدمی سے اس کی ذمہ داریوں کا سوال کیا جائے گا، خواہ وہ حکمران ہیں یا رعایا جو بھی اپنی ذمہ داری میں کوتاہی کرے گا۔ وہ اللہ ذوالجلال کی عدالت میں جوابدہ ہوگا۔

جیسا کہ سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سلمہ بن یزید جعفی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: اے اللہ کے نبی! اس کی بابت ارشاد فرمایئے کہ اگر ہم پر ایسے (برے) حاکم مسلط ہو جائیں کہ وہ ہم سے تو اپنا حق مانگیں لیکن ہمیں ہمارا حق نہ دیں تو ہمارے لیے آپ کا کیا حکم ہے؟ آپ نے اس سے اعراض فرمالیا، انہوں نے پھر آپ سے یہی سوال کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم ان کی بات سنو اور مانو، ان کے ذمے وہ بوجھ ہے جو انہیں اٹھوایا گیا۔ (یعنی عدل وانصاف) اور تمہارے ذمے وہ بوجھ ہے جو تمہیں اٹھوایا گیا (یعنی اطاعت)۔''

(مسلم، کتاب الامارة، باب فی طاعة الامراء الخ، رقم : ١٨٤٦)

[٦٣٦/٨٨٧]...... اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى، اَنَا هُشَيْمٌ، عَنِ الْمُجَالِدِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوْقٍ......

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ يَكُوْنَ هٰذَا الْاَمْرُ بَعْدَكَ؟ قَالَ: يَكُوْنُ فِيْ قَوْمِكِ مَا كَانَ فِيْهِمْ خَيْرٌ، قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَیُّ الْعَرَبِ اَسْرَعُ فِنَاءً؟ فَقَالَ: قَوْمُكِ، فَقُلْتُ: وَكَيْفَ ذَاكَ؟ قَالَ: يَسْتَحِلُّهُمُ الْمَوْتُ، وَيَنْفُسُهُمْ عَلَى النَّاسِ. ①

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! یہ امر (خلافت) آپ کے بعد کس طرح ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ''تمہاری قوم میں جب تک خیر ہوگی یہ امر تمہاری قوم میں ہوگا۔'' میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول ﷺ! عربوں میں سے سب سے جلد کون فنا ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہاری قوم۔'' میں نے عرض کیا: ''وہ کس طرح؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''موت انہیں حلال جان لے گی اور لوگوں پر حسد کرنا۔''

[٧١٢/٨٨٨]...... أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ يَحْيَى بْنِ الْحُصَيْنِ......

عَنْ جَدَّتِهِ أُمِّ الْحُصَيْنِ قَالَتْ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ بِعَرَفَةَ وَهُوَ

سیدہ ام الحصین رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: میں نے نبی اکرم ﷺ کو میدان عرفات میں خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے دیکھا،

① مسند احمد: ٦/ ٧٤۔ قال شعیب الارناؤط: اسناده ضعيف.

يَقُولُ: إِنْ أُمِّرَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ مُجَدَّعٌ فَاسْمَعُوا لَهُ وَأَطِيعُوا مَا أَقَامَ لَكُمْ دِينَ اللّٰهِ[①]

آپ ﷺ فرما رہے تھے: ''اگر کوئی ناک کٹا، حبشی غلام تمہارا امیر مقرر کر دیا جائے تو تم اس کی سنو اور اطاعت کرو، جب تک وہ تمہارے لیے اللہ کا دین قائم رکھے۔''

[۸۸۹/۷۱۳]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ......

أُمِّ الْحُصَيْنِ، أَنَّ جَدَّتَهُ حَدَّثَتْهُ أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مِثْلَهُ سَوَاءً[②]

سیدہ ام الحصین رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے نبی کریم ﷺ کو اسی سابقہ حدیث کی مثل فرماتے ہوئے سنا۔

[۸۹۰/۷۱۸]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ، حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْعَيْزَارِ بْنِ حُرَيْثٍ قَالَ: سَمِعْتُ......

أُمَّ الْحُصَيْنِ الأَحْمَسِيَّةَ تَقُولُ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ يَخْطُبُ النَّاسَ وَعَلَيْهِ بُرْدٌ قَدِ الْتَفَعَ بِهِ مِنْ تَحْتِ إِبْطِهِ، وَإِنَّ عَضَلَةَ عَضُدِهِ لَتَرْتَجُّ، وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: اسْمَعُوا وَأَطِيعُوا وَلَوْ أُمِّرَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ مُجَدَّعٌ مَا أَقَامَ لَكُمْ كِتَابَ اللّٰهِ.[③]

سیدہ ام الحصین رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو حجۃ الوداع میں دیکھا، آپ لوگوں کو خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، جبکہ آپ پر ایک چادر تھی، آپ نے اسے اپنی بغل کے نیچے سے لپیٹا ہوا تھا، اور آپ کے بازو کا پٹھا کانپ رہا تھا، اور میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا: ''سنو اور اطاعت کرو، اگرچہ ناک کان کٹا کوئی حبشی غلام تم پر امیر/ حکمران مقرر کر دیا جائے، جب تک کہ وہ تمہارے لیے اللہ کی کتاب قائم کرے۔''

[۸۹۱/۷۱۹]...... أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أُمِّ الْحُصَيْنِ......

عَنْ أُمِّ الْحُصَيْنِ قَالَتْ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ

سیدہ ام الحصین رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: میں نے رسول اللہ ﷺ

---

① مسلم، كتاب الامارة، باب وجوب طاعة الامراء فى غير معصية الخ، رقم: ۱۸۳۷ـ سنن ترمذى، ابواب الجهاد، باب طاعة الامام، رقم: ۱۷۰٦ـ مسند احمد: ٤/ ٦٩، ٥/ ۳۸۱.

② انظر ما قبله.

③ سنن ترمذى، ابواب الجهاد، باب طاعة الامام، رقم: ۱۷۰٦ قال الالبانى: صحيح- سنن ابن ماجه، رقم: ۲۸٦۰.

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ . ① کو دیکھا، پس راوی نے اسی سابقہ حدیث کی مثل ذکر کیا۔

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے امیر کی اطاعت کی اہمیت ثابت ہوتی ہے اور معلوم ہوا امیر کی اطاعت کرنا فرض ہے، جیسا کہ مثال سے معلوم ہوتا ہے، کیونکہ ناک کٹا ہو، سیاہ رنگ ہو اور غلام بھی ہو تو لوگ قدر نہیں کرتے، لیکن شریعت نے کہا ہے کہ امیر جس طرح کا بھی ہو اس کی اطاعت کرنا ضروری ہے، بشرطیکہ وہ دین پر قائم رہے۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان کے لیے امیر کی بات سننا اور اس کی اطاعت کرنا ضروری ہے۔ ان چیزوں میں بھی جنہیں وہ پسند کرے اور ان میں بھی جنہیں وہ ناپسند کرے۔ جب تک اسے معصیت اور نافرمانی کا حکم نہ دیا جائے۔ پھر جب اسے معصیت کا حکم دیا تو نہ سننا باقی رہتا ہے، نہ اطاعت کرنا۔'' (بخاری، رقم : ۲۹۵۵، ۷۱۴۴)

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی معظم ﷺ نے ایک دستہ بھیجا اور اس پر انصار کے ایک شخص کو امیر بنایا اور لوگوں کو حکم دیا کہ اس کی اطاعت کریں۔ پھر امیر ماتحت لوگوں پر غصہ ہوئے اور کہا کہ آپ ﷺ نے تمہیں میری اطاعت کا حکم نہیں دیا ہے؟ لوگوں نے کہا: ضرور دیا ہے، اس پر اس نے کہا: میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ لکڑیاں جمع کرو اور اس سے آگ جلاؤ اور اس میں کود پڑو۔ لوگوں نے لکڑیاں جمع کیں اور آگ جلائی، جب کودنا چاہا تو لوگ ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ اور ان میں سے بعض نے کہا: ہم نے آپ ﷺ کی فرمانبرداری آگ سے بچنے کے لیے کی تھی، کیا پھر ہم اس میں خود ہی داخل ہو جائیں، اس دوران میں آگ ٹھنڈی ہوگئی اور امیر کا غصہ بھی جاتا رہا۔ پھر آپ ﷺ سے اس کا ذکر کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ لوگ اس میں کود پڑتے، پھر اس میں سے نہیں نکل سکتے تھے۔ اطاعت صرف اچھی باتوں میں ہے۔'' (بخاری، كتاب الاحكام، رقم : ۱۴۵)

---

① السابق .

35

كتاب الاقضية

فیصلہ کرنے کرانے کے مسائل

[۲۲/۸۹۲]...... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي خِلَاسٌ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، فِي رَجُلَيْنِ تَدَارَا فِي بَيْعٍ وَلَيْسَ لِوَاحِدٍ مِنْهُمَا بَيِّنَةٌ، قَالَ: أَمَرَهُمَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَسْتَهِمَا عَلَى الْيَمِينِ أَحَبَّا ذَلِكَ أَمْ كَرِهَا . ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے دو آدمیوں کے متعلق مروی ہے، جنہوں نے ایک بیع میں اختلاف کیا، ان میں سے کسی کے پاس کوئی ثبوت نہ ہو، انہوں نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو حکم فرمایا: ''وہ قسم اٹھانے کے لیے قرعہ اندازی کر لیں، خواہ وہ اسے پسند کریں یا ناپسند کریں۔''

[۲۳/۸۹۳]...... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا أُكْرِهَ الرَّجُلَانَ عَلَى الْيَمِينِ فَاسْتَحَبَّاهَا أُسْهِمَ بَيْنَهُمَا . ②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: ''جب دو آدمی قسم اٹھانے پر مجبور کر دیئے جائیں تو پھر ان دونوں کے درمیان قرعہ اندازی کرنا پسندیدہ امر ہے۔''

---

① سنن ابوداود، كتاب الاقضية، باب الرجلين يدعيان، الخ، رقم: ٣٦١٦۔ قال الشيخ الالبانی: صحيح۔ سنن كبرىٰ بيهقی، رقم: ٦/ ٦٧۔ سنن نسائی كبرىٰ: رقم: ٦٠٠٠ .

② سنن ابوداود، كتاب الاقضية، باب الرجلين يدعيان الخ، رقم: ٣٦١٧۔ قال الشيخ الالبانی: صحيح۔ مسند احمد: ٢/ ٣١٧ .

فوائد: ...... شریعت کا یہ قانون ہے کہ جب جھگڑا ہو تو مدعی گواہ پیش کرے، اگر وہ گواہ پیش نہ کرے تو مدعیٰ علیہ قسم کھائے جیسا کہ حدیث میں ہے ((اَلْبَیِّنَةُ عَلَی الْمُدَّعِیَ وَالْیَمِیْنُ عَلٰی مَنْ اَنکَرَ .))...... ''مدعی پر ثبوت (یعنی گواہ وغیرہ) پیش کرنا لازم ہے اور قسم وہ اٹھائے گا جس نے انکار کیا۔''

(بیھقی : ۸/ ۱۲۳۔ ارواء الغلیل، رقم : ۱۹۳۸ اسنادہ صحیح)

لیکن جب صورت حال یہ ہو کہ دونوں فریق مدعی بھی ہوں اور مدعا علیہ بھی ہوں، تو ایسی صورت میں دونوں قسم کھانے کا حق رکھتے ہیں۔ اگر دونوں ہی قسم کھانے کے لیے تیار ہو جائیں تو پھر ان کے درمیان قرعہ اندازی کرائی جائے گی جس کے نام قرعہ نکلے گا وہی قسم کھا کر اس چیز کا مستحق قرار پائے گا۔ (طرح التثریب : ۸/ ۸۷)

امام خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اکراہ سے مراد حقیقی اکراہ نہیں ہے، اس لیے کہ کسی انسان کو قسم اٹھوانے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا، بلکہ اس کا معنی یہ ہے کہ جب قسم کو ان پر پیش کیا جائے اور وہ دونوں قسم اٹھانے کو تیار ہو جائیں، اگرچہ وہ قلبی طور پر اسے مکروہ سمجھیں۔ یہ استحباب کے معنی ہیں۔ ایسی صورت میں وہ دونوں قسم اٹھانے کو دل سے اچھا سمجھ رہے ہوں اور اب ان میں جھگڑا اس بات کا ہے کہ پہلے قسم کون اٹھائے گا تو اس قسم کو اٹھانے کے لیے ان کے درمیان قرعہ اندازی کی جائے گی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے یہی مراد ہے۔ (فتح الباری: ۵/ ۳۵۲۔ معالم السنن: ٤/ ۳۹)

[۱۳۸/۸۹٤]...... أَخْبَرَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ خَالِدًا الْحَذَّاءَ، يُحَدِّثُ عَنْ رَجُلٍ مِنْ آلِ سِيرِينَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: إِذَا اخْتَلَفَ النَّاسُ فِي الطَّرِيقِ فَاجْعَلُوهُ عَلَى سَبْعَةِ أَذْرُعٍ . ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب لوگوں کا راستے کے متعلق اختلاف ہو جائے تو اسے سات ہاتھ مقرر کر لو۔''

[۱۳۹/۸۹۵]...... أَخْبَرَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ سَلَمَةَ الْمَخْزُومِيُّ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا اخْتَلَفَ النَّاسُ فِي الطَّرِيقِ فَاجْعَلُوهُ عَلَى سَبْعَةِ أَذْرُعٍ . ②

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب لوگوں کا راستے کے متعلق اختلاف ہو جائے تو اسے سات ہاتھ مقرر کر لو۔''

---

① بخاری، کتاب المظالم، باب اذا اختلفوا فی الطریق الخ، رقم: ۲٤۷۳۔ مسلم، کتاب المساقاة، باب قدر الطریق اذا اختلفوا فیه، رقم: ۱٦۱۳۔ سنن ترمذی، رقم: ۱۳۵۵۔ مسند احمد: ۲/ ۲۲۸ .
② السابق .

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا جب شرکاء راستے کی چوڑائی میں جھگڑ پڑیں تو وہ چوڑائی سات ذراع (یعنی سات ہاتھ) ہوگی۔ ہاتھ سے مراد پنجے سے کہنی تک کا فاصلہ ہے جو دو بالشت یعنی آٹھ گرہ یا ڈیڑھ فٹ کے برابر ہے۔ سات ذراع کی مقدار ساڑھے تین گز یا ساڑھے دس فٹ کے برابر ہے، لیکن سات فٹ یہ کم از کم ہے۔ موجودہ دور کاروں، بسوں وغیرہ کا ہے، تو اس لیے ان کی مناسبت سے حد مقرر کی جائے، لہٰذا نئی کالونیوں کے نقشے تیار کرتے وقت زیادہ سے زیادہ چوڑائی رکھنی چاہیے، اگر نہیں تو کم از کم سات ہاتھ۔

اور اسی طرح ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے کہا: جو دکاندار راستے پر بیٹھتے ہیں، ان کے لیے ضروری ہے کہ اگر راستہ سات ہاتھ سے زیادہ ہے تو سات ہاتھ چھوڑ کر باقی حصے میں بیٹھیں، اگر سات ہاتھ کے اندر اندر یہ بیٹھتے ہیں تو ان کو منع کیا جائے تا کہ چلنے والوں کو تکلیف نہ ہو۔

[٤٥٢/٨٩٦]...... وَبِهَذَا، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اشْتَرَى رَجُلٌ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ مِنْ آخَرَ أَرْضًا فَأَصَابَ فِيهَا جَرَّةً مِنْ ذَهَبٍ مَخْتُومَةً، فَقَالَ لِلَّذِي بَاعَ الأَرْضَ: خُذْ جَرَّتَكَ هَذِهِ فَإِنِّي إِنَّمَا ابْتَعْتُ الأَرْضَ وَلَمْ أَبْتَعِ الذَّهَبَ، فَقَالَ الْآخَرُ: أَتَرُدُّ عَلَيَّ مَالًا قَدْ نَزَعَهُ اللّٰهُ مِنِّي ؟ فَاخْتَصَمَا إِلَى قَاضٍ، فَقَالَ: أَلَكُمَا أَوْلَادٌ ؟ فَقَالَا: نَعَمْ، قَالَ: هَذَا لِي غُلَامٌ، وَقَالَ الْآخَرُ: لِي جَارِيَةٌ، قَالَ: فَأَنْكِحُوا أَحَدَهُمَا الْآخَرَ وَأَعْطُوهُمَا الْمَالَ فَلْيَسْتَعِينَا مِنْهُ وَلْيَتَصَدَّقَا.①

اسی سند سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بنی اسرائیل کے ایک آدمی نے دوسرے سے زمین خریدی، اسے اس میں سے سونے کا مٹکا ملا جو کہ سیل بند تھا، پس اس نے زمین بیچنے والے سے کہا: اپنا یہ مٹکا لے لو، کیونکہ میں نے تو زمین خریدی تھی، سونا نہیں خریدا تھا، دوسرے شخص نے کہا: کیا تم وہ مال مجھے لوٹانا چاہتے ہو جسے اللہ نے مجھ سے چھین لیا ہے؟ پس وہ دونوں قاضی کے پاس مقدمہ لائے، تو اس نے کہا: کیا تم دونوں کی اولاد ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں، ایک نے کہا: میرا ایک بیٹا ہے اور دوسرے نے کہا: میری ایک بیٹی ہے، اس نے کہا: پس ایک کی دوسرے سے شادی کر دو اور یہ مال ان دونوں کو دے دو وہ دونوں اس مال کو خود پر بھی خرچ کریں اور صدقہ بھی کریں۔''

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا پہلی امتوں کے واقعات بطور نصیحت یا عبرت بیان کرنے درست ہیں، بشرطیکہ وہ قرآن یا صحیح احادیث سے ثابت ہوں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ خرید وفروخت میں دیانتداری، خیر خواہی اور تقویٰ کا پورا پورا خیال رکھنا چاہیے۔ مذکورہ حدیث سے دیانتداری اور خیر خواہی کی برکت کا بھی اثبات ہوتا ہے۔

① مسلم، كتاب الاقضية، باب استحباب اصلاح الحاكم بين الخصمين، رقم: ١٧٢١۔ مسند احمد: ٢/ ٣١٦.

مدفون خزانہ اس شخص کی ملکیت ہوتی ہے جس کو ملے، بشرطیکہ یہ معلوم نہ ہو سکے کہ یہ کس نے دفن کیا تھا۔ اور مدفون خزانہ پورے کا پورا اپنی ذات پر خرچ نہیں کرنا چاہیے، بلکہ اس کا خمس بیت المال میں جمع کرانا چاہیے۔ جیسا کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: ((وَفِیْ الرِّکَازِ خُمُسٌ)) (بخاری، کتاب الزکاۃ، رقم : ۱٤۹۹)...... ''مدفون خزانے میں پانچواں حصہ بیت المال کا حق ہے۔''

[۵۷۳/۸۹۷]...... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الأَعْلَى أَبُو هَمَّامٍ، حَدَّثَنَا دَاوُدُ وَهُوَ ابْنُ أَبِي هِنْدَ ......

عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً، فَمَرُّوا بِرَجُلٍ أَعْرَابِيٍّ فِي غَنِيمَةٍ لَهُ، فَقَالُوا لَهُ: اذْبَحْ لَنَا فَجَاءَهُمْ بَعِيرَهُ، فَقَالُوا: هَذِهِ مَهْزُولَةٌ، فَجَاءَهُمْ بِآخَرَ، فَقَالُوا: هَذَا مَهْزُولٌ، فَأَخَذُوا شَاةً سَمِينَةً فَذَبَحُوهَا، وَأَكَلُوا، فَلَمَّا اشْتَدَّ الْحَرُّ وَكَانَ لَهُ غَنِيمَةٌ فِي ظِلٍّ لَهُ، فَقَالُوا لَهُ: أَخْرِجْ غَنَمَكَ حَتَّى نَسْتَظِلَّ فِي هَذَا الظِّلِّ، فَقَالَ: إِنَّ غَنَمِي وَلِدُوا، وَإِنِّي مَتَى مَا أَخْرَجْتُهَا فَيُصِيبُهَا السَّمُومُ تَخْدُجُ، فَقَالُوا: أَنْفُسُنَا أَحَبُّ إِلَيْنَا مِنْ غَنَمِكَ، فَأَخْرَجُوهَا، فَخَرَجَتْ، فَانْطَلَقَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخْبَرَهُ، فَانْتَظَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى جَاءَتِ السَّرِيَّةُ، فَسَأَلَهُمْ، فَجَعَلُوا يَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ مَا فَعَلُوا، فَقَالَ: وَاللّٰهِ لَقَدْ فَعَلُوا الَّذِي أَخْبَرْتُكَ بِهِ، فَنَظَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مِنَ الْقَوْمِ، فَقَالَ: إِنْ يَكُ فِي الْقَوْمِ خَيْرٌ فَعِنْدَ هَذَا، فَسَأَلَهُ فَأَخْبَرَهُ، فَقَالَ: مِثْلُ

شہر بن حوشب نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر بھیجا، وہ ایک اعرابی کے پاس سے گزرے جو اپنی بکریوں کے ریوڑ میں تھا، انہوں نے اسے کہا: ہمارے لیے ذبح کرو، پس وہ ایک بکری لے کر ان کے پاس آیا، تو انہوں نے کہا: یہ تو لاغر ہے، وہ ایک دوسری لایا تو انہوں نے کہا: یہ بھی لاغر ہے، پس انھوں نے ایک موٹی تازی بکری پکڑی اور اسے ذبح کر کے کھا لیا، جب گرمی کی تپش زیادہ ہوئی اور اس کی بکریاں اس کے سائبان میں تھیں، انہوں نے اسے کہا: اپنی بکریاں نکالو حتیٰ کہ ہم اس سائبان میں سایہ حاصل کریں، اس نے کہا: میری بکری نے ابھی ابھی بچہ جنا ہے، اگر میں نے اسے باہر نکالا تو وہ فوراً ہی تپش سے متاثر ہو جائے گی کہ وہ ناقص الخلقت ہو جائے گی، انہوں نے کہا: تیری بکری کی نسبت ہمیں اپنی جانیں زیادہ عزیز ہیں، پس انہوں نے اسے نکال باہر کیا، پس وہ باہر نکل گئی، وہ نبی ﷺ کی خدمت میں پہنچا تو آپ کو بتایا، رسول اللہ ﷺ نے انتظار فرمایا حتیٰ کہ وہ لشکر آ گیا، تو آپؐ نے ان سے پوچھا، وہ اللہ کی قسم اٹھانے لگے کہ انہوں نے ایسے نہیں کیا، اس نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے آپ کو جو بتایا ہے وہ انہوں نے کیا ہے، رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں میں سے ایک آدمی کو دیکھا اور فرمایا: ''اگر

مَا قَالَ الأَعْرَابِیُّ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: تَتَهَافَتُونَ فِی الْكَذِبِ تَهَافُتَ الْفَرَاشِ فِی النَّارِ، وَإِنَّ كُلَّ كَذِبٍ مَكْتُوبٌ لَا مَحَالَةَ كَذِبًا إِلَّا ثَلَاثَةً: الْكَذِبُ فِی الْحَرْبِ وَالْحَرْبُ خُدْعَةٌ، وَالْكَذِبُ بَیْنَ الرَّجُلَیْنِ لِیُصْلِحَ بَیْنَهُمَا، وَكَذِبُ الرَّجُلِ عَلَى امْرَأَتِهِ یُمَنِّیهَا. ①

ان میں کوئی خیر ہے تو وہ اس میں ہے۔'' پس آپؐ نے اس سے پوچھا تو اس نے آپ کو بالکل اسی طرح بتا دیا جس طرح کہ اعرابی نے کہا تھا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم جھوٹ میں اس طرح گرتے ہو جس طرح پتنگے آگ میں گرتے ہیں، ہر جھوٹ ضرور جھوٹ لکھا جاتا ہے سوائے تین کے: جنگ میں جھوٹ، جبکہ لڑائی دھوکے کا نام ہے، دو آدمیوں کے درمیان صلح کرانے کے لیے جھوٹ بولنا اور آدمی کا اپنی اہلیہ کو خوش کرنے کے لیے اس سے جھوٹ بولنا۔''

[۵۷٤/۸۹۸]...... أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِیَةَ، حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِی هِنْدَ......

عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِسَرِیَّةٍ فَذَكَرَ نَحْوَهُ، وَقَالَ: غَنِیمَةٌ فِی خَیْمَةٍ لَهُ فَأَدْخَلُوا خُیُولَهُمْ. ②

شہر بن حوشب نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر بھیجا، پس راوی نے حدیث سابق کے مانند ذکر کیا، اور کہا: ریوڑ ایک خیمے میں تھا، پس انہوں نے اپنے گھوڑے داخل کر دیئے۔

[۸٤۸/۸۹۹]...... اَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عَبَادَةَ، نَا ابْنُ جُرَیْجٍ......

اَخْبَرَنِی ابْنُ اَبِی مُلَیْكَةَ، اَنَّ اِمْرَاَتَیْنِ كَانَتَا تَخْرِزَانِ فِی الْبَیْتِ، وَلَیْسَ فِی الْبَیْتِ مَعَهُمَا غَیْرُهُمَا، وَفِی الْحُجْرَةِ (حداث)، فَطَعَنَتْ اِحْدَاهُمَا الْاُخْرٰی فِی كَفِّهَا بَاشِفًا، حَتّٰی خَرَجَتْ مِنْ ظَهْرِ كَفِّهَا، تَقُوْلُ: طَعَنَتْهَا الْاُخْرٰی، فَكَتَبَتْ اِلَی ابْنِ عَبَّاسٍ فِیْهَا وَاَخْبَرَتْهُ فَقَالَ: لَا تَوَطَّأْ اِلَّا بِبَیِّنَةٍ، فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَوْ اُعْطِیَ النَّاسُ بِدَعْوَاهُمْ

ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ دو عورتیں گھر میں جوتے/موزے سینے کا کام کرتی تھیں اور وہاں ان دونوں کے علاوہ کوئی اور ان کے ساتھ نہ تھا، ان میں سے ایک نے دوسری کے ہاتھ میں ستاری مار دی اور وہ ہاتھ کے پار ہوگئی، وہ کہنے لگی: دوسری نے اسے ستاری ماری ہے، اس کے متعلق ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نام خط لکھا گیا اور اس نے اسے بتایا تو انہوں نے کہا: دلیل اور ثبوت کے بغیر کوئی فیصلہ نہیں کیا جائے گا، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر لوگوں کو محض ان کے دعوے کی بنا پر چیز دے دی

---

① المعجم الكبير للطبراني: ٢٤/ ١٦٤، و هناد بن السرى فى الزهد: ٢/ ٦٣٤، رقم: ١٣٧٤ اسنادهٔ مرسلٌ حسنٌ.

② انظر ما قبله.

لَادَّعٰی رِجَالٌ دِمَاءَ قَوْمٍ وَاَمْوَالِهِمْ، وَلٰكِنَّ الْيَمِيْنَ عَلَى الْمُدَّعَى عَلَيْهِ، فَادْعُهُمَا فَاقْرَأْ عَلَيْهِمَا الْقُرْاٰنَ وَاقْرَأْ: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا﴾ (آل عمران:۷۷)، قَالَ: فَفَعَلَتْ، فَاعْتَرَفَتْ. ①

جائے تو لوگ دوسروں کے جان ومال پر دعویٰ کر دیں گے، لیکن قسم مدعی علیہ کے ذمے ہے، ان دونوں کو بلاؤ اور انہیں قرآن سناؤ: ''جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے بدلے میں تھوڑی سی قیمت لیتے ہیں۔'' پس اس نے یہ کہا: تو اس نے اعتراف کر لیا۔

فوائد:...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا جھگڑوں کا فیصلہ گواہی پر ہوتا ہے اور مدعی کے ذمے ہے کہ وہ گواہ پیش کرے مرد ہوں یا ایک مرد اور دو عورتیں بطور گواہ لائے، جیسا کہ ارشاد ربانی ہے: ﴿وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّ امْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ﴾ (البقرة: ۲۸۲) ......''اپنے مردوں میں سے دو گواہ بنا لو، پس اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں، جنہیں تم گواہوں میں سے پسند کرو۔''

اگر مدعی کے پاس ایک گواہ ہے تو ایک گواہ اور اس سے قسم لی جائے گی۔ جیسا کہ سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گواہ اور (مدعی کی) قسم کے ساتھ فیصلہ فرمایا۔ (مسلم، کتاب الاقضية، رقم: ۱۷۱۲)

اگر مدعی کے پاس کوئی گواہ نہ ہو تو مدعا علیہ سے قسم لی جائے گی اور وہ قسم کھا کر اپنے موقف کے برحق ہونے کی گواہی دے گا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ قسم لیتے وقت قاضی کو قسم کی اہمیت کے متعلق وعظ ونصیحت کرنی چاہیے۔

[۹۰۰/۸۶۰]...... اَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ الْحَارِثِ الْمَخْزُوْمِيُّ، نَا سَيْفُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمَكِّيُّ، عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَضَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْيَمِيْنِ مَعَ الشَّاهِدِ. قَالَ عَمْرٌو: ذٰلِكَ فِي الْاَمْوَالِ. قَالَ اَبُوْ مُحَمَّدٍ: لَيْسَ فِيْ هٰذَا الْبَابِ حَدِيْثٌ اَصَحَّ مِنْ هٰذَا. ②

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم اور ایک گواہ کے ساتھ فیصلہ فرمایا۔ عمرو نے بیان کیا: یہ اموال کے بارے میں ہے، ابومحمد (ابن دینار) نے کہا: اس باب میں اس سے زیادہ صحیح حدیث کوئی نہیں۔

---

① بخاری، کتاب التفسیر، باب سورة آل عمران، رقم: ٤٥٥٢۔ مسلم، کتاب الاقضية، باب اليمين على المدعى عليه: ١٧١١۔ سنن ابن ماجه، رقم: ٢٣٢١۔ سنن نسائی، رقم: ٥٤٢٥.

② مسلم، کتاب الاقضيه، باب القضاء باليمين والشاهد، رقم: ١٧١٢۔ سنن ابوداود، رقم: ٣٦٠٨۔ ٣٦١٠۔ سنن ترمذی، رقم: ١٣٤٤۔ سنن ابن ماجه، رقم: ٢٣٦٨۔ ٢٣٧٠.

36

كتاب الديات والحدود

حدود اور دیتوں کا بیان

[۶۳/۹۰۱]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ، قَالَ: سَمِعْتُ......

أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْعَجْمَاءُ جَرْحُهَا جُبَارٌ، وَالْبِئْرُ جُبَارٌ، وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ، وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''چوپائے اگر کسی کو زخمی کر دیں تو ان کا خون بہا نہیں، کنوئیں میں گرنے کا کوئی خون بہا نہیں، کان میں گرنے کا کوئی خون بہا نہیں، اور دفینے میں پانچواں حصہ ہے۔''

[۵۰۳/۹۰۲]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا عَوْفٌ......

عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْعَجْمَاءُ جُبَارٌ وَالْبِئْرُ جُبَارٌ وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ. ②

حسن رحمہ اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: ''جانور کے زخمی کر دینے پر کوئی دیت نہیں، کنویں میں گر جائے تو اس کے لیے کوئی دیت نہیں، کان میں دب جائے تو اس کے لیے کوئی دیت نہیں، اور دفینوں میں پانچواں حصہ ہے۔''

[۵۰۴/۹۰۳]...... قَالَ عَوْفٌ: وَحَدَّثَنِي بِهِ مُحَمَّدٌ......

---

① بخاری، كتاب الديات: رقم:۶۹۱۳، ۶۹۱۲۔ مسلم، كتاب الحدود، باب جرح العجماء والمعدن الخ: رقم:۱۷۱۰۔ سنن ابوداود: رقم:۴۵۹۳۔ ترمذی: رقم:۶۴۲۔ مسند احمد: ۲/ ۴۵۶.

② السابق.

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَیْضًا. وَحَدَّثَنِی غَیْرُ مُحَمَّدٍ كُلُّهُمْ یَرْفَعُهَا إِلَی رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا۔ (ایسے ہی سابقہ حدیث کی مثل)

فوائد: ...... (۱) مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ مذکورہ حدیث میں جو چیزیں بیان ہوئی ہیں اگر کوئی نفس ان کی زد میں آ کر مر جائے یا زخمی ہو جائے یا کوئی نقصان ہو جائے تو ایسی صورت میں اس چیز کا مالک تاوان اور چٹی کا ذمہ دار نہیں ہوگا۔ جانور کوئی چھوٹ کر بھاگ جائے اور اسی اثنا میں کسی کو زخمی کر دے یا ہلاک تو جانور کا مالک ذمہ دار نہیں ہوگا۔

(۲)...... کنویں سے کوئی آدمی پانی نکالنے کی کوشش میں کنویں میں گر پڑے تو کنویں کا مالک ذمے دار نہیں ہوگا۔

(۳)...... اسی طرح معدنی چیزیں نکالنے کے لیے جو کان کھودی جاتی ہے۔ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ مزدور کان میں کام کر رہا ہے کہ اوپر سے پتھر گرا یا پیچھے سے پتھر گر کر راستہ بند ہوگیا جس کی وجہ سے وہ مزدور فوت ہوگیا، اس صورت میں کان کا مالک قاتل شمار نہیں ہوگا۔ اور قتل خطا والی دیت بھی اس پر لازم نہیں ہوگی۔

رکاز:...... اس خزانے کو کہتے ہیں جو گزشتہ لوگوں نے زمین میں دفن کر دیا ہو اور یہ خزانہ کسی آدمی کو مل جائے تو پانچواں حصہ بیت المال میں جمع کرا دے اور بقیہ اپنے پاس رکھ لے۔ لیکن اس کے لیے نصاب کو پہنچنا ضروری نہیں ہے۔ خواہ وہ چاندی سونے کے نصاب کو پہنچے یا نہ پہنچے، ہر صورت میں خمس نکالنا ہوگا۔ جمہور، احناف، امیر صنعانی، البانی رحمہم اللہ اسی کے قائل ہیں۔ (تمام المنة: ص۳۷۷)

[۱۱٤/۹۰٤]...... أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنِی أَبِی، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ بَشِیرِ بْنِ نَهِیكٍ......

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنِ اطَّلَعَ فِی دَارِ قَوْمٍ بِغَیْرِ إِذْنِهِمْ فَفَقَؤُوا عَیْنَهُ فَلَا دِیَةَ وَلَا قِصَاصَ. ②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے بلا اجازت کسی کے گھر میں جھانکا اور انہوں نے اس کی آنکھ پھوڑ دی، تو اس کی کوئی دیت ہے نہ قصاص۔''

---

① السابق.

② سنن ابوداود، کتاب الادب، باب فی الاستئذان، رقم: ۵۱۷۲ قال الالبانی: صحیح۔ مسند احمد: ۲/ ٤١٤۔ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ٦٠٤٨

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کسی کے گھر بغیر اجازت جھانکنا ناجائز ہے، اور یہ انتہائی قبیح حرکت ہے۔ اسی لیے دروازے پر دستک دینے کے بعد دین اسلام نے یہ ادب سکھایا ہے کہ دروازے کی ایک جانب کھڑے ہوں، جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا: نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کے دروازے پر اس سے (اندر جانے کی) اجازت لینے کے لیے تشریف لاتے تو آپ (دروازے کے) بالکل سامنے کھڑے نہ ہوتے تھے، بلکہ دائیں یا بائیں جانب کھڑے ہوتے تھے، اگر اجازت مل جاتی تو ٹھیک، ورنہ واپس تشریف لے جاتے تھے۔

(ادب المفرد للبخاری، رقم : ۱۰۷۸)

مذکورہ بالا حدیث پر غور کیا جائے تو دین اسلام کا معاشرے کو امن وامان کی فضا دینا ثابت ہوتا ہے کہ اگر ظالم شخص کسی کی ایک آنکھ نکال دے تو اس سے قصاص لیا جائے گا اور قصاص میں اس کی آنکھ نکال لی جائے گی یا اس سے پچاس اونٹ نصف دیت وصول کی جائے گی۔ لیکن اگر وہی آنکھ دیانت وامانت کا مظاہرہ نہیں کرتی، کسی کے گھر داخل ہو جاتی ہے تو اس کی قدر ومنزلت ختم ہو جائے گی۔

کیونکہ گھر تو بنایا ہی اس لیے جاتا ہے کہ اہل خانہ کی جان ومال اور عزت اس میں محفوظ رہے، اگر کوئی باہر سے گھر کے اندر کا نظارہ کرتا ہے اور پردہ نشین عورتوں کے لیے پریشانی کا موجب بنتا ہے تو اسلام اس کی آنکھ کی ضمانت نہیں دیتا۔

[۲۴۲/۹۰۵]...... أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يُوسُفَ الْوَاسِطِيُّ، حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ غَزْوَانَ، عَنِ ابْنِ أَبِي نُعْمٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ قَذَفَ مَمْلُوكَهُ وَهُوَ بَرِيءٌ مِمَّا قَالَ أَقَامَ عَلَيْهِ الْحَدَّ إِلَّا أَنْ يَكُونَ كَمَا قَالَ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو اپنے مملوک پر تہمت لگاتا ہے، جبکہ وہ اس تہمت سے بری ہے تو اس پر حد قائم کی جائے گی، الا یہ کہ وہ ویسا ہی ہو جیسا کہ اس نے کہا ہے۔''

[۲۴۳/۹۰۶]...... أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ فُضَيْلِ بْنِ غَزْوَانَ، عَنِ ابْنِ أَبِي نُعْمٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ قَذَفَ عَبْدَهُ وَهُوَ بَرِيءٌ مِمَّا قَالَ، حُدَّ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. ②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو اپنے غلام پر تہمت لگاتا ہے، جبکہ وہ اس تہمت سے بری ہے تو قیامت کے دن اس پر حد قائم کی جائے گی۔''

---

① بخاری، کتاب المحاربین من اهل الکفر والردة، رقم: ٦٨٥٨۔ مسلم، کتاب الایمان، باب التغلیظ علی من قذف مملوکه بالزنی، رقم: ١٦٦٠۔ سنن ترمذی، رقم: ١٩٤٧۔ مسند احمد: ٢/ ٤٣١۔ سنن ابوداود، رقم: ٥١٦٥ .
② السابق .

فوائد: ......تہمت لگانا بہت بڑا جرم اور کبیرہ گناہوں میں سے ہے، جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''سات ہلاک کرنے والے کاموں سے بچو (ان میں سے ایک آپ ﷺ نے یہ ذکر فرمایا) پاکدامن، بے خبر مومن عورتوں پر تہمت لگانا۔'' (بخاری، رقم: ٦٨٥٧)

تہمت لگانے والوں کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمَانِيْنَ جَلْدَةً﴾ (النور: ٤)......''اور جو لوگ پاکدامن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں، پھر چار گواہ نہیں لاتے انہیں اسی کوڑے لگاؤ۔''

مذکورہ بالا احادیث سے معلوم ہوا اگر غلام مالک پر تہمت لگائے جبکہ مالک تہمت سے بری ہو تو پھر غلام کو حد لگے گی۔ اور اگر مالک غلام پر تہمت لگائے تو مالک پر دنیا میں حد قائم نہیں ہوگی (اس پر علماء کا اتفاق ہے)۔

(توضيح الاحكام: ٦/ ٢٦٠)

لیکن روز قیامت وہ سزا سے نہیں بچ سکے گا، اگر غلام نے واقعی جرم کیا ہو تو پھر غلام کو سزا ملے گی، مذکورہ حدیث سے ان لوگوں کو سبق حاصل کرنا چاہیے۔ جو اپنے مالکانہ اختیارات کے گھمنڈ میں اپنے غلاموں اور نوکروں پر ظلم کرتے ہیں۔

[٣٩٦/٩٠٧]...... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ قَيْسٍ الْمُلَائِيُّ......

عَنْ أُمَيَّةَ بْنِ يَزِيدَ الشَّامِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَحْدَثَ فِي الْإِسْلَامِ حَدَثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لَا يُقْبَلُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ قِيلَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَمَا الْحَدَثُ؟ قَالَ: مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ، أَوِ امْتَثَلَ مُثْلَةً بِغَيْرِ قَوَدٍ، أَوِ ابْتَدَعَ بِدْعَةً بِغَيْرِ سُنَّةٍ، قَالَ: وَالْعَدْلُ الْفِدْيَةُ، وَالصَّرْفُ التَّوْبَةُ. ①

امیہ بن یزید الشامی نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اسلام میں کوئی نیا کام جاری کیا تو اس پر اللہ، فرشتوں اور سارے لوگوں کی لعنت ہو، قیامت کے دن اس کی طرف سے کوئی نفل قبول ہوگا نہ کوئی فرض۔'' عرض کیا گیا: اللہ کے رسول! حدث سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی جان کو ناحق قتل کیا یا قصاص کے بغیر بدلہ لیا، یا سنت کے بغیر کسی بدعت کو ایجاد کیا۔'' فرمایا: "العدل" کا معنی ہے: فدیہ اور "الصرف" کا معنی ہے: توبہ۔

[٩٦٦/٩٠٨]...... اَخْبَرَنَا اَبُوْ عَامِرِ الْعَقَدِيِّ، نَا زُهَيْرٌ۔ وَهُوَ ابْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ اَبِيْ عَمْرٍو، عَنْ عِكْرِمَةَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا،

① انظر ما قبله، حديث مرسل.

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ وَجَدْتُّمُوْهُ يَأْتِىْ الْبَهِيْمَةَ، فَاقْتُلُوْهُ وَاقْتُلُوا الْبَهِيْمَةَ، وَمَنْ وَجَدْتُّمُوْهُ يَعْمَلُ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ، فَاقْتُلُوا الْفَاعِلَ وَالْمَفْعُوْلَ بِهِ. ①

آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم جس شخص کو چوپائے سے برا فعل (شہوت پوری کرنے والاعمل) کرتے دیکھو تو اس شخص کو اور اس چوپائے کو قتل کر دو، اور تم جس شخص کو قوم لوط کا سا فعل کرتے ہوئے دیکھو، تو اس فعل کو کرنے والے اور فعل کروانے والے (فاعل ومفعول) کو قتل کر دو۔''

فوائد:...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا جانور سے بدفعلی کرنے والے کی سزا قتل ہے اور اس میں شادی شدہ یا غیر شادی شدہ کا فرق نہیں ہے اور جس جانور سے بدفعلی کی جاتی ہے اس کو بھی قتل کر دینا چاہیے۔ جانور کو قتل کرنے کا سبب سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا، تو انہوں نے فرمایا: میں نے اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے کچھ نہیں سنا۔ البتہ میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے اس کے ساتھ بدفعلی کی وجہ سے اس کا گوشت کھانے یا اس سے فائدہ حاصل کرنے کو مکروہ سمجھا ہے۔ (سنن ترمذی، رقم : ۱٤٥٥ اسناده حسن صحیح)

قوم لوط والا عمل کرنے والوں کی سزا کے متعلق مختلف اقوال ہیں: سیّدنا ابوبکر اور سیّدنا علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اسے تلوار کے ساتھ قتل کر کے جلا دینا چاہیے۔ سیّدنا عمر اور سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اس پر دیوار گرا دی جائے۔

امام شافعی، ابویوسف اور امام محمد رحمہم اللہ نے کہا ہے کہ اس کی سزا وہی ہے جو زانی کی ہے۔ امام مالک اور احمد رحمہما اللہ نے کہا ہے: اسے ہر صورت رجم کیا جائے گا خواہ کنوارہ ہو یا شادی شدہ۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کہا: اس پر کوئی حد نافذ نہیں کی جائے گی بلکہ بطور تعزیر چند کوڑے لگا دیئے جائیں گے۔

(تحفة الاحوذی: ٤/ ٨٤٧۔ کتاب الام: ٧/ ١٦٣۔ المغنی: ١٢/ ٣٥٠۔ نیل الاوطار: ٤/ ٥٦٧)

تاہم ان کو ایسی سزا ملنی چاہیے جو قوم لوط کے مشابہ ہو جس کو زمین میں دھنسا دیا گیا تھا اور اس پر پتھروں کی بارش برسی۔ (نیل الاوطار: ٤/ ٥٦٨)

[۹۷۵/۹۰۹]...... اَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ صَاحِبُ الدَّسْتَوَائِيِّ۔ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ، عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنِيْ عِكْرِمَةُ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يُؤَدَّى الْمُكَاتِبُ بِقَدْرِ مَا

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''مکاتب (اگر قتل کر دیا جائے تو

① سنن ابوداود، كتاب الحدود، كتاب فيمن أتى بهيمة، رقم: ٤٤٦٢، ٤٤٦٤ قال الالبانی: حسن صحیح۔ سنن ترمذی، ابواب الحدود، باب ماجاء فيمن يقع على البهيمة، رقم: ١٤٥٥، ١٤٥٦۔ سنن ابن ماجه، رقم: ٢٥٦١، ٢٥٦٢۔ صحيح ترغيب وترهيب، رقم: ٢٤٢٢۔ مسند احمد: ١/ ٣٠٠۔ حاكم: ٤/ ٣٥٥.

اَدّٰی دِیَةِ الْحُرِّ، وَمَا رَقَّ مِنْهُ دِیَةُ الْمَمْلُوْكِ. ①

اس) کی اس قدر آزاد کی دیت دی جائے گی جس قدر اس نے مکاتبت ادا کی ہوگی، اور وہ جس قدر غلام ہوگا اس قدر اس کی غلام کی دیت دی جائے گی۔''

فوائد:...... مکاتب وہ غلام ہے جس نے اپنے مالک سے معاہدہ کیا ہو کہ وہ مقررہ رقم ادا کر کے آزاد ہوجائے گا۔ مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا جب مکاتب غلام نے اپنی مکاتبت کی کچھ رقم ادا کر دی ہو، پھر اسے قتل کر دیا جائے تو اس کی دیت یوں دی جائے گی کہ جتنا وہ آزاد ہے، اتنی دیت آزاد کی اور جتنا غلام ہے، اتنی غلام کی دیت ادا کر دی جائے۔ مثلاً آزاد کسی کو قتل کرتا ہے تو دیت سو اونٹ ہے۔ اگر غلام کرتا ہے تو پچاس اونٹ ہے۔ اب آدھا آزاد ہے اور آدھا غلام تو آدھی آزادی والی دیت یعنی ۲۵ اونٹ اور آدھی غلامی والی یعنی ۱۲ اونٹ اور ایک بچہ دیت دے گا۔

[۹۱۰/۹۷۶]...... اَخْبَرَنَا وَحَدَّثَنِیْ اَبِیْ......

عَنْ یَحْیَی بْنِ اَبِیْ کَثِیْرٍ، عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ، وَمَرْوَانَ بْنِ الْحَکَمِ بِمِثْلِ ذٰلِكَ. ②

یحییٰ بن کثیر نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور مروان بن الحکم سے اسی مثل روایت کیا ہے۔

[۹۱۱/۹۷۷]...... اَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ حَازِمٍ، عَنْ هِشَامٍ۔ صَاحِبِ الدَّسْتَوَائِیُّ۔ عَنْ یَحْیَی بْنِ اَبِیْ کَثِیْرٍ......

عَنْ عِکْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ. ③

عکرمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی مثل روایت کیا ہے۔

[۹۱۲/۹۷۸]...... اَخْبَرَنَا یَعْلَی بْنُ عُبَیْدٍ، نَا الْحَجَّاجُ بْنُ اَبِیْ عُثْمَانَ الصَّوَّافِ، عَنْ یَحْیَی بْنِ اَبِیْ کَثِیْرٍ، عَنْ عِکْرَمَةَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَضٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الْمُکَاتَبِ یُقْتَلُ: یُؤَدِّیُ مَا اَدّٰی مِنْ مَکَاتِبَتِهٖ دِیَةَ الْحُرِّ، وَمَا بَقِیَ مِنْهُ دِیَةُ الْمَمْلُوْكِ. ④

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکاتب کی دیت کے بارے میں فیصلہ فرمایا کہ اگر وہ قتل ہو جائے تو اس نے جس قدر اپنی مکاتبت ادا کی ہوگی، اس کی اس قدر دیت آزاد کی ہوگی، اور اس سے جو باقی

---

① سنن ابوداود، کتاب الدیات، باب فی دیة المکاتب، رقم: ٤٥٨١۔ قال الشیخ الالبانی: صحیح۔ مسند احمد: ١/ ٣٦٣۔ سنن نسائی، رقم: ٤٨١٠.

② سنن کبری بیهقی: ١٠/ ٣٢٦.

③ سنن نسائی، کتاب القسامة، باب دیة المکاتب، رقم: ٤٨١٠۔ قال الشیخ الالبانی: صحیح۔ مسند احمد: ١/ ٢٩٢.

④ انظر: ٩٧٥.

ہوگی وہ مملوک کی دیت ہوگی۔

[۹۷۹/۹۱۳]...... اَخْبَرَنَا الْمَخْزُوْمِیُّ، نَا وَهْبٌ، عَنْ اَيُّوْبَ، عَنْ عِكْرِمَةَ......

عَنْ عَلِيٍّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يُؤَدِّى الْمُكَاتِبِ بِقَدْرِ مَا اَدَّى. ①

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مکاتب کی (اگر وہ قتل ہو جائے) اسی قدر دیت ادا ہوگی جس قدر اس نے مکاتبت ادا کی ہوگی۔''

[۹۸۰/۹۱۴]...... اَخْبَرَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ اَيُّوْبَ......

عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ عَلِيٍّ مِثْلَهٗ، وَلَمْ يَرْفَعَهٗ. ②

عکرمہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے اسی مثل روایت کیا، لیکن اسے مرفوع روایت نہیں کیا۔

---

① سنن نسائی، کتاب القسامة، باب دية المكاتب، رقم: ٤٨١١۔ قال الشيخ الالبانی: صحيح.

② انظر ما قبله.

37

کتاب الزهد

زہد کے فضائل

[۹۱۵/۱۲۲]...... أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَمَّارِ بْنِ أَبِي عَمَّارٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا أَطَاعَ الْعَبْدُ رَبَّهُ وَسَيِّدَهُ لَهُ أَجْرَانِ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب غلام اپنے رب اور اپنے مالک کی اطاعت کرتا ہے تو اس کے لیے دو اجر ہیں۔''

[۹۱۶/۱۳۲]...... أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَوْسِ بْنِ خَالِدٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَثَلُ الَّذِي يَسْمَعُ الْحِكْمَةَ، ثُمَّ لَا يَحْمِلُ إِلَّا شَرَّ مَا يَسْمَعُ، كَمَثَلِ رَجُلٍ أَتَى رَاعِيًا فَقَالَ: يَا رَاعِي أَجْزِرْ لِي شَاةً مِنْ غَنَمِكَ، قَالَ: اذْهَبْ فَخُذْ خَيْرَ شَاةٍ، فَذَهَبَ فَأَخَذَ بِأُذُنِ كَلْبِ الْغَنَمِ. ②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ شخص جو حکمت و دانائی کی بات سنتا ہے، لیکن وہ جو سنتا ہے اسے برے انداز میں لیتا ہے۔ اس کی مثال اس شخص جیسی ہے جو کسی چرواہے کے پاس آتا ہے اور اسے کہتا ہے: اے چرواہے! اپنی بکریوں میں سے گوشت کے لیے ایک بکری مجھے دو، وہ کہتا ہے: جاؤ اور بہترین بکری پکڑ لو، پس وہ (جا کر) ریوڑ کے کتے کا کان پکڑ لیتا ہے۔''

---

① مسند احمد: ۲/ ۲۶۳، ۴۰۶، ۳۴۴، وابو یعلی، رقم: ۶۴۲۷، اسنادہٗ صحیحٌ.

② سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب الحكمة، رقم: ۴۱۷۲۔ قال الشيخ الالبانی: ضعيف۔ مسند احمد: ۲/ ۳۵۳۔ مسند ابی یعلی، رقم: ۶۳۸۸.

[۹۱۷/۱۷۷]...... أَخْبَرَنَا أَبُو أُسَامَةَ ، قَالَ: سَمِعْتُ الأَعْمَشَ ، يُحَدِّثُ ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اللّٰهُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ آلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَفَافًا . ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! آل محمد (ﷺ) کو بقدر ضرورت روزی عطا فرما۔''

فوائد:...... کفاف کا مطلب یہ ہے کہ اتنی روزی جس سے انسان کی ضروریات پوری ہوسکیں اور انسان مقروض نہ ہو اور نہ زیادہ کہ خوب سیر ہوکر کھایا جائے۔

کیونکہ زیادہ مال و دولت ہو تو انسان دنیا کی آسائشوں میں پڑ جاتا ہے، جس کی وجہ سے اس کا دین متاثر ہوتا ہے انبیاء کرام علیہم السلام کی بعثت کا مقصد صرف یہ تھا کہ لوگوں کو دنیا کے مشاغل، زیب و زینت سے ہٹا کر آخرت کی طرف توجہ دلائیں، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی لوگوں کے لیے نمونہ تھی، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (الاحزاب : ۲۱)

اسی لیے رسول اللہ ﷺ مذکورہ بالا دعا فرمایا کرتے تھے۔ ایک دوسری حدیث میں سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کامیاب وہ ہے جسے اسلام کی ہدایت مل گئی ضرورت کے مطابق رزق مل گیا اور وہ اس پر قانع ہوگیا۔ (مسلم، کتاب الزکاۃ، رقم : ۱۰۵٤)

[۹۱۸/۲٦۷]...... أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَى ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ ، عَنْ كُمَيْلِ بْنِ زِيَادٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ أَمْشِي مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَخْلٍ مِنْ نَخْلِ الْمَدِينَةِ ، فَقَالَ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ هَلَكَ الْمُكْثِرُونَ ، إِنَّ الْمُكْثِرِينَ هُمُ الأَسْفَلُونَ إِلَّا مَنْ قَالَ بِالْمَالِ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا ، يَعْنِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَخَلْفَهُ ، وَعَنْ يَمِينِهِ ، وَعَنْ يَسَارِهِ ، ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَهُ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: میں مدینہ کے کھجوروں کے باغ میں رسول اللہ ﷺ کی معیت میں چل رہا تھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابوہریرہ! زیادہ مال والے ہلاک ہوں گے، بے شک زیادہ مال والے زیادہ نیچے ہوں گے، مگر وہ جس نے اس طرح، اس طرح اور اس طرح خرچ کیا: ''یعنی! اپنے آگے پیچھے، اپنی دائیں جانب اور بائیں جانب، پھر حدیث سابق (رقم : ۲٦۵، ۲٦٦) کے مطابق

① بخاری، کتاب الرقاق، باب کیف کان عیش النبی صلی الله علیه وسلم واصحابه، رقم: ٦٤٦٠۔ مسلم، کتاب الزکاة، باب فی الکفاف والقناعة، رقم: ١٠٥٥۔ سنن ترمذی، رقم: ٢٣٦١۔ مسند احمد: ٧١٧٣.

إِلَى آخِرِهِ . ①
آخر تک روایت کیا۔

فوائد: ...... (۱) مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا مال و دولت باعث ہلاکت ہے، الّا یہ کہ اس کا حق ادا کر دیا جائے، کیونکہ ایسا مال خرچ کرنے کی وجہ سے نیکیوں میں اضافے کا باعث بنتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِۣ o نِ الَّذِىْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ o يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗۤ اَخْلَدَهٗ o﴾ (الهمزة: ۱۔۳) ...... ''ہلاکت ہے ہر طعنہ دینے والے، بہت عیب لگانے والے کے لیے جس نے مال جمع کیا اور اسے گن گن کر رکھا۔ وہ سمجھتا ہے کہ اس کا مال ہمیشہ رہے گا۔''

(۲)...... مذکورہ حدیث سے لاحول ولاقوۃ الا باللہ کی فضیلت کا بھی اثبات ہوتا ہے۔

(اس کے متعلق دیکھئے حدیث وشرح: ۲۵۱)

(۳)...... معلوم ہوا اللہ ذوالجلال کا لوگوں پر یہ حق ہے کہ اس کی عبادت کی جائے، کیونکہ اللہ ذوالجلال نے انسانوں اور جنوں کو پیدا ہی اپنی عبادت کے لیے کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ o﴾ (الذاريات: ٥٦) ...... ''میں نے جنات اور انسانوں کو محض اسی لیے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔''

عبادت کا مطلب کیا ہے؟ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام قرطبی رحمہ اللہ نے فرمایا: اصل میں عبادت عاجزی اور جھک جانے کا نام ہے، اور شریعت کے افعال کو عبادت اس لیے کہتے ہیں کہ مکلفین افعال کو اللہ کے سامنے عاجزی وانکساری کرتے ہوئے سرانجام دیتے ہیں۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کی عبادت کا مطلب یہ ہے کہ جن کاموں کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے ان کو بجالایا جائے اور جن سے منع کیا ان سے رک جایا جائے اور یہی دین اسلام کی حقیقت ہے، کیونکہ اسلام کا معنی اللہ کا اتنا فرمانبردار ہونا ہے کہ وہ اطاعت وعاجزی میں انتہا کر دے۔ (فتح المجيد: ص ١٤)

مذکورہ بالا حدیث سے توحید کی فضیلت کا بھی اثبات ہوتا ہے گویا جو اللہ ذوالجلال کے ساتھ شرک نہیں کرتا وہ عذاب الٰہی سے بچ جائے گا، لیکن مشرکین کے متعلق اللہ ذوالجلال فرماتے ہیں: ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ (النسآء: ٤٨) ...... ''بے شک اللہ تعالیٰ مشرک کو کبھی معاف نہیں کریں گے اور اس کے علاوہ جسے چاہیں گے معاف کر دیں گے۔''

[٢٨٥/٩١٩]...... أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، وَجَرِيرٌ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنِ الأَغَرِّ أَبِي مُسْلِمٍ......
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ
سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا،

① انظر: ٢٦٥.

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَقُولُ اللّٰهُ تَعَالَى: الْكِبْرِيَاءُ رِدَائِي وَالْعِزُّ إِزَارِي، فَمَنْ نَازَعَنِي وَاحِدًا مِنْهُمَا قَطَمْتُهُ أَلْقَيْتُهُ فِي النَّارِ. ①

آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ فرماتا ہے: کبریائی میری چادر ہے اور عزت میرا ازار ہے، پس جس نے ان دونوں میں سے کسی ایک کو مجھ سے کھینچنے کی کوشش کی تو میں اسے جہنم میں ڈال دوں گا۔''

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا تکبر سے اپنے آپ کو بچا کر رکھنا چاہیے، کیونکہ متکبر اللہ ذوالجلال کی صفت ہے۔ اور جو تکبر کرتا ہے گویا کہ وہ اللہ ذوالجلال کی صفات میں شامل ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔

جس طرح رداء وہ کپڑا جو انسان اپنے جسم کے اوپر والے حصے پر اوڑھتا ہے اور ازار نیچے والے کپڑے کو کہتے ہیں جو بطور تہبند استعمال ہوتا ہے۔ ایک انسان کسی کو اپنی رداء اور ازار میں شریک نہیں کرتا تو اللہ ذوالجلال کا مقام ومرتبہ بے انتہا بلند و بالا ہے۔ کھینچنے سے مراد یہ ہے کہ جو اللہ ذوالجلال کی صفات ہیں، ان صفات سے متصف ہونے کی کوشش کرنا یا دعویٰ کرنا تو ایسے لوگوں کا انجام جہنم ہے، کیونکہ تکبر کی معمولی مقدار بھی اللہ ذوالجلال کو پسند نہیں ہے۔

جیسا کہ حدیث میں ہے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کے دل میں رائی کے دانے جتنا بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں نہیں جائے گا۔'' (سنن ابن ماجه، رقم: ٤١٧٣۔ اسناده صحيح)

تکبر کے متعلق اور ایسے لوگوں کا انجام کیا ہوگا (دیکھئے حدیث: ٦٩۔٧٠)

[٩٢٠/٣٠٢]...... أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا حَمْزَةُ الزَّيَّاتُ، عَنْ أَبِي مُجَاهِدٍ سَعْدٍ الطَّائِيِّ، عَنْ أَبِي الْمُدَلَّهِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا لَنَا إِذَا كُنَّا عِنْدَكَ كَأَنَّ قُلُوبَنَا فِي الْآخِرَةِ، وَإِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِكَ فَلَقِينَا الْأَهْلَ وَالْوَلَدَ ذَهَبَ ذَلِكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ كُنْتُمْ إِذَا خَرَجْتُمْ مِنْ عِنْدِي تَكُونُونَ كَمَا تَكُونُونَ عِنْدِي لَصَافَحَتْكُمُ الْمَلَائِكَةُ بِأَكُفِّهَا

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، ہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! ہمارا کیا معاملہ ہے کہ جب ہم آپ کے پاس ہوتے ہیں تو گویا ہمارے دل آخرت میں (لگے) ہوتے ہیں، جب ہم آپ کے پاس سے چلے جاتے ہیں اور اپنے اہل وعیال سے ملاقات کرتے ہیں تو ہماری یہ کیفیت جاتی رہتی ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تمہاری میرے پاس سے جانے کے بعد بھی وہی کیفیت رہے جو

---

① سنن ابوداود، كتاب اللباس، باب ماجاء في الكبر، رقم: ٤٠٩٠۔ سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب البراءة من الكبر والتواضع، رقم: ٤١٧٤۔ قال الشيخ الالباني: صحيح۔ مسند احمد: ٢/ ٤٢٧۔ صحيح ابن حبان، رقم: ٥٦٧١۔ مسند حميدى، رقم: ١١٤٩.

وَلَزَارَتْكُمْ فِي بُيُوتِكُمْ، وَلَوْ لَمْ تُذْنِبُوا لَجَاءَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُذْنِبُونَ فَيَغْفِرَ لَهُمْ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَخْبِرْنِي مِمَّا خُلِقَ الْخَلْقُ، فَقَالَ: مِنَ الْمَاءِ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَخْبِرْنِي عَنِ الْجَنَّةِ مَا بِنَاؤُهَا، فَذَكَرَ مِثْلَ حَدِيثِ عِيسَى إِلَى آخِرِهِ سَوَاءً، وَقَالَ: الْمِسْكُ الْإِذْخِرُ وَحَصْبَاؤُهَا اللُّؤْلُؤُ وَالْيَاقُوتُ، وَقَالَ: وَالْإِمَامُ الْمُقْسِطُ لَا تُرَدُّ دَعْوَتُهُ. ①

کہ میرے پاس ہوتے ہوئے ہوتی ہے تو پھر فرشتے اپنے ہاتھوں کے ساتھ تم سے مصافحہ کریں، تمہارے گھروں میں تمہاری زیارت کریں، اور اگر تم گناہ نہ کرو تو اللہ ایسے لوگ لے آئے گا جو کہ گناہ کریں گے تو انہیں بخش دیا جائے گا۔'' میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! مجھے بتائیں کہ مخلوق کی تخلیق کس چیز سے ہوئی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پانی سے'' میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! مجھے جنت اور اس کی تعمیر کے متعلق بتائیں؟ پس راوی نے روایت عیسیٰ کے مثل ذکر کی اور آخر تک اسی طرح بیان کیا اور فرمایا: ''مسک (کستوری) اذخر ہے اور اس کے سنگریزے، ہیرے جواہرات اور یاقوت ہیں۔'' اور فرمایا: ''منصف بادشاہ کی دعا رد نہیں کی جاتی۔''

فوائد:...... (۱) مذکورہ حدیث سے ہمیشہ ذکر الٰہی میں مشغول رہنے والوں کی فضیلت واضح ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ایمان میں کمی اور زیادتی ہوتی رہتی ہے۔ ایمانی کیفیت ہمیشہ ایک جیسی نہیں رہتی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ انسان کو اپنی ایمانی کیفیت کے متعلق بہت محتاط رہنا چاہیے۔ معلوم ہوا کہ دنیا میں مشغول ہونا، اپنے بیوی بچوں کے حقوق ادا کرنا، شرعی حقوق کے اندر رہتے ہوئے اس میں کوئی حرج نہیں، لیکن ساتھ حقوق اللہ بھی ادا کرنے ہیں۔

ایک دوسری روایت میں ہے سیدنا حنظلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے، آپ ﷺ نے نصیحت کی اور دوزخ کا ذکر کیا، پھر میں گھر میں آیا اور بچوں سے پیار کیا اور کچھ دیر بیوی سے مشغول رہا۔ پھر میں نکلا تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ ملے، میں نے ان سے بیان کیا تو انہوں نے کہا: میں نے بھی ایسا کیا، پھر ہم دونوں رسول اللہ ﷺ سے ملے میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! حنظلہ تو منافق ہوگیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا کہتا ہے؟'' میں نے سارا حال بیان کیا، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے بھی سیدنا حنظلہ رضی اللہ عنہ کی طرح کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے حنظلہ! ایک ساعت یاد کی ہے اور ایک ساعت غفلت کی، اگر تمہارے دل اسی طرح رہیں جیسے وعظ کے وقت ہوتے ہیں تو فرشتے تم سے مصافحہ کریں یہاں تک کہ راہوں میں تم کو سلام کریں۔''

(مسلم، كتاب التوبة، باب فضل دوام الذكر والجواز ترك ذلك، رقم: ۲۷۵۰)

---

① مسند احمد: ۲/ ۳۰۴۔ قال شعيب الارناؤط: صحيح بطرقه وشواهده۔ صحيح الجامع الصغير، رقم: ۵۲۵۳.

(۲)...... مذکورہ بالا حدیث میں یہ ہے کہ: ((لَوْ لَمْ تُذْنِبُوا لَجَاءَ اللّٰهِ بِقَوْمٍ)) اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ پسند کرتا ہے کہ اس کے بندے گناہ کریں یا وہ گناہ گار لوگوں کو پسند کرتا ہے۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے علاوہ تو ہر انسان ہی خطا کار ہے، کیونکہ طبعی طور پر وہ غلطی کے دہانے پر کھڑا ہوتا ہے اور کسی وقت بھی اس سے کوئی گناہ ہوسکتا ہے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((كُلُّ بَنِيْ آدَمَ خَطَّاءٌ وَخَيْرُ الْخَطَّائِيْنَ التَّوَّابُوْنَ)) (سنن ترمذی، رقم : ۲۴۹۹۔ ابن ماجه، رقم : ۴۲۵۱) ......''آدم کی تمام اولاد خطا کرنے والی ہے اور خطا کرنے والوں میں سب سے بہتر توبہ کرنے والے ہیں۔'' (شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس کو حسن کہا ہے)

کیونکہ گناہ سرزد ہونے کے بعد توبہ و استغفار سے بندے کو قرب کا وہ مقام حاصل ہوتا ہے جو گناہ سرزد نہ ہونے سے اسے حاصل نہیں ہوتا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنَاتٍ﴾ (الفرقان : ۷۰)......''یہ لوگ (جو گناہ کے بعد توبہ کرتے) ہیں، ان کی برائیوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں میں بدل دیتا ہے۔''

(۳)...... مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوا مخلوق کی تخلیق پانی سے ہوئی ہے۔ انسان کے متعلق اللہ ذوالجلال نے فرمایا ہے: ﴿وَهُوَ الَّذِىْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا﴾ (الفرقان : ۵۴) ......''وہ جس نے پانی سے انسان کو پیدا کیا۔''

[۹۲۱/۳۴۷]...... أَخْبَرَنَا الْمُقْرِئُ، حَدَّثَنَا الاَفْرِيقِيُّ، حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ رَاشِدِ بْنِ مُسْلِمٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: شَرُّ أُمَّتِي الَّذِينَ غُذُّوا فِي النِّعَمِ وَنَبَتَتْ عَلَيْهِمْ أَجْسَامُهُمْ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری امت کے بدترین لوگ وہ ہیں جنہوں نے نعمتوں میں نشوونما پائی اور اس پر ان کے اجسام کی بڑھوتری ہوئی۔''

فوائد :...... مذکورہ حدیث سے مراد وہ لوگ ہیں جو پیسے کی ریل پیل میں آنکھ کھولتے ہیں یعنی سونے کا چمچ لے کر پیدا ہوتے ہیں اور غربت ان کے قریب سے بھی نہیں گزرتی ان کی زندگی کا مقصد عیش وعشرت کرنا اور مال کو دنیاوی لذتوں میں صرف کرنا ہوتا ہے۔

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری امت کے بدترین لوگ وہ ہیں جنہیں مختلف نعمتوں سے نوازا گیا لیکن انہوں نے (آخرت کو بھلا کر) قسما قسم کے کھانوں اور رنگا رنگ کپڑوں پر بھرپور توجہ دینا اور فصیح و بلیغ گفتگو کرنے کے لیے باچھوں کو موڑنا شروع کر دیا۔'' (سلسلة الصحيحه : ۱۸۹۱)

---

① صحیح ترغیب وترهیب، رقم: ۲۱۴۷۔ قال الشیخ الالبانی: حسن لغیره.

[۳۵۲/۹۲۲]...... أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ فُرَافِصَةَ، عَنْ مَكْحُولٍ...... عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ طَلَبَ الدُّنْيَا حَلَالًا اسْتِعْفَافًا عَنِ الْمَسْأَلَةِ وَسَعْيًا عَلَى أَهْلِهِ وَتَعَطُّفًا عَلَى جَارِهِ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَجْهُهُ كَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، وَمَنْ طَلَبَ الدُّنْيَا حَلَالًا مُفَاخِرًا مُكَاثِرًا مُرَائِيًا لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص حلال طریقے سے دنیا طلب کرتا ہے وہ کسی سے مانگنے سے بچنا چاہتا ہے اور اپنے اہل وعیال کی ضرورتیں پوری کرنا چاہتا ہے، نیز وہ اپنے ہمسائے پر شفقت کرنا چاہتا ہے تو وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوگا، اور جو دنیا حلال طریقے سے چاہتا ہے اور باہم فخر و تکاثر اور دکھلاوا چاہتا ہے تو وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ وہ اس پر ناراض ہوگا۔''

[۳۸۸/۹۲۳]...... وَبِهَذَا، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ الْحَكَمُ الْمُتَحَكِّمُ الْعَفِيفُ الْمُتَعَفِّفُ، وَيَكْرَهُ الْفَاحِشَ الْمُتَفَحِّشَ الْبَذِيءَ السَّائِلَ الْمُلْحِفَ. ②

اسی (سابقہ ۳۸۷) سند سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ دانا، پختہ رائے والے اور سوال کرنے سے اجتناب کرنے والے کو پسند فرماتا ہے اور وہ فحش گو، بدکلام اور چمٹ کر سوال کرنے والے کو ناپسند کرتا ہے۔''

[۳۹۴/۹۲۴]...... وَبِهَذَا، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِلَى ذِكْرِ اللّٰهِ فَانْتَهُوا. ③

اسی (سابقہ ۳۹۳) سند سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ کے ذکر کی طرف رک جاؤ۔''

فوائد: ...... ایک دوسری حدیث میں ہے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((اِذَا ذُكِّرْتُمْ بِاللّٰهِ فَانْتَهُوْا)) (سلسلة الصحيحه، رقم : ۱۳۱۹) ...... ''جب تمہیں اللہ تعالیٰ کے نام پر وعظ ونصیحت کی جائے۔تو باز آ جاؤ۔''

معلوم ہوا جس کو اللہ ذوالجلال کا واسطہ دیا جائے، اس کو اللہ ذوالجلال کی شان وعظمت کا خیال رکھتے ہوئے اگر اس کام سے رکنے کا یا کرنے کا مطالبہ کیا جائے تو اس کو پورا کرنا چاہیے۔

---

① لسلة ضعيفه، رقم: ۱۰۳۲ـ مسند عبد بن حميد، رقم: ۱٤۳۳ـ مسند الشاميين، رقم: ۳٤٥٦.

② مجمع الزوائد: ۸/ ۷۸ـ۷۹.

③ صحيح الجامع الصغير، رقم: ٥٤٦.

[٤٤١/٩٢٥]...... وَبِهَذَا، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لَهُمْ: أَتَدْرُونَ مَا النَّمِيمَةُ ؟ فَقَالُوا: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: نَقْلُ حَدِيثِ النَّاسِ بَعْضِهِمْ إِلَى بَعْضٍ لِيُفْسِدَ بَيْنَهُمْ. وَقَالَ: لَوْ أَنَّ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَيْنِ مِنْ مَالٍ لَابْتَغَى وَادِيًا ثَالِثًا، وَلَا يَمْلَأُ نَفْسَ بَنِي آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ، وَيَعْفُوا اللّٰهُ عَنْ مَنْ يَشَاءُ. ①

اسی (سابقہ ۴۴۰) سند سے رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے کہ آپؐ نے انہیں فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ ''نمیمہ'' کیا ہے؟'' انہوں نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں، آپؐ نے فرمایا: ''لوگوں کی بات کو دوسرے لوگوں تک پہنچانا تاکہ وہ ان کے درمیان بگاڑ پیدا کرے۔'' اور آپ نے فرمایا: ''اگر انسان کے پاس مال کی دو وادیاں ہوں تو وہ تیسری وادی تلاش کرے گا، انسان کے نفس کو (قبر کی) مٹی ہی بھرے گی، اور اللہ جس سے چاہتا ہے درگزر فرماتا ہے۔''

فوائد: ...... (۱)...... مذکورہ حدیث سے چغل خوری کا مفہوم واضح ہوتا ہے، فساد پھیلانے کے لیے ایک دوسرے کی بات آگے منتقل کرنا، ایسے لوگوں کے متعلق (صحیح مسلم، رقم: ۱۰۵) میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ نَمَّامٌ.))...... ''چغل خور جنت میں نہیں جائے گا۔''

اس سے معلوم ہوا کہ چغلی حرام ہے اور اللہ ذوالجلال نے کفار کی صفات میں ایک صفت بیان فرمائی ہے: ﴿هَمَّازٍ مَّشَّآءٍ بِنَمِيمٍ﴾ (القلم: ۱۱)...... ''بہت طعنے دینے والا، بہت زیادہ چغل خور۔''

اتنی سخت وعید شریعت نے کیوں فرمائی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ چغلی سے باہمی محبت والفت کی جڑ کٹ جاتی ہے اور چغل خور معاشرے کو برباد کر کے رکھ دیتا ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی مکرم ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے تو فرمایا: ''ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور کسی بڑے (مشکل) کام کی وجہ سے عذاب نہیں ہو رہا، ان میں سے ایک تو اپنے پیشاب سے پرہیز نہیں کرتا تھا۔ اور دوسرا ''فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيْمَةِ'' ''چغل خور'' تھا۔'' (صحیح بخاری، رقم: ۲۱۸)

(۲)...... مذکورہ بالا حدیث میں انسان کی دنیا کے مال کی حرص کا تذکرہ ہے۔ مال کی محبت کوئی بری چیز نہیں ہے، کیونکہ یہ فطری طور پر موجود ہے، لیکن جب اتنی دلچسپی ہو کہ دین سے مال کی محبت غافل کر دے تو یہ کیفیت باعث ہلاکت ہے۔

اگر مال ہے تو اس سے زکوٰۃ وصدقات دیئے جائیں اور فخر وغرور نہ کیا جائے، بلکہ اللہ ذوالجلال کا شکر ادا کیا

① بخاری، کتاب الرقاق، باب ما یتقی من فتنة المال، رقم: ٦٤٣٦۔ مسلم، کتاب الزکاة، باب لو ان لابن ادم وادیین لا بتغی ثالثا، رقم: ١٠٤٩۔ سنن ترمذی، رقم: ٢٣٣٧.

جائے لیکن اگر مال کو حاصل کرنے کا مقصد لوگوں پر فخر کرنا ہے، تو ایسی محبت مال سے جائز نہیں ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿أَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ﴾ (التکاثر: ۱) ''تمہیں ایک دوسرے سے زیادہ مال حاصل کرنے کی حرص نے غافل کر دیا۔''

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو بھوکے بھیڑیئے، جو بھیڑ بکریوں میں چھوڑ دیئے جائیں، انہیں اتنا فساد نہیں کرتے جتنا آدمی کے مال اور شرف (اونچا ہونے) کی حرص اس کے دین کو خراب کرتی ہے۔''

(سنن ترمذی، رقم : ۲۳۷۶۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس کو صحیح کہا ہے)

مذکورہ بالا حدیث کے آخر میں ہے کہ انسان کے نفس کو مٹی ہی بھرے گی، مطلب یہ کہ ساری زندگی انسان کا دل سیر نہیں ہوتا جب یہ قبر میں دفن ہوگا تب اس کی حرص ختم ہوگی۔

[٤٨١/٩٢٦]...... وَبِهَذَا، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: إِنَّ الشَّيْطَانَ يَتَنَقَّلُ فِي جِسْمِ ابْنِ آدَمَ فَإِذَا عَصَمَهُ اللّٰهُ مِنْ بَابٍ تَحَوَّلَ لَهُ مِنْ بَابٍ آخَرَ حَتَّى يُهْلِكَهُ بِغَضَهٗ. ①

اسی (سابقہ ۴۸۰) سند سے ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شیطان انسان کے جسم میں حرکت وانتقال کرتا ہے، پس جب اللہ ایک دروازے سے اسے بچا لیتا ہے تو وہ دوسرے دروازے سے آجاتا ہے حتیٰ کہ وہ اس کے بعض حصے کو ہلاک کر دیتا ہے۔''

[٤٨٢/٩٢٧]...... أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، قَالَ سَمِعْتُ ...... ابْنَ عَبَّاسٍ، يَقُولُ: عَجَبًا لِتَرْكِ النَّاسِ هَذَا الْإِهْلَالَ، وَلِتَكْبِيرِهِمْ مَا بِي إِلَّا أَنْ يَكُونَ التَّكْبِيرَةُ حَسَنًا وَلَكِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْتِي الْإِنْسَانَ مِنْ قِبَلِ الْإِثْمِ، فَإِذَا عُصِمَ مِنْهُ جَاءَهُ مِنْ نَحْوِ الْبِرِّ لِيَدَعَ سُنَّةً وَلِيَبْتَدِعَ بِدْعَةً. ②

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: لوگوں کے اس لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر کہنے کو ترک کر دینا باعث تعجب ہے، میں تو یہی چاہتا ہوں کہ تکبیر اچھی ہو، شیطان گناہ کی طرف سے انسان پر حملہ آور ہوتا ہے، پس جب وہ اس سے بچا لیا جاتا ہے تو وہ نیکی کی طرف سے اس پر حملہ آور ہوتا ہے، تاکہ وہ سنت چھوڑ کر بدعت کا ارتکاب کرے۔''

[٤٨٣/٩٢٨]...... أَخْبَرَنَا كُلْثُومٌ، حَدَّثَنَا عَطَاءٌ...... عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَوَجَدْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا وَسُكَّانِهَا الْمَسَاكِينَ. ③

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں جنت میں گیا تو میں نے وہاں کے رہنے والوں کو دیکھا تو وہ زیادہ تر مساکین تھے۔''

---

① لم اجدهٗ و اسنادهٗ ضعیف.

② لم اجدهٗ و اسنادهٗ ضعیفٌ لان ابن جریج مدلس و قد عنعنه، تقریب: ٤١٩٣.

③ مسند شامیین، رقم: ٢٣٩٧، اسنادهٗ ضعیفٌ نصعف کلثوم.

[۴۸۵/۹۲۹]...... وَبِهَذَا، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَصَلَاةٌ فِي مَسْجِدِ الْمَدِينَةِ أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ لَيْسَ الْكَعْبَةَ. ①

اسی سند سے ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! مسجد مدینہ (مسجد نبوی) میں ایک نماز پڑھنا کعبہ (بیت اللہ) کے علاوہ دیگر مساجد میں ایک ہزار نماز پڑھنے سے افضل ہے۔''

فوائد:...... مذکورہ حدیث سے مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے نبی معظم ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ صَلَّى فِيْ مَسْجِدٍ اَرْبَعِيْنَ صَلَوةً لَا تَفُوْتُهُ صَلَوةٌ كُتِبَ لَهُ بَرَاءَةٌ مِّنَ النَّارِ وَ بَرَاءَةٌ مِّنَ الْعَذَابِ وَ بَرَاءَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ.)) (مسند احمد: ۳/ ۱۵۵)...... ''جو (مومن موحد) میری اس مسجد میں چالیس نمازیں پے در پے پڑھے کسی ایک نماز کا ناغہ نہ کرے تو وہ جہنم کی آگ وسزا اور نفاق سے بری ہوجاتا ہے۔''

[۵۰۲/۹۳۰]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، أنا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا وَلَكِنْ قَارِبُوا وَسَدِّدُوا وَأَبْشِرُوا. ②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ؐ نے فرمایا: ''جو میں جانتا ہوں، اگر تمہیں اس کا پتہ چل جائے تو پھر تم کم ہنسو اور زیادہ روؤ، لیکن قریب قریب رہو، درست رہو اور بشارت قبول کرو۔''

فوائد:...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کم ہنسنا چاہیے اور زیادہ رونا چاہیے۔ مذکورہ حدیث کے الفاظ ''جو کچھ میں جانتا ہوں وہ اگر تم بھی جان لو'' اس بارے میں کئی ایک اقوال ہیں جن کا مفہوم تقریباً یہی ہے کہ نبی ﷺ کے فرمان کا مطلب ہے: امور آخرت، اس کی سختیاں، جہنم کی ہولناکیاں، گنہگاروں کو عذاب دینا اور موت وقبر کے احوال وغیرہ ان کی حقیقت کا مجھے علم ہے۔ اگر تمہیں معلوم ہو جائے تو تم بہت ہی کم ہنسو۔ (فتح الباری: ۱۱/ ۵۲۷۔ ۵۲۸)

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کا قول ہے، جو شخص یہ جانتا ہے کہ موت نے آنا ہے، قیامت قائم ہونی ہے اور اللہ کے سامنے کھڑے ہو کر حساب وکتاب دینا ہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ دنیا میں (زندگی کا) طویل حصہ رنج وغم میں گزارے۔ (فتح الباری: ۱۱/۳۱۹۔۳۲۰)

---

① مسلم، كتاب الحج، باب فضل الصلاة بمسجدى مكة والمدينة، رقم: ۱۳۹٤۔ سنن ترمذى، رقم: ۳۲۵۔ سنن نسائى، رقم: ٦۹٤۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۱٤۰٤.

② بخارى، كتاب التفسير...... ، رقم: ٤٦۲۱، ٦٤۸۵۔ مسلم، كتاب الفضائل، باب توقيره ﷺ وترك اكثار...... الخ: ، رقم: ۲۳۵۹۔ سنن ترمذى، رقم: ۲۳۱۳۔ مسند احمد: ۲/ ٤٦۷.

شاعر کہتا ہے:

ہر وقت کا ہنسنا تجھے برباد نہ کر دے
تنہائی کے لمحوں میں کبھی رو بھی لیا کر

[۵۸۶/۹۳۱]...... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ ابْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ......

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخِيَارِكُمْ؟ فَقَالُوا: بَلَى، فَقَالَ: الَّذِينَ إِذَا رُؤُوا ذُكِرَ اللّٰهُ، أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِشِرَارِكُمْ؟، فَقَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللّٰهِ، فَقَالَ: الْمَاشُونَ بِالنَّمِيمَةِ الْمُفْسِدُونَ بَيْنَ الأَحِبَّةِ، الْبَاغُونَ الْبُرَآءَ الْعَنَتَ. ①

سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں تمہارے بہترین افراد کے متعلق نہ بتاؤں؟'' انہوں نے عرض کیا: کیوں نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''(تمہارے بہترین افراد) وہ لوگ ہیں جنہیں دیکھ کر اللہ کی یاد آ جائے، کیا میں تمہیں تمہارے بدترین افراد کے متعلق نہ بتاؤں؟'' انہوں نے عرض کیا: کیوں نہیں، اللہ کے رسول! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''چغل خور، دوستوں کے درمیان لڑائی کرانے والے اور فساد وخرابی کے طلب گار۔''

فوائد: ...... (۱)...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا بہترین لوگ وہ ہیں جن کو دیکھا جائے تو اللہ یاد آ جائے کیونکہ اللہ والے ہوتے ہی وہ ہیں جو شرعی احکام کی پاسداری کرتے ہیں اور ان کے چہروں پر تقویٰ و پارسائی کا مخصوص نور ہوتا ہے۔

ایک دوسری حدیث میں ہے سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ﴿اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ﴾ (يونس: ٦٢) کے بارے میں فرمایا: اللہ کے ولی وہ لوگ ہیں جنہیں دیکھ کر اللہ یاد آ جاتا ہے۔ (سلسلة الصحيحه، رقم: ١٦٤٦)

(۲)...... مذکورہ حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بُرے لوگ وہ ہیں جو چغلی کھاتے ہیں، ادھر کی بات ادھر لگاتے ہیں اور وہاں کی بات یہاں پہنچا دی، ایسے لوگ دوستوں میں بگاڑ پیدا کرتے ہیں۔

[۶۰۷/۹۳۲]...... أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا وَهُوَ ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، حَدَّثَنِي شُرَيْحُ بْنُ هَانِئٍ......

---

① سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب من لا يؤبه له، رقم: ٤١١٩ قال الالبانى: ضعيف۔ صحيح ترغيب و ترهيب، رقم: ٢٨٢٤۔ مسند احمد: ٤/ ٢٢٧.

أَنَّ عَائِشَةَ ، حَدَّثَتْهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ أَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهُ ، وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ كَرِهَ اللّٰهُ لِقَاءَهُ ، وَالْمَوْتُ قَبْلَ لِقَاءِ اللّٰهِ . ①

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ نے فرمایا ''جو اللہ سے ملاقات کرنا پسند کرتا ہے، اللہ اس سے ملاقات کرنا پسند کرتا ہے، جو اللہ سے ملاقات کرنا ناپسند کرتا ہے تو اللہ اس سے ملنا ناپسند کرتا ہے، اور اللہ کی ملاقات سے پہلے موت ہے۔''

[٦٤١/٩٣٣]...... اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى ، اَنَا هُشَيْمٌ ، عَنِ الْمُجَالِدِ ، عَنِ الشَّعْبِيِّ......

عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ وَهِيَ تَبْكِيْ ، فَقُلْتُ لَهَا: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ مَا يُبْكِيْكِ؟ فَقَالَتْ: مَا اَشْبَعُ مِنْ طَعَامٍ وَاشْتَهِيْ اَنْ اَبْكِيَ اِلَّا بَكَيْتُ ، وَذٰلِكَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَشْبَعْ مِنْ خُبْزِ بُرٍّ فِي يَوْمٍ مَرَّتَيْنِ حَتَّى قُبِضَ . ②

مسروق نے بیان کیا: میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں گیا تو وہ رو رہی تھیں، میں نے ان سے کہا: ام المومنین! آپ کیوں رو رہی ہیں؟ انہوں نے فرمایا: میں کھانے سے جو شکم سیر ہوتی ہوں اور میں چاہتی ہوں کہ روؤں تو میں رو پڑتی ہوں اور یہ اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن میں دو بار گندم کی روٹی سیر ہو کر نہیں کھائی حتیٰ کہ آپ وفات پا گئے۔

فوائد:...... مذکورہ حدیث سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زہد واستغنا اور قناعت کا اثبات ہوتا ہے۔ حالانکہ اسلام کے ابتدائی سالوں میں مسلمانوں کو پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے آخری سالوں میں اللہ ذوالجلال نے مسلمانوں کے حالات بہتر فرما دیے، پھر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیٹ بھر کر دو وقت کھانا نہیں کھایا بلکہ جو آتا اس کو صدقہ کر دیتے تھے۔

[٦٤٢/٩٣٤]...... اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى ، نَا صَالِحُ بْنُ مُوْسَى الطَّلْحِيُّ ، عَنْ مُعَاوِيَةَ ، قَالَ يَحْيَى: وَهُوَ عِنْدَنَا ابْنُ اِسْحَاقَ......

عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَسْرَعُ الْخَيْرِ

عائشہ بنت طلحہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: ''نیک کاموں میں حسن سلوک اور صلہ رحمی کا

① بخاری، کتاب الرقاق، باب من احب لقاء الله احب الله لقاء ه، رقم: ٦٥٠٧۔ مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب من احب لقاء الله احب الله الخ، رقم: ٢٦٨٤۔ سنن ترمذی، رقم: ١٠٦٦۔ سنن نسائی، رقم: ٢٣٠٩۔ سنن ابن ماجه، رقم: ٤٢٦٤.

② بخاری، کتاب الاطعمة، باب ما کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابة یاکلون۔ مسلم، کتاب الزهد، رقم: ٢٩٧٤۔ ترمذی، رقم: ٢٣٥٦.

ثَوَابًا: اَلْبِرُّ وَصِلَةُ الرَّحِمِ، وَاَسْرَعُ الشَّرِّ عَقُوْبَةً: الْبَغْيُ وَقَطِيْعَةُ الرَّحِمِ. ①

ثواب سب سے جلد ملتا ہے، اور زیادتی وقطع رحمی کی سزا سب برائیوں سے جلد ملتی ہے۔"

فوائد:...... اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ انسان جیسا عمل کرے ویسا اُسے صلہ ملتا ہے۔ ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ((كَمَا تَدِيْنُ تُدَانُ .)) (الجامع الصغير للسيوطى)

مثل مشہور ہے: جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔ جیسی کرنی ویسی بھرنی وغیرہ۔

[٧٣٢/٩٣٥]...... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ، عَنْ خَيْثَمَةَ...... عَنِ ابْنٍ لِحُذَيْفَةَ، عَنْ عَمَّةٍ لَهُ قَالَتْ: مَرِضَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْتُهُ فِي نِسْوَةٍ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ وَقَدْ عَلَّقَ سِقَاءً وَهُوَ يَقْطُرُ عَلَى فُؤَادِهِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَدْ آذَاكَ هَذَا، فَادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَكْشِفَهُ عَنْكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أَعْظَمَ النَّاسِ بَلَاءً الأَنْبِيَاءُ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ. ②

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے نے اپنی پھوپھی (فاطمہ بنت یمان رضی اللہ عنہا) سے روایت کیا، انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ بیمار ہوئے، تو میں چند مہاجر خواتین کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی، آپؐ نے ایک مشکیزہ لٹکا رکھا تھا، وہ آپ کے دل پر قطرہ قطرہ گرا رہا تھا، میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! اس نے آپ کو ایذا پہنچائی ہے، اللہ سے دعا فرمائیں کہ وہ آپ کی اس تکلیف کو دور کر دے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سب سے زیادہ انبیاء علیہم السلام کی آزمائش ہوتی ہے، اس کے بعد ان کے بعد والے حضرات کی، اور پھر ان کی جو ان کے بعد آتے ہیں۔"

[٧٣٣/٩٣٦]...... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ حُذَيْفَةَ......

عَنْ عَمَّتِهِ فَاطِمَةَ قَالَتْ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعُودُهُ فِي نِسْوَةٍ وَقَدْ

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: میں کچھ خواتین کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی عیادت کرنے آپ کی خدمت میں

---

① سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب البغى، رقم: ٤٢١٢ـ ضعيف الجامع الصغير، رقم: ٨٤٠ـ سلسلة ضعيفه، رقم: ٢٧٨٧.

② سنن ترمذى، ابواب الزهد، باب الصبر على البلاء، رقم: ٢٣٩٨ـ قال الشيخ الالبانى: حسن صحيح ـ مسند احمد: ٦/ ٣٦٩ـ صحيح الجامع الصغير، رقم: ١٥٦٢ـ مسند بزار، رقم: ١١٥٠ـ معجم طبرانى كبير: ٢٤/ ٢٤٦: ٦٣٠.

عَلَّقَ سِقَاءً ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ . ①

حاضر ہوئی، آپؐ نے مشکیزہ لٹکا رکھا تھا، پس راوی نے حدیث سابق کے مانند ذکر کیا۔

[۷۳۴/۹۳۷]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ حُصَيْنٍ ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ......

عَنْ عَمَّتِهِ ، قَالَتْ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ نِسْوَةٍ ، فَإِذَا هُوَ قَدْ عَلَّقَ سِقَاءً يَقْطُرُ عَلَيْهِ مِنْ مَائِهِ مِنْ شِدَّةِ مَا يَجِدُهُ ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، لَوْ دَعَوْتَ اللّٰهَ أَنْ يُفَرِّجَ عَنْكَ ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ بَلَاءً الأَنْبِيَاءُ ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ . ②

سیدہ فاطمہ (بنت الیمان) رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: میں چند خواتین کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی، تو دیکھا کہ آپ نے مشکیزہ لٹکا رکھا ہے اور آپ جو تکلیف محسوس کر رہے ہیں اس وجہ سے اس کا پانی قطرہ قطرہ کر کے آپ پر گرایا جا رہا ہے، میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اللہ سے دعا فرمائیں کہ وہ آپ کی تکلیف دور فرما دے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''انبیاء علیہم السلام پر سب سے سخت آزمائش آتی ہے، پھر جو ان کے بعد، پھر جو ان کے بعد اور پھر جو ان کے بعد۔''

فوائد: ......معلوم ہوا بندہ اللہ ذوالجلال کے جتنا قریب ہوتا ہے اتنی ہی اس کو آزمائشوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یہ آزمائشیں گناہوں کے لیے کفارہ بن جاتی ہیں۔ صحیح بخاری میں ہے سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ کو شدید بخار تھا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کو بہت تیز بخار ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں مجھے تنہا ایسا بخار ہوتا ہے جتنا تم میں سے دو آدمیوں کو ہوتا ہے۔'' میں نے عرض کیا یہ اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ثواب بھی دوگنا ہے؟ فرمایا: ''ہاں یہی بات ہے۔ مسلمان کو جو بھی تکلیف پہنچتی ہے کانٹا ہو یا اس سے زیادہ تکلیف دینے والی کوئی چیز تو جیسے درخت اپنے پتوں کو گراتا ہے، اسی طرح اللہ پاک اس تکلیف کو اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے۔'' (بخاری، کتاب المرضی، رقم : ۵۶۴۸)

اللہ کا فرمان ہے: ﴿اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ﴾ (العنکبوت : ۲) ...... ''کیا لوگوں نے یہ گمان کر رکھا ہے کہ ان کے صرف اس دعوے پر کہ ہم ایمان لائے ہیں، ہم انہیں بغیر آزمائے ہی چھوڑ دیں گے۔'' معلوم ہوا مومنوں کو آزمائشوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، سابقہ امتوں اور انبیائے کرام علیہم السلام کے حالات کو پیش نظر رکھ کر ہمیں بھی مشکلات و مصائب پر صبر کرنا چاہیے۔

---

① السابق . ② السابق .

[۷٤٣/۹٣٨]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِی سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ......

عَنْ عُبَيْدِ سَنُوطَا قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ مُحَمَّدٍ , وَكَانَتْ تَحْتَ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، تَزَوَّجَهَا بَعْدَهُ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ: حَنْظَلَةُ فَقَالَتْ: جَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا إِلَى بِنْتِ حَمْزَةَ، فَذَكَرَتْ لَهُ الْأَمَارَاتِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الدُّنْيَا خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ، فَمَنْ أَخَذَ بِحَقِّهَا بَارَكَ اللّٰهُ لَهُ فِيهَا، وَرُبَّ مُتَخَوِّضٍ فِی مَالِ اللّٰهِ فِيمَا اشْتَهَتْ نَفْسُهُ لَهُ النَّارُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ . ①

عبید سنوطا نے بیان کیا، میں ام محمد (خولہ بنت قیس رضی اللہ عنہا) کے پاس گیا، وہ حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی اہلیہ تھیں، ان کے بعد حنظلہ نامی شخص نے ان سے شادی کر لی تھی، انہوں (خولہ رضی اللہ عنہا) نے کہا: رسول اللہ ﷺ ایک دن بنت حمزہ کے پاس آئے تو اس نے آپ سے امارات کا ذکر کیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دنیا سرسبز وشاداب ہے، پس جس نے اس کے حق سے لیا تو اللہ اس شخص کے لیے اس میں برکت فرمائے گا، بسا اوقات اپنے نفس کی خواہش پر اللہ کے مال میں مشغول ہونے والے شخص کے لیے قیامت کے دن جہنم کی آگ ہوگی۔''

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا دنیا کا مال اچھا اور دل کو پیارا لگتا ہے، اگر اس مال کو حلال طریقے سے کمایا جائے تو اس میں برکت بھی ہوتی ہے۔ لیکن حرام مال میں برکت نہیں ہوتی، اگر چہ وہ زیادہ ہی کیوں نہ ہو۔ اور اللہ ذوالجلال نے بھی لوگوں کو حلال کھانے کا حکم دیا ہے: ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا﴾ (البقرة: ١٦٨) ......''لوگو! زمین میں جتنی بھی حلال اور پاکیزہ چیزیں ہیں، انھیں کھاؤ۔''

اللہ ذوالجلال کے مال میں ناجائز گھسنے والے: ...... بخاری شریف کے الفاظ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اِنَّ رِجَالًا يَتَخَوَّضُوْنَ فِی مَالِ اللّٰهِ بِغَيْرِ حَقٍّ فَلَهُمُ النَّارُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .)) (بخاری، رقم : ٣١١٨) ......''کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کے مال کو بے جا اڑاتے ہیں انہیں قیامت کے دن آگ ملے گی۔''

معلوم ہوا مال غنیمت یا راہِ الٰہی کے مال کو بے دریغ ناحق خرچ کرنا ممنوع ہے۔

[۹٣٩/۹٣٤]...... اَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰی ، نَا طَلْحَةُ ، عَنْ عَطَاءٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَثِيْرًا مَا يَقُوْلُ، فَلَا اَدْرِیْ اَهُوْ شَیْءٌ يَسْتَحِبُّهُ، اَوْ هُوَ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ یہ بات اکثر کہا کرتے تھے، پس میں نہیں جانتا کہ کیا وہ ایسی چیز ہے جسے آپ مستحب سمجھتے تھے یا وہ اللہ کی کتاب میں سے

① سنن ترمذی، ابواب الزهد، باب اخذ المال، رقم: ٢٣٧٤ قال الالبانی: صحیح۔ مسند احمد: ٦/ ٣٦٤۔ صحيح الجامع الصغير، رقم: ٣٤١٠ .

لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَّالٍ لَتَمَنَّى عَلَى اللّٰهِ مِثْلَهُ، وَلَا يَمْلَأُ نَفْسَهُ إِلَّا التُّرَابُ، وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ تَابَ. ①

ہے: ''اگر انسان کے پاس مال کی دو وادیاں ہوں تو وہ اللہ سے اس کے مثل مزید کی تمنا کرے گا، اس کے نفس کو تو (قبر کی) مٹی ہی بھرے گی، جو توبہ کرتا ہے اللہ اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے۔''

فوائد: ...... مال کی محبت انسان میں فطری طور پر موجود ہے۔ دنیاوی مال کو حسب ضرورت جمع کرنا کوئی بری بات نہیں ہے، البتہ یہ مذموم تب ہے جب دنیاوی مال کی حرص میں آخرت کو فراموش کر دیا جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿أَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ○ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ○﴾ (التكاثر: ۲،۱) ...... ''تمہیں ایک دوسرے سے زیادہ حاصل کرنے کی حرص نے غافل کر دیا یہاں تک کہ تم نے قبریں جا دیکھیں۔''

مال کی حرص نہایت ہی خطرناک ہے جو دین کو خراب کر دیتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو بھوکے بھیڑیے جو بھیڑ بکریوں میں چھوڑ دیے جائیں، انہیں اتنا خراب نہیں کرتے جتنا آدمی کے مال اور شرف (اونچا ہونے) کی حرص اس کے دین کو خراب کرتی ہے۔'' (سنن ترمذی، باب الزهد، رقم: ۲۳۷۶۔ شیخ البانی نے اس کو صحیح کہا ہے۔)

---

① بخاری، کتاب الرقاق، باب ما یتقی من فتنة المال، رقم: ٦٤٣٦۔ مسلم، کتاب الزکاة، باب لو ان لابن آدم وادیین الخ، رقم: ۱۰٤۸۔ سنن ترمذی، رقم: ۲۳۳۷۔ سنن ابن ماجه، رقم: ٤۲۳۵۔ مسند احمد: ۱/ ۳۷۰.

38

كتاب أحوال الآخرة

احوال آخرت کا بیان

[۱۰/۹٤۰]...... أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ الرُّوَاسِيُّ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ رَافِعٍ الْمَدَنِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنَ الأَنْصَارِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ، عَنْ رَجُلٍ مِنَ الأَنْصَارِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي طَائِفَةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ لَمَّا خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالأَرْضَ خَلَقَ الصُّورَ، فَأَعْطَاهُ إِسْرَافِيلَ، فَهُوَ وَاضِعُهُ عَلَى فِيهِ شَاخِصٌ بَصَرَهُ إِلَى الْعَرْشِ يَنْتَظِرُ مَتَى يُؤْمَرُ، قَالَ: أَبُو هُرَيْرَةَ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، وَمَا الصُّورُ ؟ قَالَ: الْقَرْنُ، قُلْتُ: وَكَيْفَ هُوَ: قَالَ: عَظِيمٌ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، إِنَّ عَظْمَ دَارَةٍ فِيهِ لَكَعَرْضِ السَّمٰوَاتِ وَالأَرْضِ، يَأْمُرُ اللّٰهُ إِسْرَافِيلَ أَنْ يَنْفُخَ ثَلَاثَ نَفَخَاتٍ، الْأُولَى نَفْخَةُ الْفَزَعِ، وَالثَّانِيَةُ نَفْخَةُ الصُّعُوقِ،

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا جبکہ آپ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت میں تھے، آپؐ نے فرمایا: ''جب اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا، اس نے صور کو تخلیق فرمایا اور وہ اسرافیل علیہ السلام کو عطا فرمایا، پس وہ اسے اپنے منہ پر لگائے ہوئے ہیں اور اپنی نظر (نگاہ) عرش کی طرف جھکائے ہوئے دیکھ رہے ہیں کہ انہیں کب حکم دیا جاتا ہے (تاکہ وہ صور میں پھونک مار دیں)۔'' سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! صور کیا چیز ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سینگ ہے۔'' میں نے عرض کیا: اس کی کیفیت کیسی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ ایک بڑی چیز ہے، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس

وَالثَّالِثَةُ نَفْخَةُ الْقِيَامِ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ، يَأْمُرُ اللّٰهُ إِسْرَافِيلَ فَيَقُولُ لَهُ: انْفُخْ نَفْخَةَ الْفَزَعِ فَيَفْزَعَ أَهْلُ السَّمٰوَاتِ وَأَهْلُ الأَرْضِ، إِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ، فَيَأْمُرُهُ فَيُدِيمُهَا وَيُطَوِّلُهَا فَلَا يَفْتُرُ، وَهِيَ الَّتِي يَقُولُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَمَا يَنْظُرُ هٰؤُلَاءِ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً مَا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ﴾ (صٓ:١٥)، فَيُسَيِّرُ اللّٰهُ الْجِبَالَ فَتَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ، ثُمَّ تَكُونَ تُرَابًا وَتَرْتَجُّ الأَرْضُ بِأَهْلِهَا رَجًّا، وَهِيَ الَّتِي يَقُولُ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ: ﴿يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ، تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ، قُلُوبٌ يَوْمَئِذٍ وَاجِفَةٌ﴾ (النازعات:٧)، فَتَكُونَ الأَرْضُ كَالسَّفِينَةِ الْمُوثَقَةِ فِي الْبَحْرِ، تَضْرِبُهَا الأَمْوَاجُ تُكْفَأُ بِأَهْلِهَا، أَوْ كَالْقِنْدِيلِ الْمُعَلَّقِ بِالْعَرْشِ تُرْجِحُهُ الأَرْوَاحُ، فَتَمِيدُ النَّاسُ عَلَى ظَهْرِهَا فَتَذْهَلُ الْمَرَاضِعُ، وَتَضَعُ الْحَوَامِلُ، وَتَشِيبُ الْوِلْدَانُ، وَتَطِيرُ الشَّيَاطِينُ هَارِبَةً حَتَّى تَأْتِيَ الأَقْطَارَ، فَتَلْقَاهَا الْمَلَائِكَةُ فَتَضْرِبُ وُجُوهَهَا، فَيَرْجِعُ وَيُوَلِّي النَّاسُ مُدْبِرِينَ، يُنَادِي بَعْضُهُمْ بَعْضًا، وَهِيَ الَّتِي يَقُولُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿يَوْمَ التَّنَادِ يَوْمَ تُوَلُّونَ مُدْبِرِينَ مَا لَكُمْ مِنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ، وَمَنْ يُضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ﴾ (غافر:٣٢)، فَبَيْنَمَا هُمْ عَلَى ذٰلِكَ إِذِ انْصَدَعَتِ الأَرْضُ فَانْصَدَعَتْ

کے منہ کا دائرہ اس طرح بڑا ہے جس طرح آسمان اور زمین کا عرض ہے، اللہ اسرافیل کو حکم فرمائے گا کہ وہ اس میں تین بار پھونک مارے: پہلی بار پھونک مارنا فزع (گھبراہٹ) ہے، دوسری بار: نفخہ صعق (بے ہوشی والی پھونک) اور تیسری بار پھونک مارنا پروردگار عالم کے حضور قیام کے لیے ہوگا، اللہ اسرافیل کو حکم فرمائے گا تو اسے فرمائے گا: نفخہ فزع پھونکو، پس آسمان والوں اور زمین والوں میں سے اللہ جسے مستثنیٰ کرنا چاہے گا، اس کے علاوہ باقی سب گھبرا جائیں گے، پس وہ اسے حکم فرمائے گا، تو وہ کسی توقف وتعطل کے بغیر اسے بجاتا رہے گا، اس کے متعلق اللہ عزوجل کا فرمان ہے: ''یہ لوگ صرف ایک چیخ کے منتظر ہیں جس میں کوئی وقفہ نہ ہوگا۔'' پس اللہ پہاڑوں کو چلائے گا وہ بادلوں کے مانند چلیں گے، پھر وہ ریت بن جائیں گے، پھر زمین اپنے باسیوں کے ساتھ خوب لرز جائے گی، اور اللہ عزوجل نے اس کیفیت کو یوں بیان فرمایا ہے: ''اس دن لرز جانے والی لرز جائے گی اور اس کے پیچھے دوسرا زلزلہ آئے گا، اس دن کتنے ہی دل مضطرب ہوں گے۔'' پس زمین سمندر میں پرخطر کشتی کے مانند ہوگی، موجیں اسے تھپیڑے مارتی ہوں گی اور وہ اپنے سواروں سمیت الٹ جائے گی، یا عرش کے ساتھ معلق قندیل کی طرح، ہوائیں اسے جھولا جھلاتی ہوں گی، پس لوگ اپنی پشت کے بل لیٹ جائیں گے، دودھ پلانے والی (مائیں) حواس باختہ ہو جائیں گی، حاملہ خواتین اپنے حمل گرا دیں گی، بچے بوڑھے ہو جائیں گے، شیاطین بھاگتے پھر رہے ہوں گے حتیٰ کہ وہ کناروں تک پہنچیں

مِنْ قُطْرٍ إِلَى قُطْرٍ، فَرَأَوْا أَمْرًا عَظِيمًا فَأَخَذَهُمْ لِذَلِكَ مِنَ الْكَرْبِ وَالْهَوْلِ مَا اللّٰهُ بِهِ عَلِيمٌ، ثُمَّ تَكُونَ السَّمَاءُ كَالْمُهْلِ، ثُمَّ انْشَقَّتْ مِنْ قُطْرٍ إِلَى قُطْرٍ، ثُمَّ انْخَسَفَتْ شَمْسُهَا وَقَمَرُهَا وَانْتَثَرَتْ نُجُومُهَا، ثُمَّ كُشِطَتِ السَّمَاءُ عَنْهُمْ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَالأَمْوَاتُ لَا يَعْلَمُونَ بِشَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ . قَالَ: أَبُو هُرَيْرَةَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنِ اسْتَثْنَى اللّٰهُ حِينَ يَقُولُ: ﴿فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ﴾ (النمل:۸۷)، فَقَالَ: أُولَئِكَ الشُّهَدَاءُ وَهُمْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ ،وَإِنَّمَا يَصِلُ الْفَزَعُ إِلَى الْأَحْيَاءِ، فَوَقَاهُمُ اللّٰهُ فَزَعَ ذَلِكَ الْيَوْمِ، وَأَمَّنَهُمْ مِنْهُ، وَهُوَ عَذَابُ اللّٰهِ يَبْعَثُهُ عَلَى شِرَارِ خَلْقِهِ، وَهِيَ الَّتِي يَقُولُ اللّٰهُ: ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ، يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا أَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَى وَمَا هُمْ بِسُكَارَى وَلَكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيدٌ﴾ (الحج:۱)، قَالَ: فَيَمْكُثُونَ فِي ذَلِكَ الْبَلَاءِ مَا شَاءَ اللّٰهُ، إِلَّا أَنَّهُ يَطُولُ ذَلِكَ، ثُمَّ يَأْمُرُ اللّٰهُ إِسْرَافِيلَ بِنَفْخَةِ الصَّعْقِ فَيُصْعَقُ أَهْلُ السَّمَوَاتِ وَأَهْلُ الأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ

گے تو فرشتے انہیں ملیں گے وہ ان کے چہروں پر ماریں گے اور وہ پلٹ جائیں گے، لوگ پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے وہ ایک دوسرے کو پکاریں گے، اسی کے متعلق اللہ عزوجل فرماتا ہے: ''پکارنے (قیامت) کا دن، جس دن پیٹھ پھیر کر بھاگو گے تمہیں اللہ سے کوئی بچانے والا نہ ہوگا، اور جسے اللہ گمراہ کر دے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔'' پس وہ اسی اثنا میں ہوں گے کہ زمین پھٹ جائے گی، پس وہ ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک پھٹ جائے گی، وہ ایک بڑا واقعہ دیکھیں گے، اس وجہ سے وہ کرب وہول کا شکار ہو جائیں گے جس کے متعلق اللہ خوب جانتا ہے، پھر آسمان تلچھٹ کی طرح ہو جائے گا، پھر وہ ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک پھٹ جائے گا۔ پھر سورج اور چاند بے نور ہو جائیں گے اور ستارے جھڑ جائیں گے، پھر ان سے آسمان کو ہٹا لیا جائے گا۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مردوں کو اس میں سے کسی چیز کا علم نہیں ہوگا۔'' سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! اللہ تعالیٰ کے فرمان میں جو یہ استثناء کا ذکر ہے: ''پس جو مخلوق آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے، سب گھبرا اٹھیں گے مگر جسے اللہ چاہے۔'' تو یہ استثناء کسے حاصل ہوگا؟ ''آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ شہداء ہیں، وہ اپنے رب کے ہاں زندہ ہیں، یہ گھبراہٹ زندوں تک پہنچے گی، پس اللہ انہیں اس دن کی گھبراہٹ سے محفوظ و مامون رکھے گا، اور وہ اللہ کا عذاب ہے وہ اسے اپنی مخلوق کے بدترین لوگوں پر بھیجے گا، اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''لوگو! اپنے رب سے ڈر جاؤ، بے

اللّٰهُ، فَإِذَا هُمْ خَمَدُوا خُمُودًا، فَجَاءَ مَلَكُ الْمَوْتِ إِلَى الْجَبَّارِ، فَيَقُولُ: يَا رَبِّ، قَدْ مَاتَ أَهْلُ السَّمَوَاتِ وَأَهْلُ الأَرْضِ إِلَّا مَنْ شِئْتَ، فَيَقُولُ اللّٰهُ لَهُ وَهُوَ أَعْلَمُ: فَمَنْ بَقِيَ؟ فَيَقُولُ: يَا رَبِّ، أَنْتَ الْحَيُّ لَا تَمُوتُ وَبَقِيَ حَمَلَةُ عَرْشِكَ وَجِبْرِيلُ وَمِيكَائِيلُ وَأَنَا، فَيَقُولُ اللّٰهُ: لِيَمُتْ جِبْرِيلُ وَمِيكَائِيلُ، قَالَ: فَيَتَكَلَّمُ الْعَرْشُ فَيَقُولُ: يَا رَبِّ، أَتُمِيتُ جِبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ؟ فَيَقُولُ اللّٰهُ لَهُ: اسْكُتْ فَإِنِّي كَتَبْتُ عَلَى مَنْ كَانَ تَحْتَ عَرْشِي الْمَوْتَ، فَيَمُوتَانِ وَيَأْتِي مَلَكُ الْمَوْتِ إِلَى الْجَبَّارِ، فَيَقُولُ: يَا رَبِّ، قَدْ مَاتَ جِبْرِيلُ وَمِيكَائِيلُ، فَيَقُولُ اللّٰهُ لَهُ وَهُوَ أَعْلَمُ: فَمَنْ بَقِيَ؟ فَيَقُولُ: بَقِيتَ أَنْتَ الْحَيُّ لَا تَمُوتُ وَبَقِيَ حَمَلَةُ عَرْشِكَ وَأَنَا، فَيَقُولُ اللّٰهُ: لِيَمُتْ حَمَلَةُ عَرْشِي، فَيَمُوتُونَ، فَيَقُولُ اللّٰهُ لَهُ وَهُوَ أَعْلَمُ: فَمَنْ بَقِيَ؟ فَيَقُولُ بَقِيتَ أَنْتَ الْحَيُّ لَا تَمُوتُ وَبَقِيتُ أَنَا، فَيَقُولُ اللّٰهُ لَهُ: أَنْتَ خَلْقٌ مِنْ خَلْقِي، خَلَقْتُكَ لِمَا قَدْ رَأَيْتَ فَمُتْ، فَيَمُوتَ، فَإِذَا لَمْ يَبْقَ إِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ الصَّمَدُ الَّذِي لَيْسَ بِوَالِدٍ وَلَا وَلَدٍ كَانَ آخِرًا كَمَا كَانَ أَوَّلًا، قَالَ: خُلُودٌ لَا مَوْتَ عَلَى أَهْلِ الْجَنَّةِ وَلَا مَوْتَ عَلَى أَهْلِ النَّارِ، قَالَ: ثُمَّ يَقُولُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ؟ لِمَنِ الْمُلْكُ

شک قیامت کا زلزلہ ایک بڑی چیز ہے، جس دن تم اسے دیکھو گے کہ ہر دودھ پلانے والی اپنی اولاد کو بھول جائے گی جن کو اس نے دودھ پلایا ہے، اور ہر حمل والی اپنا حمل ڈال دے گی اور تم لوگوں کو مدہوش دیکھو گے جبکہ وہ مدہوش نہ ہوں گے، لیکن اللہ کا عذاب بڑا سخت ہے۔''

فرمایا: وہ اس آزمائش میں جب تک اللہ چاہے گا رہیں گے، البتہ یہ عرصہ طویل ہوگا۔ پھر اللہ اسرافیل علیہ السلام کو نفخہ صعق (بے ہوش ہو جانے کے متعلق پھونک) کے متعلق حکم فرمائے گا، تو آسمانوں والے اور زمین والے بے ہوش ہو جائیں گے سوائے اس کے جسے اللہ چاہے گا، پس وہ بے حس و حرکت ہو جائیں گے، ملک الموت الجبار (اللہ تعالیٰ) کی خدمت میں حاضر ہو کر کہے گا: پروردگار! آسمانوں والے اور زمین والے مر چکے ہیں سوائے ان کے جیسے تو نے چاہا، اللہ اسے فرمائے گا، جبکہ وہ خوب جاننے والا ہے: باقی کون بچا ہے؟ تو وہ عرض کرے گا: پروردگار! تو ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے تجھے موت نہیں آئے گی، تیرے عرش کو اٹھانے والے، جبریل و میکائیل اور میں باقی رہ گئے ہیں، اللہ فرمائے گا: جبریل و میکائیل کو مار دے، تو عرش بولے گا اور کہے گا: اے رب! کیا آپ جبریل و میکائیل کو بھی مار دیں گے تو اللہ اسے فرمائے گا: خاموش ہو جا، جو میرے عرش کے نیچے ہے میں نے اس پر مرنا لکھ دیا ہے، پس وہ مر جائیں گے اور ملک الموت الجبار کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرے گا: رب جی! جبریل و میکائیل وفات پا گئے ہیں، اللہ اسے فرمائے گا، جبکہ وہ خوب جانتا ہے: کون باقی بچا ہے؟ وہ عرض کرے

الْيَوْمَ ؟ فَلَا يُجِيبُهُ أَحَدٌ، ثُمَّ يَقُولُ لِنَفْسِهِ: لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ، ثُمَّ يَطْوِى اللّٰهُ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكِتَابِ، ثُمَّ يُبَدِّلُ اللّٰهُ السَّمَاءَ وَالأَرْضَ غَيْرَ الأَرْضِ، ثُمَّ دَحَا بِهَا، ثُمَّ يَلْفُفُهَا، ثُمَّ قَالَ: أَنَا الْجَبَّارُ، ثُمَّ يُبَدِّلُ السَّمَاءَ وَالأَرْضَ غَيْرَ الأَرْضِ، ثُمَّ دَحَاهُمَا، ثُمَّ يَلْفُفُهُمَا فَقَالَ ثَلَاثًا: أَنَا الْجَبَّارُ، أَلَا مَنْ كَانَ لِى شَرِيكًا فَلْيَأْتِ، أَلَا مَنْ كَانَ لِى شَرِيكًا فَلْيَأَتِ، فَلَا يَأَتِيهِ أَحَدٌ، فَيَبْسُطُهَا وَيَسْطَحُهَا وَيَمُدُّهَا مَدَّ الأَدِيمِ الْعُكَاظِيِّ لَا تَرَى فِيهَا عِوَجًا وَلَا أَمْتًا، ثُمَّ يَزْجُرُ اللّٰهُ الْخَلْقَ زَجْرَةً وَاحِدَةً، فَإِذَا هُمْ فِى هَذِهِ الْمُبْدَلَةِ فِى مِثْلِ مَوَاضِعِهِمُ الْأُولَى، مَنْ كَانَ فِى بَطْنِهَا كَانَ فِى بَطْنِهَا، وَمَنْ كَانَ عَلَى ظَهْرِهَا كَانَ عَلَى ظَهْرِهَا، ثُمَّ يُنَزِّلُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مَاءً مِنْ تَحْتِ الْعَرْشِ فَتُمْطِرُ السَّمَاءُ عَلَيْهِمْ أَرْبَعِينَ يَوْمًا، فَيَنْبُتُونَ كَنَبَاتِ الطَّرَاثِيثِ وَكَنَبَاتِ الْبَقْلِ، حَتَّى إِذَا تَكَامَلَتْ أَجْسَادُهُمْ فَكَانَتْ كَمَا كَانَتْ، قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: لِيَحْيَ حَمَلَةُ الْعَرْشِ فَيَحْيَوْنَ، ثُمَّ يَقُولُ: لِيَحْيَ جِبْرِيلُ وَمِيكَائِيلُ فَيَحْيَيَانَ، ثُمَّ يَأْمُرُ اللّٰهُ إِسْرَافِيلَ فَيَقُولُ لَهُ: انْفُخْ نَفْخَةَ الْبَعْثِ، وَيَنْفُخُ نَفْخَةَ الْبَعْثِ، فَتَخْرُجُ الأَرْوَاحُ كَأَنَّهَا النَّحْلُ قَدْ

گا: تو ہمیشہ زندہ رہنے والا باقی بچا ہے جسے موت نہیں آئے گی، تیرے عرش کو اٹھانے والے اور میں باقی بچا ہوں، اللہ فرمائے گا: میرے عرش کو اٹھانے والے فوت ہو جائیں۔ تو وہ فوت ہو جائیں گے۔ اللہ اسے فرمائے گا، جبکہ وہ خوب جانتا ہے: کون باقی بچا ہے؟ وہ عرض کرے گا: تو ہمیشہ زندہ رہنے والا باقی رہ گیا ہے، جسے موت نہیں آئے گی اور میں باقی رہ گیا ہوں، تو اللہ اسے فرمائے گا: تو میری مخلوق میں سے ایک مخلوق ہے تو نے جو دیکھا ہے میں نے تجھے اس لیے پیدا کیا تھا، پس مر جا، تو وہ مر جائے گا۔ پس جب صرف **الله الواحد القهار الصمد** جو کہ واحد ہے نہ اس کی اولاد ہے باقی رہ جائے گا، جس طرح وہ اول تھا وہی آخر پر رہ جائے گا تو وہ فرمائے گا: بس اب خلود (ہمیشگی) ہے جنتیوں پر موت ہے نہ جہنمیوں پر۔ پھر اللہ عزوجل فرمائے گا: ''آج کس کی بادشاہت ہے؟ کس کی بادشاہت ہے؟'' کوئی اسے جواب نہیں دے گا، پھر وہ اپنے آپ سے فرمائے گا: ''اللہ اکیلے غالب کے لیے ہے۔'' پھر اللہ آسمانوں اور زمین کو کتاب کے لیے لکھے گئے طومار کی طرح لپیٹ دے گا، پھر اللہ آسمان اور زمین کو دوسری زمین سے بدل دے گا، پھر ان دونوں کو کشادہ کر دے گا، پھر انہیں اچک لے گا، پھر فرمائے گا: میں الجبار ہوں، پھر آسمان اور زمین کو دوسری زمین سے بدل دے گا، پھر انہیں کشادہ کر دے گا، پھر انہیں اچک لے گا، پس تین بار کہے گا: میں الجبار ہوں، جو کوئی میرا شریک تھا وہ آئے، سنو میرا جو کوئی شریک تھا وہ آئے، کوئی بھی نہیں آئے گا، تو وہ اسے ادیم عکاظ کی طرح کشادہ کر

مَلَأَتْ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالأَرْضِ، فَيَقُولُ الْجَبَّارُ: وَعِزَّتِي وَجَلَالِي لَيَرْجِعَنَّ كُلُّ رُوحٍ إِلَى جَسَدِهِ، فَتَدْخُلُ الأَرْوَاحُ فِي الأَرْضِ عَلَى الأَجْسَادِ، ثُمَّ تَمْشِي فِي الْخَيَاشِيمِ كَمَشْيِ السُّمِّ فِي اللَّدِيغِ، ثُمَّ تَنْشَقُّ عَنْهُمُ الأَرْضُ، وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الأَرْضُ، فَتَخْرُجُونَ سِرَاعًا إِلَى رَبِّكُمْ تَنْسِلُونَ، كُلُّكُمْ عَلَى سِنِّ ثَلَاثِينَ، وَاللِّسَانُ يَوْمَئِذٍ سُرْيَانِيَّةٌ، ﴿مُهْطِعِينَ إِلَى الدَّاعِ يَقُولُ الْكَافِرُونَ هَذَا يَوْمٌ عَسِرٌ﴾ (القمر:٨)، ذَلِكَ يَوْمُ الْخُرُوجِ، يُوقَفُونَ فِي مَوْقِفٍ وَاحِدٍ مِقْدَارَ سَبْعِينَ عَامًا، حُفَاةً عُرَاةً غُلْفًا غُرْلًا، لَا يَنْظُرُ إِلَيْكُمْ وَلَا يَقْضِي بَيْنَكُمْ، فَيَبْكِي الْخَلَائِقُ حَتَّى يَنْقَطِعَ الدَّمْعُ وَيَدْمَعُونَ دَمًا، وَيَغْرَقُونَ حَتَّى يَبْلُغَ ذَلِكَ مِنْهُمُ الأَذْقَانَ وَيُلْجِمَهُمْ، ثُمَّ يَضِجُّونَ فَيَقُولُونَ: مَنْ يَشْفَعُ لَنَا إِلَى رَبِّنَا لِيَقْضِيَ بَيْنَنَا؟، فَيَقُولُونَ: وَمَنْ أَحَقُّ بِذَلِكَ مِنْ أَبِيكُمْ آدَمَ، خَلَقَهُ اللّٰهُ بِيَدِهِ وَنَفَخَ فِيهِ مِنْ رُوحِهِ وَكَلَّمَهُ قُبُلًا، فَيُؤْتَى آدَمُ فَيُطْلَبُ ذَلِكَ إِلَيْهِ فَيَأْبَى فَيَسْتَقْرُونَ الأَنْبِيَاءَ نَبِيًّا نَبِيًّا، كُلَّمَا جَاءُوا نَبِيًّا أَبَى، وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: حَتَّى يَأْتُونِي فَإِذَا جَاءُونِي انْطَلَقْتُ حَتَّى آتِيَ الْفَحْصَ فَأَخِرُّ قُدَّامَ الْعَرْشِ سَاجِدًا، فَيَبْعَثُ اللّٰهُ

کے بچھا دے گا، اس میں کوئی ٹیڑھا پن نظر آئے گا نہ کوئی ٹیلہ (نشیب وفراز) پھر اللہ مخلوق کو خوب ڈانٹے گا، تو وہ اس تبدیلی میں اپنے پہلے مقامات کی حالت میں ہوں گے، جو اس کے بطن (پیٹ) میں ہوگا تو وہ اس کے بطن میں ہوگا اور جو اس کی پشت پر ہوگا تو وہ اس کی پشت پر ہوگا، پھر اللہ عرش کے نیچے سے ان پر پانی نازل فرمائے گا تو ان پر چالیس روز بارش ہوگی تو وہ طرثوث اور ترکاری کی طرح اُگ آئیں گے حتیٰ کہ جب ان کے جسم مکمل ہو جائیں گے جس طرح کہ وہ ہے تو اللہ عزوجل فرمائے گا: حاملین عرش زندہ ہو جائیں، پس وہ زندہ ہو جائیں گے، پھر فرمائے گا: جبریل ومیکائیل زندہ ہو جائیں، تو وہ زندہ ہو جائیں گے۔ پھر اللہ اسرافیل کو حکم فرماتے ہوئے فرمائے گا: نفخہ بعث (دوبارہ جی اٹھنے کے لیے صور) پھونکو، وہ نفخہ بعث پھونکیں گے، تو روحیں شہد کی مکھیوں کی طرح نکل آئیں گی اور زمین وآسمان کا درمیانی حصہ بھر جائے گا، الجبار فرمائے گا: میری عزت وجلال کی قسم! ہر روح اپنے جسم کی طرف لوٹ جائے، پس روحیں زمین میں اجساد میں داخل ہو جائیں گی، پھر وہ نتھنوں میں اس طرح چلیں گی جس طرح زہر اس شخص کے جسم میں سرایت کرتا ہے جسے کسی زہریلی چیز نے ڈس لیا ہو، پھر زمین ان پر سے پھٹ جائے گی۔ اور سب سے پہلے مجھ پر سے زمین پھٹے گی۔ پھر تم تیزی کے ساتھ نکل کر اپنے رب کی طرف دوڑو گے اور اس وقت تم سب تیس سال کی عمر کے ہوگے اور زبان سریانی ہوگی۔ ''تم پکارنے والے کی طرف عاجزی وانکساری کے ساتھ (سر اٹھائے ہوئے) دوڑتے

إِلَيَّ مَلَكًا فَيَأْخُذُ بِعَضُدِي فَيَرْفَعُنِي، قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، وَمَا الْفَحْصُ ؟ فَقَالَ: قُدَّامُ الْعَرْشِ، قَالَ: يَقُولُ اللّٰهُ: مَا شَأْنُكَ يَا مُحَمَّدُ ؟ وَهُوَ أَعْلَمُ فَأَقُولُ: يَا رَبِّ، وَعَدْتَنِي الشَّفَاعَةَ فَشَفِّعْنِي فِي خَلْقِكَ فَاقْضِ بَيْنَهُمْ، قَالَ: فَيَقُولُ اللّٰهُ أَنَا آتِيكُمْ فَأَقْضِي بَيْنَكُمْ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَأَجِيءُ فَأَرْجِعُ فَأَقِفُ مَعَ النَّاسِ فَبَيْنَمَا نَحْنُ وَقُوفًا إِذْ سَمِعْنَا حِسًّا مِنَ السَّمَاءِ شَدِيدًا فَهَالَنَا، فَنَزَلَ أَهْلُ السَّمَاءِ الدُّنْيَا بِمِثْلَيْ مَنْ فِيهَا مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ، حَتَّى إِذَا دَنَوْا مِنَ الأَرْضِ أَشْرَقَتِ الأَرْضُ لِنُورِهِمْ فَأَخَذُوا مَصَافَّهُمْ، فَقُلْنَا: أَفِيكُمْ رَبُّنَا ؟ فَقَالُوا: لَا وَهُوَ آتٍ، ثُمَّ يَنْزِلُ أَهْلُ السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ بِمِثْلَيْ مَنْ نَزَلَ مِنَ الْمَلَائِكَةِ وَبِمِثْلَيْ مَنْ فِيهَا مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ، حَتَّى إِذَا دَنَوْا مِنَ الأَرْضِ اشْرَقَتِ الأَرْضُ لِنُورِهِمْ، وَأَخَذُوا مَصَافَّهُمْ، فَقُلْنَا لَهُمْ: أَفِيكُمْ رَبُّنَا؟ فَقَالُوا: لَا وَهُوَ آتٍ، ثُمَّ يَنْزِلُ أَهْلُ السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ بِمِثْلَيْ مَنْ نَزَلَ مِنَ الْمَلَائِكَةِ وَبِمِثْلَيْ مَنْ فِيهَا مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ حَتَّى إِذَا دَنَوْا مِنَ الأَرْضِ أَشْرَقَتِ الأَرْضُ لِنُورِهِمْ، وَأَخَذُوا مَصَافَّهُمْ، فَقُلْنَا لَهُمْ: أَفِيكُمْ رَبُّنَا ؟ فَقَالُوا: لَا وَهُوَ آتٍ، ثُمَّ يَنْزِلُ أَهْلُ السَّمٰوَاتِ

ہوئے آ ؤ گے، کافر کہیں گے یہ تو سخت دن ہے۔'' یہ (قبروں سے) نکلنے کا دن ہے، انہیں ایک ہی جگہ ٹھہرایا جائے گا، وہاں مدت قیام ستر سال ہوگی اور وہ ننگے بدن اور ننگے پاؤں، غیر مختون ہوں گے، تمہاری طرف دیکھا جائے گا نہ تمہارے درمیان فیصلہ کیا جائے گا، مخلوق رو رہی ہوگی حتیٰ کہ آنسو ختم ہو جائیں گے اور پھر وہ خون کے آنسو روئیں گے، پسینے سے شرابور ہوں گے حتیٰ کہ ان میں سے کچھ کو ٹھوڑیوں تک پسینہ پہنچا ہوگا، اور انہیں لگام ڈالی جائے گی، پھر وہ چیخ وپکار کرتے ہوئے کہیں گے: ہمارے رب کے حضور کون ہماری سفارش کرتا ہے تا کہ وہ ہمارے درمیان فیصلہ فرما دے؟ وہ کہیں گے: تمہارے باپ آدم علیہ السلام کے علاوہ کون اس کا زیادہ حق دار ہے، اللہ نے انہیں اپنے ہاتھ سے تخلیق فرمایا، اس میں اپنی روح پھونکی اور بالمشافہ ان سے کلام فرمایا، آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے، ان سے درخواست کی جائے گی تو وہ انکار کر دیں گے، وہ ایک ایک نبی کے پاس آ کر درخواست کریں گے لیکن وہ انکار کر دیں گے۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''حتیٰ کہ وہ میرے پاس آئیں گے، جب وہ میرے پاس آئیں گے تو میں چل کر مقام حوض تک پہنچ کر عرش کے مقابل سجدہ ریز ہو جاؤں گا، تو میرا پروردگار ایک فرشتہ میری طرف بھیجے گا، وہ میرا بازو پکڑ کر مجھے اٹھائے گا۔'' سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! الفحص سے کیا مراد ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عرش کے سامنے۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ فرمائے گا: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! تمہارا کیا مسئلہ ہے؟ جبکہ وہ خوب جانتا

سَمَاءٌ سَمَاءٌ عَلَى قَدْرِ ذَلِكَ مِنَ التَّضْعِيفِ حَتَّى يَنْزِلَ الْجَبَّارُ فِي ظُلَلٍ مِنَ الْغَمَامِ وَالْمَلَائِكَةُ تَحْمِلُ عَرْشَهُ ثَمَانِيَةٌ، وَهُمُ الْيَوْمَ أَرْبَعَةٌ، أَقْدَامُهُمْ عَلَى تُخُومِ الأَرْضِ السُّفْلَى، وَالأَرْضُونَ وَالسَّمَوَاتُ عَلَى حُجُزِهِمْ وَالْعَرْشُ عَلَى مَنَاكِبِهِمْ، لَهُمْ زَجَلٌ مِنَ التَّسْبِيحِ، وَتَسْبِيحُهُمْ أَنْ يَقُولُوا: سُبْحَانَكَ ذِي الْمُلْكِ ذِي الْمَلَكُوتِ، سُبْحَانَ رَبِّ الْعَرْشِ ذِي الْجَبَرُوتِ، سُبْحَانَ رَبِّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ، قُدُّوسٌ قُدُّوسٌ، سُبْحَانَ رَبِّنَا الأَعْلَى، سُبْحَانَ رَبِّ الْمَلَكُوتِ وَالْجَبَرُوتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالسُّلْطَانِ وَالْعَظَمَةِ، سُبْحَانَهُ أَبَدَ الأَبَدِ، سُبْحَانَ الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ، سُبْحَانَ الَّذِي يُمِيتُ الْخَلَائِقَ وَلَا يَمُوتُ۔ ثُمَّ يَضَعُ اللّٰهُ عَرْشَهُ حَيْثُ يَشَاءُ مِنَ الأَرْضِ فَيَقُولُ: وَعِزَّتِي وَجَلَالِي لَا يُجَاوِزُنِي أَحَدٌ الْيَوْمَ بِظُلْمٍ، ثُمَّ يُنَادِي نِدَاءً يُسْمِعُ الْخَلْقَ كُلَّهُمْ، فَيَقُولُ: إِنِّي أُنْصِتُ لَكُمْ مُنْذُ خَلَقْتُكُمْ، أُبْصِرُ أَعْمَالَكُمْ وَأَسْمَعُ قَوْلَكُمْ، فَأَنْصِتُوا إِلَيَّ فَإِنَّمَا هِيَ صُحُفُكُمْ وَأَعْمَالُكُمْ تُقْرَأُ عَلَيْكُمْ فَمَنْ وَجَدَ الْيَوْمَ خَيْرًا فَلْيَحْمَدِ اللّٰهَ وَمَنْ وَجَدَ غَيْرَ ذَلِكَ فَلَا يَلُومَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ، ثُمَّ يَأْمُرُ اللّٰهُ جَهَنَّمَ فَيَخْرُجُ مِنْهَا عُنُقٌ سَاطِعٌ مُظْلِمٌ، فَيَقُولُ:

ہے، میں عرض کروں گا: رب جی! تو نے مجھ سے شفاعت کا وعدہ فرمایا تھا، پس اپنی مخلوق کے متعلق میری شفاعت قبول فرما اور ان کے درمیان فیصلہ فرما۔'' فرمایا: ''اللہ فرمائے گا، میں تمہارے ہاں آ کر تمہارے درمیان فیصلہ کرتا ہوں۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پس میں واپس آ کر لوگوں کے ساتھ کھڑا ہو جاؤں گا، اس اثنا میں کہ ہم کھڑے ہوں گے، اچانک ہم آسمان سے سخت آہٹ سنیں گے وہ ہمیں خوف زدہ کر دے گی، وہاں موجود جن وانس سے دوگنا آسمان دنیا والے نازل ہوں گے، حتیٰ کہ جب وہ زمین کے قریب پہنچیں گے تو زمین ان کے نور سے منور ہو جائے گی، وہ صفیں باندھ لیں گے، ہم انہیں کہیں گے: کیا تم میں ہمارا رب ہے؟ وہ کہیں گے: نہیں، وہ آنے ہی والا ہے، پھر تیسرے آسمان والے نازل ہونے والے فرشتوں اور وہاں موجود جن وانس سے دوگنا مقدار میں نازل ہوں گے، حتیٰ کہ جب وہ زمین کے قریب آ جائیں گے تو زمین ان کے نور سے منور ہو جائے گی اور وہ اپنی صفیں باندھ لیں گے، ہم انہیں کہیں گے: کیا ہمارا رب تم میں ہے؟ وہ کہیں گے: نہیں، بس وہ آنے ہی والا ہے، پھر ایک ایک آسمان سے اس اضافے کے ساتھ تمام آسمانوں والے نازل ہوں گے حتیٰ کہ فرشتوں اور بادلوں کے سائے میں الجبار نازل ہوگا، آٹھ فرشتے اس کا عرش اٹھائے ہوئے ہوں گے، وہ اس دن چار ہوں گے ان کے قدم ارض سفلی کی سرحدوں پر ہوں گے، آسمان اور زمینیں ان کے ازار باندھنے کی جگہ پر ہوں گے اور عرش ان کے کندھوں پر ہوگا، ان کی تسبیح سے ایک شور ہوگا، اور

﴿امْتَازُوا الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمُجْرِمُونَ، أَلَمْ أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ﴾ (يس:٥٩) إِلَى قَوْلِهِ: ﴿وَلَقَدْ أَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيرًا، أَفَلَمْ تَكُونُوا تَعْقِلُونَ﴾ (يس:٦٢)، قَالَ: فَيَقْضِي اللّٰهُ بَيْنَ خَلْقِهِ إِلَّا الثَّقَلَيْنِ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ يُقِيدُ بَعْضَهُمْ مِنْ بَعْضٍ، حَتَّى إِنَّهُ لَيُقِيدُ الْجَمَّاءَ مِنْ ذَاتِ الْقَرْنِ، فَإِذَا لَمْ تَبْقَ تَبِعَةٌ لِوَاحِدَةٍ عِنْدَ أُخْرَى قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهَا: كُونِي تُرَابًا فَعِنْدَ ذَلِكَ: ﴿يَقُولُ الْكَافِرُ يَا لَيْتَنِي كُنْتُ تُرَابًا﴾ (النبأ:٤٠)، ثُمَّ يَقْضِي اللّٰهُ بَيْنَ الثَّقَلَيْنِ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ، فَيَكُونَ أَوَّلُ مَا يَقْضِي فِيهِ الدِّمَاءَ، فَيُؤْتَى بِالَّذِي كَانَ يَقْتُلُ فِي الدُّنْيَا عَلَى أَمْرِ اللّٰهِ وَكِتَابِهِ وَيُؤْتَى بِالَّذِي قُتِلَ كُلُّهُمْ يَحْمِلُ رَأْسَهُ تَشْخَبُ أَوْدَاجُهُ دَمًا، فَيَقُولُونَ: رَبَّنَا قَتَلَنِي هَذَا، فَيَقُولُ اللّٰهُ لَهُ وَهُوَ أَعْلَمُ: لِمَ قَتَلْتَ هَذَا؟ فَيَقُولُ: قَتَلْتُهُ لِتَكُونَ الْعِزَّةُ لَكَ، فَيَقُولُ اللّٰهُ لَهُ: صَدَقْتَ، فَيَجْعَلُ اللّٰهُ لِوَجْهِهِ مِثْلَ نُورِ الشَّمْسِ وَتُشَيِّعُهُ الْمَلَائِكَةُ إِلَى الْجَنَّةِ، وَيُؤْتَى بِالَّذِي كَانَ يَقْتُلُ فِي الدُّنْيَا عَلَى غَيْرِ طَاعَةِ اللّٰهِ وَأَمْرِهِ تَعَزُّزًا فِي الدُّنْيَا، وَيُؤْتَى بِالَّذِي قُتِلَ، كُلُّهُمْ يَحْمِلُ رَأْسَهُ تَشْخَبُ أَوْدَاجُهُ دَمًا، فَيَقُولُ: يَا رَبَّنَا قَتَلْتُ هَذَا، فَيَقُولُ اللّٰهُ لَهُ وَهُوَ أَعْلَمُ: لِمَ قَتَلْتَ هَذَا وَهُوَ أَعْلَمُ فَيَقُولُ: قَتَلْتُهُ لِتَكُونَ الْعِزَّةُ

ان کی تسبیح کے یہ الفاظ ہوں گے: ((سُبْحَانَكَ ذِي الْمُلْكِ ذِي الْمَلَكُوْتِ، سُبْحَانَ رَبِّ الْعَرْشِ ذِي الْجَبَرُوْتِ، سُبْحَانَ رَبِّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ، قُدُّوْسٌ قُدُّوْسٌ، سُبْحَانَ رَبِّنَا الْأَعْلَى، سُبْحَانَ رَبِّ الْمَلَكُوْتِ وَالْجَبَرُوْتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالسُّلْطَانِ وَالْعَظَمَةِ، سُبْحَانَهُ أَبَدَ الْأَبَدِ، سُبْحَانَ الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوْتُ، سُبْحَانَ الَّذِي يُمِيْتُ الْخَلَائِقَ وَلَا يَمُوْتُ.)) پھر اللہ زمین کے جس حصے پر چاہے گا، اپنا عرش رکھے گا، وہ فرمائے گا: مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! آج کوئی ظلم کے ساتھ میرے پاس نہیں رہ سکے گا، پھر وہ ایک آواز دے گا جسے وہ ساری مخلوق کو سنائے گا، فرمائے گا: میں نے جب سے تمہیں پیدا فرمایا، تب سے تمہاری خاطر خاموشی اختیار کیے رکھی، میں تمہارے اعمال دیکھتا تھا اور تمہارے اقوال سنتا تھا، پس تم میری خاطر خاموشی اختیار کرو، یہ تمہارے رجسٹر اور تمہارے اعمال ہیں جو پڑھ کر تمہیں سنائے جائیں گے، جو خیر و بھلائی پائے تو وہ اللہ کا شکر ادا کرے، اور جو اس کے علاوہ کوئی چیز پائے تو وہ صرف اپنے آپ ہی کو ملامت کرے، پھر اللہ جہنم کو حکم فرمائے گا تو اس میں سے ایک گردن بلند ہوگی، وہ کہے گی: ''مجرمو! آج الگ ہو جاؤ'' کیا میں نے تم سے عہد نہیں لیا تھا'' ...... (پس) اس قول تک کہ ''اس (شیطان) نے تم میں سے بہت سی مخلوق کو گمراہ کر دیا، کیا تمہیں عقل نہیں تھی'' فرمایا: ''جن وانس کے علاوہ اللہ اپنی ساری مخلوق کے درمیان فیصلہ فرما دے گا، اور ایک دوسرے سے بدلہ

لِی ، فَيَقُولُ اللّٰهُ لَهُ: تَعِسْتَ تَعِسْتَ تَعِسْتَ ، فَيُسَوِّدُ اللّٰهُ وَجْهَهُ وَتَزْرَقُّ عَيْنَاهُ فَلَا تَبْقَى نَفْسٌ قَتَلَهَا إِلَّا قُتِلَ بِهَا ، ثُمَّ يَقْضِي اللّٰهُ بَيْنَ مَنْ بَقِيَ مِنْ خَلْقِهِ حَتَّى إِنَّهُ لَيُكَلِّفُ يَوْمَئِذٍ شَائِبَ اللَّبَنِ بِالْمَاءِ ، ثُمَّ يَبِيعُهُ أَنْ يُخَلِّصَ الْمَاءَ مِنَ اللَّبَنِ حَتَّى إِذَا لَمْ يَبْقَ لِأَحَدٍ عِنْدَ أَحَدٍ تَبِعَةٌ نَادَى مُنَادٍ فَأَسْمَعَ الْخَلْقَ كُلَّهُمْ فَقَالَ: أَلَا لِتَلْحَقْ كُلُّ قَوْمٍ بِآلِهَتِهِمْ وَمَا كَانُوا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ فَلَا يَبْقَى أَحَدٌ عَبَدَ دُونَ اللّٰهِ شَيْئًا إِلَّا مُثِّلَتْ لَهُ آلِهَتُهُ بَيْنَ يَدَيْهِ وَيُجْعَلُ مَلَكٌ مِنَ الْمَلَائِكَةِ يَوْمَئِذٍ عَلَى صُورَةِ عُزَيْرٍ ، فَيَتَّبِعُهُ الْيَهُودُ ، وَيُجْعَلُ مَلَكٌ مِنَ الْمَلَائِكَةِ يَوْمَئِذٍ عَلَى صُورَةِ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيَتَّبِعُهُ النَّصَارَى ، ثُمَّ تَقُودُهُمْ آلِهَتُهُمْ إِلَى النَّارِ ، وَهِيَ الَّتِي يَقُولُ اللّٰهُ: ﴿لَوْ كَانَ هَؤُلَاءِ آلِهَةً مَا وَرَدُوهَا﴾ (الأنبياء:٩٩) قَالَ: ثُمَّ يَأْتِيهِمُ اللّٰهُ فِيمَا شَاءَ مِنْ هَيْبَةٍ ، فَيَقُولُ: أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ ذَهَبَ النَّاسُ الْحَقُوا بِآلِهَتِكُمْ وَمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ ، فَيَقُولُونَ: وَاللّٰهِ مَا لَنَا مِنْ إِلَهٍ إِلَّا اللّٰهُ ، وَمَا كُنَّا نَعْبُدُ غَيْرَهُ ، قَالَ: فَيَنْصَرِفُ عَنْهُمْ وَهُوَ اللّٰهُ مَعَهُمْ ثُمَّ يَأْتِيهِمُ اللّٰهُ فِيمَا شَاءَ مِنْ هَيْبَتِهِ ، فَيَقُولُ: أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ ذَهَبَ النَّاسُ الْحَقُوا بِآلِهَتِكُمْ وَمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ مِنْ دُونَ اللّٰهِ ،

دلائے گا، حتیٰ کہ وہ سینگ والی سے سینگ کے بغیر والی کو بدلہ دلائے گا، پس جب کسی کا کسی کے ہاں کوئی بدلہ باقی نہیں رہے گا، اللہ عزوجل اسے فرمائے گا: مٹی ہو جا، اس وقت کافر کہے گا: ''کاش کہ میں مٹی ہوتا۔'' پھر اللہ جن وانس کے درمیان فیصلہ کرے گا، سب سے پہلے خون (قتل) کے متعلق فیصلہ کیا جائے گا، پس اس شخص کو لایا جائے گا جو دنیا میں قتل کیا کرتا تھا، اللہ کی کتاب اور اس کے امر کے مطابق ایسے کرتا تھا اور پھر مقتول کو پیش کیا جائے گا، وہ اپنا سر اٹھائے ہوئے ہوگا اس کی رگوں سے خون بہتا ہوگا، وہ کہیں گے: ہمارے پروردگار! اس شخص نے مجھے قتل کیا ہے، اللہ اسے فرمائے گا، جبکہ وہ خوب جانتا ہے: تم نے اسے کیوں قتل کیا؟ وہ کہے گا: میں نے اسے اس لیے قتل کیا تاکہ عزت وغلبہ تمہارے لیے ہو جائے، اللہ اسے فرمائے گا: تم نے سچ کہا ہے، اللہ اس کے چہرے کے لیے مثل نور آفتاب بنا دے گا اور فرشتے جنت تک اس کے ساتھ ساتھ چلیں گے، پھر اس شخص کو لایا جائے گا جو دنیا میں اللہ کی اطاعت اور اس کے امر سے ہٹ کر دنیا میں غلبہ حاصل کرنے کے لیے قتل کیا کرتا تھا، اور مقتول کو بھی لایا جائے گا، وہ اپنا سر اٹھائے ہوئے ہوگا اس کی رگوں سے خون بہہ رہا ہوگا، وہ (مقتولین) کہیں گے: ہمارے رب! اس نے ہمیں قتل کیا ہے، پس اللہ تعالیٰ اسے فرمائے گا، جبکہ وہ خوب جانتا ہے: تم نے انہیں کیوں قتل کیا؟ وہ کہے گا: میں نے انہیں اس لیے قتل کیا تاکہ میرے لیے عزت وغلبہ ہو جائے، اللہ اسے فرمائے گا، تو برباد ہوگیا، برباد ہوگیا۔ اللہ اس کے چہرے کو سیاہ بنا دے

فَيَقُولُونَ: وَاللّٰهِ مَا لَنَا مِنْ إِلَهٍ إِلَّا اللّٰهُ، وَمَا كُنَّا نَعْبُدُ غَيْرَهُ، فَيَنْصَرِفُ عَنْهُمْ وَهُوَ اللّٰهُ مَعَهُمْ، ثُمْ يَأْتِيهِمُ اللّٰهُ فِيمَا شَاءَ مِنْ هَيْبَتِهِ، فَيَقُولُ: أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ ذَهَبَ النَّاسُ الْحَقُوا بِآلِهَتِكُمْ وَمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ مِنْ دُونَ اللّٰهِ، فَيَقُولُونَ: مَا كُنَّا نَعْبُدُ غَيْرَهُ، فَيَقُولُ: أَنَا رَبُّكُمْ فَهَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ رَبِّكُمْ مِنْ آيَةٍ تَعْرِفُونَهَا، قَالَ: فَيُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ، فَيَتَجَلَّى لَهُمْ مِنْ عَظَمَةِ اللّٰهِ مَا يَعْرِفُونَ بِهِ أَنَّهُ رَبُّهُمْ فَيَخِرُّونَ سُجَّدًا، وَيَجْعَلُ اللّٰهُ أَصْلَابَ الْمُنَافِقِينَ كَصَيَاصِيِّ الْبَقَرِ، وَيَخِرُّونَ عَلَى أَقْفِيَتِهِمْ، ثُمَّ يَأْذَنُ اللّٰهُ لَهُمْ أَنْ يَرْفَعُوا رُءُوسَهُمْ، وَيُضْرَبُ بِالصِّرَاطِ بَيْنَ ظَهْرَانَيِّ جَهَنَّمَ كَحَدِّ الشَّعْرَةِ أَوْ كَحَدِّ السَّيْفِ لَهُ كَلَالِيبُ وَخَطَاطِيفُ وَحَسَكٌ كَحَسَكِ السَّعْدَانِ، دُونَهُ جِسْرٌ دَحِيضٌ مَزْلَقَةٌ، فَيَمُرُّونَ كَطَرْفِ الْعَيْنِ وَكَلَمْعِ الْبَرْقِ وَكَمَرِّ الرِّيحِ وَكَأَجَاوِيدِ الْخَيْلِ وَكَأَجَاوِيدِ الرِّكَابِ وَكَأَجَاوِيدِ الرِّجَالِ، فَنَاجٍ سَالِمٌ، وَنَاجٍ مَخْدُوشٌ وَمَكْدُوسٌ عَلَى وَجْهِهِ، فَيَقَعُ فِي جَهَنَّمَ خَلْقٌ مِنْ خَلْقِ اللّٰهِ أَوْبَقَتْهُمْ أَعْمَالُهُمْ فَمِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُ النَّارُ قَدَمَيْهِ لَا تُجَاوِزُ ذَلِكَ، وَمِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ إِلَى نِصْفِ سَاقَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ إِلَى حَقْوَيْهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُ كُلَّ

گا اور اس کی آنکھیں نیلی بنا دے گا، اس نے جس بھی نفس کو قتل کیا ہوگا، اسے اس کے بدلے میں قتل کیا جائے گا، پھر اللہ اپنی مخلوق میں سے بچ جانے والوں کے درمیان فیصلہ فرمائے گا، حتیٰ کہ وہ اس دن دودھ میں پانی ملانے والے کو اس بات کا مکلّف ٹھہرائے گا کہ وہ دودھ میں سے پانی کو الگ کرے، حتیٰ کہ جب کسی کا کسی کے ہاں کوئی ذمے داری باقی نہیں رہے گی تو منادی کرنے والا اعلان کرے گا تو وہ ساری مخلوق کو سنائے گا، پس وہ کہے گا: سن لو! ہر وہ قوم جو اللہ کو چھوڑ کر کسی اور معبود کی پوجا کیا کرتی تھی، وہ اپنے اپنے معبود کے ساتھ مل جائے، جو بھی اللہ کے علاوہ کسی چیز کی پوجا کیا کرتا تھا، اسے اس کے معبود کی شکل میں تشکیل دے کر اس کے سامنے پیش کیا جائے گا، اس دن فرشتوں میں سے ایک فرشتے کو عزیر علیہ السلام کی صورت میں بنا دیا جائے گا تو یہود اس کی اتباع کریں گے، اور ایک فرشتے کو عیسیٰ علیہ السلام کی صورت میں بنا دیا جائے گا تو نصاریٰ اس کی اتباع کریں گے، پھر ان کے معبود انہیں جہنم کی طرف لے جائیں گے، اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''اگر وہ (حقیقی) معبود ہوتے تو وہ اس میں داخل نہ ہوتے۔'' فرمایا: ''پھر اللہ جس ہیئت میں چاہے گا ان کے پاس آئے گا اور فرمائے گا: لوگو! لوگ جا چکے، تم اللہ کو چھوڑ کر جن معبودوں کی پوجا کیا کرتے تھے ان کے ساتھ جا ملو، وہ کہیں گے: اللہ کے علاوہ تو ہمارا کوئی معبود نہیں، ہم اس کے علاوہ کسی اور کی پوجا نہیں کیا کرتے تھے، پس وہ ان سے الگ ہو جائے گا اور وہ ان کے درمیان اللہ ہوگا، پھر وہ اپنی جس ہیئت میں چاہے گا ان

جَسَدِهِ إِلَّا صُورَهُمْ يُحَرِّمُهَا اللّٰهُ عَلَيْهَا فَإِذَا أَفْضَى أَهْلُ الْجَنَّةِ إِلَى الْجَنَّةِ وَأَهْلُ النَّارِ إِلَى النَّارِ، قَالُوا: مَنْ يَشْفَعُ لَنَا إِلَى رَبِّنَا لِيُدْخِلَنَا الْجَنَّةَ، قَالَ: فَيَقُولُونَ: وَمَنْ أَحَقُّ بِذَلِكَ مِنْ أَبِيكُمْ آدَمَ خَلَقَهُ اللّٰهُ بِيَدِهِ وَنَفَخَ فِيهِ مِنْ رُوحِهِ وَكَلَّمَهُ قُبُلًا، فَيُؤْتَى آدَمُ فَيُطْلَبُ ذَلِكَ إِلَيْهِ فَيَأْبَى وَيَقُولُ: عَلَيْكُمْ بِنُوحٍ؛ فَإِنَّهُ أَوَّلُ رُسُلِ اللّٰهِ، فَيُؤْتَى نُوحٌ فَيُطْلَبُ ذَلِكَ إِلَيْهِ، فَيَذْكُرُ ذَنْبًا وَيَقُولُ مَا أَنَا بِصَاحِبِ ذَلِكَ، وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِإِبْرَاهِيمَ فَإِنَّ اللّٰهَ اتَّخَذَهُ خَلِيلًا، فَيُؤْتَى إِبْرَاهِيمُ فَيُطْلَبُ ذَلِكَ إِلَيْهِ، فَيَقُولُ: مَا أَنَا بِصَاحِبِ ذَلِكَ وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُوسَى فَإِنَّ اللّٰهَ قَرَّبَهُ نَجِيًّا وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ التَّوْرَاةَ، فَيُؤْتَى مُوسَى فَيُطْلَبُ ذَلِكَ إِلَيْهِ فَيَقُولُ: مَا أَنَا بِصَاحِبِ ذَلِكَ وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِرُوحِ اللّٰهِ وَكَلِمَتِهِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ، فَيُؤْتَى عِيسَى فَيُطْلَبُ ذَلِكَ إِلَيْهِ فَيَقُولُ: مَا أَنَا بِصَاحِبِ ذَلِكَ وَلَكِنْ سَأَدُلُّكُمْ، عَلَيْكُمْ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فَيَأْتُونِي وَلِي عِنْدَ رَبِّي ثَلَاثُ شَفَاعَاتٍ وَعَدَنِيهِنَّ، قَالَ: فَآتِي الْجَنَّةَ فَآخُذُ بِحَلْقَةِ الْبَابِ فَأَسْتَفْتِحُ فَيُفْتَحُ لِي فَتْحًا، فَأُحَيِّي وَيُرَحَّبُ بِي، فَأَدْخُلُ الْجَنَّةَ فَإِذَا دَخَلْتُهَا نَظَرْتُ إِلَى رَبِّي عَلَى عَرْشِهِ خَرَرْتُ سَاجِدًا، فَأَسْجُدُ مَا شَاءَ اللّٰهُ

کے پاس آئے گا، تو کہے گا: لوگو! تم اللہ کے علاوہ جس کی پوجا کیا کرتے تھے اپنے ان معبودوں کے ساتھ جا ملو، وہ عرض کریں گے: ہم اللہ کے علاوہ کسی اور کی پوجا نہیں کیا کرتے تھے، وہ فرمائے گا: میں تمہارا رب ہوں، کیا تمہارے اور تمہارے رب کے درمیان کوئی نشانی ہے، جسے تم پہچانتے ہو؟'' فرمایا: ''پس پنڈلی سے کپڑا اٹھایا جائے گا، تو اللہ کی عظمت ان پر ظاہر ہو جائے گی جس کے ذریعے وہ پہچانیں گے کہ وہ ان کا رب ہے، پس وہ سجدہ ریز ہو جائیں گے اور اللہ منافقوں کی کمر کو بیل/ گائے کے سینگوں کی طرح سخت کر دے گا، تو وہ اپنی گدی کے بل گر پڑیں گے، پھر اللہ انہیں اجازت دے گا کہ وہ اپنے سر اٹھائیں، اور جہنم کے دونوں سروں کے درمیان بال کی طرح باریک یا تلوار کی طرح تیز پل قائم کیا جائے گا، اس پر آنکڑے اور سعدان کی کانٹے دار گھاس کی طرح کانٹے ہوں گے، پھسلنے والا پل ہوگا، پس وہ اس پر سے آنکھ جھپکنے، بجلی چمکنے، ہوا کے چلنے، سبک رفتار گھوڑے، اونٹ اور تیز رفتار آدمیوں کی طرح گزریں گے، پس کوئی سلامتی کے ساتھ گزر جائے گا اور کسی کے جسم پر خراشیں آئیں گی، یہ بھی کامیاب ہوگا، اللہ کی بہت ساری مخلوق جہنم میں گر جائے گی، ان کے اعمال نے انہیں ہلاک کر دیا ہوگا، ان میں سے کسی کو آگ اس کے پاؤں تک پکڑ لے گی اور وہ اس سے تجاوز نہیں کرے گی، کسی کی آگ نصف پنڈلی تک ہوگی اور کسی کے ازار بند کی جگہ تک، اور ان میں سے کوئی چہرے کے علاوہ مکمل طور پر آگ کی لپیٹ میں ہوگا، اللہ نے چہرے پر آگ کو حرام قرار دے دیا ہے، اس لیے

أَنْ أَسْجُدَ فَيَأْذَنُ اللّٰهُ لِي مِنْ حَمْدِهِ وَتَمْجِيدِهِ بِشَيْءٍ مَا أَذِنَ لِأَحَدٍ مِنْ خَلْقِهِ، ثُمَّ يَقُولُ: ارْفَعْ رَأْسَكَ يَا مُحَمَّدُ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ وَاسْأَلْ تُعْطَهْ، قَالَ: فَأَقُولُ: يَا رَبِّ، مَنْ وَقَعَ فِي النَّارِ مِنْ أُمَّتِي، فَيَقُولُ اللّٰهُ: اذْهَبُوا فَمَنْ عُرِفَتْ صُورَتُهُ فَأَخْرِجُوهُ مِنَ النَّارِ، فَيُخْرَجُ أُولَئِكَ حَتَّى لَا يَبْقَى أَحَدٌ، ثُمَّ يَقُولُ اللّٰهُ: اذْهَبُوا فَمَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ دِينَارٍ مِنْ إِيمَانٍ فَأَخْرِجُوهُ مِنَ النَّارِ، ثُمَّ يَقُولُ: ثُلُثَيْ دِينَارٍ، ثُمَّ يَقُولُ: نِصْفُ دِينَارٍ، ثُمَّ يَقُولُ: قِيرَاطٌ، ثُمَّ يَقُولُ: اذْهَبُوا، مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِنْ إِيمَانٍ، قَالَ: فَيُخْرَجُونَ فَيُدْخَلُونَ الْجَنَّةَ قَالَ: فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ مَا أَنْتُمْ بِأَعْرَفَ فِي الدُّنْيَا بِمَسَاكِنِكُمْ وَأَزْوَاجِكُمْ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ بِمَسَاكِنِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ إِذَا دَخَلُوا الْجَنَّةَ، قَالَ: فَيُخْرَجُ أُولَئِكَ، ثُمَّ يَأْذَنُ اللّٰهُ فِي الشَّفَاعَةِ فَلَا يَبْقَى نَبِيٌّ وَلَا شَهِيدٌ وَلَا مُؤْمِنٌ إِلَّا يُشَفَّعُ إِلَّا اللَّعَانَ فَإِنَّهُ لَا يُكْتَبُ شَهِيدًا وَلَا يُؤْذَنُ لَهُ فِي الشَّفَاعَةِ، ثُمَّ يَقُولُ اللّٰهُ: أَنَا أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ، فَيُخْرِجُ اللّٰهُ مِنْ جَهَنَّمَ مَا لَا يُحْصِي عَدَدَهُ إِلَّا هُوَ، فَيُلْقِيهِمْ عَلَى نَهْرٍ يُقَالُ لَهُ الْحَيَوَانُ، فَيَنْبُتُونَ فِيهِ كَمَا تَنْبُتُ الْحَبَّةُ فِي حَمِيلِ السَّيْلِ مَا يَلِي الشَّمْسَ مِنْهَا أُخَيْضِرُ وَمَا

وہ محفوظ ہوگا۔ پس جب جنتی جنت کی طرف اور جہنمی جہنم کی طرف چل پڑیں گے تو وہ کہیں گے: ''ہمارے متعلق ہمارے رب سے کون سفارش کرتا ہے کہ وہ ہمیں جنت میں داخل فرما دے؟'' فرمایا: ''وہ کہیں گے: تمہارے باپ آدم علیہ السلام سے زیادہ اس کا حق دار کون ہے؟ اللہ نے اپنے ہاتھ سے انہیں پیدا فرمایا، ان میں اپنی روح پھونکی اور ان سے براہ راست کلام فرمایا، پس آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کے متعلق ان سے درخواست کی جائے گی، تو وہ انکار کرتے ہوئے فرمائیں گے: تم نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ، کیونکہ وہ اللہ کے پہلے رسول ہیں، پس وہ نوح علیہ السلام کے پاس جا کر اس کے متعلق ان سے درخواست کریں گے، تو وہ ایک بات یاد کر کے کہیں گے: میں اس لائق نہیں، تم ابراہیم علیہ السلام کے ہاں جاؤ، کیونکہ اللہ نے انہیں خلیل بنایا ہے، پس ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے اس کے متعلق درخواست کی جائے گی، تو وہ فرمائیں گے: میں اس قابل نہیں، تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ، کیونکہ اللہ نے ان سے کلام فرمایا ہے اور ان پر تورات نازل فرمائی ہے، پس وہ موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے اس کا مطالبہ کریں گے، تو وہ فرمائیں گے: میں اس کا اہل نہیں، تم روح اللہ اور اس کے کلمہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے پاس جاؤ، وہ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جا کر ان سے اس کے متعلق درخواست کریں گے، لیکن وہ بھی یہی فرمائیں گے: میں اس کا اہل نہیں، لیکن میں تمہاری راہنمائی کر دیتا ہوں، تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ۔'' فرمایا: ''پس وہ میرے پاس آئیں گے اور میرے رب کے ہاں

يَلِى الظِّلَ مِنْهَا أُصَيْفِرُ، قَالَ: فَكَانَتِ الْعَرَبُ إِذَا سَمِعُوا ذَلِكَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَأَنَّكَ كُنْتَ فِى الْبَادِيَةِ، ثُمَّ يَنْبُتُونَ فِى جِيَفِهِمْ أَمْثَالَ الذَّرِّ مَكْتُوبٌ فِى أَعْنَاقِهِمُ الْجَهَنَّمِيُّونَ عُتَقَاءُ الرَّحْمَنِ، يَعْرِفُهُمْ أَهْلُ الْجَنَّةِ بِذَلِكَ الْكِتَابِ، فَيَمْكُثُونَ مَا شَاءَ اللّٰهُ كَذَلِكَ، ثُمَّ يَقُولُونَ: يَا رَبَّنَا امْحُ عَنَّا هَذَا الِاسْمَ، فَيَمْحُو اللّٰهُ عَنْهُمْ ذَلِكَ. ①

میرے لیے تین شفاعتیں ہیں، جن کا اس نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے۔'' فرمایا: ''پس میں جنت کے پاس آؤں گا اور دروازے کے حلقے (کنڈے) کو پکڑ کر دروازہ کھولنے کے لیے کہوں گا تو وہ میرے لیے کھول دیا جائے گا، مجھے سلام کیا جائے گا اور خوش آمدید کہا جائے گا، پس میں جنت میں داخل ہو جاؤں گا، جب میں اس میں داخل ہو جاؤں گا، تو میں اپنے رب کو اس کے عرش پر دیکھوں گا تو سجدہ ریز ہو جاؤں گا، جس قدر اللہ چاہے گا کہ میں سجدے کی حالت میں رہوں میں سجدے میں رہوں گا، اللہ مجھے اپنی تحمید و تمجید میں سے ایسے الفاظ سکھائے گا جو اس نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہیں سکھائے ہوں گے، پھر وہ فرمائے گا: محمد (ﷺ)! اپنا سر اٹھائیں، شفاعت کریں، تمہاری سفارش قبول کی جائے گی، سوال کریں تمہیں عطا کیا جائے گا۔'' میں عرض کروں گا: ''پروردگار! میری امت میں سے جو جہنم میں جا گرا ہے،'' تو اللہ فرمائے گا: ''جاؤ جسے تم اس کی صورت سے پہچانتے ہو، اسے آگ سے نکال لاؤ، پس وہ نکال لیے جائیں گے اور جہنم میں کوئی ایک بھی باقی نہیں رہے گا، پھر اللہ فرمائے گا: جاؤ، جس کے دل میں دینار برابر ایمان ہے، اسے جہنم سے نکال لاؤ، پھر فرمائے گا: دو تہائی دینار (کے برابر ایمان) والے کو، پھر فرمائے گا: نصف دینار، پھر فرمائے گا: قیراط (والے کو)، پھر فرمائے گا: جاؤ جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہے، اسے بھی نکال لاؤ۔'' فرمایا: ''پس وہ نکال لیے جائیں گے تو وہ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔'' فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! تم جنتیوں کو، جب وہ جنت میں داخل ہو جائیں گے، ان کے مساکن و ازواج کو دنیا میں اپنے مساکن و ازواج سے زیادہ نہیں پہچانتے ہو گے۔'' فرمایا: ''وہ نکل آئیں گے، پھر اللہ شفاعت کے بارے حکم فرمائے گا، تو ہر نبی، شہید اور مومن کی شفاعت قبول کی جائے گی، سوائے بہت زیادہ لعنت کرنے والے کے، کیونکہ نہ وہ شہید لکھا جائے گا نہ اسے شفاعت کرنے کی اجازت دی جائے گی، پھر اللہ فرمائے گا: میں رحم کرنے والوں میں سے سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہوں، پس اللہ اس قدر لوگوں کو جہنم سے نکالے گا کہ ان کی گنتی کے متعلق صرف وہی جانتا ہے، وہ انہیں حیوان نامی نہر میں ڈالے گا تو وہ اس میں اس طرح اُگ آئیں گے جس طرح سیلاب کے کوڑے کرکٹ میں دانہ (تیزی کے ساتھ) اگتا ہے، اس میں سے جو دھوپ میں ہوگا، وہ زیادہ سبز ہوگا اور جو سائے میں ہوگا، وہ زیادہ

① رواه الطبرى فى التفسير: ١٧/ ١١٠، ٢٤/ ٣٠ اسناده ضعيف، اسماعيل بن رافع المدنى ضعيف.

زرد ہوگا۔ فرمایا: عربوں نے جب رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق سنا تو انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! گویا کہ آپ دیہات میں تھے؟ ''پھر وہ اپنی سڑی ہوئی لاشوں میں چیونٹیوں کے مثل اگیں گے، ان کی گردنوں میں ''اَلْجَهَنَّمِيُّوْنَ'' رحمن کے آزاد کردہ لکھا ہوگا، جنتی اس تحریر کی وجہ سے انہیں پہچانیں گے، پس جس قدر اللہ چاہے گا، وہ اس طرح رہیں گے، پھر وہ عرض کریں گے: ہمارے رب! اس نام (الجھنمیون) کو ہم سے مٹا دے، تو اللہ ان سے اس (نام) کو مٹا دے گا۔

[٤١/٩٤١]...... أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، صَاحِبُ الدَّسْتُوَائِيِّ حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ......

عَنِ الأَسْوَدِ بْنِ سَرِيعٍ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَرْبَعَةٌ يَحْتَجُّونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، رَجُلٌ أَصَمُّ، وَرَجُلٌ أَحْمَقُ، وَرَجُلٌ هَرِمٌ، وَرَجُلٌ مَاتَ فِي الْفَتْرَةِ، فَأَمَّا الأَصَمُّ فَيَقُولُ: رَبِّ لَقَدْ جَاءَ الْإِسْلَامُ وَلَمْ أَسْمَعْ شَيْئًا، وَأَمَّا الأَحْمَقُ فَيَقُولُ: رَبِّ لَقَدْ جَاءَ الْإِسْلَامُ وَالصِّبْيَانُ يَحْذِفُونِي بِالْبَعْرِ، وَأَمَّا الْهَرِمُ فَيَقُولُ: رَبِّ لَقَدْ جَاءَ الْإِسْلَامُ وَمَا أَعْقِلُ، وَأَمَّا الَّذِي مَاتَ فِي الْفَتْرَةِ فَيَقُولُ: رَبِّ مَا أَتَانِي لَكَ رَسُولٌ، فَيَأْخُذُ مَوَاثِيقَهُمْ لَيُطِيعَنَّهُ، فَيُرْسِلُ إِلَيْهِمْ رَسُولًا أَنِ ادْخُلُوا النَّارَ قَالَ: فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ دَخَلُوهَا كَانَتْ عَلَيْهِمْ بَرْدًا وَسَلَامًا. ①

سیدنا اسود بن سریع رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''چار اشخاص روز قیامت حجتیں پیش کریں گے: بہرہ، احمق، بوڑھا اور زمانہ فترہ (دو انبیاء کے درمیانی وقفہ میں فوت ہونے والا) رہا بہرا شخص تو وہ عرض کرے گا: پروردگار! اسلام آیا اور میں کچھ سنتا نہیں تھا، رہا احمق تو وہ عرض کرے گا: پروردگار! اسلام آیا، جبکہ مجھ پر بچے مینگنیاں پھینکتے تھے، رہا بوڑھا شخص تو وہ عرض کرے گا: پروردگار! اسلام آیا تو مجھے کوئی عقل نہیں تھی (اور میری یادداشت ختم ہو چکی تھی)، رہا وہ شخص جو زمانہ فترہ میں وفات پا گیا تھا، وہ عرض کرے گا: پروردگار! میرے پاس تیرا کوئی رسول نہیں آیا تھا، پس وہ ان سے پختہ عہد لے گا کہ وہ اس کی اطاعت کریں گے، پس وہ ایک قاصد ان کی طرف بھیجے گا کہ انہیں جہنم میں داخل کر دو۔'' فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر وہ اس میں داخل ہوتے تو وہ ان پر سلامتی والی ٹھنڈی ہو جاتی۔''

① مسند احمد: ٤/ ٢٤۔ قال شعیب الارناؤط: حدیث حسن مسند ابی یعلٰی، رقم: ٤٢٢٤۔ صحیح ابن حبان، رقم: ٧٣٥٧۔ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ٨٨١.

[۴۲/۹۴۲]...... أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، بِمِثْلِ هَذَا الْحَدِيثِ، إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: فَمَنْ دَخَلَهَا كَانَتْ عَلَيْهِ بَرْدًا وَسَلَامًا، وَمَنْ لَمْ يَدْخُلْهَا يُسْحَبُ إِلَيْهَا. ①

ابورافع نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس سابقہ حدیث کے مثل روایت کیا ہے، البتہ انہوں نے یہ بتایا کہ آپؐ نے فرمایا: ''پس جو اس میں داخل ہو جائے گا اس پر سلامتی اور ٹھنڈک ہوگی اور جو اس میں داخل نہیں ہوگا اسے اس کی طرف دھکیل دیا جائے گا۔''

[۵۰۸/۹۴۳]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَرْبَعٌ كُلُّهُمْ يُدْلِي عَلَى اللّٰهِ بِحُجَّةٍ وَعُذْرٍ: رَجُلٌ مَاتَ فِي الْفَتْرَةِ، وَرَجُلٌ مَاتَ هَرِمًا، وَرَجُلٌ مَعْتُوهٌ، وَرَجُلٌ أَصَمُّ أَبْكَمُ، فَيَقُولُ اللّٰهُ لَهُمْ: إِنِّي أُرْسِلُ إِلَيْكُمْ رَسُولًا فَأَطِيعُوهُ، فَيَأْتِيهِمْ فَيَتَأَجَّجُ لَهُمْ نَارًا فَيَقُولُ: اقْتَحِمُوهَا مَنْ دَخَلَهَا كَانَتْ عَلَيْهِ بَرْدًا وَسَلَامًا، وَمَنْ لَمْ يَقْتَحِمْهَا حَقَّتْ عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ. ②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: ''چار چیزیں ہیں وہ سب حجت اور عذر کے ساتھ اللہ پر دلالت کرتی ہیں، ایک وہ آدمی جو دو انبیاء علیہم السلام کی نبوت کے درمیانی مدت میں وفات پا گیا، ایک وہ آدمی جو بڑھاپے میں فوت ہوا، دیوانہ شخص اور بہرا وگونگا شخص، تو اللہ انہیں فرمائے گا، میں تمہاری طرف ایک قاصد بھیجنے والا ہوں اس کی اطاعت کرنا، پس وہ ان کے پاس آئے گا تو وہ ان کے لیے آگ بھڑکائے گا، پھر وہ کہے گا: اس میں داخل ہو جاؤ، جو اس میں داخل ہو جائے گا تو وہ اس پر ٹھنڈک اور سلامتی والی بن جائے گی اور جو اس میں داخل نہیں ہوگا اس پر عذاب کا حکم ثابت ہو جائے گا۔''

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ بہرے، مجنون اور انتہائی بوڑھے اور دو پیغمبروں کے درمیانی وقفہ میں زندگی گزارنے والوں کا میدان حشر میں دوبارہ امتحان ہوگا۔

کیونکہ یہ عذر پیش کریں گے تو اللہ ذوالجلال ان کا امتحان لے گا۔ دوسری حدیث میں وضاحت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''روزِ قیامت ان چار افراد کو لایا جائے گا: بچہ، مجنون، دو رسولوں کے درمیانی وقفے میں مرنے والا اور بہت بوڑھا۔ ان میں سے ہر کوئی اپنی اپنی دلیلیں پیش کرے گا۔ اللہ تعالیٰ آگ کی گردن (یعنی لپیٹ) سے فرمائے گا: نمایاں ہو، پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں اپنے بندوں کی طرح ان میں رسول بھیجتا رہا اور اب میں تمہارے لیے اپنا

---

① السابق. ② السابق.

قاصد خود ہوں اور کہتا ہوں کہ (اب سب کے سب) اس آگ میں داخل ہو جاؤ، بدبخت لوگ کہیں گے: اے ہمارے رب! ہم اس میں کیسے داخل ہوں، ہم تو اس سے دور بھاگتے تھے، سعادت مند لوگ (اللہ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے) چل پڑیں گے اور اس میں جلدی جلدی اور زبردستی گھسیں گے۔ اتنے میں اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تم (آگ میں داخل نہ ہونے والے بدبخت) لوگ میرے رسولوں کو جھٹلانے اور اس کی نافرمانی کرنے میں بڑے ہوتے (کیونکہ تم نے میری براہ راست بات ہی نہیں مانی) اب یہ جنت میں داخل ہوں گے اور یہ آگ میں۔''

(مسند ابی یعلی: ٣/ ١٠٤٤ اسناده صحيح)

اس میں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو متنبہ کیا ہے جن کو اللہ ذوالجلال نے قوت سماعت عطا کر رکھی ہے، عقل مند ہیں، رسول کا پیغام پہنچ چکا ہے اور اسے سمجھنے کی اہلیت بھی رکھتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی دنیا میں گزاری گئی زندگی کے مطابق فیصلہ کیا جائے گا، دوبارہ امتحان نہیں ہوگا۔

[١٣٠/٩٤٤]...... أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ، حَدَّثَنِي أَوْسُ بْنُ أَوْسٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى ثَلَاثَةِ أَثْلَاثٍ، ثُلُثٌ عَلَى الدَّوَابِّ، وَثُلُثٌ يَنْسِلُونَ عَلَى أَقْدَامِهِمْ سَلًّا، وَثُلُثٌ عَلَى وَجُوهِهِمْ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لوگ تین (تہائیوں) قسموں پر جمع کیے جائیں گے: تہائی جانوروں پر ہوں گے، تہائی اپنے قدموں پر چل رہے ہوں گے اور تہائی اپنے چہروں کے بل۔''

[١٣١/٩٤٥]...... أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَوْسِ بْنِ خَالِدٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى ثَلَاثَةِ أَصْنَافٍ، ثُلُثٌ رُكْبَانًا، وَثُلُثٌ عَلَى أَقْدَامِهِمْ مَشْيًا، وَثُلُثٌ عَلَى وَجُوهِهِمْ، قِيلَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، وَكَيْفَ يَمْشُونَ عَلَى وَجُوهِهِمْ ؟ فَقَالَ: إِنَّ الَّذِي أَمْشَاهُمْ عَلَى أَقْدَامِهِمْ قَادِرٌ عَلَى أَنْ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لوگ تین قسموں پر جمع کیے جائیں گے: تہائی سواریوں پر، تہائی اپنے قدموں پر چلیں گے اور تہائی چہروں کے بل۔'' عرض کیا گیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! وہ اپنے چہروں کے بل کس طرح چلیں گے؟ آپؐ نے فرمایا: ''جس ذات نے انہیں ان کے قدموں پر چلایا، وہ اس پر قادر ہے کہ وہ انہیں ان کے چہروں کے بل چلا

① انظر مابعده: ١٣١.

يُمْشِيَهُمْ عَلَى وَجُوهِهِمْ، أَمَا إِنَّهُمْ يَتَّقُونَ بِوُجُوهِهِمْ كُلَّ حَدَبٍ وَشَوْكٍ. ①

دے، سنو! وہ ہر بلند جگہ اور کانٹے سے اپنے چہروں کے ذریعے بچیں گے۔''

فوائد: ...... صحیح بخاری میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لوگ تین حالتوں پر جمع ہوں گے رغبت کرنے والے اور ڈرنے والے: دو دو آدمی ایک اونٹ پر، تین تین آدمی ایک اونٹ پر، چار چار آدمی ایک اونٹ پر دس دس آدمی ایک اونٹ پر سوار ہو کر آئیں گے۔ باقی لوگوں کو آگ اکٹھا کرے گی جہاں وہ قیلولہ کریں گے، وہاں قیلولہ کرے گی، جہاں وہ رات گزاریں گے، وہ وہاں رات گزارے گی۔ جہاں وہ صبح کریں گے، وہ وہاں صبح کرے گی، اور جہاں وہ شام کریں گے وہ وہاں شام کرے گی۔''

(بخاری، رقم: ٦٥٢٢ـ سلسلة الصحيحه، رقم: ٣٣٩٥)

معلوم ہوا کہ لوگوں کی تین اقسام ہوں گی، جمع کرنے سے مراد یہ ہے کہ جب قیامت کے روز لوگ قبروں سے اٹھائے جائیں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَّكُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً ۝ فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ مَا اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۝ وَاَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ مَا اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ۝ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۝﴾ (الواقعه: ٧ـ ١٠)

''اس وقت تم تین گروہ بن جاؤ گے، (ایک تو) دائیں ہاتھ والے ہوں گے اور دائیں ہاتھ والوں کا کیا کہنا، (دوسرے) بائیں ہاتھ والے وں گے اور بائیں ہاتھ والوں کا کیا کہنا، (تیسرے) سبقت والے تو بہرحال سبقت لے جانے والے ہی ہیں۔''

مذکورہ بالا حدیث اور آیات سے معلوم ہوا کہ دو قسم کے لوگ جنتی ہوں گے اور ایک قسم کے لوگ جہنمی ہوں گے جن کو چہروں کے بل چلایا جائے گا۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے:

﴿اَلَّذِيْنَ يُحْشَرُوْنَ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ اِلٰى جَهَنَّمَ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ سَبِيْلًا ۝﴾ (الفرقان: ٣٤)

''جو لوگ اپنے منہ کے بل جہنم کی طرف جمع کیے جائیں گے، وہی بدتر مکان والے اور گمراہ تر راستے والے ہیں۔''

صحیح بخاری میں ہے سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک صحابی نے کہا: اے اللہ کے نبی! قیامت میں کافروں کو ان کے چہرے کے بل کس طرح حشر کیا جائے گا؟ نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا وہ ذات جس نے انہیں دنیا میں دو پاؤں پر چلایا، اسے اس پر قدرت نہیں ہے کہ قیامت کے دن انہیں چہرے کے بل چلا دے؟''

(بخاری، کتاب الرقاق، رقم: ٦٥٢٣)

---

① بخاري، كتاب التفسير، باب قوله ﴿الذين يحشرون على وجوههم الخ﴾، رقم: ٤٧٦٠ـ مسلم، كتاب صفات المنافقين، باب يحشر الكافر على وجهه، رقم: ٢٨٠٦ـ سنن ترمذي، رقم: ٣١٤٢.

[۹٤٦/۱۸٦]...... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: وَضَعْتُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَصْعَةً مِنْ ثَرِيدٍ فَنَاوَلَ الذِّرَاعَ وَكَانَ أَحَبَّ الشَّاةِ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَهَشَ نَهْشَةً، فَقَالَ: أَنَا سَيِّدُ وُلْدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَلَمَّا رَأَى أَنَّ أَصْحَابَهُ لَا يَسْأَلُوهُ قَالَ: أَلَا تَقُولُونَ كَيْفَهْ؟ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَيْفَهْ؟، قَالَ: يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ، يُسْمِعُهُمُ الدَّاعِي وَيُنْفِذُهُمُ الْبَصَرُ، وَتَدْنُوا الشَّمْسُ مِنْ رُؤُوسِهِمْ فَيَشْتَدُّ عَلَيْهِمْ حَرُّهَا وَيَشُقُّ عَلَيْهِمْ دُنُوُّهَا مِنْهُمْ، قَالَ: فَيَنْطَلِقُونَ مِنَ الضَّجَرِ وَالْجَزَعِ مِمَّا هُمْ فِيهِ فَيَأْتُونَ آدَمَ فَيَقُولُونَ: يَا آدَمُ، أَنْتَ أَبُو الْبَشَرِ، خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهِ، وَأَمَرَ الْمَلَائِكَةَ فَسَجَدُوا لَكَ، فَاشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ، أَلَا تَرَى مَا نَحْنُ فِيهِ مِنَ الشَّرِّ؟ فَيَقُولُ آدَمُ: إِنَّ رَبِّي غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ، وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ، وَإِنَّهُ كَانَ أَمَرَنِي بِأَمْرٍ فَعَصَيْتُهُ وَأَطَعْتُ الشَّيْطَانَ، نَهَانِي عَنِ الشَّجَرَةِ، فَعَصَيْتُهُ فَأَخَافُ أَنْ يَطْرَحَنِي فِي النَّارِ فَانْطَلِقُوا إِلَى غَيْرِي، نَفْسِي نَفْسِي، فَيَنْطَلِقُونَ إِلَى نُوحٍ، فَيَقُولُونَ: يَا نُوحُ أَنْتَ نَبِيُّ اللّٰهِ وَأَوَّلُ رُسُلِ اللّٰهِ، اشْفَعْ لَنَا إِلَى

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ثرید کا ایک پیالہ رکھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دستی کا گوشت لے لیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بکری کا دستی کا گوشت بہت ہی مرغوب تھا، پس آپ نے دستی کی ہڈی کا گوشت دانتوں سے نوچ کر کھایا تو فرمایا: ''میں قیامت کے دن آدم علیہ السلام کی اولاد کا سردار ہوں گا۔'' پس جب آپ نے دیکھا کہ آپ کے اصحاب آپ سے سوال نہیں کر رہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم کیوں نہیں کہتے: کس طرح؟'' انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کس طرح؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سارے لوگ پروردگار عالم کے حضور کھڑے ہوں گے، دیکھنے والا انہیں دیکھتا ہوگا اور آواز دینے والے کی آواز سنی جائے گی، سورج ان کے سروں کے قریب ہو جائے گا، اس کی گرمی اور تپش ان پر بہت ہی سخت ہوگی، اور اس کا ان کے قریب ہونا ان پر گراں گزرے گا۔'' فرمایا: ''پس وہ اس تکلیف اور پریشانی کے عالم میں ہوں گے تو اسی حالت میں آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کریں گے: آدم (علیہ السلام)! آپ ابوالبشر ہیں، اللہ نے اپنے ہاتھ سے آپ کو پیدا فرمایا، فرشتوں کو حکم فرمایا تو انہوں نے آپ کو سجدہ کیا، اپنے رب سے ہماری سفارش کریں، کیا آپ دیکھ نہیں رہے کہ ہم کس بری حالت سے دوچار ہیں؟ پس آدم علیہ السلام فرمائیں گے: میرا پروردگار آج اس قدر غصے میں ہے کہ وہ اتنا غصے میں کبھی ہوا تھا نہ آئندہ ہوگا، پس اس نے مجھے ایک حکم دیا تھا تو میں نے اس کی نافرمانی کی اور میں نے شیطان کی

رَبِّكَ أَلَا تَرَى مَا نَحْنُ فِيهِ مِنَ الشَّرِّ؟ فَيَقُولُ نُوحٌ: إِنَّ رَبِّي غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ، وَإِنَّهُ كَانَتْ لِي دَعْوَةٌ فَدَعَوْتُ بِهَا عَلَى قَوْمِي فَأُهْلِكُوا، وَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يَطْرَحَنِي فِي النَّارِ، انْطَلِقُوا إِلَى غَيْرِي، نَفْسِي نَفْسِي، قَالَ: فَيَنْطَلِقُونَ فَيَأْتُونَ إِبْرَاهِيمَ، فَيَقُولونَ: يَا إِبْرَاهِيمُ أَنْتَ خَلِيلُ اللّٰهِ، قَدْ سَمِعَ بِخُلَّتِكُمَا أَهْلُ السَّمٰوَاتِ وَأَهْلُ الْأَرْضِ، اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ، أَلَا تَرَى مَا نَحْنُ فِيهِ مِنَ الشَّرِّ؟ فَيَقُولُ إِبْرَاهِيمُ: إِنَّ رَبِّي غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ، وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ، وَذَكَرَ الْكَوَاكِبَ، قَوْلَهُ: إِنَّهُ رَبِّي، وَقَوْلَهُ لِآلِهَتِهِمْ: هٰذَا كَبِيرُهُمْ وَقَوْلَهُ: إِنِّي سَقِيمٌ، وَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يَطْرَحَنِي فِي النَّارِ انْطَلِقُوا إِلَى غَيْرِي نَفْسِي نَفْسِي، قَالَ: فَيَنْطَلِقُونَ حَتَّى يَأْتُوا مُوسَى فَيَقُولُونَ: يَا مُوسَى أَنْتَ نَبِيُّ اللّٰهِ اصْطَفَاكَ اللّٰهُ بِرِسَالَاتِهِ وَكَلَّمَكَ تَكْلِيمًا، اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ أَلَا تَرَى مَا نَحْنُ فِيهِ مِنَ الشَّرِّ؟، فَقَالَ مُوسَى: إِنَّ رَبِّي غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ، وَإِنِّي قَتَلْتُ نَفْسًا لَمْ أُؤْمَرْ بِهَا، فَأَخَافُ أَنْ يَطْرَحَنِي فِي النَّارِ انْطَلِقُوا إِلَى غَيْرِي، نَفْسِي نَفْسِي، قَالَ: فَيَنْطَلِقُونَ

بات مان لی تھی، اس نے مجھے درخت سے منع کیا تھا تو میں اس میں کوتاہی کر بیٹھا، مجھے تو اندیشہ ہے کہ وہ مجھے جہنم میں نہ پھینک دے، پس تم میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ، مجھے تو اپنی ہی پڑی ہے۔ پس وہ نوح علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے، تو عرض کریں گے: نوح (علیہ السلام)! آپ اللہ کے نبی اور اللہ کے پہلے رسول ہیں، اپنے رب کے حضور ہماری سفارش کریں، کیا آپ دیکھ نہیں رہے کہ ہم کس قدر تکلیف میں ہیں؟ تو نوح علیہ السلام فرمائیں گے: میرا رب جس قدر آج غصے میں ہے اس قدر وہ آج سے پہلے غصے میں تھا نہ اس قدر اس کے بعد غصے میں ہوگا، مجھے ایک دعا کرنے کا حق دیا گیا تھا تو میں نے وہ دعا اپنی قوم پر بددعا کے لیے استعمال کر لی تو وہ ہلاک ہوگئے، مجھے تو اندیشہ ہے کہ وہ مجھے آگ میں نہ پھینک دے، تم میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ، مجھے تو اپنی جان کی فکر ہے۔'' فرمایا: ''پس وہ چل کر ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے: ابراہیم (علیہ السلام)! آپ اللہ کے خلیل ہیں، آسمان والے اور زمین والے تم دونوں کی خلت (دوستی) کے متعلق سن چکے ہیں، اپنے رب سے ہماری سفارش کریں، کیا آپ دیکھ نہیں رہے کہ ہم کس قدر تکلیف میں ہیں؟ ابراہیم علیہ السلام فرمائیں گے: میرا رب جس قدر آج غصے میں ہے، وہ اس قدر اس سے پہلے کبھی غصے میں آیا ہے نہ وہ اس کے بعد اس قدر غصے میں آئے گا، انہوں نے کواکب (ستاروں) کے بارے میں اپنا قول ذکر کیا، کہ وہ میرا رب ہے، اور ان کے معبودوں کے بارے میں اپنا قول: یہ ان سب

سے بڑا ہے، اور اپنی یہ بات کہ میں بیمار ہوں (یاد کریں گے) مجھے تو اندیشہ ہے کہ وہ مجھے جہنم میں نہ ڈال دے، پس تم میرے علاوہ کسی اور کے پاس چلے جاؤ۔ مجھے اپنی جان کی فکر ہے۔فرمایا: ''پس وہ جائیں گے حتیٰ کہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو کہیں گے: موسیٰ (علیہ السلام)! آپ اللہ کے نبی ہیں، اللہ نے اپنی رسالت کے لیے آپ کو چن لیا، آپ سے کلام فرمایا، اپنے رب سے ہماری سفارش کریں، کیا آپ دیکھتے نہیں کہ ہم کس قدر تکلیف میں ہیں؟ موسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے: میرا رب جس قدر آج غضبناک ہے وہ اس قدر اس سے پہلے کبھی غضبناک ہوا نہ اس کے بعد اس قدر غضبناک ہوگا، میں نے ایک شخص کو ناحق قتل کر دیا تھا، مجھے تو اندیشہ ہے کہ وہ مجھے آگ میں نہ پھینک دے، میرے علاوہ کسی اور کے پاس چلے جاؤ، مجھے تو اپنی جان کی فکر ہے۔'' فرمایا: پس وہ چل کر عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے: عیسیٰ (علیہ السلام)! آپ اللہ کے نبی اور اس کا کلمہ ہیں اور اس کی روح ہیں جسے اس نے مریم علیہا السلام کی طرف القا کیا تھا، اپنے رب سے ہماری سفارش کریں، کیا آپ دیکھ نہیں رہے کہ ہم کس تکلیف میں ہیں؟ عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے: میرا رب جس قدر آج غضبناک ہے وہ اس قدر اس سے پہلے غضبناک ہوا، نہ اس قدر اس کے بعد غضبناک ہوگا۔ عمارہ (راوی) نے کہا: میں نہیں جانتا کہ انہوں نے کسی لغزش کا ذکر کیا، ''مجھے تو اندیشہ ہے کہ وہ مجھے جہنم میں نہ

حَتَّى يَأْتُوا عِيسَى فَيَقُولُونَ: يَا عِيسَى أَنْتَ نَبِيُّ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهُ وَرُوحُهُ أَلْقَاهَا عَلَى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِنْهُ، اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ أَلَا تَرَى مَا نَحْنُ فِيهِ مِنَ الشَّرِّ؟ فَيَقُولُ عِيسَى: إِنَّ رَبِّي غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ، وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ، قَالَ عُمَارَةُ: وَلَا أَعْلَمُ ذَكَرَ ذَنْبًا، قَالَ: إِنِّي أَخَافُ أَنْ يَطْرَحَنِي فِي النَّارِ، انْطَلِقُوا إِلَى غَيْرِي، نَفْسِي نَفْسِي، قَالَ: فَيَنْطَلِقُونَ فَيَأْتُونَ؟ فَيَقُولُونَ: يَا مُحَمَّدُ أَنْتَ رَسُولُ اللّٰهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ قَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ، اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ، قَالَ: فَأَنْطَلِقُ فَآتِي تَحْتَ الْعَرْشِ فَأَقَعُ سَاجِدًا لِرَبِّي، فَيُقِيمُنِي رَبُّ الْعَالَمِينَ مَقَامًا لَمْ يَقُمْهُ أَحَدٌ قَبْلِي، فَيَقُولُ يَا مُحَمَّدُ: اشْفَعْ تُشَفَّعْ، وَسَلْ تُعْطَهْ، فَأَقُولُ: يَا رَبِّ أُمَّتِي أُمَّتِي، فَيَقُولُ اللّٰهُ لَهُ: أَدْخِلْ مَنْ لَا حِسَابَ عَلَيْهِ مِنْ أُمَّتِكَ الْبَابَ الأَيْمَنَ وَهُمْ شُرَكَاءُ النَّاسِ فِي الأَبْوَابِ الْأُخَرِ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، مَا بَيْنَ الْبَابِ إِلَى الْبَابِ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَهَجَرَ أَوْ مَكَّةَ وَبُصْرَى، قَالَ: لَا أَدْرِي أَيَّهُمَا قَالَ.①

① بخاري، كتاب التفسير، باب سورة الاسراء، رقم: ٤٧١٢ـ مسلم، كتاب الايمان، باب ادنى اهل الجنة منزلة فيها، رقم: ١٩٤ـ سنن ترمذى، رقم: ٢٤٣٤.

پھینک دے، میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ، مجھے اپنی جان کی فکر ہے۔ پس وہ چل کر میرے پاس آئیں گے تو کہیں گے: محمد (ﷺ)! آپ اللہ کے رسول اور خاتم النّبیین ہیں، اللہ نے آپ کی اگلی پچھلی تمام لغزشیں معاف فرما دی ہیں، اپنے رب سے ہماری سفارش کریں۔'' فرمایا: ''پس میں چلوں گا اور عرش کے نیچے آ کر اپنے رب کے حضور سجدہ ریز ہو جاؤں گا، پس پروردگار عالم مجھے ایسی جگہ کھڑا کرے گا جہاں مجھ سے پہلے کوئی کھڑا نہیں ہوا ہوگا، فرمائے گا: محمد (ﷺ)! شفاعت کریں آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی، سوال کریں آپ کا سوال پورا کیا جائے گا، میں عرض کروں گا: پروردگار! میری امت کو بچا لے، میری امت کو بچا لے، تو اللہ مجھ سے فرمائے گا: آپ اپنی امت میں سے ایسے افراد کو جن کے ذمے کوئی حساب نہیں، باب ایمن سے داخل فرمائیں۔ اور وہ دیگر ابواب میں لوگوں کے حصے دار ہیں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! ایک دروازے سے دوسرے دروازے تک اتنا فاصلہ ہے جتنا مکہ اور ہجر کے درمیان یا مکہ اور بصری کے درمیان فاصلہ ہے۔'' راوی نے کہا: میں نہیں جانتا کہ دونوں میں سے کیا فرمایا۔''

[۹۴۷/۱۸۷]...... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ أَبِي حَيَّانَ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: أُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَحْمٍ وَعِنْدَهُ نَفَرٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فَنَاوَلُوهُ الذِّرَاعَ وَكَانَ أَحَبَّ الشَّاةِ إِلَيْهِ فَنَهَشَ نَهْشَةً، فَذَكَرَ مِثْلَ حَدِيثِ عُمَارَةَ وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ فِي ذِكْرِ عِيسَى وَلَمْ يَذْكُرْ ذَنْبًا وَقَالَ: مَا بَيْنَ الْمِصْرَاعَيْنِ كَمَا بَيْنَ بُصْرَى وَمَكَّةَ أَوْ مَكَّةَ وَهَجَرَ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گوشت پیش کیا گیا جبکہ آپ کے کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی آپ کی خدمت میں حاضر تھے۔ انہوں نے دستی کا گوشت آپ کی خدمت میں پیش کیا، آپ کو بکری کا اس حصے کا گوشت بہت زیادہ پسند تھا، پس آپ نے دانتوں کے ساتھ توڑ کر تناول فرمایا، پس انہوں نے حدیث عمارہ کے مثل ذکر کیا، اور روایت میں عیسیٰ علیہ السلام کے ذکر میں کسی لغزش کا ذکر نہیں کیا، اور یہ بیان کیا: ''اس کی دو چوکھٹوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا بصری اور مکہ کے درمیان یا مکہ اور ہجر کے درمیان۔''

فوائد: ......(۱) معلوم ہوا روز قیامت ساری انسانیت حساب و کتاب سے خوفزدہ ہوگی۔

(۲)...... رسول اللہ ﷺ کی شفاعت سے اللہ تعالیٰ حساب و کتاب کا آغاز فرمائیں گے۔

(۳)...... آپ علیہ السلام اولادِ آدم کے سید (سردار) ہیں۔

---

① انظر ما قبله.

(۴)......اللہ تعالیٰ آپ کو شفاعت کبریٰ سے نوازیں گے۔

(۵)......آپ کو دستی کا گوشت مرغوب تھا۔

(۶)......امت محمدیہ علی صاحبہا الصلاۃ والسلام کے بعض لوگ بغیر حساب و کتاب جنت کے حقدار ٹھہریں گے۔

(۷)...... جنت کے دروازوں میں سے ایک کا نام ''ایمن'' ہے۔

(۸)......روز محشر رسول اللہ ﷺ اپنی امت کے لیے اللہ سے فریاد کریں گے۔

[۲۰۹/۹۴۸]...... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ كَيْسَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: مَرَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى قَبْرٍ فَوَقَفَ عَلَيْهِ فَدَعَا بِجَرِيدَتَيْنِ فَجَعَلَ إِحْدَاهُمَا عِنْدَ رَأْسِهِ وَالْأُخْرَى عِنْدَ رِجْلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: لَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يُخَفِّفَ عَنْهُ بَعْضَ عَذَابِ الْقَبْرِ مَا كَانَتْ فِيهِ نَدَاوَةٌ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ ایک قبر کے پاس سے گزرے، وہاں ٹھہرے تو آپ نے کھجور کی دو ٹہنیاں منگوائیں، آپ نے ان میں سے ایک اس کے سر کے پاس اور دوسری اس کے پاؤں کے پاس لگا دی، پھر فرمایا: ''ہوسکتا ہے کہ جب تک ان میں تری (گیلا پن) رہے اللہ ان کے عذاب قبر میں تخفیف کر دے۔''

فوائد: ......ایک دوسری حدیث میں ہے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دفعہ مدینہ یا مکہ کے ایک باغ میں تشریف لے گئے (وہاں) آپ نے دو شخصوں کی آواز سنی جنہیں ان کی قبروں میں عذاب کیا جا رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان پر عذاب ہو رہا ہے اور کسی بہت بڑے گناہ کی وجہ سے نہیں۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''بات یہ ہے کہ ایک شخص ان میں سے پیشاب کے چھینٹوں سے بچنے کا اہتمام نہیں کرتا تھا اور دوسرا شخص چغل خوری کیا کرتا تھا'' پھر آپ نے (کھجور کی) ایک ڈالی منگوائی اور اس کو توڑ کر دو ٹکڑے کیا، ان میں سے (ایک ایک ٹکڑا) ہر ایک کی قبر پر رکھ دیا۔ لوگوں نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ یہ آپ نے کیوں کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس لیے کہ جب تک یہ ڈالیاں خشک ہوں شاید اس وقت تک ان پر عذاب کم ہو جائے۔''

(بخاری، کتاب الوضوء، رقم : ۲۱۶)

علماء یہ کہتے ہیں کہ عذاب کا کم ہونا آپ ﷺ کے ہاتھوں کی برکات کی وجہ سے تھا، نہ کہ ان ٹہنیوں کی خصوصیات تھی، جیسا کہ ابن طولون کہتے ہیں کہ عذاب کا رک جانا رسول اللہ ﷺ کی برکت کی وجہ سے تھا کہ آپؐ نے ان کی قبروں پر دو شاخیں رکھی تھیں۔ (المنهل الروی فی الطب النبوی لابن طولون، ص : ۱۹۰)

① مسند احمد: ۲/ ٤٤١۔ اسناده حسن.

[۲۸٤/۹٤۹]...... أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ خَيْثَمَةَ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي نُعْمٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: حَدَّثَنَا الصَّادِقُ الْمَصْدُوقُ أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ قَالَ: أَوَّلُ خَصْمٍ يُقْضَى فِيهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَنْزَانُ ذَاتُ قَرْنٍ وَغَيْرُ ذَاتِ قَرْنٍ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ الصادق المصدوق صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بیان فرمایا: ''قیامت کے دن سب سے پہلے دو بکریوں کے مقدمے کا فیصلہ سنایا جائے گا، سینگوں والی بکری اور دوسری جس کے سینگ نہیں ہوں گے۔

[۲۸۹/۹۵۰]...... أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ الْهَجَرِيُّ، عَنْ أَبِي عِيَاضٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَبْلَى مِنِ ابْنِ آدَمَ كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا عَجَبُ الذَّنَبِ وَفِيهِ يُرَكَّبُ الْخَلْقُ. ②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''انسان کا ہر حصہ بوسیدہ ہو جائے گا، سوائے ریڑھ کی ہڈی کے آخری سرے سے، اسی سے دوبارہ تخلیق کی جائے گی۔''

فوائد: ......صحیح بخاری میں ہے: ((لَيْسَ مِنَ الْإِنْسَانِ شَيْءٌ إِلَّا يَبْلَى إِلَّا عَظْمًا وَّاحِدًا وَهُوَ عَجْبُ الذَّنْبِ وَمِنْهُ يُرَكَّبُ الْخَلْقُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) (بخاری، رقم: ٤۹۳۵)......''انسان کی ہر چیز بوسیدہ ہوجاتی ہے سوائے ایک ہڈی کے وہ ریڑھ کی ہڈی کا آخری مہرہ ہے، قیامت کے دن اسی سے تخلیق شروع ہوگی۔''

معلوم ہوا قبر میں انسان کا جسم آہستہ آہستہ مٹی میں تبدیل ہو جاتا ہے حتیٰ کہ ہڈیاں بھی مٹی بن جاتی ہیں۔ ہاں جن کے جسموں کو اللہ ذوالجلال محفوظ رکھنا چاہے تو ان کے جسموں کو کچھ بھی نہیں ہوتا۔

صحیح بخاری میں ہے عبدالملک بن مروان کے عہد حکومت میں جب نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ مبارک کی دیوار گری لوگ اسے (زیادہ اونچی) اٹھانے لگے تو وہاں ایک قدم ظاہر ہوا لوگ یہ سمجھ کر گھبرا گئے کہ یہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قدم مبارک ہے۔ کوئی شخص ایسا نہیں تھا جو قدم کو پہچان سکتا۔ آخر عروہ بن زبیر نے بتایا کہ نہیں خدا گواہ ہے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قدم نہیں ہے بلکہ یہ تو عمر رضی اللہ عنہ کا قدم ہے۔ (بخاری، رقم: ۱۳۹۰)

موطا امام مالک میں ہے عبدالرحمٰن بن ابوصعصعہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیدنا عمرو بن جموح اور سیدنا عبداللہ بن عمرو انصاری اسلمی دونوں جنگ احد میں شہید ہوئے تھے پانی کے بہاؤ نے ان کی قبر کو اکھیڑ دیا، قریب تھا کہ ان کی قبر بہہ جاتی۔ دونوں حضرات ایک ہی قبر میں دفن کیے گئے تھے۔ چنانچہ ان کی قبر کھودی گئی تا کہ ان کی میت نکال کر دوسری جگہ

---

① مجمع الزوائد: ۱۰/ ۳۵۲۔ اسناده ضعيف.

② مسلم، كتاب الفتن واشراط الساعة، باب مابين النفختين، رقم: ۲۹۵۵۔ سنن ابوداود، رقم: ٤۷٤۳.

دفن کر دی جائے، دونوں حضرات کی میتوں میں کوئی تغیر واقع نہیں ہوا تھا۔ ایسے لگ رہا تھا جیسے ابھی کل ہی شہید ہوئے ہیں۔ دونوں حضرات میں سے ایک کو جب زخم لگا تو اس نے (تکلیف کی وجہ سے) اپنا ہاتھ زخم پر رکھ لیا تھا، جب ان کو (دوسری جگہ) دفن کرنے لگے تو (لوگوں نے ان کا) ہاتھ ہٹانا چاہا، لیکن وہ پھر وہیں (زخم کی جگہ) آ لگا کھودنے کا واقعہ غزوۂ احد کے چھیالیس سال بعد کا ہے۔(موطا مالك، كتاب الجهاد، باب الدفن فی قبر واحد من ضرورة، رقم: ۱۷۰٤)

لیکن انبیاء علیہم السلام کے اجسام قبروں میں قیامت تک محفوظ رہتے ہیں۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے جسم زمین پر حرام کر دیئے ہیں۔'' (صحيح ابوداود، رقم : ۹۲۵)

علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ اس حکم میں انبیاء علیہم السلام کے علاوہ شہداء بھی شامل ہیں۔ علامہ قرطبی رحمہ اللہ نے تو اس موذن کو شامل کیا ہے، جو نیک نیت سے اذان کہے۔ علاوہ ازیں قاضی عیاض رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: حدیث کا مقصد یہ ہے کہ مٹی تمام بنی آدم کے اجسام کھا جاتی ہے۔ سوائے مخصوص اجسام کے جیسے اجسام انبیاء علیہم السلام وغیرہ۔ (فتح الباری: ۸/ ۵۵۳، رقم الحدیث: ٤٨١٤)

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ ابن عقیل کا قول نقل کرتے ہوئے رقمطراز ہیں (کہ مذکورہ بالا حدیث میں ہے کہ ریڑھ کی ہڈی باقی بچ جاتی ہے) اس میں اللہ تعالیٰ کا ایک راز ہے جو سوائے اس کے اور کوئی نہیں جانتا۔ اس لیے کہ جو اللہ عدم سے وجود میں لاسکتا ہے تو اس کے لیے کسی چیز کے خمیر کا محتاج ہونا ضروری نہیں۔(فتح الباری: ۸/ ۵۵۳۔ ٥٥٤)

[۹۵۱/۳۲۲]...... أَخْبَرَنَا كَثِيرُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ الأَصَمِّ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: مَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الأَرْضِ وَلَا طَائِرٍ يَطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ إِلَّا سَيُحْشَرُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، ثُمَّ يُقْتَصُّ لِبَعْضِهَا مِنْ بَعْضٍ حَتَّى يُقْتَصَّ لِلْجَمَّاءِ مِنْ ذَاتِ الْقَرْنِ، فَعِنْدَ ذَلِكَ يَقُولُ الْكَافِرُ يَا لَيْتَنِي كُنْتُ تُرَابًا، ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَاقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ: ﴿وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الأَرْضِ وَلَا طَائِرٍ يَطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ إِلَّا أُمَمٌ أَمْثَالُكُمْ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ إِلَى رَبِّهِمْ يُحْشَرُونَ﴾ (الأنعام:۳۸)[1]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: زمین پر چلنے والا ہر جانور اور پروں سے اڑنے والا ہر پرندہ قیامت کے دن جمع کیا جائے گا، پھر ان میں سے ایک کو دوسرے سے بدلہ دلایا جائے گا، حتیٰ کہ جس بکری کے سینگ نہیں ہوں گے اسے سینگوں والی بکری سے بدلہ دلایا جائے گا، تب کافر کہے گا: کاش کہ میں مٹی ہوتا، پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے: اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھو: ''جتنے حیوانات زمین پر چلتے پھرتے ہیں اور جتنے پرندے اپنے پروں کے ساتھ اڑتے پھرتے ہیں، سب تمہاری ہی طرح کی مخلوقات ہیں، ہم نے کتاب میں کوئی چیز بیان کرنے سے نہیں چھوڑی، پھر وہ سب اپنے

[1] مستدرك حاكم: ۲/ ۳٤٥، رقم: ۳۲۳۱ على شرط مسلم.

رب کے حضور جمع کیے جائیں گے۔''

فوائد :...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا قیامت کے دن جانوروں کو بھی بدلہ دلایا جائے گا، جس طرح اہل تکلیف انسانوں، بچوں اور مجنونوں کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔ اسی طرح جانوروں کو بھی زندہ کیا جائے گا اور ان سے قصاص لیا جائے گا۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ نے (مرقاۃ المصابیح: ۴/ ۷۶۱) میں لکھا ہے: اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ بکری تو غیر مکلّف ہے اس سے قصاص کیسے لیا جائے گا؟ تو ہم کہیں گے: بیشک اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کر گزرتا ہے، اس سے اس امر کے بارے میں نہیں پوچھا جا سکتا جو وہ کرتا ہے۔ جانوروں سے قصاص دلوانے کا مقصد لوگوں کو اس حقیقت پر آگاہ کرنا ہے کہ حقوق کو ضائع نہیں کیا جائے گا، اور ہر صورت میں مظلوم کو ظالم سے قصاص دلوایا جائے گا۔ مذکورہ بالا روایت ان لوگوں کی بھی تاویلات کا رد کرتی ہے، جو لوگ جانوروں کے حقیقی طور پر جمع ہونے اور ان سے قصاص لیے جانے کے قائل نہیں ہیں۔

[۹۵۲/۴۰۲]...... وَبِهَذَا، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَالَّذِی نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَيَرِدَنَّ عَلَیَّ الْحَوْضَ رِجَالٌ حَتَّى إِذَا رُفِعُوا إِلَیَّ وَعَرَفْتُهُمْ حُجِبُوا دُونِی، فَأَقُولُ: أَصْحَابِی أَصْحَابِی، فَيُقَالُ: إِنَّكَ لَا تَدْرِی مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ.①

اسی (سابقہ ۴۰۱) سند سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے! کچھ لوگ حوض کوثر پر میرے پاس آئیں گے، حتیٰ کہ جب وہ میرے قریب پہنچیں گے اور میں انہیں پہچان لوں گا، تو انہیں میرے نزدیک آنے سے روک دیا جائے گا، میں کہوں گا: میرے ساتھی ہیں، میرے ساتھی ہیں۔'' بتایا جائے گا: آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد دین میں کیا کیا نئے کام جاری کر لیے تھے۔''

فوائد :...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا حوض کوثر پر پانی پینے کے مستحق وہ لوگ ہوں گے جو اسلام پر قائم رہے اور اسلام کی حالت میں فوت ہوئے۔ جنہوں نے بدعت کا ارتکاب کیا وہ قیامت کے روز حوض کوثر کے پانی سے محروم رہیں گے۔ (بدعت کے متعلق دیکھئے شرح حدیث نمبر ۳۹۵)

[۹۵۳/۵۳۲]...... أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ الأَعْيَنِ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِی صَالِحٍ......

---

① مسلم، كتاب الطهارة، باب استحباب الحالة الغرة الخ، رقم: ۲۴۹۔ مسند احمد: ۲/ ۴۰۰۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۴۳۰۶.

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَيْفَ أَنْعَمُ وَصَاحِبُ الْقَرْنِ قَدِ الْتَقَمَ الْقَرْنَ، وَأَصْغَى سَمْعَهُ وَحَنَى جَبْهَتَهُ يَنْتَظِرُ مَتَى يُؤْمَرُ أَنْ يَنْفُخَ فَيَنْفُخَ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَمَا تَأْمُرُنَا ؟ قَالَ: قُولُوا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ، عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں کس طرح بے خوف ہوسکتا ہوں جبکہ سینگ/ بگل والے (اسرافیل علیہ السلام) نے اپنا منہ اس پر لگا رکھا ہے اور کان لگائے ہوئے اپنا چہرہ اس پر جھکا رکھا ہے اور وہ اس بات کا منتظر ہے کہ اسے پھونک مارنے کا کب حکم دیا جائے اور وہ پھونک مار دے؟'' انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ ہمیں کیا حکم فرماتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: ''کہو ((حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ، عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا)) اللہ ہمارے لیے کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے، ہم نے اللہ ہی پر توکل کیا۔''

[٥٣٣/٩٥٤]...... قَالَ: وَقَالَ أَبُو الأَحْوَصِ، عَنِ الأَعْمَشِ......

عَنْ أَبِی صَالِحٍ، أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كَيْفَ أَنْعَمُ؟، فَذَكَرَ مِثْلَهُ. ②

ابو صالح سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں کس طرح بے خوف ہوسکتا ہوں......'' پس راوی نے اسی مثل ذکر کیا۔

[٥٣٤/٩٥٥]...... أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مُطَرِّفٍ......

عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِی سَعِيدٍ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ. ③

عطیہ نے سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی (حدیث سابق، رقم:۵۳۲) کے مثل روایت کیا ہے۔

فوائد: ......صور ایک قسم کا بگل ہوتا تھا، جو کسی جانور کے سینگ سے بنایا جاتا تھا۔ حدیث میں مذکور صور سے مراد وہ صور ہے جو دنیا کے خاتمے پر بجایا جائے گا۔ قرآن مجید میں ہے:

﴿وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ أُخْرَى فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَo﴾ (الزمر: ٦٨)

---

① سنن ترمذی، ابواب التفسیر، باب ومن سورة الزمر، رقم: ٣٢٤٣ قال الالبانی:صحیح۔ مسند احمد: ٣/ ٧۔ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ٤٥٩٢۔ مسند ابی یعلی، رقم: ١٠٨٤.

② السابق.

③ سنن ترمذی، رقم: ٣٢٤٣۔ مسند احمد: ٣/ ٧۔ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ٤٥٩٢۔ مسند ابی یعلی، رقم:١٠٨٤.

''اور صور پھونک دیا جائے گا، پس آسمانوں اور زمین والے سب بے ہوش ہو کر گر پڑیں گے مگر جسے اللہ چاہے، پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا، تو وہ ایک دم کھڑے ہو کر دیکھنے لگ جائیں گے۔''

ایک حدیث میں ہے کہ ایک بدو نبی مکرم ﷺ کے پاس آیا اور پوچھا: صور کیا ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: ''صور ایک سینگ ہے جس میں پھونک دیا جائے گا۔'' (سلسلة الصحيحه، رقم : ۱۰۸۰)

مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوا کہ جب مسلمان کو آخرت کے واقعات کی گھبراہٹ اور فکر لاحق ہو تو ((حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ، عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا)) پڑھنا چاہیے۔

[۹۵٦/۵۸۵]...... أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ...... عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ الْعَبْسَمِيَّةِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ، فَيُسْمِعُهُمُ الدَّاعِي وَتُبْعِدُهُمُ الْبَصَرُ، ثُمَّ يَقُومُ مُنَادِي فَيُنَادِي يَقُولُ: سَيُعْلَمُ أَهْلُ الْجَمْعِ الْيَوْمَ مَنْ أَوْلَى بِالْكَرَمِ، فَيَقُولُ: أَيْنَ الَّذِينَ يَحْمَدُونَ اللّٰهَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ، فَيَقُومُونَ: وَهُمْ قَلِيلُونَ، فَيُدْخَلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ، ثُمَّ يَعُودُ فَيُنَادِي: أَيْنَ الَّذِينَ ﴿لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ﴾ (النور:۳۷) الْآيَةَ، فَيَقُومُونَ وَهُمْ قَلِيلُونَ فَيُدْخَلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ، ثُمَّ يَعُودُ فَيُنَادِي فَيَقُولُ: أَيْنَ الَّذِينَ تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ، فَيَقُومُونَ وَهُمْ قَلِيلُونَ فَيُدْخَلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ، ثُمَّ سَائِرَ النَّاسِ فَيُحَاسَبُونَ. ①

سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن لوگ ایک میدان میں آئیں گے، داعی انہیں آواز سنا سکے گا، نظر انہیں دیکھ پائے گی، پھر ایک منادی کھڑا ہوگا تو وہ اعلان کرے گا: آج سب کو معلوم ہو جائے گا کہ کرم کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے، پس وہ کہے گا: وہ لوگ کہاں ہیں جو خوش حالی اور تنگ حالی میں اللہ کی حمد کیا کرتے تھے، تو وہ کھڑے ہوں گے اور وہ کم ہی ہوں گے، پس وہ بغیر حساب جنت میں داخل ہوں گے، پھر وہ اعلان کرے گا: وہ لوگ کہاں ہیں؟ ''جنہیں ان کی تجارت اور لین دین کے معاملات اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کرتے'' پس وہ کھڑے ہوں گے اور وہ کم ہوں گے، پس وہ حساب کے بغیر جنت میں داخل ہوں گے، پھر وہ دوبارہ اعلان کرے گا تو کہے گا: وہ کہاں ہیں؟ ''جن کے پہلو بستروں سے الگ رہتے تھے۔'' تو وہ کھڑے ہوں گے اور وہ کم ہوں گے، پس وہ بھی بغیر حساب جنت میں داخل ہوں گے، پھر باقی لوگوں کا حساب ہوگا۔''

---

① مسند عبد بن حميد، رقم: ۱۵۸۱۔ شعب الايمان، رقم: ٦٩٣۔ مصنف عبدالرزاق، رقم: ۲۰۵۷۸۔ اسناده ضعيف.

39

كتاب الجنة والنار وصفتهما

جنت اور جہنم کے خصائل

[۳۶/۹۵۷]...... أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ حَمَّادٌ: أَحْسَبُهُ قَالَ: عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ دَخَلَ الْجَنَّةَ يَنْعَمُ لَا يَبْأَسُ، لَا تَبْلَى ثِيَابُهُ وَلَا يَفْنَى شَبَابُهُ، وَفِي الْجَنَّةِ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص جنت میں داخل ہوگا، وہ ہمیشہ نعمتوں میں خوشحال رہے گا کبھی خستہ حال نہ ہوگا، اس کا لباس پرانا ہوگا نہ اس کی جوانی ختم ہوگی، اور جنت میں وہ کچھ ہے جسے کسی آنکھ نے دیکھا ہے، نہ کسی کان نے سنا ہے اور نہ ہی کسی انسان کے خیال نے اس کا احاطہ کیا ہے۔''

فوائد:...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا جنتی جنت میں ہمیشہ خوش وخرم رہیں گے، کبھی پریشان اور رنجیدہ نہیں ہوں گے اور ہمیشہ جوان رہیں گے، کبھی بوڑھے نہیں ہوں گے۔ اور خوش باش اور بادشاہوں کی طرح زندگی بسر کریں گے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت میں ہے نبی کہ معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''(قیامت کے روز) ایک پکارنے والا (فرشتہ جنتی لوگوں کو مخاطب کر کے) پکارے گا: تم لوگ ہمیشہ صحت مند رہو گے، کبھی بیمار نہیں ہو گے۔ ہمیشہ زندہ رہو گے، تمہیں کبھی موت نہیں آئے گی۔ ہمیشہ جوان رہو گے، تمہیں کبھی بڑھاپا نہیں آئے گا، ہمیشہ مزے کرو گے، تم کبھی رنجیدہ

---

① مسلم، كتاب الجنة وصفة، باب فى دوام نعيم اهل الجنة الخ، رقم: ٢٨٣٦۔ مسند احمد: ٢/ ٣٦٩۔ سنن دارمى، رقم: ٢٨١٩۔ مسند ابى يعلى، رقم: ٦٤٢٨.

نہیں ہوں گے اور یہی مطلب ہے اللہ عزوجل کے ارشاد مبارک کا: ﴿وَ نُوْدُوْٓا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ (الاعراف: ۴۳)...... ''جنتی لوگ پکارے جائیں گے کہ یہ ہے وہ جنت جس کے تم وارث بنائے گئے ہو ان اعمال کے بدلے میں جو تم کرتے تھے۔''

(صحيح مسلم، كتاب الجنة وصفة نعيمها، باب في دوام نعيم اهل الجنة الخ)

مذکورہ بالا حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جنت کی جو نعمتیں اور راحتیں ہوں گی ان کو دنیا والوں کی آنکھوں نے دیکھا اور کانوں نے سنا تک نہ ہوگا۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کوئی آنکھ جنت اور اس کی بہار اور نعمتوں کو دیکھ نہیں پاتی، جبکہ نبی مکرم ﷺ نے معراج کے موقع پر ان کا نظارہ کیا تھا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس مطلق نفی سے امت محمدیہ علی صاحبہا الصلاۃ والسلام کا نہ دیکھنا مراد ہے، رسول اللہ ﷺ اس سے مستثنیٰ ہیں۔ اور قرآن مجید فرقان حمید میں بھی مذکورہ بالا بات کی تصدیق موجود ہے۔ ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ (السجدة: ۱۷)...... ''کوئی نفس نہیں جانتا جو کچھ ہم نے ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے ان کے لیے بطور جزاء پوشیدہ کر رکھی ہے، جو کچھ کرتے تھے یہ اس کا بدلہ ہے۔''

نفس نکرہ ہے جو عموم کا فائدہ دیتا ہے یعنی اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا ان نعمتوں کو جو اس نے مذکورہ اہل ایمان کے لیے چھپا کر رکھی ہیں، جن سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں گی۔

[۶۱/۹۵۸]...... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ......

عَنْ قَتَادَةَ، فِي قَوْلِهِ: ﴿وَظِلٍّ مَمْدُودٍ﴾ (الواقعة: ۳۰)، قَالَ: زَعَمَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَشَجَرَةً يَسِيرُ الرَّاكِبُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ مَا تَقْطَعُهَا قَالَ مَعْمَرٌ: وَأَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ: وَاقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ ﴿وَظِلٍّ مَمْدُودٍ﴾. ①

قتادہ رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ''لمبے سائے۔'' کے بارے میں مروی ہے، انہوں نے کہا: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنت میں ایک درخت ہے، سوار اس کے سائے میں سو سال سفر کرتا رہے گا، لیکن وہ اسے ختم نہیں کر سکے گا۔'' معمر نے کہا: مجھے محمد بن زیاد نے خبر دی کہ انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو نبی ﷺ سے روایت کرتے ہوئے (اسی بات کو) سنا، پھر سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے اگر تم چاہو تو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿وظل ممدود﴾ کو پڑھ لو۔

---

① بخاري، كتاب بدء الخلق، باب ماجاء في صفة الجنة وانها مخلوقة، رقم: ۳۲۵۱۔ مسلم، كتاب الجنة وصفة، باب ان في الجنة شجرة الخ، رقم: ۲۸۲۶۔ سنن ترمذي، رقم: ۲۵۲۳۔ مسند احمد: ۲/ ۴۳۸.

[۴۱۳/۹۵۹]...... أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا لَيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: إِنَّ فِي الْجَنَّةِ شَجَرَةً يَسِيرُ الرَّاكِبُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ سَنَةٍ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جنت میں ایک درخت ہے سوار اس کے سائے میں سو برس سفر کرتا رہے گا۔''

فوائد:...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا جنت میں درختوں کے سائے بہت طویل ہوں گے اور وہ درخت ہمیشہ پھلوں سے بھرے رہیں گے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿مُدْهَآمَّتٰنِ o فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ o﴾ (الرحمن: ٦٤۔٦٥)......''(جنت کے باغ) گھنے سیاہی مائل سرسبز ہیں۔ پس اے جن وانس! تم اپنے رب کی کس کس نعمت کا انکار کرو گے؟''

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''طوبی جنت میں ایک درخت کا نام ہے اس (کے سائے) کی مسافت سو سال ہے۔ اور جنتیوں کے کپڑے اس کی کلیوں کے غلاف سے تیار کیے گئے ہیں۔''

(سلسلة الصحيحه، رقم: ١٩٨٥)

حالانکہ جنت میں دھوپ نہیں ہوگی لیکن درختوں کا وجود اللہ ذوالجلال کی بہت بڑی نعمت ہے۔ جس سے منظر خوبصورت بنتا ہے۔ مذکورہ حدیث سے جنت کی وسعت کا بھی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ جس کے درخت اتنے بڑے ہیں وہ خود کتنی بڑی ہوگی۔

[۱۲۳/۹۶۰]...... أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ وَهُوَ ابْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَمَّارِ بْنِ أَبِي عَمَّارٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يُلْقَى فِي النَّارِ أَهْلُهَا وَتَقُولُ هَلْ مِنْ مَزِيدٍ؟ حَتَّى يَأْتِيَهَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى فَيَضَعَ فِيهَا قَدَمَهُ فَتَبْرَدَ أَوْ تَقُولَ: قَطْ قَطْ. ②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جہنمیوں کو جہنم میں ڈالا جائے گا، تو وہ یہی کہے گی: کیا کچھ اور ہے؟ حتیٰ کہ اس کے پاس اللہ تبارک وتعالیٰ آئے گا تو وہ اپنا قدم اس میں رکھے گا تو وہ سمٹ جائے گی اور کہے گی: کافی ہے، کافی ہے۔''

---

① السابق.

② بخاری، كتاب التفسير، باب قوله (وتقول هل من مزيد)، رقم: ٤٨٤٩۔ مسلم، كتاب الجنة و صفة، باب النار يدخلها الجبارون الخ، رقم: ٢٨٤٨.

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے جہنم کی وسعت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اس میں انسان اور جن داخل کر دیئے جائیں گے، اس کے باوجود وہ نہیں بھرے گی۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے ہر ہزار میں سے نو سو ننانوے آدمی جہنم میں جائیں گے۔ اور جہنم نہیں بھرے گی تو اللہ ذوالجلال نے وعدہ کیا، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: ﴿لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ اَجْمَعِيْنَ﴾ (السجدة: ۱۳) ''میں جہنم کو انسانوں اور جنوں سے بھر دوں گا۔''

لیکن جب جن و انس جہنم میں جائیں گے، اس کے بعد اللہ ذوالجلال پوچھے گا: تو بھر گئی ہے یا نہیں؟ وہ جواب دے گی: کیا کچھ اور بھی ہے؟ یعنی اگرچہ میں بھر گئی ہوں، لیکن یا اللہ تیرے دشمنوں کے لیے میرے دامن میں اب بھی گنجائش ہے۔ تو اللہ ذوالجلال اس کے بعد اپنا قدم رکھیں گے تو جہنم پکار اٹھے گی: کافی ہے، کافی ہے۔

[۱۷۹/۹۶۱]...... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَوَّلُ زُمْرَةٍ مِنْ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ عَلَى صُورَةِ أَشَدِّ كَوْكَبٍ دُرِّيٍّ فِي السَّمَاءِ إِضَاءَةً، لَا يَبُولُونَ وَلَا يَتَغَوَّطُونَ وَلَا يَتْفُلُونَ وَلَا يَمْتَخِطُونَ، أَمْشَاطُهُمُ الذَّهَبُ وَرَشْحُهُمُ الْمِسْكُ، وَمَجَامِرُهُمُ الْأَلُوَّةُ وَأَزْوَاجُهُمُ الْحُورُ وَأَخْلَاقُهُمْ عَلَى خَلْقِ رَجُلٍ وَاحِدٍ عَلَى صُورَةِ أَبِيهِمْ آدَمَ سُتُّونَ ذِرَاعًا. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری امت میں سے جنت میں جانے والا پہلا گروہ چودھویں رات کے چاند کی صورت پر ہوگا، پھر جو ان کے بعد داخل ہوگا وہ آسمان پر سب سے زیادہ چمکنے والے ستارے کی صورت پر ہوگا، انہیں بول و براز کی حاجت ہوگی نہ وہ تھوکیں گے اور نہ وہ ناک صاف کریں گے۔ ان کی کنگھیاں سونے کی ہوں گی اور پسینہ کستوری کا ہوگا، ان کے دھونی دان اگر بتی (عود) کے ہوں گے، ان کی ازواج حوریں ہوں گی، اور ان کی تخلیق ایک جیسی ہوگی اپنے باپ آدم علیہ السلام کی طرح ساٹھ ہاتھ (لمبے ہوں گے)۔''

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ جنت میں جانے والوں کے حسن و جمال میں فرق ہوگا، جتنے اعمال زیادہ ہوں گے اس حساب سے حسن بھی زیادہ ہوگا۔ لیکن قد وقامت میں سب برابر ہوں گے وہ ساٹھ ہاتھ (تقریباً نوے فٹ بنتا) ہے اور اسی طرح ان کی عمریں بھی برابر ہوں گی تیس تینتیس برس، جیسا کہ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جنتی لوگ جنت میں داخل ہوں گے تو ان کے بدن پر بال نہیں

---

① بخاری، رقم: ۳۳۲۷۔ مسلم، كتاب الجنة، باب اول زمرة تدخل الجنة الخ، رقم: ۲۸۳٤۔ سنن ترمذی، رقم: ۲۵۳۵۔ مسند احمد: ۲/ ۲۳۰.

ہوں گے، نہ ہی (چہرے پر) داڑھی اور مونچھ ہوگی، آنکھیں سرمگیں ہوں گی اور عمر تیس یا تینتیس سال ہوگی۔''

(سنن ترمذی، ابواب صفة الجنة، باب ماجاء فی سنن اهل الجنة)

معلوم ہوا جنت میں پیشاب پاخانے کی بھی ضرورت نہیں ہوگی، اور نہ ہی تھوک، ناک کی رینٹ اور کان کی میل وغیرہ الائشیں ہوں گی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جنت کی نعمتوں کی طرح حوریں بھی جنتی مردوں کے لیے ایک نعمت ہوں گی۔ حوروں سے مراد وہ عورتیں ہیں جو اللہ ذوالجلال نے اپنی قدرت سے جنت میں مومنوں کے لیے پیدا کی ہیں۔ جو خوبصورت، سرمگیں آنکھوں والی، لؤلؤ کی طرح سفید اور شفاف رنگت والی ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَحُورٌ عِينٌo كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِo جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَo﴾ (الواقعه: ۲۲۔۲۴)...... ''اہل جنت کے لیے خوبصورت آنکھوں والی حوریں ہوں گی، ایسی حوریں جیسے چھپا کر رکھے ہوئے موتی یہ سب کچھ انہیں ان اعمال کے بدلے میں ملے گا جو وہ دنیا میں کرتے رہے تھے۔''

یہ بھی معلوم ہوا ان کے اخلاق بھی ایک دوسرے کے مشابہ ہوں گے، کیونکہ جو لوگ اخلاق و عادات اور پسند و ناپسند میں جس قدر ہم خیال ہوتے ہیں، تو ان لوگوں کی اتنی ہی زیادہ گہری دوستی ہوتی ہے اور جنت میں لوگ ہم خیال اور ہم ذہن ہوں گے۔ کسی کے دل میں ایک دوسرے کے متعلق حسد و کینہ وغیرہ نہیں ہوگا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ نَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَo﴾ (الحجر: ٤٧)

''ان کے دلوں میں جو کچھ رنجش و کینہ تھا ہم سب کچھ نکال دیں گے، وہ بھائی بھائی بنے ہوئے ایک دوسرے کے آمنے سامنے تختوں پر بیٹھے ہوں گے۔''

[٢١٥/٩٦٢]...... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ لَيْثِ بْنِ أَبِي سُلَيْمٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا اسْتَجَارَ عَبْدٌ مِنَ النَّارِ سَبْعَ مَرَّاتٍ إِلَّا قَالَتِ النَّارُ: يَا رَبِّ إِنَّ عَبْدَكَ فُلَانًا اسْتَجَارَكَ مِنِّي فَأَجِرْهُ، وَلَا يَسْأَلُ اللّٰهَ الْجَنَّةَ سَبْعَ مَرَّاتٍ إِلَّا قَالَتِ الْجَنَّةُ: يَا رَبِّ إِنَّ عَبْدَكَ فُلَانًا سَأَلَنِي فَأَدْخِلْهُ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بندہ سات بار جہنم سے پناہ طلب کرتا ہے تو وہ کہتی ہے: پروردگار! تیرے فلاں بندے نے مجھ سے پناہ طلب کی ہے پس تو اسے پناہ دے دے، اور جو شخص اللہ سے سات مرتبہ جنت کا سوال کرتا ہے تو جنت کہتی ہے: پروردگار! تیرے فلاں بندے نے میرے متعلق سوال کیا، پس تو اسے داخل فرما دے۔''

فوائد:...... مذکورہ حدیث سے صبح و شام سات سات مرتبہ جنت کا سوال کرنے اور جہنم سے پناہ مانگنے کا

① صحيح ترغيب وترهيب، رقم: ٣٦٥٣۔ مسند ابى يعلى، رقم: ٦١٩٢.

اثبات ہوتا ہے۔ اور ہمیں چاہیے کہ ہم اس حدیث پر عمل کریں۔

شیخ البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: دمشق وغیرہ میں بعض لوگ نماز فجر کے بعد بآواز بلند سات دفعہ جنت کا سوال کرتے ہیں اور سات بار جہنم سے پناہ مانگتے ہیں۔ اس انداز سے اس حدیث پر عمل کرنا نہ اس حدیث سے اور نہ کسی دوسری دلیل سے ثابت ہے۔ یہ ذکر کسی نماز یا نماز باجماعت کے ساتھ خاص نہیں ہے، بلکہ مطلق ہے اور جس عمل کو شارح علیہ السلام نے مطلق رکھا ہو۔ اسے کسی زمان ومکان کے ساتھ خاص نہیں کیا جا سکتا، جیسا کہ شریعت کے مقید کو مطلق نہیں کیا جا سکتا۔ پس آدمی کو اس حدیث پر عمل کرنا چاہیے، وہ رات یا دن کی کسی گھڑی میں یا قبل از نماز یا بعد از نماز یہ عمل کر سکتا ہے، یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع محض ہوگی اور ان شاء اللہ اخلاص بھی نصیب ہوگا۔

رہا مسئلہ اس حدیث کا جب نماز فجر ادا کرے تو (کسی سے) کلام کرنے سے پہلے یہ دعا سات دفعہ پڑھا کر "اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ"...... "اے اللہ! مجھے جہنم سے پناہ دے۔" تو گذارش ہے کہ یہ روایت ضعیف ہے۔

(سلسلة الضعيفه، رقم : ١٦٢٤)

[٢٥٤/٩٦٣]...... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَمْ يَبْقَ مِنَ الْجَنَّةِ فِي الأَرْضِ شَيْءٌ إِلَّا هَذَا الْحَجَرُ وَغَرْسُ الْعَجْوَةِ وَأَوْدَاءٌ مِنَ الْجَنَّةِ يَصُبُّ فِي مَاءِ الْفُرَاتِ كُلَّ يَوْمٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَقَالَ رَجُلٌ: أَسَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ: أَنَا مَا طَهْوَى فَأَعَادَ عَلَيْهِ، فَقَالَ: أَنَا مَا طَهْوَى. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: زمین پر جنت کی اشیاء میں سے صرف یہ پتھر (حجر اسود) اور عجوہ کھجور کا پودا لگانا باقی رہ گیا ہے، جنتی برتنوں کو روزانہ تین بار فرات کے پانی میں ڈالا جاتا ہے۔" ایک آدمی نے کہا: آپ نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے؟ تو انہوں نے کہا: میرا پھر کیا کام اگر میں نے اسے آپ سے نہ سنا ہو۔ اس نے پھر پوچھا تو انھوں نے کہا کہ میرا پھر کیا کام اگر میں نے اسے آپ سے نہ سنا ہو۔

فوائد: ...... سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جنت کی صرف تین چیزیں اس زمین میں پائی جاتی ہیں، عجوہ کھجور کا درخت، اوقیے جو برکات جنت میں سے فرات میں نازل ہوتے ہیں اور حجر اسود۔" (سلسلة الصحيحه، رقم : ٣١١١)

[٢٦٢/٩٦٤]...... أَخْبَرَنَا الْمَخْزُومِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ، حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ، حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ ......

---

① اسناده حسن.

أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُلُّ نَارٍ أَوْقَدَهَا بَنُو آدَمَ جُزْءٌ مِنْ سَبْعِينَ جُزْءًا مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنْ كَانَتْ هَذِهِ لَكَافِيَةً، فَقَالَ: إِنَّهَا ضُعِّفَتْ بِتِسْعَةٍ وَسِتِّينَ جُزْءًا. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''انسان جو ساری آگ جلاتے ہیں وہ جہنم کی آگ کا سترواں حصہ ہے۔'' انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! یہ تو پھر کافی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اسے انہتر درجے بڑھا دیا گیا ہے۔''

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا جہنم کی آگ کی شدت دنیا کی آگ سے ۷۰ گنا زیادہ ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں: مسند احمد کی روایت میں (مِنْ مِّائَةِ جُزْءٍ) کے لفظ ہیں، یعنی دنیا کی آگ جہنم کے سو حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔ ان دونوں روایات میں بظاہر تعارض نظر آتا ہے، کیونکہ ایک روایت میں ستر کے لفظ ہیں جبکہ دوسری میں سو کے۔ تو ان احادیث اور ان جیسی دوسری احادیث جس میں کچھ اور تعداد منقول ہے، تطبیق اس طرح ہے کہ یہاں دوزخ کی آگ کی حرارت کی شدت بیان کرنا مقصود ہے، نہ کہ کوئی خاص تعداد۔ (فتح الباري: ٦/ ٣٣٤)

کیونکہ عربی زبان میں ستر کا عدد کثرت کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

﴿اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ﴾ (التوبة: ٨٠)

اللہ تعالیٰ نے نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی ہے کہ منافقین اللہ کی مغفرت کے اہل نہیں ہیں، لہٰذا آپ چاہے ان کے لیے مغفرت طلب کریں یا نہ کریں برابر ہے۔ اور ستر کے عدد سے مقصود مبالغہ ہے۔ یہ نہیں کہ اگر نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم ستر سے زائد بار مغفرت طلب کریں گے تو اللہ منافقوں کو معاف کر دے گا۔ بعینہٖ یہاں مذکورہ حدیث میں بھی جہنم کی آگ کی شدت حرارت اور سختی کو بیان کرنا مقصود ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ۝﴾ (التوبة: ٨١)...... ''کہہ دیجئے! کہ دوزخ کی آگ بہت ہی سخت گرم ہے، کاش کہ وہ سمجھتے ہوتے۔''

[٢٨٨/٩٦٥]...... أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ الْهَجَرِيُّ، عَنْ أَبِي عِيَاضٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: إِنَّ نَارَكُمْ هَذِهِ جُزْءٌ مِنْ سَبْعِينَ جُزْءًا مِنْ جَهَنَّمَ وَلَوْلَا مَا ضُرِبَ بِهَا الْمَاءُ سَبْعَ مَرَّاتٍ مَا انْتَفَعَ بِهَا بَنُو آدَمَ.

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمہاری یہ آگ جہنم کی آگ کا سترواں حصہ ہے، اگر اس پر سات بار پانی نہ ڈالا جاتا تو انسان اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا تھا۔''

---

① بخاري، كتاب بدء الخلق، باب صفة النار وانها مخلوقة، رقم: ٣٢٦٥۔ مسلم، كتاب الجنة وصفة، باب في شدة حر نار جهنم الخ، رقم: ٢٨٤٣۔ سنن ترمذی، رقم: ٢٥٨٩۔ مسند احمد: ٢/ ٣١٣.

[۲۹۱/۹۶۶]...... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ زِيَادٍ، مَوْلَى بَنِي مَخْزُومٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: نَحْنُ الْآخِرُونَ السَّابِقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَوَّلُ زُمْرَةٍ مِنْ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ سَبْعُونَ أَلْفًا لَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ، صُورَةُ كُلِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ كَأَشَدِّ ضَوْءِ كَوْكَبٍ فِي السَّمَاءِ، ثُمَّ بَعْدَ ذَلِكَ هُمْ مَنَازِلُ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہم دنیا میں سب سے آخر پر آئے اور قیامت کے دن سب سے پہلے ہوں گے، میری امت کا پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہوگا وہ ستر ہزار افراد ہوں گے جن کا کوئی حساب نہیں ہوگا، ان میں سے ہر ایک کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن ہوگا، پھر وہ جو ان کے بعد والے ہوں گے وہ آسمان میں سب سے زیادہ چمک دار ستارے کی طرح روشن ہوں گے، پھر اس کے بعد وہ درجہ بدرجہ ہوں گے۔''

[۲۹۲/۹۶۷]...... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ......

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي خَالِدٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ. ②

ابن ابی خالد نے اس اسناد سے اسی مثل روایت کیا ہے۔

فوائد:...... مذکورہ حدیث سے امت محمدیہ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ علامہ سیوطی رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: آخر دن، سے مراد زمانہ کے اعتبار سے ہے۔ یعنی ہم آخری امت درجہ میں سب سے پہلے ہیں، یہ شرف اس امت کو حاصل ہے کہ وجود کے اعتبار سے یہ امت اگرچہ سب امتوں سے آخر میں آئی ہے۔ لیکن آخرت میں بقیہ امتوں سے سبقت لے جانے والی ہے کہ ان کا حشر سب سے پہلے ہوگا۔ حساب بھی اس امت کا سب سے پہلے ہوگا۔ سب سے پہلے فیصلہ ان کے بارے میں سنایا جائے گا۔ بقیہ امتوں کی نسبت یہ امت سب سے پہلے جنت میں جائے، اس بات کی دلیل سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہم دنیا میں آنے کے اعتبار سے آخر میں ہیں، اور قیامت کے دن درجہ میں سب سے پہلے ہوں گے، سب مخلوقات سے پہلے ہمارے متعلق فیصلہ سنایا جائے گا۔'' (مسلم، كتاب الجمعة، رقم: ۸۵۶، دیکھئے شرح سنن نسائی: ۱/۸)

مذکورہ بالا حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اہل جنت کو حسن وجمال ان کے اعمال ودرجات کے مطابق ملے گا۔

[۲۹۷/۹۶۸]...... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ لَيْثِ بْنِ أَبِي سُلَيْمٍ، عَنْ كَعْبٍ......

---

① بخاری، كتاب بدء الخلق، باب ماجاء فی صفة الجنة الخ، رقم: ۳۲۴۶۔ مسلم، كتاب الجنة وصفة، باب اول زمرة تدخل الجنة الخ، رقم: ۲۸۳۴۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۴۳۳۳۔ مسند احمد: ۲/ ۴۷۳.

② صحیح ابن حبان، رقم: ۵۷۶۴۔ مسند احمد: ۲/ ۴۴۰۔ صحیح ترغیب وترهیب، رقم: ۲۵۶۰.

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: صَلُّوا عَلَیَّ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ عَلَیَّ زَكَاةٌ لَكُمْ وَسَلُوا اللّٰهَ لِیَ الْوَسِيلَةَ قَالَ: فَسُئِلَ عَنِ الْوَسِيلَةِ أَوْ أَخْبَرَهُمْ بِهَا، قَالَ: هِیَ أَعْلَى دَرَجَةٍ فِی الْجَنَّةِ وَلَا يَبْلُغُهَا أَحَدٌ إِلَّا رَجُلٌ وَاحِدٌ أَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَنَا هُوَ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھ پر صلوٰۃ پڑھا کرو، کیونکہ تمہارا مجھ پر صلوٰۃ پڑھنا تمہارے لیے پاکیزگی کا باعث ہے، اور اللہ سے میرے لیے وسیلہ کا سوال کرو۔'' راوی نے بیان کیا: آپؐ سے وسیلے کے متعلق پوچھا گیا یا آپ نے اس کے متعلق انہیں بتایا، فرمایا: ''وہ جنت میں ایک اعلیٰ درجہ ہے، وہاں تک صرف ایک ہی شخص کی رسائی ہوگی، مجھے امید ہے کہ وہ میں ہوں گا۔''

[٩٦٩/٣٦٤]...... أَخْبَرَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ لَيْثًا يُحَدِّثُ، عَنْ كَعْبٍ......

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: صَلُّوا عَلَیَّ فَإِنَّهَا زَكَاةٌ لَكُمْ، وَسَلُوا اللّٰهَ لِیَ الْوَسِيلَةَ وَهِیَ أَعْلَى دَرَجَةٍ فِی الْجَنَّةِ لَا يُدْرِكُهَا أَوْ قَالَ: لَا يَبْلُغُهَا إِلَّا رَجُلٌ وَاحِدٌ وَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَنَا هُوَ. ②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھ پر صلوٰۃ بھیجو، کیونکہ وہ تمہارے لیے پاکیزگی ہے، اور اللہ سے میرے لیے وسیلے کی درخواست کرو وہ جنت میں ایک اعلیٰ درجہ ہے، وہاں تک صرف ایک ہی آدمی کی رسائی ہوگی اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ میں ہی ہوں گا۔''

[٩٧٠/٢٩٩]...... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ كَعْبٍ......

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُو يَقُولُ: اللّٰهُمَّ إِنِّی أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُوعِ فَإِنَّهُ بِئْسَ الضَّجِيعُ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخِيَانَةِ، فَإِنَّهَا بِئْسَتِ الْبِطَانَةُ أَوْ قَالَ: الْعَلَامَةُ. ③

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دعا کیا کرتے تھے: ''اے اللہ! میں بھوک سے تیری پناہ چاہتا ہوں، کیونکہ وہ برا ساتھی ہے، اور میں خیانت سے تیری پناہ چاہتا ہوں کیونکہ وہ برا راز دان ہے یا فرمایا بری نشانی ہے۔''

---

① مسند احمد: ٢/ ٣٦٥۔ قال شعیب الارناؤط، اسناده ضعیف.

② السابق.

③ سنن ابوداود، کتاب سجود القرآن، باب فی الاستعاذه، رقم: ١٥٤٧ قال الالبانی :حسن۔ سنن نسائی، رقم: ٥٤٦٨۔ صحیح ابن حبان، رقم: ١٠٢٩۔ صحیح ترغیب وترهیب، رقم : ٣٠٠٢.

فوائد: ...... (۱) مذکورہ دعا بڑی جامع ہے لہٰذا یہ دعا انسان کو مانگتے رہنا چاہیے، کیونکہ بسا اوقات بھوک بندے کو اللہ کے ذکر سے غافل کر دیتی ہے۔ لہٰذا ایسی بھوک سے اللہ ذوالجلال سے پناہ مانگتے رہنا چاہیے۔ جو کفر تک پہنچا دے۔

(۲)...... خیانت سے پناہ مانگتے تھے، کیونکہ وہ برا راز دان اور بری ہم نشین و مصاحب ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جب خائن آدمی کی خیانت کا راز فاش ہوتا ہے تو آدمی بدنام ہوتا ہے معاشرے میں ذلیل وخوار ہو کر رہ جاتا ہے۔

[۹۷۱/۳۰۰]...... أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ ، حَدَّثَنَا سَعْدَانُ الْجُهَنِيُّ ، عَنْ سَعْدٍ أَبِي الْمُجَاهِدِ الطَّائِيِّ ، عَنْ أَبِي الْمُدِلَّةِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا بِنَاءُ الْجَنَّةِ ، قَالَ: لَبِنَةٌ مِنْ ذَهَبٍ ، وَلَبِنَةٌ مِنْ فِضَّةٍ وَمِلَاطُهَا الْمِسْكُ ، وَتُرْبَتُهَا الزَّعْفَرَانُ وَحَصْبَتُهَا اللُّؤْلُؤُ ، مَنْ يَدْخُلُهَا يَنْعَمُ لَا يَبْأَسُ وَلَا يَخْرَقُ ثِيَابُهُ ، وَلَا يَبْلَى شَبَابُهُ . ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جنت کی تعمیر کس طرح کی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک اینٹ سونے کی ہے اور ایک اینٹ چاندی کی ہے، اس کا گارا کستوری کا ہے، اس کی مٹی زعفران ہے، اس کے سنگریزے موتیوں کے ہیں، جو اس میں داخل ہوگا، وہ خوش گوار رہے گا مایوس نہیں ہو گا، اس کی پوشاک بوسیدہ ہوگی نہ اس کی جوانی ڈھلے گی۔''

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ سونے اور چاندی کی اینٹوں سے جنت کے محلات بنے ہوئے ہیں اور یہ درجات کے اعتبار سے ملیں گے۔ جیسا کہ سیدنا ابوبکر بن ابوموسیٰ (اشعری) اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سابقون کے لیے سونے کے دو باغ اور اصحاب الیمین کے لیے چاندی کے دو باغ ہیں''۔ (النهاية لابن كثير: ٣٤٦ اسناده صحيح) آج دنیا کا امیر ترین شخص بھی ایسا قیمتی ایک کمرہ نہیں بنا سکتا محل تو دور کی بات ہے۔ ایسی جنت کے حصول کے لیے محنت کرنی چاہیے اللہ کی رضا کے لیے خواہشات کو قربان کر دینا چاہیے۔

[۹۷۲/۳۴۵]...... أَخْبَرَنَا عِيسَى ، حَدَّثَنَا الْأَفْرِيقِيُّ ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ رَاشِدٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سُئِلَ: أَيَمَسُّ أَهْلُ الْجَنَّةِ النِّسَاءَ ؟ قَالَ: نَعَمْ ، بِذَكَرٍ لَا يَمَلُّ ، وَفَرْجٍ لَا يُجْفَا ، وَشَهْوَةٍ لَا تَنْقَطِعُ .

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے پوچھا گیا: کیا جنتی عورتوں سے مس (جماع) کریں گے؟ انہوں نے کہا: ہاں (مرد کی) ایسی شرم گاہ کے ساتھ جو تھکے گی نہیں، ایسی شرم گاہ جو گھسے گی نہیں اور ایسی شہوت جو ختم نہیں ہوگی۔

---

① مسند احمد: ٢/ ٤٤٥۔ قال شعيب الارناؤط: صحيح .

[٣٤٦/٩٧٣]...... أَخْبَرَنَا الْمُقْرِئُ، حَدَّثَنَا الأَفْرِيقِيُّ، حَدَّثَنِي عُمَارَةُ بْنُ رَاشِدِ بْنِ مُسْلِمٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيَمَسُّ أَهْلُ الْجَنَّةِ أَزْوَاجَهُمْ؟ قَالَ: نَعَمْ بِذَكَرٍ لَا يَمَلُّ وَفَرْجٍ لَا يُجْفَا وَشَهْوَةٍ لَا يَنْقَطِعُ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: کیا جنتی اپنی بیویوں سے جماع کریں گے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں، ایسے ذکر (شرم گاہ) کے ساتھ جو تھکے گی نہیں، ایسی شرم گاہ جو گھسے گی نہیں اور ایسی شہوت جو ختم نہیں ہوگی۔''

[٤٣٣/٩٧٤]...... أَخْبَرَنَا الْمَخْزُومِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الأَصَمِّ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ الأَصَمِّ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ أَرَأَيْتَ جَنَّةً عَرْضُهَا السَّمَوَاتُ وَالأَرْضُ، فَأَيْنَ النَّارُ؟ قَالَ: أَرَأَيْتَ هَذَا اللَّيْلَ الَّذِي قَدْ كَانَ أَلْبَسَ عَلَيْكَ كُلَّ شَيْءٍ، أَيْنَ جُعِلَ؟ فَقَالَ: اللّٰهُ أَعْلَمُ، قَالَ: فَإِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ. ②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے کہا: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! مجھے بتائیں جنت جس کی عرض (چوڑائی) آسمانوں اور زمین کے برابر ہے، تو پھر جہنم کہاں ہوگی؟ آپ نے فرمایا: ''مجھے بتاؤ یہ جو رات ہے جس نے تم پر ہر چیز مخفی کر دی تھی، اس کا کیا بنے گا؟'' اس نے کہا: واللہ اعلم، (اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے) آپؐ نے فرمایا: ''اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔''

فوائد: ......قرآن مجید میں ہے: ﴿وَ سَارِعُوْٓا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ﴾ (ال عمران: ١٣٣)......''اور اپنے رب کی بخشش کی طرف اور اس جنت کی طرف دوڑو جس کا عرض آسمان وزمین کے برابر ہے۔''

اس آیت کو مدنظر رکھ کر اس آدمی نے بات کی۔ شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس حدیث کی فقہ کا علم امام ابن حبان رحمہ اللہ کے اس حدیث پر قائم کردہ درج ذیل باب سے ہوتا ہے۔ ((ذِكْرُ الْخَبْرِ الدَّالِ عَلٰى اِجَابَةِ الْعَالِمِ بِالْاَجُوْبَةِ عَلٰى سَبِيْلِ التَّشْبِيْهِ وَالْمَقَايَسَةِ دُوْنَ الْفَصْلِ فِی الْقِصَّةِ.))......''اصل قصہ کی تفصیل میں پڑے بغیر جواب دینے کے لیے عالم کا ایسی دلیل ذکر کرنا جو تشبیہ وتقییس کی صورت میں سائل کو دیئے جانے والے

① مسند بزار، رقم: ٣٥٢٤۔ مطالب العالية، رقم: ٤٦٧٨۔ اسناده ضعيف.

② صحيح ابن حبان، رقم: ١٠٣۔ قال شعيب الارناؤط: اسناده صحيح۔ مستدرك حاكم: ١/ ٩٢، رقم: ١٠٣.

جوابات پر مشتمل ہو۔''

[٤٣٦/٩٧٥]...... وَبِهَذَا، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ دَخَلَ الْجَنَّةَ فَهُوَ عَلَى صُورَةِ آدَمَ وَلَمْ يَزَلِ الْخَلْقُ يَنْقُصُ حَتَّى الْيَوْمَ. ①

اسی (سابقہ ۴۳۵) سند سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص جنت میں داخل ہوگا، وہ آدم علیہ السلام کی صورت پر ہوگا، (آدم علیہ السلام کے بعد) انسانوں میں اب تک قد چھوٹے ہوتے رہے ہیں۔''

فوائد:...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا جو بھی جنت میں جائے گا وہ حسن وجمال، خوبصورتی اور قد وقامت میں سیدنا آدم علیہ السلام کی صورت پر ہوگا۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص بھی جنت میں جائے گا۔ وہ سیدنا آدم علیہ السلام کی طرح ساٹھ ہاتھ لمبا ہوگا۔'' (شروع میں لوگوں کے قد ساٹھ ہاتھ تھے) جو بعد میں گھٹتے گئے، حتیٰ کہ موجودہ قد پر آ گئے۔ (مسلم، كتاب الجنة وصفة، باب يدخل الجنة اقوام افئدتهم مثل افئدة الطير)

یہ بھی معلوم ہوا ہر زمانے کے لوگ قد وقامت کے لحاظ سے اپنے سے پہلے لوگوں کے مقابلہ میں پست رہے ہیں۔ حتی کہ ابراہیم علیہ السلام قدموں کے نشان مقامِ ابراہیم پر موجود وہ عام سائز کے ہیں۔ یعنی ۶ یا ۷ انچ تقریباً۔

[٤٥٣/٩٧٦]...... وَبِهَذَا، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْجَنَّةُ حُفَّتْ بِالْمَكَارِهِ، وَالنَّارُ حُفَّتْ بِالشَّهَوَاتِ. ②

اسی سند (سابقہ ۴۵۲) سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنت کو ناپسندیدہ چیزوں کے ساتھ گھیر دیا گیا ہے، جبکہ جہنم کو شہوات کے ساتھ گھیر دیا گیا ہے۔''

فوائد:...... ایک دوسری حدیث میں ہے، سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ ذوالجلال نے جنت کو پیدا کیا تو جبریل امین سے کہا: جاؤ، اسے دیکھو، چنانچہ وہ گئے اور اسے دیکھا، پھر آئے تو کہا: اے میرے رب! تیری عزت کی قسم! اس کے متعلق جو کوئی بھی سنے گا، اس میں داخل ہونا چاہے گا۔ پھر اللہ عزوجل نے اس کو مکروہات کے گھیرے میں دے دیا۔

''اس میں آنے والوں کو جو عمل کرنے ہوں گے اور جن شرعی پابندیوں کو قبول کرنا ہوگا، عمومی طور پر ان کی طرف طبیعت مائل نہیں ہوتی یا حق کی راہ پر جمے رہنے کی وجہ سے تکلیفیں اٹھانی ہوں گی۔''

---

① بخاری، كتاب الاستئذان، باب بدء السلام، رقم: ٦٢٢٧۔ مسلم، رقم: ٢٨٤١۔ مسند احمد: ٢/ ٣٠١٥.

② بخاری، كتاب الرقاق، باب حجبت النار بالشهوات، رقم: ٦٤٨٧۔ مسلم، كتاب الجنة وصفة نعيمها واهلها، رقم: ٢٨٢٣۔ سنن ابوداود، رقم: ٤٧٤٤۔ سنن ترمذی، رقم: ٢٥٦٠۔ مسند احمد: ٢/ ٢٦٠۔ صحيح ابن حبان، رقم: ٧١٦.

آپ ﷺ نے فرمایا: پھر جب دوزخ کو پیدا کیا تو جبریل سے کہا: جاؤ اور دوزخ کو دیکھ کر آؤ۔ وہ گئے اور دیکھ کر آئے، واپس آ کر کہا: اے میرے رب! تیری عزت کی قسم! کوئی نہیں جو اس کے متعلق سنے اور پھر اس میں داخل ہو۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو نفسانی خواہشات اور مرغوبات کے گھیرے میں دے دیا۔ پھر فرمایا: اے جبریل! جاؤ اور اسے دیکھ کر آؤ۔ وہ گئے اور اسے دیکھا، پھر آئے اور کہا: اے میرے رب! تیری عزت اور تیرے جلال کی قسم! مجھے اندیشہ ہے کہ اس میں داخل ہونے سے کوئی بھی نہیں بچ سکے گا۔''

(سنن ابوداود، کتاب السنة، رقم : ٤٧٤٤ـ اسناده حسن)

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَاَمَّا مَنْ طَغٰیo وَآثَرَ الْحَیَاةَ الدُّنْیَاo فَإِنَّ الْجَحِیْمَ هِیَ الْمَاْوٰیo وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَی النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰیo فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِیَ الْمَاْوٰیo﴾ (النازعات: ٣٧ـ٤١)......''تو جس (شخص) نے سرکشی کی (ہوگی) اور دنیوی زندگی کو ترجیح دی (ہوگی) (اس کا) ٹھکانا جہنم ہے۔ ہاں جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرتا رہا اور اپنے نفس کو خواہش سے روکا۔ تو اس کا ٹھکانا جنت ہے۔''

[٤٩٥/٩٧٧]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو الْمُهَزِّمِ، قَالَ: سَمِعْتُ......

أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَجْتَمِعُ رَجُلَانِ فِي الْجَنَّةِ أَحَدُهُمَا قَالَ لِأَخِيهِ: يَا كَافِرُ.

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ دو آدمی جنت میں اکٹھے نہیں ہو سکتے جن میں سے ایک نے اپنے مسلمان بھائی سے کہا ہو: اے کافر۔''

[٥١٣/٩٧٨]...... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا عَوْفٌ، عَنْ خِلَاسٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فِي الْجَنَّةِ شَجَرَةٌ يَسِيرُ الرَّاكِبُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَا يَقْطَعُهَا. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جنت میں ایک درخت ہے جس کے سائے میں سوار سو سال چلے گا، لیکن اس کا سایہ ختم نہیں ہوگا۔''

[٥١٤/٩٧٩]...... قَالَ عَوْفٌ......

وَقَالَ الْحَسَنُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ. قَالَ عَوْفٌ: وَبَلَغَنِي أَنَّهُ الظِّلُّ الْمَمْدُودُ.

حسن رحمہ اللہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، اور عوف نے بیان کیا: مجھے خبر ملی ہے کہ وہ (سایہ) دراز ہوگا۔

---

① السابق.

[۵۱۷/۹۸۰]...... وَبِهَذَا، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَاللّٰهِ لَقَابُ قَوْسِ أَحَدِكُمْ أَوْ سَوْطِهِ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِمَّا بَيْنَ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ . ①

اسی (سابقہ ۵۱۶) سند سے رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے، آپؐ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! جنت میں تم میں سے کسی کے کمان یا کوڑے برابر جگہ (اس سے بہتر ہے) جو آسمانوں اور زمین کے درمیان ہے۔''

فوائد: ...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا جنت میں چھڑی برابر جگہ زمین وآسمان کے درمیان جو کچھ بھی ہے، اس سے افضل ہے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ جنت میں ایک کوڑا رکھنے کی جگہ دنیا ومافیہا سے بہتر ہے۔

(بخاری، رقم : ۲۸۹۲، ۳۲۵۰، ٦٤١٥)

سبحان اللہ! جنت کی کتنی بڑی عظمت اور شان ہے اور جنت پھر تھوڑی سی نہیں ملنی، بلکہ کم سے کم درجے کے جنتی کو جنت میں دنیا کی بڑی سے بڑی سلطنت سے کئی گنا زیادہ جگہ ملے گی۔

جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے معلوم ہے کون سا جہنمی سب سے آخر میں جہنم سے نکلے گا اور کون سا جنتی سب سے آخر میں جنت میں داخل ہوگا۔ ایک شخص جہنم سے گھٹنوں کو گھسیٹتے ہوئے نکلے گا، اللہ تعالیٰ اس سے کہے گا: جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ، وہ جنت کے پاس آئے گا، لیکن اسے ایسا معلوم ہوگا کہ جنت بھری ہوئی ہے۔ چنانچہ وہ واپس آئے گا اور عرض کرے گا اے میرے رب! میں نے جنت کو بھرا ہوا پایا۔ اللہ تعالیٰ پھر اس سے کہے گا: جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ، وہ پھر آئے گا، لیکن اسے ایسا معلوم ہوگا کہ جنت بھری ہوئی ہے، وہ واپس لوٹے گا اور عرض کرے گا: اے رب! میں نے جنت کو بھرا ہوا پایا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ، تمہیں دنیا اور اس سے دس گنا زیادہ دیا جاتا ہے یا (اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ) تمہیں دنیا کے دس گنا دیا جاتا ہے۔ وہ شخص کہے گا: تو میرا مذاق بناتا ہے، حالانکہ تو شہنشاہ ہے۔ میں نے دیکھا کہ اس بات پر رسول اللہ ﷺ مسکرا دیئے اور آپ کے دندان مبارک ظاہر ہوگئے اور کہا جاتا ہے کہ وہ جنت کا سب سے کم درجے والا شخص ہوگا۔ (بخاری، کتاب الرقاق، رقم : ٦٥٧١)

[۵۲۹/۹۸۱]...... أَخْبَرَنَا غِيَاثُ بْنُ بَشِيرٍ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُسْلِمِ بْنِ هُرْمُزَ الْهُرْمُزِيِّ...... عَنْ مُجَاهِدٍ ، قَالَ: قِيلَ لِأَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ هَلْ فِي الْجَنَّةِ مِنْ سَمَاعٍ ؟ قَالَ: نَعَمْ ، شَجَرَةٌ أَصْلُهَا مِنْ ذَهَبٍ وَأَغْصَانُهَا

مجاہد رحمہ اللہ نے بیان کیا، سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا: کیا جنت میں سماع ہوگا؟ انہوں نے فرمایا: ہاں، ایک درخت ہے اس کا تنا سونے کا، اس کی شاخیں چاندی کی

---

① بخاری، کتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار، رقم: ٦٥٦٨۔ مسلم، رقم : ١٨٨٠۔ سنن ترمذی، رقم: ١٦٥١۔ مسند احمد: ٥/ ٣٣٩ .

الْفِضَّةُ، وَثَمَرُهَا الْيَاقُوتُ وَالزَّبَرْجَدُ يَبْعَثُ لَهَا رِيحًا فَتَحُكُّ بَعْضُهَا بَعْضًا فَمَا سُمِعَ شَيْءٌ قَطُّ أَحْسَنُ مِنْهُ. ①

اور اس کا میوہ یاقوت اور زبرجد کا ہوگا، ایک ہوا بھیجی جائے گی تو وہ ایک دوسرے سے رگڑ کھائیں گے، تو (اس سے جو آواز پیدا ہوگی) اس سے بہتر کسی چیز نے (آواز) نہ سنی ہوگی۔

---

① لم اجدہٗ و اسنادہٗ ضعیفٌ لضعف عبداللّٰہ بن مسلم بن ہرمز تقریب التہذیب : ٣٤١٤ .